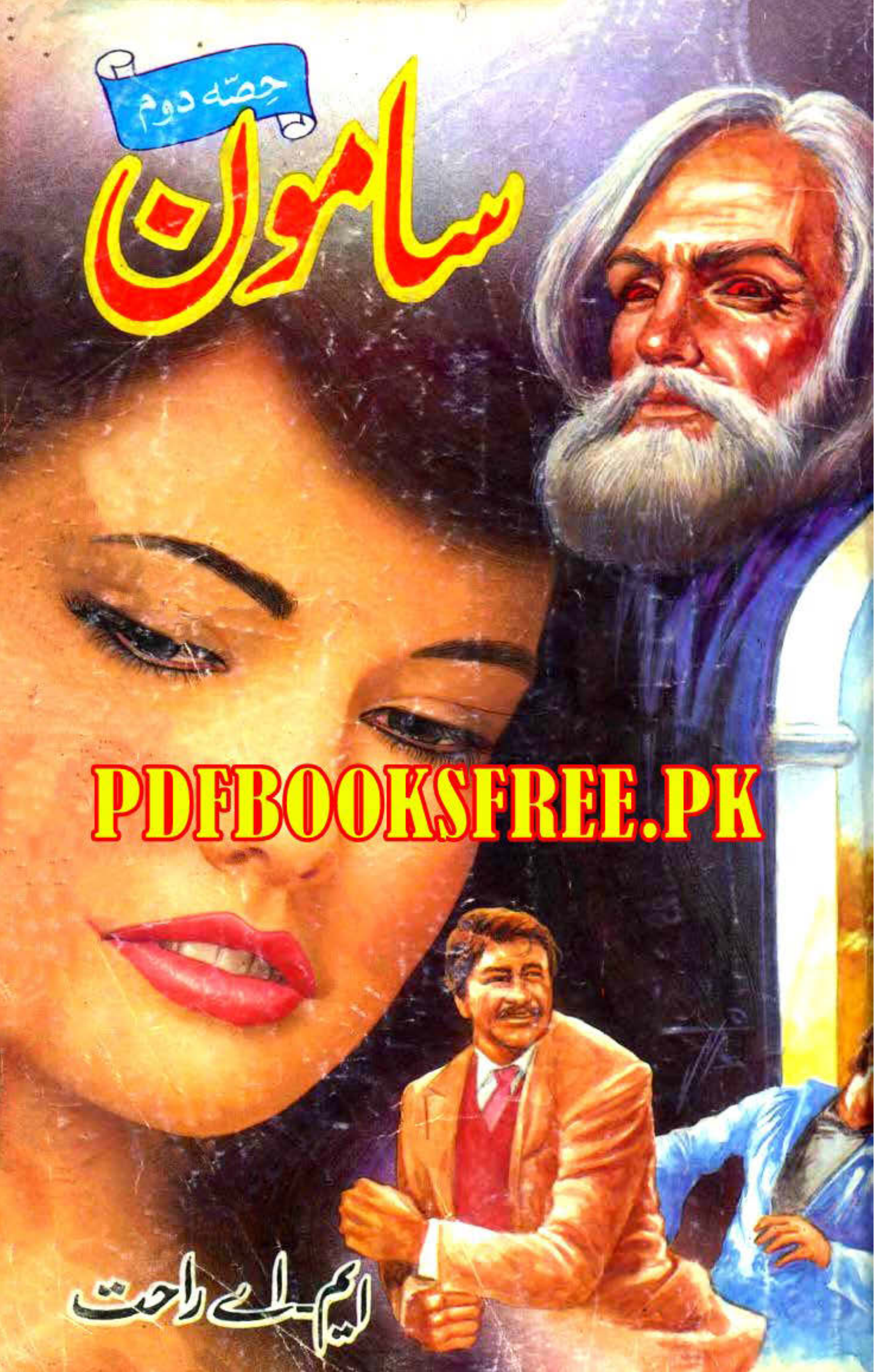
حِصّہ دوم
سامون
PDFBOOKSFREE.PK
ایم اے راحت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بلند حوصلہ نوجوان کی ایسی داستان جس کا ہر موڑ نئی حیرتیں اور نئے اسرار لیکر آئے گا جو اپنے
بخت سے منہ موڑ کر مستقبل کو فتح کرنے کے ارادے سے نکلا تھا اور اس سلسلہ میں
آتش زار سے کھیلتا چلا گیا

سامری

حصّہ دوم

ایم۔ اے راحت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس پراسرار ماحول اور اس انوکھی صورت حال نے مجھ پر سحر سا طاری کر رکھا تھا جو اس نام کو سن کر ٹوٹ گیا۔ میرے ذہن میں چھن سے آواز ہوئی تھی۔

"کون ــــ ؟" میں نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"ادھر کا لوگ اس کو سمبوتورا بولتا ہائے۔ بٹ یہ وائی مین ہائے۔ اوگن وائی مین۔" ندرت نے کہا۔

اسی وقت سیاہ کفن میں لپٹے ہوئے شخص نے پہلو بدلا۔ اور شستہ انگریزی میں بولا۔

"تمہارا نام غزالی ہے ؟"

"ہاں۔ میں ہی غزالی ہوں۔ کیا تم سے میرا تعارف ہو چکا ہے۔" میں نے اب خود کو سنبھال لیا تھا۔

"ہائیسا نے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ تم ایک مخلص اور شریف النفس نوجوان ہو۔" سمبوتورا نے کہا۔

"ہائیسا ؟"

"تم اسے ندرت کہتے ہو۔"

"اوہ" میرے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی۔ ندرت نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن تم مجھے ناؤ ڈرٹ ہی بولیا گا زالی۔ آؤ باٹھے۔"

ندرت کو اردو کے ساتھ زیادتی کرنے میں ہی لطف آتا تھا۔ میں بھی اس کے ساتھ زمین پر پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

"وہ لوگ کون تھے ندرت جو ابھی خانقاہ سے باہر نکل کر گئے تھے ؟" میں نے پوچھا۔

ندرت، کسی سوچ میں گم ہو گئی۔ پھر اس نے کہا۔ "مائیں نائیں جانتے۔ بٹ وہ لوگ ڈینجر۔ میرے کو ہوتا وہ لوگ ادھر۔"

"ہائیسا۔ وہ زبان بولو جو میں سمجھ سکوں۔" سمبوتورا نے درمیان میں مداخلت کی۔

"سوری وائی مین۔ گازالی ان لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے جنہیں انہوں نے خانقاہ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"وہ لوگ مسٹر غزالی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جو میری تلاش میں ہیں۔"

"کون لوگ ہیں یہ ؟"

"ہماری بد نصیبی۔" سمبوتورا نے گہری سانس لے کر کہا۔

"کیا مطلب ؟"

"ہائیسا نے تمہیں آر تھوڈوک ویلز آنے کو کہا تھا نا ؟"

"ہاں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"انہیں لوگوں کی وجہ سے وہاں کی ملاقات ملتوی کی گئی تھی۔ صرف یہی نہیں بہت سے لوگ میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے قبضے میں کر کے مجھ سے کچھ کام لینا چاہتے ہیں۔"

"کیا کام؟"

"میں اس بارے میں نہیں جانتا۔" سمبوتورا نے کہا۔

"گازالی۔ آج تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ ہم لوگ ہم سب لوگ مصیبت زدہ ہیں کسی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے۔ ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے اگر ہم اپنے بارے میں تمہیں کچھ بتائیں گے تو تم اسے سمجھ نہیں پاؤ گے۔ الجھ جاؤ گے ہمیں جھوٹا سمجھو گے۔ اس لیے گازالی ہمارے بارے میں جاننے کی کوشش مت کرو۔ صرف ہماری مدد کرو۔ تم ایک اچھے انسان ہو۔ میں سمبوتورا کو تمہارے بارے میں سب کچھ بتا چکی ہوں۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ تم گومین کے نگراں تھے۔ دوسرے لوگ اس کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے تم نے اس کی جان بچائی۔ ایک بات بتاؤ گازالی کیا تم بھی اس خزانے سے دلچسپی رکھتے ہو جو ویلینی کے پاس ہے؟"

"کافی حد تک۔" میں نے جواب دیا۔

"اگر میں تم سے وعدہ کروں کہ خزانے کا ایک بڑا حصہ تمہیں مل سکتا ہے تو تم مجھ پر یقین کرو گے؟"

"ندرت۔ تمہارے الفاظ میرے لیے بہت دلکش ہیں، لیکن تم شاید میرے بارے میں اندازہ لگا سکی ہو کہ میری زندگی میں کچھ اصول بھی ہیں۔ دولت میری ضرورت ہے لیکن اس کے حصول کے لیے میں اپنے ضمیر کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتا۔ آنکھیں بند کر کے خزانے کی خواہش میں کبھی نہیں کر سکتا۔ مجھے پتا چلنا چاہیے کہ اس کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"کام اگر تمہارے ضمیر کے خلاف نہ ہو تو؟" اس بار سمبوتورا نے کہا۔

"تو میں جس قابل بھی ہوں حاضر ہوں۔"

"تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا۔ لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ وقت درکار ہوگا۔ ہاں ایسے کام تو تم کر سکتے ہو جو اب تک کر سکتے ہو؟"

"مثلاً۔؟"

"گومین کی تلاش۔؟" سمبوتورا نے کہا۔

"وہ جسے تم بوڑھا بابا کہتے رہے ہو۔؟" اس بار ندرت نے کہا۔

"ہاں۔ میں بوڑھے بابا کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔"

"کسی اور کے لیے نہیں ہمارے لیے۔" ندرت بولی

اور میں کسی سوچ میں ڈوب گیا۔

"اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم لوگ اس کا حصول کیوں چاہتے ہو؟"

"اس لیے کہ وہ ہم میں سے ایک ہے۔ اور یہ بات تم جانتے ہو گازالی۔" ندرت نے کہا۔

"تم بتا چکی ہو۔"

"سنو گازالی۔ سمبوتورا سے اچانک میری ملاقات تبت میں ہو گئی۔ دراصل ہم لوگ۔ ہم لوگ ایک دوسرے کی بو پہچانتے ہیں۔ ہمیں علم ہو جاتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بو ہم بہت دور سے سونگھ لیتے ہیں اور اس کی راہ پر لگ جاتے ہیں۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو اسی خوشبو سے پہچانا۔ ورنہ سمبوتورا ایک بدھ راہب کی شکل میں تھا۔"

"ایک سوال کروں مدرت سوری ہائیسا۔؟" میں نے کہا۔

"نہیں پلیز تم مجھے ندرت ہی کہو۔"

"یہ بو تم کتنی دور سے سونگھ سکتی ہو؟"

"یہ ہواؤں پر منحصر ہے۔" ندرت نے عجیب لہجے میں کہا۔

"کیا تم تبت کی فضاؤں میں گومین کی بو محسوس کرتی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"اگر ایسا ہو جاتا ہو تو۔ تو ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت نہ پیش آتی۔" سمبوتورا نے کہا۔

"گویا وہ تبت میں نہیں ہے؟"

"بات ہواؤں کی ہے۔ اگر وہ یہاں ہے تو کسی ایسی جگہ ہے جہاں سے اس کی بو ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔"

بات جس قدر عجیب تھی میں محسوس کر رہا تھا لیکن ابھی سب کچھ پوچھ لینا مناسب نہیں تھا۔ آخر یہ کون لوگ تھے جو عام لوگوں سے مختلف تھے۔ ایک دوسرے کی بو سونگھ لیتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ خود ندرت کے اندر میں کچھ پراسرار چیزیں دیکھ چکا تھا لیکن اس کے باوجود وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق تو نہیں معلوم ہوتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ کسی دوسرے خطے کی عورت کہا جا سکتا تھا۔ لیکن۔

"تو میں کہہ رہی تھی کہ سمبوتورا سے میری ملاقات اچانک ہوئی۔ ہم نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اور آپس میں مل بیٹھے لیکن اس کے دشمن اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ بے چین ہے۔"

"یہ دشمن کون ہیں۔؟" میں نے پوچھا۔

"نہ جانے کون کون ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ بے شمار لوگ

میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ ہمیں ہمارے کام سے روکتے ہیں۔" سمبوتورا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ندرت۔ یہ حقیقت ہے کہ میں اب تک کچھ نہیں سمجھ سکا۔ بہر حال یہ بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

"گازالی۔ ہمیں کسی ایسے ٹھوس انسان کی ضرورت ہے جو ماحول کو سمجھتا ہو۔ ہر جگہ سے واقف ہو۔ بہت اعلیٰ پیمانے پر کام کرنا ہے ہمیں سب سے پہلے گومین کی تلاش ہے۔ اس کے بعد۔"

"ہاں اس کے بعد۔؟" میں نے پوچھا۔

"سنسر۔" ندرت نے کہا اور ہنس پڑی۔ میں کوئی جواب بھی نہیں دینے پایا تھا کہ دفعتاً کچھ آہٹیں سنائی دیں اور میں خاموش ہو گیا۔ ندرت نے بھی یہ آوازیں سن لی تھیں۔

"کوئی ہے۔" اس نے سرگوشی کی۔ یہ آوازیں ہمارے سروں پر گونج رہی تھیں۔ پھر دھماکے سنائی دینے لگے۔ یہ فرش کو کسی ٹھوس چیز سے پیٹنے کے دھماکے تھے۔

"اس کا مطلب؟" ندرت بدستور سرگوشی کے لہجے میں بولی۔

"فرش کے نیچے کی جگہ خالی ہونے کا اندازہ لگا رہے ہیں غالباً۔ انہیں کسی تہ خانے کی تلاش ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"یقیناً ایسا ہی ہے۔" ندرت بولی۔

سمبوتورا ابھی تک خاموش تھا اس نے اس بارے میں کچھ نہیں کہا تھا۔ آہٹیں مسلسل ابھر رہی تھیں اور اندازہ ہوتا تھا کہ وہ لوگ ہمیں تلاش کر کے ہی دم لیں گے۔

"باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ ہے؟" میں نے پوچھا۔ اور اسی وقت سمبوتورا مرگ چھالے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ۔ میرا خیال ہے وہ نیچے آنے کا راستہ تلاش کر لیں گے۔" میں اور ندرت اس کے ساتھ ایک سمت بڑھ گئے۔ سمبوتورا تیز قدموں سے چلتا ہوا ایک بڑے سنگی مجسمے کے پاس پہنچ گیا۔ اور پھر مجسمے کے عقب میں موجود ایک خلا میں ہم تینوں اتر گئے۔ غالباً کوئی سرنگ تھی جس میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سمبوتورا نے کہا۔

"میرے قدموں کی آواز پر چلے آؤ یہاں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔" ہمیں زیادہ سے زیادہ پچاس گز کا فاصلہ طے کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد چڑھائی شروع ہو گئی۔ مزید پچیس گز چلنے کے بعد ہوا کے جھونکے اور روشنی محسوس ہوئی۔ ہم خانقاہ کے احاطے میں ہی نکلے تھے۔ باہر چاند نکلا ہوا تھا اور اس کی پراسرار روشنی میں احاطہ نمایاں تھا۔!

"اصل دروازے سے نکلنے کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔"

قلم کی دنیا کے نواب کی مملکت میں ایک نئی تحریر کا اضافہ

ادھورا ادھوری

بلند پایہ معاشرتی کہانیوں کی پہچان
ایک مقبول اور معتبر نام

محی الدین نواب

جن کے نشتر نما قلم سے نکلی ہوئی تحریر کا انتظار رہتا ہے

ادھورا ادھوری

ایک اہم موضوع پر' ایک اچھوتا ناول
زندگی کے اتار چڑھاؤ کا آئینہ دار
خوبصورت' پر تجسس' نوکیلا کٹیلا اور آبدار

ادھورا ادھوری

جسے ہر بار کی طرح آنکھوں سے نہیں دل سے پڑھا جائے گا

شائع ہو گیا ہے ---- قیمت =/150

علی بک سٹال

نسبت روڈ' چوک میو ہسپتال' لاہور
7223853

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمبوتورا بولا۔ اور تیزی سے احاطے کی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ احاطے کی دیوار اتنی بلند نہیں تھی کہ اسے عبور کرتے ہوئے کوئی خاص مشکل پیش آتی۔ ندرت بھی اطمینان سے دیوار کود گئی تھی۔ اس طرف ایک وسیع میدان تھا لیکن کسی قدر ڈھلان میں تھا۔ آس پاس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جس کی آڑ لے کر آگے بڑھا جائے۔ مجبوراً اسی راستے پر آگے بڑھنا پڑا۔ لیکن چند گز دور گئے ہوں گے کہ فضا میں سیٹیوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ یہ سیٹیاں منہ سے بجائی جا رہی تھیں۔

"دوڑو" میں نے کہا اور ہم تینوں بھاگنے لگے لیکن فوراً ہی گولیاں چلنے لگیں۔ اور بیشتر چنگاریاں ہمارے جسموں کو چھوتی ہوئی گذر گئیں۔ میں نے بدحواس ہو کر سمبوتورا اور ندرت کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں بھی ان گولیوں سے بچ گئے تھے۔

پیچھے سے چیختی ہوئی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ لوگ دوڑتے ہوئے ہمارا تعاقب کر رہے تھے اور گولیاں برسا رہے تھے۔

"گر جاؤ۔ نیچے گر جاؤ" سمبوتورا نے کہا۔ اور ہم ایکدم زمین پر بیٹھ گئے۔ پھر اوندھے لیٹ گئے۔

"نہ سکا توآستا" سمبوتورا کے منہ سے کچھ بے معنی الفاظ نکلے۔ پھر اس نے کہا "ہائیسا" اور ندرت اسے دیکھنے لگی۔

"آستا ایکانہ"

"ایکانہ" ندرت نے جواب دیا۔ اور پھر فوراً بولی۔ "کازالی اب ان سے مقابلہ کرنے کے علاوہ چارہ کار نہیں ہے"

"آنے دو" میں نے کہا۔

دوڑتے ہوئے لوگ برق رفتاری سے ہماری طرف آ رہے تھے۔ میرے ذہن میں ایک خیال گذرا۔ وہ لوگ جو پستول رکھتے ہیں۔ ایسے اناڑی بھی نہیں ہوتے کہ کھلے میدان میں دوڑتے ہوئے تین آدمیوں کو نشانہ نہ بنا سکیں۔ انہوں نے صرف ہمیں روکنے کے لیے گولیاں برسائی ہیں۔

پھر میں نے سمبوتورا کو ایک عجیب حرکت کرتے دیکھا۔ اس نے اپنی کلائی میں پڑے ہوئے ایک کڑے کو کلائی سے اتار لیا۔ ویسا ہی دوسرا کڑا اسی کلائی میں پڑا ہوا۔ اتارا ہوا کڑا کوئی دو فٹ دور ہو گیا لیکن وہ شاید کسی باریک تار سے منسلک تھا کیونکہ وہ سمبوتورا کے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ جنبش کر رہا تھا۔

میری نگاہیں ان لوگوں کی طرف اٹھ گئیں جو اب ہمارے سروں پر پہنچ گئے تھے۔ ان کی تعداد چھ تھی۔ وہ سیاہ لبادوں میں لپٹے ہوئے تھے لیکن ان کے چہرے کھلے ہوتے تھے۔ چار تبتی باشندے تھے دو سفید فام تھے۔ تبتی باشندوں کے ہاتھوں میں سیاہ چمکدار ڈنڈے دبے ہوئے تھے۔ ان میں ایک تبتی باشندہ ان سب میں نمایاں شخصیت کا مالک تھا۔ اتنے دراز قامت تبتی میں نے کم ہی دیکھے تھے۔ چوڑی کلائیاں لبادے میں چھپے ہوئے بدن کی قوت کی مظہر تھیں۔ اس کا چہرہ بھی بے حد خطرناک تھا۔ انہوں نے ہمارے گرد گھیرا ڈال لیا۔ پھر ایک سفید فام نے جس کے ہاتھ میں پستول دبا ہوا تھا کڑک کر کہا۔ "کھڑے ہو جاؤ۔ کوئی جنبش کی تو"

"کیا چاہتے ہو؟" سمبوتورا نے کہا۔

"کھڑے ہو کر سوال کرو" سفید فام کرخت لہجے میں بولا اور سمبوتورا زمین پر ہاتھ ٹکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاتھ اوپر رکھو۔ اے تم بھی" دوسرے سفید فام نے میرے بدن پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ سمبوتورا کے کچھ شروع کرنے سے پہلے میں بھی خود کو کنٹرول رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن جب ایک تبتی نے ندرت کے بال پکڑ کر اسے کھڑا کرنے کی کوشش کی تو میں خود کو باز نہ رکھ سکا۔ میں نے ایک زبردست ٹھوکر اس تبتی کی پنڈلی میں ماری اور اس کے حلق سے ایک کریہہ چیخ نکل گئی۔ ندرت نے تہ جانے کیا کیا کہ تبتی فضا میں بلند ہو کر نیچے گرا اور اس کی دوسری آواز بڑی دردناک تھی۔ پتھریلی زمین پر اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔

اس کے ساتھ ہی کھیل شروع ہو گیا۔ طویل القامت تبتی نے اچانک میرے شانے پر ہاتھ مارا۔ اور میں اپنا توازن نہ سنبھال سکا۔ جونہی میں نیچے گرا قوی ہیکل پہلوان نما تبتی نے میرے سینے پر سوار ہو کر اپنے چوڑے ہاتھ سے میری گردن گرفت میں لے لی لیکن میں نے عقب سے دونوں پاؤں اٹھا کر اس کی کنپٹیوں پر دے مارے جس کی بنا پر میری گردن آزاد ہو گئی۔ میں نے اسے خود پر سے ڈھکیل لیا۔

دفعتاً فضا میں شائیں کی آواز ابھری اور ایک سفید فام جو سمبوتورا کا نشانہ لے رہا تھا بری طرح چیخ پڑا۔ شائیں شائیں کی آوازیں اب ایک مسلسل ترنم پیدا کر رہی تھیں اور میں دنیا کا سب سے حیرت انگیز منظر دیکھ رہا تھا۔ سفید فام کی کلائی صابن کی طرح کٹ گئی تھی اور پستول اس کے ہاتھ کے ساتھ اچھل کر دور جا پڑا تھا۔ بات اسی حد تک ہوتی تو قابل قبول ہوتی لیکن دوسرے لمحے سفید فام کے بدن پر پڑنے والی لکیروں سے خون کی دھاریں پھوٹ بہیں اور پھر اس کے پورے بدن کے بیشمار ٹکڑے زمین پر بکھر گئے۔ شائیں شائیں

کی آوازیں سمبوتورا کی کلائی سے منسلک اس کڑے سے بلند ہی تھیں جس کا دوسرا حصہ اب فضا میں گردش کر رہا تھا۔

دوسرے سفید فام پستول بردار کا بھی یہی حشر ہوا پستول وہ دونوں ہی استعمال کر رہے تھے۔ باقی تینوں نے چمکدار سیاہ ڈنڈے سنبھال لیے اور پیچھے ہٹ گئے۔

زمین پر گرے ہوئے قوی ہیکل تبتی نے کسی مینڈک کی طرح زمین پر ہاتھ پاؤں ٹکا کر مجھ پر چھلانگ لگائی۔ وہ شاید مجھے اٹھنے نہیں دینا چاہتا تھا لیکن میں بھی غافل نہیں ہوا تھا۔ میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور اس کی چھلانگ خالی گئی۔ لیکن اس کمبخت نے ایک لمحہ رکے بغیر اسی طرح دوسری چھلانگ اور پھر تیسری چھلانگ لگائی۔ بے حد خوفناک انداز تھا اس کا۔ اگر میں بھی بجلی کی طرح نہ تڑپ رہا ہوتا تو وہ میرے اوپر ہی آ پڑا تھا۔ چوتھی بار میں نے ایک اور ترکیب کی اس بار جونہی وہ میرے اوپر آیا میں نے پاؤں سیدھا کر دیا اور پوری قوت سے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری۔ اس بار وہ الٹ گیا تھا۔

ندرت پیچھے ہٹ گئی تھی اور تین تبتی سمبوتورا سے الجھے ہوئے تھے۔ وہ ڈنڈے دونوں ہاتھوں میں سنبھالے پینترے بدل رہے تھے۔ سمبوتورا خاموشی سے کھڑا ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً تینوں تبتی دہاڑتے ہوئے سمبوتورا پر حملہ آور ہوئے اور شائیں شائیں کی آواز پھر گردش کرنے لگی۔ میں نے ان تینوں کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ڈنڈوں کو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک تبتی جوان درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

بس اس منظر کو دیکھتے ہوئے چوک ہو گئی۔ کمبخت دراز قامت تبتی نے اس بار مجھے چھاپ لیا۔ اس نے میرے بال پکڑ کر میرا سر زمین پر دے مارا اور میری آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ اگر ندرت اسے میرے اوپر سے اٹھا کر دور نہ اچھال دیتی تو شاید وہ میرا بھیجہ پاش پاش کر دیتا۔ میں نے اسے خود پر سے اچھل کر دور گرتے دیکھا تھا۔ اور اس کے بعد مجھے کچھ نہیں نظر آیا تھا۔ دماغ پر قابو پانے کی ساری کوششیں ناکام ہو گئی تھیں۔ اور میرے ذہن نے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

پھر ایک عجیب سی آواز مجھے ہوش میں لائی تھی۔ غور کیا تو یہ ناقوس کی آواز تھی۔ لیکن پاس ہی جھجن کی آوازیں بھی ابھر رہی تھیں۔ میں نے آنکھیں کھول دیں۔ ماحول پر غور کیا تو خود کو ایک جھولداری میں پایا۔ اطراف میں کوئی نہیں تھا۔ اٹھنے کی کوشش کی تو پنڈلی کے پاس چبھن کا احساس ہوا۔ بہرحال اٹھ بیٹھا۔ پنڈلی کو ٹٹولا تو یہاں ایک باریک سی سوئی پیوست تھی۔ میں نے اس سوئی کو کھینچ کر حیرت سے دیکھا۔ پنڈلی کے علاوہ پاؤں کی پانچوں انگلیوں میں ویسی ہی مخصوص ساخت کی سوئیاں پیوست پائیں ایسی ہی چند سوئیاں میری کنپٹیوں میں پیوست تھیں۔ دل کو عجیب سے خوف کا احساس ہوا۔ یہ سب کیا ہے کون سی جگہ ہے گذرے ہوئے واقعات ذہن سے دور نہ رہے۔ وقت کا اندازہ کیا تو شاید پو پھوٹ رہی تھی۔ رات گذر چکی تھی۔ لیکن یہ سب۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔ چند گز کے فاصلے پر ایک بدھ خانقاہ نظر آ رہی تھی جہاں عبادت ہو رہی تھی یاتری قطار در قطار ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ اطراف میں بیشمار چھولداریاں بکھری ہوئی تھیں۔ میں پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لیکن سمبوتورا یا ندرت کہیں نظر نہیں آئے تھے۔

خدا کی پناہ۔ آخر یہ سب کیا ہے۔ یہاں کیسے آ گیا اور وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے۔ یاتریوں میں ان لوگوں کی تلاش ناکام ہو گئی۔ ٹہلتا ہوا چھولداریوں سے کافی دور نکل آیا تھا۔ قرب وجوار میں عمارتیں نظر آ رہی تھیں جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ شہر میں ہوں۔ لیکن لہاسہ میں یا کہیں اور۔

آخر میں یہی فیصلہ کیا کہ یہاں رک کر ندرت یا سمبوتورا کا انتظار بے مقصد ہے۔ ان کے بارے میں تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ رات کو ان کا کیا حشر ہوا۔ مجھے یہاں لانے والے ضروری تو نہیں ہے کہ وہی دونوں ہوں۔ ان کے مخالف یا کچھ اجنبی بھی ہو سکتے ہیں۔

جوں جوں حالات پر غور کر رہا تھا عقل ساتھ چھوڑتی جا رہی تھی۔ سمبوتورا کی خوفناک جنگ جو ناقابل یقین تھی۔ وہ انوکھا ہتھیار جو صرف دو لوہے کے کڑوں پر مشتمل تھا اور اس کی کاٹ۔ ندرت کی پھرتی اور قوت۔ ان دونوں کی نامانوس زبان۔ خدا کی پناہ۔ خدا کی پناہ۔ میں نے دکھتے ہوئے سر کو سنبھالا۔ سر کے عقب میں دوسرا ابھرا ہوا تھا۔ یہ اس قوی ہیکل تبتی کی وجہ سے نمودار ہوا تھا اور وہ سوئیاں ـــ؟

ایک اور خیال ذہن میں آیا۔ مجھے یہاں اس جھولداری میں کسی خاص مقصد کے تحت تو نہیں چھوڑا گیا۔ ممکن ہے وہ لوگ تعاقب کر کے میرے ساتھیوں کے بارے میں اندازہ لگانا چاہتے ہوں۔ ایسی شکل میں اگر میں اس ہوٹل کا رخ کروں جہاں "تین" کا وہ ٹھہرے ہوئے تھے تو ان لوگوں پر مصیبت نازل ہو جائے گی۔ اس کے بجائے اگر میکے براؤن۔ لیکن پھر یہ خیال بھی ملتوی کرنا پڑا۔ ابھی ذہن اور حلیہ اس قابل نہیں تھا کہ میکے براؤن کا سامنا کیا جا سکے۔ کیوں نہ کنٹین میں چلا جاؤں۔ دوبارہ وہاں رہائش اختیار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کردوں۔ خود کو پُرسکون کر کے حالات کا جائزہ لوں اور پھر کوئی کارروائی کروں لیکن اس کے ساتھ ہی ایک نیا نام بھی ذہن میں ابھرا تھا۔

ٹائیگر جانگ لی۔ یہ نام سب سے مؤثر اور سب سے کارآمد تھا اگر کوئی میرے تعاقب میں ہے تو جانگ لی کی رہائش گاہ اس کے لیے کافی دلچسپ ثابت ہوگی۔ اس خیال سے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ میں نے تیز رفتاری سے ان عمارتوں کی طرف قدم اٹھا دیے جو زیادہ دور نہیں تھیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد میں ایک چوڑی سڑک پر پہنچ گیا۔ لہاسہ کی عمارتوں کو میں نے پہچان لیا تھا۔ جو کوئی بھی مجھے لایا تھا اس نے خاصی محنت کی تھی۔ بہرحال تھوڑی دور پہنچ کر مجھے ٹیکسی مل گئی۔ اور اس ٹیکسی نے مجھے جانگ کی رہائش گاہ پر اتار دیا۔

بڑے سے ہال میں جانگ لی اپنے شاگردوں کو تربیت دے رہا تھا۔ اس کے اطراف دو عمر رسیدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر جانگ اٹھ گیا۔

"ہیلو مسٹر غزالی"

"ہیلو جانگ" میں نے مسکراتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا۔

"آؤ اندر چلیں۔ سب خیریت ہے نا؟"

"ہاں!" میں نے اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ایک بڑے کمرے میں داخل ہوگیا۔

"تمہارے لیے قہوہ منگواؤں یا کچھ اور پیو گے؟"

"صرف قہوہ" میں نے اس کے اشارے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس نے ایک نوجوان کو بلا کر قہوے کے لیے کہہ دیا۔

"تمہیں اس قدر عمدہ انگریزی بولتے دیکھ کر حیرت ہوئی ہے جانگ"

"نہیں مسٹر غزالی۔ اس میں حیرت کی بات نہیں۔ میں اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ یورپ اور امریکہ میں گزار چکا ہوں۔ بنیادی طور پر میں ریسلر ہوں۔ امریکہ کے میڈیسن اسکوائر گارڈن میں بے شمار کشتیاں لڑ چکا ہوں"

"شاید اسی وجہ سے"

"تمہیں اپنے کام میں کوئی کامیابی ہوئی؟" جانگ لی نے پوچھا۔

"ابھی تک کچھ نہیں"

"ایک بات میں کہہ دوں تم سے۔ ویلینی کا اب کوئی وجود نہیں ہے۔ ممکن ہے وہ مر چکی ہو۔ اگر وہ زندہ ہوتی تو اس کا کوئی وجود تو ملتا۔ میں نے ہر ممکن جگہ کوشش کر لی ہے"

"اور سمبوتورا کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"مارشل آرٹس کی دنیا میں یہ نام نہیں ہے"

"اس کے باوجود میں کوشش تو کر رہا ہوں جانگ مزید کچھ دن اور کوشش جاری رکھوں گا۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا"

"میں کسی بھی کوشش میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں"

"شکریہ۔ فی الحال تو مجھے کسی آرام گاہ کی تلاش ہے"

"کیا مطلب؟"

"چند گھنٹوں یا چند دنوں کے لیے کوئی قیام گاہ"

"ہوٹل"

"نہیں۔ ہوٹل نہیں"

"تو پھر یہ جگہ موجود ہے یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی"

"اور تمہیں"

"مہمان کبھی باعث تکلیف نہیں ہوتے مجھے خوشی ہوگی"

قہوہ پینے کے بعد جانگ لی نے مجھے ایک کمرے میں پہنچا دیا جہاں آرام کی تمام چیزیں موجود تھیں۔ غسل کرنے کے بعد میں بستر پر دراز ہوگیا۔ بہرحال یہاں میں محفوظ تھا اور اگر کسی نے میرا تعاقب بھی کیا ہوگا تو جانگ کے بارے میں جان کر وہ پریشان ہو جائے گا۔

بستر پر لیٹتے ہی خیالات کا سمندر میرے ذہن میں موجزن ہوگیا۔ ایک ایک بات یاد آ رہی تھی۔ ایک ایک تصور باعث حیرت تھا۔ ندرت سے ملاقات۔ ندرت کا نام ہانیسا ہے۔ وہ لوگ ہواؤں میں سونگھ کر ایک دوسرے کا پتا چلا لیتے ہیں۔ ان کی زبان اجنبی اور ناقابلِ فہم ہے۔

جس سمبوتورا کی تلاش میں طاہر علی اور میکے براؤن دونوں ہیں ندرت اس سے قریب ہے۔ اور پھر سمبوتورا کی جنگ کا انداز اس کا عجیب و غریب ہتھیار۔ ساری باتیں ہی انوکھی ہیں۔ سب کچھ پراسرار ہے آخر کیوں کون ہیں وہ۔ ویلینی۔ آہ ویلینی کے بارے میں کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ وہ کون تھے جو اچانک ہم پر حملہ آور ہوگئے تھے۔ خونخوار تبتی۔ میری تقدیر نے ہی مجھے اس سے بچا لیا تھا ورنہ اس کا قوی ہیکل بدن مجھے پیس کر رکھ دیتا۔ وہ کون تھا اور یہاں کیا کر رہا تھا۔ سمبوتورا نے بھی اس سے واقفیت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ یقیناً یہ وہی لوگ تھے جنہیں میں نے خانقاہ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ نہ جانے کس شبہے کے تحت وہ لوگ واپس آ گئے تھے سمبوتورا مجھ سے کچھ امداد چاہتا تھا اور اس کے لیے وہ ویلینی کے خزانے کا ایک بڑا حصہ مجھے دینے کے لیے تیار تھا۔ خزانہ سمبوتورا کے پاس ہے۔ اس بات کا ثبوت اس طرح بھی ملتا تھا کہ میکے براؤن نے اس کے بارے میں ایک کہانی سنائی تھی۔

سب کچھ پراسرار تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سمبوتورا ویلینی کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ یہ لوگ کہاں گئے۔ کیا ندرت

دوبارہ مجھے مل سکے گی۔ کوئی جواب نہیں تھا ان باتوں کا۔

ٹائیگر جانگ نے مجھے ہر طرح کا آرام فراہم کر دیا تھا۔ وہ خود بھی اس عمارت میں مقیم تھا اور یہاں اپنے لوگوں کو تربیت دے رہا تھا۔ دوسرے دن میں جلدی جاگ گیا۔ غسل وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے میں باہر نکل آیا۔ باہر مخصوص آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ آوازیں ہال سے ابھر رہی تھیں۔ میں اسی طرف بڑھ گیا۔ جانگ موجود تھا اور اس کے شاگرد مختلف قسم کی مشقیں کر رہے تھے۔ جانگ مجھے دیکھ کر مسکرایا۔

"مسٹر غزالی"

"ہیلو جانگ"

"آؤ۔ ان لوگوں کو دیکھو۔ یہ سب تمہیں عجیب لگے گا لیکن یہ ایک نئی دنیا ہے"

"نہیں جانگ۔ آج کی دنیا میں یہ سب کچھ اتنا عجیب نہیں ہے۔ لوگوں کو مارشل آرٹس کی افادیت کا احساس ہوتا جا رہا ہے"

"جدید دنیا قدیم ترین طریقۂ جنگ سے پوری طرح دلچسپی لے رہی ہے۔ یہ اس فن کی خوبی ہے"

"بے شک"

"تمہیں اس سے دلچسپی نہیں ہے مسٹر غزالی—؟"

"مجھے کبھی موقع نہیں ملا جانگ"

"جب بھی موقع ملے اسے سیکھنے کی کوشش ضرور کرنا۔ بات صرف اتنی سی نہیں ہے کہ تمہیں اپنے دشمنوں سے نجات مل جاتی ہے بلکہ مارشل آرٹس دماغی صلاحیتوں کو جلا بخشتے ہیں اس کی مشقوں سے ذہنی قوتوں کو یکجا کرنے کی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں"

دفعتاً مجھے ایک سمت سے کچھ آوازیں ابھرتی محسوس ہوئیں۔ اور میں چونک پڑا۔ شائیں شائیں کی ایک مانوس آواز تھی۔ میں نے اس طرف گردن گھمائی تو ایک نوجوان لکڑی کے دو ٹکڑوں کو بجلی کی رفتار سے گھما رہا تھا۔ یہ دونوں ٹکڑے ایک زنجیر سے آپس میں منسلک تھے اور انہیں سے آوازیں ابھر رہی تھیں۔ مجھے گزرے ہوئے لمحات یاد آ گئے۔ وہ لمحات جن میں، میں نے انسانی جسموں کو ٹکڑوں کی شکل میں بکھرتے دیکھا تھا۔

"یہ کیا ہے جانگ؟"

"کہاں—؟"

"وہ لڑکا جو گھما رہا ہے؟"

"اوہ۔ وہ نن چکو ہے"

"کیا کام ہے اس کا؟"

"ایک نوجوان بیس دشمنوں کے سروں کے ٹکڑے اڑا سکتا ہے اس ہتھیار کی مدد سے"

"اس کی کوئی شکل بھی ہوتی ہے؟"

"یہ اپنی مرضی پر منحصر ہے"

"کیا مطلب؟"

"ہر ماہر اپنے طرز کے ہتھیار ایجاد کرتا ہے۔ اور اس کے عمل میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ بظاہر بے ضرر لیکن حقیقت میں خوفناک۔ اس میں گول لٹو بھی استعمال ہوتے ہیں اور نوکیلے ستارے بھی"

"کیا اسے گول کڑوں کی شکل میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے؟"

"کڑے—؟"

"ہاں دو ایسے گول فولادی کڑے، جو ایک ہاتھ کی کلائی میں پڑے ہوں اور ان میں سے ایک کڑا اتار لیا جائے، تو وہ کسی ایسے باریک تار سے منسلک ہو، جو نظر بھی نہ آتا ہو پھر وہ کڑا شائیں شائیں کی آواز کے ساتھ فضا میں گھومے اور سامنے کھڑے ہوئے شخص کے بدن سے خون کی دھاریں پھوٹ نکلیں اور ہوا کا کوئی تیز جھونکا اس کے جسم کے حصوں کو کئی ٹکڑوں میں منتقل کر دے"

جانگ لی پہلو بدل کر میری طرف متوجہ ہوگیا اس کی آنکھوں میں اشتیاق تھا اس نے کہا۔

"کیا تم نے ایسا کوئی مظاہرہ دیکھا ہے—؟"

"ہاں ایک بار" میں نے جواب دیا۔

"کہاں، کب—؟"

"پرانی بات ہے، غالباً جاپان میں" میں نے بات بنانے کے لیے کہا۔

"اوہ کون تھا وہ۔ کیا نام تھا اس کا، کچھ معلوم ہے؟"

"نہیں جانگ لی، یہ ایسے ہی ایک رات کا واقعہ ہے وہ ایک بوڑھا آدمی تھا اور شاید اپنے دشمنوں میں گھر گیا تھا تب اس نے یہ مظاہرہ کیا تھا"

"تب پھر وہ کوئی بہت بڑا استاد ہوگا اور یہ فن اس کی اپنی ایجاد ہوگا۔ میں نے آج تک ایسا کوئی مظاہرہ نہیں دیکھا، لیکن بات سمجھ میں آتی ہے۔ گول کڑا اگر ٹھوس اور وزنی لوہے کا بنا ہوا ہو اور اس میں کوئی ایسا تار منسلک ہو جس کی کاٹ زبردست ہو۔ غالباً پلاٹینم اور فولاد کے اشتراک سے بنایا ہوا ایسا کوئی تار اتنی ہی خوفناک کاٹ کا مالک ہو سکتا ہے، کڑے گھمانے والا اسے انسانی جسم کے مختلف حصوں میں اس طرح گزار دے کہ کھڑے ہوئے آدمی کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوگیا، لیکن اس کا بدن صابن کی طرح کٹ جائے۔ واہ کیا آئیڈیا ہے، لیکن یہ کسی بہت بڑے استاد کا کام ہو سکتا ہے، کاش، مجھے اس کے بارے میں معلوم ہو سکتا" جانگ لی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے مطلب کی بات سے بہت مسرور نظر آرہا تھا۔ اور میں سمبوتورا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

ڈاکٹر طاہر علی نے اس کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں اُن سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ سمبوتورا نے مارشل آرٹس میں اپنا ایک مقام بنایا ہے اور وہ اس کا زبردست ماہر ہے جیسا کہ ڈاکٹر طاہر علی کو معلوم ہوا کہ وہ مارشل آرٹس کے کلب میں اتالیق رہ چکا ہے اور اس کے ذریعے دولت کما کر ویلینی کے بیٹوں کو تعلیم دلاتا رہا ہے۔

ذہن ایک لمحے کے لیے بھٹک گیا تھا، ویلینی کے دونوں بیٹے یاد آگئے تھے، کس کم بخت سے تو کہیں ٹکراؤ ہو، کچھ تو پتا چل سکے، لیکن ندرت اور سمبوتورا کے بارے میں میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ وہ مجھے نظر انداز نہیں کریں گے اور اگر واقعی ان کا ساتھ ہوگیا تو، مجھے شاید ویلینی تک پہنچنے کا موقع مل سکے۔

"کس سوچ میں کھو گئے مسٹر غزالی ——؟"

"نہیں کچھ نہیں، کوئی خاص بات نہیں، بس اُسی استاد کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"بہت بڑی چیز ہوگا وہ۔ نجانے کہاں تھا۔ ؟ تم شاید اس بات پر یقین نہ کرو غزالی کہ تبت کی سرزمین میں بلکہ یہی نہیں، تھائی لینڈ، رنگون، برما میں ایسے ایسے استاد پڑے ہوئے ہیں، جن کی کارکردگی کے بارے میں اگر انسانوں کو بتایا جائے تو وہ مسکرانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ان کے سامنے وہ چیزیں آئیں جو ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتی ہیں تو وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ جائیں۔"

"شکریہ جانگ، بس یونہی خیال آیا تھا، سو میں نے معلوم کرلیا —— !"

"نہیں۔ بڑا اچھا آئیڈیا دیا ہے تم نے مجھے، اگر موقع مل سکا تو کبھی اس سلسلے میں تجربات کرکے دیکھوں گا۔" جانگ نے بتایا۔

اس دن دوپہر تک میں جانگ لی کے ساتھ رہا اور پھر اس کا شکریہ ادا کرکے وہاں سے باہر نکل آیا۔ دیکھنا یہ تھا کہ کوئی میرا تعاقب کرتا ہے یا نہیں۔ گذرے ہوئے پراسرار واقعات اس وقت بھی میرے ذہن میں اس طرح تازہ تھے جیسے ابھی تھوڑی دیر قبل میں ان واقعات سے گذر کر آیا ہوں۔ جانگ کے کلب سے تقریباً تین میل کے فاصلے تک میں نے پیدل سفر کیا اور جب مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ میرے تعاقب میں کوئی نہیں ہے تو پھر میں ایک فیصلہ کرکے وہاں سے چل پڑا، میرا رخ کافن کی طرف تھا۔

کافن پہنچنے کے بعد میکے براؤن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اور چند لمحات کے بعد جولیا میرے سامنے تھی۔ وہ کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار نظر آرہی تھی۔ اس لڑکی کے بدلے ہوئے روپ میرے علم میں تھے۔ اور بہر طور ان میں سے کچھ چیزیں مجھے ناگوار ضرور گذرتی تھیں۔ لیکن برداشت کیے بغیر اور کوئی چارہ کار بھی تو نہ تھا۔ اس نے سرد مہری سے مجھ سے گفتگو کی۔

"اب میں تمہارے مزاج کے بارے میں پوچھوں گا جولیا۔ ظاہر ہے تم اس کی منتظر ہوگی۔"

"نہیں میں اپنی زندگی سے بیزار ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیوں —— !"

"تم اور صرف تم ——"

"ہاں جولیا۔ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں تمہارے لیے بڑا دردِ سر بن گیا ہوں، لیکن کیا کروں، لیکن کیا کروں، میری بدنصیبی میرے راستوں میں رکاوٹ بنتی رہی ہے، کچھ کر بھی تو نہیں سکتا —— !"

"ارے ارے تم کچھ اداس معلوم ہوتے ہو۔" جولیا میرے لہجے پر چونکی۔

"نہیں جولیا۔ تمہاری اداسی سے خود بھی پریشان ہو جاتا ہوں۔"

"نہیں، بس غصہ آتا رہتا ہے تم پر۔ تم میرے ساتھ کیوں نہیں ہوتے، اس سے تو بہتر مسٹر حسن کی کوٹھی تھی جہاں میں تم سے جب چاہتی مل تو سکتی تھی۔"

"حالات کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔"

"ڈیڈی بالکل ہی سنک گئے ہیں، میں کہتی ہوں آخر ہمیں اس منحوس خزانے کا کیا کرنا ہے، کون سا ہم اپنی قبروں میں خزانے لے کر دفن ہوں گے، ڈیڈی کی سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آتی۔"

"کہاں ہیں —— ؟"

"ارے وہ جانگ آگیا ہے، اُس کے پاس ہیں۔"

"جانگ آگیا ہے۔" میں نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں وہ واپس آگیا ہے، لیکن زخمی ہے۔" جولیا نے بتایا۔

"کیسے زخمی ہوا۔" میں نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے مجھے ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے میں نے پوچھا بھی نہیں۔"

"کیا مجھے مسٹر براؤن کے پاس پہنچا دوگی —— ؟"

"میرے پاس چند لمحات بیٹھنا بھی گوارا نہیں ہے تمہیں ؟"

"نہیں جولی۔ تم اگر چاہو گی تو میں اب دو تین دن تک

تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔"

"کیا واقعی۔" وہ اچھل کر بولی۔

"ہاں۔"

"میں کافن ہی میں تمہارے لیے بندوبست کردیتی ہوں۔ پہلے تم اپنی آرام گاہ منتخب کرلو۔ اس کے بعد میں ڈیڈی سے ملاؤں گی تمہیں —— !"

"مگر جولی۔ یہ تو سمجھو کہ یہ بات مسٹر میکے براؤن کی مرضی پر منحصر ہوگی۔"

"انہوں نے مجھے کنٹین میں نہیں جانے دیا تھا، لیکن یہاں نہیں روک سکتے۔ ایک فیصلہ کن جنگ کرنا ہوگی، ان سے تمہارے لیے گازالی، بس اب تم میرے ساتھ کافن ہی میں رہو گے، اگر چاہو تو میرے ہی کمرے میں۔"

"یہ کسی طرح ممکن نہیں ہوگا اور نہ ہی مسٹر میکے براؤن اسے پسند کریں گے۔"

"تو پھر میں تمہارے لیے ایک جگہ منتخب کیے دیتی ہوں۔ آؤ میرے ساتھ —— !"

جولیا اور میکے براؤن کے نجانے کیا معاملات تھے کافن سے —— جولیا نے ایک چپٹی ناک والے چینی نژاد نوجوان سے ملاقات کی اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں کافن میں ایک کمرا مجھے مل گیا۔

میں پریشان تھا، لیکن میں نے یہ بھی سوچ لیا تھا کہ اگر میکے براؤن نے مجھ سے اس بارے میں سوال کیا تو اُس سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ یہ سب جولیا کی کارروائی ہے اور میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔

جولیا مجھے ساتھ لے کر اس کمرے میں آگئی۔ وہ بے حد مسرور نظر آرہی تھی۔ اس نے کہا۔

"بس تمہیں ملتی رہوں گی یہاں، ہر وقت تمہارے پاس ہی رہوں گی۔ دیکھتی ہوں اب ڈیڈی کو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ڈیئر۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ایسی ہی بے تکی لڑکی تھی۔ وہ پہلے اداس نظر آرہی تھی لیکن اب اس کے چہرے پر مسرتیں پھوٹ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا۔

"اب میں یہاں آتو گیا ہوں، میکے براؤن سے تو میری ملاقات کرادو —— !"

"چلو ٹھیک ہے۔" اس نے کہا اور مجھے ساتھ لے کر آگے بڑھ گئی۔

جانگ واپس آگیا تھا۔ کیا وہ سمبوتورا کے سلسلے میں کچھ معلومات حاصل کرکے آیا ہے میں سوچ رہا تھا۔ زیادہ دور نہیں جانا پڑا۔ دو تین راہداریاں طے کرنے کے بعد ہم ایک آخری کمرے کے سامنے پہنچ گئے جس کا دروازہ اندر سے بند تھا، جولیا نے دروازے پر دستک دی تو دروازہ میکے براؤن ہی نے کھولا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ چونک پڑا تھا اور اس نے بھی وہی اطلاع مجھے دی، جو جولیا نے دی تھی۔

"اوہ گازالی تم آگئے، آؤ اندر آؤ کم آن۔" اُس نے کہا۔ اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔ میں اور جولیا اندر داخل ہوگئے تھے۔ ایک مسہری پر ایک لمبا تڑنگا شخص لیٹا ہوا تھا۔ اُس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں،

لیکن جیسے ہی میری نگاہ اس پر پڑی ایک لمحے کے لیے میرے بدن کو جھٹکا سا لگا۔ یہ شخص میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔

دوسری طرف بستر پر لیٹے ہوئے شخص نے مجھے دیکھا اور پھر ایک دم دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ میکے براؤن ہم دونوں کی کیفیات سے لاعلم تھا۔ وہ مسہری کے پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اُس نے میری طرف رخ کرکے کہا۔

"گازالی یہ جانگ ہے۔" لیکن جانگ مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لیا اور چند قدم آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

لمبا تڑنگا آدمی جس کی پیشانی پر پٹی بندھی ہوئی تھی، بازوؤں اور کندھوں پر بھی شاید زخم تھے۔ اُس کا اوپری بدن کھلا ہوا تھا اور اس سے اس کے بدن کے بہترین مسلز نظر آرہے تھے، ایک دم کھڑا ہوگیا۔ اس کے دانت مضبوطی سے ایک دوسرے پر بھنچ گئے، اس کی آنکھیں کسی ویرانے میں جلتے ہوئے چراغ کی مانند تھیں۔ خالی خالی اور بے نور سی۔ اس وقت یہ عجیب و غریب آنکھیں گھور رہی تھیں، بھنچے ہوئے ہونٹوں سے انتہائی سنگدلی کا اظہار ہوتا تھا۔ تب اُس نے میکے براؤن کی طرف دیکھا اور غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کون ہے —— ؟"

"کیوں تم کچھ پریشان ہوگئے —— ؟ بیٹھو —— !"

"مجھے بتاؤ یہ کون ہے —— ؟" اس کی آواز بدستور غرائی ہوئی تھی، جولیا بوکھلا کر اُسے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے میکے براؤن کی طرف دیکھا۔ اب میکے براؤن کو بھی احساس ہوگیا تھا کہ کوئی غیر معمولی صورت حال ہے، وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جانگ بیٹھ جاؤ —— !"

"ابھی نہیں مسٹر براؤن ابھی نہیں۔" اُس نے میکے براؤن کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک سمت ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ میری جانب بڑھنے لگا، میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ اپنے آپ کو تیار رکھوں، لیکن ظاہر نہ کروں، جانگ میرے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اتنا قریب کہ اس کا بدن میرے بدن کو چھوتے لگا۔ اس کی آنکھیں گویا میرے دماغ کی ہڈیاں توڑ کر اس میں اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہی تھیں، اس شخص کو پہچاننا میرے لیے مشکل نہیں تھا، کیونکہ چاندنی رات کو میں نے اس طویل القامت تبتی کو اچھی طرح دیکھا تھا، جو سمبوتورا کے مدمقابل اپنے ساتھیوں

کے ساتھ آیا تھا اور اس کے بعد سمبوتورا نے اس کے ساتھیوں کو شدید زخمی اور کچھ کو ختم کر دیا، یہ شخص شاید سمبوتورا کے ہاتھ سے بچ گیا تھا۔ بعد کی صورت حال چونکہ مجھے معلوم نہیں تھی اس لیے میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ سمبوتورا کے ہاتھوں کس طرح بچ نکلا، کیونکہ سمبوتورا ایسی چیز نہیں تھی، جو آسانی سے اسے چھوڑ دیتی، بہر حال ان تمام باتوں کے اظہار کا کوئی موقع نہیں تھا۔ میں نے جولیا کی طرف دیکھا، میکے براؤن ایک دم ہمارے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے جانگ کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں جانگ یہ کیا بدتمیزی ہے۔"

"نہیں مسٹر براؤن پہلے مجھے اس شخص سے کچھ گفتگو کر لینے دو — اے سنو کیا تم مجھے پہچانتے ہو —؟" اس نے کہا۔

"میں بھی آپ سے یہی سوال کروں گا۔ مسٹر براؤن کیا اس شخص کا کسی سے ملاقات کرنے کا یہی طریقہ ہے یا پھر جس طرح یہ میرے سر پر مسلط ہونے کی کوشش کر رہا ہے اس کا میں کوئی انتظام کر دوں۔"

میرے لہجے کی کرختگی مسٹر میکے براؤن نے بھی محسوس کی تھی، جولیا بری طرح بوکھلا کر آگے بڑھی اور اس نے میرا بازو پکڑ کر مجھے پیچھے گھسیٹ لیا۔

"سنو گازالی بسنو۔ ڈیڈی یہ کیا ہے، کیا بدتمیزی ہے یہ —؟"

میکے براؤن نے پھر جانگ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن جانگ نے میکے براؤن کا بازو پکڑ کر جھٹک دیا۔

"نہیں مسٹر براؤن اس وقت میرے راستے میں نہ آؤ۔ مجھے زخمی کرنے کا باعث یہی شخص ہے۔ یہی سمبوتورا کے ساتھ تھا۔ یہی تھا وہ، میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔"

"کیا —؟" میکے براؤن کا منہ حیرت سے پھیل گیا۔ جولیا نے البتہ یہ بات نہیں سنی تھی، وہ جھپٹی اور دفعتاً اس نے میکے براؤن کے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ چھوٹے آٹومیٹک ریوالور کا رخ اس نے جانگ کی طرف کر دیا اور غرائی۔

"پیچھے ہٹو، ورنہ میں تمہارے بدن میں سوراخ ہی سوراخ کر دوں گی۔"

جانگ نے چونک کر جولیا کی طرف دیکھا اور دانت بھینچ کر میکے براؤن سے بولا۔

"گویا میں یہ سمجھوں کہ میں اب دشمنوں کے درمیان ہوں۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو جانگ، یہ میرا دوست ہے۔ یہ ہمارا ساتھی ہے، کیسی فضول باتیں کر رہے ہو تم۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، سو فیصدی غلط فہمی —!"

"جس کا نام جانگ ہے مسٹر میکے براؤن سوچا اگر ایک بار کسی کو دیکھ لیتا ہے تو مرتے وقت تک اسے نہیں بھول سکتا، سمجھے تم —؟ میں نے اس شخص کو سمبوتورا کے ساتھ دیکھا تھا۔ یقین کرو، میں نے اس شخص کو ہی دیکھا تھا۔"

"فضول، بکواس، ناممکن۔ بھلا اس کا سمبوتورا سے کیا تعلق۔" میکے براؤن نے کہا اور پھر میری طرف رخ کر کے بولا۔

"گازالی کیا تم سمبوتورا سے مل چکے ہو —؟"

"نہیں مسٹر میکے براؤن، میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اب آپ نے پاگلوں کی پرورش بھی کرنا شروع کر دی ہے۔" میں نے استہزائیہ لہجے میں کہا اور جانگ دانت پیس کر میری جانب لپکا۔ دوسرے لمحے میں نے جولیا کے ہاتھ سے پستول اچک لیا اور اس کی طرف رخ کر کے بولا۔

"اگر تم نے اس کے بعد کوئی بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تو جولیا شاید تمہیں معاف کر سکتی ہے، لیکن میں نہیں۔" جانگ رک گیا تھا۔ وہ بری طرح تلملا رہا تھا۔ میکے براؤن اس کے آگے آیا اور سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتا ہوا بولا۔

"اگر تمہیں میرے ساتھ یہی سلوک کرنا تھا جانگ تو پھر آج تک وفاداری کا ڈھونگ کیوں رچاتے رہے، یہ طریقہ ہے میرے مہمانوں سے گفتگو کرنے کا۔ پیچھے ہٹو، اپنی مسہری پر بیٹھو، صاف لہجے میں گفتگو کرو، گازالی ہمارا دوست ہے۔ وہ ہمیں کوئی غلط بات نہیں بتائے گا، اگر کسی طرح وہ تمہارے مدمقابل آیا ہے تو اس وقت وہ یہ نہیں جانتا ہوگا کہ تم کون ہو۔" جانگ نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا اور پھر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"نہیں مسٹر براؤن، دیکھو میں اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا، اس کی وجہ سے، اس کی وجہ سے —!"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، سو فیصدی غلط فہمی، گازالی

پلیز تم ہی بتاؤ، جواب دو اس بات کا، کیا کسی وقت تم جانگ سے مل چکے ہو، براہ کرم اس کی ان کیفیات کو نظرانداز کر دو اور مجھے اس بات کا جواب دو۔"

"نہیں۔ میں نے اسے پہلی بار دیکھا ہے —!"

"ناممکن۔ ناممکن۔ میں پھر کہتا ہوں میکے براؤن کہ میری آنکھوں نے کبھی دھوکا نہیں کھایا، یہ وہی شخص ہے جو سمبوتورا کے ساتھ تھا۔"

"جولیا، کیا خیال ہے واپس چلیں، مسٹر براؤن جب اس پاگل کا دماغ درست کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو بہتر یہی ہوگا کہ ہم اسی وقت ان سے ملاقات کریں —!"

"آؤ۔" جولیا نے جھٹکے دار لہجے میں کہا اور مجھے بازو سے پکڑ کر واپس لے آئی۔ میکے براؤن نے ہمیں روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ہم دونوں باہر نکل آئے لیکن اب میرا ذہن ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ جانگ سمبوتورا تک پہنچ گیا تھا، وہ اس کی تلاش میں وہاں تک آیا تھا اور اس کے بعد کے حالات میرے علم میں تھے —!

اب کیا ہونا چاہیے۔ جانگ یقیناً اس بات پر اصرار کرے گا کہ اس کی آنکھوں نے دھوکا نہیں کھایا ہے اور بات بھی سچ تھی، پتا نہیں کیا صورت حال رہی تھی، خیر میں میدان چھوڑ کر تو نہیں بھاگ سکتا تھا، جانگ کیا اس کا باپ بھی آجائے۔ مجھے اس سے کیا غرض ہو سکتی تھی۔ مجھے اگر جانگ کو قتل کرنے کی ضرورت بھی پیش آگئی، تو میں اس سے دریغ نہیں کروں گا۔

جولیا مجھے ساتھ لیے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا، اپنے کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے مجھے مسہری پر بٹھا دیا اور کہنے لگی۔

"واقعی — واقعی اب ہم لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔ گازالی ہم پاگل ہو گئے ہیں۔ براہ کرم پلیز تم اس سلسلے کو ذہن پر بوجھ بنانا۔ میں — میں ڈیڈی سے آخری گفتگو کروں گی اور اس کے بعد میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر ڈیڈی کو نہ سنبھال سکی تو تمہیں بھی روکنے کی کوشش نہیں کروں گی۔ تمہارا جو دل چاہے کرنا۔ اس کے بعد تم پر سے اپنے تمام حقوق ختم کر لوں گی، بھلا یہ کوئی بات ہوئی طریقہ ہے، ڈیڈی تو بالکل ہی پاگل ہو گئے ہیں۔ سنک گئے ہیں وہ بالکل۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا، جولیا چند لمحوں تک خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"یہ ہٹاؤ پلیز، کچھ پیو گے —؟"

"ہاں جولیا، کچھ پلاؤ مجھے —!"

"میں ابھی ویٹر کو بلاتی ہوں۔" جولیا نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد ہمارے سامنے ایک عمدہ مشروب سرو کر دیا گیا۔ جولیا نے میرا گلاس بھرا اور پھر اپنے گلاس میں مشروب انڈیل کر اس کی ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگی۔

"یہ آدمی پاگل ہی ہو گیا ہے شاید، کوئی ایسی چوٹ لگ گئی ہے اسے، جس نے اس کا دماغی توازن چھین لیا ہے، یہ سمبوتورا! بھلا تمہارا سمبوتورا سے کیا تعلق۔ ویسے گازالی تم تو اس سے کبھی پہلے نہیں ملے —؟"

"جولیا دماغ خراب مت کرو میرا۔ میں ویسے ہی بہت زیادہ متاثر ہو گیا ہوں، یہ شخص جس طرح میرے ساتھ پیش آیا ہے میرا دل چاہ رہا ہے کہ اس کے پورے بدن کو چھلنی کر دوں۔"

"پستول تمہارے پاس ہے، اگر اس کے بعد وہ تم سے کوئی بدتمیزی کرے تو تم اسے قتل کر دینا اور سنو جب تم اسے قتل کر دو گے تو میں بڑے اطمینان سے قتل کا الزام اپنے سر لے لوں گی سمجھے۔ میں خود بھی تمہاری توہین برداشت نہیں کر سکتی —!"

ایک لمحے کے لیے میں نے جولیا کی طرف دیکھا، نجانے کیوں اس وقت جولیا کے ان الفاظ نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ یہ لڑکی واقعی بے لوث ہے اور پاگل پن کی حد تک مجھے چاہتی ہے کیا کروں اس کا۔ کیسے اسے اس کی محبت کا جواب دوں۔

جولیا خاموشی سے گردن جھکائے اپنے مشروب کے گھونٹ لے رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے، اب تم اپنے ذہن کو صاف کر لو۔ کس الجھن میں پڑ گئے، لعنت بھیجو ان تمام باتوں پر۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، ہم دونوں تفریحات کریں گے، اب دیکھتی ہوں ڈیڈی مجھے کس طرح روکتے ہیں۔"

میں خاموشی سے جولیا کی شکل دیکھتا رہا اور مشروب کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا رہا۔ پھر میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے جولیا کہ جانگ نامی اس شخص کو اس بات کا خیال کیسے آیا کہ اس کے زخموں کا باعث میں ہوں، اسے یہ غلط فہمی کیوں ہوئی —؟"

"میں کہتی ہوں، مت سوچو اس کے بارے میں۔"

"نہیں جولیا، سوچنا تو پڑے گا، ہم بے چینی سے اس کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ اور نہ آیا تو ایسا ماحول پیدا ہو گیا اس کی یہ غلط فہمی بہر طور رفع ہونی چاہیے وہ میکے براؤن کا آدمی ہے۔ اگر اسے میرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچ گیا تو مجھے اس کا بھی بے حد افسوس ہوگا اس مسئلے کا رفع دفع ہونا ضروری ہے۔ اس کا ذہن صاف کرنا ہمارے لیے انتہائی اہم ہے۔"

جولیا پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کہا۔

"گویا گازالی تم بھی ۔۔ تم بھی پوری طرح اس چکر میں پھنسے ہوئے ہو، میں جانتی ہوں، تم خود بھی اسے نظرانداز نہیں کرنا چاہتے، تم خود بھی اس میں دلچسپی لے رہے ہو، یقین کرو اگر تم بالکل دلچسپی نہ لیتے ان تمام باتوں میں ۔ تو پھر کسی بھی قیمت پر سہی، میں ڈیڈی کو اس سے باز رکھتی۔ بہرطور اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اس سے نہیں روکوں گی مجھے تم سے دلچسپی ہے۔ تم سے غرض ہے۔ نہ مجھے کسی جانگ سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ڈیڈی کے اس خزانے سے، جس کے لیے وہ پاگل ہو رہے ہیں۔" جولیا نے کہا اور خاموش ہو گئی۔

ہم لوگ کافی دیر تک اسی طرح بیٹھے گفتگو کرتے رہے، اس کے بعد میکے براؤن ہی جولیا کے کمرے میں آ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شرمندہ سی مسکراہٹ تھی۔

"میں نے جانگ کی تمام غلط فہمی دور کر دی ہے۔ بھلا اس کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم اس کے لیے کسی طرح سے نقصان کا باعث بنو گے اور پھر سمبوتورا سے تمہارا کیا تعلق۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ اسے یہ غلط فہمی کیوں ہوئی۔۔؟"

"مسٹر براؤن مجھے کون کون سی احمقانہ حرکتوں کو برداشت کرنا پڑے گا۔۔؟"

"بھئی اب اس میں میرا قصور تو ہے نہیں، وہ ایسی ہی صورتحال سے دوچار رہا ہے کہ اس کا ذہنی توازن بھی کسی قدر خراب ہو رہا ہے۔ شاید تمہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ اس کے پانچ ایسے ساتھی مارے گئے ہیں، جن میں دو اس کے چچا کے بیٹے تھے۔ ایسے مارے گئے ہیں وہ کہ حیرت ہوتی ہے۔ ان کے بدن ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ان کی لاشیں بھی سمیٹی نہیں جا سکیں اور ابھی تک ان کی لاشیں ایک ویرانے میں ایک معبد کے قریب پڑی ہوئی میں چیل کوؤں کی غذا بن رہی ہیں۔ جانگ نے جو کہانی سنائی ہے وہ انتہائی حیرتناک ہے، گازالی تم جانگ کی غلط فہمی کو معاف کر دو۔ میں نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا۔ میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ کم از کم وہ تم نہیں ہو سکتے۔ دراصل جس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ رات تھی۔ ہرچند کہ پوری رات کا چاند فضا میں نکلا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود روشنی اتنی تیز تو نہیں ہوتی کہ انسان شکلوں کو پہچان لے۔ جانگ کو غلط فہمی ہوئی ہے تمہارے بارے میں۔ وہ اب بھی مجھ سے اصرار کر رہا ہے کہ اسے تمہاری شکل پہچاننے میں غلط فہمی نہیں ہوئی۔ لیکن میں نے اسے تمہارے بارے میں تمام تفصیل بتا دی ہے اور اس سے یہ کہا ہے کہ تم ہر طرح سے میرے وفادار اور اعتماد کے آدمی ہو۔ بہرطور اب وہ نارمل ہو گیا ہے اور اگر تم چاہو تو وہ تم سے معافی بھی مانگ سکتا ہے۔ میں نے تمہیں بتایا کہ اس کی ذہنی حالت بہت تباہ ہو گئی ہے۔"

"مگر مسٹر براؤن تعجب کی بات ہے۔ اگر اس پر یہ پاگل پن دیر تک سوار رہتا تو آپ، خود سوچیے کہ میرے ہاتھ میں کیا بات رہ جاتی ہے۔ میں بھی کم از کم اپنا دفاع کرنے کا حق تو رکھتا ہوں۔"

"اس کی نوبت میں کبھی نہیں آنے دیتا، تم اسے معاف کر دو۔ میں خود بھی شدید الجھنوں کا شکار ہو گیا ہوں گازال۔ بعض اوقات تو دل الٹنے لگتا ہے اور میں سوچتا ہوں کہ کہیں ان تمام باتوں کا نتیجہ کسی خطرناک شکل میں نہ ظاہر ہو۔ بہرطور میں تمہیں وہ کہانی سنانا چاہتا ہوں، جو جانگ نے مجھے سنائی ہے، تم اپنے آپ کو نارمل کر لو، کیا پی رہے تھے تم لوگ میرے لیے بھی منگواؤ۔ جولیا بیٹے جانگ کی اس بدتمیزی کو تم بھی نظرانداز کر دو۔ میں جانتا ہوں کہ گازالی کے لیے اس نے جو کچھ کہا ہے وہ تمہیں بھی سخت ناگوار گزرا ہو گا۔ بس میں اس کی ذہنی حالت نارمل کر لوں گا۔ وہ اب تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ تمہارے سامنے گازالی سے معافی نہیں مانگے گا تو پھر تم دیکھنا میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔"

جولیا خاموشی سے اٹھی، اس نے ویٹر کو بلانے کے لیے گھنٹی کا بٹن دبایا اور اس کے آنے پر مزید مشروب طلب کر لیا، مشروب کے گھونٹ لیتے ہوئے میکے براؤن کہنے لگا۔

"جانگ نے شدید جدوجہد کی تھی۔ سمبوتورا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی۔ نجانے کہاں کہاں بھٹکتا پھرا ہے وہ اور نجانے کس کس طرح معلومات حاصل کرتا رہا ہے۔ اس پراسرار راہب کے بارے میں جس کا سو فیصدی تعلق ویلینی سے ہے، جانگ کو بہت سے شواہد ملے ہیں۔ اس نے تبت کے دیہی علاقوں میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور اس پٹی پر سفر کرتا رہا ہے جس پر سمبوتورا چلتا ہوا بالآخر لہاسہ پہنچا ہے۔"

"کیا وہ لہاسہ میں ہے۔" میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"کون۔ سمبوتورا۔۔؟"

"ہاں۔"

"سو فیصدی، یقیناً۔۔ جانگ کی معلومات اس سلسلے میں ناقص نہیں ہیں، کچھ دن پہلے اسے معلوم ہوا تھا کہ سمبوتورا لہاسہ پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ برق رفتاری سے اس کے نقش پا پر سفر کرتا ہوا لہاسہ آ گیا۔ لیکن شہر میں داخل ہونے کی بجائے اس نے سمبوتورا کی تلاش ان خانقاہوں میں شروع کر دی، جن کے بارے میں اسے معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ اس کے

بیان کے مطابق کچھ عرصہ قبل سمبوتورا آرتھوڈوکس ویلز کی خانقاہ میں تھا لیکن جب جانگ اس کا پتا لگاتا ہوا آرتھوڈوکس ویلز کی اس خانقاہ میں پہنچا تو سمبوتورا اس دن وہاں سے چلا گیا۔ جانگ دھن کا پکا ہے۔ اس نے وہ سارے راستے بند کر دیے جن کے ذریعہ سمبوتورا لہاسہ سے نکل سکتا تھا۔ وہ لوگوں سے سمبوتورا کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ اور پھر اسے پتا چلا کہ سمبوتورا ایک ویران خانقاہ میں ہے جو لہاسہ کے ایک نواحی علاقے میں واقع ہے دو دن قبل وہ رات کے وقت اس خانقاہ میں پہنچا۔ خانقاہ میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا تھا لیکن وہاں موجود شخص کہاں تھا۔ اس کے بارے میں وہ معلوم نہیں کر سکا تو گویا مایوس ہو کر وہ اس خانقاہ سے بھی نکل آیا۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ یہاں تہ خانے وغیرہ نہ ہوں۔ اس بار اس کی کوشش کامیاب ہوئی۔ اس نے تہ خانہ تلاش کر لیا۔ لیکن سمبوتورا کو فوراً پتا چل گیا کہ کوئی چند لمحات قبل اس تہ خانے میں داخل ہوا ہے۔ اور پھر اس کا مقابلہ کچھ جادوگروں سے ہوا جن میں ایک سمبوتورا تھا۔"

"اوہ۔ جانگ نے اسے پہچان لیا؟" میں نے بے اختیار پوچھا۔

"جانگ اس کے حلیے، اس کی شکل و صورت کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر چکا ہے۔ جانگ کے بیان کے مطابق سمبوتورا کے ساتھ ایک لڑکی اور ایک نوجوان تھا۔ جنہوں نے ان سے جنگ کی۔ سمبوتورا نے کوئی خاص ہتھیار استعمال کیا اور جانگ کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا۔"

"قتل۔۔؟" میں نے چونک کر کہا۔

"بھیانک قتل۔ ان کے جسموں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گئے۔ وہ ہتھیار اس طرح انہیں کاٹتا ہوا گزر گیا جیسے صابن سے تار۔ جانگ خود بھی شدید زخمی ہو گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ یہی چیز اس کی زندگی بچانے کا باعث بنی۔ وہ شاید اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے ورنہ جانگ بھی مارا جاتا۔"

میں گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ یہ سو فیصدی اداکاری تھی۔ میکے براؤن کو ابھی کنٹرول میں رکھنا تھا۔ چند لمحات کے بعد میں نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ سمبوتورا پھر نکل گیا۔"

"ہاں۔ اور اب وہ مزید محتاط ہو جائے گا۔ ویسے جانگ کے پاس بقول اس کے کچھ اطلاعات بھی ہیں۔"

"کیا۔۔؟"

"ابھی اس نے مجھے نہیں بتایا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ اگر سمبوتورا اسے نہ بھی ملا تو وہ کام چلا سکتا ہے۔"

"مجھے صرف ایک بات پر تعجب ہے مسٹر براؤن۔ آخر اسے میرے چہرے پر کیوں شک ہوا۔۔؟"

"ممکن ہے رات ہونے کی وجہ سے وہ صحیح طور پر دیکھ نہ سکا ہو اور اسے تمہارے خدوخال سمبوتورا کے ساتھی جیسے لگے ہوں۔"

"کیا وہ اب بھی اس غلط فہمی کا شکار ہے؟"

"تعجب ہے کہتا ہے اس کی نظریں کبھی دھوکا نہیں کھاتیں لیکن جب میں نے تمہارے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی تو کسی قدر حیران ہو گیا ہے۔"

"یہ آپ کا مسئلہ ہے مسٹر براؤن۔ بہرحال آپ کو جانگ کا انتظار تھا وہ آ گیا ہے اب اس سلسلے میں کیا پروگرام ہے۔ میں بھی اب ان پریشان کن واقعات سے بددل ہو گیا ہوں۔"

"ہاں ڈیڈی پلیز۔ اپنے اس شوق کو چھوڑ دیجیے۔ کہیں خزانے کا یہ چکر ہماری زندگیاں ہی نہ لے لے۔" جولیا نے کہا۔

"یہاں تک آیا ہوں جولی۔ تو تھوڑی سی کوشش اور کر لینا چاہتا ہوں۔ براہ کرم مجھے اس سے نہ روکو۔ بہت کچھ ضائع کیا ہے میں نے اس کے لیے۔ مجھے امید ہے کہ تم دونوں میرا ساتھ دو گے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر براؤن۔ لیکن جو کچھ کرنا ہے کر ہی ڈالیے۔ بہت وقت لگ گیا ہے۔"

"بس جانگ کو ٹھیک ہو جانے دو۔ ویسے ان لوگوں کی کیا کیفیت ہے؟"

"کون لوگ؟"

"میری مراد طاہر علی وغیرہ سے ہے۔"

"ٹھیک ہی ہیں بس اندھیرے کے مسافر ہیں میرا خیال ہے وقت ضائع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر رہے۔"

"کیوں نہ میدان صاف کر دیا جائے۔۔؟"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر کہا۔ اور میکے براؤن ہنسنے لگا۔ "بھئی میری مراد ہے کہ ان لوگوں کو کہیں اور روانہ کیے دیتے ہیں۔ کوئی ایسا چکر چلا دیں کہ وہ راستے سے ہٹ جائیں۔ اب ان کی تقدیر ہے کہ وہ کہاں بھٹکتے ہیں۔ لیکن کم از کم وہ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔"

"میرے خیال میں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ خود ہی بددل ہو کر چلے جائیں گے ویسے آپ کے ذہن میں کیا خیال تھا۔۔؟"

"تمہارے ذریعہ میں انہیں غلط راستے پر ڈال دیتا۔ تھوڑا بہت سفر کرتے اور پھر بددل ہو کر واپس چلے جاتے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ تین افراد بالکل بے کار ہیں۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ بیچارے خود ہی مایوس ہو جائیں گے۔ ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہیئے۔"

"اوکے۔ بہرحال اب تو تم یہیں ہو۔ کوئی اور الجھن تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔ لیکن بہرحال میں ان سے ملاقات کروں گا۔"

"ضرور کرتے رہو۔ ہمیں کسی بھی قیمت پر انھیں نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔" میکے براؤن چلا گیا۔

دوسرے دن میں طاہر علی کے پاس پہنچ گیا۔ جولیا نے بمشکل پیچھا چھوڑا تھا۔ طاہر علی نے بڑی بے چینی سے میرا استقبال کیا تھا۔ "گویا اب یہ بھی ہوگا۔"

"کیا۔؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"کتنے اتنے عرصہ غائب رہو گے۔"

"میں دوہری مصیبت کا شکار ہوں طاہر علی صاحب اس لیے براہ کرم میرا محاسبہ نہ کیجیے۔"

"نہیں ڈیئر محاسبے کی بات نہیں ہے، لیکن تم انچارج ہو، ہمیں جو حکم دو گے وہی تو کر سکتے ہیں، تمہارے بغیر تو ہم ان تین اندھوں کی مانند ہیں، جن کی لاٹھیاں کھو گئی ہوں بہرحال ایک اطلاع تھی تمہارے لیے جس پر ہم شدید بے چین ہیں اور فوری طور پر تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔"

"کیا اطلاع ہے؟" میں نے سنبھل کر پوچھا۔

"وہ لڑکی جو ولیمنی کی ہمشکل تھی اور جو حسن کے گھر میں ایک پُراسرار حیثیت کی حامل رہی ہے، یہاں موجود ہے۔" طاہر علی نے بتایا اور میں اس انکشافات پر اپنے بدن میں سنسنی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔

"کیسے معلوم ہوا۔؟" میں نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"یہاں ایک عمارت کنٹونا ہاؤس کے نام سے مشہور ہے۔ پرائیویٹ رہائشگاہ ہے اور اس کے ایک حصے میں ہوسٹل بنا ہوا ہے۔ اس وقت وہ اس ہوسٹل کے ایک کمرے میں موجود ہے۔"

"کیا یہ تازہ ترین رپورٹ ہے۔؟"

"ہاں میں نے خود اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہر چند کہ یہ صرف اتفاق تھا، میں ڈمپلزا اسٹورز سے کچھ خریداری کر رہا تھا کہ وہ اسٹور میں داخل ہوئی اور وہیں سے میں نے اُس کا تعاقب کنٹونا ہاؤس تک کیا اور اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کیں۔ کنٹونا ہاؤس میں وہ کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ مقیم ہے۔"

"یہ ملاقات کب ہوئی تھی آپ سے؟" میں نے سوال کیا۔

"بھئی کل شام کو، پانچ ساڑھے پانچ بجے کا وقت تھا، بس یونہی آوارہ گردی کرنے نکل گیا تھا میں۔ کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔"

"تو پھر آپ نے اس سلسلے میں مزید کوئی کارروائی کی؟"

"صرف ایک۔" طاہر علی نے جواب دیا۔

"وہ کیا۔؟"

"فوری طور پر چانگ لی سے رابطہ قائم کیا اور اُس سے کہا کہ وہ اپنے کچھ اہم لوگوں کو کنٹونا ہاؤس بھیج دے اور اس لڑکی اور اس کے ساتھی کی نگرانی کرے۔"

"تو پھر۔؟"

"وہ لوگ وہاں مقیم ہیں، مجھے اطلاعات مل رہی ہیں، ابھی تک وہ وہیں ہیں۔"

"گڈ۔ اس کا مقصد ہے طاہر علی صاحب آپ نے واقعی کام کیا ہے۔"

"مذاق مت اڑاؤ بھئی۔ یہ بھی کوئی کام ہے۔ البتہ کیا اُس لڑکی کی شخصیت ہمارے لیے پُراسرار نہیں ہے۔؟"

"بے شک ہے، اب آپ کا کیا خیال ہے، کیا اُس سے ملاقات کی جائے۔؟"

"کیا ملاقات کرنا مناسب ہوگا؟"

"کم از کم یہ اندازہ تو ہو کہ اُس کا اپنا کیا چکر چلا ہوا ہے۔ اور وہ اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے؟ اگر وہ ہمارے ہی راستوں کی راہی ہے تو پھر ہم اس کا ساتھ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"اگر ایسی بات ہے اور تم بہتر سمجھتے ہو تو مل لو، لیکن کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ لڑکی جس طرح وہاں سے فرار ہوئی اور جس طرح اُس کی شخصیت پُراسرار ہے آخر اس کے پیچھے کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔ وہ ہم سے فرار ہونے کی کوشش نہ کرے، یا ہمیں کوئی نقصان پہنچانا نہ چاہے۔"

"ایسا نہیں ہوگا طاہر علی صاحب۔" میں نے جواب دیا

"تو پھر کیا پروگرام ہے۔؟"

"کچھ نہیں۔ میں اس سے ملاقات کروں گا لیکن تنہا اور اس انداز میں کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے۔"

طاہر علی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ کرنل آسٹر خاموشی سے الوؤں کی طرح بیٹھے ہوئے میری شکل دیکھ رہے تھے۔ نجانے کیوں ان لوگوں پہ مجھے بہت رحم آیا۔ تینوں بے یار و مددگار بوڑھے جو خزانے کا حصول چاہتے تھے اور جس کے لیے ایسی تگ و دو میں مصروف تھے جو بالکل بے مقصد تھی۔ انہوں نے مجھ پر بھروسہ کیا تھا جب کہ میں خود بھی

ابھی اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔ میری ذرا سی لغزش ان کے لیے عذاب بن جاتی۔ کیا کروں ان لوگوں کے لیے۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ یہ اپنی دنیا میں واپس چلے جائیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ لیکن یہ بھی احمقانہ بات تھی۔ اگر وہ لوگ مجھ سے بھی یہی سوال کریں تو میں انہیں کیا جواب دوں گا۔

بہرطور کچھ بھی تھا۔ میں ان لوگوں کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا۔ خزانہ اگر نہ ملے تو بہرطور یہ سب کچھ تقدیر ہوگی اصل صورتحال سے ان لوگوں کو آگاہ کرنا بھی میرے لیے خطرناک تھا۔ لیکن طاہر علی البتہ بہت کارآمد تھے۔ اور وہ کچھ نہ کچھ کر ہی رہے تھے۔ میں نے طاہر علی سے تھوڑی دیر تک گفتگو کی اور اس کے بعد وہاں سے اٹھ گیا۔ میں نے کہا تھا کہ میں اُس لڑکی سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا۔

"واپسی میں یہیں آؤ گے۔؟"

"نہیں اس وقت میں، میکے براؤن کے ساتھ مقیم ہوں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال پیش آگئی ہے۔"

"ہوں۔" طاہر علی نے کہا اور پھر بولے "بہرطور چیف ہم تو صرف تمہاری ہی جانب نگران ہیں، جیسا تم پسند کرو۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"اوکے سر۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ان سے رخصت ہو کر نکل آیا۔ انتہائی احتیاط برتنی تھی مجھے۔ میکے براؤن جیسے شیطان صفت آدمی سے کوئی بات بعید نہیں تھی کہ اُس نے اب بھی میرے بارے میں کیا کیا سوچ رکھا ہوگا اور کس کس طرح میری مصروفیات جاننے میں کوشاں ہوگا۔ بظاہر یوں لگتا تھا جیسے اُسے چانگ کی بات پر یقین نہیں آیا ہے۔ لیکن درپردہ کیا ہے۔ یہ تو وہی جانتا تھا۔ چانگ نے مجھے پہچان لیا تھا۔ میں بھی اس وقت اس موڈ میں تھا کہ کسی بھی طرح چانگ کا شبہ رفع ہو جائے تاکہ مجھے میکے براؤن کا ساتھ بھی نہ چھوڑنا پڑے، کیونکہ بہرطور ابھی مجھے اُس کی ضرورت تھی۔ اور اس کے علاوہ ندرت کا معاملہ بھی تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ندرت مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ اس وقت تو حالات وقتی طور پر ایک انوکھا رخ اختیار کر گئے تھے اس لیے ندرت اور سمبو تورا اپنی بات پوری نہیں کر سکے تھے۔ لیکن اب ان سے ملاقات کرنا ضروری تھا۔

طاہر علی کے اس انکشاف نے بلاشبہ مجھے مسرور کر دیا تھا۔ کافی دیر تک میں اِدھر اُدھر آوارہ گردی کرتا رہا۔ ایک بار ایک ریسٹوران میں بھی داخل ہوا اور اس کے بعد اس کا عقبی دروازہ تلاش کر کے پیچھے سے نکل گیا۔ مقصد یہی تھا کہ اگر کوئی میرا تعاقب کر رہا ہے تو اُسے ڈاج دے دیا جائے اور جب مجھے مکمل طور پر یقین ہو گیا کہ میں بالکل آزاد ہوں اور کوئی میرے تعاقب میں نہیں ہے تو پھر میں نے کینٹونا ہاؤس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔

طاہر علی صاحب نے مجھے اس کے جائے وقوع کے بارے میں بتایا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دو تین آدمیوں سے پوچھتا ہوا میں کینٹونا ہاؤس پہنچ گیا۔

عجیب عمارت تھی، بالکل یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی مصور نے تصویر بنا کر کھڑی کر دی ہو۔ کچھ انوکھے معاملات تھے اس کے۔ یہاں دفاتر بھی تھے، ہوسٹل بھی تھا اور ایسی ہی کچھ چیزیں بھی۔ رات کے اس حصے میں وہاں مکمل تاریکی اور سناٹے کا راج تھا۔ سوائے دو گورکھوں کے جو پہرہ دے رہے تھے۔ میں ان کی نگاہ بچا کر اندر داخل ہونا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ یہ کام بہت زیادہ مشکل نہیں تھا۔ کیونکہ یہاں شاید ان تمام چیزوں کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی تھی۔ پہرہ بھی صرف عمارت کے ضوابط میں سے ہوگا، ورنہ شاید یہ بھی نہ ہوتا۔

اندر داخل ہونے کے بعد میں نے ہوسٹل کا وہ کمرہ تلاش کیا جس کی طاہر علی نے نشاندہی کی تھی۔ مجھے بالہر یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ چانگ لی کے آدمی کہاں اور کس جگہ تعینات ہیں اور کس طرح ندرت کی نگرانی کر رہے ہیں۔ لیکن بہرطور مجھے ان کی نگاہوں سے بھی پوشیدہ رہنا پڑا تھا۔ میں اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا جس میں طاہر علی کے بیان کے مطابق وہ دونوں موجود تھے۔ دروازے کے دوسری طرف سے ہلکی ہلکی روشنی جھانک رہی تھی۔ اس کا مقصد تھا کہ وہاں کے مکین اندر ہی موجود ہیں۔ ہلکی سی دستک دینے کے بعد میں چند لمحات انتظار کرتا رہا۔ دوسری بار دستک دی تو دروازہ آہستہ سے کھل گیا۔ لیکن کسی نے باہر نہیں جھانکا تھا۔ میں نے ایک بار پھر دستک دی تو ندرت کی شکل نظر آئی۔

"ہیلو ندرت۔؟" میں نے کہا اور ندرت بری طرح اچھل پڑی۔

"اوہ تم۔ تم۔ آجاؤ۔ اندر آجاؤ۔" اُس نے شدید متحیرانہ انداز میں کہا اور میں مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ندرت نے جلدی سے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ اس میں بستر پر ایک شخص دراز تھا، سلیپنگ سوٹ میں ملبوس اس شخص کو میں نے اچھی طرح پہچان لیا۔ سمبو تورا ہی تھا لیکن بالکل ہی بدلے ہوئے روپ میں۔ ندرت دروازہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بند کرنے کے بعد پلٹی اور میرا بازو پکڑ کر بولی" بالی تورا سا۔ بالی تورا سا۔"

"کیا ۔۔۔؟" میں نے سوال کیا۔

"میں تو کہتی ہوں تم نے اس وقت مجھے حیران کر دیا۔ گازالی۔ بہت حیران کر دیا۔"

سمبو تورا بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اس نے مجھے دیکھا اور پھر اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔" آؤ، مسٹر گازالی آؤ، پلیز۔" وہ بولا اور میں سامنے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

"تمہارا کیا خیال تھا ندرت کیا تم ہی مجھے تلاش کر سکتی تھیں، میں تمہیں سونگھتا ہوا یہاں تک نہیں آسکتا تھا؟" میں نے کہا اور ندرت مسکرا دی۔" مجھے واقعی بہت حیرت ہوئی ہے۔" اس نے کہا۔

"بہر طور، دیکھ لو میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔"

"تمہاری طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے نا میرا مطلب ہے اس رات کے واقعات نے ۔۔۔؟"

"ہاں جسمانی طور پر تو بالکل ٹھیک ہوں، لیکن ذہنی طور پر بہت خراب ہو رہا ہوں۔"

"میں شاید چوبیس گھنٹے کے اندر اندر تم سے دوبارہ مل لیتی۔ دراصل ہم لوگوں کے پاس کوئی صحیح ٹھکانہ نہیں تھا۔ کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں ہم قدم جما سکیں، خانقاہوں میں ہمارے لیے اب کوئی گنجائش نہیں رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے دشمن ہمیں وہیں تلاش کر رہے ہیں۔ خاص طور سے وائی مین کے بارے میں ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ فطرتاً راہب ہے اور کسی خانقاہ میں ہی پایا جا سکتا ہے چنانچہ میں نے بڑی مشکل سے یہ جگہ حاصل اور اب ہم تم سے وہیں ملاقات کرنے والے تھے۔"

"یقیناً، تم غلط نہیں کہہ رہی ہو گی ندرت، بہر طور میں یہاں پہنچ گیا۔"

"سب سے پہلے میں یہ سوال کروں گی کہ تم یہاں کیسے پہنچے؟" ندرت نے پوچھا۔ وہ انگریزی زبان بول رہی تھی اس لیے بہت شستہ اور رواں تھی۔

"ندرت تم یہاں لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ نہیں رہیں، کچھ لوگوں نے تمہیں یہاں بھی دیکھ لیا ہے اور انہوں نے ہی میری یہاں تک رہنمائی کی ہے۔"

"اوہ کون ہیں وہ ۔۔؟" ندرت نے پوچھا سمبو تورا بھی چونک کر مجھے دیکھنے لگا تھا۔

"ایسے لوگ نہیں ہیں جو تمہارے لیے نقصان دہ ہوں لیکن بہر طور ۔ میری مراد ہے کہ طاہر علی وغیرہ تمہیں دیکھ چکے ہیں۔ تم شاید کسی اسٹور میں خریداری کر رہی تھیں، وہاں سے طاہر علی نے تمہیں دیکھا اور تمہارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گیا۔"

"ٹھیک، یقیناً ایسا ہوا ہو گا۔ میں اسٹور میں خریداری کرنے کے لیے گئی تھی، یقیناً انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہو گا۔" ندرت نے جواب دیا پھر بولی۔" طاہر علی میرے لیے خطرناک تو نہیں ہو سکتے ۔۔۔؟"

"نہیں۔ ویسے بھی ان لوگوں کی تو تم فکر ہی مت کرو اور کسی نے، میرا خیال ہے تمہیں اب تک نہیں دیکھا ۔۔!"

"تم اپنی سناؤ کس پوزیشن میں ہو؟" ندرت نے کہا۔

"تم سے اس دن گفتگو ادھوری رہ گئی تھی اس لیے پریشان ہوں۔ کیا تم یہ بات جان سکیں کہ وہ حملہ آور کون تھے ۔۔؟" میں نے کہا۔

"ان کے بارے میں ہائیسا نہیں بتا سکتی، البتہ میں تمہیں بتا دوں، وہ کچھ پراسرار لوگ ہیں، ان میں ایک طویل القامت تبتی تھا اور باقی اس کے ساتھی۔ ان لوگوں نے کئی جگہ مجھے ڈسٹرب کیا، میں انسانوں کی زندگی سے کھیلنے کا شوقین نہیں ہوں، لیکن جب صورت حال ناگزیر ہو جائے تو پھر کچھ نہ کچھ عمل تو کرنا ہی ہوتا ہے، چنانچہ میں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا حالانکہ یہ اچھی بات نہیں تھی۔" سمبو تورا کے لہجے میں افسردگی جھلک رہی تھی۔

"نہیں مسٹر سمبو تورا، اگر آپ ان لوگوں کو قتل نہ کرتے تو وہ آپ کے لیے بہت بڑی مصیبت بن سکتے تھے، آپ کو شاید علم نہیں ہے کہ جانگ بہت دور سے آپ کا تعاقب کر رہا ہے اور لہاسہ تک آپ کے پیچھے لگا آیا ہے۔"

"کون جانگ ۔۔۔!" سمبو تورا نے چونک کر پوچھا۔

"وہی آدمی، جس کے ساتھیوں سے آپ کی جنگ ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ آپ کو خانقاہ میں تلاش کر کے باہر نکل چکے تھے۔ لیکن پھر اُن کے ذہن میں یہ بات آئی کہ شاید وہاں کوئی تہ خانہ وغیرہ نہ ہو، چونکہ میرا خیال یہ ہے کہ جانگ بڑی باریک بینی سے آپ کا جائزہ لے رہا ہے، چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا۔"

"تمہیں۔ تمہیں یہ تمام باتیں کیسے معلوم ہوئیں ۔۔؟"

"اس لیے کہ جانگ زندہ بچ گیا ہے۔"

"ان لوگوں میں سے کوئی زندہ بچ گیا ہے، جن سے ہماری جنگ ہوئی تھی ۔۔؟"

"ہاں ۔ اور وہی شخص ان کا سربراہ ہے۔"

"مجھے تعجب ہے۔" سمبو تورا نے جواب دیا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے فوراً ہی ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر وائی مین، مجھے آپ ان نگاہوں سے نہیں دیکھیں میری گواہی ہائیسا دے گی۔"

"اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ میں تو تمہاری معلومات پر حیران ہوں۔"

"جانگ جن لوگوں کا ساتھی ہے، وہ مجھے بھی اپنا ساتھی سمجھتے ہیں اور ندرت تم اُس شخص کو جانتی ہو۔ میکے براؤن جن کی لڑکی جولیا، حسن صاحب کی کوٹھی میں ہمارے ساتھ آکر رہی تھی، تم نے یہ بھی اندازہ لگا لیا ہو گا اس رات کہ میکے براؤن خود بھی گومین کی تاک میں تھا۔"

"اوہ ٹھیک ٹھیک، تو جانگ اس کا آدمی تھا؟" ندرت نے پوچھا۔

"ہاں اس کے تمام ساتھی مر گئے، لیکن وہ صرف زخمی ہو گیا تھا، اور بالآخر وہ واپس اپنی جگہ پہنچ گیا اور اب تیزی سے صحت یاب ہو رہا ہے۔"

"مگر۔ مگر۔" ندرت نے پرخیال انداز میں ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کہا اور پھر سمبو تورا کی طرف دیکھ کر کسی نامعلوم زبان میں گفتگو کرنے لگی۔

"یہ غلط ہے ندرت۔ کون سی ایسی بات ہے جو تم مجھ سے چھپانا چاہتی ہو ۔۔؟"

"نہیں نہیں پلیز، مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں یہی کہہ رہی تھی کہ میکے براؤن کیا شخصیت ہے، میں وائی مین کو اس کے بارے میں تفصیلات بتا رہی تھی۔"

"ہوں، ہماری اور تمہاری گفتگو ادھوری رہ گئی تھی۔ ندرت البتہ ایک سوال درمیان میں اور ہے وہ یہ کہ میں اُس خانقاہ کے سامنے خیمے میں کیوں موجود تھا ۔؟"

"تم شدید تکلیف کا شکار تھے اور اگر وائی مین آکوپنکچر سے تمہارا فوری علاج نہ کر دیتا تو شاید تم ایک آدھ مہینے تک بستر پر ہی پڑے رہتے مسٹر گازالی ۔۔!"

"آکوپنکچر ۔۔۔؟"

"ہاں۔ کیا تم نے ہوش میں آنے کے بعد اپنے جسم کے مختلف حصوں میں سوئیاں چبھی ہوئی محسوس نہیں کیں۔ یہ ایک چینی طریقہ علاج ہے، اور اس کے ذریعے تمہیں طور پر اُس شدید تکلیف سے آزاد کر دیا گیا جو بعد میں تمہیں نڈھال کر دیتی۔ سمبو تورا تو اس وقت تمہارے لیے اتنا ہی کر سکتا تھا، چونکہ ہمارے پاس خود اپنے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ ایسی حالت میں ہم نے تمہیں وہاں سے اٹھایا اور خانقاہ کے اس خیمے میں لے گئے، ہمیں یقین تھا کہ تم وہاں سے اپنی منزل پر واپس لوٹ آؤ گے۔ کیونکہ خانقاہ کا انتخاب غلط نہیں کیا گیا تھا، وہ شہر سے زیادہ دور نہیں تھی۔" ندرت نے جواب دیا۔

میں واقعی حیران رہ گیا تھا، گویا ان سوئیوں کے ذریعے میرا علاج کرنے کی کوشش کی گئی تھی، انوکھا اور عجیب طریقہ علاج تھا، جس نے واقعی مجھے میری کسی تکلیف کا احساس نہیں ہونے دیا تھا۔ بہرحال میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر میں نے ندرت سے کہا۔" تو اب تم مجھے تلاش کرنا چاہتی تھیں ۔۔؟"

"ہاں ۔۔ تمہارے سلسلے میں ہمارا پروگرام ملتوی تو نہیں ہوا، یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ ہمیں اپنے دشمن کے بارے میں پتا چل گیا، اب ہم اس پر براہ راست نگاہ رکھیں گے۔ جانگ بتایا تم نے اس شخص کا نام۔ تبت کا باشندہ ہے نا ۔۔؟"

"ہاں۔ میکے براؤن اُسے فرانس کی ایک جیل سے رہا کرا کے لایا ہے، جہاں وہ کسی جرم میں قید تھا، لیکن اب وہ میکے براؤن کا ساتھی ہے، خاصا خطرناک ہے۔"

"یقیناً۔ کئی بار وہ مسٹر سمبو تورا یا وائی مین کے بیان کے مطابق اُن تک پہنچا اور وہ اسے دھوکا دے کر وہاں سے نکل بھاگے۔ دراصل وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی سے براہ راست ان کی مڈبھیڑ ہو۔"

"چلو ٹھیک ہے، یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ اب یہ بتاؤ ندرت آئندہ پروگرام کیا ہے ۔۔؟"

"بات تو ہماری ادھوری رہ گئی تھی گازالی۔ دراصل ہم تم سے ایسی امداد چاہتے ہیں، جو ہمارے مقصد کی تکمیل میں معاون ثابت ہو سکے۔"

"سب سے پہلی بات تو میں تم سے یہ پوچھوں گا ندرت کہ تمہارا مقصد کیا ہے ۔۔؟"

"دیکھو گازالی، بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں انسان اپنے سب سے قریبی دوستوں سے بھی چھپنے کی کوشش کرتا ہے، تم ایک سچے اور اچھے انسان کی حیثیت سے اگر مجھ پر یقین کر سکتے ہو تو صرف اس بات پر یقین کر لو کہ ہم لوگ کوئی جرم نہیں کر رہے، ہم مجرم نہیں ہیں، ہم مصیبتوں کا شکار ہیں اور اپنی ان مصیبتوں کو رفع کرنا چاہتے ہیں ہم اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں ہیں، ہم کھوئے ہوئے ہیں گازالی، ہم کھوئے ہوئے ہیں۔ ہم سے وہ سب کچھ چھوٹ گیا ہے جو ہمارا اپنا تھا اور ہم دوبارہ اُس کے حصول کے لیے سرگرداں ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں تمہاری مدد درکار ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ سب کچھ کیا تھا جو تم سے چھین لیا گیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"افسوس اس بارے میں ابھی تمہیں کچھ نہیں بتایا جا سکتا، کیوں وائی مین اگر میں غلط گفتگو کر رہی ہوں، تو تم اس میں مداخلت کر سکتے ہو۔" ندرت نے سمبو تورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں دیوی تمہارا کہنا درست ہے۔" وائی مین افسردگی سے بولا۔

"اچھا یہ بتاؤ، ویلینی سے تم لوگوں کا کیا تعلق ہے؟" میں نے سوال کیا اور ندرت سمبو تورا کی طرف دیکھنے لگی تب سمبو تورا گلا صاف کر کے بولا۔ "ویلینی ہم میں سے ایک ہے، وہ ہماری ساتھی ہے ایک ذہین ساتھی۔ لیکن بے شمار مسائل ہیں ہمارے سامنے، اگر کوئی ایک بات ہوتی تو شاید ہم اپنی ذہانتوں سے اُس پر قابو پا لیتے، لیکن ہم۔ ہم اٹک جاتے ہیں، الجھ جاتے ہیں ہم لوگ۔ ہم وہ سب کچھ نہیں کر سکتے، جو کرنا چاہتے ہیں۔ ویلینی کے بارے میں، تم نے جو پوچھا ہے تو تم یوں سمجھو کہ اگر ویلینی کے بارے میں تمہارے پاس کچھ معلومات ہیں تو بالکل ٹھیک ہیں۔"

"مونٹ سوراٹ کے خزانے کی کیا تفصیل ہے، مجھے یقین ہے مسٹر وائی مین کہ تم اس سے انحراف نہیں کرو گے، تم جانتے ہو کہ تم نے اس سے پہلے بھی ایک یوریشین آدمی کو اس خزانے میں سے کچھ حصہ دے کر کہا تھا کہ وہ گومین کو تلاش کرے۔ وہ آدمی گرفتار ہوا، اس خزانے کی جانچ پڑتال ہوئی تو پتا چل گیا کہ یہ خزانہ وہی ہے، جو اٹلی کی پہاڑیوں میں مدفون تھا، اس کا مطلب ہے کہ تم خزانے سے واقف ہو۔ میں کم از کم اتنا حق تو رکھتا ہوں کہ تم سے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لوں، یہ بات بھی جان لو مسٹر وائی مین کہ میں، میکے براؤن، شاید کچھ دوسرے لوگ میرے اپنے چند ساتھی یہ سب کے سب مونٹ سوراٹ کے اس خزانے کی فکر میں سرگرداں ہیں جو اٹلی میں مدفون تھا اور یہ ساری کارروائیاں اسی سلسلے میں ہو رہی ہیں۔ ان حالات کا تجزیہ اس بات کی یقین دہانی کرا چکا ہے کہ مسٹر وائی مین تم بھی اور ویلینی خود بھی اس خزانے سے اچھی طرح واقف ہے۔ مجھے سب سے پہلے اس بات کا جواب چاہیے کہ کیا خزانہ مونٹ سوراٹ کی پہاڑیوں سے نکال لیا گیا ہے؟" میں نے کہا۔

سمبو تورا مسکرانے لگا اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ وہ خزانہ اب وہاں نہیں ہے جو لوگ آج تک اسے وہاں سمجھتے ہیں وہ بے وقوف ہیں۔ خزانہ تو ویلینی پہلے ہی نکال چکی تھی کیونکہ ہمارا مشن اس کے بغیر نامکمل تھا۔"

"گویا وہ خزانہ اب ویلینی کی تحویل میں ہے۔"

"بے شک۔ ویلینی اُسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔" وہ بولا۔

"تو یہ تمام لوگ اگر ویلینی کی تلاش میں سرگرداں ہیں تو غلط نہیں ہیں۔"

"یقیناً۔"

"دوسری بات یہ مسٹر وائی مین کہ کیا آپ ویلینی کی رہائشگاہ سے واقف ہیں؟"

"ہاں۔ اچھی طرح واقف ہوں۔" سمبو تورا یا وائی مین نے جواب دیا اور ایک لمحے کے لیے میں خاموش ہو گیا یہ انکشاف بلاشبہ میرے لیے بہت ہی سنسنی خیز تھا۔ اگر سمبو تورا کی شخصیت اور اس کے ان الفاظ کے بارے میں میکے براؤن، طاہر علی، یا دوسرے لوگوں کو علم ہو جائے تو اس کے بعد وہ سمبو تورا کے لیے پاگل ہو جائیں گے اور وہ سب کچھ کر بیٹھیں گے جو شاید سمبو تورا کے تصور میں بھی نہ ہو۔ سمبو تورا میرے چہرے پر میرے خیالات تلاش کر رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں بھی ان تمام حقیقتوں سے واقف ہوں غزالی۔ بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ یہ بات اگر خزانے کی تلاش میں پاگل ہونے والوں کو پتا چل جائے تو وہ میری زندگی کے گاہک بن جائیں۔ تم پر یہ بھروسہ بلاوجہ نہیں کیا گیا۔ ہائیسا مجھے تمہارے بارے میں جو کچھ بتا چکی ہے اس سے میں تمہاری شخصیت کا اندازہ لگا لیا ہے۔ میں بھی تم سے ایک سوال کروں گا۔"

"جی مسٹر سمبو تورا۔" میں نے کہا۔

"تم بھی خزانے کے چاہنے والوں میں سے ایک ہو۔"

"ہاں۔ میں اس سے انحراف نہیں کروں گا۔"

"خزانہ۔ میں تمہیں دوں گا۔ ہماری نگاہ میں سونے کے ان انباروں اور چمکتے ہوئے پتھروں کی کوئی قیمت نہیں ہے ہم انھیں مجبوراً اپنی تحویل میں رکھ کر لوگوں کی دشمنیاں مول لے رہے ہیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ ان کے بغیر ہم اپنے مقصد کی تکمیل کس طرح کر سکتے ہیں۔ یہی ایک ذریعہ ہے جو ہمیں ہمارے راستوں کی سمت لے جاتا ہے اور اسی ذریعے سے ہم پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ویلینی ان حالات کے بارے میں ہم سب سے زیادہ اچھی طرح جانتی ہے چونکہ وہ طویل تجربہ رکھتی ہے۔"

میں خاموشی سے سمبو تورا اور ندرت کی شکل دیکھ رہا تھا حقیقتاً یہ الفاظ سننے کے بعد میری ذہنی کیفیت بھی عجیب سی

ہو گئی تھی۔ میں ایک عجیب سے احساس کا شکار ہو گیا تھا۔ آخر ان لوگوں کا مشن کیا ہے۔ گویا خزانہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ویلینی یا سمبو تورا کی نگاہ میں۔ وہ لوگ کسی ایسے مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں جو خزانے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ کیا مقصد ہے وہ؟ میں بہت کچھ سوچتا رہا۔

سمبو تورا اور ندرت خاموشی سے میری شکل دیکھ رہے تھے۔ پھر سمبو تورا نے کہا۔ "آہستہ آہستہ تمہیں ہمارے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔ اس سے قبل بھی چند لوگوں کو ہم نے اپنا راز دار بنانے کی کوشش کی لیکن وہ غلط راستوں کی طرف بھٹک گئے اور ہمیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دراصل وہ لوگ یہ بات تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں تھے کہ۔ ..." سمبو تورا دفعتاً خاموش ہو گیا۔ شاید اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ گفتگو میں بہک کر کوئی اہم بات کہنے جا رہا ہے۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "اور اب ہم نے تم پر بھروسہ کیا ہے۔ اب ہم نے اپنے خصوصی مقاصد کے لیے تمہاری ذہانتوں کا سہارا لیا ہے۔ ہماری مدد کرو۔ نوجوان دوست ہماری مدد کرو۔ جہاں تک رہی خزانے کی بات تو تم سے اس بات کا وعدہ کیا جاتا ہے کہ اتنا بڑا خزانہ تمہیں دے دیا جائے گا کہ تم ساری زندگی عیش سے بسر کر سکو۔ یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔"

"نہیں سمبو تورا۔ بات جب مدد کی آجاتی ہے تو پھر لالچ بے مقصد ہو جاتا ہے۔ ندرت یا ہائیسا تمہیں یہ بات بتا چکی ہے کہ میں بے غرض انسان ہوں۔ یقیناً ہماری ضروریات ہوتی ہیں لیکن کچھ اور خزانے ہمارے دلوں میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم ان سے واقف ہو جائیں۔"

سمبو تورا متاثر نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔ "یقیناً۔ تم ہماری مدد کر سکتے ہو غزالی۔ ہمیں تمہارے ہی جیسے کسی ذہین اور باعمل نوجوان کی ضرورت تھی۔ تم یقیناً یہ بات بھی سوچ سکتے ہو اور آئندہ بھی تمہیں اس کا احساس ہو گا کہ آخر ہم اپنی ذہانتوں پر انحصار کیوں نہیں کر سکتے لیکن وقت ہی تمہیں یہ بھی بتا دے گا کہ ایسا کیوں نہیں ہو سکا۔ کیا خیال ہے تمہارا۔ کیا تم ہماری امداد پر آمادہ ہو۔ یہی وہ مقصد تھا جس کے لیے ہائیسا تمہیں خانقاہ لائی تھی اور یہی بات میں تم سے اس جگہ کہنا چاہتا تھا جب کچھ لوگوں نے ہماری تمہاری گفتگو میں مداخلت کی تھی۔"

"مسٹر وائی مین اگر آپ مجھ پر اس حد تک اعتماد کر سکتے ہیں تو پھر میری طرف سے آپ جواب سن لیں میں ہر طرح آپ کی امداد کے لیے تیار ہوں، جو خدمت آپ لوگ میرے سپرد کریں گے میں اسے بخوشی انجام دوں گا اور اس کے نتیجے میں، میں کسی خزانے کا طالب نہیں ہوں۔ میں دراصل اپنے طور پر عجیب و غریب حالات کا شکار ہوں جن کی تفصیل میں آپ کو نہیں بتاؤں گا کہ اس میں میرا لاوا چھلکنے لگے گا بس یوں سمجھیے کہ تنہا زندگی گزار رہا ہوں۔ اگر آپ کے لیے کچھ کر سکا تو مجھے روحانی خوشی نصیب ہو گی اور یہی روحانی خوشی میرا خزانہ ہے۔"

سمبو تورا اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ میرے قریب پہنچ کر اس نے میرے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے اور میرا سر جھکا کر میری پیشانی چوم لی۔ "ہمارا مقصد تمہارے ذریعے حل ہو یا نہ ہو لیکن ایک اچھے انسان کا احترام اور اس سے محبت ہمارے سینے میں بھی موجزن ہے اور ہم تمہارے ان قیمتی الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ نوجوان دوست کسی طور ہم سے بددل نہ ہونا۔ واقعات آہستہ آہستہ خود بخود تمہارے سامنے کھلتے رہیں گے اور یہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔ تمام حقیقتوں کو جاننے کے بعد تمہارے دل میں تجسس ختم ہو جائے گا اور تم شاید ان راستوں پر بھٹک جاؤ جو تمہارا ذہن تمہیں دے اس لیے آہستہ آہستہ ہم واقعات تمہارے علم میں لاتے رہیں گے تاکہ تمہاری دلچسپی برقرار رہے۔"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو گویا اب تم ہم میں سے ایک ہو اور ہم تم پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔"

"یقیناً میں تمہارے اعتماد کو قطعی دھوکا نہیں دوں گا۔"

"ہمارے بے شمار دشمن ہمارے اردگرد بکھرے ہوئے ہیں۔ میں دراصل گومین کو سب سے پہلے تلاش کرنے کا خواہش مند ہوں۔ گومین کے بغیر ہمارے تمام مقصد بے مقصد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ویلینی جاپان میں گومین کا علاج کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ گومین کو اغوا کر لیا گیا اور وہیں سے ہمارا سارا کھیل بگڑ گیا۔"

"اوہ۔ کیا آپ کو علم ہے کہ گومین کو جاپان سے کس نے اغوا کیا؟"

"ہاں۔ ہائیسا نے مجھے تفصیل بتائی تھی۔ ولاڈی واسکاٹ کی ڈائری میں جو تفصیلات درج تھیں۔ ان کے تحت گومین کچھ لوگوں کے علم میں آیا۔ لیکن اس سے پہلے ہی گومین کو ہمارے ہی خطۂ زمین کے کچھ لوگوں نے اپنی تحویل میں رکھا اور اس سے اس کے بارے میں حالات معلوم کرنے کے لیے اس پر ایسا تشدد کیا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ انہوں نے اس کے دماغی خلیوں کو ایٹمی شعاعوں کے ذریعے منتشر کر کے اس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندگی کا راز پانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ان خلیوں کو اس انداز میں متحرک نہ کر سکے کہ ان سے وہ گومین کی حقیقت جان لیتے البتہ انہیں تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور گومین ایک شدید ذہنی بیماری کا شکار ہو گیا۔ وہ ہمارے لیے جتنا قیمتی ہے تم اس کا تصور نہیں کر سکتے یوں سمجھو کہ ہمارے مشن کا دارومدار اس کی ذات پر ہے۔ گومین ہمارے ہاتھ لگ جائے تو اس کے بعد ہم اپنی زندگی کا دوسرا مرحلہ شروع کریں۔ بڑی لمبی اور پر پیچ کہانی ہے یہ۔ میں نے تم سے کہا تھا گازالی کہ میں تمہیں یہ کہانی بتدریج سناتا رہوں گا۔"

"تم لوگوں نے مجھ سے ایک بات کہی تھی مسٹر وائی مین کہ تم سونگھ کر اپنے ساتھیوں کی سمت کا اندازہ کر سکتے ہو۔ کیا گومین کے بارے میں تمہیں یہ اندازہ نہیں ہے کہ وہ تبت میں موجود ہے جبکہ میری معلومات مجھے یہی بتاتی ہیں کہ اسے اس سمت لایا گیا ہے۔"

"تب وہ ہماری پہنچ سے کچھ فاصلے پر ہے اور ہمیں مختلف سمتوں کا تعین کرنا ہو گا لیکن اگر تمہاری ذہانتیں کسی ایسی مخصوص سمت کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جس کی طرف ہماری رہنمائی ہو سکے تو پھر شاید ہم گومین کے راستے پر چل سکتے ہیں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں تم مجھے اس کے لیے موقعہ دو۔"

"موقعہ کی بات نہ کرو۔ تمہیں تمام تر اختیارات حاصل ہیں۔ کہ تم ہمیں اس سلسلے میں گائیڈ کرو۔ یوں سمجھو گومین کا حصول ہمارے مقصد کے سلسلے میں پہلی کڑی ہے اور اس کے بعد ہی ہم آگے کا تصور کر سکتے ہیں۔ میں اپنے طور پر بھی اس کی تلاش میں سرگرداں رہا ہوں۔ لیکن ابھی تک اسے پانے کے سلسلے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ بہت سی رکاوٹیں میرے راستے میں آجاتی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ تم یہ کام کر لوگے اور اس سلسلے میں میری اور ہانیسا کی تمام تر خدمات تمہارے لیے حاضر ہیں۔"

"یہ عارضی قیام گاہ کیا تمہارے حق میں بہتر ہو گی جبکہ تمہیں اندازہ ہے کہ لوگ تمہاری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ خود میرے اپنے ساتھی جن میں سے کچھ کو بلکہ سب کو ندرت جانتی ہے، اس وقت دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور سب کے سب سمبوتورا کو تلاش کر رہے ہیں اور یہ بھی اس کہانی کے تحت کہ تم نے ایک یورپی باشندے کو گومین کی تلاش کے لیے خزانے کا ایک حصہ دیا تھا اور لندن کے جوہریوں نے اس خزانے کو شناخت کر لیا تھا اور اس بات کا انکشاف کر دیا تھا کہ یہ خزانہ اٹلی کے جوہریوں کا ہے جنہیں جرمن افواج نے لوٹا تھا اور اس کے بعد پسپا ہوتے ہوئے انہوں نے یہ خزانہ مونٹ سوراٹ کی پہاڑیوں میں چھپا دیا تھا۔ یہ بات جن لوگوں کو معلوم ہوئی انہوں نے یقین کر لیا کہ خزانہ اب ویلینی کی تحویل میں ہے اور تمہارے بارے میں سمبوتورا یہ یقین کر لیا گیا کہ تم اس سے اچھی طرح واقف ہو۔ ویلینی کی تلاش میں ناکام ہو کر لوگ اب تمہارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

سمبوتورا کے چہرے پر تشویش کے آثار دوڑ گئے۔ وہ پرخیال انداز میں گردن ہلا رہا تھا۔ ندرت بھی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی پھر سمبوتورا بولا "میں اس لیے لوگوں سے بھاگتا رہا ہوں گازالی کہ میں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ میں نے بالکل عاجز آکر اس وقت تمہارے سامنے ان لوگوں پر ہتھیار اٹھایا تھا۔ میرا تعاقب کرنے والوں نے زندگی مجھ پر تنگ کر دی تھی اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا تھا کہ اب میں ان کا خاتمہ کر دوں۔ "گنالی" کا عہد ہے کہ جب وہ کھلتی ہے تو خون چاٹ کر واپس آتی ہے۔ میں مجبور ہو گیا تھا۔"

"گنالی ——؟" میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"وہ ہتھیار جو وائی مین کی کلائی میں ہے۔" ندرت نے بتایا۔

"اوہ۔ ہاں انوکھا ہتھیار ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس ہتھیار سے ایک عہد وابستہ ہے اسے رکھنے والے اس کی قیمت ادا کرتے ہیں۔ میں نے بحالت مجبوری اسے کھولا تھا اور اس کے بعد اسے خون میں ڈبوئے بغیر واپس نہیں پہنا جا سکتا۔"

"بڑی دلچسپ اور بڑی انوکھی باتیں ہیں تمہاری سمبوتورا لیکن میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ اس وقت تک تمہارے بارے میں کچھ جاننے کی کوشش نہیں کروں گا جب تک تم خود ہی مجھے نہ بتاؤ۔"

"اور میں بھی تم سے کہہ چکا ہوں مسٹر گازالی کہ حالات کے تحت میں تمہارے سامنے مکمل طور پر زبان کھولنے سے مجبور ہوں ورنہ تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا۔"

"بات ہو رہی تھی تمہارے یہاں قیام کی، کیا تم اس جگہ کو وقتی طور پر اپنے لیے محفوظ سمجھتے ہو؟"

"مجبوری بھی ایک چیز ہوتی ہے، خائف ہوں میں وہ لوگ مجھے تلاش کر رہے تھے۔ تمہارے ہوٹلوں کی دنیا کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ کوئی ایسی ہی جگہ درکار تھی مجھے، جہاں میں خاموشی سے اپنے آپ کو چھپا سکوں۔ سو اس کے لیے یہ جگہ فی الحال محفوظ ہے۔ ہم دونوں کی طرف سے تم کسی تشویش کا شکار نہ ہو۔ بہت جلد ہم کوئی ایسا مناسب فیصلہ کر لیں گے جس کی بناء پر ہمیں کوئی اچھی رہائش گاہ مل جائے۔ ہمارا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم گومین کو تلاش کر لیں۔ اگر وہ ہمارے ہاتھ لگ جاتا ہے تو پھر میں تمہیں ویلینی کے پاس لے چلوں گا۔" سمبوتورا نے کہا۔

ایک عجیب سا احساس میرے ذہن میں پیدا ہو گیا تھا۔ ویلینی، بڑا پراسرار نام تھا یہ۔ کیا میں واقعی اس پراسرار عورت تک پہنچ جاؤں گا جو دوسری جنگ عظیم میں جاسوسی کرتی رہی ہے؟ اس کے بارے میں بھی بہت سے خیالات تھے میرے ذہن میں لیکن سب کچھ بے کار تھا۔ سمبوتورا یا ندرت کو کسی سلسلے میں مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ان سے اجازت مانگی۔

"کہاں جاؤ گے ——؟"

"فی الحال میکے براؤن کے پاس چونکہ میں اس کے ساتھ مقیم ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہماری دوسری ملاقات کب ہو گی ——؟"

"کل۔ دن میں اسی وقت۔"

"میں تمہارا انتظار کروں گا اس کے بعد ہم اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں گفتگو کریں گے۔" سمبوتورا نے کہا اور میں اٹھ کھڑا ہوا۔ ندرت مجھے باہر تک چھوڑنے آئی تھی نجانے اس کے دل میں کیا سمائی کہ اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "میکے براؤن کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تو ہے نا؟"

میں نے چونک کر اسے دیکھا۔ ندرت کے ہونٹوں کی خفیف سی مسکراہٹ عجیب سے احساسات کی حامل تھی۔

"ہاں وہ ہے۔"

"مجھے حسن صاحب کی کوٹھی کے واقعات یاد آرہے ہیں۔" وہ آہستہ روی سے آگے بڑھتے ہوئے بولی۔

"کون سے واقعات؟" میں نے کہا۔

"جو لیا تم پر اپنے بہت سے حقوق جتاتی تھی مسٹر گازالی کیا ان حقوق کی کوئی خاص حیثیت تھی؟"

"ندرت۔ مجھے تعجب ہوا تمہارے یہ الفاظ سن کر۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں ——؟"

"میرا خیال تھا کہ تم اپنے طور پر کوٹھی کے معمولات سے بالکل ہی لاعلم رہتی ہو اور کبھی تم نے وہاں کی دلچسپیوں میں حصہ نہیں لیا۔"

"نہیں مسٹر گازالی اس دنیا کے انسانوں سے میں بھی اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ انسان ہوں۔ یہ تمام باتیں میرے علم میں بھی آہستہ آہستہ آتی رہی تھیں لیکن وہاں کے لوگوں کے بارے میں تم نے یہ اندازہ لگا لیا ہو گا مسٹر گازالی کہ وہ مجھے زیادہ لفٹ نہیں دیتے تھے۔"

"اس کی کوئی خاص وجہ تھی ندرت؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ خاص وجہ تھی۔ میں نے ذہنی طور پر انہیں حکم دیا تھا کہ مجھ سے قربت نہ اختیار کریں تم سمجھتے ہو مسٹر گازالی کہ میرا مشن کیا تھا۔ ایسے حالات میں، میں عام انسانوں کے درمیان عام زندگی تو نہیں گذار سکتی تھی۔ میں تو بس گومین کے لیے پریشان تھی، یقین کرو صورت حال جس طرح تبدیل ہوئی مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔ اگر مجھے یہ امید ہوتی کہ میں کسی طرح سمبوتورا تک پہنچ جاؤں گی تو پھر میں گومین کو وہاں سے ہر صورت نکال لاتی۔"

"ہاں۔ یہ خیال میرے دل میں بار بار آتا ہے کہ اتنا عرصہ تم نے اس کے ساتھ گذارا لیکن اس کے لیے کچھ بھی نہ کر سکیں۔"

ندرت خاموش ہو گئی۔ باہر نکل کر اس نے مجھے خدا حافظ کہا اور پھر کہنے لگی "کل اسی وقت تمہارا انتظار کیا جائے گا۔"

"میں ضرور پہنچ جاؤں گا اطمینان رکھو۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں اس سے رخصت ہو کر باہر نکل آیا۔ جی چاہ رہا تھا کہ کسی تنہائی کے گوشے میں بیٹھ کر ان تمام واقعات کے بارے میں سوچوں ان پر غور کروں اور اس کے لیے میں نے ایک چھوٹے سے حسین ریستوران کا انتخاب کیا اور اس میں جا بیٹھا۔

اپنے لیے تبت کا قہوہ منگوا کر میں اس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔ اس ملاقات نے کچھ اور انکشافات کیے تھے۔ سمبوتورا کافی حد تک کھل گیا تھا ویسے اس کی بعض معاملات میں زبان بندی پر مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ظاہر ہے اس کی بھی مجبوریاں تھیں۔ کسی بھی انسان پر آنکھیں بند کر کے تو اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور پھر جیسا کہ ان لوگوں نے کہا کہ ان کی زندگی کا کوئی اہم مشن ہے۔ کیا مشن ہے ان کی زندگی کا؟ گویا بات صرف مونٹ سوراٹ کے خزانے کی نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی مسئلہ ہے۔

غور کرتا تو صورت حال انتہائی پراسرار ہو جاتی تھی۔ ویلینی نے مونٹ سوراٹ کا خزانہ حاصل کر لیا اور اب اسے اپنے کسی مشن کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ کہاں کے لوگ ہیں یہ، ان کی گفتگو، ان کی زبان اور ان کے انداز بڑے عجیب ہیں، گو عام حالات میں یہ عام انسانوں ہی کی مانند ہیں لیکن چند جملے، چند روایتیں انہیں کسی حد تک منفرد کرتی ہیں۔ آخر ان کا تعلق کس خطۂ زمین سے ہے؟ کہاں کے باشندے ہیں یہ لوگ؟ ایسا لگتا ہے جیسے گومین، وائی مین، ہانیسا آپس میں ایک دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بہت زیادہ قربت رکھتے ہیں۔ شاید ایک ہی علاقے کے باشندے ہوں وہ۔ ویلینی بھی سو فیصدی انہی سے متعلق تھی لیکن وہ ایک جاسوسہ تھی۔ ساری باتیں ایک دوسرے سے خاصا اختلاف رکھتی تھیں اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ کوئی ایسا پُراسرار چکر چل رہا ہے جو ابھی طویل عرصے تک میری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اس کے بعد طاہر علی رہ جاتے تھے، میکے براؤن رہ جاتا تھا۔ یہ سب اپنی اپنی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ بات ایک بار پھر گھوم پھر کر بوڑھے بابا تک پہنچ گئی تھی۔ کبھی تو یوں محسوس ہوتا جیسے بوڑھا بابا ایک ثانوی کردار ہو اور کبھی اس کی حیثیت اس طرح مضبوط اور مستحکم ہو جاتی کہ اس کے بغیر ایک قدم آگے بڑھنا بھی مشکل ہوتا۔ حسن صاحب بے چارے ولاڈی واسکاٹ کی ڈائری پڑھ کر میکے براؤن کے ساتھ مل کر بوڑھے بابا کو وہاں سے نکال لائے تھے۔ اگر ویلینی کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ بوڑھا بابا کہاں ہے تو شاید وہ حسن صاحب کو شدید ترین نقصان پہنچانے سے باز نہ رہتی۔

قدرت کا رابطہ ویلینی سے کٹا ہوا تھا۔ سمبوتورا کے ذریعے وہ دوبارہ ویلینی سے واقف ہوئی تھی اور۔ اور سمبوتورا ویلینی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ سمبوتورا اس وقت میرے سامنے سب سے اہم کردار تھا اور یہ بھی اچھی بات تھی کہ میرا خود ہی اس سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ دفعتاً ایک بات یاد کر کے مجھے ہنسی آگئی۔ سمبوتورا نے بھی وہی الفاظ کہے تھے جو حسن صاحب، طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ وغیرہ نے کہے تھے۔ یعنی اس نے مجھے مکمل اختیارات دے دیے تھے میں اب تینوں پارٹیوں کا چیف تھا۔ لیکن چیف صاحب خود بھی اتنے ہی ناواقف تھے ان حالات سے جتنا باقی لوگ۔ یہ بات واقعی دلچسپ تھی اور اس پر ہنسی آنی ہی چاہیے تھی۔ بہرحال اب جا کر اس سفید بندر کو دیکھنا تھا جو اپنی الگ دنیا بسائے ہوئے تھا۔

جولیا کا خیال آتا تو میں اپنے ذہن پر بوجھ سا محسوس کرنے لگتا تھا۔ وہ لڑکی عجیب سی حیثیت اختیار کر گئی تھی میرے ذہن میں۔ اس کے صادق جذبے میرے دل کی گہرائیوں کو ٹٹولتے تھے جن میں اس کے لیے کہیں کوئی جگہ نہیں تھی اور حالات یہ کہتے تھے کہ میکے براؤن سے دور ہونا پڑے گا۔ ظاہر ہے اب ان حالات میں تو میں طاہر علی وغیرہ سے بھی متعلق نہیں رہ سکتا تھا۔

سمبوتورا نے جو ذمہ داریاں میرے سپرد کی تھیں یا جو ذمہ داریاں وہ میرے سپرد کرنے والا تھا۔ انہیں اگر میں نے پورے طور پر قبول کر لیا تو پھر صرف مجھے سمبوتورا ہی کے لیے کام کرنا پڑے گا اور اس صورت میں دوسرے لوگوں سے قطع تعلق ایک لازمی امر ہو گا۔ طاہر علی اور باقی دو افراد جن میں کرنل آسٹی اور کنور پربھات شامل تھے۔ بلاشبہ میرے حق میں بُرے نہیں تھے اور انہیں کسی قسم کا دھوکا دیتے ہوئے مجھے کسی بھی طور خوشی نہ ہوتی لیکن میں حالات کو کیا کرتا۔

کیا کرنا چاہیے؟ کیا صاف گوئی سے طاہر علی کو یہ بتا دیا جائے کہ میں اب ان کے ساتھ نہیں رہ سکوں گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ معاملات الٹے ہو جائیں۔ ویسے اصل مسئلہ حسن صاحب کا تھا جنہیں واپس بھیج کر میں نے اپنی زندگی کا سب سے بہترین کارنامہ انجام دیا تھا اور اس بات سے مطمئن تھا کہ حسن صاحب کی ذات کو کم از کم اس بات سے کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ خزانے وغیرہ کے معاملے سے وہ خود بھی اتنے زیادہ متعلق نہیں تھے جتنے یہ لوگ۔ بہرطور یہ فیصلہ بعد ہی میں کرنا تھا۔ پہلے یہ تو پتا چل جائے کہ سمبوتورا مجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ میکے براؤن کے پاس پہنچا تو اس نے گہری نگاہ ہول سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کہاں چلے گئے تھے گازالی۔۔؟"

"بس لہاسہ میں آوارہ گردی کر رہا تھا۔ ذہن ہر وقت الجھا الجھا رہتا ہے۔ انہی حالات کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے لیے بیماری بن گیا ہے۔" "آؤ بیٹھو۔"

"جانگ کی کیا کیفیت ہے؟"

"تیزی سے صحت یاب ہو رہا ہے۔ اس کے اندر قوتِ مدافعت بے انتہا ہے، ویسے بھی کافی جاندار آدمی ہے وہ۔"

"میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟"

"خاموشی ہے اور تعجب ہے، بہرطور اسے مجھ پر یقین تو کرنا ہی تھا جب میں نے اس سے یہ بات کہہ دی کہ وہ غلط فہمی کا شکار ہے اور تمہارے سلسلے میں اسے دھوکا ہوا ہے تو پھر اس کے بعد وہ کیا کہہ سکتا تھا۔"

"جولیا کہاں ہے۔۔؟"

"بس بے وقوف ہے، پاگل ہو رہی ہے تمہارے لیے۔ اس لڑکی نے میرے اس مشن کو خاصا پریشان کن بنا دیا ہے بعض اوقات تو سوچتا ہوں کہ اسے واپس بھجوا دوں اور اس کے بعد دل جمعی سے اپنا کام کروں۔"

"آپ نے اسے لا کر ہی غلطی کی تھی مسٹر براؤن۔ ایسے معاملات میں بھلا ان کمزور ہستیوں کو ساتھ رکھنا کہاں کی عقل مندی ہے۔"

"تم نہیں جانتے۔ وہ میری سب سے بڑی کمزوری ہے۔ درحقیقت اگر یہ کمزوری میرے ساتھ نہ ہوتی۔ تو۔ تو۔" میکے براؤن نے کہا اور خاموش ہو گیا میں اس کی شکل دیکھتا رہا۔ پھر میکے براؤن کہنے لگا۔ "اس سلسلے میں تمہاری طرف سے بالکل خاموشی ہے۔ تم اپنے طور پر کیا محسوس کر رہے ہو گازالی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے سوال کیا۔

"مطلب یہ کہ سمبوتورا کی تلاش یا بوڑھے بابا کی تلاش کے سلسلے میں تمہاری طرف سے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں ہوئے ہیں۔"

"میں بھی انسان ہی ہوں مسٹر میکے براؤن۔ کوئی سپرمین نہیں کہ حالات کی تہ تک یونہی پہنچ جاؤں اب دیکھیے نا آپ، راستے کس طرح رک گئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ سمبوتورا کو کہاں تلاش کیا جائے۔ آپ نے ایک بات کہی تھی مسٹر میکے براؤن وہ یہ کہ جانگ اس سلسلے میں اور بھی بہت کچھ جانتا ہے۔ کیا جانگ سے بات چیت ہوئی؟"

"ہاں۔ اس سے بات چیت ہوئی ہے۔"

"کیا جانتا ہے وہ۔۔؟"

"جانگ اس دوران جو کارروائیاں کی ہیں بلاشبہ وہ قابلِ تحسین ہیں۔ اس نے دبے الفاظ میں مجھ سے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تھوڑی سی کاوشیں کی جائیں اور سمبوتورا ہمیں نہ مل سکے تو پھر ہم براہِ راست بھی ویلینی تک جا سکتے ہیں۔"

میں ساکت رہ گیا تھا۔ جانگ کے بارے میں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خطرناک آدمی ہے۔ جس طرح وہ سمبوتورا کا تعاقب کر کے اس تک پہنچا رہا ہے وہ معمولی بات نہیں تھی۔ دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی اور جولیا اندر آگئی۔ جولیا کی آمد نے سلسلۂ گفتگو منقطع کر دیا۔ ہیلو گازالی۔ بڑی بے چینی سے تمہاری آمد کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہیلو جولی۔" میں نے کہا۔

"کوئی خاص بات تو نہیں کر رہے آپ لوگ؟" اس نے کہا۔ میں نے میکے براؤن کی طرف دیکھا اور براؤن بولا۔ "ایسی کوئی بات نہیں۔ آؤ بیٹھو۔"

"نہیں ڈیڈی میں ذرا گازالی کو لے جا رہی ہوں۔ آج رات یہاں ایک پروگرام ہے ہم لوگ اسے دیکھیں گے۔"

"کیا پروگرام ہے؟"

"ان لوگوں کا ثقافتی پروگرام ہے جو یہاں کی ایک عمارت گیلونا میں ہے۔ میں نے اس کے کارڈ حاصل کر لیے ہیں۔"

"او کے۔ او کے۔ مگر پروگرام رات کو ہے نا؟"

"ہاں۔۔!"

"تو پھر ابھی سے گازالی کو کہاں لے جا رہی ہو؟"

"گازالی میری ملکیت ہے ڈیڈی۔ آپ لوگ مجھ سے اجازت لے کر اسے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس پر اپنے حقوق کوئی نہ جتلائے۔"

"تو مس جولیا آدھے گھنٹے کے لیے اپنا گازالی مجھے دے دو۔ آدھے گھنٹے کے بعد واپس کر دوں گا۔" میکے براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد۔" جولیا نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور دروازے سے واپس نکل گئی میکے براؤن نے گہری سانس لی تھی۔ "سوری گازالی۔ لیکن میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ میری کمزوری ہے۔ ہاں تو ہم ویلینی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔"

"ہاں۔"

"تبت کے بعض قبائل آج بھی قطعی غیر مہذب زندگی گزار رہے ہیں۔ بے شمار فرسودہ عقائد ان کا مذہب ہیں۔ جانگ کو ایسے ہی ایک قبیلے کے چند افراد مل گئے تھے اور انہوں نے اپنے قبیلے کا نام ویلینی بتایا تھا۔"

"اوہ۔" میں نے تعجب سے کہا۔

"جانگ نے ان لوگوں سے ان کے قبیلے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عجیب انکشافات کیے۔"

"کیا۔۔؟"

"انہوں نے بتایا کہ پہلے ان کے قبیلے کا نام کوروتی تھا لیکن پھر ان کی نجات دہندہ ویلینی ان کے درمیان آگئی۔ اس نے بتایا کہ وہ آسمانوں میں بیٹھی وقت کا انتظار کر رہی تھی اور وقت آیا تو وہ ان کے درمیان آگئی اور قبیلہ خوشحال ہو گیا۔ زمین کے سوراخ پانی دینے لگے۔ کھیتیاں شاداب ہو گئیں اور اب وہ عمدہ زندگی گزارتے ہیں۔ انہوں نے اپنے قبیلے کا نام ویلینی رکھ لیا ہے۔"

"خدا کی پناہ۔" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ لیں۔

"جانگ کا خیال ہے کہ یہ ویلینی کا چلایا ہوا چکر ہے۔"

"جانگ نے اس قبیلے کا نام لیا ہے؟"

"نہیں۔ بس اس کی سمت معلوم کر لی ہے۔ اگر سمبوتورا ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم ان مشکلات سے بچ جائیں۔ ورنہ دوسری شکل میں ہمیں اس سمت سفر کرنا ہو گا۔"

"دلچسپ اطلاع ہے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"کل شام کو تم جولیا سے کسی طرح نجات حاصل کر لینا گازالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کل ہمیں لہاسہ کے ایک نواحی علاقے میں چلنا ہے۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں۔ میں تمہیں کچھ دلچسپ چیزیں دکھانا چاہتا ہوں۔"

"کس وقت چلنا ہوگا؟"

"تقریباً سات بجے۔"

"ٹھیک ہے۔ یوں کروں گا کہ شام کو نکل جاؤں گا۔ اور پھر ہم لوگ کسی جگہ ملاقات کرلیں گے۔"

"کل دن میں کوئی مصروفیت تو نہیں ہے؟"

"قطعی نہیں۔"

"جگہ کا تعین کرلیں گے۔ ملاقات تو ہوگی۔"

"ہاں یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور براؤن نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھالیا۔ پھر اس نے کہا۔ "ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ آرہے ہیں۔" اس نے فون رکھ دیا۔ پھر میری طرف رخ کرکے بولا۔ "جولیا ہے کہہ رہی ہے صرف دو منٹ رہ گئے ہیں آدھا گھنٹہ پورا ہونے میں۔"

میں جولیا کی ڈیوٹی پوری کرنے چلا گیا۔ باقی وقت جولیا کی نذر ہوگیا۔ بوریت کے علاوہ اور کیا ہاتھ لگا۔ دوسرے دن البتہ میں نے اس سے پیچھا چھڑا لیا تھا۔ صبح ہی صبح اس سے کچھ کہے بغیر نکل گیا تھا اور فیصلہ کرلیا تھا کہ اب براؤن کے پروگرام کے بعد ہی واپس آؤں گا۔ ندرت کو البتہ میں براؤن کی کہانی کے بارے میں بتانے کیلئے سوچ رہا تھا سمبوتورا اس کہانی کی تصدیق یا تردید کرسکتا تھا۔ میں پہلے طاہر علی کے پاس پہنچا۔ طاہر علی اور آسٹن کہیں گئے ہوئے تھے۔ لیکن کنور صاحب موجود تھے۔

"ہیلو چیف۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ کب اس بھاگ دوڑ سے اکتائیں گے۔"

"آپ اکتا رہے ہیں کنور صاحب۔"

"ہاں۔" کنور نے گہری سانس لے کر کہا۔ "شاید ایسا ہی ہے کیونکہ بات کچھ بن نہیں رہی۔ خزانہ میرے لیے پُرکشش ہے۔ لیکن بشرطیکہ کوئی امید ہو بظاہر مجھے یہ سب کچھ۔"

"آپ کا خیال درست ہے کنور صاحب۔ ابھی تک یہ صرف ایک ایڈونچر ہے اور اسی انداز میں اسے جاری رکھا جا سکتا ہے۔ کوئی فوری نتیجہ شاید طویل عرصہ تک برآمد نہ ہو۔"

"مشکل ہوگا میرے لیے۔ شاید میں زیادہ عرصہ نہ رک سکوں۔"

"کہاں گئے ہیں ڈاکٹر صاحب؟"

"شاید چانگ لی کے پاس۔ ممکن ہے وہاں سے کہیں اور جائیں۔"

"او کے۔ میں چلتا ہوں۔" میں نے کہا اور وہاں سے نکل آیا۔ ویرینک آوارہ گردی کرتا رہا۔ یہ خیال بھی دل میں تھا کہ کہیں طاہر علی ندرت کے بارے میں کوئی جلد بازی نہ کر بیٹھیں۔ خواہ مخواہ ان کی وجہ سے کھیل خراب ہوگا۔ براؤن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کس کس کا تعاقب کر رہا ہے۔ بہرحال وہ چالاک آدمی تھا۔

جس وقت میں ندرت کی قیام گاہ پر پہنچا تو باہر کے معاملات پُرسکون تھے۔ میں اپنی مخصوص جگہ سے ہی اندر داخل ہوا تھا۔ ندرت اور سمبوتورا اپنی جگہ پر موجود تھے۔ "کوئی خاص بات ندرت؟"

"بالکل نہیں۔ سب ٹھیک ہے۔"

"مسٹر وائی مین۔ آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"نا رنگ کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"نہیں یہ کون ہے؟"

"ایک تبتی قصبے کا نام ہے۔ وہاں ایک بڑی خانقاہ میں ہمیں جگہ مل سکتی ہے۔ وہاں سے اپنے پروگراموں کا تعین کریں گے۔ کیا تم ہمارے ساتھ رہنا پسند کروگے؟"

"ہاں۔ یقیناً۔ ایک سوال میں کرنا چاہتا ہوں مسٹر وائی مین۔"

"ضرور۔"

"کیا ویلینی نامی قبیلے کے بارے میں آپ کچھ جانتے ہیں؟" میں نے سوال کیا اور ندرت اور سمبوتورا میری طرح چونک پڑے۔ وہ تعجب سے مجھے دیکھتے رہے۔ پھر سمبوتورا نے کہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں، یہ تمہارے سوال کا جواب تھا لیکن دوسرا سوال میں کرنے پر مجبور ہوں۔"

"یہی نا کہ مجھے اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔؟"

"ہاں۔ میں سخت حیران ہوں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ تمہارے منہ سے یہ سن کر دنگ رہ گیا ہوں۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن میں اُن سے کوئی غلط بیانی نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے کہا۔ "جس شخص کے بارے میں، میں نے تمہیں تفصیل بتائی تھی وائی مین۔ یا یوں سمجھو کہ وہ آدمی جو تمہارے پیچھے لگا ہوا تھا یہ بات بھی معلوم کرچکا ہے کہ ویلینی نے کسی پسماندہ قبیلے کو اپنا مسکن بنالیا ہے اور اس قبیلے کا نام ویلینی رکھا ہے۔ وہ اس قبیلے کی سمت کے بارے میں بھی جانتا ہے۔ اگر تم اسے مل جاتے تو وہ لوگ کبھی اتنی دردسری مول نہ لیتے لیکن بحالت مجبوری وہ ادھر کا رخ بھی کرسکتے ہیں۔"

"اس کی فکر نہیں ہے۔ اگر وہ ادھر کا رخ کرلیں تو ہمارے سارے مسئلے حل ہوجاتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ بحران کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل جائے گا۔"

"کم ازکم مجھے اس قبیلے کی تفصیل ہی بتا دو۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تم نے اپنے ایک سوال کا جواب خود ہی تلاش کرلیا ہے غزالی۔ یعنی ویلینی کہاں ہے۔"

"وہ اس قبیلے میں ہے؟"

"ہاں۔ وہ وہاں کی مطلق العنان حکمران ہے۔ اس نے وہیں بود و باش اختیار کرلی ہے۔"

"مستقل۔؟"

"فی الحال یہی سمجھو۔"

"یہ کیسے ہوا۔؟"

"اسے اس کی ضرورت تھی۔ وہاں وہ محفوظ ہے اور اپنے مشن کے لیے وہ وہیں مصروفِ کار ہے۔"

"اس کا تعلق اب شہروں سے نہیں ہے؟"

"ہے۔ میرے ذریعہ اور کچھ دوسرے ذرائع سے وہ شہروں سے رابطہ رکھتی ہے۔"

"ہوں۔ اور اس کے دونوں بیٹے۔؟"

"اب وہ بھی اس کے ساتھ ہیں۔"

"تم نے جاپان میں ان کی پرورش کی تھی سمبوتورا۔؟"

"کیوں نہیں۔ انہیں مہذب زندگی سے روشناس کرانے کے لیے میں نے ایک عرصہ ان کے ساتھ جاپان میں گذارا ہے۔"

"ایک اور سوال میرے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔"

"کیا۔؟"

"تمہیں جاپان کے ایک مارشل آرٹس کلب میں ملازمت کرنی پڑی تھی۔"

"ہاں۔"

"کیوں۔"

"ضرورت کے تحت۔"

"اور وہ خزانہ۔؟"

"وہ صرف ہمارے مشن کی امانت ہے۔ ہم اپنی ذات کے لیے اس میں سے کچھ خرچ نہیں کرتے۔"

"اوہ۔ یہ تمہارا اصول ہے؟"

"بنیادی اصول۔ ہمیں اس خزانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ چمکیلے پتھر اور سنہری زیورات ہمارے لیے بے معنی ہیں۔ بس یہ وقت کی ضرورت ہے اس لیے ہم انہیں استعمال کر رہے ہیں۔ اپنی ذات کے لیے ہم اپنے طور پر بندوبست کر لیتے ہیں۔"

"خوب۔ ویلینی اس قبیلے میں یقیناً مقبول ہوگی۔ اس کا سبب کیا ہے؟"

"وہ سب کچھ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔ اور میں اس کے ان الفاظ پر غور کرنے لگا۔ "اصل مسئلہ گومین کی تلاش ہے۔ ویلینی کو اپنے مشن کی تکمیل کے لیے گومین کی ضرورت ہے، صحیح الدماغ اور ہوشمند گومین کی۔"

میں پُرخیال انداز میں گردن ہلاتا گیا۔ پھر میں نے کہا۔

"بہرحال وائی مین تم جانتے ہو کہ میرے وسائل بھی محدود ہیں۔ میں گومین کی تلاش کے سلسلے میں پورے اعتماد سے کچھ نہیں کر پا رہا لیکن اپنی تمام تر توجہ میں نے اس پر مبذول کر رکھی ہے۔ ہائیسا نے تمہیں پوری کہانی سنائی ہوگی۔ گومین کو جاپان سے اغوا کرکے فرانس لے جایا گیا اور پھر وہاں سے ہندوستان لایا گیا۔ اس کا دماغی علاج کیا جارہا تھا لیکن وہ مسلسل سازشوں کا شکار رہا پھر وہاں سے فرار ہوگیا۔ آخری بار اسے ایک جگہ بان کھیڑہ میں پایا گیا لیکن یہاں سے اسے کچھ لوگوں نے اغوا کرلیا۔ اور اب تمہارے خیال میں وہ تبت میں ہے۔ ہمیں بس یہ پتا چل جائے کہ وہ اب کس کی تحویل میں ہے۔"

"یہی سب سے اہم مسئلہ ہے۔ لیکن بالآخر ہم اسے حل کرلیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگ نارنگ ضرور چلیں۔ وہاں سے ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت کارروائی کریں گے۔ نارنگ ایک پُرسکون جگہ ہے۔"

"کب تک نارنگ چلنا چاہتے ہو؟"

"میرے خیال میں ایک آدھ دن میں۔"

"میرے لیے کیا ہدایت ہے؟"

"پہلے ہم تمہارے ساتھ ایک مذاق کرنا چاہتے ہیں۔" سمبوتورا نے کہا اور میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔

"مذاق۔؟"

"ہاں۔ براہ کرم خود کو اس مذاق کے لیے پیش کردو۔"

"حاضر ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"تب پھر آؤ اس جگہ بیٹھ جاؤ۔" ندرت نے کہا اور پھر مجھے کمرے کے بیچوں بیچ زمین پر بٹھا دیا گیا۔ ندرت اور سمبوتورا نے جوتے وغیرہ اتار دیے تھے۔ وہ اس مذاق میں سنجیدہ نظر آرہے تھے۔ میں دلچسپی سے ان کی حرکتیں دیکھتا رہا۔ دونوں نے ہاتھ پاؤں زمین پر ٹکائے اور چوپاؤں کی طرح چلتے ہوئے میرے قریب پہنچ گئے۔ ندرت نے میرے پاؤں کے تلوؤں پر ناک رکھی اور گہری گہری سانسیں کھینچنے لگی۔ وہ ہٹی تو سمبوتورا نے وہی حرکت دوہرائی۔ وہ پاؤں سے پنڈلیوں اور اسی طرح میرے سر تک پہنچ گئے۔ دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنجیدہ تھے اور بڑے انہماک سے یہ کام کر رہے تھے۔ یہ عمل آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔ اور پھر دونوں سیدھے کھڑے ہو گئے، میری سمجھ میں اُن کی ایک حرکت بھی نہیں آئی تھی۔ کھڑے ہونے کے بعد وہ اپنی جگہ سے ہٹے اور پھر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"اب میں کھڑا ہو جاؤں؟" میں نے سوال کیا۔

"اوہ ہاں پلیز" سمبو تورا نے جواب دیا۔

"مگر اس کی وجہ تو اب مجھے معلوم ہونی چاہیے۔ یہ بھی سنسر؟"

"سنسر" ندرت نے کہا اور ہنس پڑی۔ بڑی دلکش ہنسی تھی اُس کی، بہت کم ہنستی تھی لیکن ہنستی تھی تو اس کے تمام خدوخال یکسر تبدیل ہو جاتے تھے اور اُس کے اندر خاص جاذبیت پیدا ہو جاتی تھی۔ بہر طور ان باتوں پر توجہ دینے کا مجھے وقت نہیں تھا۔

"دیکھو ندرت تمہاری یہ سنسر شپ جو ہے نا یہ کسی وقت مجھے غصہ بھی دلا دے گی"

"نہیں گازالی، مجھے یقین ہے کہ تمہیں ہم پر کبھی غصہ نہیں آ سکتا"

"مگر آخر اس کی وجہ تو مجھے پتا چلنی ہی چاہیے، کیوں مسٹر وانگ مین کیا آپ بھی مجھ پر سنسر شپ عائد کریں گے؟" میں نے کہا۔

"نہیں نہیں معمولی سی بات ہے، دراصل ہم نے تمہارے بدن کی خوشبو اپنے ذہنوں میں اتاری ہے، تم سے شاید اس بات کا تذکرہ کیا گیا تھا کہ ہم لوگوں کی قوت شامہ بہت تیز ہے۔ اور ہم فضاؤں میں سونگھ کر اپنے جانے پہچانے لوگوں کا پتا چلا لیتے ہیں۔ اب یوں سمجھو کہ اگر تم ایک مخصوص رینج میں ہو تو، ہم سونگھ کر تم تک پہنچ سکتے ہیں، یا تمہارا پتا چلا سکتے ہیں"

"اوہ تو اس سلسلے میں کوشش ہو رہی تھی" میں نے مسکراتے ہوئے کہا، میرے انداز میں حیرت تھی۔

"ہاں مسٹر گازالی، اب تم ہماری ایک اہم ضرورت بن چکے ہو، ہمیں تم سے بہت زیادہ دور نہیں رہنا چاہیے"

"ایک بات اور بتاؤ۔ یہ رینج کتنی ہوتی ہے؟"

"ہواؤں پر منحصر ہے۔ ہوائیں جتنی دور تک یہ پیغام لے جائیں"

"مطلب یہ کہ اگر ہوائیں مخالف چل رہی ہوں تو تم وہ خوشبو محسوس نہیں کر سکتے۔؟"

"دور کی بات کر رہا ہوں۔ مثلاً تم لہاسہ کے کسی بھی حصے میں ہو، ہم بآسانی تم تک پہنچ سکتے ہیں اور اگر تم یہاں سے نکل جاؤ تو پھر فاصلوں کا تعین ہواؤں سے ہی ہو سکتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ہم ہواؤں کی سمتوں کو پا لیں" سمبو تورا نے جواب دیا۔

خیر تمہاری بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آئی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اس سنسر شپ کو میں ابھی توڑ نہیں سکتا، اس لیے خاموش ہوا جاتا ہوں" ندرت بدستور مسکرا رہی تھی۔ "اچھا میرے لیے مزید کوئی ہدایت۔؟"

"صرف یہ گازالی کہ نارنگ چلنے کی تیاریاں کر لو، ممکن ہے کہ ہم کل، یا زیادہ سے زیادہ پرسوں تک یہاں سے نکل چلیں، میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہم لوگ یہاں بہت زیادہ محفوظ نہیں ہیں اور نارنگ پہنچ جانا ہمارے لیے بہت ضروری ہے"

"میں بھی تمہیں ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں سمبو تورا کے چند لوگ تمہاری نگرانی کر رہے ہیں، باہر نکلتے ہوئے احتیاط کرنا"

"کون لوگ ہیں وہ۔؟" ندرت نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ندرت، یوں سمجھو کہ ڈاکٹر طاہر علی کے آدمی ہیں، خطرناک نہیں ہو سکتے وہ تمہارے لیے لیکن بہرطور وہ تمہارا پیچھا ضرور کرتے رہیں گے اور یہ جاننے کی کوشش کرتے رہیں گے کہ تم کہاں ہو۔؟"

"ہم، مگر ڈاکٹر طاہر علی کو"

"اوہ ڈاکٹر طاہر علی نے ہی تو تمہاری نشاندہی کی تھی۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا تمہیں، شاید تمہیں یاد نہیں ہے"

"خیر ٹھیک ہے، اوّل تو میں باہر نہیں جاتا، کوئی اہم ہی مسئلہ ہوتا ہے تو مجبوری ہے، لیکن اب تم نے محتاط کر دیا ہے تو بہت زیادہ احتیاط رکھوں گا۔ کچھ انتظامات مجھے بھی کرنے ہیں نارنگ جانے کے لیے، ان کے لیے مجھے باہر جانا ہی پڑے گا۔" ندرت نے کہا۔

"اگر میری ضرورت ہو اس سلسلے میں ندرت تو میں حاضر ہوں"

میں نے ندرت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن کیا تم ان لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ ہو کر یہاں تک آتے ہو؟"

"ہاں میرا تم لوگوں سے تعلق ابھی تک ان لوگوں کے علم میں نہیں آ سکا"

"گازالی بہت ذہین ہیں وانگ مین، میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں"

"اچھا مجھے اجازت" میں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد ان لوگوں سے رخصت ہو کر، میں اپنے مخصوص راستے سے وہاں سے نکل آیا۔ مجھے یقین تھا کہ طاہر علی اپنے طور پر کارروائیاں ضرور جاری رکھے ہوئے ہیں، کم از کم ان باتوں سے وہ نہیں ہٹ سکتے تھے لیکن کوئی اہم کام کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس ملاقات

کے بعد مجھے اور کوئی خاص کام نہیں تھا، جہاں تک نارنگ جانے کا مسئلہ تھا ظاہر ہے مجھے کیا انتظامات کرنے تھے، بس تھوڑے سے کپڑے وغیرہ اور چند ایسی چیزیں جو وہاں کام آ سکیں۔ نارنگ کے بارے میں میری معلومات بالکل ہی صفر تھیں۔ لیکن اب میں زیادہ تفصیلات معلوم بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ البتہ سمبو تورا اور ندرت کا پروگرام مجھے معلوم ہو چکا تھا۔ گویا وہ لوگ مجھے دیلینی تک لے جانا چاہتے تھے لیکن اس سے پہلے گومین کی تلاش سب سے اہم حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن مسئلہ یہی تھا کہ کیا ہم گومین کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں میکے براؤن سے رابطہ قائم رکھنا بے حد ضروری تھا۔

میں واپس کافی پہنچ گیا اور کافی پہنچنے کے بعد تو جولیا سے پیچھا چھڑانا ممکن ہی نہیں تھا۔ وہ اپنی عادت کے مطابق مجھ سے سوالات کرتی رہی اور میں نے اسے یہی بتایا کہ میں لہاسہ میں آوارہ گردی کرتا رہا ہوں۔

بقیہ دن پرسکون ہی گذرا تھا، البتہ پروگرام کے مطابق میکے براؤن نے مجھے اس جگہ کی تفصیل بتا دی تھی، جہاں مجھے اس سے ملاقات کرنی تھی اور اس وقت مجھے جولیا کو ڈاج دے کر وہاں تک پہنچنا تھا چنانچہ میں نے جولیا سے کہا۔ "ذرا اپنے کمرے میں جا رہا ہوں اس کے بعد ہم باہر نکلیں گے۔" اور جولیا نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔ اسے شبہ بھی نہیں تھا کہ میں اس طرح اسے ڈاج دے کر نکل جاؤں گا لیکن اپنے کمرے میں جانے کی بجائے میں سیدھا کافی سے باہر ہی باہر نکلا چلا گیا تھا۔ لباس وغیرہ کے مسئلے میں کوئی خاص انتظام تو کرنا نہیں تھا چنانچہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر میں اس طرف چل پڑا جہاں کے بارے میں میکے براؤن نے مجھ سے کہا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا اوپن ایئر ریستوران تھا، ریستوران کے خوب صورت لان پر بیٹھ کر میں نے اپنے لیے کافی منگوائی۔ اور کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے کر گھڑی دیکھتا رہا۔ میکے براؤن کے پہنچنے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی۔ شام جھک چکی تھی اور روشنیاں جلتی جا رہی تھیں، مقررہ وقت پر میکے براؤن مسکراتا ہوا میرے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک خوب صورت سوٹ میں ملبوس بہت اسمارٹ نظر آ رہا تھا، میرے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

"ہمیں صرف بیس منٹ انتظار کرنا پڑے گا۔ میرا خیال ہے اس دوران تم مجھے کافی پلوا دو"

میں نے میکے براؤن کے لیے بھی کافی طلب کر لی اور پھر پُرخیال انداز میں اس کی شکل دیکھنے لگا۔ "ہمارے اس پروگرام میں کوئی کام کی بات نہیں ہو رہی مسٹر براؤن، بڑی عجیب صورتِ حال ہے"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ بوڑھا اگر ہمیں نہ بھی ملا تو بھی جانگ کے ذریعے ایک کامیاب سفر کرنے کی کوشش کریں گے جس میں ممکن ہے ہماری ملاقات دیلینی سے ہو جائے"

"مسٹر براؤن، میرا خیال ہے کہ آپ بہت ہی سطحی انداز میں کام کر رہے ہیں، جب بھی میں یہ سوچتا ہوں، میرے ذہن میں پریشانیاں گھر کرنے لگتی ہیں"

"کیوں۔؟"

"فرض کیجیے اگر دیلینی ایک قبیلے کے لوگوں کو اپنا مطیع بنا کر انھیں اپنے ساتھ شامل کر لیتی ہے تو کیا وہ اتنی ہی کمزور ہو گی کہ ہم اسے کسی طرح خزانہ دینے کے لیے مجبور کر سکیں"

میکے براؤن تھوڑی کھجانے لگا اس دوران کافی آ گئی تھی، چنانچہ میں نے کافی بنا کر اس کے سامنے رکھ دی۔ اور وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔ "بے شک یہ مسئلہ سب سے اہم ہے، لیکن تم یہ تو سوچو کہ ہم اس کو نظر انداز کس طرح کر سکتے ہیں۔ دیلینی کو آمادہ کرنے کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہو گا"

"کیا اس میں خطرات نہیں ہیں۔؟"

"بے شک ہیں۔ لیکن خزانے اس طرح حاصل نہیں ہو جاتے"

"میری ایک رائے تھی مسٹر براؤن۔"

"وہ کیا۔؟"

"اگر ہم کسی طرح بوڑھے کو حاصل کر لیں تو میرا خیال ہے کہ ہم دیلینی کو مجبور کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے بشرطیکہ بوڑھا ہمارے ساتھ ہو۔ اس سے زیادہ موثر ذریعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا"

میکے براؤن ہتھیلی پر گھونسہ مار کر بولا "یہی تو بدنصیبی ہے کہ ہم اس تک نہیں پہنچ پا رہے ہیں، میں نے جانگ سے بھی اس موضوع پر گفتگو کی تھی، جانگ کہتا ہے کہ اس کے لیے از سر نو اسے کام کرنا پڑے گا"

"اس کی حالت کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے اب بالکل" میکے براؤن نے جواب دیا۔

ٹھیک بیس منٹ کے بعد میکے براؤن اٹھ گیا میں بھی بل ادا کر کے اٹھ گیا تھا۔ پھر ریستوران سے باہر نکل آئے ایک فٹ پاتھ کے ساتھ سیاہ رنگ کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی میکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

براؤن نے اسٹیئرنگ کی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ میرے لیے اس نے برابر کی سیٹ کا دروازہ کھول دیا تھا۔ پھر اس نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔

"یہ کار کہاں سے آئی۔؟" میں نے پوچھا۔

"کافن کی ملکیت ہے۔" براؤن نے جواب دیا۔ میں خاموشی سے باہر نگاہیں دوڑاتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا "ان چیزوں کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتائیں گے مسٹر براؤن جن کے لیے آپ مجھے لے جارہے ہیں۔"

"ان کا تعلق صرف دیکھنے سے ہے۔"

"ہمارے معاملے سے تعلق ہے ان کا۔؟"

"سوفیصدی، ورنہ میں اس کے لیے کسی طرح وقت برباد نہ کرتا۔" میکے براؤن نے جواب دیا اور میں خاموش ہوگیا۔ کار تقریباً آدھے گھنٹے تک دوڑتی رہی پھر وہ سڑک سے اتر گئی میکے براؤن اسے اس طرح چلارہا تھا جیسے یہ راستہ اس نے اچھی طرح دیکھ رکھا ہو۔ کچا اور ناہموار راستہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ خانقاہ نہیں تھی بدصورت اور بھدی عمارت کے احاطے میں درخت بے ترتیبی سے اُگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک بڑا دروازہ تھا جس کے رخنوں سے روشنی چھن رہی تھی۔

"پستول ہے تمہارے پاس۔؟"

"نہیں۔"

"کوئی بھی ایسا ہتھیار جو ضرورت پر کام آسکے؟"

"کیا اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

"احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے۔"

"آپ اگر پہلے اس کا تذکرہ کردیتے تو میں کوئی انتظام کرلیتا اس وقت تو کچھ نہیں ہے میرے پاس۔"

"خیر آؤ۔" میکے براؤن پُرخیال انداز میں بولا۔ اور میں اس کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اس بڑے دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ براؤن نے پٹ کو دھکیلا تو دروازہ چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ جس کے دوسری طرف ایک کشادہ ہال تھا جس میں لاتعداد موٹے موٹے تخت بنے ہوئے تھے۔ ان ستونوں میں چربی سے جلنے والی بہت سی مشعلیں نصب تھیں اور روشنی انھیں کی تھی۔

میکے براؤن نے اندر داخل ہوکر چاروں طرف دیکھا۔ اور پھر مجھے اشارہ کرکے ایک کشادہ جگہ پر پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر وہ رک گیا۔ اور پھر اس نے کہا "وہاں اس پتھر پر بیٹھ جاؤ۔" اشارہ ایک ٹوٹے ہوئے ستون کی طرف تھا۔

"بڑی پراسرار جگہ ہے۔" میں نے متاثر لہجے میں کہا۔

"خوفناک بھی ہے کیوں۔؟"

"یقیناً۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے تمھیں کوئی ہتھیار ضرور ساتھ لانا چاہیے تھا۔ خیر یہ میرے حق میں بہتر ہے۔ اسے دیکھو۔" میکے براؤن نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکال لیا۔ اس کے تمام چیمبر بھرے ہوئے ہیں۔ اور اب دیکھو اس کی نال کا رخ تمھارے دل کی طرف ہے نشانہ ٹھیک ہے نا۔؟"

"کیا مطلب؟"

"میری انگلی کا ہلکا سا دباؤ تمھارے دل میں سوراخ کردے گا اور دل کے سوراخ کا مطلب تم ضرور جانتے ہو۔"

"کوئی دلچسپ مذاق ہے یہ؟" میں نے اپنے بدن میں ہونے والی سنسنی کو چھپانے کی کوشش کی۔

"ہرگز نہیں بلکہ ایک سنگین حقیقت ہے۔ یہ پرسکون جگہ تمھاری دائمی آرام گاہ بھی بن سکتی ہے۔" میکے براؤن کے لہجے کی سفاکی ہرگز چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔ کوئی نیا مرحلہ۔ میں نے دل میں سوچا ـــــ "مسٹر براؤن۔" میں نے سرد لہجے میں پوچھا

"تمھیں یہ بتانا ہے ہندوستانی احمق کہ تم خود سے کہیں زیادہ ذہین لوگوں کو بے وقوف بنانے میں کوشاں ہو۔ روز اوّل سے یہ بات میرے علم میں تھی کہ تم کبھی مجھ سے مخلص نہیں ہوسکتے۔ اور یہ سچ نکلا۔ میں نے تمھیں پوری چھوٹ دی تھی کہ تم اپنی ذہانت استعمال کرتے رہو۔ میرا عین وقت پر تمھاری گردن پکڑ دوں گا۔"

"یہاں آنے کا یہی مقصد تھا۔؟"

"سوفیصدی۔"

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔"

"تمھاری زبان اب صرف سچ بولے گی۔"

"کونسے سچ۔؟"

"تم انھیں لوگوں کے لیے کام کررہے ہو۔؟ میری مراد طاہر علی وغیرہ سے ہے۔ ان کو کس پروگرام سے اور کہاں بھیجا گیا ہے"

"جو کچھ میں نے تمھیں بتایا ہے براؤن حقیقت وہی۔"

"وہ لڑکی کون تھی جو تمھیں کنٹین کے ایک فنکار پر ملی تھی۔؟"

"اس کے بارے میں بھی تمھیں بتاچکا ہوں۔"

"یعنی ایک پیشہ ور لڑکی۔"

"ہاں۔"

"اور وہی لڑکی اس ویران خانقاہ میں تمھارے ساتھ تھی جہاں جانگ سمبو تورو کی تلاش میں گیا تھا۔"

"یہ بکواس دوبارہ دہرانے کی ضرورت کیوں پیش آگئی؟" میں نے بدستور سرد لہجے میں پوچھا۔

"اسلیے کہ جانگ اپنی یادداشت کو، اپنی نگاہ کو اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ اس نے کبھی اس بارے میں دھوکا نہیں کھایا کنٹین کی اس ویٹرس لڑکی نے ندرت کی تصویر کی تصدیق کردی جو تمھارے بیان کے مطابق ویلینی کی تصویر ہے۔ جانگ نے اس لڑکی کو پہچان لیا جو اس وقت اس پُراسرار راہب کے ساتھ جنگ کررہی تھی اور وہ پراسرار راہب سمبو تورو ہے جس سے تمھارا رابطہ قائم ہوچکا ہے۔" میکے براؤن نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"بڑی دلچسپ کہانیاں سنارہے ہو براؤن۔ کیا اس پروگرام میں تمھاری بیٹی بھی شریک ہے۔؟" میں نے کہا۔

"اس کا حوالہ دے کر مجھے کمزور کررہے ہو گازالی۔ لیکن میں مختلف آدمی ہوں۔ تم اگر مجھ سے تعاون کرتے تو سب کچھ تمھیں دے دیتا لیکن تم براؤن کے ساتھ شطرنج کھیل رہے ہو۔ بہرحال چھوڑو ان باتوں کو۔ ہاں بتاؤ سمبو تورو کہاں ہے۔؟"

"یہ بکواس کب تک جاری رہے گی۔؟" میں نے کہا۔

"جب تک تمھاری زبان نہ کھل جائے۔" براؤن نے کہا اور پھر ایک ستون کی طرف رخ کرکے بولا۔ "آجاؤ۔ اسے تمھاری ہی ضرورت ہے۔" میری نگاہیں بے اختیار اس طرف اٹھ گئیں جدھر سے مجھے آہٹ سنائی دی تھی۔ ستون کی آڑ سے جانگ باہر نکل آیا تھا۔

جانگ اب بالکل تندرست نظر آرہا تھا۔ اس کا اوپری جسم بے لباس تھا اور اس کے مسلز اُبھرے ہوئے تھے۔ ایک نظر میں وہ لوہے کا بنا معلوم ہوتا تھا اس کی پیشانی پر پیلے رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی جس میں ایک سرخ موتی جگمگا رہا تھا۔ آنکھیں شیشے کی گولیوں کی مانند چمک رہی تھیں۔

"میکے براؤن۔ اس سے قبل بھی تم مجھ پر شبہ کرکے شرمندہ ہوچکے ہو۔ ایک بار پھر وہی حرکت دوہرا رہے ہو۔ اس وقت میں تمھارے قبضے میں ہوں جو چاہو سو کرلو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک دفعہ اور غور کرلو۔" میں نے کہا۔

"اتنا اُلجھ گیا ہوں میں گازالی کہ اب ایک ہی ترکیب سمجھ

ایم اے راحت

سدا بہار قلم سے

ایک شاہکار ناول

باغی

مکمل دو حصے

فی حصہ -/40 روپے

شہرت کی سنگلاخ چٹانوں پر سفر کرنے والے بیٹے کی داستان جس نے ماں کیلئے زمین کی پستیاں سمیٹ لیں

قہقہوں کے درمیان چھپے ہوئے آنسوؤں کی داستان!!

طنز و مزاح کا پیکر ناول

خوبصورت سرورق، دیدہ زیب گیٹ اپ

علی میاں پبلی کیشنز

20۔ عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور فون 7247414

اسٹاکسٹ

علی بک سٹال، نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں آتی ہے۔ راستے کی گھاس کاٹنا شروع کردوں۔ جتنے غیر متعلق اس سلسلے میں الجھے ہوئے ہیں انہیں ختم کرتا چلوں۔ اس سے کم ازکم یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ اگر میں اس خزانے کو نہ حاصل سکوں کو کم ازکم دوسرے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔" براؤن نے جواب دیا۔

"لیکن میں تم سے اب بھی مخلص ہوں۔"

"یہ مذاق میں بہت عرصے سے برداشت کررہا ہوں۔ اور پھر جانگ کو سمبو تورا کی تلاش ہے صرف میرے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے بھی کیونکہ اس نے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔"

"لیکن میں۔" میں نے کہنا چاہا اسی وقت جانگ آگے بڑھ کر میرے مقابل پہنچ گیا۔

"مجھ سے جنگ کرو۔ صرف جنگ۔ یا پھر اس قاتل کا پتا دو۔" جانگ کی آواز ابھری۔

"مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم جانگ۔" میں نے خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ درحقیقت میں خوفزدہ نہیں تھا بلکہ اس طرح میں میکے براؤن کے قریب پہنچ جانا چاہتا تھا جس کے پاس پستول موجود تھا۔ جوڈو کراٹے کے ماہر جانگ سے میں مارشل آرٹس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا لیکن اگر میکے براؤن کا پستول ہاتھ آجائے تو کچھ کام بن سکتا تھا۔

"تم جانتے ہو۔" جانگ نے کہا۔ اور اسی وقت وہ فضا میں اچھلا جیسے ہی وہ بلند ہوا میں نے میکے براؤن پر چھلانگ لگادی۔ جانگ کسی برق رفتار پرندے کی طرح مجھ پر آیا تھا میں میکے براؤن سمیت دوسری طرف ہٹ گیا۔ لیکن گرتے گرتے بھی میں نے وہ حیرت انگیز منظر دیکھ لیا تھا۔ جانگ نے فضا میں دو تین قلابازیاں کھائیں اور اس طرح اس نے اپنا رخ تبدیل کرلیا ورنہ وہ ہم دونوں پر ہی گرتا۔ چونکہ میں میکے براؤن کو باقاعدہ نشانہ نہیں بنا سکا تھا اس لیے اس کا پستول بھی میرے ہاتھ نہ آسکا۔ میکے براؤن نے اسے سیدھا کرکے فائر کردیا۔ جانگ نے ایک بار پھر فضا میں اچھل کر اپنی جگہ چھوڑ دی ورنہ میکے براؤن کا غلط نشانہ اسے چاٹ جاتا۔ لیکن اس بار جانگ میرے بجائے میکے براؤن کے قریب گرا تھا اور اس نے نہ جانے کس طرح براؤن کے ہاتھ سے پستول نکال لیا تھا۔

"جو میرا شکار ہوتا ہے مسٹر براؤن اسے کسی دوسرے کو مارنے کی اجازت میں کبھی نہیں دیتا۔" جانگ کی غرائی ہوئی آواز ابھری۔

میکے براؤن میری لپیٹ میں آکر بری طرح گرا تھا اور اس کے بدن پر چوٹیں بھی لگی تھیں۔ وہ خود کو سنبھالنے لگا اور مجھے موقع مل گیا۔ میں نے سوٹپ لگا کر جانگ کی ٹانگوں کو الجھاتے کی کوشش کی لیکن مجھے ایسا ہی لگا تھا جیسے میری ٹانگیں دو ستونوں میں جا پھنسی ہوں۔ جانگ نے پہلے تو میری کوشش کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھا پھر اس نے ایک پاؤں میری کمر پر رکھ دیا۔ مجھے ایسا ہی لگا جیسے میری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ بمشکل تمام میں بدن کی پوری قوت صرف کرکے اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل سکا تھا۔

"جانگ اسے گولی ماردو۔" براؤن ہانپتا ہوا چیخا۔ لیکن جانگ کے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اس نے پستول کھول کر پہلے اس کے چیمبر خالی کیے اور پھر اسے ایک طرف اچھال دیا۔ "اٹھو۔" اس نے مجھے مخاطب کیا۔ میری نگاہیں اس دوران چاروں طرف کا جائزہ لے چکی تھیں۔ کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہیں آرہی تھی جس کے ذریعہ اس مصیبت سے چھٹکارا پا سکوں۔ بہرحال میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"سمبو تورا کہاں ہے؟" جانگ نے پھر پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا۔ اور اس بار جانگ کی لات میرے پیٹ پر پڑی۔ میں کرب سے جھکا تو اس نے دوسری لات میری ٹھوڑی پر ماری اور میں اچھل کر گر پڑا جانگ اب مشین بن چکا تھا۔ اس نے عجیب انداز میں رقص کرنا شروع کردیا تھا۔ اس کی ہلکی پھلکی ٹھوکریں میرے بدن پر پڑ رہی تھیں لیکن مجھے یونہی محسوس ہورہا تھا جیسے میرے بدن پر ہتھوڑے سے ضربیں لگ رہی ہوں۔ ہر ٹھوکر پر حلق سے کراہ نکل جاتی تھی۔ بارہا میں نے ہاتھ ٹکا کر پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جانگ کا انداز اتنا نپا تلا ہوتا کہ میرے ہاتھ بدن کو سہارا نہ دے پاتے۔

"جب برداشت کرنے کی قوت ختم ہوجائے تو سمبو تورا کے بارے میں زبان کھولنے کا اظہار کردینا۔" وہ بولا میری برداشت کرنے کی قوت واقعی ختم ہوتی جارہی تھی۔ پورے بدن کی ہڈیاں چیخ رہی تھیں۔ جانگ ہڈیوں کے جوڑوں پر ضربیں لگا رہا تھا۔ اس سلسلے میں اسے خاص مہارت نصیب ہوئی تھی۔ پھر میرے حلق سے ایک آخری کراہ نکلی اور میرا دماغ تاریکیوں میں گم ہوگیا۔

اس کے بعد کی کیفیات عجیب تھیں۔ ہوش آیا تو خود کو فضاؤں میں تیرتے ہوئے پایا۔ آسمان کہر آلود تھا۔ خنک ہوا بدن میں زخم ڈال رہی تھیں۔ کرب سے آنکھیں بند کیں تو پھر نہ کھلیں۔ دوسری بار رات کے ہولناک سناٹوں میں آنکھ کھلی

تھی۔ کانوں میں شیر کی دھاڑ گونج رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے شیر کہیں قریب ہی موجود ہو، وحشت زدہ ہوکر اٹھنے کی کوشش کی تو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں چیخ پڑیں۔ ایسی تکلیف ہوئی کہ حلق سے صرف چیخوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہ نکل سکی۔ اور پھر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ تیسری بار آنکھ کھلی تو بدن پر ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ بینائی نے کام شروع کیا تو ایک چوکور دروازہ نظر آیا جس کے دوسری طرف پانی کا سفید دھارا گرتا نظر آرہا تھا۔ پانی اتنا قریب تھا کہ کسی پتھر پر گرنے کی وجہ سے یہ پھواریں میرے بدن تک آرہی تھیں۔ جھرنے کے گرنے کی آواز بھی میرے کان بخوبی سن رہے تھے۔ خود کو سنبھال کر اٹھنے کی کوشش کی تو ناکامی نہیں ہوئی۔ البتہ حیرت ضرور ہوئی تھی کہ میں اٹھ سکتا ہوں۔ بدن میں اب درد نہیں تھا۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

کھلا ہوا چوکور دروازہ کسی جھولداری کا تھا جس کی چھت کافی بلند تھی۔ مزید کوشش کی تو اٹھ کھڑا ہوا۔ دل کو ایک عجیب سی مسرت کا احساس ہوا تھا۔ حیرت انگیز بات تھی کہ بدن کی توانائیاں بحال تھیں بلکہ جسم میں ایک انوکھی قوت کا احساس ہورہا تھا۔

میں آہستہ قدموں سے باہر نکل آیا۔ حسین جھرنا میرے سامنے تھا۔ پہاڑوں کی بلندیوں سے ایک لمبی چوڑی سفید لکیر زمین کی طرف گر رہی تھی۔ اطراف میں حسین مناظر بکھرے ہوئے تھے لیکن آس پاس کوئی انسانی وجود نہیں تھا۔ یہاں تک پہنچنے کی کہانی کیا ہے؟ ماضی ذہن سے اوجھل نہیں تھا۔ سب کچھ یاد آگیا۔ جانگ نے میرے پورے بدن کی ہڈیاں چٹخا دی تھیں۔ شاید کوئی ہڈی سلامت نہیں رہی تھی۔ لیکن اب مجھے اپنا بدن پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور محسوس ہورہا تھا۔ آخر کیسے؟

"کوئی ہے؟" میں نے زور سے پکارا۔ اور اسی وقت جھرنے سے بننے والی ندی سے ایک انسانی وجود نے سر ابھارا۔ تنہا ہوں کا دھوکا نہیں تھا۔ وہ ایک لڑکی ہی تھی جس کے لمبے لمبے بال پانی میں بھیگ کر اس کے بدن سے چمٹے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے دیکھا اور دوبارہ پانی میں غوطہ لگادیا۔

چند لمحات تو میں حیرت کا شکار اس جگہ نگاہیں جمائے کھڑا رہا، جہاں لڑکی پانی میں گم ہوئی تھی۔ لیکن غور سے دیکھا تو وہ گم نہیں ہوئی تھی۔ شفاف پانی میں اس کا حسین وجود بے چینی سے گردش کررہا تھا۔ مجھے ایک دم اس کی وحشت کا احساس ہوا۔ اور میں واپس پلٹ پڑا۔ یقیناً اس کے کپڑے کہیں آس پاس ہوں گے۔ میری وجہ سے وہ ان تک نہیں پہنچ پارہی تھی۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد میں ایک بار پھر باہر نکل آیا اور اس طرف دیکھا جہاں لڑکی موجود تھی لیکن اب یہاں کچھ نہیں تھا۔ احمقوں کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا۔ تاحد نگاہ سناٹے کا راج تھا۔ ہاں تیہوٹے چھوٹے جانور ادھر ادھر پھرتے نظر آرہے تھے۔

"کوئی ہے تو سامنے آئے؟" میں پھر چیخا اور جواب میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور میں اس سمت نگاہیں دوڑانے لگا۔ وہی نسوانی وجود تھی بیلنے۔ وہ قریب پہنچا تو میں ششدر رہ گیا۔ وہ ندرت تھی۔

میں نے متحیرانہ انداز میں دیکھا، ندرت کے بھیگے ہوئے بالوں سے یہ احساس ہوتا تھا کہ پانی میں وہی تھی، لیکن اس وقت میں اسے نہیں پہچان سکا تھا، کیونکہ اس کے بھیگے ہوئے بالوں کا بڑا حصہ اس کے چہرے پر بھی تھا۔ ندرت کی بے پناہ حسین اور پرکشش آنکھوں میں اس وقت ایک عجیب سی حیا نظر آرہی تھی، میرے قریب پہنچ کر بھی وہ چند لمحات بالکل خاموش رہی، میں حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس کے بدن پر ڈھیلا ڈھالا لباس تھا۔ اس سے قبل میں نے ندرت کے وجود میں ایسی دلکشی نہیں دیکھی تھی جو اس وقت نظر آرہی تھی۔ میں نے اس کے بھدے نقوش کی بناء پر کبھی اس پر توجہ ہی نہیں دی تھی، جبکہ اس کی جاندار آنکھیں لاکھوں حسین لڑکیوں پر بھاری تھیں، پھر میں نے خود کو سنبھالا اور تعجبانہ انداز میں بولا "ندرت!"

"ہاں میں۔ کیوں؟" اس نے خفیف سی مسکراہٹ کے بعد کہا۔

"پانی میں۔ پانی میں تم ہی تھیں؟"

"ہاں کیوں؟" وہ پھر اسی انداز میں بولی، وہ مجھ سے نگاہیں نہیں ملا رہی تھی۔ شرم و حیا سے اس کا سمٹا ہوا وجود اس وقت اتنا دلکش لگ رہا تھا کہ نگاہیں اس پر سے ہٹ نہ پا رہی تھیں اور شاید میری یہی بے باکی ندرت کو شرمسار کررہی تھی۔ میں ایک دم چونک پڑا۔ کیا حماقت ہے، میں نے دل ہی دل میں سوچا، اور پھر رخ بدلتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں پہچان نہیں سکا تھا ندرت!" میں نے کہا اور پھر جھولداری کی طرف بڑھ گیا۔

"ادھر کیوں جارہے ہو، کچھ تھکن؟" اس نے حسب عادت جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور میں رک گیا۔ "نہیں ندرت میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"تو آؤ پھر ادھر بیٹھو۔" اس نے کہا اور میں نے اس کے اشارے کی سمت دیکھا۔ چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے ہوئے تھے جو اوپر سے سپاٹ اور ہموار تھے، اس کے کہنے پر میں ایک پتھر پر جا بیٹھا اور ندرت دلکش چال چلتی ہوئی میرے سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پتھر تک پہنچ گئی، اس نے پتھر سے اپنا بدن آہستہ سے لگایا اور پھر بولی۔ "تم ٹھیک ہے گازالی؟"

"ہاں۔ لیکن شاید میری بینائی خراب ہو گئی ہے۔ یہ بتاؤ، میں نے تمہیں پانی میں کیوں نہیں پہچانا تھا؟"

"میں کیا بتائے" وہ شرمگیں لہجے میں بولی۔

"چلو چھوڑو، یہ کونسی جگہ ہے ندرت اور میں یہاں کیسے پہنچ گیا—؟"

"ایسا سوال دوسرا نائیں" ندرت نے کہا اور میں اُس کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اُس کے لہجے میں ہلکی سی لرزش تھی۔

"مجھے حیرت ہے ندرت۔ ہونی چاہیے اور اب تمہیں دیکھ کر میں یہ بات بآسانی سوچ سکتا ہوں کہ مجھے زندگی کی طرف واپس لانے والی تم ہو—!"

"مائے نائیں وائی مین!" ندرت نے جواب دیا۔

"میں تم دونوں کو الگ الگ نہیں سمجھتا" میں بولا اور ندرت عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی "نائیں۔ میں ہائیسا ہانے اور وہ وائی مین، ام دونوں الگ ہانے، الگ ہانے" اُس کی اردو مجھے بے اختیار مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی۔ چنانچہ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور وہ بھی مسکرا دی—

"مائے گلط نائیں"

"نہیں بالکل نہیں۔ واقعی تم، تم ہو اور وہ، لیکن میں بھی میں ہوں اور یہ پوچھ سکتا ہوں کہ مجھے کیسے بچایا گیا"

ندرت سنجیدہ ہو گئی۔ اس کے انداز میں جو کیفیت پائی جاتی تھی اس نے ایک لمحے کے لیے مجھے عجیب احساس کا شکار کر دیا تھا، لیکن ہم دونوں ہی سنبھل گئے۔ ندرت نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے کہا "آہستہ بولو۔ تم کیسا؟"

"ٹھیک ہوں، اب بالکل ٹھیک ہوں، بلکہ ہوش آنے کے بعد خود کو پہلے سے کہیں زیادہ تندرست و توانا پا رہا ہوں"

"وہ کون تھا جس نے تم کو مارا" ندرت بولی۔

"میں تمہیں کس کیفیت میں ملا تھا—؟"

"افسوس میں نائیں تھا، خود سمبو تورا یا وائی مین تھا۔ وہ تم کو سونگھتا ہوا اُدھر تک گیا تھا۔ پھر تم کو دیکھا اور کینٹونا ہاؤس میں مجھ کو لایا اور ام لوگ تمہارا سیریس کنڈیشن دیکھ کر اُدھر سے چلا۔"

"اوہ۔ گویا تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وائی مین مجھے سونگھتا ہوا اس جگہ تک پہنچ گیا تھا جہاں میں زخمی پڑا ہوا تھا" میں نے کہا۔

"میری کیا کیفیت تھی ندرت، یہ بتاؤ"

"بہت ڈینجر۔ بہت ہی ڈینجر۔ اتنا کہ ہم لوگ چھ سات دن سیریس رہا، ہم سوچا کہ تم مر جائے گا" ندرت نے کہا۔

"کیا میرے بدن کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں" میں نے سوال کیا۔

"بہوت، بہوت زیادہ!"

"مگر ندرت اب میں اپنے پیروں پر کھڑا ہوں، اور میرے جسم کی کسی بھی ہڈی میں تکلیف کا احساس نہیں ہوتا، یہ کون سی مسیحائی ہے"

"وائی مین کام کیا، ہم نہیں جانتا، وہ ڈاکٹر ہائے" ندرت بولی اور میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ "تم لوگ سب کچھ ہو، لیکن اس قدر الجھے ہوئے ہو کہ تمہارے بارے میں سوچتے ہوئے دماغ کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں۔ اگر وائی مین ڈاکٹر ہے تو گومین کا علاج اُس نے کیوں نہیں کیا، اتنا شاندار ڈاکٹر ہوتے ہوئے کے باوجود وہ گومین کے علاج میں ناکام رہا۔ جبکہ تمہاری رسائی گومین تک تھی ندرت"

"میرا کھیال ہے وہ برین ڈاکٹر نائیں" ندرت نے جواب دیا اور ہنس پڑی۔ میں نے نگاہیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔ یہ لڑکی جب بھی ہنستی تھی اُس وقت اُسے نہ دیکھنا گناہ تھا، اس کی ہنسی میں ایسی پرکشش پاکیزگی تھی کہ انسان اس کی طرف دیکھتا ہی رہے۔ اور دیکھنے کے بعد اُس کے لیے ترستا ہی رہے۔

میرے اس طرح دیکھنے پر اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک انوکھی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ندرت کا یہ انداز اجنبی تھا اس سے قبل وہ سنجیدہ اور غیر جذباتی نظر آتی رہی تھی، لیکن نجانے اس ماحول نے اس پر کیا اثر کیا تھا چہرے کی یہ شرماہٹیں، بدن کی یہ لرزش اور آواز کا بھاری پن یہ احساس دلاتا تھا کہ اس کے اندر کی عورت جاگ رہی ہے۔ لیکن یہ غلط تھا، میرے نقطۂ نگاہ سے یہ سب کچھ غلط تھا اور میں اس ہنسی اور اس شرماہٹ کی پذیرائی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے متعجبانہ انداز میں کہا۔ "لیکن یہ کون سی جگہ ہے ندرت، اس کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہوگا، یا تم یہ بھی نہیں جانتا" آخری الفاظ میں نے اُسی کے انداز میں بولے تھے۔

ندرت مسکرائی اور کہنے لگی۔ "ڈیتھ کلاؤڈز ہے یہ جگہ جنگلی علاقہ ہے، دور دور تک ایسا ہی ماحول ہائے"

"سمبو تورا کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

"آئے گا ابھی تھوڑا دیر سے آئے گا" اُس نے جواب دیا اور پھر بولی "تم کو بھوک لگا گازالی—؟"

"بھوک۔ نہیں ابھی تو نہیں ہے۔ کیا یہاں کھانے

کا انتظام بھی کر رکھا ہے تم نے—!"

"ہاں کیوں نائیں" اس نے جواب دیا اور پھر بولی۔ "آؤ مائے تم کو دکھائے" وہ مسلسل اردو بول رہی تھی اور اردو میں جو جملہ نہیں کہہ پاتی تھی اس کی انگریزی میں ٹانگ توڑ دیتی تھی۔ چھولداری کے عقب میں ایک اور چھولداری دیکھ کر میں نے ایک گہری سانس لی۔ یہ ندرت کی رہائشگاہ تھی، چونکہ میں اپنی چھولداری کے سامنے والے حصّے سے باہر نکلا تھا اس لیے عقبی حصّے کی طرف توجہ نہیں دے سکا تھا، پشت سے پشت ملائے ایک اور چھولداری وہاں نصب تھی اور اس میں کھانے پینے کی اشیاء کے ذخیرے بھی موجود تھے۔

"مجھے یہاں تک کیسے لایا گیا؟"

"گھوڑے پر" ندرت نے جواب دیا۔

"بہر طور بڑی حسین جگہ ہے"

"بہت خوب صورت۔ بٹ ادھر جنگلی جانور بھی ہوتا" ندرت نے کہا اور پھر سامان میں سے ایک رائفل نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔ "یہ اپنا پاس ضرور رکھو، پستول بھی ہے"

"خوب، یہ اسلحہ کہاں سے حاصل کیا تم لوگوں نے؟"

"میں پھر ایسا بولے گا۔ میں نئیں جانتا، سمبو تورا کیا" ندرت نے کہا اور ہنسنے لگی۔ بہر طور اُس کے ساتھ کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی تھی، صورت حال میری سمجھ میں آ رہی تھی لیکن جہاں تک تعجب کی بات تھی وہ اپنی جگہ تھی، ان لوگوں نے مجھے سونگھ کر میری خوشبو اپنے ذہن میں بسا لی تھی اور پھر اُس وقت شاید میں ان کی رینج میں تھا جب ان لوگوں نے مجھے سونگھا اور بروقت سمبو تورا وہاں پہنچ گیا۔ وہ مجھے اٹھا کر یہاں لے آیا اور اس نے میرا علاج کیا۔ یہ تھی بے ہوش ہونے کے بعد کی کہانی اور اب ندرت میری تیمارداری کر رہی تھی لیکن یہ تیماردار خاتون اس وقت جن کیفیات کا شکار تھی اس کی کم از کم ندرت جیسی سنجیدہ لڑکی سے توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ بہر طور کچھ بھی ہو، لڑکیاں ہر جگہ لڑکیاں ہی ہوتی ہیں، خواہ کسی سیارے ہی کی مخلوق کیوں نہ ہوں، ندرت پر بھی اس وقت ماحول کے اثرات تھے۔ لیکن میں جانتا تھا کہ وہ جس وقت خود کو سنبھالنا چاہے گی، بآسانی سنبھال لے گی اور اُس کی کیفیت کم از کم جولیا یا ہما جیسی نہیں ہوگی۔ ان دونوں کا تصور کر کے ذہن میں متعدد خیالات ابھر آئے۔ ہما تو اب میرے لیے ایک مقدس چیز بن چکی تھی اور جولیا کو کیا میکے براؤن کی حرکت کا علم ہو گیا ہوگا—!

ویسے تعجب کی بات یہ تھی کہ میکے براؤن جب مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا تو اس نے مجھے اس طرح کیوں چھوڑ دیا تھا: کیا مجھے مردہ سمجھ لیا گیا تھا میری جو کیفیت تھی اس سے واقعی کوئی بھی شخص یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ تھوڑی دیر کی زندگی اگر میرے بدن میں باقی ہے تو ہے، ورنہ اس کے بعد میں یقیناً عالم بالا کو پرواز کر جاؤں گا۔ ممکن ہے میکے براؤن مجھے مردہ سمجھ کر ہی وہاں سے چلا آیا ہو اور وہ کم بخت جانگ فولاد کا انسان تھا۔ اتنا طاقتور انسان کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

ندرت نے شاید چائے کا پانی چڑھا دیا تھا۔ چائے کی ہلکی ہلکی خوشبو فضا میں منتشر ہونے لگی اور تھوڑی دیر کے بعد اُس نے ایک چھوٹی سی خوبصورت کیتلی میں چائے ڈال لی۔ دو کپ اٹھائے اور کہنے لگی "آؤ فال کے پاس چلتے ہیں—!"

میں خاموشی سے اٹھا اور ہم دونوں چھولداری سے باہر نکل آئے، جھرنے کے کنارے چھوٹے چھوٹے سیاہ پتھر پڑے ہوئے تھے جنہیں بآسانی کرسیوں کی حیثیت سے استعمال کیا جا سکتا تھا، ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی اور سفید متحرک دیوار پہاڑوں کی بلندی سے زمین تک مسلسل اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ اس جگہ چائے نے بڑا لطف دیا، یوں لگتا تھا جیسے ہم کسی پکنک پر آئے ہوں۔ اگر میرے ذہن میں انتشار نہ ہوتا تو میں اس ماحول سے خاصا لطف اندوز ہوتا۔ لیکن میں ان تمام باتوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ "اب میں ٹھیک ہوں ندرت، یہاں سے چلنے کا کیا پروگرام ہے—؟"

"میں نائیں بولے گا سمبو تورا آئے گا، پھر ہم ادھر سے جائے گا" ندرت نے جواب دیا اور میں گہری سانس لے کر چائے پیتا رہا۔ ندرت بھی خاموشی سے کسی سوچ میں ڈوبی رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے کہا "تم ان لوگوں کو جانتا جس نے تم سے جنگ کیا—!"

"ہاں ندرت جانتا ہوں اُنہیں اچھی طرح" میں نے جواب دیا۔

"کون تھا؟" ندرت متعجبانہ انداز میں بولی۔

"یہ بات تمہیں نہیں معلوم؟"

"سمبو تورا پتا لگاتا، میں نائیں جانتا، میں تو اُس وقت سے ادھر تمہارے ساتھ ہے جب تم انجرڈ ہوا" ندرت نے جواب دیا۔

"میکے براؤن اور اس کے ساتھی تھے" میں نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوہ ۔ بٹ وہ ایسا کیوں کیا ؟"

"وہ اب دوسرے لوگوں کو راستے سے ہٹانے کی فکر میں سرگرداں ہوگیا ہے ندرت تاکہ اپنے طور پر کامیابی یا ناکامیابی کے لیے کام کرتا رہے ۔ وہ اب دوسروں کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتا ۔ اس کی کیفیت کسی پاگل کتے کی سی ہوگئی ہے ۔ اور ندرت اب مجھے ان لوگوں کے لیے بھی خطرہ پیدا ہوگیا ہے ۔"

"کن لوگوں کے لیے ؟" ندرت نے سوال کیا۔

"ڈاکٹر طاہر علی وغیرہ ، وہ میکے براؤن کے مقابلے پر کچھ بھی نہیں ہیں ، کہیں میکے براؤن میری ہی طرح اُن کی زندگی کا دشمن بھی نہ بن جائے ۔" میں نے تشویش زدہ لہجے میں کہا اور ندرت گردن جھکا کر خاموش ہوگئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہنے لگی ۔

"اب جب تک سمبوتورا نہیں آتا ، ہم خاموش ہوگا ۔ اور بعد میں اس کو مشورہ کرے گا ۔" میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا ۔ درحقیقت میکے براؤن نے میرے ساتھ جو کیا تھا اس سے طاہر علی وغیرہ کے بارے میں تشویش ہوگئی تھی ، یہ خیال تازہ تازہ میرے ذہن میں آیا تھا کہ کہیں وہ ان لوگوں کو بھی راستے سے ہٹانے کی کوشش نہ کرے ۔

شام آہستہ آہستہ جھکتی آ رہی تھی ۔ ندرت سے میری بیشمار باتیں ہوئی تھیں ۔ اس دوران ندرت کے انداز میں وہی مخصوص کیفیت مسلسل جھلکتی رہی تھی ۔ شام کے جھٹپٹے سے قبل ہی اس نے ایک عجیب سا برتن نکالا ۔ ایک آئل اسٹوو پر آگ جلائی اور اس برتن میں کوئی سیال ڈال کر اسے پانی سے بھر دیا ، میں اس کی یہ حرکات دیکھتا رہا تھا ۔ اس کے بعد اس نے جب ایک اور غیر مانوس حرکت کی تو میں چونکے بغیر نہیں رہ سکا ۔ چند نوک دار پتھر تھے جو گہرے بھورے رنگ کے تھے ۔ اس نے ان پتھروں کو برتن میں ڈال کر برتن اوپر سے بند کر دیا ۔ میں نے تعجب سے اس کی یہ کیفیت دیکھی اور دفعتاً مجھے ایک روایت یاد آگئی جب ایک عورت اپنے بچے کو ہانڈی میں پتھر پکا کر تسلیاں دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ کھانا پک جائے تو وہ انہیں کھلائے گی ، میں نے مسکراتے ہوئے انداز میں کہا ۔ "کیوں ، کیا تم یہ پتھر پکا رہی ہو ؟"

"ہاں ۔" ندرت نے بڑے سکون سے جواب دیا ۔

"کیا ہے یہ ۔۔۔ ؟"

"تمہارا شام کا کھانا ۔" اس نے جواب دیا ۔

"ارے ۔ ارے ۔ یہ مذاق تمہیں کیوں سوجھا ندرت ۔"

"یہ مذاق کئی دن سے ہو رہا ہے یہ دوسرا بات ہے کہ تم ہوش میں ایسا نہیں کیا ۔"

"کیا مطلب ؟" میں نے پوچھا ۔

"اسٹون سوپ ۔ تم پتھروں کا سوپ پیتا ہے اور تم فیل نہیں کیا کہ تمہارا بدن کتنا فٹ ہے ۔" ندرت نے جواب دیا ۔

"کیا واقعی یہ حقیقت ہے ؟"

"ہاں ، سمبوتورا نے کو بولا ۔" ندرت نے جواب دیا ۔

اور میں حیران رہ گیا ۔ واقعی یہاں میرے لیے ہر طرف حیرت ہی حیرت تھی ۔ کہاں تک ان الجھنوں میں گرفتار رہتا ۔ چنانچہ ذہن کو آزاد چھوڑ دیا ۔ رات تک یہ پتھر ابلتے رہے اور اس کے بعد ندرت نے مجھے خوبصورت سے شیشے کے گلاس میں گہرے بھورے رنگ کا یہ سیال پیش کیا جو پتا نہیں کیسا تھا ۔ لیکن جب میں نے اس کا پہلا گھونٹ لیا تو وہ کافی خوش ذائقہ تھا ۔ "کمال ہے ۔ لوگ پتھروں کو اس طرح نظر انداز کیوں کرتے رہے ہیں ۔ یہ تو بہت نفیس چیز ہے ۔"

"اس کو فائن کیا گیا ۔" ندرت مسکرا کر بولی ۔

چاروں طرف رات پھیل گئی تھی ۔ جنگلی جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ، رات گئے تک میں ندرت کے ساتھ رہا اور پھر ندرت کے کہنے پر اپنی چھولداری میں آگیا ۔ ندرت نے مجھ سے کہا تھا کہ سکون سے سوؤں ۔ اب تک یہاں کوئی خطرہ پیش نہیں آیا ہے ۔ اس لیے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی ۔ لیکن چھولداری میں پہنچنے کے بعد سکون کہاں سے ملتا ، خیالات کے طوفان ذہن میں امڈے چلے آ رہے تھے ۔ سوچنے کے لیے اتنا کچھ تھا کہ جس طرف بھی نکل جاتا سوچ ہی سوچ ہوتی ۔ طاہر علی وغیرہ کے بارے میں بھی ذرا سی تشویش تھی ۔ خوش بختی تھی حسن صاحب کی کہ وہ اس جہنم سے باہر نکل گئے تھے ۔ یہاں تو مسائل کا بھی ایک لامتناہی سلسلہ تھا جو نجانے کب تک جاری رہے گا اور معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوگا ۔ میکے براؤن یاد آیا ۔ اپنی دانست میں وہ میرا خاتمہ کر چکا تھا اور اب اس کے اپنے حساب کے مطابق کم از کم اس کے راستے سے ایک خطرناک آدمی ہٹ گیا تھا لیکن جولیا کو اس نے کیا کہہ کر بہلایا ہوگا ؟ میں جانتا تھا کہ اس چالاک یورپین نے جولیا سے یہی کہا ہوگا کہ میں مخلص آدمی نہیں تھا کوئی اشارہ پا کر یہاں سے فرار ہوگیا ۔ جولیا سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور اسی قسم کی دوسری باتیں ۔ معلوم نہیں بے چاری نے کس طرح خود

کو سمجھایا ہوگا لیکن اب آگے کیا کچھ ہوگا ۔ یہ سمبوتورا یا اس کا دوسرا نام جو میرے سامنے وائی مین کی حیثیت سے آیا ہے معلوم نہیں کیا کچھ ہے ۔

میں نے اُسے مارشل آرٹس بلکہ ایک عجیب و غریب فنِ جنگ کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا تھا اور اب وہ مجھے پتھروں کا سوپ پلا رہا تھا اور میرے بدن کی توانائیاں بحال ہو رہی تھیں ۔ مجھے خود بھی احساس ہو رہا تھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی اپنے آپ کو اس قدر توانا نہیں محسوس کیا ۔ رات کے آخری حصے تک جاگتا رہا ، سونے کی بے انتہا کوشش کی ، لیکن نیند ہی نہیں آ رہی تھی ۔ پھر صبح کی خنک ہوائیں چھولداری کے رخنوں سے اندر آنے لگیں اور میری آنکھ لگ گئی ۔

جاگا تو خوب دن چڑھ چکا تھا اور موسم میں تبدیلی رونما ہو گئی تھی ۔ گو یہ تبدیلی ناخوشگوار نہیں تھی لیکن اس کے باوجود یہ اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ موسم کسی قدر گرم ہو گیا ہے ۔

چھولداری کا دروازہ ہٹا کر باہر نکلا تو سامنے ہی سمبوتورا اور ندرت کو پایا ۔ دونوں پتھروں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے ۔ مجھے دیکھ کر سمبوتورا کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پیدا ہوگئی ۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا ۔ اب اس کے اندر وہ پراسرار کیفیت نہیں رہی تھی ۔ وہ کسی قدر چاق چوبند نظر آتا تھا ۔ لباس بھی اس وقت راہبوں کا سا نظر نہیں آتا تھا بلکہ ڈھیلے ڈھالے تبتی لباس میں تھا ۔ ندرت نے مجھے دیکھا اور کھڑی ہوگئی ۔ "اچھا یہ ہوگا کہ تم پہلے نہا لو ۔" اس نے انگریزی میں کہا ۔ سمبوتورا کے سامنے وہ اردو بولنے کی کوشش نہیں کرتی تھی ۔ میں نے نہانے سے منع کر دیا اور ندی کے کنارے جا کر منہ ہاتھ دھو لیا ۔ ندرت نے چھولداری میں جا کر ناشتا تیار کیا اور میرے لیے لے آئی ، غالباً پہلے ہی سے اس نے ناشتے کی تیاریاں کر لی تھیں ۔ چونکہ اسے جانے اور آنے میں ایک منٹ بھی نہیں لگا تھا ۔ اس دوران میں سمبوتورا سے گفتگو کرنے لگا تھا ۔ سمبوتورا نے مجھ سے پوچھا ۔ "تمہاری اندرونی کیفیت کیسی ہے گازالی ؟"

"حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہوں سمبوتورا ، ہانیسا مجھے بتا چکی ہے کہ وہ مجھے پتھروں کا سوپ پلاتی رہی ہے ۔"

"ہاں ۔ میں تمہیں اپنا آئیڈیل بنانے کا فیصلہ کر چکا ہوں مجھے پتا چل چکا ہے اور ابھی میں ندرت کو یہی بتا رہا تھا کہ تمہیں زخمی کرنے والے میکے براؤن اور اس کے ساتھی ہیں ۔ میکے براؤن کے بارے میں مجھے تھوڑی بہت معلومات ہانیسا نے دی تھیں اور اس سے پہلے تم سے بھی اس کے بارے میں گفتگو ہو چکی تھی ۔ میں نے کوفن میں اسے تلاش کیا ۔ کوفن اس نے چھوڑ دیا ہے ۔"

"اوہ ۔" میں نے چونک کر سمبوتورا کو دیکھا اور پھر ہانیسا کی آمد نے گفتگو کا یہ سلسلہ منقطع کر دیا ۔ ہم تینوں ہی نے ساتھ ناشتا کیا تھا ، غالباً یہ ناشتا سمبوتورا اپنے ساتھ لایا تھا چونکہ اس میں بہت سی تازہ چیزیں بھی موجود تھیں ۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد سمبوتورا نے کہا ۔ "گازالی اب تمہارا کیا پروگرام ہے ۔۔۔ ؟"

"میری اندرونی کیفیت کے بارے میں تو اب تم ہی بتا سکتے ہو وائی مین ۔" میں نے کہا ۔

"تم بالکل ٹھیک ہو بلکہ اُس مقصد کے لیے بھی اب فٹ ہو چکے ہو جو میرے ذہن میں ہے ۔"

"مقصد ؟" میں نے سوال کیا ۔

"ہاں ۔ مارشل آرٹس کی تربیت دوں گا تم کو ۔" سمبوتورا نے کہا ۔

"اوہ ۔" میں نے سمبوتورا کی طرف دلچسپ نگاہوں سے دیکھا اور پھر پوچھا ۔ "کیا میں اس میں کامیاب ہو سکتا ہوں سمبوتورا ؟"

"سو فیصدی ۔ بالکل کامیاب ہو سکتے ہو ۔ حالانکہ یہ ایک عجیب بات ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم نے جس مشن کے لیے اپنا ایک آئیڈیل منتخب کیا ہے اس کی تکمیل آسان نہیں ہے ۔ اس میں ذہنی اور جسمانی طور پر لتنے طاقتور آدمی کی ضرورت ہے جو کسی بھی جگہ دقتوں کا شکار نہ ہو سکے ۔ میں تمہیں مارشل آرٹس کی تربیت دوں گا ، جتنا کچھ مجھے معلوم ہے وہ سب تمہیں سکھا دوں گا بشرطیکہ تم اپنے طور پر اس پر آمادہ ہو ۔"

"اس میں کتنا وقت لگے گا مسٹر وائی مین ؟" میں نے سوال کیا ۔

"سب کچھ سیکھنے کے لیے طویل وقت درکار ہوتا ہے ، میں اتنا عرصہ خالی نہیں بیٹھ سکتا لیکن تمہاری تربیت کے لیے کچھ وقت ہمیں مخصوص کرنا ہوگا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمارے دوسرے کام بھی جاری رہیں گے لیکن فی الحال میں کافی دن تک تمہیں یہاں سے شہر نہیں لے جاؤں گا ۔"

"اور اگر اس دوران وہ لوگ اپنا کام کر کے نکل گئے تو ؟"

"ان پر نگاہ رکھی جائے گی ۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ہم ان کے ساتھ چلیں گے لیکن تمہاری تربیت جاری رہے گی ، بولو اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ پاتے ہو ؟" اس نے سوال کیا ۔

"یقیناً ۔ میں مارشل آرٹس کی تربیت اور وہ بھی تم جیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدمی کے ہاتھوں پا کر بے انتہا خوشی محسوس کروں گا۔ میں نے کہا اور سمبوتورا پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا البتہ میرے ذہن میں بے شمار اُلجھنیں باقی تھیں۔ چائے پیتے ہوئے میں نے اس بارے میں بہت کچھ سوچا تھا۔ مارشل آرٹس کی تربیت کے دوران اگر یہاں مجھے کچھ زیادہ عرصے قیام کرنا پڑا تو کہیں یوں نہ ہو کہ ان لوگوں کو بالکل ہی کھو بیٹھا جائے، ویسے سمبوتورا کی معیت اس بات کا مظہر تھی کہ ساری باتیں اپنی جگہ میکے براؤن، طاہر علی، کنور پرتھیات سنگھ اور کرنل آسٹن کو اگر چھوڑ بھی دیا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حسن صاحب تو واپس جا ہی چکے ہیں چنانچہ میرے اوپر ان میں سے کسی کی ذمہ داری نہیں ہے اور اگر میں ان تک نہیں پہنچ پاتا اور وہ اپنے طور پر سفر پر نکل پڑتے ہیں تب بھی انہیں کم از کم اتنی کامیابی تو نصیب نہیں ہو سکتی جتنی مجھے ہو سکتی ہے چونکہ میں ان لوگوں سے بہ طور زیادہ معلومات رکھتا تھا۔ میگنگ، میکے براؤن، طاہر علی سب کے سب ہی سمبوتورا کی تلاش میں تھے اور اس کے ذریعے ولیتی کی راہ پہ لگنا چاہتے تھے جبکہ میں سمبوتورا سے بالکل قریب تھا۔ اس طرح میری پوزیشن ان سے کہیں بہتر تھی۔

سارا دن گزر گیا۔ سمبوتورا یہیں موجود تھا۔ وہ گھوڑے پر آیا تھا۔ سیاہ شاندار گھوڑا چھولداری سے کچھ فاصلے پر ایک درخت کے سائے میں بندھا ہوا تھا۔ رات کا کھانا ہم نے جھرنے کے کنارے کھایا اور اس کے بعد میں سمبوتورا سے باتیں کرنے لگا۔ مختلف موضوعات زیرِ بحث آئے۔ سمبوتورا کہنے لگا "جیسا کہ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں گازالی کہ ہمارے یہاں رکنے کا مقصد صرف گومین کی تلاش ہے لیکن جہاں تک اندازہ ہوتا ہے گومین نہ تو میکے براؤن کو مل سکا ہے اور نہ ہی دوسرے لوگ اس کا پتا لگا سکے ہیں۔ مجھے صرف اس شخصیت کی تلاش ہے جس کے بارے میں تم نے نشاندہی کی تھی۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کنور پرتھیات سنگھ کی تحویل سے گومین کو نکال لیا تھا۔ وہ ہماری نگاہوں سے آج تک اوجھل ہیں اور اس سے تم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہو گازالی کہ وہ ذہنی طور پر خاصے طاقتور لوگ ہیں اور ابھی تک کسی کے علم میں نہیں آ سکے۔ میں اپنی تمام تر کوششیں اس بات پر صرف کر رہا ہوں کہ میکے براؤن اور ڈاکٹر طاہر علی وغیرہ کے علاوہ کوئی تیسری ایسی شخصیت منظرِ عام پر آئے جو ان معاملات سے دلچسپی رکھتی ہو اور اس کے لیے میں پلاننگ کر رہا ہوں۔

"بدقسمتی یہ ہے کہ میری مصروفیات اب تک خاصی مختلف رہی ہیں اور میں کسی ایک سلسلے میں پوری توجہ سے کام نہیں کر سکا۔ میری دلی خواہش ہے کہ اپنی کچھ ذمہ داریاں تمہیں سونپ کر میں اس کام میں مصروف ہو جاؤں۔ اگر اس سے قبل ہم ولیتی کی طرف رخ کرتے ہیں تو بے سود ہوگا اجب مقصد ہی پورا نہ ہو سکے تو پھر میں اسے جا کر کیا جواب دوں گا؟"

"ٹھیک کہتے ہیں مسٹر وائی مین لیکن ہمارے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ شخصیت لہاسہ ہی میں ہے یا تبت کے اور کسی علاقے میں۔ اس کے اپنے نظریات کیا ہیں اور کس انداز میں کام کر رہی ہے؟"

"ہاں۔ بالکل یہی بات ہے۔ ہم دعوے سے کچھ نہیں کہہ سکتے کم از کم جیسا کہ تمہیں تھوڑا بہت تجربہ بھی ہو چکا گومین اگر اس علاقے میں ہوتا تو یقینی طور پر کہیں نہ کہیں سے ہمیں اس کی خبر ضرور ملتی۔ ہوائیں پیغامبر ہیں انہوں نے ہی مجھے تمہاری طرف متوجہ کیا۔ تم ہماری رینج میں تھے اور یہ خوش بختی کی بات ہے کہ ہم وہ عمل دہرا چکے تھے جس کی بنا پر تم تک پہنچنا ممکن ہوا۔ گومین کے بارے میں اسی بنیاد پر میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ لہاسہ میں نہیں ہے لیکن تبت کا علاقہ مختصر نہیں۔ اسے تلاش کرنے کے لیے ہم تبت کے ایک ایک گوشے کو نہیں چھان سکتے، میں اس تک کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا ہوں جس کے ذریعے ہمیں کامیابی نصیب ہو۔" تھوڑے ہی فاصلے پر کہیں جنگلی جانوروں کی بھاگ دوڑ سنائی دی اور ہم تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک تیندوا، نیل گائے کا تعاقب کر رہا تھا میں متعجب نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ تیندوے نے تھوڑی دور جا کر نیل گائے پر جھپٹا مارا لیکن نیل گائے اسے چکر دے کر جھاڑیوں میں گھس گئی۔

"کافی خطرناک علاقہ ہے یہاں خونخوار جانور بھی رہتے ہیں۔ اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔"

"ان کی طرف توجہ نہ دینا۔ تم ان جانوروں سے محفوظ ہو" وائی مین نے جواب دیا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا کیونکہ میں نے سوال کیا اور وائی مین کے چہرے پر ایسے آثار پیدا ہو گئے جیسے اُسے اپنے ان جملوں پر افسوس ہوا ہو۔ بہرطور مجھے جواب دینا بھی ضروری تھا چنانچہ اس نے کہا "بس۔ میں نے کچھ اس طرح کے انتظامات کیے ہیں کہ وحشی جانور ہمیں نقصان نہ پہنچا سکیں۔"

مجھے احساس ہو چکا تھا کہ وائی مین یہ کہہ کر خود بھی کسی قدر خجل ہو گیا ہے۔ اس لیے میں نے اس سے تشریح نہ کی۔ ان پُراسرار لوگوں کی بے شمار باتیں سمجھ میں نہ آنے والی تھیں اور اس کے لیے انہوں نے مجھ سے معذرت کر لی تھی کہ میں ان کی کرید نہ کروں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم سونے کے لیے چلے گئے اور اس طرح یہ رات بھی گزر گئی۔

دوسری صبح وائی مین نے تدرت کو کچھ ہدایات دیں اور وہ اپنی چھولداری میں چلی گئی۔ وائی مین مجھے ساتھ لیے ہوئے ایک سنسان سے گوشے میں پہنچ گیا۔ "اپنا لباس اتار دو، تمہارے پاس زیریں لباس موجود ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔"

میں نے یہ پوچھے بغیر کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور وائی مین انگوٹھوں سے میرے بدن کے مختلف حصے دبا دبا کر دیکھنے لگا۔ اس دوران وہ مجھ سے سوالات بھی کرتا جا رہا تھا جن میں صرف یہی بات تھی کہ میرے جسم کے کسی حصے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہے اور میں اس کو جواب دیتا رہا۔ پورے بدن کو اس طرح ٹٹولنے کے بعد اس نے کہا۔ "تم جسمانی طور پر بالکل فٹ ہو گئے ہو۔"

"اب یہ بھی نہ پوچھوں وائی مین تم سے کہ میرے بدن کی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے لیے تم نے کون سا مصالحہ استعمال کیا تھا۔"

"جڑی بوٹیاں ازل سے انسان کی محافظ ہیں۔ ان کے بارے میں جاننا ضروری ہے اور بس۔ بڑے بڑے ڈاکٹر جن چیزوں کو اس سلسلے میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کی نمو بھی اسی زمین سے ہوئی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مشینوں کے ذریعے ان کی ہیئت بدل دی گئی ہے۔ بہرطور میں تمہیں مارشل آرٹس کے سلسلے میں آج پہلا سبق دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی بات تو تم سے یہ پوچھوں گا کہ تم ذہنی طور پر وہ بے پناہ جسمانی قوتیں قبول کرنے کو تیار ہو جو خالی ہاتھ اپنے دشمنوں کے حملوں کا دفاع کرتی ہیں۔"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں وہ قوتیں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو سنو گازالی انسان گوشت پوست کا لوتھڑا ہے، مٹی کا یہ پتلا اپنے اندر وہ صلاحیتیں رکھتا ہے جن سے وہ خود ناواقف ہے۔ جسم کی کوئی حقیقت نہیں، ہڈیاں ہلکی سی ضرب لگنے سے ٹوٹ جاتی ہیں لیکن تمہارے وجود میں جو سب سے طاقتور شے ہے وہ تمہارا ذہن ہے۔ ذہنی قوت کا اگر تم اندازہ لگانا چاہتے ہو تو اس سے لگاؤ کہ پانی کا ایک ریلا عظیم الشان عمارتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے لیکن پانی کی بے پناہ قوت انسان کے کنٹرول میں ہے، سمندر کی گہرائیوں کو چیر کر اس نے سمندر میں اپنے لیے راستے بنائے ہیں خوفناک طوفان بھی ان آبی جہازوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، جن میں ان طوفانوں سے بچنے کی تیاریاں کر لی گئی ہوتی ہیں۔ فضاؤں کی تسخیر ناممکن تھی۔ پرواز کرنے والے پرندوں کو صرف وہ قوتیں حاصل تھیں جو انہیں فضا میں بلند کر دیتی تھیں۔ لیکن آج کا انسان سیاروں تک پہنچ رہا ہے۔ جنگل کے وحشی جانور جو درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی قوت رکھتے ہیں۔ انسان سے دہشت زدہ ہیں اور بلاوجہ ہی نہیں۔ ایک انسان دور کھڑے ہو کر لاتعداد جنگلی جانوروں کا صفایا کر سکتا ہے۔ مجھے بتاؤ کیا یہ جسمانی قوت ہے؟ کیا یہ کام تم نے صرف جسم سے کیا؟ نہیں، اس کا سبب ذہن ہی تھا۔ ذہنی قوتوں نے جسمانی ردِعمل کی شکل میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ ذہن اس کائنات کی طاقتور ترین شے ہے اور جب تم اپنے جسمانی نظام کو ذہن کے تابع کر دیتے ہو تو ذہن وہ تمام قوتیں تمہارے معمولی سے بدن کو بخش دیتا ہے جو ناقابلِ تسخیر ہوتی ہیں۔ چنانچہ اپنے جسم کو سب سے پہلے ان ذہنی قوتوں کا تابع کرو۔ اپنے آپ کو ذہن کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن کرو۔ تم ایک فولادی چٹان کی مانند ہو جاؤ گے جسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تمہارے بدن کو صرف تمہارے ذہن کی طاقت کی ضرورت ہے، مارشل آرٹس کا پہلا اصول یہی ہے کہ اپنی جسمانی قوتوں کو ذہن کے کنٹرول میں دے دو اور ذہن کی قوتوں کو اپنا تابع بنا لو، یعنی تم جب چاہو اپنے ذہن کی گہرائیوں میں ڈوب جاؤ اور بدن کو بھول جاؤ۔ پہلا سبق ذہن نشین کر لو، تمہیں اپنے ذہن کو یکسو کر کے جسم کو متحرک کرنا ہے۔"

سمبوتورا نے جیب سے ماچس کی ڈبیا نکالی اور مجھے اپنا ہاتھ پھیلانے کے لیے کہا۔ "کوشش کرو کہ تم اپنے ذہن کی گہرائیوں میں پہنچ جاؤ۔ ذہن کی گہرائیوں میں پہنچنے کے بعد اپنے طور پر طے کر دو کہ اس ماچس کو جلانے سے جو شعلہ ابھرے گا وہ تمہارے اس ہاتھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بیٹھ جاؤ گازالی بیٹھ جاؤ۔ اپنا ہاتھ پھیلا لو۔" سمبوتورا کی آواز خوابناک ہو گئی اس نے میری آنکھوں میں دیکھا اور سرگوشی کے انداز میں بولا۔ "تم اپنے ذہن کی گہرائیوں میں جا رہے ہو، سوچو غور کرو، یہ شعلہ بے اثر ہے تم پر۔ یہ شعلہ تم پر بالکل بے اثر ہے۔"

اس نے ماچس کی تیلی جلائی۔ میں ہوش و حواس کے عالم میں تھا، میری آنکھیں سمبوتورا کی آنکھوں سے اُلجھی ہوئی تھیں۔ میں نے تیلی جلنے کی آواز سنی پھر ماچس کی یہ تیلی میری ہتھیلی پر رکھ دی گئی اور جب تک پوری تیلی جل کر راکھ نہ ہو گئی میں نے ہاتھ کو جنبش نہیں دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمبوتورا نے میرا ہاتھ پلٹ دیا تھا، پھر اس نے آنکھیں بند کیں تو مجھے ایک جھٹکا سا لگا۔ میں نے متحیرانہ انداز میں اپنی ہتھیلی کو دیکھا۔ اس پر صرف ایک سفید سا نشان تھا۔ اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ سوزش، نہ چھالا۔ کتنی تعجب کی بات تھی۔ میں نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔ یہ میری دماغی قوت تھی جس نے تمہاری دماغی قوت سے ہم آہنگ ہو کر تمہیں اس شعلے سے کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ یہ قوت تمہارے اپنے ذہن میں پیدا ہونی چاہیے۔" اس نے کہا اور میں گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگا۔

چند لمحات کی خاموشی کے بعد سمبوتورا کی آواز دوبارہ ابھری "ذہن کو یکسو کر کے پھر اس کی قوتوں کو کسی خاص خیال پر مرکوز کرنے کی مشق تمہاری اس تربیت کا پہلا مرحلہ ہے۔"

"میں پوری پوری کوشش کروں گا دائی مین۔"

"ہائیسا تمہاری پوری مدد کرے گی۔"

"اوہ تو کیا ہائیسا۔ وہ بھی مارشل آرٹس کے بارے میں جانتی ہے۔"

"خانقاہ میں اس نے ان لوگوں سے جنگ کی تھی۔ شاید تم نے غور نہیں کیا۔" سمبوتورا نے کہا اور پھر وہ مجھے ذہن کو یکسو کرنے کی ابتدائی مشق کے بارے میں بتانے لگا۔ تقریباً دو گھنٹے کے بعد اس دن کا کام ختم ہو گیا اور سمبوتورا چلا گیا۔

جنگل کی یہ زندگی خوشگوار احساسات کی حامل تھی۔ یہاں میرے اور ندرت کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ ندرت کسی خادمہ کی طرح میرا خیال رکھتی تھی۔ وہ بے حد پُروقار لڑکی تھی میں نے کبھی اس کے اندر کوئی چھچھورپن نہیں پایا لیکن کبھی کبھی اس کی اپنائیت میں مجھے کچھ دوسرے احساسات کی جھلک نظر آ جاتی تھی۔ ایسے حالات میرے لیے بڑے پریشان کن ہوتے تھے۔ میری مشق جاری تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ندرت بھی ذہنی طور پر بہت طاقتور ہے۔ وہ میرے ذہن کو اپنے ذہن کے تابع کر لینے کی قوت رکھتی تھی۔ پتھروں کا عرق مسلسل میری غذا میں شامل تھا مجھے اپنے بدن میں فولادی قوتوں کا احساس ہوتا جا رہا تھا، ایک اجنبی بدن کا مالک بن گیا تھا میں۔ کبھی کبھی خود پر غور کرتا تو ہنسی آنے لگتی تھی۔ ایک انگریز کلچرسٹ اب جوڈو ماسٹر بن رہا تھا۔ زندگی کے اس عمل کی تکمیل ہو گی تو نہ جانے کیا بن چکا ہوں گا۔

"میرے خیال میں سمبوتورا کو گئے ہوئے آج چوبیسواں دن ہے ندرت۔ کیا اس کی طویل غیر حاضری تشویشناک نہیں ہے؟" میں نے ندرت سے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"ہمیں دشمنوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔"

"نہیں وہ ٹھیک ہے۔"

"پورے اعتماد سے کہہ رہی ہو۔"

"ہاں!" ندرت نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اس اعتماد کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟" میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تجربہ کرنا چاہتے ہو؟"

"کیسا تجربہ؟"

"آؤ آج اپنی اتنے دن کی کوششوں کا امتحان لے لو۔" ندرت نے کہا اور میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔ ندرت مجھے ایک درخت کے نیچے لے گئی۔ اس نے مجھے کچھ ہدایات دیں اور میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر میں اپنی ذہنی قوت کو مجتمع کر کے سمبوتورا کے بارے میں سوچنے لگا اور مجھے اس کا ہیولا نظر آنے لگا۔ وہ بھورے رنگ کے لباس میں ملبوس تھا اور جس جگہ وہ موجود تھا وہ کوئی خانقاہ تھی۔ بھکشو عبادت کر رہے تھے۔

دس منٹ تک یہ کیفیت طاری رہی، میرا دماغ دکھنے لگا۔ پھر میں نے گردن جھٹک دی۔ اور حیرت سے ندرت کو دیکھنے لگا۔ میں نے اسے وہ تفصیل بتا دی۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ہماری پہنچ اس سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔"

"کس بات کی؟"

"تمہاری صلاحیتیں حیرت انگیز طور پر بیدار ہو گئی ہیں۔ اس کی ایک اور وجہ بھی ہے گازالی۔"

"کیا؟"

"تم پاکیزہ خیالات کے مالک ہو۔ تمہارا ذہن غلاظتوں میں نہیں بھٹکتا، یہ چیز تمہاری معاون ہو رہی ہے۔"

"اوہ۔ کیا اس طرح ہم دوسروں کے بارے میں بھی جان سکتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟"

"کسی حد تک۔" ندرت نے جواب دیا۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے مسکراتے ہوئے ندرت کو دیکھا اور بولا۔ "مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے ندرت جیسے چند روز کے اندر اندر تم لوگ مجھے خود جیسا ہی بنا لو گے۔"

ندرت نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور دھیمی آہستہ سے بولی۔ "کیا تمہیں اب یہ نہیں محسوس ہوتا کہ تم ہم جیسے ہو؟"

"نہیں ندرت۔ یہ گفتگو مت کرو، تم ان تمام باتوں کو سنسر کر چکی ہو۔ میں کیسے محسوس کر سکتا ہوں کہ میں تم جیسا ہوں جبکہ تمہارے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"اگر یہ سب کچھ میری ذات تک محدود ہوتا گازالی تو شاید میں تم سے دنیا کی کوئی بات نہ چھپا سکتی تھی۔ میں اتنی ہی بے بس ہو گئی ہوں۔" ندرت نے کہا۔

"بے بس۔" میں نے چونک کر کہا۔

"ہم میرا مطلب ہے وہ۔"

"ہاں۔ ہاں بولو۔" میں نے آہستہ سے کہا اور وہ ہنس پڑی۔ "سنسر۔"

"تمہارے یہ الفاظ اب مجھے غصہ دلانے لگے ہیں۔"

"پلیز۔" ندرت نے ملتجی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے میں خود ہی بے وقوف ہوں۔ پتا نہیں کیوں تم سے اس موضوع پر گفتگو کرنے لگتا ہوں۔" ندرت نے اداس نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر ٹھنڈی سانس لے کر اٹھ گئی۔

دوسری رات سمبوتورا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ وہ بالکل مطمئن نظر آ رہا تھا اور سب سے حیرتناک بات یہ تھی کہ وہ اسی بھورے رنگ کے لباس میں ملبوس تھا جس میں، میں نے اُسے دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے میری مشق کے بارے میں سوالات کیے تو ندرت نے ہنستے ہوئے اسے بتایا کہ میں چشمِ تصور سے اُسے دیکھ چکا ہوں۔

"تو گویا اس میں کامیابی ہوئی گازالی کو۔" سمبوتورا نے پُراشتیاق انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے تمہارے اس لباس کی نشاندہی کی تھی جو اس وقت تمہارے بدن پر ہے۔"

سمبوتورا کی آنکھوں میں مسرت کی چمک پیدا ہو گئی۔ اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "گازالی تم بذاتِ خود بھی بے پناہ قوتوں کے مالک ہو۔ میں اس کی داد ہائیسا کو دوں گا کہ اس نے بہترین آدمی کا انتخاب کیا ہے۔"

"ہاں بے شک۔ ایک بہترین بے وقوف تمہارے سامنے ہے۔" میں نے کہا اور ندرت چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ میرا مفہوم سمجھ کر اس نے نگاہیں جھکا لی تھیں۔

"میں جانتا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری خاموشی ہی ہم دونوں کے حق میں بہتر ہے۔"

"یہ بتاؤ وہاں کے حالات کیسے ہیں؟"

"حسبِ معمول۔ چانگ لی نامی کسی آدمی سے واقف ہو تم؟" سمبوتورا نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ "ہاں واقف ہوں۔ کیوں؟"

"چانگ لی نے مسٹر طاہر علی، کنور پربھات سنگھ اور کرنل آسٹن کو ہوٹل سے نکال کر اپنے ساتھ رکھ لیا ہے۔ شاید وہ لوگ کوئی پلاننگ کر رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسی پلاننگ ہے۔"

"اور میکے براؤن—؟"

"وہ شخص بدستور کافن میں ہے۔ جانگ بھی اس کے ساتھ ہے۔ پتا نہیں کیا کیا کارروائیاں کر رہے ہیں وہ لوگ، میں نہیں جانتا لیکن ایک بات کا میں اندازہ لگا چکا ہوں اور وہ یہ کہ گومین کا پتا نہیں معلوم نہیں ہے۔ وہ سب احمقوں کی طرح اِدھر سے اُدھر گھومتے پھرتے ہیں اور ابھی تک ان کی توجہ مجھ پر لگی ہوئی ہے۔"

"اتنا طویل عرصہ وہ لوگ وہاں گذار چکے ہیں اور بور نہیں ہوئے۔"

"اس بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" سمبوتورا نے جواب دیا اور پھر کہنے لگا۔ "میں ایک ہفتے تک یہاں رہوں گا اور اب تمہاری جسمانی مشقوں کا آغاز ہو گا۔ یہ سب تمہاری محنت پر منحصر ہے کہ تم جس قدر جلد چاہو اپنے آپ کو اس کام میں طاق کر لو۔"

"اگر تم میری ابتدائی کوششوں سے مطمئن ہو سمبوتورا تو پھر یہ سمجھ لو کہ میں اپنے اس کام میں کوتاہی نہیں کروں گا۔" جسمانی مشقیں بلاشبہ جان لیوا تھیں۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ مجھے ایسے مراحل سے گذرنا پڑے گا۔ مزہ آ گیا تھا۔ سمبوتورا معلوم نہیں کیا کیا حرکتیں کرتا رہتا تھا۔ درختوں کی شاخوں کو نوکیلا بنا کر انہیں بیساکھی کی شکل میں میری بغلوں کے نیچے دے دیا جاتا اور مجھ سے کہا جاتا کہ میں اپنی ذہنی قوت سے یہ محسوس کروں کہ یہ نوکیلی شاخیں میرے بدن میں چبھ نہیں رہیں، دو تین دن تک تو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا خون نکل آتا تھا بدن سے لیکن میں نے بھی اپنی یہ مشقیں جاری رکھیں اور تیسرے دن میں پورے بدن کے ساتھ نوکیلی شاخوں پر لٹک گیا۔ مجھے ذرا بھی احساس نہیں تھا کہ مجھے کوئی تکلیف ہو رہی ہے۔

اس کے بعد گرم ریت کی باری آئی۔ میرے ہاتھوں کو جلتی ہوئی ریت میں دبا دیا جاتا اور میری کھال جھلسنے لگتی لیکن میری ذہنی قوتیں بالآخر اس تکلیف پر بھی قابو پانے میں کامیاب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گئیں۔ میں طرح طرح کی جسمانی اذیتوں کی مشق کر رہا تھا۔ یوگا کے متعدد آسن میں نے سیکھ لیے تھے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرا بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ اب جسم کا کوئی حصہ ڈھیلا نہیں تھا، اتنی چستی اور پھرتی پیدا ہو گئی تھی میرے بدن میں کہ میں خود حیران تھا کہ کیا یہ میں ہی ہوں۔

یہ تمام چیزیں جاری تھیں۔ سمبوتورا آٹھ دن کے بجائے چودہ دن وہاں رہا اور اس چودہ دن میں اس نے میرا انگ انگ توڑ کر رکھ دیا تھا۔ لیکن وہ میری اس تربیت سے بہت زیادہ مطمئن نظر آتا تھا۔ پتا نہیں کیا کیا حرکتیں کی تھیں اس نے۔ جلتی ہوئی لکڑیوں کو ہاتھ سے مسل کر بجھانا، موٹی موٹی لکڑیاں صرف ہاتھ کے بل پر توڑ دینا اور اس کے بعد مختلف قسم کے ہتھیاروں کی مشق۔ چودھویں دن اس نے مجھ سے اجازت لی اور کہنے لگا۔ "ذرا ان لوگوں کی کیفیت کا جائزہ بھی لے لوں۔ ممکن ہے وہ کوئی نئی کوشش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں۔ لیکن تم ان مشقوں کو مسلسل جاری رکھو گے۔"

میں نے اس سے وعدہ کر لیا اور یوں مزید دن وہاں گزرنے لگے۔ جنگلوں میں رہتے ہوئے کوئی کوفت تو نہیں ہوئی تھی لیکن یوں لگتا تھا جیسے مہذب دنیا سے میرا رابطہ ٹوٹ چکا ہے۔ اب تو ان لوگوں کی شکلیں بھی نگاہوں سے اوجھل ہوتی جا رہی تھیں جن سے میرا گہرا تعلق تھا۔ ایک مہینہ دس دن ہو گئے تھے، مجھے ان جنگلوں میں اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سالہا سال سے میں یہیں زندگی بسر کر رہا ہوں۔

ندرت کی وہی کیفیت تھی، خاموش لیکن ان گنت پیغام اس کی ان خاموش نگاہوں میں چھپے ہوئے تھے۔ وہ صرف میری منتظر تھی۔ اگر میری طرف سے ذرا بھی کوشش ہوتی تو شاید وہ اپنا دل کھولنے میں عار نہ محسوس کرتی لیکن میں یہ بھی جان چکا تھا کہ اگر میں نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی تو ندرت شاید ساری زندگی ایسی کسی بات کا اظہار نہ کرے اور میرے لیے یہی مناسب تھا۔ میں اپنے آپ پر ہنستا بھی تھا بعض اوقات کیا کیا حماقتیں میں نے اپنے اوپر نازل کر لی ہیں۔

ایک رات اچانک سمبوتورا واپس آ گیا۔ اس کا انداز پُرجوش تھا۔ "بڑی دلچسپ خبریں لایا ہوں تمہارے لیے۔" اس نے کہا۔

"کیا؟"

"چانگ لی نے اپنے آٹھ آدمی طاہر علی وغیرہ کو دیے ہیں۔ اس نے ایک شرپا سے رابطہ قائم کیا ہے۔ شرپا قبائل یہاں کے اندرونی علاقوں میں آباد ہیں۔ وہ شرپا شاید ویلینی کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ میں ان کی صورتحال کا جائزہ نہیں لے سکا، لیکن اتنا جانتا ہوں کہ جن راستوں پر انہوں نے سفر کا آغاز کیا ہے وہ ویلینی کی سمت جاتے ہیں۔"

"اوہ۔ طاہر علی اس حد تک پہنچ گئے۔"

"ہاں۔ یقینی طور پر۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"اور میکے براؤن۔"

"وہ غائب ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں اچھل پڑا۔

"ہاں۔ اچانک ہی اس نے کافی چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بارے میں مجھے پتا نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے۔"

"تو پھر اب، اب کیا پروگرام ہے مسٹر سمبوتورا۔"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہیے۔ میں ان دنوں جتنا الجھا ہوا ہوں اس سے پہلے کبھی نہیں الجھا تھا۔ ان دونوں پارٹیوں کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو پھر ہمیں یہاں کیا کرنا چاہیے؟"

"یہ تم ہی بہتر سمجھتے ہو سمبوتورا۔ میں تو اب اپنے آپ کو تمہارے سپرد کر چکا ہوں، جو کچھ بھی تم چاہو۔"

"میں تو بڑی الجھنوں کا شکار ہوں۔ سوچ رہا ہوں اب مجھے ویلینی سے رابطہ قائم کر ہی لینا چاہیے۔ گو مین کی تلاش ناکام ہو چکی ہے۔ اس کے لیے میں ایک اور پلاننگ ذہن میں رکھتا ہوں۔"

"وہ کیا ۔۔ ؟"

"اب ضروری ہو گیا ہے مسٹر گازالی کہ میں عام لوگوں کی نگاہوں میں آ جاؤں۔ اپنے ساتھ میں دوسرے لوگوں کا اضافہ نہیں کر سکتا لیکن ہم کچھ تبتی مزدوروں کو ضرور اپنا ساتھی بنا سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں مسٹر گازالی کہ اب ان لوگوں کو منظرِ عام پر لانے کے لیے میں خود بھی منظرِ عام پر آؤں۔"

"کن لوگوں کو منظرِ عام پر لانے کے لیے؟"

"ان لوگوں کو جن کے پاس گو مین موجود ہے۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ گو مین کو حاصل کرنے کے باوجود وہ لوگ ویلینی کا پتہ نہیں پا سکتے۔ اور یہ اندازہ تمہیں بھی ہے کہ سب کی منزل ویلینی ہی ہے۔ مجھے تو وہ صرف اس تک جانے کا راستہ سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں یہ راستہ اب کشادہ کر دینا چاہیے۔"

"مگر کس طرح ۔۔ ؟"

"میں نے کہا نا اپنے آپ کو منظرِ عام پر لا کر۔ تاکہ اگر کوئی ہماری تاک میں ہے تو وہ ہم تک پہنچنے کی کوشش کرے۔"

"کیا یہ کام اتنا آسان ہو گا ۔۔ ؟"

"کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"تو پھر ۔۔ ؟"

"بس تم تیار ہو جاؤ۔ ہم لہاسہ واپس چل رہے ہیں۔" سمبوتورا نے کہا اور میں دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

رات کو تقریباً تین چار گھنٹے تک بیٹھ کر سمبوتورا نے مجھے اپنی پلاننگ بتائی۔ بلاشبہ اچھی پلاننگ تھی۔ لیکن اس میں خطرات بے پناہ تھے۔ میں جانتا تھا کہ سمبوتورا حالات سے مایوس ہونے کے بعد ان خطرات کو مول لینے پر مجبور ہو گیا ہے۔ میں کسی طور اس سے انحراف نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ "ہمیں یہاں سے روانہ ہونے کے لیے ۔۔۔؟"

"میں گھوڑوں کا بندوبست کر کے آیا ہوں۔" سمبوتورا نے جواب دیا اور اس رات تقریباً ساڑھے چار بجے ہم واپس چل پڑے۔ تقریباً دو میل کا فاصلہ ہمیں پیدل طے کرنا پڑا۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سی بستی آ گئی جو مقامی ہندوؤں کی بستی تھی۔ ہم بستی میں داخل ہوئے۔ سمبوتورا نے مکان کے دروازے پر دستک دے کر کسی کو جگایا اور پھر وہاں سے ہمیں گھوڑے مل گئے۔ ہم تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر لہاسہ کی جانب چل پڑے۔

شام کو چار بجے ہم لہاسہ کی ایک خانقاہ کے قریب پہنچ گئے۔ "یہاں ہمیں اپنے حلیے تبدیل کرنا ہوں گے۔ میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔" سمبوتورا نے کہا۔ میں نے گردن ہلا دی۔ ہم گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔ خانقاہ میں داخل ہو کر سمبوتورا نے ایک سمت کا رخ کیا۔ یہاں راہبوں اور عبادت گزاروں کے لیے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے۔ سمبوتورا نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

جب ہم وہاں سے برآمد ہوئے تو جدید لباس میں تھے۔ سمبوتورا نے اپنے حلیے میں تبدیلی پیدا کر لی تھی۔ اس نے خود ہی اپنی داڑھی کے بال تراشے تھے اور اب فرنچ کٹ اسٹائل میں بالکل ہی بدلا ہوا انسان نظر آ رہا تھا۔ جنگل میں میری داڑھی بڑھ گئی تھی اور حلیہ بالکل تبدیل ہو گیا تھا۔ میں نے خود کو اسی طرح رہنے دیا۔ ندرت نے البتہ جدید طرز کے خوب صورت کپڑے پہننے کے علاوہ اور کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔

ہم نے کنٹین میں قیام کیا تھا۔ میرے لیے کنٹین جانی پہچانی جگہ تھی۔ قیام کا پہلا دن گزر گیا۔ دوسرے دن سمبوتورا چلا گیا تھا۔ دوپہر کو وہ واپس آیا اور مسکرا کر بولا۔ "رات کو الاموہال میں میرا مظاہرہ ہو گا۔ جون ہاردے جرمن باشندہ ہے اور بڑا نام پیدا کر رہا ہے۔ اس نے یہاں کے تمام لوگوں کو چیلنج کیا ہوا ہے اور اب تک آٹھ مقابلے جیت چکا ہے۔"

"گڈ۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ ساڑھے سات بجے ہم الاموہال پہنچ گئے۔ بہت بڑا ہال تھا۔ تقریباً ایک ہزار نشستیں تھیں، جن پر مارشل آرٹس کے شائقین موجود تھے۔ اگلی نشستوں پر میں نے چانگ لی کو بھی دیکھا تھا۔ میں ندرت کے ساتھ دوسری قطار میں بیٹھ گیا۔ چار چھوٹے مقابلے ہوئے لیکن یہ بھی خوب تھے۔ پھر جون ہاردے کا نام لیا گیا۔ تقریباً سوا چھ فٹ کا ایک دیو ہیکل آدمی سیاہ لبادے میں ملبوس رنگ میں آ گیا۔ اس کی پیشانی پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ دیکھنے میں ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا۔

اناؤنسر سے مائیک لے کر اس نے کہا۔ "لہاسہ کے دوستو! آپ لوگوں کے سامنے میرے بہت سے مظاہرے ہو چکے ہیں۔ مارشل آرٹس آپ کی زمین سے سامنے آئے ہیں لیکن کتنی دلچسپ بات ہے کہ اب ہم لوگ آپ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کا ثبوت میں ان مظاہروں میں دے چکا ہوں۔ میرا نیا مقابل ایک بوڑھا آدمی ہے۔ اس نے شاید اپنا نام اس لیے پوشیدہ رکھا ہے کہ وہ گمنامی کی حالت میں مجھ سے مار کھانا چاہتا ہے۔ اصولاً تو مجھے ایسے کسی شخص سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے جو اپنا نام بھی نہ بتانا چاہتا ہو۔ لیکن میں نے اعلان کیا ہے کہ ہر وہ شخص مجھ سے لڑ سکتا ہے جسے خود پر زعم ہو۔ اس لیے مجبوری ہے۔ اور پھر آپ لوگوں کو خوش رکھنا بھی میری خواہش ہے۔ میرے مقابل کو آواز دیں کہیں وہ فرار نہ ہو گیا ہو۔" وہ ہنس کر بولا۔ اور سمبوتورا کراٹے کے لباس میں اندر آ گیا۔ جون ہاردے کے مقابلے میں وہ کچھ نہیں تھا۔ ہاردے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "معلوم نہیں کونسی مجبوری تمہیں یہاں لے آئی ہے لیکن فکر مت کرو میں تمہیں زیادہ تکلیف نہیں دوں گا۔"

کچھ لوگ ہنس پڑے تھے۔ سمبوتورا نے کہا۔ "میرا مقابل ہاردے ایک طاقتور انسان ہے لیکن اس نے غلطی کی کہ میرا چیلنج قبول کر لیا۔ اس کا اندازہ اسے بہت جلد ہو جائے گا۔"

"اپنا نام بتاؤ۔" مجمع نے کہا۔ دائی مین جھکا اور پھر اس نے کہا۔ "مجھے سمبوتورا کے نام سے جانو۔"

چانگ میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے توقع کے مطابق اسے بے حد مضطرب دیکھا۔ وہ اپنی سیٹ سے اٹھا اور پھر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص کے کان میں کچھ کہا۔ میں اس کی اضطرابی کیفیت سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا۔ پھر میری توجہ سمبوتورا کی طرف ہو گئی۔

"ہاردے میرے لیے چند لمحات کا کھیل ہے۔ لیکن آپ کی تفریحِ طبع کے لیے میں آپ کو اس کا تماشا دکھاؤں گا۔ پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب آپ کہیں گے اسے شکست دے دوں گا۔"

ہاروے نے لبادہ اتار دیا تھا۔ میں دلچسپ نگاہوں سے سمبوتورا کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ عجیب سی کیفیت ہوگئی تھی میری۔ ہاروے کا بدن اسٹیل کا بنا ہوا معلوم ہوتا تھا سمبوتورا اس کے مقابل آگیا، پھر بیل بجی اور مقابلہ شروع ہوگیا۔ ہاروے بڑے ماہرانہ انداز سے پینترے بدل رہا تھا، اس کی آواز بہت بھاری تھی اور جب وہ حلق سے آوازیں نکالتا تو یوں لگتا جیسے بادل گرج رہے ہوں۔ اس نے اچانک اپنے بدن کو گھمایا اور اس کی لات سمبوتورا کے سینے پر پڑی۔ لیکن نتیجہ غیر متوقع تھا۔ یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پاؤں میں چوٹ لگی ہو۔ سمبوتورا کے بدن کو جنبش بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ایک دم لیٹ کر سوئپ لگائی، اور سمبوتورا کے پاؤں زمین سے اکھاڑنے چاہے لیکن زمین پر لوٹ لگا کر جلدی سے سیدھا ہوگیا۔

"اب یہ میرے سر پر ضرب لگائے گا" سمبوتورا نے ہنس کر کہا، اور دوسرے لمحے جان ہاروے نے ایسا ہی کیا تھا۔ لیکن یہ کوشش بھی ناکام رہی۔

"یہ تین کوششیں کر چکا ہے اور اب میری باری ہے۔ لیکن صرف ایک۔ اس کے بعد میں اسے تین موقع اور دوں گا۔!"

سمبوتورا سنبھل گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور پھر اس کے حلق سے دہاڑ نکلی، اس نے کھڑا ہاتھ ہاروے کے سر پر مارا تھا۔ ہاروے کسی مردہ چھپکلی کی مانند نیچے گرا ابھرا اٹھا اور پھر گر پڑا۔ وہ خلا میں اس طرح ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا جیسے اس کی بینائی جاتی رہی ہو۔ بڑی مشکل سے وہ کھڑا ہو سکا تھا۔ اس نے کئی بار گردن جھٹکی اور ایک بار پھر سمبوتورا کے سامنے آگیا۔ ہاتھ پاؤں اور بدن کے دوسرے حصے استعمال کرنے کے بعد وہ اچانک سمبوتورا سے گتھ گیا۔ لیکن سمبوتورا کے پاؤں تو جیسے زمین میں گڑے ہوئے تھے۔ میرے بدن میں سرد لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"اگر تمہیں اپنی حماقت کا احساس ہوگیا ہو تو ہار مان لو اور واپس چلے جاؤ۔"

"اسے مارو۔ اسے مارو۔" لوگ چیخنے لگے۔ ہاروے بدحواس نظر آ رہا تھا۔

"آپ لوگوں کا حکم۔" سمبوتورا نے کہا اور آگے بڑھا لیکن ہاروے اب نروس ہو چکا تھا۔ وہ اِدھر اُدھر بھاگ کر جان بچانے لگا۔ اور پھر وہ رنگ سے نیچے کود کر بھاگ گیا۔ لوگ بے پناہ شور مچا رہے تھے۔

سمبوتورا نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔ "اسے پکڑ کر رنگ میں بھیجو۔ ورنہ جانے دو۔" سمبوتورا کی جیت کا اعلان کر دیا گیا اور لاتعداد لوگوں نے اسے گھیر لیا۔ مارشل آرٹس کے شائقین اس سے اس کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔ مقامی اخبار کے نمائندے بھی تھے۔

میں اور ندرت دور ہی رہے۔ تقریباً گیارہ بجے ہم کمرے پہنچے لیکن اس کار کو ہم نے دیکھ لیا تھا جو ہمارا تعاقب کر رہی تھی۔ میں نے اسے پہچان لیا اس میں چانگ لی اور اس کے ساتھی تھے۔ "کوئی ہمارے پیچھے ہے۔" ندرت نے سرگوشی کی۔

"میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔"

"کون ہے؟"

"چانگ لی۔"

"مطلب یہ کہ۔" ندرت نے کہا اور میں نے چانگ لی کے بارے میں ندرت کو تفصیل بتا دی۔ سمبوتورا اس دوران خاموش رہا تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

میری توقع کے مطابق چانگ لی سیدھا ہمارے پاس آیا اور میں نے اس کا استقبال کیا۔ بدلے ہوئے حلیے میں پہلے تو وہ مجھے نہ پہچان سکا لیکن جب میں نے مسکرا کر اسے اس کے نام سے مخاطب کیا تو وہ اچھل پڑا۔ "ہم۔ مسٹر گازالی۔" وہ شدید حیرت کے عالم میں بولا۔

"آؤ چانگ لی۔"

"تم مسٹر گازالی تم؟"

"اندر تو آؤ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چانگ کی حیرت بجا تھی۔ وہ اندر آگیا، یہ میرا کمرہ تھا۔ سمبوتورا اور ندرت دوسرے کمروں میں تھے۔ "تم اس کے ساتھ ہی تھے۔ وہ کہاں ہے؟" چانگ نے پوچھا۔

"کون؟"

"سمبوتورا۔ یہ وہی ہے نا۔؟" چانگ نے پوچھا اور میں نے طویل سانس لی۔

"ہاں چانگ یہ وہی سمبوتورا ہے۔ میں نے تم سے غلط تو نہیں کہا تھا۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

"میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا ماہر فن نہیں دیکھا۔ وہ اس فن کا شہنشاہ ہے، آج اس نے جو مظاہرہ کیا ہے اس سے اندازہ ہے کہ وہ۔" چانگ خاموش ہوگیا۔ وہ سمبوتورا سے بہت متاثر نظر آ رہا تھا۔ چند لمحات خاموشی طاری رہی پھر چانگ بولا۔ "تم نے اسے کہاں سے پایا؟"

"بس میں اس کی تلاش میں تھا۔ ایک خانقاہ میں وہ مجھے مل گیا۔"

"تمہارا کام ہوا۔؟"

"ابھی اس کی ابتدا ہوئی ہے۔"

"طاہر علی وغیرہ کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

"نہیں تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"گوتم شرپا کو انہوں نے کہیں سے پالیا تھا۔ اس شرپا نے انہیں ولیمتی کی کہانی سنائی۔"

"کیا کہانی تھی؟"

"شرپاؤں کی ایک انوکھی زندگی ہوتی ہے۔ ان کے مذہبی رہنما انہیں انوکھی سزائیں دیتے ہیں۔ گوتم کو جنگلوں میں سات سال گذارنے کی سزا ملی تھی۔ یہ لوگ اپنے رہنماؤں کی دی ہوئی سزاؤں سے انحراف نہیں کرتے اور پوری سچائی سے انہیں پورا کرتے ہیں۔ گوتم نے سات سال گھنے جنگلوں میں گذارے لیکن سزا پوری ہونے کے بعد بھی وہ اپنی بستی میں نہیں گیا۔ وہ شرمسار تھا۔ لہاسہ میں وہ محنت مزدوری کر رہا تھا کہ کسی طرح طاہر علی سے اس کی ملاقات ہوگئی اور اس نے ولیمتی قبیلے کی کہانی انہیں سنائی جس میں وہ ایک سال گذار کر آیا تھا۔"

"اوہ۔ وہ راستے جانتا تھا؟" میں نے کہا۔

"ہاں!"

"پھر کیا ہوا؟"

"طاہر علی نے کسی طرح اسے تیار کر لیا کہ وہ ولیمتی تک ان کی رہنمائی کر دے اور اس کے بعد وہ چلے گئے۔"

"ان کا پروگرام تمہارے علم میں ہے چانگ؟"

"کوئی ٹھوس پروگرام نہیں تھا لیکن میں نے مداخلت نہیں کی۔ انہوں نے مجھ سے جو فرمائش کی میں نے پوری کر دی۔"

"کیا۔؟"

"تبت کے جنگلی علاقوں میں سفر کا بندوبست اور اسلحہ کی فراہمی وغیرہ۔ چند ایسے افراد بھی ان کے ساتھ کر دیئے گئے ہیں جو لڑاکے بھی ہیں اور جنگلوں کے ماہر بھی۔ اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا تھا۔"

"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی۔

"مسٹر غزالی آپ نے ان لوگوں کا ساتھ نہیں دیا۔ آپ کی گمشدگی کے بارے میں ان کے ذہن میں متضاد خیالات تھے۔"

"مثلاً۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کرنل آسٹن کہتا تھا کہ ان لوگوں نے تم پر قناعت کر لی تھی۔ تم شروع ہی سے ان لوگوں سے کوئی دلچسپی نہیں لے رہے تھے اور شاید تم انہیں ڈبل کراس کر رہے تھے۔"

"طاہر علی صاحب جا چکے تھے۔"

"وہ خاموش تھے۔ لیکن شاید آسٹن سے متفق تھا۔"

"کتنا عرصہ ہوگیا انہیں گئے ہوئے؟"

"آج دسواں دن ہے۔ اب تم سمبوتورا کی کہانی سناؤ، اس کو جس سلسلے میں تلاش کر رہے تھے وہ مقصد پورا ہوا یا نہیں۔؟"

"پورا تو نہیں ہوا لیکن امکانات ہیں۔"

"حسن صاحب کو اطلاع دے دی اس کے بارے میں؟"

"ضرورت نہیں اس کی، انہوں نے سارے معاملات میرے سپرد کر دیئے ہیں۔"

"مسٹر سمبوتورا سے میری ملاقات کراؤ۔" چانگ لی نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ سمبوتورا سے معلوم کیا تو اسے کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ وہ خود اس وقت اپنی پبلسٹی کا خواہاں تھا۔ چانگ بڑی عقیدت سے اس سے ملا۔ ان لوگوں کے کچھ مخصوص انداز ہوتے ہیں۔ چانگ نے اس سے اس کے آئندہ پروگراموں کے بارے میں پوچھا۔

"سات دن تک میں مقابلے کرنا چاہتا ہوں۔ تبت اور اس کے آس پاس جو لوگ بھی خود کو مارشل آرٹ کے ماہر سمجھتے ہوں میری طرف سے انہیں چیلنج ہے۔"

"اس کی ذمہ داری آپ مجھے سونپ دیں مسٹر تورا۔!" چانگ نے کہا۔

"مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

چانگ کے لیے یہ سنہری موقع تھا۔ وہ ہم سے رخصت ہو کر چلا گیا اور پھر اس نے واقعی کمال کر دیا۔ زبردست پبلسٹی کی تھی اس نے سمبوتورا کی اور ان سات دنوں میں چار خونی مقابلے ہوئے۔ مدمقابل اپنی قسم کے انوکھے لوگ تھے، انتہائی ہیبت ناک۔ ان مقابلوں میں سب نے تورا کے فن کو تسلیم کر لیا تھا۔ وہ ان سب پر حاوی رہا تھا۔ بعض اوقات یہ لوگ مجھے مافوق الفطرت لگتے تھے اور میں عجیب انداز سے سوچنے لگتا تھا۔ ان سات دنوں میں اچھی خاصی رقم بھی ہاتھ لگی تھی۔ لیکن وہ مقصد پورا نہ ہوا جو سمبوتورا چاہتا تھا۔ کسی نے اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ دلچسپ بات تھی چند روز قبل کتنے لوگوں کو اس کی تلاش تھی اور وہ پوشیدہ تھا لیکن اب کوئی اس کا پرسانِ حال نہیں تھا۔

آٹھویں دن سمبوتورا نے کہا۔ "اب ہمیں ولیمتی کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے گازالی۔ بات اب ہمارے بس میں نہیں رہی ہے۔"

"اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس سے ہدایات لینے کے بعد ہی ہم اب کوئی قدم اٹھائیںگے۔"

"درست۔"

"تمہیں اس سفر کی تیاریاں کرنی ہیں۔"

"میں کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"ہمیں چند اور لوگوں کی ضرورت بھی پیش آئے گی میں تمہیں ان علاقوں کے بارے میں تفصیل بتا دوں۔ راستے کے بیشتر حصے جنگلوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کچھ علاقے خشک ہیں اور وہاں بکثرت درندے پائے جاتے ہیں، ہمیں آتش فشانوں کی سرزمین سے بھی گذرنا ہوگا۔ جن لوگوں نے ویلینی کا سفر اختیار کیا ہے وہ احمق ہیں۔ وہاں تک پہنچنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ان تمام مشکلات کو تم ذہن میں رکھنا۔"

"میرے ذہن میں ایک اور خیال ہے وائی مین۔"

"کیا ــ؟"

"اگر ہم تارک الدنیا راہبوں کی مانند یہ سفر کریں تو زیادہ مناسب ہے۔ یہ بات ہمارے علم میں آ چکی ہے کہ دوسری کچھ پارٹیاں بھی ادھر گئی ہیں۔ کہیں بھی ان سے مڈبھیڑ ہو سکتی ہے۔ عام انسانوں کی مانند سفر کرتے ہوئے ہم مشکوک ہو سکتے ہیں لیکن دوسری حیثیت سے ہمارا کسی بھی جگہ دیکھا جانا مشکوک نہیں ہوگا۔"

سمبوتورا مسکرانے لگا "اسی لیے تو ہمیں تمہاری ضرورت ہے دوست۔ تمہاری رائے بالکل ٹھیک ہے۔"

چانگ لی نے پورے خلوص سے ہماری ضروریات کے لیے کام کیا اور وہ تمام تیاریاں مکمل کرلیں جن کی ضرورت تھی۔ راہبوں کی حیثیت سے سفر کرنے کے لیے پاک مناسب تھے۔ آٹھ آدمی ہمیں دے دیے گئے جنہیں بہت اچھا معاوضہ ایڈوانس ادا کر دیا گیا تھا۔

سمبوتورا نے بتایا "ہمارا سفر طوفانی نہیں ہوگا۔ اس سفر کو پرسکون رہنا چاہیے۔ راستے کی روایات کا مشاہدہ تمہارے لیے دلچسپ ہوگا۔ چنانچہ اسے ذہن پر طاری نہ کرنا۔"

زرد رنگ کے مخصوص لباس میں مجھے دیکھ کر ندرت مسکرا دی تھی۔ اس نے سفید منکوں کی مالا میری گردن میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ مالا میں نے خاص طور سے تمہارے لیے خریدی ہے۔ ویسے اتنا حسین راہب اس سے قبل تبت کے علاقوں میں نہیں دیکھا گیا ہوگا۔"

"شکریہ ندرت، اس کے علاوہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔

ہمارے ساتھ سفر کرنے والے تبتی مزدوروں کا مکھیا جنڈالی نامی ایک شخص تھا جو مقامی زبان کے علاوہ اردو اور انگریزی بھی بول لیتا تھا گو اس کے الفاظ غلط ہوتے تھے لیکن مفہوم واضح ہو جاتا تھا۔ اس کی اردو ندرت سے بھی زیادہ دلچسپ تھی بلکہ صحیح معنوں میں اسے اور ندرت کو اردو میں ہی بات کرنی چاہیے تھی کیونکہ دونوں کو سننا انتہائی پرلطف ہوتا تھا۔

سمبوتورا نے سفر کا آغاز کرنے سے پہلے ہی ایک نقشہ ترتیب دے کر مجھے تمام صورت حال سمجھا دی تھی اور بتا دیا تھا کہ اگر راستے میں کوئی حادثہ پیش آجائے یا کوئی ایسی صورت حال ہو جائے جس کی بنا پر ہم لوگ ایک دوسرے سے بچھڑ جائیں تو ہمیں کس مقام پر ملنا ہے۔ ایسے آٹھ مقام تجویز کیے گئے تھے اور ان کے بارے میں مجھے تمام تفصیلات فراہم کر دی گئی تھیں۔ راہبوں کے حلیے میں ہمارا یہ سفر تمام دن جاری رہا۔ ہمارے دائیں سمت کے پہاڑوں سے منگول خچروں کے قافلے گھنٹیاں بجاتے نیچے اتر رہے تھے اور پہاڑیوں کے دامن میں بہتے ہوئے دریا کے پایاب پانی سے گذر کر آگے بڑھ جاتے تھے۔ ایسے کئی قافلے ہم نے جاتے ہوئے دیکھے تھے۔ ندرت اور ان کے بارے میں گفتگو کرتے تھے جبکہ سمبوتورا خاموشی سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔ شام کے وقت ہم ایک پہاڑ گاؤں میں پہنچ گئے جہاں بیرونی علاقے میں خانقاہیں موجود تھیں خالی اور خاموش اطراف میں بکھرے ہوئے سناٹے ہولناک مناظر پیش کر رہے تھے۔

رات ایک خانقاہ میں گذارنے کے بعد صبح کو پھر ہم اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔ ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے ــ گذر کر ایک گہری وادی میں داخل ہوئے جہاں سے ندی گذر ہوئے خاصی تیز رفتار ہو جاتی تھی۔ سمبوتورا نے اس وقت خا کا سلسلہ توڑا اور ہمیں اس ندی کے بارے میں تفصیلات بتا لگا۔ اس نے کہا کہ دائیں سمت کے پہاڑی سلسلے ناقابل تسخیر ایک بدھ قبیلہ گورونگ ان پہاڑوں کی پوجا کرتا ہے اور اس نزدیک ان پر پاؤں رکھنا گناہ ہے۔ قبیلے کے افراد کے کہنے مطابق بہت عرصہ پہلے کچھ مہم جو اس پہاڑی سلسلے کو سر کرنے چلے تھے لیکن اپنے سفر کے آٹھویں دن وہ سب کے سب توازن کھو بیٹھے۔ چند نے خودکشی کر لی اور چند واپس آ گئے جنہیں علاج کے لیے ہسپتالوں میں داخل کرا دیا گیا لیکن آنے والوں کا ذہنی توازن کبھی درست نہ ہو سکا۔" سمبوتو کہا۔

"یہاں کے بارے میں تمہاری معلومات خاصی وسیع

"ہاں۔ یوں سمجھ لو گانزالی کہ میں نے ان علاقوں کے

میں کافی معلومات حاصل کی ہیں اور پھر ایک راہب کی حیثیت سے یہ معلومات میرے لیے بہت ضروری بھی تھیں۔"

دوپہر کے وقت ہم ایک ہندو گاؤں کے نزدیک پہنچے یہ جگہ سطح سمندر سے تین ہزار فٹ بلند تھی۔ جبکہ یہ ہمارے سفر کا سب سے نشیبی مقام تھا۔ بستی کے لوگوں نے تازہ کھیرے اور لذیذ امرودوں کے تحفے ہمیں پیش کیے۔ یہ دلچسپ بات تھی کہ ہندو ہونے کے باوجود وہ بدھ راہبوں کی عزت کرتے تھے۔ جگہ جگہ دریاؤں کے جال پھیلے ہوئے تھے۔ تبت کے ان علاقوں میں، میں نے اب تک جتنا سفر کیا تھا اس سے ایک اندازہ مجھے ضرور ہوا تھا وہ یہ کہ یہاں دریاؤں کی بہتات ہے۔ بستی سے کچھ فاصلے پر لکڑی کے ایک مندر میں پتھر کی دو گائیں پھولوں سے ڈھکی کھڑی تھیں اس سے کچھ فاصلے پر گرم پانی کا ایک آبشار تھا۔ درحقیقت جیسا کہ سمبوتورا نے کہا تھا۔ اس نے اس سفر کو ایک تفریحی سفر کی حیثیت دے دی تھی اور ابھی تک یہ احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ ہمارا یہ سفر کسی خاص مقصد کے لیے ہے۔ ہم کھلے علاقوں میں چھولداریاں لگاتے اور جہاں سر چھپانے کا ٹھکانہ مل جاتا وہاں غاروں یا قدیم خانقاہوں میں پناہ لیتے۔

اس وقت بھی تاحد نگاہ رات کی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی چٹانوں کا یہ سلسلہ دور تک بکھرا ہوا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے لاتعداد انسان رات کی تاریکی میں سر جھکائے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے کسی دشمن کی تاک میں ہوں چٹانوں کے اطراف میں جھاڑیاں بھی نظر آتی تھیں جن میں کبھی کبھی سرسراہٹیں سنائی دے جاتی تھیں۔ چھولداریوں کے اطراف میں مزدوروں نے سوکھی لکڑیوں کے دائرے بنا کر ان میں آگ سلگا دی تھی تاکہ ــ حشرات الارض یا درندے ادھر کا رخ نہ کریں۔ میں، سمبوتورا اور ندرت آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آگ کی تپش موسم کی سردی سے ہم آہنگ ہو کر جسم کو دھیمی دھیمی خوشگوار آنچ فراہم کر رہی تھی۔ شعلوں کے سائے سمبوتورا کے جھکے ہوئے چہرے کو عجیب پراسرار شکل میں پیش کر رہے تھے۔ دفعتاً اس نے نگاہ اٹھا کر کہا۔ "تم نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں نہیں سوچا گانزالی۔"

"کیا؟" میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"اگر کسی شرپا نے ان کی راہنمائی کرنا قبول کر لی ہے تو پھر یہ سوچا جا سکتا ہے کہ وہ انہیں صحیح راستوں پر لے جا رہا ہوگا۔"

"کیا شرپا قابل اطمینان ہوتے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں کھمپاتیوں کی بہ نسبت وہ شریف النفس گردانے جاتے ہیں جبکہ کھمپا قبائل برائیوں کی جڑ تصور کیے جاتے ہیں۔ کسی بھی کھمپا پر بھروسہ کرنا، اپنے آپ کو ہلاکتوں میں ڈالنا ہے۔ اس کی نسبت شرپا قول کے دھنی اور بات کے سچے ہوتے ہیں۔"

"لیکن مسٹر وائی مین آپ نے یقیناً ان لوگوں کی ذہنیت کے بارے میں سوچا ہوگا جو ویلینی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کچھ عرصہ قبل میں بھی دوسروں کی مانند ویلینی کے بارے میں سوچتا تھا۔ حسن صاحب جن کا تعارف کسی حد تک ندرت اور باقی میں کرا چکا ہوں۔ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہی سوچتے تھے کہ اگر وہ ویلینی کی تلاش میں کامیاب ہو جائیں تو گویا خزانے تک پہنچ گئے۔ لیکن آج آپ سے ملنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نہ صرف میں بلکہ وہ تمام لوگ جو خزانے کی تلاش میں سرگرداں ہیں، کتنی حماقتوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگر وہ ویلینی تک پہنچ بھی جائیں تو ویلینی جو دوسری جنگ عظیم میں جاسوسہ کی حیثیت سے کارنامے انجام دے چکی ہے۔ اتنا تر نوالہ تو ثابت نہ ہوگی کہ خزانوں کے منہ ان کے لیے کھول دے۔"

"بالکل درست کہا تم نے لیکن چمکدار پتھر اور سونے کے انبار انسان سے اس کی عقل چھین لیتے ہیں۔ سوچنے والے بغیر سوچے سمجھے پاگلوں کی طرح اس چمکتی آگ کی طرف دوڑ پڑتے رہیں۔ یہ جانے بغیر کہ اس میں جلا دینے کی قوت ہے۔ ویلینی بے شک خزانوں سے دلچسپی نہیں رکھتی لیکن مونٹ سورٹ کا عظیم الشان خزانہ اس نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے وقف کر دیا ہے۔ وہ خزانہ وہ اپنے مقصد کے لیے تو خرچ کر سکتی ہے لیکن خزانے کے متلاشی آسانی سے اسے حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جو لوگ بھی اس خزانے کی وجہ سے ویلینی کی طرف دوڑ رہے ہیں بالآخر عذاب کا شکار ہو جائیں گے۔ لیکن خزانہ انہیں حاصل نہیں ہوگا۔ سمبوتورا کی بات بالکل درست تھی۔ ویلینی اتنی بڑی قوت کی مالک ہو کر کس طرح ان کے فریب میں آ سکتی تھی۔ حسن صاحب اور میکے براؤن بوڑھے گومین کو حاصل کرنے کے بعد اپنی دانست میں ویلینی کا سراغ پا چکے تھے لیکن اس کا کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ اسی طرح اگر اب اپنی تمام تر کوششیں صرف کرنے کے بعد وہ ویلینی تک پہنچ بھی جاتے تو انہیں کیا حاصل ہوتا؟ یہ سب کے سب سراب کی طرف دوڑ رہے ہیں اور اس کے نتائج ان کے حق میں بہتر نہیں ہوں گے۔"

سمبوتورا مجھے ویلینی کے بارے میں کچھ اور باتیں بتلاتا رہا۔ میں نے اب اپنے ذہن سے یہ خیال نکال دیا تھا کہ ندرت یا سمبوتورا کی مرضی کے بغیر ان سے کچھ پوچھنے کی کوشش کروں۔ جب وہ مجھے متعدد باتوں سے روشناس کرا چکا ہے تو آنے والے لمحات میں کبھی نہ کبھی میں اس عجیب و غریب گروہ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اصل مقصد سے بھی آگاہ ہو جاؤں گا جس کے لیے ان کی زبردست جدوجہد جاری ہے۔ میں اس بارے میں خود ان سے کوئی سوال کیوں کروں۔

"گازالی دو دن گذر چکے ہیں اور اس سے قبل وہ دن بھی جو ہم نے کنٹین میں گذارے۔ تمہاری مشق اب بھی ہو جانی چاہیے یہ لمحات اس کے لیے بہترین ہیں۔" سمبوتورا نے کہا۔

"میں خود بھی تم سے یہی کہنا چاہتا تھا سمبوتورا۔ جب ہمارے اس سفر میں کوئی الجھن درپیش نہیں ہے اور ہم سیاحوں کی مانند یہ سفر کر رہے ہیں تو کیوں نہ میں اس سنہری وقت سے فائدہ اٹھا کر اپنی مشق شروع کر دوں۔"

"کل صبح سورج نکلنے سے پہلے تمہیں جاگنا ہو گا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" سمبوتورا اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنی رہائش گاہ میں چلا گیا۔ ندرت البتہ میرے پاس بیٹھی آگ کے شعلوں کو دیکھتی رہی۔ نجانے وہ کس سوچ کا شکار تھی۔

"تمہیں نیند نہیں آ رہی ہے ندرت؟" میں نے سوال کیا۔ اور وہ جیسے چونک پڑی۔ "نہیں۔" اس نے اپنی حسین آنکھیں میری طرف اٹھا کر کہا۔

"مجھے اپنی آنکھوں کے سحر میں گرفتار کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ندرت۔" میں نے پُرمذاق انداز میں کہا اور وہ چونک گئی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھا گئی۔ "کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی گازالی؟" اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"ارے نہیں۔ میں نے تو مذاق میں یہ بات کہی تھی۔" میں نے جواب دیا۔ ندرت کی آنکھیں پھر جھک گئی تھیں۔ میں اس کے چہرے پر چھا جانے والے تاثرات پر غور کر رہا تھا۔ اسی لمحے مجھے پھر وہی احساس ہوا جو مجھے پریشان کر دیتا تھا۔ ندرت محبت کی کیفیت کا شکار تھی۔ تعجب کی بات تھی کہ اتنے مختلف ماحول کی لڑکی بھی ان احساسات اور کیفیات میں گرفتار ہو گئی تھی۔ لیکن اپنے اس احمقانہ تصور پر مجھے خود ہنسی آ گئی۔

ندرت نے چونک کر میری طرف دیکھا اور پھر خود بھی مسکرا دی۔ "کیا بات ہے۔ کیوں ہنس پڑے؟"

"نہیں۔ بس ایسے ہی۔"

"گازالی، اس سفر کے بارے میں تمہارے تاثرات کیا ہیں؟"

"بہت اچھے ندرت۔"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" اپنی گفتگو میں روانی رکھنے کے لیے وہ اس وقت انگریزی زبان میں گفتگو کر رہی تھی۔

"میں نہیں سمجھا ندرت۔ تم نے میرے تاثرات پوچھے تھے۔ میں نے تمہیں بتایا کہ میں بہت خوش ہوں اس سفر سے، تم میرے ساتھ ہو۔ سمبوتورا جیسی نفیس اور عجیب شخصیت میرے ساتھی ہے اور پھر اطراف میں بکھرے ہوئے یہ پُراسرار مناظر یہ سب کچھ مجھے بہت پسند ہیں۔ اور ظاہر ہے اپنی پسندیدہ چیزوں کے درمیان انسان خوش ہی رہتا ہے۔"

"حسن صاحب کی کوٹھی یاد نہیں آتی تمہیں؟" ندرت نے سوال کیا۔

"کیوں نہیں۔ میں نے وہاں ایک اچھا وقت گذارا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"وہاں کے رہنے والے؟" ندرت بولی۔ اور میں پھر مسکرایا۔

"تم ہما، تنویر، جولیا یا دوسری لڑکیوں کے بارے میں ہی پوچھنا چاہتی ہو ندرت۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم بھی وہاں تعلیم تو میرے لیے تمہارے ذہن میں کیا خیال ابھرا تھا!"

ندرت اس سوال پر جز بز ہو گئی۔ اس نے نگاہیں چرا لی تھیں۔ وہ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "میں دراصل اس وقت اتنی الجھنوں کا شکار تھی کہ کسی طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی مجھے۔ تم نے دیکھا ہو گا گازالی کہ دوسرے تمام لوگ اپنی اپنی تفریحات میں مشغول رہتے تھے لیکن میں مجبوراً ہی کبھی ان میں سے کسی کے ساتھ شامل ہو جاتی تھی۔ تنویر اور دوسرے لوگ مجھ سے کھنچے کھنچے رہتے تھے اور اس کی وجہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں۔ میں پوری طرح اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتی تھی۔ میرے ذہن میں ایک مقصد تھا جو اب تمہاری نگاہوں سے دور نہیں ہے۔ وہ آدمی جب گومین کو مارتا تھا تو مجھے دلی اذیت ہوتی تھی۔ بار میں نے اس کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کے لیے سوچا لیکن پھر میں نے گومین کے بہتر مفاد میں کچھ نہ کیا اور صبر کیے رہی۔ میں دراصل اس بات کی خواہاں تھی کہ گومین کا ذہنی توازن درست ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جاتا گازالی تو صورت حال بالکل بدل ہوئی ہوتی۔"

"مثلاً؟" میں نے سوال کیا۔

"گومین اور میں خاموشی سے وہاں سے نکل آتے۔ اگر ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی جاتی تو پھر راستہ روکنے والوں کو شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑتا۔ یہ بات میں نہیں جانتی تھی کہ کسی سازش کے تحت گومین کا ذہنی توازن مسلسل خراب رکھنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ ویسے ان لوگوں نے اس پر بڑے مظالم کیے ہیں۔ گومین شروع ہی سے مصیبتوں کا شکار رہا ہے۔" ندرت کے لہجے میں افسردگی پیدا ہو گئی۔

"ایسے موقعوں پر مجھے شدید غصہ آنے لگتا ہے ندرت جب میں تم سے تمہارے بارے میں گفتگو کرتا ہوں اور پھر اچانک میرے راستے بند جاتے ہیں۔"

"اس کے لیے جتنی معذرت چاہو گے کر لوں گی۔ لیکن ہماری مجبوریوں کا بھی خیال کرو۔ دراصل ہمیں جس عظیم مقصد کے لیے جدوجہد جاری رکھنی پڑ رہی ہے اگر اس کی بھنک کسی کو مل گئی تو بڑی مشکلات کا شکار ہو جائیں گے ہم لوگ۔ تم یہ سمجھ لو بے شمار انسان، بے شمار تم جیسے انسان زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ مجھے تم پر بالکل اعتماد ہے گازالی، اگر اعتماد نہ ہوتا تو میں وائی مین سے تمہارا تذکرہ نہ کرتی۔ یہ نہ کہہ دیتی اس سے کہ اگر صحیح آدمی کا انتخاب اپنے مشن کے لیے کرنا ہے تو وہ گازالی ہے۔ ایسے حالات میں تم یہ سمجھ لو کہ میں کس حد تک مجبور ہوں گی کہ تمہیں کچھ نہیں بتا رہی۔ میں تم پر مکمل اعتماد کرتی ہوں۔ یقین کرو شاید اتنا ہی اعتبار کرتی ہوں جتنا خود پر۔ لیکن یہ سب کچھ۔ یہ راز میری ملکیت نہیں ہے گازالی۔ میں اپنا سب کچھ تمہیں دے سکتی ہوں لیکن۔" ندرت کو اپنے الفاظ کا احساس ہو گیا اور وہ خاموش ہو گئی۔

"میں نے تمہاری مجبوری تسلیم تو کر لی ہے ندرت۔ بس یونہی کبھی خیال آ جاتا ہے۔ چلو وعدہ آئندہ اس کی شکایت بھی نہیں کروں گا۔"

"جب ہم اپنا مقصد پا لیں گے گازالی۔ تو۔ تو۔" وہ خاموش ہو کر مجھے دیکھنے لگی۔

"تو ــــ؟" میں نے سوال کیا۔

"سنسر۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"اس وقت تک ندرت۔" میں نے اس کی ہنسی نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے درمیان صرف کام کی باتیں ہوں گی۔ ہم اپنے ہر احساس پر پابندی لگا دیں گے۔"

ندرت بھونچکی رہ گئی تھی۔ وہ میرے الفاظ کا مفہوم جاننے کے لیے میرے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں نہیں سمجھی گازالی۔"

"سنسر۔" میں نے کہا اور بات کا رخ بدل دیا۔ دیر تک خاموشی چھائی رہی تھی۔ پھر وہ آہستہ سے بولی۔ "اب اٹھیں۔"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور اٹھ گئے۔

*

ندرت کی کیفیت کے بارے میں سوچتے سوچتے نیند آ گئی۔ دوسری صبح سمبوتورا نے جگایا تھا۔ سورج نہیں نکلا تھا اور باہر کی فضا میں خاصی خنکی تھی۔ سمبوتورا نے میرے بدن سے اوپری لباس اتروایا اور پھر اپنی نگرانی میں مشق شروع کرا دی۔ سورج نکل آیا لیکن اس نے میری جان نہیں چھوڑی تھی۔ میرا انگ انگ چٹخ رہا تھا۔ خیال تھا کہ آج شاید سفر نہ کر سکوں۔

سمبوتورا سے کئی بار میں نے اس بات کا اظہار بھی کیا لیکن اس کی پتھریلی آواز ابھری "جاری رکھو"۔ پھر جب اس نے دونوں ہاتھ گرا کر آج کی مشق ختم کرنے کا اعلان کیا تو میں زمین پر بیٹھ گیا۔ سامنے نگاہ اٹھی تو ندرت دونوں ہاتھوں میں ایک پیالہ سنبھالے کھڑی تھی جس سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ سمبوتورا کے اشارے پر وہ آگے بڑھی اور پیالہ میرے سامنے کر دیا۔ طوعاً و کرہاً یہ بے مزہ سیال پینا پڑا تھا۔ لیکن آدھے گھنٹے کے بعد اس کی افادیت ظاہر ہو گئی۔ بدن اس طرح سبک ہو گیا جیسے کوئی مشقت ہی نہ کی ہو۔ اس کے بعد سفر کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور ہم چل پڑے۔

آسمان پر گہرے بادل چھاتے چلے گئے اور مناظر دھندلے سے پڑ گئے۔ کسی بھی لمحے بارش ہو سکتی تھی۔ کبھی ڈھلان اترنی پڑتی اور کبھی چڑھائیاں چڑھنا پڑتی تھیں۔ ہمارے ساتھ سفر کرنے والے قلی ان راستوں کے عادی تھے اور انہیں کوئی دقت نہ ہوتی تھی لیکن ہمیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا تھا۔

بادل سارا دن چھائے رہے لیکن بارش کی ایک بوند بھی نہ برسی۔ اس کے بعد ہم ایک بڑی ندی کے کنارے پہنچ گئے جس کے ساتھ قدرتی چٹانی پشتہ تھا۔ یہ پشتہ میلوں تک پھیلا چلا گیا تھا۔ پہاڑی کے دامن میں سیاہ ریچھ دیکھے جو بہت بڑے بڑے تھے۔ ان سے بچ کر ہی چلنا پڑا۔ سمبوتورا نے کہا۔ "دائیں سمت کے پہاڑوں کی بلندی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میرے خیال میں ان کی چوٹیاں آسمان میں پیوست ہو گئی ہیں۔" میں نے ہنس کر مبالغے سے کام لیا۔

"برفانی انسان کا تصور انہیں پہاڑوں سے وابستہ ہے۔" سمبوتورا نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو یہ تاریخی حیثیت کی حامل ہیں۔"

"سو فیصدی۔"

میں ان بلندیوں پر نگاہیں دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ننگی چٹانوں کی یہ وادی زمین کی عظمت کی مظہر تھی۔ اسے عبور کرتے کرتے رات ہو گئی اور پھر ہم نے کیمپ لگا دیا۔ لیکن رات کی تاریکیوں میں میں نے عجیب منظر دیکھا تھا۔ آگے جا کر پہاڑ اس طرح گھوم جاتے تھے کہ راستہ بند ہو جاتا تھا۔ میں نے سمبوتورا سے اس کے بارے میں پوچھا۔

"ہاں اگر ہم چکر کاٹنے کی کوشش کریں تو واپس اسی جگہ پہنچ جائیں گے جہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر؟"

"ہمیں یہ ندی عبور کرنی ہوگی۔"

"لیکن اس کی رفتار تو بہت تیز ہے۔ کیا یاک اسے عبور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟"

"یاک؟" سمبوتورا حقارت سے ہنسا۔ "یاک بھی یہیں تک ہمارا ساتھ دے سکتے تھے۔"

"باقی سفر پیدل طے کرنا ہوگا؟"

"نہیں۔ آگے یاک پھر مل جائیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ انہیں سنبھالنا ہوگا۔"

رات کے آخری حصے میں موسلا دھار بارش نے آلیا اور ہمیں بھاگ کر چٹانوں کی اوٹ میں پناہ لینی پڑی۔ یاک، بارش کے طوفانی تھپیڑوں سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ موسم میں بڑی تبدیلی پیدا ہوگئی تھی اور یہ سب دیکھتے دیکھتے ہوا تھا۔ ندی کا طوفانی شور کان پھاڑے دے رہا تھا اور مجھے وحشت سی ہو رہی تھی کہ اب ہمیں یہ طوفانی ندی عبور کرنا ہوگی۔ لیکن سورج نکلنے سے بہت پہلے سمبوتورا نے مجھے جگا دیا۔ بارش اب بھی ہو رہی تھی۔ بمشکل تمام اس طوفانی بارش میں نیند آئی تھی۔ اس وقت سمبوتورا کا جگانا بہت برا لگا۔ "کیا مصیبت ہوئی ہے؟" میں نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"مشق کا وقت ہو گیا ہے۔"

"لیکن باہر بارش ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"یہ ظلم ہے استاد محترم۔" میں نے احتجاجی انداز میں کہا۔

"اٹھ جاؤ۔ دیر ہو رہی ہے۔" سمبوتورا نے پتھریلے لہجے میں کہا۔ اور میں باہر نکل آیا۔ آج کی مشق واقعی جان لیوا تھی۔ پانی آنکھوں میں گھس رہا تھا، بدن پر کپکپی طاری تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ سب کچھ ذہن سے محو ہو گیا۔ آج ایک اندرونی قوت سنبھالا دے رہی تھی۔ میں دلجمعی سے وہ کام کرتا رہا جو سمبوتورا بتا رہا تھا۔ اور جب انتہا ہو گئی تو ندرت گرم سیال لیے آموجود ہوئی۔

پھر سفر شروع ہو گیا۔ لیکن یہ سفر [illegible] ہی ہولناک تھا۔ برہنہ پا قلی ہمت سے راستے طے کر رہے تھے اور تیز ہواؤں اور بارش میں بھی ان کی ہمت میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ ندی قریب آتی جا رہی تھی اور سمبوتورا کی نگاہیں اسے عبور کرنے کے راستے تلاش کر رہی تھیں۔ ندی تک پہنچنے کے لیے بہت پھسلواں ڈھلان تھے جن پر قدم جما کر اترنا جان جوکھوں کا کام تھا۔ بارش کے باوجود میں نے ندی پر آر پار پڑے ہوئے ان درختوں کو دیکھ لیا جو اس ندی کو عبور کرنے کو [illegible] تھے لیکن تیز و تند پانی ان درختوں کو بھی جنبش دے رہا تھا۔ کناروں سے بڑے بڑے پتھر لڑھک کر پانی میں گرتے تو خوفناک گڑگڑاہٹ سنائی دیتی تھی۔

"دائی مین۔ کیوں نہ ہم انتظار کریں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"اپنی تمام تر ذہنی قوت اس بات پر مرکوز کردو کہ ہمیں زندہ و سلامت ان تنوں پر سے گذر کر ندی عبور کرنی ہے۔ خود کو امتحان میں ڈال دو گا زالی۔ کوشش کرو۔" سمبوتورا نے کہا اور مل کر ڈھلان پر پہلا قدم رکھ دیا۔ میں نے ندرت کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا کر بولی۔ "ہمیں اس میں کوئی دقت نہ ہوگی۔"

میں نے دانت بھینچ لیے۔ یہ میری شخصیت کے لیے چیلنج تھا۔ ندرت بالکل خوفزدہ نہیں لگتی تھی۔ ہم قدم بہ قدم نشیب میں اترنے لگے۔ ایک ذرا سی لغزش زندگی چھین سکتی تھی اور ہم میں سے کوئی بھی ندی میں گر سکتا تھا۔ بالآخر ہم درختوں کے تنوں تک پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک تنے پر مجھ سے پہلے ایک تبتی مزدور نے قدم رکھے اور برق رفتاری سے اسے عبور کر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہ اتنا آسان کام تو نہیں تھا۔ میں ششدر رہ گیا۔ دوسرا مزدور کسی قدر خوفزدہ انداز میں آگے بڑھا تھا اور اس نے ایک دوسرے درخت پر پاؤں رکھے تھے لیکن وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پانی میں گر پڑا۔ اس کی چند دلدوز چیخیں سنائی دیں اور آن کی آن میں وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

دل لرز گیا تھا۔ لیکن اندر سے ایک ہمت بھی پیدا ہو رہی تھی۔ کچھ بھی ہو یہ مرحلہ طے کرنا ہے۔ میں نے دماغ میں اس خیال کو جما لیا کہ میں بآسانی درخت پر سے گذر کر ندی عبور کر لوں گا اور پھر دوسری طرف پہنچ کر ایک خوشگوار حیرت سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اس ایک مزدور کے علاوہ اور کوئی نقصان نہ ہوا۔ ہم رکے بغیر آگے بڑھ گئے تھے۔

دوپہر گذری تو بارش رک گئی۔ اطراف میں ہر شے پانی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ غروب آفتاب کے وقت ہم بانسوں کے ایک جنگل سے گذر رہے تھے اور جب وقت نے اپنی گھنیری زلفیں پھیلائیں تو ہمالیہ کی بلند چوٹیاں نظر آنے لگیں جو جنگل میں سفر کرنے کی وجہ سے چھپ گئی تھیں۔ چاند ان چوٹیوں کے پیچھے پوشیدہ تھا مگر اس کی مدھم روشنی وادیوں تک پہنچ رہی تھی۔ ہمارے سامنے سیاہ پہاڑ کی دیوار پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ اسی جگہ کیمپ لگا دیا گیا۔ اور مزدور اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ اپنے ایک ساتھی مزدور کی ہلاکت پر وہ افسردہ تھے۔

ندرت کہنے لگی "یہ سب خاموش ہیں۔ کہیں آگے ہمارا ساتھ دینے سے انکار نہ کر دیں۔"

سمبوتورا، ندرت سے کچھ گفتگو کر رہا تھا۔ میں تبتی مزدوروں کے درمیان بیٹھا ان سے اظہار ہمدردی کر رہا تھا۔ دیر تک میں ان کے پاس بیٹھا رہا پھر آرام کرنے کے ارادے سے اٹھ گیا۔ آج پھر دل میں کچھ یادیں ابھر رہی تھیں۔ سمبوتورا بدستور ندرت کے پاس بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔

دفعتاً بلند پہاڑ کے دامن میں میری نگاہ ایک ننھے سے نقطے پر جم گئی۔ یہ روشنی کا نقطہ تھا۔ نظر کا واہمہ نہیں تھا۔ میں چونک کر کھڑا ہو گیا۔ پتا نہیں دوسرے لوگوں کو اس کے بارے میں کچھ معلوم تھا یا نہیں۔ تھوڑی دیر تک میں اسے دیکھتا رہا۔ اس ویرانے میں آخر کون ہو سکتا ہے؟ جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو مجبوراً سمبوتورا کی طرف بڑھ گیا۔ اس منظر کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتا تھا۔

دونوں نے خوشدلی سے میرا استقبال کیا تھا۔ سمبوتورا نے کہا۔ "بانیسا تمہیں اپنی گفتگو میں شریک کرنا چاہتی تھی لیکن میں نے کہا کہ تمہیں کسی وقت تنہا بھی چھوڑنا چاہیے۔ ہر وقت ہم لوگ تم پر مسلط رہتے ہیں اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

"کسی خاص موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی؟"

"نہیں بس گومین کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔"

"ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔"

"کیا ــــ؟"

"اس سیاہ پہاڑ کے دامن میں روشنی۔ اس طرف۔"

"روشنی؟" سمبوتورا نے کہا۔ اور میں نے انگلی کے اشارے سے ان دونوں کو روشنی دکھائی۔

"ہاں، ہے تو سہی اور کسی چراغ کی روشنی ہے۔" ندرت نے کہا۔

"یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔" سمبوتورا بولا۔

"کیوں ــــ؟"

"بدھ مت میں ترک دنیا کا فلسفہ سب سے زیادہ ہے۔ ممکن ہے وہ کوئی راہب ہو جو ان ویرانوں میں کوئی کٹیا بنا کر عبادت کر رہا ہو۔"

"صرف امکان پر ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے یہ ہمارے لیے بہت اہم بات ہو۔" میں نے کہا۔

"اوہ۔ میں تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں۔" سمبوتورا نے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "دیکھیں اسے؟"

"بہت ضروری ہے۔"

"تو آؤ۔" مستعدی سے بولا۔ ندرت بھی خوشی سے تیار ہو گئی تھی۔ ہم تیز رفتاری سے اس طرف بڑھ گئے۔ ہمیں فاصلوں کا اندازہ تھا، ہم جانتے تھے کہ کئی میل چلنا ہوگا لیکن اپنے تجسس کو روک بھی نہیں سکتے تھے۔ روشنی پر نگاہ جمائے ہم آگے بڑھتے رہے۔ فاصلے طے ہوتے رہے۔ چٹانوں کے درمیان ہم نے روشنی کی جگہ کا اندازہ کر لیا تھا۔

یہ ایک پہاڑی غار تھا۔ ٹھنڈا اور پراسرار۔ روشنی ایک چھوٹے کاربائیڈ لیمپ کی تھی۔ فرش پر کوئی چادر اوڑھے سو رہا تھا۔ کچھ سامان غار کے ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا۔ چند لمحوں تک ہم غور سے سونے والے کا جائزہ لیتے رہے، پھر میں نے ایک فیصلہ کیا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے اس کے چہرے سے چادر ہٹائی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایک بدحال سا آدمی تھا۔ ادھیڑ عمر تھی۔ بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے۔ اس نے وحشت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر ایک کراہ کے ساتھ اٹھ گیا۔ اب اس کی نگاہ ندرت اور سمبوتورا پر پڑی۔ "ڈاکو ہو؟" اس نے پوچھا۔ انتہائی حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ اردو بول رہا تھا اور اس کا لہجہ ہندوستانی تھا۔

"فرض کر لو۔" میں نے جواب دیا۔

"بھاگ جاؤ۔ زندہ رہنے کی کوشش کرو۔ موت بہت آسان ہے۔" اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تم موت کا انتظار کر رہے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"موت کے لیے انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ زندگی کا حصول سخت مشکل ہوتا ہے۔ کیا میں تمہیں موت دے دوں؟"

بوڑھا کچھ خبط الحواس معلوم ہوتا تھا۔ میں نے ندرت اور سمبوتورا کی طرف دیکھا۔ ندرت بوڑھے کی باتیں سمجھ رہی تھی لیکن سمبوتورا کچھ الجھا ہوا کھڑا تھا۔ میں اس کی الجھن کی وجہ سمجھ رہا تھا۔ وہ بوڑھے کی باتیں سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مذاق اڑا رہے ہو میرا۔" بوڑھا آنکھیں نکال کر بولا۔

"تم انگریزی بول سکتے ہو؟"

"چلے جاؤ یہاں سے۔ میں کہتا ہوں چلے جاؤ۔ ورنہ ــ ورنہ ــ" وہ غرایا۔ اور پھر میں ہنس پڑا۔ "مگر تم ڈاکو ہو۔ ڈاکو۔" وہ اردو سے انگریزی پر آ گیا۔ میرا اندازہ درست تھا۔ وہ پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس کی اب تک کی گفتگو کا انگریزی میں ترجمہ کر کے سمبوتورا کو بتایا اور سمبوتورا آگے بڑھ آیا۔

"ہم سادھو ہیں دوست۔ تم خود دیکھ سکتے ہو۔" سمبوتورا نے کہا۔

"سادھو؟" بوڑھا پھر ہنس پڑا۔ "ترک دنیا کر چکے ہو۔ ترکِ ہوس کر سکتے ہو ــ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم نہیں سمجھے بابا" سمبوتورا نے پھر نرمی سے کہا۔

"سونا۔ میرے دوست۔ کچھ چاہیے۔ بولو کیا چاہیے۔ رکو ایک منٹ۔ رکو" وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کونے میں رکھے ہوئے سامان کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے کچھ کیا اور دفعتاً غار میں پُراسرار روشنی کی کرنیں بکھر گئیں۔ ہم نے تعجب سے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی ڈیڑھ فٹ کا مجسمہ نظر آ رہا تھا۔ ایک ایسا مجسمہ جو سونے کا تھا، مدھم ٹھنڈی پُراسرار روشنی اس مجسمے میں جڑے ہوئے ہیروں سے نکل رہی تھی۔ میرے قدم بے اختیار اس کی طرف بڑھ گئے۔ مجسمے میں پانچ ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے اور حسین تراش کے ہیرے۔ میں نے متحیرانہ انداز میں اسے دیکھا اور پھر سمبوتورا کی طرف دیکھنے لگا۔

"میری طرف سے اسے بطور تحفہ قبول کرو۔ ہاں میں اپنے بچوں کو اس کے سوا کچھ نہیں دے سکتا۔ لے جاؤ۔ اسے لے جاؤ" اس نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

"ہم تم سے کہہ چکے ہیں۔ ہم ڈاکو نہیں سادھو ہیں ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے" سمبوتورا حلیمی سے بولا۔

"آہ۔ میں سادھو کیوں نہ ہوا۔ میں نے دنیا کیوں نہ ترک کر دی۔ میں۔ میں" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ "لے جاؤ بھگوان کے لیے اسے لے جاؤ۔ میں اس نحوست سے زندگی بچانا چاہتا ہوں۔ لے جاؤ اسے۔ میں۔ میں۔!"

سمبوتورا نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا اور نرم لہجے میں بولا۔ "تم کسی دردناک حادثے سے دوچار ہوئے ہو۔ کیا پریشانی ہے تمہاری، ہمیں بتاؤ ممکن ہے ہم تمہاری کچھ مدد کر سکیں۔"

"یہ کتنا قیمتی مجسمہ ہے تم دیکھ رہے ہو۔ بس اسے لے جاؤ۔ اور کچھ نہیں چاہیے مجھے۔"

"کیسا ہے یہ مجسمہ۔؟"

"تم لوگ سادھو ہو۔ انہیں پہاڑوں میں رہتے ہو۔"

"ہاں۔"

"تب تم مجھے انترا بھون کا راستہ بتا سکتے ہو۔ بولو وہ کونسی پہاڑی ہے۔ میں اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا ہوں۔"

"انترا بھون۔"

"ہاں ایک چٹان جو سانپ کے پھن کی مانند ہے۔ دور سے کوئی بڑا سانپ پھن کاڑھے بیٹھا نظر آتا ہے۔ انترا بھون اسی کے پیچھے ہے۔ نحوست کی دیوی انترا کا استھان۔"

"کوئی دیوانہ ہے شاید" میں نے آہستہ سے کہا۔ لیکن بوڑھے نے سن لیا۔ "دیوانہ نہ ہوتا تو اس عذاب میں گرفتار کیوں ہو جاتا۔ سب کچھ لوٹ لیا اس نے میرا۔ بے سہارا چھوڑ دیا ہے اس سنسار میں اس منحوس مجسمے نے مجھے۔ لے جاؤ۔ اسے لے جاؤ۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں۔" وہ پھر سسکنے لگا۔

سمبوتورا نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا۔ "چلو باہر چلو۔ بیٹھو کچھ دیر باتیں کریں گے۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر دو۔ کیا کہانی ہے اس مجسمے کی۔" اس ہمدردانہ لہجے پہ بوڑھا کچھ پُرسکون ہوا اور ہمارے ساتھ باہر نکل آیا۔ "بہت ستایا ہوا ہوں میں بہت پریشان حال ہوں بھائیو۔ میری مدد کرو۔ بس ایک بار، ایک بار مجھے انترا بھون پہنچا دو۔ میں اس منحوس مجسمے سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

"یہ مجسمہ کہاں سے ملا تمہیں؟"

بوڑھا گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "میرا نام شمشیر سنگھ ہے۔ رانا شمشیر سنگھ۔ رانا تیغ سنگھ کے خاندان کا فرد ہوں میں، ایک مہم جو کی حیثیت سے شاید کبھی میرا نام تمہاری نگاہوں سے گذرا ہو لیکن یہ پرانی بات ہے۔ رانا خاندان بہت دولتمند لوگوں کا خاندان تھا۔ عیش و عشرت کی زندگی اور بے فکری بہت سے شوق پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ مجھے بھی مہم جوئی کا شوق تھا۔ اس شوق کو دولت کا سہارا حاصل تھا چنانچہ اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہوئی اور میں دنیا کے پُراسرار علاقوں کی سیر کرتا رہا۔ میں نے دوسرے باہمت لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر بہت سے پہاڑوں کی چوٹیاں سر کیں۔ خطرناک علاقوں میں داخل ہو کر خزانے تلاش کیے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم کوئی بھی خزانہ حاصل نہ کر سکے۔ میری پوری جوانی اسی آوارہ گردی میں گذری۔ سال دو سال میں کبھی ایک بار اپنے وطن چلا جاتا تھا جہاں میرے پتاجی اور دو بڑے بھائی تھے وہ مجھ سے سخت نالاں تھے۔ جائداد کا تمام کام انہیں کے سپرد تھا۔ ایک بار میں اپنے وطن واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ پتاجی اس دنیا سے گذر گئے۔ مجھے پہلی بار ایک شدید صدمے سے دوچار ہونا پڑا اور مجھے احساس ہوا کہ میں اپنے فضول شوق کی وجہ سے آخری وقت میں پتاجی کی شکل دیکھنے سے بھی محروم رہا۔ اس کے بعد میں نے کافی وقت وطن میں گذارا۔ لیکن پتاجی کی موت کا دکھ کم ہوتے ہی میرا شوق پھر ابھر آیا۔ بھائیوں کی خواہش تھی کہ میں بھی ان کے ساتھ جائداد کا کام سنبھال لوں لیکن مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ آخر میں ایک بار پھر گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ مجھے ہمالیہ کی ترائی میں پھیلے ہوئے پُراسرار علاقوں کو دیکھنے کا شوق تھا۔ چنانچہ کچھ باہمت دوستوں کے ساتھ میں اس طرف چل پڑا۔ راستے میں دشواری نہیں پیش آئی۔ میں اور میری ٹیم کے چار افراد

تبت کی سرحد کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ بدھ بھکشوؤں، لاماؤں اور پگوڈوں کا یہ شہر بے حد پراسرار تھا۔ اس علاقے کی ایک ایک چیز حیرت انگیز تھی۔ ہم آگے بڑھتے رہے اور پھر ایک دن اس جگہ پہنچ گئے جہاں چاروں طرف سیاہ رنگ کی کائی زدہ چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"بڑا ویران علاقہ تھا۔ چاروں طرف ایک عجیب سی اداسی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ ان اطراف میں ہم نے پرندے تو کیا حشرات الارض تک نہ دیکھے۔ جانے یہ علاقہ جانداروں سے خالی کیوں تھا۔ میرے ساتھی اس علاقے سے ہول کھانے لگے، میں بھی اس پراسرار ماحول سے بے حد متاثر تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک انجانی سی کشش بھی محسوس کر رہا تھا۔

"شام ہو چکی تھی اس لیے ہم نے رات وہیں گذارنے کا فیصلہ کیا اور ایک مناسب جگہ کیمپ لگا دیا۔ میرے ساتھی سرشام ہی کیمپ میں گھس گئے۔ وہ خوفزدہ تھے رہا میں، تو میں ماحول سے متاثر ضرور تھا لیکن ان کی طرح خوفزدہ نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد چاند نکل آیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم چاندنی رات میں ان چٹانوں کی سیر کریں۔ لیکن ان میں سے کوئی تیار نہ ہوا۔ دن کی روشنی میں وہ چٹانیں اس قدر بھیانک لگ رہی تھیں تو رات میں کیا حال رہا ہوگا۔ یہی سوچ کر وہ رک گئے۔ میں ان کی بزدلی سے جھنجلا گیا اور تنہا ہی باہر نکل آیا۔ میں نے اپنی حفاظت کے لیے رائفل ساتھ لے لی تھی۔ یوں بھی ہمیں اس علاقے میں خونخوار درندے نظر نہیں آئے تھے اس لیے میں اس طرف سے زیادہ فکر مند نہیں تھا۔ بلاشبہ کیمپ سے باہر کا ماحول بے حد خوفناک تھا۔ سیاہ چٹانیں یوں لگ رہی تھیں جیسے گندی روحیں سیاہ کمبل اوڑھے گردن جھکائے بیٹھی ہیں۔ میں ان چٹانوں کے درمیان سے گذر کر آگے بڑھتا رہا اور کیمپ سے کافی دور نکل آیا۔ تھوڑی دیر گھومنے کے بعد میرا رہا سہا خوف بھی دور ہو گیا اور اب یہ ماحول مجھے بے حد دلچسپ لگ رہا تھا۔ میں آگے بڑھتا رہا اور کیمپ سے کافی دور نکل آیا۔ تھوڑی دیر گھومنے کے بعد میں ایک بڑی چٹان پر سے اترا ہی تھا کہ دفعتاً تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک اونچی چٹان کے سرے پر مجھے روشنی کا ایک ننھا سا نقطہ نظر آیا اور میں حیران رہ گیا۔ یہاں کون ہو سکتا ہے۔؟ میں نے سوچا وہ روشن نقطہ یقیناً کوئی چراغ تھا۔ شاید کوئی بدھ راہب اس ویرانے میں عبادت کر رہا تھا۔ اب میری دلچسپی جاگ اٹھی، ان پراسرار راہبوں کے بارے میں، میں نے بھی بڑی دلچسپ داستانیں سن رکھی تھیں چنانچہ میرے دل میں اُسے دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا اور میں چٹانیں پھلانگتا ہوا اس روشنی کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں سانپ کے پھن جیسی اس چٹان کے پاس پہنچ گیا جو نیچے سے ناہموار اور بے ہنگم تھی اور اوپر ایک سانپ کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ اس کے اوپری سرے پر وہ چراغ روشن تھا۔ چراغ کی مدھم روشنی اس مینار کے داخلی دروازے کو بھی منور کر رہی تھی جو گولائی لیے ہوئے تھا۔

"بلاشبہ یہ چٹان قدرتی تھی لیکن کسی بدھ راہب نے اسے اپنے رہنے کا ٹھکانہ بنا لیا تھا۔ میں اس بڑے سے گول سوراخ کی طرف بڑھ گیا۔ میں نے جھانک کر اندر دیکھا، اندر صاف شفاف فرش نظر آ گیا تھا۔ میں ہمت کر کے سوراخ کے اندر داخل ہو گیا۔ فرش کے اوپر پتھر کا ایک ڈیوٹ بنا ہوا تھا اور اس ڈیوٹ پر شاید کڑوے تیل کا چراغ جل رہا تھا لیکن اندر کوئی نہ تھا۔ فرش صاف ستھرا تھا اور یہاں کسی انسان کا کوئی وجود نہ تھا۔ میں نے حیرانی سے چاروں طرف دیکھا۔ گول سوراخ کے بالکل برابر والی دیوار میں مجھے دو چیزیں نظر آئیں ایک تو پتھر کا مجسمہ تھا جو اس سیاہ چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ مجسمہ ایک ہیبت ناک شکل کی عورت کا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تھالی تھی اور دوسرے میں ایک کرپان نما چیز جو آدھی ٹوٹ چکی تھی۔ دوسری چیز یہ مجسمہ تھا۔ ہاں یہی مجسمہ، عورت کے مجسمے کے نزدیک ہی طاق میں رکھا ہوا تھا۔ اس میں لگے ہوئے ہیرے چمک رہے تھے اور گردن میں پڑے ہوئے ہار جگمگا رہے تھے۔

"میں اس مجسمے کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔ میں نے قریب پہنچ کر اس میں جڑے ہوئے ہیرے دیکھے۔ اس کی گردن میں پڑے ہوئے ہار دیکھے اور ان کی قیمت کا اندازہ لگایا۔ بلاشبہ وہ انتہائی قیمتی تھے، ہار بھی نایاب تھے۔ گو یہ بہت بڑا خزانہ نہیں تھا لیکن بہرحال میرے لیے تو یہ خاصی اہمیت رکھتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اس ویران علاقے میں اس کا مالک کوئی نہیں تھا۔ لیکن پھر میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا کہ یہاں چراغ روشن کرنے والا کہاں گیا۔ کسی نے تو چراغ روشن کیا ہوگا۔ اگر وہ یہاں آ گیا تو میں یہ مجسمہ نہیں حاصل کر سکوں گا۔ میں نے سوچا اور پھر میں نے فیصلہ کیا کہ اسے جلدی سے لے کر یہاں سے نکل جاؤں۔ میں نے عورت کے مجسمے کی طرف دیکھا اور نجانے کیوں مجھے محسوس ہوا کہ عورت مجھے غضبناک نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ مجھے اس کا کرپان والا ہاتھ ہلتا ہوا بھی محسوس ہوا اور میں چند لمحوں کے لیے ٹھٹک گیا لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ میرا وہم ہے۔ یہ پتھر کا بت میرا کیا بگاڑ سکتا ہے اور میں نے ہاتھ بڑھا کر مجسمہ طاق سے اٹھا لیا۔ مجسمہ اٹھاتے ہی ایک عجیب سی سنسنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے جسم میں دوڑ گئی لیکن صرف چند لمحے یہ کیفیت رہی پھر نارمل ہو گیا۔ اور مجسمہ لے کر دائرہ نما دروازے سے نکل آیا۔ یہ قیمتی مجسمہ حاصل کر کے میں بے حد خوش تھا۔ راستے میں، میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجسمہ اپنے ساتھیوں کی نظروں سے چھپاؤں گا، ورنہ وہ بھی اس پر اپنا حق جتائیں گے۔ چنانچہ واپسی میں میں نے پہلے اپنے ساتھیوں کو دیکھا وہ سب بے خبر سو رہے تھے۔ میں نے مجسمہ اپنے سوٹ کیس میں کپڑوں کے نیچے رکھ دیا اور پھر آرام سے لیٹ گیا۔ اس مہم کے دوران پہلی بار کوئی ایسی چیز ہاتھ لگی تھی۔ میں بہت مسرور تھا۔ دوسرے دن ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے اور پھر ایک ماہ تک گھومنے کے بعد ہم نے واپسی کا پروگرام بنا لیا۔

"اس دوران میں وہ مجسمہ اپنے دوستوں سے چھپانے میں کامیاب رہا تھا۔ میں نے انہیں ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی جب میرے دوست دارجلنگ پہنچ کر اپنے اپنے گھروں کو چل پڑے تو میں نے سکون کا سانس لیا۔ دوسرے دن مجھے اپنے علاقے میں واپس جانا تھا۔ یہ رات میں نے وہاں کے ایک ہوٹل میں گزاری۔ میں مجسمے کو دوبارہ دیکھنے کے لیے بے چین تھا چنانچہ اپنے کمرے میں پہنچ کر میں نے احتیاط سے دروازہ بند کیا اور مجسمہ سوٹ کیس سے نکال لیا۔ رات ہو چکی تھی۔ کمرے کی تیز روشنی میں، میں نے اس قیمتی مجسمے کو نکالا اور دلچسپی اور حیرت سے دیکھنے لگا۔ اب اس کے نقوش واضح تھے۔ بلاشبہ یہ ایک حسین چیز تھی۔ اس میں لگے ہوئے قیمتی ہیرے چمک رہے تھے اور اس کی گردن میں پڑے ہوئے ہار اپنی قیمت بتا رہے تھے۔ میں اسے دیکھتا رہا اور پھر اچانک میری انگلی مجسمے کی پشت پر ایک ابھری ہوئی چیز سے ٹکرائی تو وہ چیز دب سی گئی۔ میں چونک پڑا۔ میں نے اسے اور زور سے دبایا اور مجسمے کی پشت دروازے کی طرح کھل گئی۔ میں نے جلدی سے اس کھلے ہوئے خلا میں انگلیاں ڈالیں تو میری انگلی ایک عجیب سی شے سے ٹکرائی، میں نے وہ چیز نکال لی۔ وہ چمڑے کا ایک تعویذ سا تھا جس کی چار تہیں تھیں۔ میں نے دھڑکتے دل سے اس تعویذ کی تہیں کھولیں، شاید کسی خزانے کا نقشہ ہے۔ میں نے سوچا لیکن چمڑے کے تعویذ پر کوئی نقشہ نہیں بلکہ تبتی زبان میں لکھی ہوئی تحریر تھی جیسے کسی عجیب محلول سے لکھا گیا تھا اسی لیے چمک رہی تھی۔ میں نے وہ تحریر پڑھی۔ لکھا تھا: "یہ مجسمہ نحوست کی دیوی انترا کی ملکیت ہے۔ ہر اس شخص کو انتباہ ہے جو اسے پائے یا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ اس مجسمے کو کوئی قیمتی شے سمجھ کر لے جانے کی کوشش کرے گا تو سخت نحوست کا شکار ہو جائے گا۔ اسے ایسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا کہ وہ زندگی سے پناہ مانگے گا اور جب تک وہ اس مجسمے کو واپس انترا بھون میں نہیں پہنچا دے گا نحوست کا شکار رہے گا۔"

"یہ تحریر پڑھ کر تھوڑی دیر تک تو مجھے خوف محسوس ہوا۔ میں نے سوچا کہیں یہ تحریر حقیقت نہ ہو لیکن پھر میں اپنی حماقت پر ہنس پڑا۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی نحوست کی یہ دیوی میرا کیا بگاڑتی ہے۔ بہرحال میں نے واپس اسے سوٹ کیس میں رکھ دیا اور آرام سے سو گیا۔ دوسرے دن ٹرین کے ذریعہ میں اپنے قصبے کی طرف روانہ ہو گیا اور چند گھنٹوں کے سفر کے بعد اپنے قصبے میں پہنچ گیا۔ یہاں آکر مجھے اپنے بھائیوں اور دوسرے عزیزوں سے ملنے کی مسرت نے گھیر لیا۔ اور ایک تانگہ کر کے میں اپنے گاؤں چل پڑا۔ پورے ایک گھنٹے بعد میں اپنے گاؤں میں داخل ہوا لیکن گاؤں میں داخل ہوتے ہی میرے چند جاننے والوں نے مجھے گھیر لیا۔ انہوں نے مجھے روح فرسا خبر سنائی جسے سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"انہوں نے بتایا کہ پڑوس کے زمینداروں سے میرے بھائیوں کی چل رہی تھی۔ زمین کا تنازعہ تھا چنانچہ ایک دن یہ تنازعہ خونریز تصادم کی شکل اختیار کر گیا اور دونوں گروہ بھڑ گئے۔ گولیاں چلیں اور میرا ایک بھائی، بھتیجا اور ماموں زاد بھائی اس تصادم میں ہلاک ہو گئے۔ میرے دوسرے بھائی نے دوسرے گروہ کے چھ آدمی ہلاک کر دیے تھے اس لیے وہ گرفتار ہو گیا اور جیل میں ہے۔ یہ خوفناک خبر سن کر میں حواس باختہ ہو گیا اور اپنے گھر کی طرف دوڑا۔

"پورا گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر تمام عورتیں بین کرنے لگیں۔ میری بھابیاں مجھ سے برگشتہ تھیں ان کا سہاگ لٹ گیا تھا اور میں آزاد تھا۔ میں نے بمشکل خود پر قابو پایا اور پھر میں اپنے اس بھائی کے لیے تگ و دو کرنے لگا جو قتل کے الزام میں جیل میں تھا۔ میں نے پانی کی طرح دولت بہائی، زمینیں بیچیں، گھر کا سامان بیچ دیا۔ بھابیوں کے زیورات بکے یہاں تک کہ اپنا آبائی مکان بھی بیچ دیا لیکن اپنے بھائی کو پھانسی سے نہ بچا سکا اور بالآخر اسے پھانسی ہو گئی۔ میرا خاندان تباہ ہو گیا۔ دونوں بھابیوں نے بچی کھچی چیزیں آپس میں تقسیم کر لیں۔ اب میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں اپنا مختصر سامان لے کر شہر آ گیا۔ میرے ساتھ یہ مجسمہ بھی تھا اور جب ان پریشانیوں سے نجات حاصل کر کے میں نے طویل عرصے کے بعد اس مجسمے کو دیکھا تو مجھے وہ تحریر یاد آ گئی۔ بلاشبہ جو کچھ ہو چکا تھا وہ ایسا سانحہ تھا جو زندگی بھر مجھے رلانے کے لیے کافی تھا۔ میں نے سوچا

کیا یہ سب اس مجسمے کی نحوست تھی؟ کیا اس کے اندر رکھی ہوئی تحریر درست ہے؟ تب میں نے سوچا کہ اسے اٹھا کر پھینک دوں، پھر اس میں جڑے ہوئے قیمتی ہیروں اور اس کی گردن میں پڑے ہوئے ہار کو دیکھ کر دل میں لالچ آ گیا۔ میں اب قلاش ہو گیا تھا جو نحوست آنی تھی آ چکی اب میرا کیا بگڑے گا۔ چنانچہ میں نے اسے رہنے دیا۔ زندگی گزارنے کے لیے کچھ سہارے ضروری ہوتے ہیں۔ میں بھی اپنا غم بھول کر ملازمت تلاش کرنے لگا لیکن مجھے ملازمت نہ ملی۔ میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا۔ اب مجھے فاقے کرنے پڑ رہے تھے۔ ایک دن میں نے اس مجسمے کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور اسے لے کر بازار میں نکل آیا۔

میں نے یہ مجسمہ ایک جوہری کو دکھایا اور وہ اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے اس کی قیمت ایک لاکھ روپے لگائی اور میں منہ پھاڑ کر رہ گیا۔ میں اس جوہری کو پاگل سمجھ رہا تھا بہرحال میرے ہاں کرنے پر اس نے ایک لاکھ روپے کے نوٹ میرے ہاتھ میں تھما دیے۔ میری زندگی نے ایک رخ بدلا۔ میں نے ایک گھر کرائے پر لیا اور اپنی نئی زندگی کا پروگرام بنانے لگا۔ لیکن زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ایک دن وہی جوہری کچھ آدمیوں کے ساتھ میرے مکان پر آیا۔ نہ جانے کس طرح اس نے میرا پتا لگا لیا تھا۔ جوہری بہت لال پیلا ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے دھمکیاں دیں کہ وہ مجھے پولیس کے حوالے کر دے گا کیونکہ میں نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ جب سے اس نے یہ مجسمہ خریدا ہے اس کی دکان میں دو بار چوری ہو چکی ہے جس میں تین چار لاکھ روپے کا سامان چلا گیا۔ جوہری کا چھوٹا لڑکا اسکول سے آتے ہوئے ٹرک کے حادثے کا شکار ہو کر چل بسا۔ ابھی نہ جانے اور کیا ہوتا کہ جوہری نے کسی طرح مجسمے کے اندر رکھی ہوئی تحریر دریافت کر لی اور اسے پڑھنے کے بعد وہ مجھے تلاش کرنے لگا۔ جوہری نے مجھ سے کہا کہ میں یہ مجسمہ لے کر اس کی رقم واپس کر دوں۔ تب میں نے اس سے کہا کہ اس کی رقم کا ایک حصہ تو خرچ بھی کر چکا ہوں۔ میرے پاس صرف باسٹھ ہزار روپے باقی بچے ہیں۔ جوہری نے اس رقم پر قناعت کر لی۔ اس نے مجھ سے باسٹھ ہزار روپے کا چیک اسی وقت لے لیا اور مجسمہ میرے سر مار کر واپس چلا گیا۔

فاقہ کشی، بیماری، بھوک اور تنہائی کیا کیا نہ دیا اس نے مجھے۔ کچھ بھی نہیں رہا تھا میرے پاس۔ آہ۔ ساری دنیا مجھے ایک ویران کھنڈر لگتی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ یہ منحوس مجسمہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ میں نے اپنے دوستوں سے مدد مانگی ایک ایک کے آگے ہاتھ پھیلایا اور کوڑی کوڑی جمع کر کے ایک بار پھر تبت میں داخل ہو گیا۔ لیکن سالہا سال گزر چکے ہیں۔ انترا بھون مجھے نہیں ملتا۔ میں راستے سے بھٹک گیا ہوں میری مدد کرو۔ مجھے انترا بھون کا راستہ بتا دو اب میں تھک گیا ہوں۔"

بوڑھے کی آواز رندھ گئی۔ ہم تینوں اس عجیب کہانی پر دنگ رہ گئے تھے۔ بڑی انوکھی کہانی تھی۔ ناقابل یقین۔ سمبو تورا اور ندرت خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر ندرت نے کہا۔ "تم نے یہ مجسمہ کسی کو دے کیوں نہیں دیا؟"

بوڑھے نے ندرت کی طرف دیکھا۔ اور پھر بولا۔ "جوہری کی کہانی میں تمہیں سنا چکا ہوں۔ اس کے بعد بھی میں نے کچھ کوششیں کی تھیں لیکن ناکام رہا۔"

"مثلاً؟" میں نے پوچھا۔

"ایک رات میں اسے لے کر پولیس اسٹیشن پہنچا میں نے پولیس افسر کو ایک کہانی سنائی۔ میں نے اسے بتایا کہ کوئی اسمگلر اسے اسمگل کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن خطرناک حالات میں وہ اسے میرے پاس چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اسے پولیس کی تحویل میں دے کر میں اپنا فرض پورا کرنا چاہتا ہوں۔ پولیس افسر گورنام داس نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا۔ لیکن اس کے دل میں لالچ آ گیا تھا۔ اس نے مجھے اطمینان دلایا کہ وہ اسے مال خانے میں جمع کروا دے گا۔ لیکن تقریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد وہ خستہ حال میں مجھے ملا۔ اور اس نے بتایا کہ وہ نوکری سے برخاست ہو چکا ہے اور اس کی بیٹی ایک ہی حادثے کا شکار ہو کر مر گئی ہے۔ اس نے ان پراسرار باتوں کا تذکرہ بھی کیا جو اسے پیش آئی تھیں پھر اس نے مجھے دھمکیاں دیں اور مجسمہ میرے حوالے کر کے چلتا بنا۔ آہ یہ میرے لالچ کی سزا ہے۔ مجھے ہی یہ سزا بھگتنا ہو گی۔"

"کاش ہم اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتے۔" سمبو تورا نے ہمدردی سے کہا۔

"انترا بھون کے بارے میں تم بھی کچھ نہیں جانتے؟"

"نہیں، ناگ کے پھن جیسی کوئی چٹان ہم نے نہیں دیکھی۔ اچھا اب ہمیں اجازت دو۔"

میں نے چونک کر سمبو تورا کو دیکھا۔ مجھے اس کے اس خشک انداز پر حیرت ہوئی تھی۔ بوڑھا حسرت بھری نگاہوں سے ہمیں دیکھتا رہا۔ سمبو تورا نے واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے تھے۔ بہرحال میں نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کی۔ راستے بھر ہم نے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔

"آرام کرو گا زالی۔" سمبو تورا نے کیمپ کے قریب پہنچ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا اور خاموشی سے اپنی آرام گاہ کی طرف بڑھ گیا۔ ندرت وہیں کھڑی رہی تھی۔ "نیند آتے ۔۔۔؟" اس نے کہا۔

"نہیں۔"

"تب۔ آؤ۔ بیٹھو۔!" وہ بولی اور ہم ایک طرف جا بیٹھے میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم اردو بولنے کے لیے بے چین رہتی ہو ندرت۔!"

"مجھے اچھا۔ لگتے۔"

"اچھا لگتے نہیں اچھی لگتی ہے۔ مگر کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ تمہارا۔ ری۔ لینگویج ہے۔" اس نے مجھے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اس بوڑھے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"پہلے اردو کی بات۔" ندرت نے کہا۔

"اتنے عرصہ میں تم نے کسی سے اردو سیکھی نہیں؟"

"کاؤن ہائے۔ کون سے سیکھتا۔ اور سب لوگ مجھے نولفٹ کرتا۔ گازالی تم مجھے اردو سیکھو۔"

"اب تو سکھانی پڑے گی۔ چلو اردو کی بات ہو گئی اب تم بوڑھے کی بات کرو۔"

"اس کا اسٹوری میرا سمجھ نہیں آئے۔"

"کیا ہمیں اسے اس طرح چھوڑ دینا چاہیے تھا۔"

"وائی مین سیریس ہوا۔ اس نے۔ وہ سمجھ دار ہے۔"

"میرے خیال میں بوڑھا فراڈ تھا۔"

"اوہ۔ کیوں ۔۔۔؟"

"وہ کہیں سے وہ قیمتی مجسمہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے اس نے فوری طور پر انوکھی کہانی گھڑی تھی تاکہ ہم اس سے خوفزدہ ہو جائیں! ممکن ہے اس سے قبل بھی وہ لوگوں کو اسی طرح بے وقوف بنا تا رہا ہو۔"

"تو یہ بات تھا۔ مائیں نا ئیں سمجھا!" ندرت حیرت سے بولی۔

"سو فیصدی یہی بات ہے ندرت!"

"دلچسپ بات ہے۔"

"میں بوڑھے سے کچھ اور باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے جھوٹ کا پول کھل جاتا۔ اگر ہم اس سے وہ مجسمہ مانگ لیتے۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے سمبوتورا اس کہانی سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔"

"مائیں نا ئیں جانتا۔"

"بہرحال قیمتی مجسمہ تھا۔ لاکھوں روپے کی مالیت کا۔" میں نے کہا۔ دیر تک ہم دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر اٹھ گئے۔

دوسری صبح میں مشق کے لیے اٹھ گیا، اب عادت پڑ گئی تھی حالانکہ رات کو بہت دیر تک بوڑھے کی کہانی پر غور کرتا رہا تھا۔ لیکن یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس کی کہانی جھوٹی ہے۔

سمبوتورا میرا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر سنجیدگی سے کھڑا ہو گیا، اور اس کے بعد معمول جاری ہو گیا۔ میں اب کافی ایکسپرٹ ہو گیا تھا اور سمبوتورا میری کوششوں سے بہت مطمئن تھا۔ اس نے کہا۔ "کل سے تمہیں لکڑی کا کھیل سکھایا جائے گا۔"

"جو تم مناسب سمجھو سمبوتورا۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"مارشل آرٹس کا ایک انوکھا فلسفہ ہے۔ زمین پر پڑی ہوئی ہر ناکارہ چیز بطور ہتھیار استعمال کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ اس سے کام لینے کا تہیہ کر لیا جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"چھوٹے چھوٹے پتھر۔ لوہے کے ٹکڑے لکڑی کے ٹکڑے رومال، کاغذ۔ جو بھی وقت پر تمہارے ہاتھ آ جائے۔ اگر تم اس سے کام لینا جانتے ہو تو وہ دشمن کے خلاف بہترین ہتھیار ہے۔"

"مگر کیسے۔"

"میں تمہیں سکھاؤں گا۔" سمبوتورا نے کہا۔ ندرت حسب معمول وہی انوکھا سیال لائی تھی۔

"تم دونوں مجھے بہت شرمندہ کر رہے ہو سمبوتورا۔"

"کیوں ۔۔۔؟"

"میرے لیے ندرت بھی اتنی صبح اٹھ جاتی ہیں اور تم بھی۔"

"تم ہمارے لیے بڑی اہمیت رکھتے ہو گازالی۔ ہم تمہیں وہ بنا دینا چاہتے ہیں جو تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"گازالی تم نے بوڑھے کے بارے میں وائی مین سے بات کی۔"

"ابھی تک نہیں۔"

"رات والے بوڑھے کے بارے میں؟" سمبوتورا نے پوچھا۔

"ہاں وائی مین۔ تم بوڑھے کی کہانی سے بہت متاثر ہو گئے تھے۔"

"پراسرار تبت میں دیوتاؤں کی زمین پر ایسی کہانیاں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں۔ ان کہانیوں کی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی لیکن وہ اپنی جگہ درست ہوتی ہیں۔"

"گویا تمہارے خیال میں بوڑھے کی کہانی سچ تھی۔"

"وہ یہی کہتا تھا۔ تمہیں شبہ ہے؟"

"میرا کچھ اور خیال تھا۔"

"کیا ۔۔۔؟"

"چالاک بوڑھے نے یہ کہانی سنا کر ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ ہم اس قیمتی مجسمے کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔"

"لیکن۔ اگر ہم چاہتے تو وہ مجسمہ ہمیں دے دیتا۔"

"نہیں وائی مین ایسی بات نہیں تھی۔"

"میرے خیال میں تھی۔ ہم اس مجسمے سے واقف نہیں تھے۔ اس نے خود ہی مجسمہ لا کر ہمارے سامنے رکھا تھا۔"

"اس کی ایک وجہ تھی۔"

"کیا؟"

"وہ ہمیں ڈاکو سمجھا تھا۔ اس وقت اس کا یہی خیال ہو گا کہ ہم اس کے سامان کی تلاشی لیں گے اس سے قبل کہ ہم ایسا کریں اس نے وہ قیمتی شے معہ کہانی کے ہمارے سامنے لا رکھی۔"

سمبوتورا مسکرانے لگا پھر بولا۔ "تمہیں دلچسپی ہو گئی ہے۔"

"نہیں۔ وہ جیسے بھی اس کے ہاتھ لگا اس کی ملکیت ہے۔ میں بس اس کی کہانی پر ہنس رہا ہوں اور تمہارے خوف پر۔"

"نہیں نوجوان۔ میں خوفزدہ نہیں ہوا۔"

"اس کی کہانی سے متاثر ضرور ہوئے تھے۔"

"اس سے انکار نہیں کر سکتا۔" سمبوتورا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا پھر بولا۔ "تمہارے خیال میں وہ کہانی جھوٹی تھی۔"

"سو فیصدی۔"

"ہم اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔"

"کیسے ۔۔۔؟"

"بوڑھے سے وہ مجسمہ مانگ لیا جائے۔ اس سے کہیں کہ وہ مجسمہ ہمیں دے کر اس نحوست سے نجات حاصل کر لے۔"

"بوڑھا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"کیوں؟"

"تمہارے خیال میں وہ اب بھی وہیں موجود ہو گا۔۔؟"

"کیا مطلب؟"

"ہمارے آگے بڑھنے کا راستہ کون سا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ادھر سے بھی گذر سکتے ہیں جہاں وہ موجود تھا۔" سمبوتورا شاید میری بات کا مطلب سمجھ رہا تھا۔

"تب ٹھیک ہے۔ ہم ادھر ہی سے جائیں گے۔"

ناشتا کیا گیا، تیاریاں کی گئیں اور پھر ہم نے سفر شروع کر دیا۔ سمبوتورا نے پروگرام کے مطابق ادھر ہی کا رخ کیا تھا۔ بالآخر ہم اس غار تک پہنچ گئے جہاں بوڑھا موجود تھا۔ میں ندرت اور سمبوتورا۔ رانا شمشیر سنگھ کی تلاش میں نگاہیں دوڑانے لگے اور پھر اس غار میں داخل ہو گئے۔ لیکن غار خالی تھا۔ شمشیر سنگھ کا کچھ بیکار سامان یہاں موجود تھا لیکن مجسمہ نہیں تھا۔

"کہاں گیا وہ۔"

"اب تو بہت دور نکل گیا ہو گا۔"

"لیکن تو کیا؟"

"مصلحت کا تقاضا تو یہی تھا کہ ہمیں بے وقوف بنانے کے بعد وہ خود یہ جگہ چھوڑ دے اس سے قبل کہ ہمیں عقل آ جائے۔"

"تعجب ہے مجھے اب بھی یقین نہیں ہے۔"

"تو اسے تلاش کر لو۔ رات بھر میں وہ کافی دور نکل گیا ہو گا۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

سمبوتورا خاموش ہو گیا۔ بہرحال اس نے یہاں رک کر دور تک نگاہیں دوڑائیں اور رانا شمشیر سنگھ کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔

"اپنے لوگوں کو تم زیادہ بہتر جانتے ہو۔" بالآخر اس نے کہا اور پھر وہاں سے آگے قدم بڑھا دیے۔ دیر تک سفر کرتے ہوئے ہم بوڑھے کی چالاکی پر باتیں کرتے رہے تھے۔ آج سفر بھی تیز رفتاری سے کیا گیا تاکہ زیادہ فاصلہ طے ہو جائے۔ انگریزی جاننے والا تبتی ہمیں ان علاقوں کے بارے میں بتاتا جا رہا تھا۔ راستے دشوار ضرور تھے لیکن ایسے نہیں کہ ہم انہیں عبور نہ کر پاتے۔ تبتی نے تھوڑی دور چلنے کے بعد ہمیں بتایا کہ اب کوئی قدیم بستی آنے والی ہے۔ جب میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے ایک درخت پر بیٹھے ہوئے مردہ خور گدھوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ویرانوں کے باسی ہیں لیکن آبادیوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ کم از کم ایسی آبادیوں سے جہاں سے انہیں غذا ملنے کی توقع ہو۔"

"تو کیا تمہارے خیال میں آس پاس کوئی قبرستان ہو سکتا ہے۔"

"ہاں۔ یقیناً یہاں انہیں یہاں مردے دستیاب ہو جاتے ہوں گے۔" تبتی نے کہا اور پھر بولا۔ "اس کے علاوہ میں آسمان پر ایسے پرندے بھی دیکھ رہا ہوں جو آبادیوں سے دور نہیں رہتے۔"

ہم اس کی پیش گوئی کی حقیقت جاننے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑے فاصلے پر ایک کھیت نظر آیا جو ایک ندی کے کنارے تھا۔ کھیت دیکھ کر تبتی مزدور کی پیش گوئی کے درست ہونے کا یقین ہو گیا۔ ندی پر لکڑی کا مخصوص نوعیت کا پل بنا ہوا تھا جس کے دونوں طرف پھولوں کے تختے نظر آ رہے تھے، یہاں لالٹینیں بھی بنی ہوئی تھیں۔ ہر لالٹین مجسمے کے ایک جوڑے کی شکل میں تھی۔ تبتی نے بتایا کہ یہ دھولیا ہے۔ دھولیا۔ یعنی محافظ۔ پرانی آبادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لوگ انہی محافظوں کی پوجا کرتے ہیں ان میں ایک دیوی ہے اور ایک دیوتا۔"

"تمہاری پیشگوئی تو درست ثابت ہوئی لیکن بستی نظر نہیں آ رہی۔"

"وہ اس طرف، ذرا ڈھلان پر دیکھیے!" تبتی مزدور نے ایک سمت اشارہ کیا اور میں نے گہری سانس لے کر گردن ہلا دی۔ اس طرف چھوٹے چھوٹے مخصوص ساخت کے جھونپڑے نظر آ رہے تھے جن کی دیواریں کچی تھیں اور چھتوں پر مخصوص قسم کے چھتری نما چھپر بنائے گئے تھے۔ سمبوتورا نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہم اُس جانب بڑھ گئے۔ میں نے سمبوتورا سے سوال کیا "ویلینی تک پہنچنے کے راستوں کا تم نے صحیح تعین کیا ہے نا سمبوتورا ---؟"

"کیا مطلب ---؟"

"مطلب یہ کہ اس بستی کی پیشگوئی تم نے نہیں کی تھی۔"

سمبوتورا پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا "وہاں تک جانے کے راستے مختلف ہیں۔ ہمیں کم از کم پانچ سمتیں ایسی مل سکتی ہیں جہاں سے ہم اس مخصوص جگہ پہنچ جائیں جو ویلینی کی سمت جانے کے راستے کا تعین کرتی ہے۔ میں انہی راستوں میں سے کوئی راستہ اختیار کروں گا ابتدائی راستے کے لیے کوئی پریشانی نہیں ہے۔"

بستی کی طرف بڑھتے ہوئے ہم ایک جگہ پہنچے جہاں ٹھنڈے تازے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ رہا تھا، پانی اس قدر شیریں اور ہلکا تھا کہ اسے پی کر لطف آیا اور ہم نے پانی کا اپنا پرانا ذخیرہ بہا کر اس چشمے سے پانی حاصل کر لیا۔ یہیں پر میں نے غسل کیا تھا۔ ندرت بھی غسل کرنا چاہتی تھی لیکن اس کے مواقع نہیں تھے۔ اطراف میں چھوٹی چھوٹی سی سبز چڑیاں اڑتی پھر رہی تھیں۔ میں نے ایک باز کو پھڑپھڑا کر ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا اس نے ایک ننھی سی چڑیا پنجوں میں دبوچی اور ایک چٹان پر بیٹھ کر ضیافت اڑانے لگا۔

جوں جوں ہم آگے بڑھتے جا رہے تھے، سبزہ بھی زیادہ گھنا ہوتا جا رہا تھا۔ اس وادی میں، میں نے زرد کدو، سرخ مرچیں، کاسنی تمباکو اور سرخ باجرے کے پودے بکھرے ہوئے دیکھے۔ مقامی لوگوں کا کاشت کاری کا طریقہ ہر چند کہ انتہائی قدیم تھا لیکن بہرطور وہ اپنی زندگی کو اپنے طور پر گزارنے میں کامیاب تھے۔ ہم نے پہاڑ کھود کر تازہ بنائے ہوئے کھیت میں ایک خستہ حال سے آدمی کو دو کوہانوں والا سیاہ اونٹ چلاتے ہوئے دیکھا جو ہل جوت رہا تھا۔ یہ ہل لکڑی کا ایک بھدا سا ٹکڑا تھا۔ ہزاروں سال قبل بھی انسان ایسے ہی ہل استعمال کرتا تھا سامنے بلندی پر چالیس پچاس ٹٹوؤں کا غول چلا آ رہا تھا۔ ان کے آگے آگے خچر دایا تھا۔ بہرطور یہ دلچسپ مناظر ان اطراف میں اجنبی نہیں تھے۔ ہم آگے بڑھتے رہے اور پھر بستی کے قریب پہنچ گئے۔ بستی کے لوگوں نے حیران نگاہوں سے ہمیں دیکھا۔ وہ سمٹ سمٹ کر ایک جگہ جمع ہوتے جا رہے تھے لیکن سمبوتورا نے یہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ بستی کے لوگوں سے ہمیں کچھ نہیں لینا تھا۔ ویسے بھی وہ ہمیں اجنبی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، اس کے علاوہ ان کے پاس بڑے سائز کے پتلی کمر والے کتے تھے جنہیں دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا۔ ان کے گلوں میں بڑی بڑی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے سرے قوی ہیکل مقامی باشندوں کے ہاتھوں میں تھے۔

سمبوتورا نے بغور انہیں دیکھتے ہوئے آہستہ سے میرے نزدیک ہو کر کہا۔ "یہ لوگ ہمیں اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھ رہے بلکہ شاید ہماری طرف سے خوفزدہ بھی ہیں۔ اگر ہم نے ان سے بات کرنے کی بھی کوشش کی تو یہ اپنے کتے ہم پر چھوڑ دیں گے اور کتے واقعی بے حد خوفناک ہیں۔"

تبتی مزدور نے سمبوتورا کی اس بات کی تصدیق کر دی اور کہا۔ "یہ کتے سیاہ ریچھوں کو چیر پھاڑ ڈالتے ہیں۔ ان علاقوں میں سیاہ ریچھوں کی تعداد کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے اور یہ کتے گھر گھر ان کی وجہ سے ہی پالے جاتے ہیں۔" تبتی مزدور کے اس انکشاف نے ہمیں کچھ اور محتاط کر دیا اور ہم تیز رفتاری سے بستی سے گزر گئے۔

شام جھکنے لگی تھی۔ بستی بہت پیچھے رہ گئی تھی میرے خیال میں آج کا سفر بہت تیز رفتاری سے طے کیا گیا تھا نہ جانے آج سب مستعد کیوں تھے۔ اب ہم جس وادی سے گزر رہے تھے وہ آگے چل کر گھاٹی کی شکل اختیار کرنے لگی تھی، اوپر چٹانیں جھکی ہوئی تھیں اور بعض جگہ اس طرح آپس میں مل گئی تھیں گھاٹی سرنگ کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ دونوں طرف بڑے بڑے خوفناک غار پھیلے ہوئے تھے۔

دفعتاً ایک حادثہ پیش آ گیا۔ اچانک ایک غار سے بہت بڑے سائز کا ایک سیاہ ریچھ نکل آیا۔ اس کی ہولناک آواز سے مزدوروں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ایک مزدور دہشت کے عالم میں ریچھ کی طرف ہی دوڑ پڑا اور ریچھ نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے اگلے پنجے مزدور کے شانوں میں گاڑ دیے۔ سمبوتورا صرف لمحے میں سنبھلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا ڈنڈا تھا ریچھ کے قریب پہنچ کر اس نے ڈنڈے کی نوک اس کے پیٹ میں گھسائی اور دوسرے ہی لمحے ریچھ کو ڈنڈے پر بلند کر کے دوسری طرف پھینک دیا۔ مزدور پیٹ سے گر کر بے ہوش ہو گیا تھا لیکن ریچھ نے خود کو سنبھالا

انسپکٹر نواز کا مجموعہ
الاؤ انگارے آج ہی ۳۰/-
علی بک سیلرز۔ اردو بازار لاہور

ور سمبوتورا کی طرف بڑھنے لگا۔ سمبوتورا پینترے بدل رہا تھا۔ ایک ا۔ جو اسے موقع ملا تو اس نے پھر اسی انداز میں ریچھ کو ڈنڈے ی نوک پر اٹھا لیا اور اس بار ریچھ کافی دور گرا تھا۔ اب سمبوتورا نے انتظار نہیں کیا اور ڈنڈے کو پکڑ کر ریچھ پر پل پڑا۔ دو چار ڈنڈوں میں ہی اس نے ریچھ کا بھیجہ باہر نکال دیا۔

مزدور دہشت بھری آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ب ریچھ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ اپنے زخمی ساتھی کی طرف دوڑا۔ اس کے دونوں شانے ادھڑے ہوئے تھے۔ سمبوتورا نے اپنے جادو کے پٹارے سے کسی پسی ہوئی بوٹی کا برادہ نکالا اور اسے مزدور کے زخموں میں بھر دیا۔ پھر اس نے انگریزی بولنے والے تبتی سے کہا۔ "اپنے ساتھیوں سے کہو وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔"

"آگے بڑھتے ہوئے سمبوتورا نے مجھ سے کہا۔" میں نے ہیں ڈنڈے کے کھیل کے بارے میں بتایا تھا؟"

"ہاں۔"

"اس کا ایک نمونہ تم نے دیکھا پسند آیا؟"

"بے حد۔ لیکن تم بے حد طاقتور آدمی ہو۔ منوں وزنی ریچھ اس طرح اٹھا لینا عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"میں نہیں گازالی یہ ڈنڈا طاقتور ہے۔ اسے اٹھاتے میں کمال نہیں تھا۔"

"پھر؟"

"اگر اچانک کوئی نوکدار شے تمہارے پیٹ میں پوری سے چبھو دی جائے تو تم کیا کرو گے؟"

"کلمہ پڑھ لوں گا۔" میں نے ہنس کر جواب دیا۔

"تم فطری طور پر اچھلو گے اور اسی وقت ذرا سی تکنیک تمہیں اوپر اٹھایا جا سکتا ہے کیونکہ وزن فضا میں ہوتا ہے ہارے پاؤں زمین چھوڑ چکے ہوتے ہیں۔ ڈنڈے کو صرف ی محنت کرنی ہوتی ہے اصل کام تمہارا بدن کرتا ہے۔ کل یں تمہیں اس کی مشق کراؤں گا۔" سمبوتورا نے کہا۔

ہمیں تاریکی پھیلنے تک سفر جاری رکھنا پڑا تھا کیونکہ ریچھوں ل ہولناک آبادی میں قیام ممکن نہیں تھا اور گھاٹی بہت تھی سا سے عبور کر کے ہم ایک ہموار میدان میں نکل آئے اور مناسب جگہ تلاش کر کے پڑاؤ ڈال دیا۔ معمولات زندگی جاری ۓ۔ زخمی مزدور ہوش میں آ گیا تھا اور اس کی حالت ٹھیک تھی۔ ے پینے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ چاند نکل آیا۔ اور نا میں پراسرار چاندنی پھیل گئی۔ ندرت نے کہا۔ "گزرے راستے بہت خوفناک تھے۔ اور سمبوتورا۔"

"کیوں۔ وہ تمہاری توقع کے خلاف تو نہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"تم اس کی خوبیوں سے واقف ہو گی۔ بلاشبہ وہ شاندار آدمی ہے۔" میں نے بات بنائی اور ندرت عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔ "تم مجھ پر چوٹیں کرنے سے باز نہیں آؤ گے گازالی۔"

"تم میری ذہنی کیفیت اس قدر متاثر کیوں ہوتی ہو ندرت۔"

"تم بھی تو میری ذہنی کیفیت سے بے خبر بنا چاہتے ہو گازالی۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ اسی وقت سمبوتورا کی آواز دور سے سنائی دی۔ "گازالی۔ ہائیسا۔ ادھر آؤ۔ اس طرف۔"

میں نے اور ندرت نے چونک کر دیکھا۔ سمبوتورا کوئی سو گز کے فاصلے پر ایک پتھر کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے اس انداز میں ہمیں پکارا تھا جیسے کوئی خاص بات ہو۔ ہم تیز رفتاری سے اس کی طرف بڑھ گئے۔ اور پھر اس کے قریب پہنچ گئے۔ سمبوتورا ایک انسانی جسم کے پاس کھڑا ہوا تھا جو بے ترتیبی سے زمین پر پڑا تھا۔

"ارے۔ یہ کون ہے؟" میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"رانا شمشیر سنگھ۔" سمبوتورا آہستہ سے بولا اور میں اچھل پڑا۔ بوڑھے شمشیر سنگھ کے سینے میں سوراخ تھا جس سے نکلا ہوا خون جم چکا تھا۔

"یہ تو۔ یہ تو گولی کا نشان ہے؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔ اور مجسمہ اس کے پاس نہیں ہے۔"

"مگر یہ۔ اوہ۔ مجسمہ کہیں آس پاس تو نہیں ہے۔ آخر کس نے اسے گولی مار کر ہلاک کیا۔؟"

"وہ مجسمہ لے گیا۔" سمبوتورا بولا۔ میری نگاہیں اطراف میں بھٹک رہی تھیں۔ دفعتاً ایک چھوٹی سی چیز پر میری نگاہ پڑی اور میں اس طرف بڑھ گیا۔ میں نے جھک کر اسے دیکھا۔ وہ ایک مسلا ہوا سگار تھا۔ میں نے اسے اٹھا لیا۔ اور دفعتاً میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ میں نے اسے آنکھوں کے قریب کر کے دیکھا۔ اس برانڈ کا سگار میکے براؤن استعمال کرتا تھا۔ اور یہ اس کی حماقت تھی کہ سگار کھاتے بڑے ٹکڑے کو زمین پر پھینک کر مسل دیتا تھا۔ سو فیصدی وہی کیفیت اس سگار کی تھی۔

"میکے براؤن۔" میرے منہ سے بے اختیار بہ آواز بلند اس کا نام نکل گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ندرت میرے بالکل قریب تھی اس نے میرے منہ سے میکے براؤن کا نام سن لیا تھا۔ فوراً ہی اس نے کہا۔

"کون؟ میکے براؤن۔ اوہ۔ کیا یہ سگار۔۔؟" اس نے میری چٹکی میں دبے سگار کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سگار کے بارے میں مجھے کوئی شبہ نہیں تھا میں نے بارہا میکے براؤن کو اسی برانڈ کا سگار استعمال کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

سمبوتورا دور دور تک نگاہیں دوڑا رہا تھا پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر بولا۔" اور وہ مارا گیا۔ تبت کی سرزمین پر یہ کہانیاں انوکھی نہیں ہیں۔"

"تب پھر میکے براؤن کا زوال بھی قریب ہے۔" میں نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ وہی ہے جس کا تذکرہ تم کرتے رہے ہو؟"

"ہاں سگار کا برانڈ اور اس کا چھوڑا ہوا ٹکڑا اس کی نشاندہی کرتا ہے۔"

"ہاں گازالی۔ اب میں رانا شمشیر سنگھ کی کہانی پر شبہ نہیں کرتا۔ اور تم دیکھ لینا جس کے پاس وہ مجسمہ ہے وہ آسمانی آفات کا شکار ہوگا۔" سمبوتورا واپس پلٹ پڑا۔ میں نے رانا شمشیر سنگھ کی لاش پر ایک نگاہ ڈالی اور خود بھی پلٹ پڑا ندرت میرے ساتھ تھی۔ سمبوتورا ایک طرف چلا گیا ندرت ابھی میرا پیچھا چھوڑنے کے موڈ میں نہیں معلوم ہوتی تھی۔ ہم دونوں ٹہلتے ہوئے واپس اسی جگہ آ گئے۔

"سونا چاہتے ہو؟" ندرت نے پوچھا

"نہیں۔ میں اس کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ ہم اس کی لاش کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

"لاشوں کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گدھوں کی نگاہ پڑ گئی تو وہ اسے اپنی غذا بنا لیں گے ورنہ سورج کی کرنیں اسے خشک کر دیں گی اور شبنم کی نمی اس کے بدن کو گلا دے گی۔ گوشت اور ہڈیوں میں کیا رکھا ہے۔"

ندرت دیر تک میرے ساتھ رہی اور پھر ہم دونوں آرام کرنے کے لیے اٹھ گئے۔ میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن نیند کا دور دور تک وجود نہیں تھا۔ میکے براؤن ذہن میں تھا اور رانا شمشیر سنگھ کی کہانی یاد آ رہی تھی۔ طاہر علی وغیرہ کے بارے میں بھی علم ہو چکا تھا کہ وہ اس طرف چل پڑے ہیں میکے براؤن بھی کسی سے کم تو نہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آس پاس موجود ہے۔ کہاں کتنی دور اس کا اندازہ نہیں تھا۔ کیا وہ منحوس مجسمہ میکے براؤن کے لیے بھی موت کا مجسمہ ثابت ہوگا اس پر کسی طرح نحوست نازل ہوگی۔ ویسے براؤن کی لالچی فطرت سے میں اچھی طرح واقف

تھا۔ بدنصیب رانا شمشیر سنگھ نہ جانے کس طرح اس کے ہاتھ آ
اور میکے براؤن نے اس کی مشکل حل کر دی۔ لیکن اب۔
آنکھوں میں نیند رینگ آئی اور طرح طرح کے خواب د
لگا۔ میکے براؤن کے پورے بدن پر کوڑھ تھا اور اس کی حالت خراب تھی۔ دوسری بار اسے دلدل میں غرق ہوتے دیکھا اور سمبوتورا نے جگا دیا۔ مشق کا وقت ہو چکا تھا۔

رانا شمشیر سنگھ کی لاش اسی جگہ پڑی ہوئی تھی۔ یہاں سے اٹھا دیا گیا اور دلدلی گھاٹیوں اور سرسبز وادیوں کا سفر دوبارہ ہو گیا۔ رانا شمشیر سنگھ ذہن سے بری طرح چپک گیا تھا۔ اس کی کہانی بھلائی نہیں جا رہی تھی۔ تبت کی پراسرار سرزمین انوکھے پیش کرتی رہی۔ چھوٹی چھوٹی بستیاں اپنی مخصوص روایات کی تھیں۔ کہیں کا تاثر خوشگوار اور کہیں کا ناخوشگوار۔ گھنے جنگلو چھوٹے چھوٹے حادثے سب کچھ ایک کہانی سا لگ رہا تھ کوئی بڑی خوش اسلوبی سے سنا رہا ہو۔

اس دوران خواہ کوئی بھی واقعہ پیش آیا ہو کیسے ہی ہوں وانگ ین کی طرف سے میری تربیت جاری رہتی تھی اور ذات میں انوکھی تبدیلیاں محسوس کر رہا تھا۔ میرے وجود پیدا ہوتا جا رہا تھا مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے میں ایک اور وجود پیدا ہو گیا ہے جو بے حد حلیم اور پراعتم متردد کرنے والی کوئی بات ذہن میں آتی تو میرے اندر کا مسکراتا وہ میرے تردد کا حل پیش کر دیتا اسے میرے پر کنٹرول حاصل تھا وہ کسی بھی لمحے مجھے متردد نہ ہونے دیتا ذہنی ٹھہراؤ کے ساتھ جسمانی تربیت بھی جاری تھی لچکدار لکڑیاں میرے ہاتھوں میں آ کر برق بن جاتی تھیں۔ کی باتیں عجیب ہوتی تھیں۔ ناقابل یقین لیکن جب ان مظاہرے ہوتے تو میں ششدر رہ جاتا۔ وہ کہتا۔

"ٹھنڈی اور پرسکون موسیقی دل و دماغ کو سکون دیتی وہ قدرتی ہوتی ہے۔ ہوائیں درختوں کے درمیان سنسناتی ان میں نغمے ہوتے ہیں۔ خشک پتے ان ہواؤں سے ہیں تو سارے راگ راگنیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ انہیں کائنات کے راز کھلتے ہیں۔ اس کے برعکس جدید دور کی ہیجان انگیز مضطرب کر دینے والی۔ آتشیں ہتھیار فوری حملہ ہیں۔ بارود کی طاقت مصنوعی ہے ان سے مقابلہ تو ممکن شکل میں جب ان کا بوجھ تمہارے جسموں پر ہو۔ اور اگر گذر دو تو ساری طاقت کھو جائے۔ اس کے برعکس دفاع قدرتی چیزوں کا سہارا سب سے بہتر ہے اور ان میں دماغ ہے اور اس کے بعد ہر چیز خواہ وہ زمین پر پڑی

نھا سا کنکر اگر صحیح استعمال کیا جائے تو مقابل کی بینائی چھین ہے تم اس کنکر سے کسی کو ہلاک نہیں کر سکتے لیکن اس سے کی آنکھ کو نشانہ بنا سکتے ہو اور یہ کافی ہے۔"

وہ جو کچھ کہتا تھا صحیح کہتا تھا اور اس کے مظاہرے ثبوت تے تھے۔ چنانچہ میں بہت کچھ سیکھتا جا رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا نے کی قوت سے کہیں زیادہ مؤثر خود کو بچانے کی قوت اور اس میں کمال حاصل ہو جائے تو دشمن کی موت ہے۔ مجھے اس کی باتوں سے بہت دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ دل کی گہرائیوں جھانکتا تو بے شمار خیالات بلبلوں کی شکل میں ابھرتے نظر ۔ ہر ایک کی اپنی زبان ہوتی۔ گذرے ہوئے واقعات تے تو میں سوچتا کہ میں بلاوجہ ہی اپنے بھائیوں سے ناراض تھا وہ ایک معمولی سی چیز ہی تو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کے درمیان سے میرا حصہ اتنی بڑی بات تو نہ تھی۔ واقعی کیا چیز ہوتی ہے۔ جسمانی آسائشوں کے حصول کا ایک ذریعہ۔ سے بھی کچھ زیادہ۔ ہاں اس میں ایک قدرت ہے۔ انسان ری توجہ خود میں کھینچ لیتی ہے۔ ایسا کیوں ہے۔ جواب ملتا۔ خود کی تسکین کے لیے۔ اس کے علاوہ اس کے حصول کا اور مقصد نہیں ہے۔ کسی چھوٹی سی بستی کے ایک بوسیدہ مکان ات کو آرام سے سویا جا سکتا ہے۔ صبح کو بدن کی تحریک اہم کر سکتی ہے دن اور رات کا یہی مصرف ہے۔ دولت نبار پہ بیٹھے ہوئے لوگ بھی یہی کرتے ہیں پھر اس کے لیے ب کچھ کیوں۔

لطف آ رہا تھا اس زندگی میں، صبح کو سورج نکلتا تو پرندے لگتے میں ان کی مصروفیات کا جائزہ لیتا۔ زمین پر حیات کا ہی مقصد۔ خوب کھیل ہے کھلاڑی کا۔ ساتھ آنے والے زدور اب شاید آگے جانے سے ہچکچا رہے تھے۔ اس یہ تھی کہ آگے کے راستے پرخطر ہوتے جا رہے تھے اور بددلی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔

سمبوتورا نے کہا۔" انگریزی بولنے والا تبتی دو دن سے ل ہے۔ اب تک وہ دوسرے مزدوروں کو قول نبھانے ی کرتا رہا ہے۔ لیکن اب وہ ان کی باتیں خاموشی سے ہے۔"

مطلب۔۔؟"

"شاید یہ لوگ آگے کا سفر جاری نہ رکھ سکیں۔"

"ہمیں ان کی ضرورت ہے؟" میں نے پوچھا۔

تھی۔ اور ہے لیکن۔ اگر وہ ہمارا ساتھ نہ دینا چاہیں تو ہا روکنے کی کوشش بھی نہیں کریں گے۔"

"کیوں نہ اس سلسلے میں اُن سے بات کر لی جائے۔" میں نے کہا اور سمبوتورا نے گردن ہلا دی۔

جس علاقے میں اس وقت ہم سفر کر رہے تھے وہ گھنے جنگلوں سے ڈھکا ہوا تھا، پچھلے دن ایک چھوٹی سی تبتی بستی کے پاس سے گذر ہوا تھا جو کھما قبائل سے تعلق رکھتی تھی، بستی میں کوئی حادثہ ہو گیا تھا، جس کی بناء پر وہاں کے لوگ سوگ میں ڈوبے ہوئے تھے چونکہ ہم نے بستی میں قیام نہیں کیا تھا اس لیے ہمیں اس حادثے کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی تھی۔ لیکن اب یہ احساس ہوتا تھا کہ حادثہ یقیناً کسی جنگلی جانور کی وجہ سے پیش آیا ہو گا، کیونکہ اس علاقے میں خطرناک جانور پائے جاتے تھے۔

تبتی مزدوروں سے اس سلسلے میں گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی، کیونکہ ایک خوفناک واقعہ نے ان کے قدم اکھاڑ دیے۔ اپنی دانست میں وہ ہمیں چوٹ دے کر بھاگ گئے تھے، لیکن ان بے چاروں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم تو خود ہی اُن سے ان کی مشکل کے بارے میں پوچھنے والے تھے۔ واقعہ چند جنگلی جانوروں کا تھا، جس میں ایک ہاتھی اور دو شیر ملوث ہوئے تھے۔ ہم نے اسی شام ایک نالے کے قریب سے گذرتے ہوئے لمبی لمبی گھاس میں شیروں کے ایک جوڑے کو دیکھا مزدوروں کی سٹی گم ہو گئی تھی اور وہ جلدی سے جھاڑیوں میں چھپ گئے تھے۔ حالانکہ ہمارا ان سے کافی فاصلہ تھا۔

تبتی مزدوروں کا خیال تھا کہ شیروں کے جانے کے بعد وہ جھاڑیوں سے باہر نکلیں گے۔ لیکن زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ نالے کے اس کنارے سے جدھر ہم لوگ چھپے ہوئے تھے ایک قوی ہیکل ہاتھی جھومتا ہوا برآمد ہوا۔ اس کے سامنے کے دانت کافی بڑے تھے۔ تبتی مزدور اس ہاتھی کو اپنے سامنے پا کر بری طرح بدحواس ہو گئے تھے۔ بدمست ہاتھی انتہائی شریر معلوم ہوتا تھا اس کے انداز سے اس بات کا پتا چلتا تھا۔ اُس نے جب نالے کے قریب شیروں کو سینہ تانے کھڑے دیکھا تو جوش میں آ کر سونڈ اٹھائی اور بری طرح چنگھاڑا۔ یہ خوفناک چنگھاڑ اتنی ہیبت ناک تھی کہ زمین کانپتی محسوس ہوئی تھی۔ میرا خیال تھا کہ شیر اس کی آواز سن کر فرار ہو جائیں گے۔ مگر ایسا نہ ہوا، بلکہ جواب میں وہ دونوں بھی باری باری غرانے لگے اتنے فاصلے سے بھی میں ان کے تاثرات دیکھ سکتا تھا، ان کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ غضب ناک ہاتھی ہولناک آواز میں چنگھاڑتا ہوا شیروں کی طرف بڑھا اور یوں محسوس ہوا جیسے شیر بھی اس سے مقابلہ کرنے کی ٹھان چکے ہیں، چنانچہ میں نے انہیں بھی آگے لپکتے ہوئے دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے شیر نے ایک چھلانگ لگائی اور ہاتھی کی سونڈ پر پنجہ مارا، دوسرے شیر نے ہلکا سا چکر کاٹا اور چھلانگ لگا کر ہاتھی کی پشت پر چڑھ گیا۔ اب شیر کے پنجے ہاتھی کے بدن میں گڑے ہوئے تھے۔ ہاتھی نے پشت پر جمے ہوئے شیر کو سونڈ سے پکڑنے کی کوشش کی، مگر پہلے شیر نے دوبارہ ہاتھی کی سونڈ پر حملہ کر دیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا، جیسے دونوں شیر ہاتھی کے پہلے سے دشمن ہوں اور حملے کے لیے منظم پروگرام رکھتے ہوں، ہاتھی بری طرح چکر لگانے لگا۔ اس کی لرزہ خیز چنگھاڑیں اور شیروں کی ہیبت ناک آوازوں سے زمین لرز رہی تھی۔ میں سمبوتورا اور ندرت دلچسپ نگاہوں سے اس جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ درختوں پر بسیرا کرنے والے پرندے گھبرا گھبرا کر اپنے آشیانوں سے نکل پڑے اور آسمان پر پرواز کرنے لگے تھے۔

اسی وقت تبتی مزدوروں نے بھاگنے کا موقع نکال لیا، سچ بات یہ ہے کہ ہمیں ان کے فرار کے بارے میں اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا، ان کے ساتھ جو سامان تھا اُسے وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے تھے، بہر طور ہاتھی اور شیروں کی ہولناک آوازیں فضا میں ابھرتی رہیں، کچھ ایسی انوکھی جنگ تھی ان کی کہ ایک لمحے کے لیے ان پر سے نگاہیں نہ ہٹائی جاتی تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ ہاتھی کے انداز میں وحشت ہے، جبکہ شیر دہاڑ ضرور رہے تھے، لیکن ان کا ہر حملہ نپا تُلا ہوتا تھا۔

شیروں نے ہاتھی کی ایک نہ چلنے دی اور اس طرح اُس پر حاوی ہو گئے کہ ہاتھی کو زمین بوس ہونا پڑا۔ خود دونوں شیر بھی خون میں لت پت ہو گئے تھے، اور بری طرح نڈھال تھے۔ ہاتھی کے بدن میں اب جنبش نہیں تھی اور شیر فاتحانہ انداز میں جھاڑیوں میں بیٹھے گرج رہے تھے، تھوڑی دیر کے بعد وہ لنگڑاتے ہوئے ایک سمت چل پڑے۔

جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو میں نے بے اختیارانہ انداز میں اپنی جگہ سے نکل کر ہاتھی کی لاش کے پاس پہنچ کر اُسے دیکھا۔ اس بری طرح چیرا پھاڑا تھا شیروں نے اُسے کہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ وہ خون کے تالاب میں پڑا ہوا تھا اس کی سونڈ جسم سے علیٰحدہ ہو چکی تھی۔ دونوں کان چرے ہوئے تھے، ادھڑے ہوئے پیٹ سے آنتیں باہر نکل کر چاروں طرف بکھر گئی تھیں۔ شیروں نے اس کی دونوں آنکھیں بھی نکال ڈالی تھیں۔ پتا نہیں ہاتھی سے ان کی کوئی پرانی دشمنی چل رہی تھی یا پھر اتفاقیہ طور پر آمنا سامنا ہو گیا تھا۔

سمبوتورا اور ندرت بھی میرے پاس ہی آ کھڑے ہوئے تھے اور عجیب سی نگاہوں سے ہاتھی کو دیکھ رہے تھے۔ پھر دفعتاً سمبوتورا چونکا، اُس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر عقب میں دیکھا اور ا... کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔" اُس کی آواز سنتے ہی ... چونک پڑا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"ہمارے ساتھی مزدور۔" سمبوتورا نے کہا اور میں ایک ... پھر چونک پڑا۔ میں نے ان جھاڑیوں کی طرف دیکھا، جہاں ... مزدور چھپے ہوئے تھے۔ لیکن اب جھاڑیوں میں کوئی جنب... نہیں تھی۔ چاروں طرف سناٹے اور خاموشی کا راج تھا۔

"بھاگ گئے۔"

"ہاں۔ بہر طور وہ محفوظ رہیں۔" سمبوتورا نے کہا میں ... انداز میں اُسی سمت دیکھ رہا تھا، پھر میں نے ایک ٹھنڈی ... لے کر ندرت کی طرف دیکھا۔ سمبوتورا کہنے لگا۔

"انہوں نے ہماری مشکل آسان کر دی ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"یہ کہتے ہوئے کہ اب تم لوگ واپس جا سکتے ہو، ... عجیب سا محسوس ہو رہا تھا بلکہ بارہا میں نے سوچا کہ انہیں ... لانے کا مقصد کیا تھا، ہمارا کام تو کسی کے بغیر بھی ہو س... تھا، لیکن اس وقت ذہن میں یہ آسانیاں نہیں تھیں۔ ہا... ذرا یہ تو دیکھو ہمارے دوستوں نے اپنے ساتھ لے جا... والے سامان میں سے کون کون سی چیزیں منتخب کیں۔ ..."

ندرت جھاڑیوں کی جانب بڑھ گئی میں اور سمبوتورا بھی ... کے ساتھ ہی ہاتھی کی لاش کے قریب سے واپس پلٹ ... تھے۔ مزدوروں کو بھلا کیا پڑی تھی کہ وہ مالِ غنیمت کا کچھ ... ہمارے لیے چھوڑتے۔ جو کچھ ان کے جسموں پر بار تھا وہ ... اٹھا کر رفو چکر ہو گئے تھے۔

سمبوتورا نے گہری سانس لی اور میری طرف دیکھ کر مس... لگا۔

"تمہیں تشویش ہو گی کہ آگے کا سفر کیسے طے ہو گا۔"

"زمین انسان کی نمو کرتی ہے اور اس کا تحفظ بھی۔" ... نے سمبوتورا کے الفاظ دوہرا دیے۔

تاحدِ نگاہ پھیلے ہوئے جنگل، پہاڑ، دلدلیں، انسانی ... سے دوران وحشت خیز علاقوں کو دیکھ کر عجیب عجیب خیالا... دل میں آتے تھے۔ کبھی صرف یہی سب کچھ ہو گا۔ جنگلی جانو... کے ساتھ انسان بھی انہیں کی مانند زندگی گذارتا ہو گا۔ پھر ... نے اپنے لیے الجھنیں خریدیں اور تہذیب کی تلاش میں چل... کتنا الجھ گیا یہ جنگل کا باسی۔ کیا ضرورت تھی۔

سمبوتورا نے میرے سوال کے جواب میں کہا۔ "انسان ان سے مختلف ہے وہ ان کی مانند نہیں رہ سکتا تھا۔ اسے یہی سب کچھ اپنانا تھا۔ ندرت خاموشی سے ہماری باتیں سن رہی تھی۔ میری نگاہ اس کی طرف اٹھی تو اس نے مسکرا کر رخ بدل لیا۔

اسی رات جب سمبوتورا آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا تو وہ میرے پاس آ گئی۔

"اٹھو۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"خیریت ۔۔؟"

"آؤ اس طرف بیٹھیں گے۔" اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور میں خاموشی سے اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ ندرت کافی دور تک چلتی رہی تھی۔ پھر ایک جگہ بیٹھ گئی اطراف میں درخت بکھرے ہوئے تھے چاندنی درختوں کی چوٹیوں سے نیچے جھانک رہی تھی۔ میں بھی بیٹھ گیا۔

"تم مطمئن ہو گازالی؟" اس نے بے تکے انداز میں کہا۔

"ہاں ۔۔" میں نے بھی فوراً کسی اچنبھے کے بغیر جواب دیا۔

"تمہاری رفتار سست ہو گئی ہے۔"

"نہیں میں تمہارے ساتھ سفر کر رہا ہوں۔"

"منزل کے بارے میں جانے بغیر۔"

"ہم دیکھتی جا رہے ہیں۔"

"اس کے بعد ۔۔؟"

"تمہاری طرف سے سنسر ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ہماری ملاقات مختصر ضرور ہے لیکن جب سے ہم شناسائی ...ی حدود سے نکلے ہیں تم نے میرے اندر کوئی انحراف پایا۔۔؟"

"جواب چاہتی ہو؟" میں نے شرارت آمیز نگاہوں سے ...سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔!"

"سنسر۔" میں نے جواب دیا۔ اور ندرت نے گردن جھکا ...ا۔ وہ پاؤں کے انگوٹھے سے زمین پر پھیلی گھاس اکھاڑتی رہی۔ ...پھر بولی۔

"یہ بے رحمی ہے۔"

"میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔"

"لیکن میں۔ میں تمہارے چند الفاظ میں کھوئی ہوئی ہوں۔ ...ے ان کا جواب چاہیے۔"

"کون سے الفاظ؟"

"تم نے کہا تھا ہمارے درمیان صرف کام کی باتیں ہوں گی۔ ...ا اپنے ہر احساس پر پابندی لگا دیں گے۔"

"ہاں۔" میں ... رہا تھا۔

"وہ کون سے احساسات ہیں؟"

"تمہارے لیے پریشان کن نہیں ندرت۔ اگر تمہارے ذہن میں کوئی کرید ہے تو سمجھ لو کہ تم نے میری باتوں کا صحیح مفہوم نکالا ہے۔ تمہارا ایک عہد ہے تمہیں ایک وقت کا انتظار ہے تو پھر مجھے بھی اسی وقت کا انتظار ہے۔ اس سے قبل میں بھی پابند رہنا چاہتا ہوں۔

"یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

"ہمیں اپنے فیصلوں سے مخلص رہنا چاہیے جس طرح تم ہو۔" میں نے جواب دیا اور ندرت نے پھر گردن جھکا لی۔ پھر اچانک اس نے ایک جھرجھری سی لی اور سنبھل گئی۔

"سوری گازالی۔ ویری سوری۔ یہ ماحول بھٹکا دینے والا ہے۔ میں مسلسل تمہیں پریشان کرتی رہی ہوں یہ آخری لمحات ہیں اس کے بعد میں تمہیں پریشان نہیں کروں گی گاما بار لوسا۔ میں تمہیں پریشان نہیں کروں گی۔ اس نے کچھ الفاظ اپنی زبان میں کہے تھے۔ ابھی میں اس سے ان الفاظ کا مفہوم بھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ دفعتاً کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی اور ہم دونوں چونک پڑے۔ ہماری نگاہیں اس طرف اٹھ گئیں جہاں سمبوتورا سو رہا تھا۔ لیکن اب وہاں عجب سی اچھل کود ہو رہی تھی۔ سمبوتورا کئی کئی فٹ لمبی چھلانگیں لگا رہا تھا۔ ہر چھلانگ کے بعد وہ ہاتھوں پیروں کے بل زمین پر گرتا اور دور دور تک کسی چھپکلی کی طرح دوڑتا چلا جاتا۔ ندرت جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"اسے کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ شاید کسی جنگلی زہریلے کیڑے نے اسے کاٹ لیا۔ آؤ۔" میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں رکو۔" ندرت نے آگے بڑھ کر مضبوطی سے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے۔"

"نہیں پلیز۔ مگر کون۔ اوہ۔" ندرت ہیجانی انداز میں بولی اور پھر اس نے فضاؤں میں سونگھنا شروع کر دیا۔ اس پر بھی دیوانگی طاری ہوتی جا رہی تھی۔ وہ دوڑ دوڑ کر بلند جگہوں کا رخ اختیار کرتی اور پھر گردن بلند کر کے ہواؤں میں سونگھنا شروع کر دیتی۔ سمبوتورا اسی دیوانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے قریب آ گیا۔ اور میں نے جھنجھلا کر اسے پکڑ لیا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" میں نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اور سمبوتورا کی آنکھیں میری طرف اٹھ گئیں۔ میرے پورے بدن میں دہشت کی لہریں دوڑ گئیں۔ خدا کی پناہ کیا یہ انسانی آنکھیں تھیں۔ گہری نیلی روشنی ان آنکھوں میں ناچ رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چمکدار اور پراسرار آنکھ میں پتلیوں کا کوئی نشان نہیں تھا۔ پوری آنکھ کسی زیرو پاور بلب کی طرح روشن تھی۔

میں نے جلدی سے اسے چھوڑ دیا اور سمبوتورا نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ وہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ ندرت بھی اب پرسکون ہو گئی تھی۔ وہ ہمارے پاس آ گئی۔ اس نے نامانوس زبان کے چند الفاظ دوہرائے اور سمبوتورا اسے دیکھنے لگا۔ پھر جیسے اچانک دونوں کو میری موجودگی کا احساس ہوا۔ میرے چہرے پر بیزاری کے آثار نمودار ہو چکے تھے۔

"اوہ۔ بائی تورا سا۔ بائی۔ ہم دونوں بے قابو ہو گئے تھے۔"

"میں کچھ بھی نہیں جاننا چاہتا۔ نہ میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔" میں نے سرد لہجے میں کہا اور واپسی کے لیے پلٹ پڑا۔ لیکن سمبوتورا نے میرا بازو پکڑ لیا تھا۔

"تمہیں غصہ آ رہا ہے گازالی۔ خود کو سنبھالو۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"اپنی تعلیمات کے ذریعہ احمق بنانا چاہتے ہو مجھے۔"

"نہیں دوست کچھ کمزوریاں ہم میں بھی ہیں۔ بے اختیار ہو گئے تھے لیکن قابل معافی ہیں ہم دونوں فضا میں دوڑنے والی ہوائیں ہمیں ایک سنسنی خیز پیغام دے رہی ہیں، سلوگومین کہیں آس پاس ان جنگلوں میں موجود ہے۔"

"گومین؟" میں غصہ بھول گیا۔

"ہاں۔ زمین کہتی ہے کہ وہ ادھر سے نہیں گذرا۔ لیکن ہواؤں میں اس کی لہک ہے اور اب ہائیسا بھی مجھ سے متفق ہے۔ ہیں زمین پر اور ہائیسا فضا میں اس کا رخ تلاش کر رہے ہیں۔"

"کوئی اندازہ ہو سکا؟"

"نہیں۔" سمبوتورا نے کہا۔ میں سوچ میں ڈوب گیا۔ ان پراسرار انسانوں کے درمیان کافی وقت گذر چکا تھا۔ لیکن میں انہیں سمجھنے کا دعویٰ نہ کر سکتا تھا۔ ہر بار وہ ایک اجنبی حیثیت اختیار کر جاتے تھے۔

"تمہیں یقین ہے کہ ہواؤں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا؟"

"نہیں گازالی۔ وہ دور ہے لیکن ہے۔" سمبوتورا ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"پھر اب کیا کرو گے؟"

"تلاش۔ آؤ اسے تلاش کریں۔ مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔"

سمبوتورا کی بے چینی سے میں پوری طرح متفق تھا۔ بات گومین کی تھی تو اس کی یہی حالت ہونی چاہیے تھی۔ میں نے اس وقت روانہ ہونے میں کوئی حجت نہیں کی اور ہم اس جگہ کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ وائی مین یا سمبوتورا کی ذہنی حالت بہتر نہ تھی وہ دس قدم آگے بڑھتا تو بیس قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا۔ کبھی سیدھا چلتے چلتے بائیں سمت مڑ جاتا اور کبھی واپس پلٹ کر دائیں سمت چل پڑتا۔ میں اور ندرت خاموشی سے اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ صبح تک یہ انوکھا سفر جاری رہا پھر سمبوتورا رک گیا۔

"بس۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ اور اس کی ہیجانی کیفیت ختم ہو گئی۔

"سفر جاری رکھو سمبوتورا۔ رکنا مناسب نہ ہوگا۔" میں نے کہا

"نہیں گازالی سورج کی روشنی ہواؤں کے رخ بدل دیتی۔ اس وقت ہوائیں ناقابل اعتبار ہوتی ہیں۔ چاند کے ساتھ ہواؤں کا سفر جا سکتا ہے اب آرام کرو۔" وہ آنکھیں بند کر کے زمین پر چت لیٹ گیا۔ میں نے لباس اتارا اور اپنی مشق میں مصروف ہو گیا۔ سمبوتورا نے ایک بار آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کر مسکرایا پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ندرت اپنے کام میں مصروف تھی۔ باقی ضروریات سے فراغت حاصل کر کے میں بھی ایک جگہ منتخب کر کے لیٹ گیا۔ پھر شام کو چار بجے کے قریب ہی آنکھ کھلی تھی۔ ایک عجیب سی مہک ناک میں آ رہی تھی۔ گردن گھما کر دیکھا تو پیلے رنگ کے پھلوں کا ایک انبار تھوڑے فاصلے پر لگا ہوا تھا۔ آگ جل رہی تھی اور ایک برتن سے دھواں بلند ہو رہا تھا۔ ندرت موجود تھی لیکن سمبوتو غائب تھا۔

"کیا ہو رہا ہے ندرت؟"

"کھانے کا انتظام۔"

"یہ کیا ہے؟"

"خوراک۔"

"کہاں سے آئی؟"

"وائی مین تلاش کیا۔" ندرت نے اردو میں کہا۔

"اس برتن میں پھل ہیں۔"

"ہاں۔ بھوک لگے؟"

"ہاں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ اور ندرت نے برتن میں ایک نوکدار لکڑی ڈال کر ایک پھل نکال لیا۔ گرم تھا اس لیے فوراً کھا سکا پھر جب کھانے کے قابل ہوا تو لطف آ گیا۔ گوشت مانند تھا اور ہلکا سا نمکین، تین پھل کھائے تو پیٹ بھر گیا۔

"عمدہ چیز ہے۔ سمبوتورا کی دریافت ہے۔"

"ہاں۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"مائیں نائیں جانتا۔" ندرت نے کہا۔ اور اسی وقت سمبوتورا ایک سمت سے آتا نظر آیا۔ اس کے انداز سے تھکن نمایاں تھی۔ چہرہ اترا ہوا تھا۔ مجھ سے رسمی گفتگو کرنے کے بعد وہ تھوڑی

بار چلنے کے مانند زمین پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ میں نے ندرت سے اس کے بارے میں مزید کوئی سوال نہیں کیا۔ ندرت بھی مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی تھی۔

سورج ڈوبا تو سمبوتورا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔ مزید تاریکی پھیلی تو ہم ہواؤں کی رہنمائی میں سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ سمبوتورا کے رویہ سے پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچا ہے یا نہیں لیکن سفر سے پہلے انہوں نے ایک ڈرامہ کیا۔ ندرت نے سمبوتورا کی گردن میں ایک کپڑا باندھا اور سمبوتورا ہاتھوں اور پیروں کے بل آگے بڑھنے لگا جبکہ ہم دونوں انسانوں کے مانند ہی چل رہے تھے۔ مجھے وہ منظر یاد آ گیا جب یہ دونوں مجھے سونگھ رہے تھے۔ میں نے ندرت سے اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا اور اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ کسی انسان کا جانوروں کی طرح چلنا مضحکہ خیز بھی تھا اور مشکل بھی۔ میرا خیال تھا کہ ایسے دشوار گذار راستوں پر سمبوتورا اس طرح آسانی سے نہیں چل سکے گا۔ لیکن ان لوگوں کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ درحقیقت ان سے اتنا قریب رہ کر اتنی اپنائیت کے باوجود میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کیا ہیں۔ چوپایوں کی طرح سفر کرتے ہوئے سمبوتورا پہلے سے کہیں زیادہ چاق چوبند نظر آتا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں پر دباؤ ڈال کر بلی کی طرح جست کرتا اور اونچی سے اونچی چٹان پر چڑھ جاتا۔ دو تین بار میں نے اس کی زبان بھی باہر لٹکی ہوئی دیکھی۔ اس وقت وہ بالکل حیوانی صفات کا مالک معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔ ساری رات کے سفر میں اس نے ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔ ندرت جیسے اس کے ایک ایک اشارے کو سمجھ رہی تھی۔

صبح ہوئی تو ایک جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا گیا۔ وہی پھل کھائے گئے جو پیٹ بھرنے کے لیے برے نہیں تھے۔ مجھے بھی کسی اور چیز کی حاجت نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ سمبوتورا کسی کتے کی طرح پاؤں پھیلا کر سو گیا۔ ندرت بھی بالکل خاموش تھی۔ ہر چند کہ اس خاموشی سے مجھے بوریت ہو رہی تھی لیکن میں نے خاموش رہنا مناسب سمجھا۔ اور ایک طرف پڑا رہا۔

سارا دن گذر گیا۔ شام کو پانچ بجے کے قریب آنکھ کھلی تھی۔ ندرت ایک درخت کے نیچے بیٹھی خلا میں گھور رہی تھی۔ سمبوتورا اسی طرح سو رہا تھا۔ میری آہٹ محسوس کر کے ندرت نے گردن اٹھائی اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکرا دی۔

"ہیلو۔" اس نے آواز لگائی اور میں اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو ندرت۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"سارا سورج سر سے گذر گیا تم سوتے رہے گازالی۔"

"کیا کرتا؟"

"آج دن بھی گرم تھا۔"

"ہاں۔" میں جماہی لے کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اس درخت کے پیچھے ایک چھوٹا سا تالاب ہے۔ ایک گڑھا جو بارش کے پانی سے بھرا ہوا ہے۔ پانی حیرت انگیز طور پر شفاف ہے اگر بدن کی کسل دور کرنا چاہو تو نہا لو۔"

"یہ خوشخبری ہے میرے لیے۔ کس طرف ہے؟" میں نے ایک دم اٹھتے ہوئے کہا اور ندرت نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا۔ میں تیزی سے اس طرف بڑھ گیا۔ پانی واقعی صاف تھا گڑھا بھی زیادہ گہرا نہیں تھا میں گڑھے میں اتر گیا اور خوب نہایا لطف آ گیا تھا دن کی گرمی کا۔ واقعی نیند میں گرمی کا احساس نہیں ہوا تھا لیکن بدن کی حالت بتاتی تھی کہ اس پر کیا گذری۔ غسل کر کے واپس آیا تو ندرت کھانا سجائے بیٹھی تھی۔

"دوپہر کا کھانا تو گول ہو گیا اب اسے شام یا رات کا کھانا سمجھ لو۔"

"یہ کیا ہے؟"

"بھونا ہوا خرگوش۔"

"اوہ۔ تم نے شکار کیا ہے۔"

"خود ہی شکار ہو گیا میرا قصور نہیں ہے۔" ندرت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر تم بھی شریک ہو جاؤ۔"

"ہاں ضرور۔" ندرت نے کہا۔ ابلے ہوئے پھل بھی نکال لیے تھے اس نے۔ وہ بے تکلفی سے میرے ساتھ کھانے میں مصروف ہو گئی۔ اور پھر کھانے سے فارغ ہو کر اس نے کہا۔

"بڑی کوفت کا شکار ہو گے گازالی۔ مجھے اس کا شدید احساس ہو رہا ہے۔"

"خیریت؟"

"اس تکلیف دہ سفر کے بارے میں کہہ رہی ہوں جس میں کھانے پینے یا سونے تک کی آسانی نہیں ہے۔"

"سب ٹھیک ہے ندرت۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ تو ہونا ہی تھا ہم اس کے لیے تیار تھے۔" میں نے کہا۔

"مزدوروں کے بھاگ جانے سے بہرحال دقت ہوئی ہے۔"

"میرے خیال میں ہمیں بہت سی ذمہ داریوں سے نجات مل گئی ہے۔ مجھے صورت حال کا اندازہ نہیں تھا ورنہ میں تو کہتا کہ شروع ہی سے ایسی کوئی کوشش نہ کی جائے۔"

"تم مطمئن ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ میں اپنی مرضی سے تمہارے ساتھ آیا ہوں۔ تم کسی بات کو خود پر بار نہ سمجھو۔"

"شکریہ گازالی۔"

"تمہارا موڈ کچھ بہتر ہو گیا ہے۔" میں نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلیز۔ شرمندہ مت کرو۔"

"کیا مطلب؟"

"نہ جانے میرے ذہن پر کیا حماقت سوار ہو گئی تھی خواہ مخواہ تمہیں بور کرنے لگی تھی۔ غور کیا تو احساس ہوا کہ یہ غلط حرکت ہے۔ تمہارا سکون برباد کیا اور اس کے بعد یہ سب کچھ۔"

میں خاموشی سے ندرت کو دیکھتا رہا۔ مجھے اس کی کیفیت کا احساس ہو گیا تھا۔ بہرحال میں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ ندرت مسکرا دی تھی۔ پھر میں نے کہا۔

"اس انوکھے سفر سے مطمئن ہو؟"

"سمبوتورا مطمئن ہے۔"

"اس سے بات ہوئی تمہاری؟"

"نہیں میں محسوس کرتی ہوں۔"

"اس کے اس انوکھے انداز کی تفصیل بھی سنسر ہے؟" میں نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں میرا خیال تھا اس کے بارے میں تمہیں معلومات فراہم کر دی گئی تھیں۔"

"نہیں۔ میں نہیں جانتا۔" میں نے گردن ہلا دی۔

ندرت چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔

"انسان عام حالات میں ہر مخلوق سے افضل ہے۔ اس جیسی صفات کسی دوسرے جاندار میں نہیں ہیں۔ لیکن بعض حیوان چند خصوصی قوتیں رکھتے ہیں۔ جیسے کتا۔ اس میں سونگھنے کی حس بہت تیز ہے۔ تم جانتے ہو کہ کتا میلوں دور تک زمین کو سونگھتا ہوا اپنے دشمن تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بدن میں انسانوں سے زیادہ پھرتی ہوتی ہے سمبوتورا ذہنی قوتوں کو کنٹرول کرنے کا ماہر ہے۔ اس نے خود پر اس وقت ایک کتے کی کیفیت طاری کی ہوئی ہے اس طرح اس وقت اس کے سونگھنے اور کتے کے انداز میں سفر کرنے کی قوت کسی انسان سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر وہ گومین کی راہ پر لگا ہوا ہے۔"

"اوہ گویا۔ گویا۔؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ اس کے اندر کا انسان سو گیا ہے اس وقت تک کے لیے جب تک وہ اپنا مقصد نہ پا لے۔"

"کمال ہے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اس وقت وہ صرف ایک جانور ہے کچھ سوچ سمجھ سکتا بول بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمارے کنٹرول میں ہے اور اس کا تحفظ بھی کرنا ہے۔"

میں عجیب سی نگاہوں سے ندرت کو دیکھ کر رہ گیا تھا کہ اس سے سوال کروں۔ اس سے پوچھوں کہ انسانوں کے کس ریوڑ سے تمہارا تعلق ہے۔ عام لوگ تو ایسی انوکھی صفات نہیں رکھتے۔ لیکن کچھ پوچھنا بیکار ہی تھا چنانچہ صبر کر لیا۔

"میں میکے براؤن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"کیا۔؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"وہ راہ بھٹک گیا ہے۔ قیمتی مجسمہ حاصل کرنے کے وہ شاید اپنی منزل کھو بیٹھا ہے ورنہ کہیں تو اس کے نشان ملتے۔"

"ہاں۔ ممکن ہے۔"

"طاہر علی وغیرہ کے بارے میں بھی کوئی اندازہ نہیں کہ کہاں گئے۔ وہ سب لوگ تاریک راستوں کے راہی ہیں نہیں ملے گا کسی کو، جو لوگ اس خزانے پر قابض ہیں وہ اس کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔ وہ اسے صرف اپنے مشن کے لیے وقف کر چکے ہیں۔"

"وکٹوریلینی کی بات کر رہی ہو۔؟"

"ہاں۔"

"بہرحال کسی کو نہیں سمجھایا جا سکتا۔ وقت نے ان کے لیے جو کچھ تحریر کیا ہے انہیں بھگتنا ہو گا۔"

"اور تم۔؟" ندرت نے سوال کیا۔

"مطلب؟" میں نے چبھتا ہوا لہجہ اختیار کیا۔

"سوری۔ کوئی غلط مطلب نہ لینا۔ تمہارے ذہن میں تو خزانہ تھا۔"

"تھا نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ۔" ندرت کا لہجہ مدھم ہو گیا۔ سلسلہ گفتگو اچانک منقطع ہو گیا تھا۔ سمبوتورا اٹھ گیا تھا۔ اس نے کسی کتے کی طرح اپنے بدن کو پھڑپھڑایا اور پھر ندرت کی طرف دیکھنے لگا۔ ندرت اٹھ گئی تھی میں دلچسپی سے اس کی تمام کارروائی دیکھتا رہا۔ ندرت نے سمبوتورا کو خوراک دی تھی اور پھر سمبوتورا درخت کے عقب چلا گیا۔

رات کو پھر یہ انوکھا سفر جاری ہو گیا۔ وہ رات دوسرا اور پھر تیسری رات بھی گذر گئی۔ سفر انتہائی پُرخطر ہو گیا تھا اور اب ہم ایک برفانی علاقے میں تھے۔ ہمالیائی سلسلے کی یہ پہاڑ انتہائی پُراسرار تھیں۔ سردی بدن کاٹ رہی تھی نوکیلے پتھر راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ایک جگہ ہم چٹانوں کے درمیان میں چھپی ہوئی ایک کھائی کا پتا لگا جہاں سخ کیچڑ برفانی دلدل کی شکل اختیار کیے ہوئے تھی لیکن یہاں سمبوتورا نے اپنی خصوصی صلاحیت سے مدد لی اور اس راستے کو بدل دیا گیا۔ اس سفر کی چوتھی رات ہمارے لیے بڑی سنسنی خیز ثابت ہوئی۔ چاندنی تیز رفتار ندی کے نشانات دے رہی تھی۔ فضاؤں میں انوکھا شور ابھر رہا تھا۔ اور کچھ دور جا کر ایک ہیبت ناک منظر دکھائی دیا۔ برق رفتار ندی ایک بلند پہاڑی میں بنے ہوئے گہرے غار میں گم ہو رہی تھی اور یہ شور اسی کا تھا۔ دل لرز رہا تھا۔ اس غار کی کیا کیفیت ہو گی ابھی اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ دفعتاً سمبوتورا کے حلق سے عجیب سی غراہٹیں نکلیں وہ ایک دم دیوانہ سا ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ دیوانہ وار ایک طرف دوڑ گیا۔

"ندرت۔" میرے منہ سے ایک گھٹی گھٹی آواز نکلی۔ وہ میرے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی "کہیں سمبوتورا کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائے۔" میں نے کہا۔ ندرت نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے اس کی طرف دیکھا۔ اور رات کے اس ہولناک سناٹے میں، شور مچاتی ہوئی ندی کی خوفناک آوازوں کے درمیان ندرت کی شکل دیکھ کر میرا دل بند ہونے لگا۔ ندرت کی آنکھوں کی پتلیاں غائب تھیں اور اس کے چہرے کے تاثرات بھی قطعی غیر انسانی ہو گئے تھے۔ میں کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ حلق سے ابھرنے والی بے اختیار چیخ کو نہ جانے کیسے میں نے روکا تھا۔

"مل گیا۔ وہ مل گیا۔" ندرت پھٹی پھٹی آواز میں بولی۔ میرا گلا خشک ہو گیا تھا۔ کوشش کے باوجود کوئی آواز منہ سے نہ نکل سکی۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے ندرت کو دیکھتا رہا۔ وہ بے چین نظر آ رہی تھی۔

تقریباً بیس منٹ گذر گئے۔ پھر میں نے بہت دور ایک انسانی ہیولا دیکھا اور سنبھل گیا۔ پُراسرار چاندنی تاحد نگاہ بکھری ہوئی تھی۔ چند لمحات میں میں نے پہچان لیا۔ وہ سمبوتورا ہی تھا لیکن اب وہ دو پیروں پر آ رہا تھا۔ میں متعجبانہ انداز میں اسے دیکھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد وہ قریب آ گیا۔

"ہائیسا۔ گومین۔ گومین۔" اس کی آواز ابھری۔ اور ندرت کے حلق سے ایک پُرمسرت آواز نکل گئی۔ سمبوتورا میری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"ہماری محنت بار آور ہوئی گازالی۔ گومین یہاں موجود ہے۔ بالآخر ہم نے اسے تلاش کر لیا۔"

میں بمشکل تمام خود کو سنبھال سکا تھا۔ میں نے ندرت کا چہرہ دیکھا اس کی آنکھیں حسب معمول ہو گئی تھیں وہی خمار بھری آنکھیں جو ذہن پر سحر کرتی تھیں۔ لیکن جو چند لمحات قبل قطعی غیر انسانی ہو گئی تھیں۔

"کہاں ہے وہ۔؟" ندرت نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ان چٹانوں کی دوسری طرف ایک وادی میں۔"

"تنہا ہے۔"

"نہیں وادی میں ایک قافلہ نظر آتا ہے۔ بہت سے یاک اور بہت سی چھولداریاں جن کے درمیان آگ روشن ہے۔"

"کون لوگ ہیں وہ؟"

"میں نہیں جان سکا۔"

"کیا تم نے گومین کو دیکھا؟"

"نہیں دیکھنا ضروری تو نہیں تھا۔ فضاؤں میں اسے محسوس کرو۔ کیا تمہیں اندازہ نہیں ہوتا؟"

"ہاں۔ میں اسے سونگھ چکی ہوں۔" ندرت نے جواب دیا۔

سمبوتورا میری طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم خاموش ہو گازالی؟"

"تمہاری گفتگو سن رہا ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"بالآخر ہم گومین کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ وادی میں موجود ہے۔"

"وادی میں موجود دوسرے لوگوں کی تعداد کتنی ہو گی؟" میں نے سوال کیا۔

"بہت لوگ ہیں اور زبردست سامان سے آراستہ ہیں۔"

"کیا ہم اسی وقت وہاں پہنچ سکتے ہیں؟"

"ہاں راستے دشوار ضرور ہیں لیکن میں تمہیں وہاں تک لے جا سکتا ہوں۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"تو پھر چلو، ہمیں ان پر نگاہ رکھنا ہو گی۔" میں نے کہا اور سمبوتورا تیار ہو گیا۔ اب وہ انسانوں کی مانند سفر کر رہا تھا اور ہمیں راستوں کے پیچ و خم سے آگاہ کرتا جا رہا تھا۔ بے شمار چٹانوں کے درمیان سے گذرنا پڑا۔ ہیبت ناک ندی کے سرے سے گذرتے ہوئے بالآخر ہم ایک مسطح جگہ پہنچ گئے یہاں کوئی سو قدم چلنے کے بعد ڈھلان شروع ہو جاتے تھے اور انہیں گہرائیوں سے روشنیاں ابھر رہی تھیں۔ ہم کنارے پر پہنچ گئے۔ ہر طرح کی احتیاط ضروری تھی چنانچہ ہم کنارے پر لیٹ گئے اور یہاں سے نیچے وادی کا جائزہ لینے لگے۔ تقریباً بیس خیمے لگے ہوئے تھے۔ اور ان میں چراغاں ہو رہا تھا۔ خاص قسم کی روشنیاں تھیں جو یقیناً بیٹری یا جنریٹر سے کی گئی تھیں لیکن جنریٹر کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اس کے علاوہ جیسا کہ سمبوتورا نے بتایا تھا بہت سے یاک بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موجود تھے۔ کچھ لوگ چلتے پھرتے بھی نظر آ رہے تھے دو تین جگہ الاؤ روشن تھے۔ مجموعی طور پر ان لوگوں کی تعداد چالیس پچاس کے لگ بھگ تھی۔ میں یہ سب دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔

کون لوگ ہو سکتے ہیں یہ۔ کیا میکے براؤن اور اس کے ساتھی؟ عقل تسلیم نہیں کرتی تھی۔ میکے براؤن کے ساتھ کافی وقت گذرا تھا بظاہر اس کی تیاریاں اتنی زبردست نہیں نظر آتی تھیں لیکن گہرا آدمی تھا۔ ممکن ہے در پردہ وہ ان کارروائیوں میں معروف ہو۔ اگر اس نے واقعی یہ سب کچھ کیا ہے تو پھر میں نے آج تک اس کی صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ جن دشوار گذار راستوں سے اور جس طرح ہم چند افراد یہاں تک پہنچے تھے وہاں میکے براؤن کا اس عظیم ساز و سامان کے ساتھ پہنچ جانا حیرت انگیز بات تھی اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بوڑھا بابا اس کے ساتھ موجود تھا۔

دیر تک اس بارے میں سوچتا رہا۔ ذہن اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام رہا۔

سمبوتورا کی آواز نے خیالات سے نکال لیا۔ "تم نے ان لوگوں کو دیکھا گازالی؟"

"ہاں" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔

"کون ہو سکتے ہیں؟"

"کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا؟"

"تمہارے شناساؤں میں سے کوئی؟"

"افسوس میری آنکھیں رات کی تاریکی میں یہ کام نہیں کر سکتیں" میں نے جواب دیا۔

"ہاں ان کے بارے میں دن کی روشنی میں ہی صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے البتہ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ گومین ان کے ساتھ ہے" سمبوتورا نے کہا۔

"تم نے اس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی؟" میں نے سوال کیا۔

"کی تھی۔ اس دوران کئی بار کر چکا ہوں۔ لیکن"

"لیکن کیا۔؟"

"اس کی ذہنی کیفیت جوں کی توں ہے وہ نہ پیغامات وصول کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے" سمبوتورا نے افسردگی سے کہا۔

رات بھر پلک نہیں جھپکی تھی۔ ہماری آنکھیں وادی کے بند گزینوں پر لگی ہوئی تھیں ان کے درمیان خاموشی ضرور چھا گئی تھی لیکن چند لوگ رات بھر مستعدی سے پہرا دیتے رہے تھے۔ پتا نہیں جنگلی جانوروں سے خطرہ تھا یا کوئی اور بات ذہن میں تھی۔ پھر صبح کی روشنی نمودار ہو گئی۔ ہمیں اس کا اندازہ تھا کہ

دن کی روشنی میں یہ جگہ چھپنے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ بات کا بھی امکان تھا کہ وہ لوگ اس طرف نکل آئیں چنانچہ اُ... کے آثار نمودار ہوتے ہی ہم نے انتظامات شروع کر دیے ... پر نگاہ رکھنا بھی ضروری تھا۔ اگر واپس کچھ دور آ جاتے تو ا... چھوٹے چھوٹے غار مل سکتے تھے جو ایک یا زیادہ سے دو افراد کو پوشیدہ کر لیں لیکن یہاں رک کر ہم ان کی مصروف... پر نگاہ نہیں رکھ سکتے تھے اور اس بات کے امکانات بھی تھے کہ وہ یہاں سے آگے بڑھ جائیں۔

ندرت نے تقریباً نصف فرلانگ دور لگے ہوئے د... کے ایک جھنڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر ہم ا... سے چل کر ان درختوں تک پہنچ جائیں تو ہمارے چھپنے کے... اس سے اچھی جگہ نہ ہو گی۔ وہاں سے ہم ان پر نگاہ رکھ سکتے..."

میں نے ندرت سے اتفاق کیا اور ہم تینوں تھوڑا ... ہٹ کر ان درختوں کی طرف چل پڑے۔ کبھی کبھی ڈھلان ... کنارے آ کر ان کی مصروفیات پر بھی نگاہ ڈال لی جاتی تھی۔

درختوں کے جھنڈ بے حد کارآمد تھے۔ ان کی مضبوط شاخو... کو ہم نے اپنے لیے آرام گاہ بنا لیا۔ کافی مضبوط اور تناور درخت تھے جن کی جڑیں نیچے ڈھلان میں لٹک رہی تھیں۔ ان کی شاخ... پر بھی ایسی ہی لچکدار جڑیں بکھری ہوئی تھیں جنہیں آپس میں مضبو... سے باندھ کر جھولے سے بنا لیے گئے۔ پھر انہیں درختوں پر صبح کا ناشتا کیا گیا۔ ڈھلان کے مکین جاگ اٹھے تھے اور اب ان کے درمیان رونق ہوتی جا رہی تھی۔ وہ مختلف لباسوں میں ملبوس تھے کچھ کے اوپری بدن ننگے تھے اور وہ صرف پتلونیں پہنے ہو... تھے۔ لمبے سیاہ بالوں والی کچھ لڑکیاں اور نوجوان عورتیں بھی نظر آئیں جو مختصر لباس میں تھیں۔ ایک بھی چہرہ شناسا نہیں تھا۔

میں نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔ "نہیں یہ لوگ میرے لیے قطعی اجنبی ہیں"

"گویا میکے براؤن ان میں نہیں ہے؟" سمبوتورا بولا۔

"بظاہر تو نہیں۔ لیکن میکے براؤن یہ انتظامات کر بھی نہیں سکتا تھا یہ کوئی اور ہی ہے"

"ہاں۔ جیسا کہ میرے علم میں ہے ولاڈی واسکاٹ منحوس نے بے شمار لوگوں کو ہماری زندگی کا گاہک بنا لیا تھا"

"ولیتی کے بارے میں جب بھی سوچتا ہوں کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ دوسری جنگ عظیم میں جاسوسہ رہی ہے تو کیا وہ اس قدر احمق تھی کہ گومین پر کنٹرول نہ رکھ سکی اور اگر وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو وہ دوبارہ اس کا سراغ نہ لگا سکی۔ کوئی جاسوسہ اس قدر احمق تو نہیں ہو سکتی"

ندرت اور وانگ مین نے چونک کر مجھے دیکھا۔ لیکن دونوں ہی ...ش رہے۔ میں نے اس کے بعد اس بارے میں کوئی گفتگو ...ی۔ میری نگاہیں نیچے وادی کے مناظر دیکھ رہی تھیں۔ چند ...ڑے نوجوانوں نے ایک کھیل شروع کر دیا۔ وہ یاکوں کو ...ان ولا کر ان پر سواری کر رہے تھے۔ یاک غضبناک ہو رہے ...یکن ان کے سامنے بے بس نظر آ رہے تھے۔ کچھ لوگ دوڑ لگا ...ہے تھے کچھ دوسری ورزشیں کر رہے تھے۔ طاقتور اور بہادر ...معلوم ہوتے تھے کہ ان کی قومیت کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ...کا۔ لیکن اب یہ بات وثوق سے کہہ سکتا تھا کہ یہ کوئی اجنبی ...ہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے یہاں موجود ہونے ...نصد کیا ہے۔ کیا وہ بھی اسی چکر میں ہیں یا پھر کوئی اور سلسلہ ...۔ بوڑھے گومین کی ان کے پاس موجودگی کے سوا اور کوئی بات ...نشاندہی نہیں کرتی تھی۔

سمبوتورا نے کہا۔ "میرا ذہن یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہے ...ہم ان کے درمیان کیسے داخل ہوں"

"میں نہیں سمجھی وانگ مین" ندرت نے کہا۔

"حالانکہ سمجھ جانے والی بات ہے۔ گومین کو ان کے چنگل ...سے کس طرح نکالا جائے"

"ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ خطرناک لوگ معلوم ہوتے ...ہیں"

"کیوں گازالی تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں"

"میں فوراً گومین کو ان کے قبضے سے نکالنے کے حق میں ...ہوں" میں نے کہا۔

"اوہ۔ اپنے الفاظ کی وضاحت کرو"

"کیا گومین کو ان کے چنگل سے نکالنے کے لیے تم ان سب ...قتل کر دینا پسند کرو گے؟"

"ایک کو بھی نہیں۔ تم جانتے ہو" سمبوتورا نے کہا۔

"فرض کرو کہ ہماری زندگی پر بن جائے"

"آخری فیصلہ وقت کرے گا"

"ٹھیک ہے لیکن یہ آسان نہ ہو گا۔ اور پھر ہم یہ بھی نہیں ...نتے کہ یہ لوگ کون ہیں اور اس وادی میں ان کی موجودگی کیا ...یت رکھتی ہے۔ ممکن ہے گومین اتفاقیہ طور پر ہی ان کے ...لگ گیا ہو اور انہوں نے ایک انسان کی حیثیت سے ہی اسے ...ر رکھا ہو، ممکن ہے یہ صرف مہم جو ہوں اور تبت کے اندرونی ...قوں میں صرف سیاحت کے لیے آئے ہوں۔ دلیر اور جیالے ...معلوم ہوتے ہیں۔ بہترین ساز و سامان سے لیس ہیں ہمارے ...آسان نہ ہوں گے۔ فرض کرو سمبوتورا ان کا مقصد بھی خزانے

کا حصول ہو تب کیا کسی بھی شکل میں تم گومین کو ان سے حاصل کر سکتے ہو"

سمبوتورا سوچ میں ڈوب گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔ "یہ کام جیسے بھی ہو کرنا ہے"

"کوئی تجویز ہے ذہن میں"

"ابھی تک نہیں۔ پہلے ان لوگوں کے بارے میں اندازہ لگانا ہو گا پھر مواقع تلاش کرنے ہوں گے لیکن اس دوران ہم انہیں نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیں گے"

"تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا گازالی۔؟" ندرت نے کہا۔

"ہاں ایک خیال ہے میرے ذہن میں!"

"بائی تو راسا۔ بولو نا"

"اگر ہم لوگ ان میں شامل ہو جائیں؟"

"کس طرح۔ کیا وہ ہمیں قبول کر لیں گے۔ اگر ہم خود کو ان کے سامنے پیش کریں تو کیا تم دعوے سے کہہ سکتے ہو کہ وہ ہمیں ہلاک نہ کر دیں گے"

"یہ خطرہ تو مول لینا ہو گا"

"فرض کرو ہم یہ خطرہ مول لے لیں تو یہ بھی بتاؤ اپنے بارے میں انہیں کیسے مطمئن کریں گے؟"

"اوہ۔ وہ لوگ خیمے اکھاڑ رہے ہیں اور وہ" ندرت خاموش ہو کر ادھر دیکھنے لگی۔ تمام لوگ سفر کی تیاریاں کر رہے تھے خیمے اکھاڑ کر یاکوں پر بار کیے جا رہے تھے۔ کینوس کے تھیلے کمر سے باندھے جا رہے تھے۔ اُن کے پاس پستول اور دوسرے آتشیں ہتھیار بکثرت تھے عجیب وحشی انسان تھے آن کی آن میں انہوں نے میدان صاف کر دیا۔ تب میری نگاہ ایک دراز قامت عورت پر پڑی۔ تقریباً پونے چھ فٹ قد کی مالک تھی چست لباس میں انتہائی سڈول نظر آ رہی تھی وہاں موجود لوگوں میں اس کے لیے احترام پایا جاتا تھا۔ وہ انہیں ہدایات جاری کر رہی تھی۔ ہم خاموشی سے ان کی کارروائی دیکھتے رہے اور پھر ہم نے انہیں ایک قطار میں وادی کے ایک سرے کی جانب جاتے ہوئے دیکھا۔

سمبوتورا نے کہا "نیچے ڈھلان کو عبور کرنے میں ہمیں کتنا وقت لگ جائے گا"

"زیادہ تو نہیں"

"ان کا آخری آدمی وادی سے نکل جائے گا تو ہم ڈھلان میں اتریں گے۔ نیچے اترنے کے لیے وہی جگہ مناسب رہے گی جہاں سے ہم نے انہیں دیکھا تھا اس طرف کے راستے مشکل ہیں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ میں ایک بات اور سوچ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔

"کیا۔؟"

"انہوں نے کسی شخص کو چھپا نہیں رکھا لیکن گومین ہمیں نظر نہیں آیا جبکہ میری نگاہیں مسلسل اسے تلاش کر رہی تھیں۔

"اس بات کے علاوہ میں کسی اور بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا گازلی کہ گومین ان کے ساتھ ہے۔" سمبو تورا نے کہا۔ میرے لیے مزید کچھ کہنا ممکن نہیں رہا تھا۔ ہم درختوں سے نیچے اتر آئے۔ اور پھر ہم نے نیچے اترنے کے لیے راستے منتخب کر لیے۔ وادی میں سفر کرنے والوں کی قطار اب بہت دور نظر آ رہی تھی۔ وہ سپاٹ اور ہموار راستے پر تیزی سے سفر کر رہے تھے۔

نیچے اترتے ہوئے میں نے سمبو تورا سے پوچھا۔ "جس سمت کا انہوں نے رخ کیا ہے وہ ہماری منزل کی طرف جاتی ہے؟"

"ہاں۔"

میں خاموش ہو گیا۔ ڈھلان آگے چل کر خطرناک ہو گئے تھے لیکن ہم ان جیسے راستوں کی مشق کر چکے تھے اس لیے بہت زیادہ مشکل نہ پیش آئی اور جب ہم نے وادی میں پہلا قدم رکھا تو قطار ہماری نگاہوں کی حد سے نکل چکی تھی۔

"ان کی رفتار بہت تیز ہے۔" ندرت بولی۔

"آؤ ہمیں بھی تیز چلنا چاہیے۔" سمبو تورا نے کہا اور ہم ان کے نقش قدم پر چل پڑے۔ وادی کو عبور کرتے ہوئے سورج کافی بلندی پر آ گیا تھا۔ وہاں سے آگے بڑھے تو ایک اور ڈھلان نظر آیا لیکن یہ خطرناک نہیں تھا۔ عجیب سی جگہ تھی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور ان کے درمیان سیاہ رنگ کی لمبی گھاس نظر آ رہی تھی۔ چٹانوں کی جڑوں میں پانی تھا جس میں جونکیں اور دوسرے نمی کے کیڑے رینگ رہے تھے۔ جگہ جگہ زمین سے پانی ابل رہا تھا یہاں بہت سی جگہوں پر پھسلن تھی جس کی وجہ سے سفر کی رفتار سست کرنی پڑی۔ آگے جانے والوں کے نشانات جگہ جگہ مل رہے تھے ہم جان بوجھ کر ان کے اور اپنے درمیان فاصلہ رکھنا چاہتے تھے۔ اس ڈھلان کو طے کر کے آگے بڑھے تو بہت دور وہ لوگ نظر آئے۔

سمبو تورا نے بے اختیار کہا۔ "میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کا رخ ویلیتی کی طرف ہے۔"

"آگے آبادی نہیں ہے؟" میں نے پوچھا

"اگر وہ درّہ تسا نگ کو عبور کر کے آگے بڑھیں گے تو انہیں تشادس کی آبادیوں سے گذرنا پڑے گا۔ اور اگر بائیں سمت مڑ گئے تو ان کے حق میں بہتر ہو گا۔"

"تشا کون ہیں؟"

"چینی نژاد قبائل جو اپنی زمین پر کسی غیر نسل کے اثر دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ ان کا مذہب ان کے عقائد ہزاروں سال قبل کے ہیں وہ عجیب و غریب لوگ ہیں اور بے حد جنگجو خطرناک۔ ان سے بچنا ضروری ہے۔"

"درّہ تسا نگ یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"جس رفتار سے سفر کیا جا رہا ہے اس کے تحت کم چار دن کی راہ پر۔"

"اس سے قبل ہی ہمیں ان تک پہنچنا ہو گا۔" میں پر خیال انداز میں کہا اور ندرت چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

"ہم لوگ خود کو ان میں شامل کرنے کی بات کر رہے" میں نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس کا کوئی مؤثر طریق کار ذہن میں تجویز اگر عام انداز میں ہم ان تک پہنچے تو نہ جانے وہ ہمارے کیا سلوک کریں۔ ان کی تعداد بہت ہے اور۔"

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے وائی مین۔"

"کیا۔؟"

"ہمیں کسی ایسے انداز میں ان سے ملنا چاہیے جو اُ پراسرار اور دلکش ہو۔ بظاہر وہ کھلنڈرے قسم کے لوگ معلو ہیں اگر ہم کسی طرح ان کی توجہ حاصل لیں تو کام بن سکتا ہے۔"

"لیکن کس طرح؟" سمبو تورا نے پوچھا۔

"ہم نے ان کے رخ کا اندازہ لگا لیا ہے۔ کسی بھی طر ان سے آگے پہنچنا ہو گا اور کوئی ایسی جگہ منتخب کرنی ہو گی؛ ان سے ملاقات کی جائے۔ تبت میں داخل ہونے والے ملکی کے ذہن میں یہاں کے اسرار ہوتے ہیں وہ اپنے مقصد علاوہ ان پراسرار کہانیوں کی تلاش میں بھی سرگرداں ہوتے انہیں متحیر کر دیں۔ اگر یہ لوگ صرف سرپھرے سیاح بھی ہیں تبت کی دلچسپیوں سے ضرور متاثر ہوں گے اور اگر ان کے ذ میں کوئی اور تصور ہے تو ہماری پیشگوئیاں اور انکشافات ا ہم سے دلچسپی لینے پر مجبور کر دیں گے۔"

"پیش گوئیاں۔ انکشافات۔" سمبو تورا نے الجھے ہو لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ وائی مین سمجھتے کیوں نہیں۔ فرض کرو ہم ا غاروں میں سوتے ملیں اور جاگ کر ان سے کہیں کہ ہم صد سے سوئے ہوئے تھے۔ پھر ہم انہیں ان کے مقصد سے کریں تو کیا وہ ہمارے طلسم میں نہ کھو جائیں گے؟"

سمبو تورا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آنے سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ ندرت کے چہرے پر آہستہ آہستہ

جا رہی تھی۔ پھر اس نے اور سمبو تورا نے بیک وقت ایک ے کی طرف دیکھا۔ اور سمبو تورا بول اٹھا۔

"حیرت انگیز۔ بے حد دلچسپ۔ ہانیسا تمہارا کیا خیال ہے ں سے عمدہ اور کوئی تجویز ہو سکتی ہے؟"

"گازلی ذہین انسان ہیں وائی مین، اس کا تجربہ تم کئی چکے ہو۔" ندرت نے کہا۔

"ہم دونوں تمہاری تجویز سے پوری طرح متفق ہیں گازلی رے خیال میں ہمیں اس پر فوری عمل کر لینا چاہیے۔ گویا سے پہلے ان سے آگے نکلنے کی کوشش اور ان راہوں سے ر ہم ان کی نگاہ سے دور رہ سکیں۔"

بعد کی تمام کارروائیاں سمبو تورا کی تجویز کے تحت ہوئی تھیں۔ نے ایک دن اور ایک رات طوفانی رفتار سے سفر کیا۔ اس ن میں ان لوگوں کے رخ اور ان کی رفتار کا خیال رکھا گیا تھا۔ رق ریزی کے بعد ایک ایسی جگہ منتخب کی گئی جہاں سے ان ر یقینی تھا۔ انہیں متوجہ کرنے کے لیے پتھروں کا ایک مینار یا جس پر رنگین کپڑے لہرائے گئے۔ اور اس کے بعد اپنے حلیے کیے گئے۔ باریک مٹی چھان کر اس کی تہیں بدن اور چہروں پر لی گئیں۔ سمبو تورا نے اس سلسلے میں بہترین سوانگ رچایا اور اپنی دانست میں خود کو خوب آراستہ کر لیا تھا۔ اس تمام دائی کو نہایت سنجیدگی سے کیا گیا۔ اور پھر ہم اس بڑی چٹان ریں لیٹ کر تھکن دور کرنے لگے۔

ہمارے اندازے کے مطابق وہ لوگ تیسرے دن دوپہر قت اس علاقے میں داخل ہوئے تھے۔ سورج خوب ر رہا تھا اور وہ لوگ ہماری طرف بڑھ رہے تھے۔ یہاں ں میں غار بھی موجود تھے لیکن کسی غار کا رخ کرنے کے ے ہم نے ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں وہ کسی طرح ہمیں راز نہ کر سکیں۔ تین بجے دوپہر کو وہ ہمارے قریب پہنچے ۔ ہماری آنکھیں بند تھیں لیکن ہلکی ہلکی جھری پیدا کر کے ہم ں دیکھ رہے تھے۔ تین آدمی ہمارے پاس پہنچے تھے۔ یک آواز ابھری۔

"تین انسانی بدن۔ بدھ راہب ایک عورت دو مرد۔ لیکن تر و تازہ۔" زبان بگڑی ہوئی انگریزی تھی۔

"لاشیں۔؟"

"ہاں۔"

"کوئی قابل غور بات نہیں ہے۔ یہ لوگ تارک الدنیا لگے یہاں عبادت کرتے کرتے مر گئے۔"

"ان کے بدن گرد آلود ضرور ہیں لیکن یوں لگتا ہے جیسے انھیں مرے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ بات انوکھی ہے۔ میڈم کو بتاؤ گے۔؟"

"ہاں میڈم کی ہدایت ہے کہ کوئی بھی انوکھی بات ہو انھیں ضرور بتائی جائے۔"

"جاؤ اطلاع دو۔"

"یہ لڑکی کس قدر پرکشش ہے۔؟"

"مر چکی ہے۔"

"ہاں۔" دوسرے نے افسردگی سے کہا۔

"انوکھے لوگ ہوتے ہیں۔ زندگی دنیا کی دلچسپیاں حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہے یہ لوگ زندگی سے نفرت کرتے ہیں۔ اس نوجوان کو دیکھو کیسے خوبصورت بدن کا مالک ہے۔"

"لڑکی کا عاشق ہو گا۔"

"دونوں نے شادی کرنے کے بجائے خودکشی کر لی۔"

دوسرے نے قہقہہ لگایا۔

"میڈم آ رہی ہیں۔ ایک نے سرگوشی کے عالم میں کہا اور دونوں خاموش ہو گئے۔ بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر ایک پاٹ دار نسوانی آواز ابھری۔

"انہیں چٹان کی آڑ سے باہر لاؤ۔ بہت سے لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ہمارے جسموں کو چٹان کی آڑ سے نکال کر باہر زمین پر ڈال دیا گیا۔ بلیتھال انہیں دیکھو۔ کوئی عجوبہ۔ یہ مردہ ہیں لیکن ان کے جسم لچکدار ہیں۔ چند لمحات کے بعد ایک ہاتھ میرے سینے پر آیا۔ حبس دم کی مشق کام آ رہی تھی میرا سانس بند تھا۔ پھر ایک بوڑھی آواز ابھری۔"

"مردہ۔ لیکن انوکھے۔"

"انوکھے کیوں۔؟"

"تم نے ان کے بدن دیکھے ہیں۔ ان کے گرد آلود بدن بتاتے ہیں کہ یہ سالہا سال سے اسی طرح پڑے ہوئے ہیں لیکن ان کے جسموں میں تازگی ہے۔"

"کیا یہ حنوط شدہ ہیں۔؟"

"ہرگز نہیں۔ انہیں صرف ہواؤں نے حنوط کیا ہے۔ اگر آپ انھیں مصری ممیوں کے درمیان رکھیں تو یہ انوکھی چیز ہوں گے۔" بوڑھی آواز نے کہا۔

"تب انھیں محفوظ کر لو۔" نسوانی آواز نے کہا۔ مجھے وہ عورت یاد آ گئی تھی جسے میں نے ان لوگوں کو احکامات دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ کیا کوئی عورت ان لوگوں کی سربراہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔

ایک بار پھر ہمیں اٹھایا گیا۔ اور اس کے بعد ہمیں نرم کپڑوں کے ڈھیر پہ ڈال لیا گیا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ نہ جانے ندرت اور سمبوتورا مجھ سے کتنے فاصلے پر تھے۔

آوازیں ابھر رہی تھیں۔ انگریزی زبان بولی جا رہی تھی بہر حال آزمائش آ پڑی تھی اور اب دوسرے مرحلے کا انتظار تھا۔ شاید میں کسی یاک کی پشت پر تھا ہلکے ہلکے ہچکولے اس کا احساس دلا رہے تھے۔

دوسرا مرحلہ رات کے وقت شروع ہوا۔ بقیہ وقت کے سفر نے انگ انگ توڑ دیا تھا ایک ہی انداز میں پڑے رہنا تھا کہ جانے کس کی نگاہ میں آ جاؤں۔ پھر رات ہونے پر انہوں نے قیام کیا تھا۔ اطراف میں لوگ بکھرے ہوئے تھے اس لیے ذرا بھی موقع نہیں مل سکا کہ ندرت اور سمبوتورا کا حشر معلوم کر سکوں۔ دیر تک ہنگامے رہے پھر مجھے اٹھا کر کہیں لے جایا گیا۔ اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی خیمہ ہے۔ پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"بینتھال۔ ان علاقوں میں ملنے والے نوادرات میں یہ تین انسانی بدن سب سے انوکھے ہیں۔ میں ان کے سلسلے میں تمہاری ماہرانہ رائے چاہتی ہوں۔"

"بلا شبہ یہ عجیب و غریب دریافت ہیں۔ میں خود بھی ان کے بارے میں سوچتا رہا ہوں میڈم۔" بوڑھی آواز نے کہا۔

"تمہارے خیال میں ان کی موت کو کتنا عرصہ گذرا ہے؟" نسوانی آواز نے کہا۔ اور پھر وہی آواز چیختی ہوئی سنائی دی۔ "اوہ بینتھال دیکھو۔ اس کی آنکھیں خود بخود کھل گئی ہیں۔" کچھ آہٹیں سنائی دیں اور پھر بینتھال کی آواز ابھری۔

"اوہ میرے خدا۔ یہ آنکھیں بے نور نہیں ہیں۔ ان میں زندگی کی چمک ہے۔ کیا یہ....."

"مسٹر بینتھال لڑکی کی آنکھیں بھی کھل گئی ہیں۔ ایک اور آواز نے کہا۔ اور میں نے بھی اطمینان سے آنکھیں کھول دیں۔ پھر سمبوتورا کی بھاری آواز ابھری۔ اس نے تبتی زبان میں کچھ کہا تھا۔

بینتھال نے کہا "اس نے کہا ہے کہ کیا یہ دنیا کا آخری دن ہے۔"

"حیرت انگیز۔ گویا یہ۔ یہ۔" نسوانی آواز میں شدید حیرت تھی۔ اب لیٹے رہنا ضروری نہیں تھا چنانچہ سب سے پہلے اٹھ کر بیٹھنے والوں میں میں امنر تھا۔ میرے قریب کھڑے ہوئے دو افراد ڈر کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ میری آنکھیں سامنے ا ہوئی تھیں پھر میں نے آہستہ سے انگریزی زبان میں کہا "کیا یہ دنیا کا آخری دن ہے۔" سامنے ہی وہ عورت تھی۔ دراز قامت تندرست، چہرے پر عجیب سی دہشت اور کرختگی خدوخال بلا شبہ دلکش تھے اگر کرختگی نہ لیے ہوئے اس وقت وہ تصویر حیرت بنی ہوئی تھی۔

سمبوتورا نے کہا۔ "نئی دنیا کے باسیو۔ کیا یہ دنیا کا آ دن ہے؟"

"تم کون ہو؟" بوڑھے بینتھال نے کہا۔

"سارتا بستو۔" سمبوتورا بولا۔

"یہ تمہارا نام ہے۔؟"

"نام۔؟" سمبوتورا نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا "ہم دنیا کے آخری دن جاگے ہیں۔؟" ندرت نے عورت اٹھ کر میرے پاس آ گئی تھی۔ اس نے انگلی سے مجھے دیکھا۔ میرے بدن میں کئی جگہ انگلی چبھوئی اور پھر تعجب "ناقابل یقین۔ ناممکن۔"

"سارتا بستو!" بینتھال نامی بوڑھے نے کہا۔ کیا ہو۔ اگر تم زندہ ہو تو اس حالت میں کیوں تھے۔"

"کیا انسان پرندوں کی مانند فضا میں آ گیا ہے۔ نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟"

"کیا سمندر کے باسی اب اسے خود سے نزدیک ہیں۔؟" سمبوتورا بہترین اداکاری کر رہا تھا۔ ندرت بولی۔

"کیا بہت دور سے اس کی آواز سنی جاتی ہے۔؟"

پھر میں نے اپنا طے شدہ جملہ دوہرایا۔

"کیا صدیوں کے فاصلے طے ہو چکے ہیں۔ آہ۔ گئے ہیں ہمارا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ سارتا بستو تم کہاں بستو، کہاں ہو تم۔؟"

"میں تم سے دور نہیں ہوں استھادا۔ گینا بھی ساتھ ہے لیکن یہ دنیا کا آخری دن نہیں ہے۔ نئے د پر سکون ہے۔"

"تو ہم کیوں جاگ گئے۔ ہمیں کیوں جگایا گیا درد بھرے لہجے میں بولی۔ خیمے میں موجود لوگ د آوازیں سن رہے تھے۔ پھر عورت نے کہا۔

"یہ سب کیا ہے بینتھال؟"

"توقف کریں میڈم۔ انہیں سنبھل جانے د

کچھ معلوم ہو جائے گا۔" پھر وہ ہم سے مخاطب ہو کر بولا "سونے والو تم جاگ گئے ہو۔ کوئی ضرورت ہو کچھ درکار ہو تو ہمیں بتاؤ۔"

"ہمارے جسموں کو لباس دو تم نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ تم نے ہماری صدیوں کی نیند توڑ دی ہمیں وقت سے پہلے جگا دیا یہ اچھا نہ کیا تم نے۔"

"ہم تمہیں دوبارہ سلا دیں گے۔ ایسی نیند کہ پھر کوئی تمہیں نہ جگا سکے گا لیکن اس سے پہلے کچھ دیر کے لیے ہوش میں آ جاؤ تو بہتر ہے۔" عورت کی غصیلی آواز ابھری۔

"نہیں میڈم۔ ان کے ساتھ سختی نہ کریں۔ دلچسپ چیز ہیں۔" بینتھال نے کہا۔

"مگر یہ ہیں کیا۔؟"

"بدھ بھکشو معلوم ہوتے ہیں۔ تفصیل معلوم ہو جائے گی۔"

"میں سب کچھ جاننا چاہتی ہوں۔ انہیں اس کے لیے تیار کرو۔ انتظار مجھے جنون میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

"ہمارے جسموں کو لباس دو ساویت کے پرستارو برے وقت کو آواز نہ دو ورنہ پہاڑوں کے بدن تنگ ہو جائیں گے۔ آبشاروں کے رخ بدل جائیں گے اور تم اس زمین پر ہمیشہ کی نیند سو جاؤ گے۔ بولو یہ سب کچھ چاہتے ہو۔؟" سمبوتورا کی آواز غضبناک ہو گئی۔ اور اس کے جلال نے ان پر اثر کیا۔ وہ سب ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

"ان کے جسموں سے مطابقت کرتے ہوئے لباس لے آؤ۔ اور بہتر ہے میڈم کہ انہیں کچھ وقت دیا جائے۔ یہی مناسب ہو گا۔"

"لے جاؤ لے جاؤ۔ انہیں یہاں سے لے جاؤ۔ اور جب ان کے حواس درست ہوں تب انہیں میرے سامنے پیش کرو۔" عورت نے بیزاری سے کہا۔

"کیا تم اپنے قدموں چل سکو گے؟" بینتھال نے کہا۔ اور سمبوتورا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی دیکھا دیکھی میں نے اور ندرت نے بھی یہی عمل کیا تھا۔ ہم نہایت سست روی سے قدم اٹھاتے باہر نکل آئے۔ بوڑھا بینتھال جسے ہم لوگوں نے اب غور سے دیکھا تھا ہماری راہنمائی کر رہا تھا۔ معمولی سے تن و توش کا مالک تھا اور اس چلنے کا انداز مضحکہ خیز تھا۔ اس نے ہمیں ایک خیمے کے قریب لاتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ یہاں آرام کرو۔ میں تمہاری ضروریات کی ہر چیز تمہیں مہیا کر دوں گا کچھ دیر توقف کرو میں ابھی آتا ہوں۔" اس نے دوستانہ انداز میں گردن ہلائی اور چلا گیا۔

خیمہ کشادہ تھا۔ اندر داخل ہو کر ہم نے اس میں نگاہ دوڑائی اور پھر زمین پر بیٹھ گئے۔ سمبوتورا نے آنکھیں بند کر لی تھیں ندرت میری طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"تمہارے خیال میں گازالی، سب کچھ ٹھیک ہے؟"

"ہاں۔"

"لیکن وہ عورت۔ وہ مجھے ان لوگوں میں نمایاں حیثیت کی حامل لگتی ہے۔"

"یقیناً وہ ان کی سربراہ ہے؟"

"ان لوگوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"بالکل نہیں۔"

"نہ جانے کون ہیں ویسے وہ عورت، مجھے وہ بڑی وحشیانہ فطرت کی مالک معلوم ہوتی ہے۔" ندرت نے کہا، میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ دفعتاً سمبوتورا نے گردن اٹھا کر کہا۔

"گازالی۔ ذرا خیمے کے باہر جھانک لو۔" میں جلدی سے اٹھ گیا۔ خیمے سے گردن نکال کر میں نے باہر جھانکا قرب و جوار میں کوئی نہیں تھا۔

"سب ٹھیک ہے۔"

"عورت ان کی سربراہ ہے۔ یہ شخص بینتھال کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے میرے خیال میں اب تک سب ٹھیک ہے۔ بینتھال کو قابو میں کرنا ہے وہ عورت کا مزاج شناس ہے۔"

"گوین کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ ہمارے بالکل قریب ہے۔" سمبوتورا نے اعتماد سے جواب دیا۔

"اس کی تائید میں بھی کرتی ہوں۔" ندرت نے کہا۔

"ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا تم نے اندازہ لگا لیا ہو گا سمبوتورا، دوسری کسی شکل میں وہ ہمیں برداشت نہ کرتی اور شاید خود ہی ختم کر ڈالتی ویسے اس کے بارے میں کوئی اور اندازہ بھی لگا سکے۔؟"

"نوادرات کی شوقین ہے۔ عام عورت نہیں ہے اگر صرف سیاح ہوتی تو اس فطرت کی مالک نہ ہوتی۔"

"ہمیں یہی ڈرامہ جاری رکھنا ہے۔ جیسا کہ بینتھال نے کہا کہ وہ ابھی آئے گا اس سے اگر محتاط گفتگو کی جائے تو کام کی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں اور اسے ہم اپنے مطلب کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ ایک بات اور مسٹر وانی مین۔ یہ لوگ جس راستے پر ہیں وہ تشتا قبائل کے درمیان سے گذرتا ہے۔"

"ہاں!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تب ابھی ان کی نشاندہی نہ کی جائے۔ اسے متاثر کرنے کے لیے بہت سے ڈرامے کرنا پڑیں گے۔

"تم ہمیں ہدایات دیتے رہو گازالی۔ ہمیں تم پر مکمل اعتماد ہے اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اس سارے کھیل کے لیے اب جدید دور کے ایک دماغ کی ضرورت ہے۔ سوچنے والوں کے ذہن تک پہنچنے کے لیے ہمیں" سمبوتورا خاموش ہو گیا۔ خیمے کے پاس آہٹ سنائی دی تھی۔ پھر بینتھال دروازے کا پردہ ہٹا کر اندر آ گیا۔

"مقدس راہبو۔ جو لوگ دنیا ترک کر کے رہبانیت اختیار کر لیتے ہیں قابل احترام ہوتے ہیں میں تم سے عقیدت رکھتا ہوں اور تمہاری خدمت کر کے مجھے دلی خوشی نصیب ہوگی کیونکہ میں نے بدھ مت کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ میں دلی طور پر بدھ کے فلسفے سے عقیدت رکھتا ہوں۔ تمہاری باتیں گو میری سمجھ میں نہیں آئیں لیکن مجھے تم پر یقین ہے۔ کیا تم مجھے اپنے بارے میں کچھ اور بتانا پسند کرو گے؟"

"جو کچھ اس نے کہا۔ وہ اس کے حق میں بہتر نہ تھا۔ لیکن ہم عدم تشدد کے قائل ہیں۔ وقت نے اسے بھٹکا دیا ہے۔ کون ہے وہ ۔۔؟" سمبوتورا نے کہا۔

"دو وحشی قوموں کا امتزاج۔ اس کا باپ منگول تھا اور ماں ریڈ انڈین اس کی پرورش امریکہ میں ہوئی اور وہ وہاں کے سب سے بڑے جرائم پیشہ گروہ "مکلا سونا" سے تعلق رکھتی ہے۔"

"چمکدار پتھروں اور پیلی دھات کی تلاش میں بھٹکنے والی کو بتاؤ کہ موت اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ وہ اپنے مقصد کے حصول میں سرگرداں رہے ہم بھکشوؤں سے اسے کیا لینا۔" سمبوتورا نے کہا اور اس کے ان الفاظ کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ بینتھال کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"کیا کہا تم نے۔ چمکدار پتھر، پیلی دھات؟ اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"وہی جو تم نے جانا۔ وہی جس کے لیے تم تبت میں داخل ہوئے۔"

"تمہارے بارے میں کچھ جان سکتا ہوں مقدس راہب؟"

"ہم اس دنیا کی چمک سے اکتائے ہوئے ہیں۔ ان دونوں نوجوانوں نے دنیا چھوڑ کر اس کے اختتام کو جاننا چاہا، ہم سو گئے اس دن کے لیے جو اس کائنات کا آخری دن ہو۔ لیکن تم نے مداخلت کر کے ہمیں جگا دیا۔ نہ جانے کتنی صدیوں کی نیند اچاٹ کر دی تم نے۔"

"صدیاں۔ تو کیا تم صدیوں سے سوئے ہوئے تھے؟"

"اس وقت یہاں سمبا کروس کی حکومت تھی۔ اب کون حکمراں ہے؟"

"سمبا کروس۔ یہ نام تو تاریخ میں بھی نہیں ہے۔ شاید اس وقت کی تاریخ لکھی بھی نہیں گئی۔" بینتھال نے کہا۔

"آہ۔ تم نے ہم پر ظلم کیا ہے!"

"تم سونا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کروں؟"

"اب کیا ہو سکتا ہے۔ بھٹکتے پھریں گے اسی زمین پر کچھ نہ کرو ہمارے لیے وقت کا یہی فیصلہ تھا۔" سمبوتورا گردن جھکا کر بولا۔ پھر دفعتاً اس نے کہا۔

"اس کا نام کیا ہے۔ کیا وہ تم سب پر حکمراں ہے؟"

"ہاں۔ ہم اس کے گروہ کے لوگ ہیں اور وہ ایلن ساریا کے نام سے مشہور ہے۔"

"اس سے کہو اپنا کام جاری رکھے۔ ہمیں پریشان نہ کرے ورنہ نقصان اٹھائے گی۔"

"تم لوگ آرام کرو۔ نئی زندگی میں تمہیں دنیاوی چیزوں کی ضرورت پیش آئے تو مجھے بتاؤ۔"

"ہاں ہمیں انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی وہ سب چیزیں درکار ہیں جو انسانی ضرورت ہوتی ہیں لیکن تم ہم پر احسان نہ کرو اس احسان کا ہم کوئی صلہ نہ دے سکیں گے۔"

"مجھے تمہاری خدمت کر کے خوشی ہوگی۔" بینتھال نے کہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکل گیا۔

"تسلی بخش۔" سمبوتورا نے مسکرا کر کہا۔

"امریکہ کے مکلا رونا گروہ کے بارے میں تم نے پہلے کچھ سنا ہے گازالی؟" ندرت نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا۔"

"اس کا نام ایلن ساریا ہے۔ بہرحال یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ بھی خزانہ تلاش کرنے والوں میں سے ہے۔ بینتھال کے چہرے کے تاثرات یہی بتاتے تھے۔"

ہم لوگ دیر تک آئندہ کے بارے میں فیصلے کرتے رہے اور ایک لائحہ عمل طے کر کے اس پر متفق ہو گئے۔ بینتھال نے کھانے پینے کی اشیاء بھجوا دی تھیں۔

دوسری صبح ہماری طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وا لوگ ضروریات سے فارغ ہو کر سفر کے لیے تیار ہو گئے اور پھر اسی طوفانی انداز میں سفر شروع کر دیا گیا۔ بینتھال ایلن ساریا کے ساتھ تھا۔ صبح سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی ہماری نگاہیں

بوڑھے بابا کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں لیکن ابھی تک اس کی شکل نہیں نظر آئی تھی۔

یہ سفر شام سورج چھپے تک جاری رہا۔ ایک پہاڑی عبور کرنے کے بعد جب ہم ایک گھنے جنگل میں داخل ہوئے تو سمبوتورا بے اختیار بول اٹھا۔

"ہوشیار گازالی۔ تشاؤں کی سرحد شروع ہو گئی ہے۔ اگر ہم بائیں سمت چل کر اس درّے کا رخ اختیار کریں تو تشاؤں سے بچنے کی آخری شکل ہو سکتی ہے ورنہ۔"

"شاید یہ لوگ یہیں قیام کریں گے۔ میں نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ آگے چلنے والے رک گئے تھے۔ ہمارا اندازہ غلط نہیں نکلا۔ یاکوں پر سے سامان اتارا جانے لگا۔ ان لوگوں نے اسی جگہ ڈیرہ ڈال دیا تھا۔ چھولداریاں برق رفتاری سے نصب کی جانے لگیں۔ اور تاریکی چھانے سے قبل ہی وہ اس کام سے فارغ ہو گئے۔ اسی وقت بینتھال ہمارے پاس آ گیا تھا۔

"مقدس راہبو۔ دن کے سفر نے تمہیں تھکا دیا ہو گا آرام کرو۔ ممکن ہے آج رات ساریا تم سے ملاقات کر لے۔"

"اس سفر میں ہمیں ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا تم لوگ ہمیں ان پہاڑوں میں تنہا نہیں چھوڑ سکتے؟"

بینتھال کے چہرے پر بے بسی کے آثار نظر آئے۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ ابھی ممکن نہیں ہے ساریا خود تمہارے بارے میں فیصلہ کرے گی۔ لیکن اگر تم یہ چاہتے ہو تو میں پوری پوری کوشش کروں گا۔ براہ کرم اس وقت تک تعاون کرو۔"

بینتھال چلا گیا۔ سمبوتورا پرخیال انداز میں گال کھجا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "گازالی۔ کیا ہم اسی خیمے تک محدود ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ کیا ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت ہے؟"

"پتا نہیں۔"

"معلوم کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پتا لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔" میں یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ندرت بھی میرے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔

"میں بھی چلوں گی۔" خیمے سے باہر نکل کر میں نے ندرت سے کہا۔

"تم اگر خیمے ہی میں رہو تو بہتر ہے۔"

"وجہ۔۔؟" ندرت نے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی تو۔ تو صرف میں ہی اس کا شکار رہوں گا۔"

"میں بھی اسی وجہ سے تمہارے ساتھ چلنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی گڑبڑ ہو تم تنہا اس کا شکار نہ ہو۔" ندرت کے انداز میں کسی قدر شوخی پیدا ہو گئی۔

"میری بات مان لو ندرت۔"

"نائیں مانے گے۔" ندرت نے اردو میں کہا۔ اور میں گہری سانس لے کر اطراف کے ماحول پر نگاہ دوڑانے لگا۔ سب لوگ حسب معمول اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ ایک اور خاص بات میں نے محسوس کی تھی وہ یہ کہ ان لوگوں نے خیموں کو خاص انداز میں نصب کیا تھا۔ وہ دائرے کی شکل میں تھے اور سامنے کے حصے میں غالباً رات کو ہوشیار رہنے والے متعین کیے گئے تھے۔ گویا ان کے درمیان سے نکل بھاگنے کی گنجائش نہیں تھی۔ عورتیں چند خیموں میں تھیں جو اندر کی طرف تھے۔ ایلن ساریا کا بڑا خیمہ بھی ایک سمت نظر آ رہا تھا۔

ہم دونوں آگے بڑھ گئے۔ خیموں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کئی افراد ہمارے سامنے آئے وہ ٹھٹھک کر ہمیں دیکھتے ضرور تھے لیکن کسی نے کچھ نہیں کہا۔

"یہ سب لوگ امریکن ہائے۔ تم اس کا بات سنا گازالی۔"

"کس کا۔" میں نے اسی کے انداز میں کہا۔

"وہ مین بولا۔ ہم عشک نائیں کیا۔" ندرت شرمائے ہوئے انداز میں بولی۔

"آج تم پھر اردو بول رہی ہو ندرت۔" میں نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔

"تم میرا۔ مازاک کیوں اڑاؤ۔"

"اس لیے کہ اردو میں تم خطرناک ہو جاتی ہو۔"

"مائیں نائیں سمجھا۔" ندرت نے کہا۔ ابھی میں کوئی جواب نہیں دے پایا تھا کہ اچانک ہمارے بائیں سمت کچھ ہڑبونگ مچ گئی۔ ایک آدمی اچھل کر ہم سے کچھ فاصلے پر آ گرا۔ اور اسے پھلانگتا ہوا کوئی اور شخص ہمارے قریب آ گیا۔ اس کے پیچھے بھی کچھ لوگ دوڑ رہے تھے۔ پھلانگ آنے والے نے دفعتاً میرا بازو پوری قوت سے پکڑ لیا وہ بہت خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا اس لیے میں کچھ سمجھ بھی نہ سکا لیکن ندرت کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"گومین۔"

معلوم ہوا کہ گومین قافلے والوں کے قابو میں ہے۔ اس قافلے کی قیادت ایلن ساریا کر رہی تھی جس کا باپ منگول اور جس کی ماں ریڈ انڈین تھی۔ وہ انتہائی تشدد پسند خاتون تھی۔ وہ کچھ پہ مائل ہو گئی۔ اسی دوران ہم نے اپنے گیان کے مطابق اسے تشا قبائل والے راستے سے دور رہنے کا مشورہ دیا۔ اس نے بات کو مذاق میں اڑا دیا راستے میں تشا قبائل سے مڈبھیڑ ہو گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس جھڑپ کے بعد اس نے ہمارے مشوروں کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ راستے میں چند افراد نے قافلے کے اوپر فائرنگ کی۔ لیکن ساریا کی حکمت عملی سے یہ گروہ گرفتار ہو گیا یہ دیکھ کر ہمیں حیرانی ہوئی کہ یہ گروہ میکے براؤن کا تھا۔ ہمارے لیے مشکل پیدا ہو گئی لیکن سمبوتورا نے راستہ نکال لیا۔ ایک صبح میں ساریا کے معتمد بینتھال کے ہمراہ قیدیوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ میرے کانوں میں ایک مانوس آواز آئی جو مجھ سے سگریٹ یا سگار طلب کر رہی تھی۔

وہ کرنل آسٹن تھا۔ سو فیصدی کرنل آسٹن۔ لیکن وہ یہاں اس حال میں۔ اگر وہ یہاں موجود ہے تو یقیناً ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات بھی ہوں گے۔ یا صرف کرنل میکے براؤن کے چکر میں پھنسا ہے۔ تھوڑے فاصلے پر نظریں اٹھیں تو ڈاکٹر طاہر علی اور ان سے چند گز کے فاصلے پر کنور پربھات سنگھ اسی حال میں زمین پر سوتے دکھائی دیے۔ ان کے پیروں میں بھی ویسی ہی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔

ان تینوں کو اس حال میں دیکھ کر بہت دکھ ہوا تھا لیکن اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ بینتھال نے مجھے دوبارہ پکارا تو میں آگے بڑھ گیا۔ "کیا اسے سگریٹ نہیں دو گے بینتھال؟" میں نے اس کے قریب جا کر کہا۔

"میں استعمال نہیں کرتا۔ اور پھر مناسب بھی نہیں ہے سگریٹ دے دو گے تو چائے اور کافی بھی طلب کریں گے ان سے پوچھو زندگی کے اس آخری دور میں یہ خزانے کا کیا کریں گے۔" بینتھال نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔ دفعتاً میں نے رک کر کہا۔ "تمہارے آدمیوں نے ان دوسرے لوگوں کے پیروں میں زنجیریں نہیں ڈالیں۔ کیا یہ فرائض سے غفلت نہیں ہے؟"

"زنجیریں۔" بینتھال چونک کر بولا۔

"ہاں سگریٹ مانگنے والے قیدی کے پاؤں میں زنجیر تھی۔"

"ہمارے ہاں زنجیریں ہیں ہی نہیں نہ ہم اس کے قائل ہیں آؤ دیکھوں۔" بینتھال کو دلچسپی پیدا ہو گئی۔ ہم واپس مڑے اور دوبارہ کرنل آسٹن کے پاس آ گئے۔

"تمہارا شکریہ ماسٹر۔ بس ایک سے کام چل جائے گا پلیز۔" آسٹن نے آس بھری نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ دیر توقف کرو۔ تمہیں سگار یا سگریٹ بھجوا دی جائے گی۔ یہ تمہارے پیروں میں زنجیر کس نے ڈالی ہے؟" بینتھال نے پوچھا۔

"مسٹر براؤن نے۔ ہم ان کے قیدی ہیں!"

"کون مسٹر براؤن؟"

"میکے براؤن۔ گینگ لیڈر۔ وہ شیطانوں کے اس گروہ کا لیڈر ہے۔ سنگدل وحشی۔" آسٹن کی کربناک آواز ابھری۔

"اس نے تمہیں قیدی بنا لیا ہے؟"

"ہاں تشاآ قبیلوں کے پھندے میں جا پھنسے تھے ہم لوگ، ہمارے سات آدمی مارے گئے۔ ہم لوگ جھاڑیوں میں چھپ گئے تھے تب یہ منحوس میکے براؤن وہاں جا پہنچا۔ وہ بھی انہیں کا شکار تھا۔ اس کا ایمونیشن ختم ہو چکا تھا۔ دوسرا ساز و سامان بھی ان لوگوں نے چھین لیا تھا لیکن وہ کسی طرح اپنے آدمیوں کو بچا لایا۔ جھاڑیوں میں گھسا تو ہم مل گئے اور اس نے ہمیں قیدی بنا لیا۔ اس کے پاس نہ کھانے کو ہے نہ پینے کو لیکن ہمیں نہیں چھوڑتا۔ وہ ہماری زندگی کا خواہاں ہے۔"

"تمہارا تعلق اس کے گروہ سے نہیں ہے؟"

"نہیں۔ ہم تو سیاح ہیں۔ تبت کے اسرار معلوم کرنے نکلے تھے۔ ہماری مدد کرو ماسٹر ہمیں ان کے چنگل سے آزاد کرا دو!" کرنل آسٹن گڑگڑا کر بولا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ تم سے پھر بات ہو گی۔" بینتھال نے کہا اور میرا شانہ تھام کر وہاں سے ہٹ آیا۔ تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر اس نے دو آدمیوں کو اشارہ کیا۔ دونوں دوڑ کر قریب آ گئے تھے۔ "قیدیوں میں تین افراد کے پیروں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔ ان کی زنجیریں اتار دو۔"

"او کے چیف۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا اور دونوں مستعدی سے آگے بڑھ گئے۔ میں نے کہا۔ "ساریا، قیدی کسی دوسرے کو اپنا قیدی کیسے بنا سکتے ہیں۔ یہ ساریا کی توہین ہے بلکہ میرے خیال میں تو ان لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جانا چاہیے۔"

"تم نے ٹھیک کہا نوجوان راہب۔ چونکہ وہ ان سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے ان کے ساتھ بہتر سلوک ہو گا۔"

"یہ تشاآ قبیلے وہی ہو سکتے ہیں جن سے ہماری جنگ ہوئی۔" بینتھال نے کہا۔

"ہاں۔" میں نے مختصراً کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد بینتھال سے رخصت ہو کر خیمے کی طرف آ گیا۔ سمبوتورا باہر موجود تھا۔ اس کے چہرے پر بھی نقاب پڑی ہوئی تھی۔

"بہتر یہ ہے سمبوتورا کہ ہم عبادت کے لیے کوئی الگ تھلگ جگہ منتخب کریں ورنہ ایلن ساریا آج فرصت میں سارا دن بور کرے گی۔"

"ہائیسا کو بلا لوں۔" سمبوتورا نے پوچھا۔

"ہاں ضرور۔" میں نے جواب دیا۔ ہائیسا خود ہی ہماری آوازیں سن کر باہر نکل آئی تھی۔ میں نے اس سے بھی وہی کہا تو اس نے ساتھ چلنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ ہم تینوں دور دراز گوشے میں جا بیٹھے، یہاں سے کیمپ کے مناظر صاف نظر آتے تھے، قیدیوں پر بھی نگاہ رکھی جا سکتی۔ سمبوتورا نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان کی حالت بہت خراب ہے۔"

"ہاں تھوڑی دیر قبل میں ان کے درمیان گیا تھا۔ ایک اور مشکل پیش آ گئی ہے دائی مین۔"

"کیا۔؟" سمبوتورا نے میرے لہجے پر چونک کر مجھے دیکھا ندرت بھی میری طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"میری کہانی میں تم نے ڈاکٹر طاہر علی، کنور پربھات اور کرنل آسٹن کے نام سنے ہوں گے۔ چوتھا شخص اس کہانی سے نکل گیا تھا۔"

"مسٹر حاسن۔" سمبوتورا نے حسن صاحب کے نام کی ٹانگ توڑ دی۔

"ہاں۔ وہ تینوں بھی میکے براؤن کے ساتھ موجود ہیں۔"

"اوہ۔ بائی تو راسا۔ کیا وہ میکے براؤن سے مل گئے ہیں۔"

ندرت شدید حیرت سے بولی۔

"نہیں وہ اس کے قیدی تھے۔" میں نے مختصر الفاظ میں کرنل آسٹن کی زبانی سنے ہوئے واقعات اور پھر اپنی کارروائی انہیں سنا دی۔ سمبوتورا نے فوراً کہا۔ "لیکن ہم تو خود کو ان پر بھی ظاہر نہیں کر سکتے۔ اس وقت کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔"

"بہت کچھ سوچنا پڑے گا سمبوتورا۔ یہاں آ کر سچویشن بہت خراب ہو گئی ہے۔" میں نے پرخیال انداز میں تھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نقاب سرک رہا ہے راہب۔ اس کا خیال رکھو۔" ندرت نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔ اور میں نے بے اختیار تھوڑی پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ ندرت کھنکتی ہوئی آواز میں ہنس پڑی تھی۔

"بات تشویشناک ہے ندرت۔ میکے براؤن سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن ان لوگوں کو محفوظ رکھنا ہے۔ ساریا کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے ان قیدیوں کے بارے میں کیا سوچا ہو گا۔ ممکن ہے وہ ہمارے کچھ کرنے سے قبل انہیں ہلاک کر دے۔ اس طرح وہ لوگ بھی زد میں آ جائیں گے۔"

"لیکن تم ان کے لیے بینتھال سے کہہ چکے ہو گازلی۔ کیا ان کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرے گا؟"

"ممکن ہے کرے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ساریا انہیں شکست نہ دے۔ میں ان کے لیے پریشان ہوں۔"

"میرے خیال میں اس میں پریشانی کی بات نہیں ہے۔ تم یہ کام باآسانی کر سکتے ہو۔" سمبوتورا بولا۔

"کیسے؟"

"ہم لوگ عبادت کر رہے ہیں۔ ڈوبتے چاند کی راتوں میں ستارے ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور ستاروں کا کہنا ہے کہ تین قیدی ساریا کی مہم میں اس کے بہترین معاون ہو سکتے ہیں۔ پھر ان کی نشاندہی کر دو، ان دنوں وہ ہم پر اعتبار کرتی ہے۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"ہاں یہ ہو سکتا ہے۔" میں نے سمبوتورا کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔ ہم دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے پھر چند لوگ ہماری طرف بڑھتے نظر آئے یہ ہمارے لیے ناشتا لائے تھے۔ اس سے ہمیں اندازہ ہوا کہ ساریا کے گروہ کے افراد کسی سے غافل نہیں ہوتے۔ ہمیں اس طرف آتے دیکھ لیا گیا تھا۔

ساریا نے آج خلاف توقع قیام کیا تھا، ایسے موقعوں پر اس کے ساتھی بہت خوش ہوتے ہیں اور خوشی کا اظہار اسی طرح ہوتا تھا کہ وہ وحشت خیزی کریں۔ چنانچہ کلہاڑیاں، بھالے اور چھرے لے کر نوجوانوں کی ٹولیاں جنگل میں نکل گئیں۔ جو جنگل نہیں گئے تھے وہ یہیں منگل منا رہے تھے۔ رقص و موسیقی وحشیانہ رقص جس میں ریڈ انڈین قبائل کے رقص کی جھلک پائی جاتی تھی۔

دفعتاً ندرت نے ساریا کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بینتھال کے ساتھ قیدیوں کی طرف جا رہی تھی۔ پھر ندرت بولی۔ "اس عورت نے تمہیں ہر طرح متاثر کرنے کی کوشش کی تھی گازلی۔؟"

"تھی نہیں اب بھی کر رہی ہے۔"

"کیا یہ تم پر قابو پا لے گی؟"

"امکان تو نہیں ہے۔" میں نے الفاظ چبا کر کہا۔ اور ندرت چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ "تمہارے لہجے میں بے یقینی کیوں ہے؟"

"آنے والے لمحات کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔" میں نے جواب دیا اور ندرت مجھے گھورنے لگی۔ پھر بولی۔ "میری پیشگوئی سن لو۔ جس دن تم اس کی طرف ملتفت ہوئے وہ دن اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔"

"اوہ۔ کیا اسے کوئی حادثہ پیش آ جائے گا؟" میں نے لطف لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ قتل کر دی جائے گی۔"

"کون قتل کرے گا اسے؟"

"میں۔" ندرت نے جواب دیا اور میں ہنس پڑا۔

"تم لوگ تو قتل و غارت گری پسند نہیں کرتے۔"

"بحالت مجبوری ایسا کیا جا سکتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ ساریا کو تو ویسے بھی راستے سے ہٹانا ضروری ہے جب اس کی ضرورت پیش آئے گی تو میں اس سے اظہار محبت کر دوں گا۔" میرے الفاظ پر ندرت مسکرا دی تھی۔

آسمان ابر آلود تھا۔ آہستہ آہستہ بادلوں کے غول نمودار ہونے لگے اور پھر روشنی کافی کم ہو گئی۔ موٹی موٹی بوندیں آسمان سے گرنے لگیں اور ہمیں یہ گوشۂ عافیت چھوڑنا پڑا۔ ہم تینوں تیزی سے خیموں کی طرف جانے لگے۔ اسی وقت نوجوانوں کا ایک غول ایک شیر کی لاش ڈنڈوں میں لٹکائے ہوئے آ گیا۔ شیر کو کلہاڑیوں سے مارا گیا تھا۔ ساریا تیزی سے ان کی طرف بڑھی وہ انہیں داد دے رہی تھی۔

"افسوس اس کے سر پر وار کرنا پڑا لیکن ہم نے اس کا بقیہ بدن محفوظ رکھا ہے۔ اس کی خوبصورت کھال آپ کے لیے مخصوص کی گئی ہے میڈم۔"

"ایک منٹ۔" ساریا نے کہا اور بیلٹ قبضہ سے ایک لمبا خنجر نکال لیا۔ شیر کا ایک کان پکڑ کر اس نے خنجر کا ایک خوفناک وار کیا اور شیر کی گردن علیحدہ کر دی۔ اس کے ہاتھ خون میں لتھڑ گئے تھے۔ "اب احتیاط سے اس کی کھال اتار دو۔" اس نے خنجر قریب کھڑے ہوئے ایک شخص کے لباس سے صاف کرتے ہوئے کہا اور اسے بیلٹ میں اڑس لیا۔ اس کے چہرے پر شیر سے زیادہ درندگی نظر آ رہی تھی۔ نوجوان شیر کی گردن اسی طرح پڑی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ ساریا گردن کو ٹھوکریں لگا رہی تھی۔ پھر اس کی نگاہ ہم پر پڑ گئی۔ اور اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ "وہ دیکھو وہ فرشتے آسمان کے تحفے کو ٹھکرا کر بھاگ رہے ہیں۔ اے نقاب پوش فرشتو ادھر آؤ۔"

"لعنت ہے اس پر۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

مجبوراً اس کے نزدیک جانا پڑا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ تم لوگ آج دن بھر اسی جگہ بیٹھ کر عبادت کرو گے۔" اس نے شرارت بھری نگاہوں سے ہمیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے قیام سے ہم نے بھی فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا ساریا۔" سمبوتورا نے کہا۔

"پھر وہاں سے کیوں اٹھ بھاگے۔" وہ سرکش لہجے میں کہا۔

"بارش کی وجہ سے۔"

"کیسی عبادت ہے تمہاری۔ آسمان سے بھی مخلص نہیں ہو۔ اور زمین سے بھی بھاگتے ہو۔ بارش تو آسمان کا تحفہ ہے۔ پانی میں بھیگی ہوائیں بدن کو چھوتی ہیں تو آگ لگ جاتی ہے انگ انگ میں۔ ہر شے کو لپیٹ کر خود میں سمو لینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر تم اپنے خدا سے مخلص ہو تو اس کی دنیا سے کیوں بھاگتے ہو۔ ہمیں دیکھو ہم نے اس پانی کو بدن پر روکا ہے اور بدن سے گذار دیں گے۔ احمق راہبو۔ فلسفۂ زندگی مجھ سے پوچھو۔ زندگی نام ہے ان لذتوں سے بہرہ ور ہونے کا جو انسان کے لیے ہیں اور ان سے منہ موڑنا خودکشی ہے کہ زندگی کے بعد موت یقینی ہے اور موت کے بعد ہر خواہش کا فنا ہونا لازمی ہے۔ تم کونسی زندگی گذارنا چاہتے ہو، جو موت کے مترادف ہو۔"

"انہیں لذتوں سے کنارہ کشی رہبانیت ہے۔ ساریا خود پر جبر کر کے ہم..."

"اوہ جاؤ جاؤ بس اس وقت بوجھل باتیں نہیں سننا چاہتی۔ اپنے خیمے میں جاؤ اور اگر ان ہواؤں کی حقیقت کو جان لو بارشوں کی چھم چھم کا مفہوم سمجھ میں آ جائے تو رات کو میں اپنے خیمے کے عقب میں تمہارا انتظار کروں گی۔" اس نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور میں پلٹ پڑا۔ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ نوجوانوں کے ایک غول کو وحشت زدہ انداز میں دوڑتے دیکھ کر رکنا پڑا۔ دس بارہ جوان ایک سرکش گھوڑے کو رسوں سے باندھے لا رہے تھے سیاہ رنگ کے قدآور گھوڑے کی آنکھیں گہری سرخ ہو رہی تھیں اس کے نتھنوں سے آگ نکل رہی تھی لیکن رسیاں اس طرح اس کی گردن اور ٹانگوں میں کسی گئی تھیں کہ وہ انہیں روند ڈالنے چبا ڈالنے میں ناکام تھا۔ جدھر کا رخ کرتا دوسری طرف سے رسیاں تان لی جاتیں اور اسے رکنا پڑتا۔

"گھوڑا۔" ساریا پرمسرت آواز میں چیخی۔ "یہ تمہیں کہاں سے مل گیا۔"

"یہ وحشی خود ہی ہم پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور دیکھ لیں میڈم اب یہ ہماری گرفت میں ہے۔" ایک نوجوان نے چیخ کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے ان اطراف میں گھوڑے ہیں۔ کیا دوسرے لوگ بھی گھوڑے تلاش کر رہے ہیں۔ اس طرف لاؤ اسے میں اس پر سواری کروں گی۔"

ماری گئی۔ میں نے دل میں سوچا۔ جنگلی گھوڑے پر سوار آسان نہیں ہوتی اس نے تو کبھی سواری کا منہ بھی نہیں دیکھا ہو میں رک کر ساریا کی سواری کا منظر دیکھنے لگا۔ چالاک تھی، بیشک چالاک تھی۔ اس نے گھوڑے کو چھوڑنے کے لیے نہیں کہا۔ جو اسی طرح اسے پکڑے رہے تھے۔ ساریا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ گھوڑا مسلسل اچھل کود کر رہا تھا، وہ بار بار مچل کر آگے بڑھ جاتا ساریا کو سب سے قریب پا کر اس نے آواز لگائی اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو کر اس پر حملہ کر دیا۔ ساریا اطمینان سے اس کی زد سے نکل گئی اور دوسری طرف آ کر اس نے گھوڑے کی گردن میں بندھی

ہوئی رسی پر ہاتھ ڈال دیا۔ بڑی شاندار کوشش تھی۔ وہ اچھل کر گھوڑے پر چڑھ گئی لیکن توازن نہیں قائم ہو سکا تھا چنانچہ دوسری طرف آ گری گھوڑے نے فوراً گھوم کر دولتی جھاڑی تھی۔ اس کا پاؤں ساریا کے شانے پر لگا اور ساریا دور جا گری۔ اگر رسیاں تانے ہوئے جوان دوسری سمت سے گھوڑے کو پوری قوت سے کھینچ نہ لیتے تو وہ دوبارہ ساریا پر پہنچ گیا تھا۔ ساریا خاموشی سے کھڑی ہو گئی لیکن اس نے شانے پر ہاتھ بھی نہیں رکھا تھا۔ وہ بھوکی نگاہوں سے گھوڑے کو دیکھ رہی تھی اور اس کا یہ انداز لرزہ خیز تھا۔

دو وحشی آمنے سامنے تھے اور فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ دونوں میں سے کون زیادہ خونخوار ہے۔ ساریا پھر گھوڑے کے قریب آ گئی۔ وہ برق کی طرح کوند کوند کر اس کے وار بچا رہی تھی۔ ایک بار پھر اس نے گھوڑے کی گردن کی رسی پر ہاتھ ڈال دیا اور پھر اتنی پھرتی سے اس کی پشت پر پہنچ گئی کہ نگاہوں کو یقین نہ آئے۔ گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا۔ نوجوانوں نے وحشیانہ نعرے لگانے شروع کر دیے۔ لیکن ساریا ایک لمحہ بھی اس کی پشت پر نہ رہ سکی۔

ندرت نے عقب سے کہا۔ "کاش اس وقت یہ گدھے اس گھوڑے کی رسیاں چھوڑ دیں۔" میں نے چونک کر ندرت کو دیکھا۔ نہ جانے کب وہ میرے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ساریا گر کر دوبارہ اٹھی اور پھر گھوڑے کی پشت پر جا گئی لیکن دوسرا وحشی بھی اسے اپنی انا کا سوال سمجھتا تھا۔ وہ شدید مدافعت کر رہا تھا۔ یہ کھیل کوئی بیس منٹ تک جاری رہا دونوں کے انداز میں تھکن نہیں تھی لیکن اب ساریا کا چہرہ بگڑتا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ ایک بار وہ گھوڑے سے گری تو اس نے خنجر نکال لیا۔ اب پھر سیدھی کھڑی ہو گئی جونہی گھوڑا اس کے قریب پہنچا اس نے پوری قوت سے خنجر گھوڑے کے شانے میں پیوست کر دیا۔ گھوڑا سیدھا کھڑا ہوا اور پھر دوسری سمت گر پڑا۔ ساریا نے خنجر کھینچ کر اس بار اس کی گردن میں گھونپ دیا پھر وہ ایک وحشیانہ چیخ مار کر اس کے پُرگوشت شانے پر جھک گئی جس سے خون ابل رہا تھا۔ ندرت نے منہ بنا کر رخ بدل لیا۔ ساریا گھوڑے کے خون کو منہ میں لے کر اس کی کلیاں کر رہی تھی۔ اس کے سفید چمکدار دانت خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ پورا چہرہ گھوڑے کے زخم میں دانت گاڑھ کر اس نے اس کا گوشت نوچ لیا اور اسے چبا چبا کر تھوکنے لگی۔

"ہر سرکش کا یہی انجام ہے۔ مجھ سے سرکشی کر رہا تھا۔" اس کی غراہٹ سنائی دی اور میں کانپ گیا۔ ساریا کا چہرہ گھوم گیا اور اس کی نگاہ مجھ پر آ ٹکی۔ کیسی بھیانک آنکھیں تھیں اس کی۔ مجھے ایک بار جھرجھری آ گئی۔ ساریا مسکرا رہی تھی اس کی آنکھیں کہہ رہی تھیں۔ یہی تمہارا انجام ہو سکتا ہے۔

"آؤ۔" سمبوتورا نے کہا اور میں گھوم کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ میرے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔ میں پلٹ کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ ندرت ہم دونوں کے پیچھے آ رہی تھی۔ ہم خیمے میں داخل ہو گئے۔ بدن بری طرح بھیگ گئے تھے۔ خیمہ اندر سے خراب ہو گیا۔ "لباس تبدیل کرو گے؟" سمبوتورا نے پوچھا۔

"نہیں بارش ابھی جاری ہے۔"

"تم نے اس پاگل عورت کو دیکھا؟"

"درندہ ہے بالکل۔"

"اس بات کا خیال رکھنا ہوگا۔" سمبوتورا آہستہ سے بولا۔

ندرت ایک گوشے میں جا بیٹھی تھی۔ دیر تک میری آنکھوں میں وہی منظر گھومتا رہا۔ باہر بارش رک گئی تھی لیکن پھولداریاں ٹپک رہی تھیں۔ وقفے وقفے سے دن بھر بارش جاری رہی اور باہر ہنگامے ہوتے رہے جن کی آوازیں سنائی دیتی رہی تھیں۔

شام کو بینتھال سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا۔ "یہ سب کچھ تمہارے لیے ناخوشگوار ہو گا رہا ہے۔"

"ہاں ہم عدم تشدد کے پجاری ہیں۔" سمبوتورا نے کہا۔

بینتھال نے گردن جھکا لی تھی پھر وہ بولا۔ "بہتر ہے کہ زیادہ وقت خیموں میں ہی گذارا کرو۔ یہ مناظر یہاں عام ہیں۔"

"ٹھیک ہے قیدیوں کا کیا حال ہے؟"

"ان تین قیدیوں کے لیے میں نے مراعات حاصل کر لی ہیں۔ انہیں ایک خیمہ دے دیا گیا ہے۔"

"کیا ساریا نے ان سے ملاقات کی ہے؟"

"ہاں وہ ان سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ آج شاید وہ ان کے لیڈر سے بھی ملے گی۔"

"کس وقت؟"

"جس وقت وہ چاہے گی۔" بینتھال بولا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چلا گیا۔ سمبوتورا نے مجھ سے کہا۔ "میکے براؤن اور ساریا کے درمیان ہونے والی گفتگو معلوم ہونی چاہیے۔"

"ہاں میں بھی اس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔ میکے براؤن ان کا قیدی ضرور بن چکا ہے لیکن وہ خطرناک انسان ہے۔ اس بات کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس نے ساریا پر اعتماد قائم کر لیا تو ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔"

"میں آج رات اس سے ملاقات کروں گا۔" میں نے کہا اور ندرت چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ مجھ سے نگاہیں ملیں تو مسکرا دی۔ اس وقت اس کی مسکراہٹ سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس نے اردو میں کہا۔ "گھازالی۔ تم ہاؤ ہاؤ کا شکار ہو گئی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاکی کت جان لیا۔"

"کیا ؟" میں نے منہ پھاڑ کر پوچھا۔

"بارش کا چھوم چھوم۔ سمجھ لیا۔ وہ تمہارا انتظار . . . "

"خدا کی پناہ۔ کیا ساری دنیا کی عورتوں کے کان اتنے ہی لمبے ہوتے ہیں ؟" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ اور ندرت ہنس پڑی۔ "ہوتا ہائیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں میں نے بارش کی چھم چھم اور ہواؤں کی حقیقت سمجھ لی ہے۔"

"مائیں کو بھی بتاؤ۔ میں بھی جاننے مانگتا۔ یہ سب کیا بولتے۔" ندرت نے کہا۔

"بارش کہتی ہے کہ اب پہاڑ سرد ہو جائیں گے اور ہوائیں ٹھنڈی ہو کر بدن میں سوراخ کریں گی چنانچہ ہمیں مناسب لباس کا بندوبست کر لینا چاہیے ورنہ سردی سے اکڑ جائیں گے۔" میں نے کہا۔

"نائیں ایسا نائیں بولتے۔ وہ تم نائٹ میں ساریا کو بتائیں گا۔" ندرت نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔ پھر بولی۔ "میں تمہارا پیچھا کرے گی۔"

"نہیں ندرت ایسی حماقت نہ کرنا۔ یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"میں کرے گا۔ جارور کرے گا۔" اس نے خیمے کے ایک بانس سے ٹک کر آنکھیں بند کر لیں۔

"ساریا نے تمکے براؤن کو اپنے خیمے میں طلب کیا ہے۔" رات کو سمبوتورا نے مجھے بتایا۔ "اور تمہیں اب چالاکی سے اس کے اور ساریا کے درمیان ہونے والی گفتگو کا پتا چلانا ہے۔"

"اس گفتگو کا جو ردعمل ہوگا۔ اس کا اندازہ تو قیدیوں کے ساتھ ہونے والے سلوک سے ہی ہو جائے گا۔" ندرت کہنے لگی۔

"ہمیں ساریا پر اور مضبوط گرفت کرنا ہوگی۔" سمبوتورا نے کہا۔ اور ندرت خاموش ہو گئی۔ بارہ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے جب میں خیمے سے نکل کر ساریا کے خیمے کے پیچھے چل پڑا۔ سردی واقعی بڑھ گئی تھی اور ماحول میں ٹھٹھرن پیدا ہو گئی تھی۔ ساریا کے خیمے کے عقب میں روشنی ہو رہی تھی۔ قریب پہنچا تو ایک الاؤ روشن نظر آیا۔ اس کے قریب ساریا بیٹھی خاموشی سے شعلوں کو دیکھ رہی تھی۔ میرے قدموں کی آواز پر اس نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ آگ کے شعلے اس کے رخساروں پر دہک سا اٹھی آنکھوں میں تیز چمک پیدا ہو گئی۔

"میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"اب تک جاگ رہی ہو ؟"

"تمہاری عبادت ختم ہو گئی ۔۔ ؟"

"دل نہیں لگ رہا۔" میں نے کہا۔

"کیوں ؟"

"تمہاری آواز بار بار سنائی دیتی ہے اور میرا دل عبادت سے اچاٹ ہو جاتا ہے۔"

"تمہاری رہبانیت میری نسوانیت کے لیے چیلنج ہے راہب۔ میں ہر سرکشی کو قوت سے زیر کرتی رہی ہوں۔ میں نے اپنے اندر کی عورت پر کبھی نگاہ نہیں ڈالی۔ یہاں ان وادیوں میں وہ پہلی بار مجھے نظر آئی ہے تو میں اس کی قوتوں کو بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں نے تمہیں وقت دیا ہے جلد بازی نہ کرو۔ جب تنہائی میں میری آواز تمہارے وجود کو ریزہ ریزہ کر دے جب تمہاری رہبانیت پاش پاش ہو جائے تو میرا نام پکارتے ہوئے میرے پاس آنا۔ ابھی تمہارے چہرے پر عبادت کی نقاب ہے۔ یہ نقاب میری رقیب ہے۔ تمہارے بدن پر راہبوں کا لباس ہے، مجھے اس لباس سے نفرت ہے۔ راہب کوئی عارضی جذبہ کوئی وقتی جنون تمہیں میرے پاس لایا ہے تو میں اس کی پذیرائی نہیں کروں گی، میں تمہیں پاگلوں کی طرح اپنی طرف دوڑتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہاری زبان پر صرف اپنا نام سننا چاہتی ہوں۔ یہ میری انا کا خراج ہے جو تم ادا کرو گے۔ یہ اس عورت کی خواہش ہے جو محبت سے مسکراتی ہوئی تمہاری طرف بڑھی تھی جس نے جھیل کے پانی میں تمہیں پکارا تھا۔"

میں نے دل ہی دل میں اس عورت کا شکریہ ادا کیا جس کے اندر اتنی انا تھی اگر وہ کوئی عام عورت ہوتی تو میرے لیے عذاب بن جاتی۔ میں آگ کے پاس بیٹھ گیا۔ ساریا مسکراتی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "اور کوئی بات کرو گازالی۔"

"موضوع کا تعین کیسے کروں ؟" میں نے پوچھا۔

"آج کا دن کیسے گذرا ۔۔ ؟"

"بات وہیں آ جاتی ہے۔"

"نہیں آنی چاہیے۔" ساریا نے غرا کر کہا۔ اور میں سنبھل گیا۔ پاگل عورت تھی سا سے رام کرنے کی کوشش کہیں مصیبت ہی نہ بن جائے۔ چنانچہ اب یہ ڈرامہ ختم کر دینا چاہیے۔

"کل سفر ہوگا ؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں تیز رفتار سفر۔ اس کے لیے خود کو تیار رکھنا۔"

"تمہاری منزل کتنی دور ہے ساریا ؟"

"اس کا جواب تم نہیں دو گے راہب ؟"

"میں ؟" میں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ہاں تم۔ بڑے گیانی ہو۔ جوانی کو ٹھکرا کر تم نے آسما

سے دوستی کی ہے، ستارے تمہارے راہنما ہیں۔ ان رہنما ستاروں سے پوچھ کر تو بتاؤ کہ میری منزل کتنی دور ہے ؟" اس کے لہجے میں کوٹ کوٹ کر طنز بھرا تھا۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ پھر بولی "صرف اپنی دھن میں مست ہو یا کبھی ان لمحات کے بارے میں بھی سوچتے ہو جو گذار رہے ہو ؟"

"ہم تمہارے نمکخوار ہیں ساریا۔"

"وہی سہی۔ دوستی قبول کرنے میں تمہیں صرف اس لیے اعتراض ہے کہ میرا تعلق تمہاری قوم سے نہیں ہے۔"

"نہیں ساریا۔ یہ بات نہیں ہے۔ ہماری نگاہ میں تم آسمان ہو۔ ہم تمہارا احترام کرتے ہیں۔"

"کتنے آسمان ہیں تمہارے ؟ ایک آسمان وہ ہے جس میں کھو کر تم خود آسمان بننا چاہتے ہو۔ میں بھی تمہاری نگاہ میں آسمان ہوں۔ تم کہاں سچے ہو راہب کہاں جھوٹے، میں فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں۔ بتاؤ میری منزل کتنی دور ہے ؟" اس کے لہجے میں غراہٹ ابھر آئی۔

"زمین کی پیمائش پوچھ رہی ہو تو ابھی طویل سفر باقی ہے۔ کئی دن اور کئی راتیں اور اپنی چاہت کی منزل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی ہو تو سنو وہ تم سے زیادہ دور نہیں ہے۔"

"میری چاہت کی منزل کیا ہے ؟"

"زر و جواہر کے وہ انبار جن کے لیے تم نے اتنا لمبا سفر کیا ہے۔ ان ویرانوں میں تمہیں ان کی محبت لائی ہے اور تمہاری وہ منزل تمہاری پہنچ میں ہے۔ ہاں ساریا چمکتے پتھر، دھکتا سونا تمہاری راہ تک رہا ہے اور سنو یہ میرا گیان ہے کہ تم صرف اس کی مالک ہو گی۔" میں نے ساریا پر نگاہ جما کر کہا۔

وار کاری تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات میں نمایاں تبدیلی نظر آئی۔ اس کی آنکھوں سے وحشت غائب ہو گئی اور ان میں چمک نظر آنے لگی۔ "یہ تمہارا علم کہتا ہے ؟" اس نے خوشی کے عالم میں کہا۔

"یہ ستاروں کا بیان ہے۔" میں نے کہا۔ وہ دیر تک کچھ سوچتی رہی اس دوران اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"ایک کائنات زمین و آسمان کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ سورج چاند ستارے سیارے کہانیاں سائنس لیٹم، راکٹ۔ اس کائنات کا ایک جغرافیہ ترتیب دے دیا گیا ہے۔ ہم اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں لیکن اس سے کہیں زیادہ وسیع کائنات اس سے کہیں زیادہ پراسرار دنیا انسان کے اپنے وجود میں ہوتی ہے گازالی۔ اور کوئی جغرافیہ کوئی نقشہ اس کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ کوئی راکٹ کوئی سیارہ اس کے تمام گوشوں میں نہیں جھانک سکتا۔ ہم اپنے وجود کی کائنات سے بے خبر ہیں۔ ہم اس کائنات کو سمجھ نہیں سکتے تمہارا خیال درست ہے۔ مونٹ سوراٹ کا خزانہ میرے لیے بہت دلکش تھا۔ میں نے اس کے حصول کے لیے بڑی محنت کی ہے۔ لیکن میں نے اپنے وجود کی کائنات میں جھانکا تو وہاں مجھے ایک اور شے نظر آئی اور اس کے سامنے مونٹ سوراٹ کا خزانہ مجھے بے حقیقت محسوس ہوا۔ ہاں گازالی ابھی ابھی مجھ پر انکشاف ہوا ہے۔ سنو راہب دولت کا حصول میرے لیے کبھی مشکل نہیں ہوا۔ میں انسانوں کو کیا ملکوں کو بلیک میل کر سکتی ہوں۔ اس طرح کہ وہ اپنے خزانوں کے منہ مجھ پر کھول دیں۔ یہ خزانہ میری مہم جوئی ہے میں صرف اپنی فطرت کے تحت اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی جب تک میں اپنی ذات کی عورت سے روشناس نہیں تھی اس خزانے کے لیے سرگرداں تھی۔ لیکن اب وہ عورت میری ذات پر حکمراں ہے۔ وہ کہتی ہے تم نے ساری زندگی جو چاہا حاصل کیا۔ کچھ میرا بھی حق ہے تم پر۔ اور میں اس کی بات سن رہی ہوں اس کا کہنا صحیح ہے۔ زندگی بھر میں پہلی بار اس نے مجھ سے کچھ کہا ہے وہ مجھ سے تمہیں مانگ رہی ہے گازالی۔ میری مدد کرو اس عورت کی مانگ پوری کر دو۔ وہ تمہیں اسی طرح چاہتی ہے جیسے میں نے کہا۔ تمہاری کوئی دوسری شکل اسے ناپسند ہوگی۔ گازالی۔ تمہارے خیال میں میری منزل دور نہیں ہے۔ وہ خزانہ میری دسترس میں ہے۔ میں کہوں کہ میں اسی جگہ سے اسی وقت واپس ہو سکتی ہوں یا اگر تم چاہو تو اسے تمہارے کسی پسندیدہ شخص کے لیے حاصل بھی کر سکتی ہوں۔ اسے اس کے حوالے کر سکتی ہوں۔ لیکن میرے اندر کی عورت کو اس کی خواہش کے مطابق زندگی دو تو کیا تم ۔۔ ؟" اس کی آواز میں حسرت تھی۔

"مجھے اتنا بڑا کام نہ دو ساریا۔ آج شاید موسم کے زیر اثر شاید تمہاری کشش سے مجبور ہو کر میرے قدم مجھے یہاں تک کھینچ لائے۔ کل میرے اندر تمہاری تڑپ پیدا ہو سکتی ہے۔ مجھے خود کو آزما لینے دو ساریا۔"

"میری طرف سے اجازت ہے۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

میں خاموش ہو گیا۔ بڑی مشکل سے اس کا موڈ بہتر ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا۔ "جس مقصد کے لیے تم نے اتنا طویل سفر کیا ہے ساریا اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ یہ سب تمہاری تقدیر ہے۔ اس میں ترمیم مناسب نہ ہوگی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ قیدیوں کے بارے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ؟"

"قیدی۔" ساریا نے کہا۔ "یہ قیدی بڑے کام کے لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ تمہارا علم مجھے ان کے بارے میں کچھ بتا سکتا ہے۔" وہ مسکرائی۔

"تمہاری ہی منزل کے راہی ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ الفاظ میرا کوئی معمولی کارکن بھی کہہ سکتا ہے۔ بہرحال ان کے بارے میں کچھ دلچسپ حقائق سنو۔ میکے براؤن ان لوگوں میں سے ہے جو بوڑھے دیوانے کو جاپان سے اڑا لائے تھے۔ براؤن نے اس بوڑھے کا دماغی توازن درست کرنے کی بہت سی کوششیں کی تھیں۔ لیکن پھر وہ کچھ دوسرے لوگوں کی سازشوں کا شکار ہو گیا اور بوڑھے کو ہندوستان میں کھو بیٹھا۔ بہت کچھ ہارنے کے بعد بالآخر وہ ویلینی کی راہ پر لگا اور اب وہ بوڑھا گدھ ویلینی کی طرف جا رہا تھا کہ میرے ہاتھ لگ گیا احمق انگریز۔ ویلینی سے خزانے کی بھیک مانگنے جا رہا تھا۔ اتنا ہی آسان سمجھ لیا تھا اس نے سب کچھ۔"

"یہ کہانی تمہیں میکے براؤن نے سنائی ہے؟"

"کچھ میکے براؤن نے کچھ دوسروں نے۔ یہ دوسرے تین قیدی ہیں جن میں دو ہندوستانی اور ایک اطالین ہے۔ وہ میکے براؤن کے قیدی تھے اب انہیں میری طرف سے مراعات حاصل ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے دو کو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"کیسے؟" میں نے بے اختیار پوچھا۔

"کرنل جان آسٹن اٹلی کا باشندہ ہے۔ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ویلینی کی تلاش میں نکلا تھا۔ بوڑھے کی کہانی اسے معلوم تھی۔ اس نے اپنے ایک ہندوستانی دوست کنور پربھات سنگھ کی مدد حاصل کی۔ کنور نے بوڑھے کو کسی طرح حاصل کر لیا اور اسے ایک عمارت میں پوشیدہ کر دیا۔ میں بھی بوڑھے کی تلاش میں تھی اور معلومات حاصل کرتی ہوئی میں اس بوڑھے کی رہائش گاہ تک پہنچ گئی۔ یہاں اس شخص کے نوجوان ساتھی نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھوں مارا گیا۔ اسی وقت سے میں اس بوڑھے اور اس جاگیردار کو پہچانتی ہوں۔ تیسرا ان کا ایک ہندوستانی ساتھی ہے جو شاید ڈاکٹر ہے۔ وہ لوگ ایسے ہی کہہ کر پکارتے ہیں۔"

ساریا کہہ رہی تھی اور میرے ذہن میں شدید سنسنی پیدا ہو رہی تھی۔ اگر کنور پربھات سنگھ کی اس رہائش گاہ میں روشنی ہوتی اور ساریا جلدی میں نہ ہوتی تو اس وقت میں اور ڈاکٹر طاہر علی بھی اس کے لیے اجنبی نہ ہوتے۔ ڈاکٹر طاہر علی تو اس کا گھونسہ بھی کھا چکے تھے۔ بس تاریکی نے ہمیں بچا لیا تھا۔

"کیا تم نے ان لوگوں کو بتا دیا کہ بوڑھا تمہارے قبضے میں ہے؟" میں نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ بتا بھی دوں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ سب اب بے بس ہیں۔"

"ہاں ظاہر ہے۔" میں نے لاپرواہی سے کہا پھر بولا "لیکن ساریا پاگل بوڑھے سے اب تمہیں کیا لینا ہے؟"

"یہ بات نہیں۔ وہ ہمارے پاس ایک اہم مہرہ ہے۔ یوں لگتا ہے گارالی کہ بوڑھا ویلینی کے لیے کوئی اہم حیثیت رکھتا ہے۔ کسی مرحلے پر اگر ہمیں کوئی ناکامی ہوئی تو بوڑھا ہمارے کام آئے گا۔ ہم اس کے ذریعہ ویلینی کو بلیک میل کر سکتے ہیں۔ میں نے اسی تصور کے ساتھ اس کی حفاظت کی ہے۔ اس دوران یہ بھی خیال تھا کہ ممکن ہے وہ زبان کھول دے اور کچھ کام کی باتیں معلوم ہو جائیں۔"

"ہاں اس کے امکانات ہیں۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

ساریا تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بے اختیار مسکرا پڑی "تمہارا یہ تجسس تمہاری واپسی کی خبر دیتا ہے۔ میں تم سے مایوس نہیں ہوں۔ اس سے قبل تم نے کبھی ایسی غیر متعلق باتیں نہیں کی تھیں۔ لیکن راہب تم خود سوچو۔ میرا علم یہ سب کچھ بتا سکتا ہے تمہارا یہ معلومات کیسے حاصل کر سکتا تھا۔ میں کوئی بھی پراسرار علم نہیں جانتی میری دنیاوی زندگی میری معاون بنی۔ تم اپنے ستاروں سے ان کے بارے میں کچھ اور پوچھو۔ کوئی ایسی بات جو مجھے معلوم نہ ہو۔"

"امتحان لینا چاہتی ہو ساریا؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"یہ ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ سارے علوم ہوشمندی کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ استغراق اور لاہوشی صرف ذہنی فتور ہیں پاگل پن کسی کو کچھ نہیں دیتا۔"

میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور ستاروں کو دیکھنے لگا۔ دیکھتا رہا، خوب عمدہ اداکاری کر رہا تھا میں۔ ساریا نے پہلے تو غور نہیں کیا پھر جب محسوس کیا تو وہ بھی خاموش رہی۔ چند لمحات کے بعد میں نے گردن جھکا لی۔

"تمہیں مخاطب کر سکتی ہوں آسمان کے باشندے؟" اس کی آواز ابھری۔

"تم نے کہا تھا کہ میں ان ستاروں سے وہ بات پوچھوں جو تمہیں معلوم نہ ہو۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کچھ کہتے ہیں ستارے؟"

"ہاں وہ مجھے میری محنت کا ثمر دینا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"میکے براؤن کے پاس سونے اور ہیروں کا ایک ذخیرہ جس کی مالیت کروڑوں روپے کی ہے۔ یہ سب کچھ اس کے سامان میں پوشیدہ ہے شاید ایک مجسمے کی شکل میں۔ کیا اس نے تمہیں اس کے بارے میں بتایا؟"

"نہیں۔" ساریا نے بے اختیار کہا۔

"آسمان کا اشارہ ہے ممکن ہے اس کا کچھ اور مفہوم ہو لیکن چاہو تو اس کی تلاشی لے سکتی ہو۔"

"آسمان کا اشارہ؟" ساریا نے سرسراتی آواز میں کہا۔ "اس کا ہوم کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرا کیا مفہوم ہو سکتا ہے اس کا؟ اب دور راہب۔ دوسرا کیا مفہوم ہو سکتا ہے لیکن آسمان سے ن بات کی نشاندہی تو نہیں ہوتی کہ ویلینی کا خزانہ براؤن کے قبضے ن چلا جائے۔ اگر ایسی بات ہے راہب تو۔ میں آسمان کے ان شاروں کا رخ بدل دوں گی۔ براؤن کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"نہیں ساریا۔ ان اشاروں کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تمہاری کامیابی کی پیش گوئی کبھی نہ کی جاتی اور جو ایک بار تحریر ہو جاتا ہے وہ نہیں ٹلتا۔ تم کوشش کر سکتی ہو ساریا۔"

ساریا خاموش رہی۔ اس کے بعد شاید اس کی ذہنی رو اس مجسمے کی طرف بھٹک گئی تھی اور موقع غنیمت جان کر میں نے اس سے اجازت طلب کر لی۔

دوسرے دن سفر معمول کے مطابق شروع ہو گیا۔ ساریا کی کسی کارروائی کی کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ البتہ شام ہونے سے کچھ دیر قبل وہ میرے پاس آ گئی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ "آج میں قیدیوں کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیتی رہی ہوں۔"

"کوئی خاص بات محسوس کی ساریا۔۔۔؟"

"ان کے ساتھ ایک دراز قامت تبتی ہے شاید جانگ ہے اس کا نام۔ اپنے کندھے پر ایک بڑا سا ہولڈال اٹھائے رہتا ہے۔ کسی عام بستر کا اتنا وزن نہیں ہو سکتا جو اس کے شانے پر محسوس ہوتا ہے۔ آج رات کو یہ دیکھیں گے کہ وہ اس بستر کو استعمال کرتے ہیں یا نہیں۔"

"اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور ایسی چیز نہیں ہے؟"

"نہیں۔ میں جائزہ لے چکی ہوں۔" ساریا نے جواب دیا۔

رات کو قیدیوں کے علاقے میں کچھ ہنگامہ ہو گیا۔ لوگ شور مچا رہے تھے جس کی وجہ سے ہم تینوں باہر نکل آئے۔ سمبوتورا کو ابھی میں نے اس سلسلے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی تھی۔ "کیا ہوا اس طرف۔۔۔؟" اس نے پوچھا۔

"آؤ دیکھیں۔" میں نے کہا۔ اور ہم تینوں اس طرف چل پڑے۔ لیکن ہمیں راستے میں ہی رک جانا پڑا۔ ساریا چند لوگوں کے ساتھ آ رہی تھی۔ اس کے قریب دو افراد چل رہے تھے جن کے ہاتھوں میں رانا شمشیر کا مجسمہ موجود تھا۔ اس میں جڑے پراسرار ہیرے چمک رہے تھے۔ عقب میں جانگ اور میکے براؤن بھی ساریا کے ساتھیوں کے نرغے میں آ رہے تھے۔ جانگ کو پھر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ البتہ میکے براؤن آزاد تھا۔ وہ کچھ کہتا ہوا ساریا کے پیچھے چل رہا تھا۔

سمبوتورا آہستہ سے بولا "مجسمہ ساریا کو مل گیا؟"

"ہاں۔ میں نے اس کی نشاندہی کی تھی۔"

"اوہ کب۔۔۔؟"

"رات کی ملاقات میں۔ ایک اور حیرتناک اطلاع ہے ندرت۔ ساریا کرنل آسٹن اور کنور پربھات سنگھ کو پہچانتی ہے۔ ہم تو بھول ہی گئے تھے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ساریا وہی عورت ہے جو مان کھیڑہ سے گومین کو نکال کر لائی تھی۔ ظاہر ہے اس دوران اس نے کنور کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی۔ اسی نے کرنل آسٹن کے نوجوان ساتھی کو بھی ہلاک کیا تھا۔ وہ بخوبی ان دونوں کو پہچانتی ہے۔"

"اوہ۔ واقعی یہ بات تو ذہن سے نکل ہی گئی تھی۔ پھر اس کا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"وہ جانتی ہے کہ وہ لوگ بھی ویلینی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس کے دل کا راز نہیں معلوم ہو سکا کہ اب وہ ان لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ رکھتی ہے اور انہیں زندہ رکھنے کا کیا مقصد ہے۔"

"بہرحال وہ خطرے میں ہیں۔" ندرت نے کہا۔

"ہم سب ہی خطرے میں ہیں ندرت۔ میں نے مجسمہ برآمد کرا لیا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ حالات کیا ہوتے ہیں۔"

ساریا اپنے خیمے کی طرف جا رہی تھی۔ اور پھر وہ خیمے میں داخل ہو گئی۔ جانگ اور براؤن کو باہر ہی روک لیا گیا تھا۔ ساریا کے آدمی ان کے پاس کھڑے تھے۔ ہم لوگ دور ہی سے یہ سب دیکھتے رہے۔ پھر واپس اپنے خیمے کی طرف چل پڑے۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ بنیتھال ساریا کا پیغام لے کر میرے پاس پہنچ گیا۔ "میڈم طلب کرتی ہیں۔"

مجھے اس بات کا خطرہ تھا۔ بہرحال انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں نقاب درست کر کے بنیتھال کے ساتھ چل پڑا۔ "کچھ ہنگامہ سا ہو رہا تھا قیدیوں کے کیمپ میں؟" میں نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"میکے براؤن کے قبضے سے ایک عظیم الشان خزانہ برآمد ہوا ہے۔ سونے کے ایک بت کی شکل میں۔ اس نے اس بت کو ہولڈال میں لپیٹ رکھا تھا۔ اب وہ میڈم کے قبضے میں ہے۔"

"اس بت کے حصول میں کوئی رکاوٹ ڈالی گئی تھی۔"

"ہاں۔ وہ پہلوان نما تبتی مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ لیکن اسے قابو میں کر لیا گیا۔" ہم لوگ باتیں کرتے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارپا کے خیمے پر پہنچ گئے۔ جانگ خیمے کے سامنے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیے گئے تھے۔ میکے براؤن البتہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ بنیتھال نے مجھے خیمے کے دروازے پر چھوڑ دیا اور میں اندر داخل ہو گیا۔ خیمے میں ساریا کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ اٹھی اور آگے بڑھ کر میرے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ "اوہ گازالی۔ گازالی اِدھر دیکھو، دنیا کی سب سے قیمتی چیز۔ دیکھو وہ دیکھو۔" اس نے مجسمے کی طرف اشارہ کر کے کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی اس کے قریب لے گئی۔ "میں ہیروں کی دیوانی ہوں۔ کوئی ماہر سے ماہر جوہری بھی ہیروں کی مجھ سے اچھی شناخت نہیں کر سکتا۔ اس بت میں جڑا ہوا ایک ایک ہیرا دنیا کا قیمتی ترین پتھر ہے، بے داغ اور بڑا۔ کروڑوں ڈالر کی ملکیت ہے یہ مجسمہ۔ بہت قیمتی ہے یہ۔ بہت ہی۔ اور۔" وہ رک کر مجھے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے بے پناہ خوشی جھلک رہی تھی۔ "اور یہ مجھے تمہاری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ تم۔ تم عظیم ہو راہب۔ تمہاری بات سچ نکلی۔ بالکل سچ۔ اور اب۔ میں تم پر مکمل اعتماد کرتی ہوں۔ تم سچے ہو۔" میں خاموشی سے اس کی یہ حسرت دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "کاش تم مجھے مل جاؤ ہمیشہ کے لیے مل جاؤ تم اس قابل ہو کہ دنیا تمہاری آرزو کرے۔ تم سے کتنے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ تمہیں اس خوشی میں کیسے شریک کروں، بتاؤ؟"

عالمِ حسرت میں اس کی باتیں بے ربط ہو گئی تھیں۔ میں نے چند لمحات خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔ "یہ اسی ہولڈال میں ملا۔؟"

"اس کے علاوہ کسی چیز میں ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ میں نے اندازہ لگا لیا تھا۔"

"میکے براؤن اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟"

"پاگل بے وقوف انگریز مسلسل مجھے دل ہلا دینے والی کہانیاں سناتا رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ منحوس مجسمہ ہے کسی انترابھون نامی جگہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے مجسمہ ایک شخص کو قتل کر کے حاصل کیا تھا اور جب سے یہ مجسمہ اس کے پاس آیا ہے اس پر نحوستوں کا نزول ہو گیا ہے۔ اس سے قبل وہ پرسکون انداز میں سفر کر رہا تھا لیکن مجسمے کے حصول کے بعد سے وہ پریشان ہے۔ خوراک کے ذخائر ختم ہو گئے۔ ہتھیار چھین لیے گئے اور وہ قیدی بن گئے۔"

"اوہ۔ پھر وہ کیوں اس منحوس مجسمے کو لے کر سفر کر رہا تھا۔"

"اس نے اعتراف کیا کہ صرف لالچ میں۔ وہ اسے چھپانا چاہتا تھا۔ بہرحال یہ اس کی احمقانہ باتیں تھیں۔ اس کے مبتی ساتھی نے مجسمے کے حصول میں مداخلت کی تھی باہر بندھا پڑا ہے۔ میں اس شخص کے بارے میں سوچ رہی ہوں کہ اسے ہلاک کر دوں۔"

"نہیں ساریا ابھی نہیں۔ تم کسی کا خون بہانے سے اجتناب کرو۔ ابھی یہ سب کچھ مناسب نہیں ہے۔"

"لیکن وہ قیدی خطرناک ہے۔"

"اس کے لیے انتظار کرو۔"

"ٹھیک ہے کیا اسے رہا کر دوں؟"

"بہتر یہی ہو گا۔ میکے براؤن سے اس کی ضمانت لے لو۔ تم نے ان لوگوں سے میرا تذکرہ تو نہیں کیا۔؟"

"نہیں اس کی ضرورت ہی کیا تھی؟"

"مجھے خوشی ہے ساریا کہ میرے ذریعہ تمہیں یہ قیمتی چیز مل گئی مجھے اجازت دو۔"

"کچھ مصروف ہو؟"

"ہاں آج رات عبادت کی رات ہے۔ ہم کسی پرسکون گوشے میں عبادت کریں گے۔"

"یہ مجسمہ تو مجھے تمہارے ذریعہ مل گیا گازالی۔ تم مجھے کس کے ذریعہ ملو گے۔ کیا آسمان سے ایسا کوئی اشارہ نہیں مل سکتا۔"

"اگر ملا تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔" میں نے خوش طبعی سے کہا۔ اور ساریا ہنسنے لگی۔ وہ مجھے باہر تک چھوڑنے آئی تھی۔ میں خاموشی سے خیمے میں واپس آ گیا۔ سمبوتورا اور ندرت مجھ سے مجسمے کے بارے میں پوچھنے لگے اور میں نے تفصیل بتا دی۔ ندرت نے ہنس کر کہا۔ "دیکھنا یہ ہے کہ اب ساریا کا کیا حشر ہوتا ہے۔ کیوں گازالی کیا تم اب بھی اس کی نحوستوں کے قائل نہیں ہو؟"

"مجھ سے یہ سوال مت کرو ندرت۔"

"کیوں؟"

"اگر کبھی میرے دل میں اس کے حصول کی خواہش پیدا ہوئی تو میں اس کی ساری نحوستیں ختم کر دوں گا۔" میں نے کہا اور سمبوتورا چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر دلچسپی سے بولا۔ "گازالی۔ گازالی کتنا اعتماد ہے تمہارے لہجے میں۔ ایک عجیب لہجہ سنا ہے میں نے۔ بہت عجیب لہجہ۔ اس اعتماد کی وجہ؟"

"تم نہیں سمجھ سکو گے سمبوتورا۔ یہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے۔"

"مجھے سمجھاؤ گے بھی نہیں۔؟"

"میرا مذہب ان سارے توہمات کو پاش پاش کرتا ہے ہر چند کہ میں اس سے بہت دور رہوں لیکن جب بھی اس طرف لوٹوں تو مجھے نہ جانے کتنے سہارے حاصل ہو جائیں گے۔"

"کتنا اعتماد ہے تمہیں۔ بہت بڑی بات ہے میں بہت متاثر ہوا ہوں اس بات سے گازالی۔" سمبوتورا نے کہا۔ اس کے

بعد اس نے خاموشی اختیار کر لی پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں۔؟" میں نے پوچھا۔

"گوئین کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ مجھ سے مانوس ہو گیا ہے میرا انتظار کرتا ہے۔"

"کوئی تبدیلی پیدا ہوئی اس میں۔"

"نہیں اس سلسلے میں ابھی تک مایوسی ہوئی ہے مجھے، لیکن ابھی گنجائش ہے۔ ابھی کافی گنجائش ہے۔" سمبوتورا چلا گیا تو ندرت مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔ "آج تم بہت جلد چلے آئے ساریا کے پاس سے؟"

"ہاں وہ مجسمے میں الجھی ہوئی ہے۔"

"کتنی ناپائیدار ہے اس کی محبت۔ کوئی میرے اطراف ایسے لاکھوں مجسمے سجا دے تو میں صرف تمہیں دیکھوں گی گازالی۔" ندرت بے اختیار بولی اور پھر خود ہی گھبرا سی گئی۔ "باہر نہیں چلو گے؟" اس نے رخ بدل کر کہا۔

میں نے ہنس کر اسے دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "آؤ۔ میں اس سے کہہ کر آیا ہوں کہ آج رات ہمیں عبادت کرنی ہے۔"

"کیوں کہا؟"

"تاکہ وہ دوبارہ نہ بلائے۔" میں نے جواب دیا۔ ہم ایک سنسان سے گوشے میں جا کر اپنے مخصوص انداز میں بیٹھ گئے تھے۔ رات گہری تاریک تھی۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ کیمپ میں خاموشی تھی۔ صرف پہرہ دینے والے ہوشیار تھے۔ ریڈیوں کے علاقے میں کافی سخت پہرہ رہتا تھا اور وہاں موجود پہرے دار زیادہ مستعد ہوتے تھے۔ ہماری نگاہیں سنسان ماحول میں بھٹکتی رہیں۔ ندرت خاموش تھی نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔ ہوائیں بند ہو گئیں اور ماحول پر گھٹن سی طاری ہونے لگی۔ ندرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس علاقے میں بارش بہت ہوتی ہے۔"

"تمہیں ناپسند ہے؟" میں نے سوال کیا اور ندرت گردن موڑ کر مجھے دیکھنے لگی۔ پھر جھٹکے دار لہجے میں بولی۔ "ہاں۔" میں خاموش ہو گیا۔ فضا میں حبس بڑھتا جا رہا تھا۔ اس سے قبل بھی بارشیں ہوئی تھیں لیکن حبس کا یہ عالم نہیں تھا۔ جب میں کچھ نہ بولا تو ندرت نے کہا۔ "تم نے پوچھا نہیں کہ کیوں۔؟"

"پوچھنے کی کیا گنجائش ہے کسی کو کسی وجہ سے کچھ ناپسند ہوتا ہے اور بس۔" میں نے جواب دیا۔

"وجہ پوچھی جا سکتی ہے۔"

"شرمندگی کا احساس رہتا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"پتا نہیں کونسی بات پر تم کہہ دو کہ "سنسر"۔"

"ہاں یہ درست ہے۔" ندرت نے افسردہ لہجے میں کہا۔

میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فضا میں ایک سنسناہٹ سی پیدا ہو گئی۔ ایک عجیب سی گونج دور دور کے پہاڑوں میں بلند ہو رہی تھی۔ ندرت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ میں بھی پریشانی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تھا۔ دفعتاً یہ سنسناہٹ ایک خوفناک گڑگڑاہٹ میں تبدیل ہو گئی۔ جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے تھے یہاں شدید جھٹکے محسوس ہونے لگے۔ ندرت کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی اس کے ساتھ ہی کیمپ سے شور بلند ہوا۔ "زلزلہ۔ یہ زلزلہ ہے ندرت۔"

"لیٹ جاؤ۔" ندرت بے اختیار بولی۔ پھر ایک اور چیخ اس کے منہ سے بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے فضا میں ستارے چھوٹتے ہوئے دیکھے ندرت نے اسی طرف اشارہ کیا تھا۔ تقریباً چار یا پانچ فرلانگ کے فاصلے پر فضا میں آتشبازی چھوٹ رہی تھی۔ سرخ پگھلے ہوئے پتھر گیس کے دباؤ کے ساتھ آتشیں لکیریں بناتے ہوئے آسمان کی جانب جا رہے تھے۔ پھر ایک سماعت شکن دھماکہ ہوا اور آسمان پر سیاہ دھوئیں کے مرغولوں میں چمکتے ہوئے آتشیں پتھر بلند ہو گئے۔ زمین مسلسل ہل رہی تھی اور ہم اِدھر اُدھر لڑھک رہے تھے۔ اگر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے تو زندہ بچنا مشکل ہو جاتا۔ کیمپ میں ہولناک چیخیں سنائی دے رہی تھیں لیکن ان خیموں کے درمیان میں نے قہقہے بھی سنے تھے۔ اس لرزہ خیز ماحول میں بھی وہ جنونی نہیں رہے تھے۔ اس سے لطف اٹھا رہے تھے۔ پتھروں کے فضا میں بلند ہو کر گرنے کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ گڑگڑاہٹ سے کان پھٹے جا رہے تھے۔ پھر گرم سیاہ لاوا خارج ہونے لگا اور درجہ حرارت بڑھنے لگا۔ کوئی خاموش آتش فشاں پھٹ پڑا تھا اور اس کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔ ہمارے آس پاس کئی جگہ سے زمین شق ہو گئی۔ یہاں بھی دھماکے سے پتھر فضا میں بلند ہو کر اولوں کی طرح ہمارے آس پاس برسنے لگے۔ ساریا خیمے سے نکل آئی اور چیخ چیخ کر ہدایات جاری کرنے لگی۔

"ندرت۔ گھٹنوں کے بل آگے بڑھو۔ ہمیں سمبوتورا کے آس پاس رہنا چاہیے۔" میں نے کہا۔ لیکن ندرت خوف سے نڈھال ہو رہی تھی۔ میری ہدایت پر اس نے عمل کرنے کی کوشش کی لیکن بار بار وہ منہ کے بل نیچے گر پڑتی تھی۔ آتش فشاں کا غضب بڑھتا جا رہا تھا اور جب آتشیں پتھر ہمارے کیمپ پر پرواز کر رہے تھے کئی خیمے ان کی لپیٹ میں آ گئے تھے اب کسی کے لیے پناہ نہیں تھی۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ ساریا کی چیختی آواز میں نے سنی وہ کہہ رہی تھی "جسے جہاں پناہ ملے چلا جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہتھیار ساتھ رکھو۔ ٹولیاں بنا کر منتشر ہونے کی کوشش کرو۔"

ایک بار پھر میں نے ندرت کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا۔ دو تین بار گرا لیکن اسے سنبھالے رکھا۔ خیموں میں آگ بھڑکتی جا رہی تھی۔ اپنا توازن سنبھالنا مشکل تھا۔ خیموں کو بچانے کی کوشش کیسے کی جا سکتی ہے چنانچہ بہت سے خیمے جل گئے لیکن تمام خیموں نے آگ نہیں پکڑی تھی کیونکہ وہ فاصلے فاصلے سے لگے ہوئے تھے۔ نہ جانے کس طرح ہم گومن کے خیمے تک پہنچے اندر گئے۔ خیمہ خالی تھا۔ سمبوتورا بھی موجود نہیں تھا۔ ایک بڑا سا جلتا ہوا پتھر ہمارے خیمے پر گرا اور ندرت ایک ہولناک چیخ مار کر ایک سمت دوڑ پڑی۔ میں نے خود بھی بمشکل جان بچائی تھی۔ ایک طرف دوڑتے ہوئے میں بہت سے لوگوں سے ٹکرایا اور نیچے گر پڑا۔ بیشمار افراد میرے اوپر سے گذر گئے تھے۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی تو ندرت مجھ سے آ ٹکرائی۔ میں نے اس کی کلائی مضبوطی سے تھام لی اور بائیں سمت دوڑنے لگا۔ اب چہرے کی نقاب شدید الجھنیں پیدا کر رہی تھی۔ میں نے اسے نوچ کر پھینک دیا۔ عقبی سمت میں ایک عظیم الشان چٹان مضبوطی سے زمین پکڑے ہوئے تھی۔ ہم دونوں نے اس کی آڑ میں پناہ لی اور برستے ہوئے پتھروں سے محفوظ ہو گئے۔

تاریک رات بھیانک ماحول جس میں صرف پتھروں سے بلند ہونے والی چنگاریاں روشنی پیدا کر رہی تھیں ورنہ تاریکی گھور تاریکی۔ دل و دماغ بے قابو تھے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو گئی تھیں۔ زبان خشک ہو کر تالو سے چپک گئی تھی۔ پھر فضا میں روشنی پھیل گئی۔ جنگل کے خشک درختوں اور ٹہنیوں نے آگ پکڑ لی تھی۔ جنگل میں آگ لگتے ہی ایک اور مصیبت شروع ہو گئی۔ جنگلی جانوروں نے میدانوں کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔ ان کے چیخنے چلانے کی آوازوں نے فضا کو اور بھی وحشتناک بنا دیا۔ قیامت کی رات تھی نہ جانے کیا کیا ہونے والا تھا۔ زمین مسلسل کروٹیں بدل رہی تھی۔ کبھی خاموشی چھا جاتی اور کبھی دھماکوں کا مسلسل طوفان شروع ہو جاتا۔ خدا خدا کر کے دن کی روشنی پھوٹی۔ آتش فشاں کی آتش فشانی میں کمی آتی جا رہی تھی۔ زمین کی جنبش بھی رک گئی تھی۔ لیکن جنگل مسلسل سلگ رہے تھے۔ آنکھوں میں شدید جلن تھی۔ میں نے چٹان سے ٹکی ہوئی ندرت کو دیکھا اور دفعتاً میرے پورے بدن کو زبردست شاک لگا۔ وہ۔ وہ ندرت نہیں تھی۔ ایک وحشتناک چہرہ تھا وہ۔ بال بکھرے ہوئے ہونٹ خشک آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑے ہوئے۔ اس کی نگاہ بھی میری طرف اٹھ گئی۔ اور دفعتاً جیسے اس کے بدن میں بجلیاں سی بھر گئیں۔ اس کے حلق سے ایک جگر فرسا چیخ بلند ہوئی۔ "گازالی!"

میرے اوسان خطا ہو گئے۔ یہ جولیا تھی۔ میکے براؤ
بیٹی جولیا۔ اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ دماغ ماؤف ہو گیا
رخصت ہو گئے۔ وہ ہو گیا جو نہ ہونا چاہیے تھا۔ جولیا جس
حالت میں تھی اس میں اس کے ساتھ بے اعتنائی نہیں برتی جا
تھی۔ مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ رات کی تاریکی میں ایک بار تو
جائزہ لے لیا ہوتا۔ وہ اچانک مجھ سے آ ٹکرائی تھی اور اس
نسوانی خطوط محسوس کر کے میں نے اسے ندرت سمجھ لیا تھا
کے بعد یہ غور کرنے کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی تھی کہ وہ خا
کیوں ہے۔ اگر تاریکی میں ہی پتا چل جاتا تو۔

"گازالی!" اس نے ہیجانی انداز میں میرا گریبان پکڑا
وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور اس اس ک
کانپ رہا تھا۔ میں نے بمشکل خود کو سنبھالا اور نرم لہجے میں
"گوتمارا وندھاؤ۔ آبوماتورے!"

"گازالی۔ یہ تم ہو۔ تم نے۔ تم نے مجھے بچایا ہے۔ ت
مگر تم؟" جولیا کی آواز ابھری۔

"آبوماتورے؟" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ٹکڑے کردوں گی تم
کہاں چلے گئے تھے تم۔ بے ایمان کمینے!" وہ بے اختیار
دیوانگی کے عالم میں وہ میرا گریبان جھنجھوڑ رہی تھی۔

"یوگازالی نو۔ نو!" میں نے سینے پر ہاتھ رکھ کر گردن
ہوئے کہا۔

"کیا۔؟" اس نے خوفزدہ ہو کر میرا گریبان چھوڑ دیا
کی آنسو برساتی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔

"یوگا بھکشو۔ قرن دتاری بھکشو!" میں نے پھر سینے
انگلی رکھ کر کہا۔

"تم۔ تم گازالی نہیں ہو؟" جولیا کی سسکی ابھری۔

"یوگازالی نو۔ نو!" میں نے پھر زور زور سے گردن
کام بگڑ گیا تھا پھر بھی اسے سنبھالنا تو تھا کسی طرح۔

"جھوٹ بول رہے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو مجھ سے
چاہتے ہو۔ جھوٹ مت بولو خدا کے لیے جھوٹ مت بو
میں مر جاؤں گی گازالی میں مر جاؤں گی!" وہ بلک بلک کر رو د
میں سخت پریشان تھا کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔
کے رونے سے دل پگھل رہا تھا وہ اس طرح رو رہی تھی کہ
نکلا پڑتا تھا۔ میں اس کے لیے دل میں کبھی گداز نہیں پیدا کر
تھا۔ حالانکہ بار بار اس کا احساس ہو چکا تھا کہ وہ مجھے پاگلو
طرح چاہتی ہے۔ مگر میں کیا کر سکتا تھا۔ عجیب مخمصے میں پھ
گیا تھا۔

"گازالی۔ میرے گازالی مجھے دیکھو، غور کرو مجھ پر میں وہی جولیا ہوں جس کے لباس پر کوئی شکن نہیں ہوتی تھی۔ جس کا وجود تر و تازہ تھا۔ خدا کی قسم گازالی میں صرف تمہاری تلاش میں بھٹک رہی ہوں صرف تمہاری تلاش میں۔ ڈیڈی نے تو مجھے واپس بھجوانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن میں سنتی۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں واپس نہیں جاؤں گی۔ میں گازالی کو تلاش کروں گی وہ مجھے یہیں بھٹکتا ہوا مل جائے گا۔ وہ ضرور مجھے مل جائے گا میرے یقین کو نہ توڑو گازالی۔ اعتراف کر لو تم گازالی ہو۔" ایسا درد تھا اس کی آواز میں ایسی التجا تھی کہ سب کچھ فراموش کرنا پڑا۔ ہر چند کہ وہ مجھے محبوب تھی لیکن انسان تھی۔ انسان کے ساتھ اس سے زیادہ وحشیانہ سلوک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اپنی پوزیشن بھی سنبھالنی تھی۔ میں نے دل میں ایک فیصلہ کیا اور پھر بولا۔ "یہ اعتراف میری موت بن جائے گا جولیا۔" وہ اچھل پڑی۔ پھر دیوانہ وار مجھ سے لپٹ گئی پاگلوں کی طرح وہ مجھ میں سمائی جا رہی تھی۔ میں نے اس کے دل کا بخار نکل جانے دیا۔

"کیوں چھپ رہے تھے مجھ سے۔ کیوں جھوٹ بول رہے تھے۔ میری موت چاہتے ہو۔ اپنے منہ سے کہہ دو مر جاؤں گی۔ کہہ دو گازالی ابھی مر جاؤں گی۔ اسی وقت کہہ دو۔"

"نہیں جولیا۔ میری دعا ہے کہ تم زندہ رہو۔ اس وحشتناک ماحول سے نکل کر اپنی دنیا میں پہنچ جاؤ۔ تم پر ظاہر ہو کر میں مر جاؤں گا۔ میرا زندہ رہنا اب مشکل ہو گا۔"

"کیوں۔ میں نہیں سمجھی کیوں۔ کیوں مر جاؤ گے تم؟" اس نے بچوں کی طرح میرے سینے سے گردن اٹھا کر پوچھا۔

"میکے براؤن دوسری بار مجھے ہلاک کرنے کے لیے جان کی بازی لگا دے گا۔"

"ڈیڈی۔؟" وہ شدید حیرت سے بولی۔ "کیوں۔ اور تم نے "دوسری بار" کیوں کہا؟"

"میں جانتا ہوں اس نے تمہیں حقیقت نہ بتائی ہو گی۔"

"حقیقت۔ وہ کیا ہے؟"

"میکے براؤن نے اپنی دانست میں مجھے ہلاک کر دیا تھا۔ جولیا وہ جانگ کے ہاتھوں مجھے قتل کرا چکا ہے۔" میں نے کہا اور جولیا ایک دم مجھ سے الگ ہو گئی۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ میں نے اسے پوری کہانی سنا دی۔ جولیا کے چہرے کے رنگ بدلتے رہے تھے۔ "سمبوتورا اور ندرت نے میری جان بچائی اور ایک خاص طریقے سے میرا علاج کر کے مجھے نئی زندگی دی۔ اس کے بعد میں نے تم لوگوں کو تلاش کیا تو تم لہاسہ چھوڑ چکے تھے۔"

"ندرت کون؟" جولیا نے پوچھا۔

"حسن صاحب کی کوٹھی میں تم نے اسے دیکھا ہو گا۔"

"اس سے تمہارا کیا واسطہ؟"

"میرا کوئی واسطہ نہیں۔ وہ بھی اس خزانے کی تلاش میں سرگرداں ہیں جس کے لیے سب پاگل ہو رہے ہیں!"

"ڈیڈی!" جولیا کی غرائی ہوئی آواز ابھری۔ "وہ اس قدر سنگدل ہیں اس قدر مکار ہیں مجھے علم نہیں تھا۔ خدا کی قسم گازالی۔ خدا کی قسم میں نے آج ان سے سارے رشتے توڑ لیے۔ اب وہ میرے کچھ نہیں ہیں، کچھ بھی نہیں اب وہ میرے۔ نفرت کرتی ہوں میں ان سے شدید نفرت۔ گازالی، میں اب دشمن ہوں ان کی۔ ہر اس شخص کی دشمن ہوں جو میرے گازالی کا دشمن ہے۔ تم فکر مت کرو گازالی۔ میں تمہارے ایک ایک دشمن کو ختم کر دوں گی۔ جانگ کو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گی۔ اگر وہ مجھے زندہ مل گیا تو اسے ہلاک کرنا میرا عہد ہے اور ڈیڈی میں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گی!" جولیا غرائے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

زمین زور سے ہلی اور وہ پھر مجھ سے لپٹ گئی۔ "یہ سب یہ سب مر گئے کیا۔ مر گئے ہوں گے کمینے۔ مجھے کسی سے غرض نہیں ہے کوئی نہیں ہے اب میرا۔ بس تم زندہ رہو گازالی۔ میں بیمار ہو گئی ہوں تمہارے لیے اب ٹھیک ہو جاؤں گی۔ جانتے ہو انہوں نے مجھ سے کیا کہا تھا۔ ڈیڈی نے مجھ سے کیا کہا تھا تم جانتے ہو گازالی۔ انہوں نے کہا تھا تم ایشیائی ہو۔ تم کبھی ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ تم صرف ہمیں بے وقوف بنا رہے تھے اور پھر ڈیڈی سے معلومات حاصل کر کے تم نے ہمیں چھوڑ دیا۔ اب تم طاہر کے ساتھ ہو گئے۔ میں نے تسلیم نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ کوئی مجبوری ہی تمہیں روک سکتی ہے تم مکار نہیں ہو۔ ڈیڈی ناراض ہو گئے مجھ سے۔ بہت دن تک انہوں نے مجھ سے بات نہیں کی۔ وہ مجھے واپس بھیجنا چاہتے تھے لیکن میں نے انکار کر دیا۔ میں صرف تمہاری تلاش میں پہاڑوں میں آئی ہوں۔ پھر ڈیڈی کو طاہر وغیرہ مل گئے تم ان میں نہ تھے۔ میں نے ڈیڈی سے سوال کیا۔ طاہر علی سے پوچھا لیکن کسی کو تمہارے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ لیکن اتنی بڑی سازش کا اندازہ نہیں تھا مجھے۔"

"میکے براؤن نے طاہر علی وغیرہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟"

"بہت برا۔ ڈیڈی انہیں بھوکا رکھتے تھے۔ ان سے باربرداری کا کام لیتے تھے۔ جانگ ان تینوں کو رسی سے مارتا تھا۔ وہ بہت ظالم ہیں گازالی۔ وہ بہت ظالم ہیں دیکھ لو۔ کیسی سزا ملی انہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے سب مر گئے پتھروں کے نیچے دب کر اب کسی کی آواز!" جولیا خاموش ہو گئی۔ دور کہیں پھر دھماکہ سنائی دیا تھا۔ ہمارے بالکل نزدیک زمین دور تک شق ہو گئی تھی۔ آتش فشاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب بھی پھنکار رہا تھا اور دوسری طرف جنگل میں آگ لگی ہوئی تھی۔ جولیا مجھ سے لگی بیٹھی رہی۔ سورج نکل آیا اور ماحول کی وحشت خیزی نمایاں ہو گئی۔ نقشہ ہی بدل گیا تھا اس جگہ کا۔ میدان میں پتھروں کے نیچے جھلسی ہوئی بہت سی لاشیں پڑی تھیں۔ یہاں بیٹھے رہنا اب ناممکن ہو گیا تھا۔ میں نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور زمین کے پھٹے ہوئے حصے کو عبور کر کے میدان میں نکل آئے۔ سامان جگہ جگہ بکھرا پڑا تھا۔ اس میں ہتھیار بھی تھے۔ جتنی لاشیں دیکھی جا سکتی تھیں دیکھیں۔ ایک پستول اپنے قبضے میں کیا۔ پانی کے دو برتن اٹھائے اور پھر جولیا کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔

لاشیں صرف ساریا کے ساتھیوں کی تھیں۔ ان میں زیادہ تر عورتیں تھیں جو خوف کی وجہ سے اپنا بچاؤ نہیں کر سکی تھیں۔ مردوں کی لاشیں بہت کم تھیں۔ ساریا یا ہمارے جانے پہچانے لوگوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ ہم نے اندازے سے ایک جانب سفر شروع کر دیا۔ درختوں سے اٹھنے والے شعلے بہت بلند تھے۔ آگ کی حدت انہیں جھلسائے دے رہی تھی۔ زمین سخت گرم تھی۔ ہم تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ بس یہی سمت محفوظ تھی۔ شام ہوتے ہوتے ہم کافی دور نکل آئے تھے۔ اور اب ایک چٹیل میدان شروع ہو گیا تھا۔ سوکھی ہوئی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں نظر آ رہا تھا چاروں طرف وحشت برس رہی تھی۔ ایسا سناٹا چھایا ہوا تھا کہ انسان پاگل ہو جائے۔ اس علاقے میں بڑے بڑے گرگٹ نظر آ رہے تھے سرخ رنگ کے سیاہی مائل۔ بے حد خوفناک نظارہ تھا۔ ہم رکے بغیر آگے بڑھتے رہے۔ جولیا کی قوت اب جواب دیتی جا رہی تھی۔ اس کے چلنے کی رفتار بھی سست ہو گئی تھی۔ بھوک بھی شدت سے لگنے لگی تھی۔ پانی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اسے ہی گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے رہے۔ اسی سے کچھ تسلی ہوتی رہی تھی۔

دفعتاً جولیا نے ایک طرف اشارہ کیا۔ "گازالی۔ وہ۔ وہ جنگل۔" میں نے اس کے اشارے کی سمت دیکھا۔ بائیں طرف ڈھلان کے اختتام پر جنگل نظر آ رہا تھا۔ میں تو اس سمت دیکھ ہی نہ سکا تھا لیکن جولیا کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ میرے قدم بے اختیار اس طرف بڑھ گئے۔ رات ہونے سے قبل اگر ہم جنگل تک پہنچ جائیں تو شاید کچھ کام بنے۔ آتش فشاں کی آتش فشانی سے جان بچ گئی تھی۔ سب گم ہو گئے تھے۔ میں زندہ تھا۔ جولیا زندہ تھی اور کائنات کا یہ ویران گوشہ تھا۔ آگے کیا ہو گا سوچنا بھی مشکل تھا۔ مناظر بدلتے گئے۔ جنگل وسیع اور گھنا نہیں تھا۔ درختوں کے سلسلے میں داخل ہوئے تو ایک آبشار کی آواز سنائی دی جس کے دامن میں سبزہ زار پھیلا ہوا تھا۔ جنگل کے کچھ درختوں پر بیر کی شکل کے پھل لگے ہوئے تھے جن پر ہم سوچے سمجھے بغیر ٹوٹ پڑے۔ پھل ہلکے سے ترش لیکن لذیذ تھے۔ پیٹ بھر کر پھل کھائے اور پھر آبشار کے کنارے ایک مسطح جگہ لیٹ گئے۔ سر چکرا رہا تھا غالباً یہ ضرورت سے زیادہ پھل کھانے کا نتیجہ تھا۔

رات کب ہوئی کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ میں گہری نیند سو گیا تھا۔ پھر نہ جانے رات کا کون سا پہر تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ جولیا چیخ کر مجھ سے لپٹ گئی تھی۔ وہ دہشت زدہ انداز میں ایک طرف اشارہ کر رہی تھی۔ میری نگاہ بھی اس طرف اٹھ گئی۔ ایک قد آور سیاہ جانور تھا جو آبشار کے کنارے پانی پی رہا تھا اور ہم سے زیادہ دور نہیں تھا۔ میں نے پھرتی سے پستول سنبھال لیا۔ لیکن جانور کے نتھنوں سے ایک خاص آواز سن کر میں رک گیا۔ وہ جنگلی گھوڑا تھا۔ نہ جانے کیا ذہن میں سمائی میں اٹھ گیا۔ حالانکہ جنگلی گھوڑے کو قابو میں کرنے کی کارروائی میں دیکھ چکا تھا۔ لیکن پھر بھی میں گھوڑے کو چمکارتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ جنگلی گھوڑا نہیں تھا۔ اس پر باقاعدہ زین کسی ہوئی تھی۔ ساریا کے پاس گھوڑا نہیں تھا چنانچہ یہ کسی اور کا گھوڑا ہی ہو سکتا تھا۔ جانور تھکا ہوا تھا۔ میرے قریب پہنچنے پر بھی اس نے حرکت نہیں کی تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ جولیا میرے پاس آ گئی تھی۔ "میں تو ڈر گئی تھی۔" اس نے کہا۔

"یہ گھوڑا ہمارے کام آ سکتا ہے جولیا۔"

"ہاں ہم اس پر سوار ہو کر آبادی تلاش کریں گے گازالی۔ تم خزانے پر لعنت بھیجو۔ ہم فرانس چلیں گے ایک نئی زندگی شروع کریں گے گازالی۔ چلو میری نیند پوری ہو چکی ہے۔ کیا تم سفر کرنے کے قابل ہو۔۔۔؟"

"صبح کا انتظار کرو جولیا۔ دن کی روشنی میں ہم راستوں کا صحیح تعین کر سکیں گے۔" میں نے جواب دیا اور جولیا خاموش ہو گئی۔ میری ذہنی حالت تباہ تھی۔ جولیا احمق تھی۔ دیوانگی کا شکار تھی وہ۔ اس لیے ان فضول باتوں کے علاوہ کیا کر سکتی تھی۔ وہ منصوبے بنا رہی تھی اور ان منصوبوں پر خوش تھی لیکن حالات کی سنگینی کا احساس مجھے ضرور تھا، ان لوگوں کا حشر معلوم ہو جاتا تو کوئی فیصلہ بھی کیا جا سکتا تھا، ممکن ہے ان میں سے کچھ اس طرح زندہ بچ گئے ہوں، جیسے ہم دونوں۔ اگر وہ نہ ملے تو تبت کے ان ویران علاقوں سے واپسی کا سفر بھی ناقابلِ تصور تھا۔ میں تو کوئی راستہ نہیں جانتا تھا، جن راستوں سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے تھے۔ وہ بالکل ذہن سے محو ہو چکے تھے، کوئی نقشہ میرے پاس موجود نہیں تھا۔ بہت دیر تک اسی پریشانی کا شکار رہا۔

اس وقت صبح کی روشنی نمودار ہو رہی تھی۔ جب اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں اچھل پڑا، میں نے جولیا کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو گئی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی مست کی ہواؤں میں اس کے بال اڑ رہے تھے، اور وہ اپنے وجود سے بے خبر تھی۔ میں نے خود پر وہ کیفیت طاری کر لی جس کی مشق سمبوتورا نے مجھے کرائی تھی، اور پھر میں اپنے ذہن میں سمبوتورا کا تصور کرنے لگا۔ جس ذہنی طور پر اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا، کافی دیر اس طرح گزر گئی، اور اس کے بعد دفعتاً مجھے اپنے ذہن کے کچھ خانے روشن ہوتے ہوئے محسوس ہوئے، میں نے فوراً ہی سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور چند لمحات کے بعد میرے ذہن میں کچھ آوازیں سی ابھرنے لگیں۔ "گازالی۔ گازالی تم کہاں ہو۔ کیا تم زندہ ہو۔۔۔؟"

"ہاں سمبوتورا میں زندہ ہوں۔ تم اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"تم کہاں ہو؟" میرے ذہن میں سمبوتورا کی آواز ابھری۔ اس کی صورت میری آنکھوں میں تھی۔

"میں ایک ایسے مرغزار میں ہوں جہاں آبشار گرتے ہیں، اور اس کے دامن میں گھاس کے قطعے پھیلے ہوئے ہیں، اس سے کچھ پہلے میں نے درختوں کا ایک ایسا جنگل دیکھا ہے، جہاں بیر نما پھل لگے ہوئے تھے۔"

"آہ۔۔۔" گویا تم ہمارے تعاقب میں ہو، انہیں راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے ہم تک پہنچنے کی کوشش کرو گازالی، ہم آگے کا سفر روک دیتے ہیں، ہم تو تمہیں مردہ تصور کر چکے تھے۔" سمبوتورا کی آواز سنائی دی اور پھر میرا اس سے ذہنی رابطہ ٹوٹ گیا، میرے سر میں ایک عجیب سی دکھن ہونے لگی تھی۔ غالباً یہ اس تجربے کا نتیجہ تھی۔ کیا یہ سب حقیقت ہے۔ کیا میں واقعی اس قوت کے حصول میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

جولیا کے حلق سے کراہ کی آواز نکلی اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ سوچ کے سلسلے ٹوٹ چکے تھے۔ میں ذہن کے ذریعے ہونے والی اس گفتگو پر غور نہیں کر سکا تھا۔ جولیا نے کروٹ بدلی۔ وہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ "صبح ہو گئی گازالی۔"

"ہاں۔ اور اب ہمیں برق رفتاری سے آگے بڑھنا ہے۔"

"کیا تم نے راستوں کا اندازہ لگا لیا ہے گازالی میرے خیال میں تو ہمیں واپسی کے راستے اختیار کرنے چاہئیں۔ آتش فشاں سرد ہو گیا ہو گا اب وہ راستے اتنے مشکل نہ ہوں گے۔"

"تم دوبارہ اس جہنم میں جانے کی بات کرتی ہو جولیا؟"

"میں ہر قیمت پر واپسی چاہتی ہوں گازالی۔ خواہ اس کے لیے کتنے ہی جہنم راستے میں کیوں نہ آئیں۔ میں نے ساری دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اگر جنگل کے کسی گوشے میں پوری زندگی گزر جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی کوئی بات نہیں ہو گی میرے لیے۔ تم سوچ لو اگر دنیا سے الگ ہو کر جنگلی انسانوں کی مانند زندگی گزارنے کے لیے تیار ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اسی جگہ کو آخری آرام گاہ بنا لو۔"

میں نے گہری سانس لی اور تھوڑے فاصلے پر بندھے ہوئے گھوڑے کی طرف دیکھنے لگا جو ٹاپوں سے زمین کرید رہا تھا۔ پھر میں اس کی طرف بڑھ گیا اور اس کی رسی کھول کر اسے جولیا کے پاس لے آیا۔

"کیا فیصلہ کیا تم نے۔۔۔؟"

"تم جذباتی انداز میں سوچ رہی ہو جولیا۔ ان پہاڑوں میں زندگی کہاں۔ زندگی کے تو لاتعداد مسائل ہیں۔ چلو گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔"

"اور تم۔۔۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔ تھک جاؤں گا تو میں بھی بیٹھ جاؤں گا۔ اپنے اس نئے ساتھی پر ہمیں زیادہ بار نہیں ڈالنا چاہیے تاکہ یہ ہمارا زیادہ سے زیادہ ساتھ دے سکے۔"

"ٹھیک ہے۔" جولیا نے مجھ سے اتفاق کر لیا اور میرا سہارا لے کر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ سمبوتورا سے ذہنی رابطہ میرے لیے ایک حیرت انگیز تجربہ تھا۔ اس سے پہلے اپنی قوتوں کی آزمائش کا موقع نہیں ملا تھا لیکن آج۔ اگر یہ صرف میری سوچ کا کرشمہ نہیں تھا اور دماغ میں گونجنے والی آواز حقیقت تھی تو میں ایک انوکھے تجربے سے دوچار ہوا تھا۔ میں گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے بڑھنے لگا۔ جولیا خاموشی سے صبح کے مناظر دیکھ رہی تھی۔ اب کیا کروں۔ جولیا مجھے پہچان چکی ہے۔ تمام حقیقتوں سے واقف ہو چکی ہے۔ اگر وہ سب زندہ ہوئے اور دوبارہ ہمیں مل گئے تو کیا ہو گا۔ سارے راز کھل جائیں گے اور اب تک کی ساری کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔ کوئی حل سوچنا ہو گا اس کا۔ اسی لیے میں گھوڑے پر سوار نہیں ہوا تھا تاکہ سفر کی رفتار سست ہو جائے۔

"وہ۔ وہ دیکھو گازالی۔ وہ شاید ہرن ہیں۔" دفعتاً جولیا نے اشارہ کیا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"آؤ انہیں پکڑیں۔" وہ بچوں کے سے انداز میں بولی۔ میں مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارے انداز سے تو یوں محسوس ہوتا ہے جولیا جیسے تم سیر و سیاحت کے لیے نکلی ہو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا بھی مسکرانے لگی۔ "حقیقت یہی ہے گازالی۔ اب سے پہلے میں جس ذہنی بیماری کا شکار تھی، وہ اچانک دور ہو گئی ہے۔ مجھ سے بہت کچھ چھن گیا ہے، میرے ڈیڈی مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں جب بھی میرے ذہن میں خیال آتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ مجھے ان سے نفرت محسوس ہونے لگتی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے گازال جیسے ساری دنیا میں تمہارے علاوہ میں کسی کو نہیں چاہتی، اور اب مجھے کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔ اگر تمہارے ساتھ سفر کرتے کرتے مجھے ان جنگلوں ہی میں موت آ جائے، تو یقین کرو مجھے اس موت کا ذرا بھی افسوس نہیں ہوگا، مگر تم بہت نیچے سے ہو۔" اس نے کہا۔

"ہاں، میں وہ کچھ سوچ رہا ہوں جولیا جو تم نہیں سوچ رہیں ہم مہذب دنیا کے لوگ ان جنگلوں میں کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ زندگی کے تو۔" میں خاموش ہو گیا۔ کچھ فاصلے پر ہرنوں کی ایک خوفزدہ ڈار دوڑتی نظر آئی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔ میں رک گیا۔ جولیا نے میری طرف دیکھا اور کچھ بولنے ہی والی تھی کہ دفعتاً ایک فائر ہوا اور گولی گھوڑے کی زین کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ میں نے برق رفتاری سے جولیا کو گھوڑے سے کھینچ لیا اور اسے بازوؤں میں سنبھال کر ایک بڑے سے پتھر کی آڑ میں ہو گیا۔ اس دوران کئی گولیاں چلی تھیں۔ جن سے مجھے ان کی سمت معلوم ہو گئی۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں سے ہرنوں کی ڈار بھاگی تھی۔ یقیناً وہاں کوئی موجود تھا۔ جولیا خاموشی سے پتھر کی آڑ میں چھپی ہوئی تھی۔

"کوئی حرکت نہ کرنا جولیا۔ میں انہیں دیکھتا ہوں۔"

"نہیں گازالی۔ نہیں پلیز نہیں۔" جولیا نے میرا بازو پکڑ لیا۔

"اس طرح تم نے میرے راستے روکنے کی کوشش کی جولیا تو میں تم سے بیزار ہو جاؤں گا۔" میں نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا اور جولیا سہم گئی۔ اس نے جلدی سے میرا بازو چھوڑ دیا۔ میں اس دوران اپنے لائحہ عمل منتخب کر چکا تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک اور پتھر تھا۔ میں نے اس کی طرف چھلانگ لگائی اور کئی گولیاں میرے آس پاس سے نکل گئیں۔ جو کوئی بھی تھا بہترین نشانہ باز تھا۔ پتھر کی آڑ میں پہنچ کر میں نے ان جھاڑیوں کا جائزہ لیا جو قد آدم تھیں اور اس جگہ تک چلی گئی تھیں جہاں حملہ آور چھپے ہوئے تھے۔ جھاڑیوں میں داخل ہو کر میں آسانی سے گولیوں کی زد میں آ سکتا تھا۔ لیکن ان لوگوں تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں تھا۔ مجھے صرف مہارت سے کام لینا تھا، اور کوشش کرنی تھی کہ انہیں ہلتی ہوئی جھاڑیوں کا احساس نہ ہو، اسی طرح میں ان تک پہنچ سکتا تھا، بشرطیکہ وہ اپنی جگہ نہ تبدیل کر لیں، حملہ آوروں کے بارے میں میرے ذہن میں بہت سے خیالات تھے، ممکن ہے یہ اس گھوڑے کے مالک ہوں، جو ہمارے ہاتھ لگ گیا تھا، یا پھر اس بات کے امکانات بھی تھے کہ یہ ساریا کے آدمی ہوں اور دور سے ہمیں پہچان نہ سکے ہوں، بہر حال صحیح اندازہ تو ان کے قریب ہی پہنچ کر ہو سکے گا، میں نے زمین پر لیٹ کر چھپکلی کی طرح چاروں طرف ہاتھ پاؤں کے بل آگے بڑھنا شروع کر دیا، ہر چند کہ یہ بے حد مشکل کام تھا، لیکن بہر حال انجام دینا تھا، گھاس کے عقب میں یہ فاصلہ طے کرتے ہوئے مجھے کافی دیر لگی، اور بالآخر میں ان چٹانوں کے قریب پہنچ گیا۔ جن کے عقب میں زندگی کے آثار محسوس ہو رہے تھے۔ ہلکی ہلکی آہٹیں اس بات کی غماز تھیں کہ ان کے پیچھے کوئی موجود ہے، ایک بار پھر انہوں نے دو تین فائر کیے اور میں بے اختیار گردن اٹھا کر اس طرف دیکھنے لگا، جہاں جولیا چھپی ہوئی تھی۔ کہیں وہ احمق لڑکی موت کا شکار نہ ہو جائے۔ میں نے سوچا لیکن یہاں سے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ ابھی تک میں نہایت کامیابی کے ساتھ گھاس کے پیچھے سفر کرتا ہوا یہاں تک آیا تھا اور اس وقت بے اختیار میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تھا۔ یہ کوشش خطرناک بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن ان لوگوں کی توجہ پوری طرح اس طرف مبذول نہ تھی اس لیے وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ اور اب صرف چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ میں ان تک پہنچ جاتا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کی تعداد کتنی ہے، اور وہ کون لوگ ہیں۔ لیکن اس وقت مستعد رہنا ہی ضروری تھا کیونکہ وہ مسلح تھے، اور ایک لمحے کی غفلت میرے لیے موت کا پیغام بن سکتی تھی۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھ لیا۔ دو آدمی تھے۔ جن کے چہرے نظر نہیں آ رہے تھے۔ لیکن جب میں گھاس کے عقب سے نکلا تو انہوں نے مجھے دیکھ لیا، اور دوسرے لمحے ان میں سے ایک کے منہ سے وحشت زدہ سی آواز نکلی، دوسرے نے فوراً ہی سانپ کی طرح پلٹ کر مجھ پر فائر کر دیا تھا۔ لیکن میں اس فائر کے لیے تیار تھا۔ میں نے اپنے آپ کو زمین پر گرا کر بچایا اور اس کے بعد میں نے جست کر کے اس شخص کے قریب پہنچ گیا جس نے فائر کیا تھا۔ میرے سر کی زوردار ٹکر اس کے سینے پر لگی اور وہ بری طرح اچھل کر نیچے گرا، میں اس پر سوار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ جسے دو ہی جھٹکوں میں، میں نے نیچے گرا دیا۔ اور اس کے بعد اسے ٹانگوں پر اچھال کر پیچھے پھینک دیا۔ لیکن اب میں اس کی شکل دیکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا، اور اسے دیکھ کر میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا تھا۔ وہ جانگ تھا مارشل آرٹس کے ماہر جانگ نے فوراً ہی عمل کیا اور اچھل کر دونوں ٹانگیں میری گردن میں پھنسا کر مجھے پلٹنے کی کوشش کی لیکن اب صورت حال پہلے جیسی نہیں تھی۔ میں نے اس کی کوشش ناکام بنا کر اسے زمین پر دے مارا۔ جانگ نے گرتے ہی ایک بار پھر مجھ پر مارشل آرٹس کا ایک داؤ آزما

اور میں نے یہ داؤ بھی ناکام بنا دیا، اس کے ساتھ ہی میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے زور کی پٹخنی دی لیکن جانگ پھرتی سے پلٹ کر پیروں کے بل گرا اور اب شاید اس نے میری صورت دیکھ لی تھی۔ دفعتاً اس کے حلق سے ایک خوفزدہ سی آواز نکلی اور وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن اس سے مجھے نقصان ہو سکتا تھا۔ دوسرا آدمی مجھ پر گولی چلا سکتا تھا۔ اس لیے میں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس چٹان کی آڑ میں چھلانگ لگا دی جہاں جانگ موجود تھا، یہ دوسری بات تھی کہ اس کا ساتھی اتفاقیہ طور پر زد میں آ گیا اور اس کا منہ پتھر سے ٹکرا گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی پستول تھا جو اس ناگہانی ضرب سے اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ میں نے اس پستول پر قبضہ جما لیا۔ دوسرا آدمی ہاتھ زمین پر ٹکا کر سیدھا ہوا تو میرے سینے سے گہری سانس نکل گئی۔ یہ میکے براؤن تھا۔

میکے براؤن نے میری شکل دیکھی تو اس کی کیفیت بھی جانگ سے مختلف نہ ہوئی۔ وہ دوبارہ منہ کے بل گر پڑا۔ "ناممکن۔ خدا کی قسم ناممکن۔" اس کے حلق سے آواز نکلی۔

"سیدھے ہو جاؤ میکے براؤن۔ بعض اوقات بہت سے ناممکنات ممکن ہو جاتے ہیں۔ اس سے کہو کہ تمہارے قریب آ جائے۔ اور کون ہے تمہارے ساتھ؟" میں نے پوچھا لیکن میکے براؤن کی جیسے سماعت ختم ہو گئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ زخمی پیشانی سے خون بہہ بہہ کر اس کی آنکھوں تک آ رہا تھا لیکن اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر اس کا کالر پکڑا اور اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کر لیا۔ لیکن میکے براؤن دوبارہ گر پڑا۔ اس کی ٹانگیں بے جان ہو گئی تھیں۔ "جانگ اس کے قریب آ جاؤ۔ چلو جلدی کرو۔" میں نے کہا اور جانگ کو جیسے ہوش آ گیا۔ وہ بے حد خوفزدہ تھا۔ وحشت اس کے چہرے پر منجمد تھی لیکن اس نے میری ہدایت پر عمل کیا اور میکے براؤن کے پاس آ کھڑا ہوا۔ میکے براؤن نے جانگ کا بازو پکڑ لیا اور بھرائے ہوئے لہجے میں بولا "جانگ یہ۔ یہ۔ گازالی ہے؟"

"نہیں۔ اس کی روح۔" جانگ لرزتی آواز میں بولا۔

"روح۔" میکے براؤن کی سرسراتی آواز ابھری۔

"سو فیصدی مسٹر براؤن میں اس سے جنگ کر چکا ہوں۔ وہ زندہ نہیں ہے۔ زندگی میں وہ اتنا طاقتور نہیں تھا۔ آہ مسٹر براؤن۔ وہ۔ وہ روح ہے۔" جانگ کوئی ٹھوس منتر بڑبڑانے لگا جو مقامی زبان میں تھا۔

"تم پر ہنسنے کو جی چاہ رہا ہے میکے براؤن۔ تم یورپ کی جدید دنیا کے انسان ہو لعنت ہے تم پر۔"

"گازالی۔ کیا تم زندہ ہو؟"

"یہاں تمہارے ساتھ اور کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اور۔ اور کوئی نہیں ہے۔" میکے براؤن نے کہا۔

"تب اٹھو اس جگہ سے آگے بڑھو۔ اٹھو میکے براؤن ورنہ میرے اور تمہارے درمیان اب رعایت کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔" میں نے پستول ہلاتے ہوئے کہا۔ میرا لہجہ حد درجہ سفاک ہو گیا تھا۔ اس لیے میکے براؤن کے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ وہ شاید دوبارہ گر پڑتا لیکن جانگ نے اسے سنبھال لیا تھا۔ "آؤ اس طرف آؤ۔" میں نے اشارہ کیا اور انہیں چٹانوں کی آڑ سے ایک کھلی جگہ لے آیا۔ ممکن ہے ان کے پاس اور اسلحہ بھی ہو اس لیے انہیں اس جگہ سے ہٹانا ضروری تھا۔ جب وہ کھلی جگہ آ گئے تو میں نے آگے بڑھ کر ان کی تلاشی لی لیکن کوئی اور ہتھیار ان کے پاس سے برآمد نہیں ہوا تھا۔

"جانگ میں کوئی روح نہیں ہوں۔ وہی غزالی ہوں جسے تم نے اپنی دانست میں ہلاک کر دیا تھا۔ تمہیں میکے براؤن میں زندہ ہوں اور تم سے بہتر پوزیشن میں ہوں کیا خیال ہے تمہارا؟"

"اگر تم زندہ ہو تو اب زندہ نہیں رہو گے۔ میں تمہیں روح سمجھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے کسی کو زندہ نہ دیکھنا چاہا ہو اور وہ زندہ ہو۔" جانگ کی غراہٹ ابھری اور میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں جانگ میرا اور تمہارا حساب صرف انہیں چند لمحات کا ہے۔ جن میں تم نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ تم اپنا ادھورا کام پورا کرو میں تم سے اپنا حساب وصول کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" میں نے میکے براؤن کا پستول اپنے لباس میں رکھ لیا۔ جانگ دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اس کا خوف ختم ہو گیا تھا۔ اس لیے اب وہ بے حد خونخوار نظر آ رہا تھا۔ میں بھی سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ جانگ نے دونوں ٹانگیں جوڑ کر مجھ پر چھلانگ لگائی لیکن میں اس کے لیے تیار تھا۔ میں نے جھکائی دے کر خود کو اس کی زد سے بچایا اور جونہی وہ زمین پر گرا میری ٹھوکر اس کے منہ پر پڑی۔ جانگ پوری قلابازی کھا گیا۔

"جانگ۔ جانگ کتے۔ سور میری اجازت کے بغیر، میری اجازت کے بغیر تو نے جنگ شروع کر دی۔" میکے براؤن لرزتی آواز میں بولا اور جانگ کے سر پر جا کھڑا ہوا۔

"اسے اجازت دے دو مسٹر براؤن۔" میں نے کہا۔ اور آگے بڑھنے لگا۔

"پلیز۔ گازالی پلیز۔ پلیز۔" میکے براؤن لجاجت سے بولا۔ جانگ میکے براؤن کی مداخلت پر سست پڑ گیا۔ پھر بھی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے پھٹے ہوئے ہونٹوں سے خون پونچھنے لگا۔ اس کی

نگاہیں مجھ پر تھیں۔ "پیچھے ہٹ یہاں سے دور چلا جا۔" براؤن پھر بولا۔

"کیوں مسٹر براؤن۔ یہ رعایت کیوں ہو رہی ہے میرے ساتھ؟"

"میں تم سے معافی نہیں مانگوں گا گازالی۔ اب اس کی گنجائش نہیں ہے لیکن مجھے امان دو، میری جان بخشی کر دو۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر پستول تمہارے پاس ہے۔ میرے دل کا نشانہ لو اور فائر کر دو۔ یہ تمہارا احسان ہوگا مجھ پر۔"

"مکار گدھ۔ تمہاری شاطرانہ فطرت سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت تم اپنی پوزیشن کمزور محسوس کر کے کینچلی بدل رہے ہو۔ ٹھیک ہے زندہ رہو میرا کیا جاتا ہے۔ بھٹکتے رہو ان ویرانوں میں، موت خود تمہیں تلاش کر لے گی۔"

"گازالی۔ گازالی۔ سنو۔ سنو میری بات تو سن لو۔ چند باتیں سن لو میری کسی بھی حیثیت سے سہی میری کچھ باتیں سن لو۔ ہارا ہوا انسان ہوں، تھکا ہوا ہوں، بے بس ہوں۔ بے بس دشمن پر رحم کھالو۔ اپنی سربلندی کے صدقے کے طور پر سہی پلیز گازالی پلیز!"

"کہو۔" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔ میرا ذہن تیزی سے کچھ فیصلے کر رہا تھا۔

"جولیا ان پہاڑوں میں گم ہو گئی ہے۔ میری جولیا کھو گئی ہے۔ ہم ایک شدید آتش فشانی کا شکار ہو گئے تھے۔ مجھے بہت سی سزائیں مل چکی ہیں۔ میں میں۔" وہ رک کر ہانپنے لگا۔ "بس ایک کام کر دو میرا۔ اس کی تلاش میں میرا ساتھ دو۔ ممکن ہے وہ بچ گئی ہو۔ بہت سے لوگ بچ گئے تھے۔ میں ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ تھا۔ وہ سب چلے گئے میں چھپ گیا کیونکہ جولیا ان کے ساتھ نہیں تھی۔" میکے براؤن بے ربط انداز میں کہہ رہا تھا۔ اس کی حالت بہت خراب لگ رہی تھی۔ لیکن میں تمام حالات سے واقف تھا اس لیے اس کی باتیں میری سمجھ میں آ رہی تھیں۔

بڑی نفرت تھی اس شخص سے مجھے اپنی دانست میں اس نے میری زندگی ختم ہی کر دی تھی۔ ہر طرح سے ایک برا انسان تھا وہ۔ شاید اس نے زندگی میں کسی سے سچائی نہیں برتی تھی۔۔۔ حسن صاحب سے وہ سچا نہیں تھا اور اس نے در پردہ ڈاکٹر طاہر علی کو اس کے لیے تیار کیا تھا کہ وہ بوڑھے کا ذہنی توازن درست نہ ہونے دے۔ رانا شمشیر سنگھ کو اس نے بڑی بے دردی سے قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن اس وقت اس کی حالت قابل رحم تھی۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"جولیا کو تلاش کرنے میں میری مدد کرو گازالی۔ اس کے بعد میں تمہاری دی ہوئی ہر سزا قبول کر لوں گا میں۔ میں تمہاری دی ہوئی ہر سزا قبول کر لوں گا جولیا۔ جولیا۔" وہ رونے لگا۔

"اپنے اس کتے کو قابو میں رکھو اور میرے ساتھ آؤ۔" میں نے جانگ کی طرف اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔ میکے براؤن گرتا پڑتا میرے ساتھ چل رہا تھا۔ جانگ بھی اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ مغرور جانگ کو میں نے درست کر دیا تھا۔ دل میں خواہش تھی کہ اس سے بھرپور جنگ کروں اور اس کی ہڈیاں بھی اسی طرح توڑ دوں جس طرح اس نے مجھے نیم مردہ کر دیا تھا۔ لیکن اس کا زیادہ موقع نہیں ملا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم سب اس جگہ پہنچ گئے جہاں جولیا موجود تھی۔ جولیا نے شاید ہمیں دیکھ لیا تھا۔ جس وقت ہم وہاں پہنچے تو وہ ایک چٹان سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ میکے براؤن اس کے بالکل قریب پہنچ کر ہی اسے دیکھ سکا تھا۔ اس کے حلق سے دلدوز چیخ نکلی۔ اور وہ جولیا کی طرف دوڑا۔ "جولیا میری بچی جولیا۔" لیکن جولیا نے اس پر پستول تان لیا۔ وہ پستول سیدھا کیے کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"اپنی جگہ رکو میکے براؤن۔ آگے بڑھے تو گولی مار دوں گی۔" اس نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو۔ جولیا۔" میکے براؤن کے قدم رک گئے۔ اس کا منہ تعجب سے کھل گیا۔ اس نے بغور جولیا کو دیکھا پھر پلٹ کر مجھے دیکھنے لگا۔ "آہ۔ گازالی کیا۔ کیا اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے کیا یہ۔"

"ذہنی توازن پہلے بگڑ گیا تھا مسٹر براؤن۔ اس وقت پاگل تھی میں جب میں تمہاری چال میں آ گئی تھی۔ اب تو ہوش آیا ہے مجھے۔ اب میں ایک مکار شخص کی مکاری سے واقف ہوئی ہوں۔ گازالی تم نے بھون کیوں نہ دیا ان دونوں قاتلوں کو، یہ زندہ کیوں ہیں۔ کیوں زندہ ہیں یہ۔ تم نے۔ کتے تم نے گازالی کو قتل کرنے کی کوشش کی اور اپنی دانست میں۔ اسے سامنے مجھ سے چھین لیا تھا۔ میں تم سے تمہاری زندگی چھین لوں گی۔" جولیا نے جانگ کو مخاطب کر کے کہا۔ اور جوش غضب میں اس پر گولی چلا دی۔ گولی جانگ کی بائیں آنکھ میں گھس کر کھوپڑی توڑتی ہوئی نکل گئی دوسری گولی اس کے سینے کے عین درمیان لگی تھی۔

"جولیا۔" میں چیخا۔ میکے براؤن جلدی سے زمین پر لیٹ گیا تھا۔ جانگ ماہیٔ بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر جولیا سے پستول چھین لیا۔ "کیا کر رہی ہو جولیا کیا کیا تم نے۔۔۔؟"

"جو تم نے نہیں کیا گازالی۔ اس لیے کہ تم یورپین نہیں، برتر نسل کے باشندے نہیں ہو۔ میکے براؤن کی طرح۔ اٹھو ڈ

تم گازالی کے شکار ہو۔ تمہیں اس کے ہاتھوں مرنا ہوگا۔ کیوں ڈیڈی یہ ایشیائی غدار ہے نا یہ ہمارا نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی کہا تھا نا تم نے؟"

میکے براؤن سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی حالت بہت خراب تھی۔ یہ سارے حالات اس کے حواس چھین لینے کے لیے کافی تھے۔ جانگ اب دم توڑ رہا تھا۔ اگر اس قدر جاندار نہ ہوتا تو کب کا مر چکا ہوتا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سرد ہو گیا۔

"بس جولیا پلیز۔ خاموش ہو جاؤ۔ مسٹر براؤن ایک بھٹکے ہوئے انسان ہیں۔ فطرتاً برے ہیں یہ اس لیے کسی پر اعتماد نہیں کرتے کسی سے سچ نہیں بول سکتے۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔"

"نہیں۔ مجھے معاف کر دو گازالی۔ بس ایک بار مجھے معاف کر دو۔ بہت نقصان اٹھا چکا ہوں میں۔ بس ایک بار اور۔ صرف ایک بار۔"

"اور اس بار گازالی۔ اس بار ڈیڈی کوئی غلطی نہیں کریں گے۔ اس بار شاید وہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کریں گے۔ کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کریں گے وہ۔ اس لیے انہیں ایک موقع اور دو۔ ڈیڈی گازالی ایک بہتر انسان ہے۔ خدا کی قسم اب میں تم پر ایک لمحہ بھروسہ نہیں کر سکتی۔ تم ساری دنیا کے لیے یکساں ہو میرے لیے بھی۔ گازالی بھول جاؤ کہ یہ شخص میرا باپ ہے۔ اس کے فریب میں نہ آنا۔"

"کیا کہتے ہو مسٹر براؤن؟" میں نے پوچھا۔ میکے براؤن خاموش بیٹھا رہا۔ اب اس کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ وہ بس پھٹی آنکھوں سے ہم دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"جولیا۔ میں مسٹر براؤن کو ایک موقع اور دے رہا ہوں۔ آخری بار۔ اس کے بعد ان کے خون کا پیاسا ہو جاؤں گا۔ اور ر براؤن اسے لکھ لو۔ تمہاری کوئی اور حرکت اب میرے لیے بل برداشت ہوگی۔ اس کے بعد میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"ہاں گازالی۔ بس آخری بار۔ اس کے بعد۔" مسٹر براؤن نے سکی سی بھر کر کہا۔

جولیا دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونے لگی۔ "تم نے ی۔ تم نے مجھے اپنی نگاہوں میں بھی ذلیل کر دیا۔ مجھے اس کا غم ہے کہ میری رگوں میں تمہارا خون دوڑ رہا ہے۔ میں رے نام سے پہچانی جاتی ہوں۔"

"مسٹر براؤن تمہارے لیے پاگل ہو رہے تھے جولیا۔ ان کی حالت تمہارے لیے خراب ہو رہی تھی۔ براہ کرم میرے لیے ہی سہی ایک بار انہیں معاف کر دو۔ ان کی سزا پوری ہو گئی ہے۔ پلیز۔" میں نے کہا۔ جولیا نے مجھے دیکھا اور پھر اس چٹان سے ٹک کر بیٹھ گئی، اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ جانگ کی لاش کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ میں ان دونوں کو یہاں سے ہٹا کر دور لے گیا اور ایک جگہ منتخب کر کے بیٹھ گیا۔ جولیا نے ابھی تک میکے براؤن سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ میکے براؤن نے بار بار مجھے ایسی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ جیسے وہ مجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہو لیکن شاید ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔

رات ہو گئی۔ جولیا زمین پر لیٹ گئی تھی۔ براؤن مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اب بھی میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں مسکرانے لگا۔ "تمہیں میری زندگی کا اب بھی یقین نہیں مسٹر براؤن؟"

"نہیں گازالی۔ تم زندہ رہنے کے لیے ہو۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کچھ سوالات بے چین کر رہے ہیں پوچھنے کی جرأت نہیں ہو رہی۔"

"پوچھو۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"کیا ڈاکٹر طاہر علی اور دوسرے لوگوں کے بارے میں تمہیں معلوم ہے؟"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ تم نے کس طرح ان پر زندگی تنگ کر دی۔ کتنی اذیتیں دی ہیں تم نے انہیں۔"

"تم کیسے جانتے ہو؟" میکے براؤن ششدر رہ گیا۔ اور پھر گہری سانس لے کر بولا۔ "اوہ۔ جولیا نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہوگا۔ سایا کا ذکر بھی کیا ہے اس نے۔۔۔؟"

"مجھے سب کچھ معلوم ہے میکے براؤن۔ تم مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔" میں نے کہا۔

"تم ان لوگوں کے ساتھ نہیں تھے میرا مطلب ہے کرنل آسٹن وغیرہ کے ساتھ وہ لوگ تو تم سے مکمل لاعلمی کا اظہار کرتے رہے تھے۔ میرا بھی یہی خیال تھا کہ تم مر چکے ہو۔ اگر تم ان کے ساتھ نہیں تھے تو پھر تمہارا گروہ کہاں ہے تم تنہا تو یہاں نہیں آ سکتے۔"

"میرا گروہ صرف تین افراد پر مشتمل ہے جن میں سے ایک میں ہوں دوسرا سمبوتورا اور تیسری ندرت۔"

"اوہ۔ اوہ سمبوتورا تمہارے ساتھ ہے۔ گویا جانگ کی وہ اطلاع درست تھی۔ آہ گازالی خوش نصیب ترین انسان ہو۔ بہت کچھ معلوم ہو چکا ہوگا تمہیں۔ بہت کچھ جان چکے ہو گے۔ کاش تم خلوص دل سے مجھے قبول کر لیتے۔ کاش تم میرے ساتھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے۔" وہ حسرت سے بولا۔ پھر چونک کر کہنے لگا۔ "یہ لوگ کہاں ہیں؟"

"کون ۔؟" میں نے پوچھا۔

"سمبوتورا اور وہ ۔ لڑکی؟"

"ساریا کے پاس ہیں۔"

"کیا؟" میکے براؤن بری طرح چونک کر بولا۔

"میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس وقت بھی جب تم ساریا پر ہتھیار تان کر کھڑے ہوئے اور گرفتار ہو گئے۔ اس کے بعد بھی میں تم سے دور نہیں تھا۔ آتش فشانی کے بعد ہی میں بھی اس سے جدا ہوا ہوں۔"

"خدا کی پناہ۔ تو کیا تم اب اس کے ساتھی ہو اور سمبوتورا؟"

"میکے براؤن تم ہرگز قابل اعتبار انسان نہیں ہو۔ میں تم سے کچھ کہتے ہوئے خوفزدہ ہو جاتا ہوں اور ظاہر ہے میرا یہ خوف۔"

"ہاں۔ اب میں اس قابل نہیں ہوں۔" میکے براؤن مایوسی سے بولا۔

"اس کے باوجود میں پھر ایک جوا کھیلنا چاہتا ہوں۔ ایک بار پھر تمہیں آزمانا چاہتا ہوں۔"

"میں کوئی جواب دیتے ہوئے شرمندہ ہوں گازالی۔"

"ساریا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"خونخوار عورت ہے اس نے ہمیں قید کر لیا تھا۔"

"اب بھی اس کے ہاتھ لگ گئے تو وہ تمہیں آزاد نہ چھوڑے گی۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے تمہیں زندہ کیوں رکھا ہے؟"

"ہاں میں نہیں جانتا۔"

"آتش فشانی کے بعد تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

"وہ زندہ ہے۔ اس کے بہت سے ساتھی زخمی اور ہلاک ہو گئے لیکن وہ زندہ ہے اور ٹھیک ہے۔ میرے دو ساتھی ہلاک ہوئے باقی بدستور اس کے قیدی ہیں۔ وہ سبز پہاڑوں کی جانب گئی ہے۔ چونکہ جولیا گم ہو گئی تھی اس لیے میں جانگ کے ساتھ یہاں چھپ گیا۔ اگر اسے پتا چل جاتا تو وہ مجھے نہ چھوڑتی۔ آتش فشانی کے بعد بچ جانے والوں پر اس نے فوراً کنٹرول کر لیا تھا۔ لیکن ان کی تنظیم صحیح طور پر نہ کر سکی۔ کیونکہ خود بھی متاثر تھی۔ اسی لیے ہمیں اس سے بچ نکلنے کا موقع مل گیا۔ ورنہ اسے جولیا سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ تم اگر واقعی اس کے ساتھ تھے تو اس کے بارے میں جانتے ہوگے۔ مگر گازالی۔ مگر۔"

"ہاں۔ کہو۔!"

"میں نے کبھی تمہیں وہاں نہیں دیکھا۔؟"

"شاید۔" میں نے اسی سلسلے میں تفصیل جاننا ضروری نہ سمجھا

میکے براؤن مجھے دیکھتا رہا تھا پھر بولا۔ "سمبوتورا سے تمہیں سب کچھ معلوم ہو گیا ہوگا گازالی۔ کیا تم نے ساریا کو ویلینی کی حقیقتیں بتا دیں۔ کیا تم نے اس سے سمجھوتہ کر لیا ہے؟"

"یہ سب کچھ تمہیں بتاتے ہوئے میں خوفزدہ ہوں میکے براؤن۔ تم قطعی ناقابل اعتبار انسان ہو۔ کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مجھ سے معلومات حاصل کر کے تم ساریا کی آغوش میں جا کر بیٹھ سکتے ہو۔"

"تمہارے شبہات بجا ہیں میرے پاس اپنی صفائی کے لیے کہنے کو کچھ نہیں ہے۔" میکے براؤن کی گردن لٹک گئی۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر وہ بولا۔ "لیکن کچھ دلائل دے سکتا ہوں۔ ساریا وحشی صفت عورت ہے۔ بس کسی بھی طور اس کا قرب اور اعتماد حاصل کر لوں۔ کیا خزانے کے حصول کے بعد وہ مجھے زندہ چھوڑے گی۔ کیا اس جیسی عورت سے اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کسی سے کتنی ہی مفید معلومات حاصل کرنے کے باوجود خزانے میں اپنا شریک بنا لے گی۔ اگر وہ وعدہ بھی کرے گی گازالی تو تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا اس وعدے کو نبھائے گی؟"

"ہاں۔ امکانات تو نہیں ہیں اس کے میکے براؤن، لیکن اس کے باوجود کیا کہا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے آپ کے دل میں کوئی نیا شوق پیدا ہو جائے۔ اور آپ خواہ مخواہ اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے مجھے ہی اپنے راستے سے ہٹانا پسند کریں گے۔"

"گازالی۔ تمہاری معیت بہرطور اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ کم از کم تھوڑا بہت ربط تو ہے ہمارے درمیان، جبکہ وہ میرے اور تمہارے دونوں کے لیے اجنبی ہے اور ہم اس سے کسی بہتری کی توقع نہیں کر سکتے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو میکے براؤن۔"

"یہی کہ سمبوتورا کو تم نے ضائع کر دیا گازالی۔ اسے اس کی تحویل میں دے کر تمہیں کیا ملا۔ یقیناً اب وہی اس خزانے سے فائدہ حاصل کرے گی۔ ممکن ہے وہ مجھے قتل ہی کر دے، لیکن تمہیں اس قتل سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد وہ تمہارے بارے میں بھی اسی طرح سوچے گی۔ خواہ تم کتنی ہی اس کی مدد کر دو۔"

میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی۔ میکے براؤن کو قابو میں لانے کے لیے مجھے اداکاری کرنا ضروری تھی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے کہا۔ "ڈاکٹر طاہر علی، کنور پربھات سنگھ اور آسٹن بھی اس کی قید میں ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ تم نے وحشیانہ سلوک کیا ہے میکے براؤن۔ کیا اب یہ لوگ ہمارا

کر سکتے ہیں؟"

"کیا وہ تمہارے بارے میں یہ بات جانتے ہیں کہ تم ساریا کے ساتھ موجود ہو۔" براؤن نے سوال کیا۔

"نہیں کوئی نہیں جانتا۔"

"تو پھر ان سے کسی بھی طرح رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرو۔ بہتر یہی ہوگا کہ ہم پرانی ٹیم دوبارہ ترتیب دے لیں۔ یہ ہم دونوں ہی کے حق میں بہتر ہے گازالی۔ ویسے میں اس وقت تمہارے قبضے میں ہوں۔ جس طرح جولیا نے جانگ کو کتے کی موت مار دیا ہے۔ اگر تم چاہو تو تم بھی باآسانی مجھے ہلاک کر سکتے ہو۔ لیکن بہتر یہی ہوگا کہ ہم دونوں ایک بار پھر ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ اور اس طرح تمہاری معلومات اور ہماری افرادی قوت یکجا ہو جائیں۔ معاف کرنا گازالی یہ صرف ایک تجویز ہے۔ ورنہ اس وقت تو میرے لیے تم ساریا سے بھی زیادہ طاقتور ہو۔ باقی رہی دوسری باتیں تو گازالی جنگ اور محبت میں اس قسم کے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔

بدترین دشمنوں سے بھی بہترین مفاہمت کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کے اچھے نتائج نکل رہے ہوں۔ میں تمہارا مجرم ہوں قیدی بھی ہوں۔ جانگ کو جولیا نے ہلاک کر دیا۔ تم نہ روکتے تو شاید مجھے بھی مار ڈالتی۔ بہرحال اب میں تم دونوں کے درمیان نہیں ہوں وہ تمہارا مسئلہ ہے۔ مجھے زندہ رکھنا چاہو تو تمہارے کام ہی آؤں گا۔"

"سب کچھ ہو سکتا ہے میکے براؤن۔ لیکن تم پر اعتماد کیسے قائم ہو؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" میکے براؤن تھکے تھکے لہجے میں بولا۔ پھر اچانک گردن اٹھا کر کہنے لگا۔ "کیا ساریا کے پاس تم نے ایک نایاب مجسمہ دیکھا ہے۔ انتہائی قیمتی انتہائی پراسرار۔ وہ میری ملکیت تھا لیکن وہ اسے چھین چکی ہے مجھ سے گازالی کیا تم پُراسرار کہانیوں سے دلچسپی رکھتے ہو۔"

"سناؤ شاید دلچسپ لگے۔" میں نے کہا۔

"تبت کے اس سفر میں ایک انتہائی نایاب مجسمہ میرے ہاتھ لگا۔ مجھ سے پہلے یہ رانا شمشیر نامی ایک شخص کے پاس تھا۔ جب اتفاقیہ طور پر میں نے اسے دیکھ لیا تو رانا نے مجھے بڑی عجیب اور خوفناک کہانیاں سنائیں۔ اس نے انتہا یہ کہ اس مجسمے کو ایک منحوس مجسمہ قرار دیا۔ مجھ سے درخواست کی کہ کسی طرح اسے اس مجسمہ سے نجات دلا دوں چنانچہ میں نے وہ مجسمہ اس سے لے لیا۔ اور اب مجھے قید کرنے کے بعد ساریا نے مجھ سے وہ مجسمہ چھین لیا ہے۔ تم اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ

وہ کسی طرح بھی ہمارے لیے بہتر نہیں ثابت ہو سکتی ہم لوگ اگر ساریا سے نجات حاصل کر لیں بلکہ کوشش کر کے اسے ہلاک کر دیں تو آپس میں تو خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لڑ بھڑ کر یا مفاہمت کر کے ہم ایک دوسرے سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں لیکن ساریا سے خزانہ بچانا ممکن نہ ہوگا۔"

"اگر تم خلوص دل سے یہ بات کہہ رہے ہو میکے براؤن تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔" میں نے کہا۔

"خلوص کو درمیان سے نکال دو۔ اسے ایک کاروباری گفتگو قرار دے دو اور جس طرح چاہو سمجھوتہ کر لو۔" میکے براؤن نے کہا۔

"تمہارے آدمیوں میں سے کتنے افراد آتش فشانی میں ہلاک ہوئے؟"

"پتا نہیں۔ لیکن میں نے بہت سوں کو زندہ دیکھا ہے اب بھی بیس پچیس آدمی ضرور موجود ہیں۔"

"تمہارا ساتھ دیں گے۔؟"

"صرف میرا ساتھ دیں گے اس پر یقین رکھو۔"

"تب میکے براؤن تمہیں ان لوگوں کے ساتھ ساریا سے جنگ کرنی ہوگی۔ اسے ہلاک یا گرفتار کرنا ہوگا۔ اس کی قوت توڑنی ہوگی۔ میں اور میرے ساتھی اس جنگ میں تم سے پورا تعاون کریں گے اس کے بعد ہم خزانہ حاصل کر لیں گے۔ ہمارے اس وقت تک کے پروگرام مشترکہ ہوں گے جب تک ہم خزانہ نہ حاصل کر لیں۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہوگا کہ تنہا خزانہ کا مالک بننے کے لیے تم ہمارے خلاف کیا کر سکتے ہو۔ ہم بھی خود کو اس کے لیے تیار رکھیں گے۔" میں نے کہا اور میکے براؤن کی گردن جھک گئی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"ایک تجویز پیش کروں گازالی؟"

"کہو۔؟"

"تم جولیا سے شادی کر لو۔ یہیں اسی جگہ یہاں سے روانہ ہونے سے قبل۔ اپنے مذہب کے مطابق۔ وہ تمہارے لیے پاگل ہے۔ تمہارے ایک بار کہنے سے اپنا مذہب تبدیل کر لے گی۔ میں جولیا کا باپ ہوں۔ میں خود تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اپنے دین کے مطابق تم اس سے شادی کر لو۔ شاید اس طرح تمہیں یہ یقین ہو جائے کہ میں تم سے فریب نہیں کروں گا۔ جو کر چکا ہوں اس کے لیے معافی مانگنا عجیب لگتا ہے لیکن اس طرح شاید تمہارے دل سے کچھ کدورت دور ہو جائے۔"

میں میکے براؤن کا چہرہ دیکھنے لگا۔ شاید اس بار وہ سچ ہی بول رہا تھا۔ میں نے کہا۔

"نہیں میکے براؤن۔ یہاں میں ایسا نہیں کروں گا۔ اگر تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خزانے کے حصول کے بعد ایمانداری سے اس کی تقسیم کے لیے تیار ہو گئے تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ جولیا کا معاملہ بعد میں طے کریں گے۔"

"تب تو پھر مجھ پر بھروسا کرلو۔ آخری بار۔" اس نے التجا کی۔

"اوکے، ہم صبح کو یہاں سے روانہ ہو جائیں گے مسٹر براؤن اس کے بعد میں تمہیں آئندہ پروگرام کے بارے میں بتاؤں گا۔"

میکے براؤن خاموش ہو گیا۔ میں سوچ کے دھاروں پر بہنے لگا۔ میکے براؤن فی الحال مخلص ہو گیا تھا۔ جولیا کے بارے میں اس نے جو پیشکش کی تھی وہ فریب پر مبنی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ خود پر اعتماد دلانے کی انتہائی کوشش تھی۔ میں اسے پہاڑوں میں بھٹکتے دیکھ چکا تھا۔ وہ جولیا کے لیے سرگرداں تھا چنانچہ اس پیشکش میں کوئی کھوٹ نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ جولیا ذہنی طور پر مجھ سے اس طرح منسلک ہے کہ میرے لیے اس کی پروا بھی نہیں کرتی، تو پھر اس نے سوچا ہوگا کہ اب مجھ سے فریب مناسب نہیں ہے۔ بہرحال یہ میکے براؤن کا معاملہ تھا۔ میری اپنی کیفیت تو قطعی مختلف تھی۔ سچ بات یہ ہے کہ خزانہ تو اب راستے سے ہٹ ہی گیا تھا۔ مجھے تو اس پُراسرار مشن کے لیے مخصوص کر لیا گیا تھا۔ جس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ پتا نہیں کیوں میں ذہنی طور پر سمبوتورا اور ندرت کے لیے اس حد تک آمادہ ہو گیا تھا۔ اصل مقصد تو میرا بھی وہی تھا جو باقی تمام لوگوں کا۔ لیکن شاید ان لوگوں نے مجھے مسحور کر لیا تھا۔ کچھ ایسے ذرائع جنہیں میں سمجھ نہیں پایا تھا، اختیار کیے گئے تھے، اور سب خزانے وغیرہ کو بھول کر ان کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اب میکے براؤن کو صرف اس حد تک استعمال کیا جا سکتا تھا کہ ساریا کی قوت توڑ دی جائے۔ آتش فشانی نے اس کام میں آسانی پیدا کر دی تھی۔ ساریا بلاشبہ بہترین ساتھی رکھتی تھی۔ لیکن اس وقت وہ سب بھی شکستہ حال تھے۔ اگر میکے براؤن اپنے آدمیوں کے ساتھ اس کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی کرنے میں کامیاب ہو جاتے، تو اس طرح ساریا کو مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ بہت دیر تک مختلف خیالات کا شکار رہا۔ اور اس کے بعد سمبوتورا یاد آیا۔ چنانچہ میں نے اپنے تجربے کے مطابق ذہنی طور پر سمبوتورا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور دیر تک اس میں مصروف رہا۔ تب آہستہ آہستہ میرے ذہن میں آواز کی کچھ لہریں پیدا ہونے لگیں، اور پھر مجھے سمبوتورا کی سی آواز سنائی دی۔ "کہاں تم ہو گازالی—؟ کہاں ہو، اور ہم تک کیوں نہیں پہنچے؟"

میں نے ذہنی طور پر اسے صورت حال سے آگاہ کیا،

یہ تجربہ بلاشبہ میری زندگی کا سب سے انوکھا تجربہ ہوتا تھا۔ میں خود بھی عجیب سی کیفیات محسوس کرتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ سب حقیقت نہ ہو۔ صرف میرا تصور ہو۔ میری خوش فہمی ہو۔ لیکن ایسے کیا کرتا کہ سمبوتورا کی آواز مجھے اپنے ذہن میں گونجتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ میں نے اسے خیالات کی کہانی سنائی اور اس کے بعد سمبوتورا کا جواب مجھے ملا۔ اس نے کہا۔

"ساریا تمہارے لیے دیوانی ہو رہی ہے۔ اس کے آدمی اطراف میں بھٹک رہے ہیں۔ اس نے پیلی پہاڑیوں کے عقبی حصے میں مسلسل پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ اور تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تمہارے بغیر وہ یہاں سے آگے نہیں بڑھے گی اور آج ہی انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں زندہ ہوں۔ کیا میرے مل جانے کے امکانات ہیں تو میں نے اسے بڑے اعتماد سے جواب دیا ہے کہ بہت مختصر وقت جا رہا ہے، جب تم ہم تک پہنچ جاؤ گے۔"

سمبوتورا گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دفعتاً مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ٹیلی فون کی لائن کٹ جاتی ہے۔ سمبوتورا سے میرا ذہنی رابطہ ایک دم منقطع ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد میں بار بار کی کوشش کے باوجود اس سے دوبارہ رابطہ قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بہرطور جو کچھ میرے ذہن تک پہنچا تھا اور جن الفاظ میں پہنچا تھا وہی اس وقت میرے لیے راہبر تھے۔ میں انتظار کرتا رہا کہ شاید دوبارہ اس سے رابطہ قائم ہو۔ رات بھر نیند نہ آئی تھی۔ یہاں تک کہ صبح کی روشنی نمودار ہو گئی۔ جولیا اپنی جگہ اٹھی اور میرے پاس آ بیٹھی۔ وہ میرے بالوں میں کنگھی کر رہی اور میں اس کی انگلیوں کے لمس سے عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں خمار آلود کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

"کیا رات کو سو نہیں سکے؟" اس نے پیار بھرے میں پوچھا۔

"ہاں جولیا نیند نہیں آئی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیٹے رہو۔ پلیز مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔" اس کہا لیکن میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت میکے براؤن نے کروٹ بدلی اور پھر کہنیاں ٹیک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جولیا کے سکڑ گئے تھے۔

"او ہو۔ تم لوگ جاگ گئے۔ مجھے بھی اٹھ جانا چاہیے" اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جولیا نفرت سے ناک سکوڑ کر ایک چٹان پیچھے چلی گئی تھی۔

میکے براؤن نے پھیکی سی مسکراہٹ سے مجھے دیکھا "اب کیا پروگرام ہے گازالی—؟"

"ہمیں ساریا تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔" میں نے کہا۔

"کیا تم اس کی سمت کا تعین کر سکتے ہو؟"

"ہاں شاید۔ وہ اس طرف دیکھو، ادھر جولیا پہاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ کیا ان کا رنگ پیلا ہے؟"

"سو فیصدی۔ لیکن—؟"

"ساریا ان کے پیچھے ہے۔" میں نے جواب دیا اور میکے براؤن تعجب سے مجھے دیکھنے لگا۔ لیکن اس نے کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم نے پیلی پہاڑیوں کی سمت سفر شروع کر دیا۔ راستے میں میکے براؤن نے کہا۔

"اگر ہم ساریا کے پاس پہنچ گئے گازالی تو پھر مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"پہلے تم ساریا کی موجودہ کیفیت کا جائزہ لوگے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اسے کتنا نقصان پہنچا ہے۔ اس کے بعد تم اپنے آدمیوں کو اس کے لیے تیار کروگے کہ وہ ساریا کے خلاف جنگ کریں لیکن یہ سب کچھ بہت رازداری سے کرنا ہوگا اگر ساریا کو اس کی بھنک مل گئی تو ہم میں سے کسی کی زندگی ممکن نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ لیکن میرے ساتھی نہتے ہیں۔ ساریا کے آدمیوں سے جنگ کرنے کے لیے ہتھیاروں کی ضرورت ہوگی۔"

"ساریا کے ہتھیار ہمیں اپنے قبضے میں کرنا ہوں گے۔" میں نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"میں تمہیں اس کے مواقع فراہم کروں گا۔ میں جو کچھ کروں مسٹر براؤن اس کی چھان بین کی کوشش نہ کرنا۔ میں تمہیں ساریا کی قید سے رہائی دلا دوں گا اور اسے مجبور کر دوں گا کہ وہ تمہیں اپنے ساتھیوں میں شمار کرے اس کے بعد ہم مناسب موقع کی تلاش میں رہیں گے۔"

"جیسا تم کہو گے گازالی میں ویسا ہی کروں گا میرے ساتھی تمہاری ہدایات کے منتظر رہیں گے۔"

پیلی پہاڑیوں تک کا سفر طے کر لیا گیا اور میں نے چہرے پر وہی کپڑا ڈال لیا جو پہلے ڈالا ہوا تھا۔ اس کے بعد ہم پہاڑیاں عبور کرنے لگے۔ سمبوتورا کے الفاظ کی تائید تھوڑی دیر کے بعد ہو گئی۔ میں نے چند لوگوں کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا اور انہیں پہچان لیا ساریا کے آدمی ہی تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ بری طرح شور مچانے لگے اور دوڑتے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد ساریا کے کیمپ تک پہنچنا مشکل نہیں ہوا تھا۔ مجھے زندہ سلامت دیکھ کر ساریا خوشی سے دیوانی ہو گئی اور اس وقت کچھ عجیب سی کیفیات مجھ پر طاری ہو گئیں۔ یوں محسوس ہوا جیسے میں بہت بڑا منافق ہوں اور اپنے ان تمام ساتھیوں اور دوستوں کو دھوکا دے رہا ہوں جو مجھے چاہتے ہیں۔ جولیا جس کی دیوانگی میں کوئی شک نہیں تھا جو میرے لیے سب کچھ کرنے پر آمادہ تھی لیکن میں اس سے مخلص نہیں تھا اور اب ساریا۔

میں زیادہ نہ سوچ سکا۔ ساریا میرے پاس پہنچ گئی۔ "تم زندہ ہو گازالی تم زندہ ہو۔ تو دونے مجھے یہی بتایا تھا۔ اور تمہاری زندگی میرے لیے اس کائنات کا سب سے بڑا خزانہ ہے آؤ۔ آؤ۔ آؤ پلیز۔ میرے خیمے میں آؤ۔" اس نے بے تکلفی سے میرا بازو پکڑ لیا۔ میری نگاہ غیر ارادی طور پر جولیا کی طرف اٹھ گئی۔ جولیا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اور بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں دیکھ سکا۔ ساریا مجھے اپنے خیمے میں گھسیٹ لے گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے پایاں مسرت رقصاں تھی۔ "بیٹھو گازالی۔ بیٹھو۔ کیا کہوں تم سے۔ اپنے جذبات کے اظہار کے لیے کون سی زبان استعمال کروں۔ میں تو اس زبان سے بھی ناواقف ہوں۔ تم زخمی تو نہیں ہوئے۔ کوئی تکلیف تو نہیں ہے تمہیں؟"

"نہیں ساریا میں ٹھیک ہوں۔"

"آہ۔ کیا خوفناک مناظر تھے۔ کیا ہولناک تباہی پھیلی تھی۔ میرے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ ہمارا آدھے سے زیادہ اہم اسلحہ تباہ ہو گیا۔ گازالی صورت حال بہت بدل گئی۔ مجھے اس قدرتی آفت کی امید نہیں تھی۔ میں نے سب سے زیادہ توجہ اسلحے پر رکھی تھی۔ میں نے سوچا تھا دیلینی کے مقابلے پر ایسی آتش فشانی کروں گی کہ وہ سوچ بھی نہ سکے گی لیکن وہ سارا پروگرام ختم ہو گیا۔ وہ تمام اسلحہ تباہ ہو گیا۔ مجھے تشویش ہو گئی ہے گازالی۔ بہت پریشان ہوں میں اب۔ چھوڑو ان باتوں کو۔ ان کے بارے میں سوچ لیں گے۔ تم مل گئے تو مجھے بہت سے خزانے مل گئے تم کیسے بچے گازالی؟"

"زندگی ابھی باقی تھی ساریا۔" میں نے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا اور اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر میرے چہرے سے کپڑا نوچ لیا۔

"اب یہ ختم کرو۔ میں تمہارا چہرہ سامنے چاہتی ہوں۔ تمہارے ساتھی نے اپنے علم کے حساب سے بتایا تھا کہ تم زندہ ہو لو میں نے یقین کر لیا تھا کہ وہ جھوٹا نہیں ہے۔"

"قیدیوں کی کیا کیفیت ہے؟"

"آٹھ قیدی ہلاک ہو گئے ستر ہ باقی ہیں۔ تین وہ ہیں جو ان قیدیوں کے قیدی ہیں میکے براؤن اور اس کی بیٹی تمہیں کیسے اور کہاں ملے؟" ساریا نے سوال کیا۔

"جنگلوں میں بھٹکتے ہوئے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"انہوں نے دوبارہ میری قید میں آنا کیوں پسند کیا۔ وہ چاہتے تو فرار بھی ہو سکتے تھے۔"

"تنہا باپ بیٹی کہاں جاتے۔ انہوں نے خود ہی مجھ سے درخواست کی تھی کہ انہیں بھی ساتھ لے لوں انجام جو بھی ہو۔"

"ان لوگوں کا اب کیا کیا جائے گازالی۔ کوئی مشورہ دو۔" ساریا نے کہا۔ اور میں نے چند لمحات کے لیے خاموشی اختیار کرلی، پھر میں اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"تم نے ان لوگوں کو بلاوجہ ہی ساتھ رکھا ساریا، پہلے ہی ان سے جان چھڑا لیتیں تو اچھا تھا میرے خیال میں اب یہ سوچنا تو بالکل بیکار ہے کہ یہ تمہارے خلاف سر اٹھانے کی جرأت کرسکیں گے۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ انہیں اپنے اعتماد میں لے کر اپنے ان ساتھیوں کی کمی پوری کرلو جو اس قدرتی آفت کا شکار ہو کر ہلاک ہوگئے ہیں۔" میری اس تجویز پر ساریا تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔

"ہاں۔ نہایت مناسب تجویز ہے۔ میکے براؤن اور اس کے تمام ساتھی اس بات کا اعتراف کرچکے ہیں کہ وہ ویلینی کے خزانے کی تلاش ہی کے لیے ان جنگلوں میں بھٹک رہے تھے۔ چنانچہ اگر ہم انہیں اس خزانے کا ایک حقدار تسلیم کریں۔ اور میکے براؤن سے اس موضوع پر سودے بازی کریں، تو میرا خیال ہے کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ خود بھی مایوس ہوگا۔ اور یہ سوچ رہا ہوگا کہ بالآخر میری قید میں اسے موت نصیب ہوگی۔ اس قدرتی آفت سے وہ بھی بچ گیا۔ احمق کو بھاگ جانا چاہیے تھا۔ لیکن حالات شاید کوئی اور ہی رخ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ اور پھر گازالی ویلینی پہنچ کر ہمیں افرادی قوت کی ضرورت تو یقیناً پیش آئے گی، ہم نہیں کہہ سکتے کہ ویلینی کے باشندے کس قسم کے ہیں۔ آیا وہ جنگ و جدل کے ماہر ہیں، یا اس سلسلے میں کوئی تجربہ نہیں رکھتے میرا اپنا خیال ہے کہ دوسری جنگ عظیم کی جاسوسہ نے انہیں آتشیں ہتھیاروں کے استعمال سے تو روشناس کرا ہی دیا ہوگا، ایسی حالت میں ہمیں ان سے خوفناک مقابلہ کرنا پڑے گا، اور میرے اتنے سارے ساتھیوں کی ہلاکت میرے لیے انتہائی تشویشناک ہے۔ دیکھو گازالی یہاں تک پہنچی ہوں تو اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی فیصلہ ضرور چاہتی ہوں۔ کسی بھی طور یہاں سے ناکام واپس جانے کا تصور نہیں رکھتی۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ خزانے کا حصول میرے لیے ممکن نہ ہو لیکن آخری حد تک کوشش کروں گی بشرطیکہ تم اس کی اجازت دو۔"

میں نے اچٹتی نگاہ ساریا کے چہرے پر ڈالی۔ وہ پرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "ان لوگوں کو اپنے اعتماد میں لینا تمہارے حق میں بہتر رہے گا ساریا اور مجھے یقین ہے کہ خزانے کا کچھ حصہ اگر اسے دینے کا وعدہ کرلیا جائے تو وہ تم سے کبھی منحرف نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ یہاں سے آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں بہت سے فیصلے کرنے ہوں گے اس ہولناک زلزلے اور آتش فشانی نے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کیا ہے۔ میرے ساتھی شکار تلاش کررہے ہیں تاکہ جانوروں کے گوشت کا ذخیرہ کرلیا جائے خوراک بھی بڑی مقدار میں ضائع ہوئی ہے۔ بہرطور اگر غیر مناسب نہ سمجھو گازالی تو میکے براؤن سے تم ہی بات کرلو۔ ممکن ہے میں اپنے مزاج کے مطابق اس کی کسی بات سے برگشتہ ہو جاؤں۔ ویسے بھی میں اسے ایک زبردست نقصان پہنچا چکی ہوں یعنی اس قیمتی مجسمے کا حصول۔" ساریا مسکرادی۔

"مجسمہ محفوظ ہے۔؟"

"ہاں اتفاقیہ طور پر۔"

"میں اپنے ساتھیوں سے مل لوں ساریا۔؟"

"اوہ۔ ضرور۔ تورا اور ہائیسا اپنے خیمے میں ہیں۔" ساریا نے جواب دیا اور پھر وہ میرے ساتھ ہی ان کی طرف چل پڑی۔ سمبوتورا گولین کے پاس تھا۔ گولین اس آتش فشانی میں ایک پتھر لگ جانے سے زخمی ہوگیا تھا۔ اس کی پیشانی پر پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن اس کی ذہنی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی تھی۔ سمبوتورا مجھے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا "گازالی۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"تمہاری پیش گوئی مقدس راہب۔" ساریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ میڈم۔ یہ میرا بہت قیمتی ساتھی ہے۔" سمبوتورا نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ۔" ساریا نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ فیصلہ مشکل ہوگیا ہے کہ یہ کس کے لیے زیادہ قیمتی ہے۔ میری طرف سے اپنے اس قیمتی ساتھی کی زندگی کی مبارکباد قبول کرو اور اگر ہو سکے تو مجھے بھی اس کی زندگی کی مبارکباد دو۔ میں چلتی ہوں مجھے تمہاری ملاقات میں دخل انداز نہیں ہونا چاہیے۔" وہ خیمے سے باہر نکل گئی۔

سمبوتورا نے آگے بڑھ کر مجھے گلے سے لگا لیا۔ "زندگی گازالی ہمارے لیے کامیابی کی خبر ہے۔" اس نے بھرائی آواز میں کہا۔

"بڑا خوفناک زلزلہ تھا مجھے حیرت ہے کہ ساریا کے ساتھی زندہ بچ گئے۔"

"بے حد جیالے لوگ ہیں اور شاید دیوانے بھی۔ شا... نہ کرو کہ وہ آتش فشاں کو دیکھ کر قہقہے لگا رہے تھے اور ا...

...دلیری بنا رہے تھے تین آدمی اسی کوشش میں موت کا شکار ہوگئے ...ے سامنے وہ ایک وزنی پتھر کے نیچے دب کر ہلاک ہوگئے ...ہے۔"

"گولین کا کیا حال ہے۔؟"

"حسب معمول۔ آتش فشانی کے وقت میں اس کے پاس اور اس کی حفاظت کررہا تھا۔"

"ندرت ٹھیک ہے۔؟"

"اس سے نہیں ملے۔؟"

"نہیں ابھی نہیں۔"

"تو آؤ۔ حالانکہ میں نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ میری تم سے ملاقات ہوئی ہے لیکن وہ اب بھی تمہارے لیے پریشان ہے۔"

"ہاں اس ذہنی رابطے کے بارے میں تم کیا کہتے ہو سمبوتورا۔ میری یہ کوشش کامیاب تھی۔؟"

"تم بہترین ذہنی قوتوں کے حامل ہو مجھے یقین تھا۔" سمبوتورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہم گولین کے پاس سے اٹھ کر وہاں پہنچے جہاں ندرت موجود تھی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا، حسین آنکھیں اسی میں ڈوبی ہوئی تھیں مجھے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھی اضطراری انداز میں میری طرف بڑھی اور پھر رک گئی۔

"تمہیں زندہ سلامت دیکھ کر جو مسرت ہوئی ہے ندرت ...ے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔" میں نے قریب پہنچ کر ...ا، ندرت کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے، سمبوتورا نے مسکراتے ہوئے کہا "آئیسا پتھر دل لڑکی ہے، لیکن کبھی کبھی پتھروں میں بھی گداز پیدا ہو جاتا ہے، اس کی آنکھوں کے آنسو دنیا کے وہ انمول موتی ہیں، جنہیں انسانی آنکھ بہت کم دیکھ پاتی ہے۔"

"میں زندگی کے اس سب سے قیمتی سرمائے کو ہمیشہ یاد رکھوں گا، آئیسا اور سمبوتورا جو اس وقت میرے سامنے ہے، میری ذات کے لیے بہائے گئے یہ آنسو، میرے لیے سب سے بڑا خزانہ ہیں۔"

ندرت نے جلدی سے آنسو خشک کرلیے تھے، پھر وہ میرے ...ن کو چھوتی ہوئی بولی۔ "زخمی تو نہیں ہوئے۔؟"

"نہیں ندرت۔ خدا کا احسان ہے، کہ ہم سب ہی بچ گئے، حالانکہ یہ بڑا عجیب محسوس ہوتا ہے۔"

ندرت نے کوئی جواب نہ دیا، تھوڑی دیر کے بعد منتھال ہمارے پاس پہنچ گیا، اس نے کہا کہ ساریا مجھ سے ملنا چاہتی ہے اور اس نے پیغام بھجوایا ہے کہ اگر میں اپنے ساتھیوں سے مل چکا ہوں، تو اس کے پاس پہنچ جاؤں، میں نے جھجکتی ہوئی نگاہوں سے ندرت اور سمبوتورا کو دیکھا، تو ندرت نے کہا۔ "جاؤ گازالی ضرور مل لو اس سے بہت ضروری ہے۔" اس کے انداز میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جسے میں طنزیہ ناخوشگوار لہجہ قرار دیتا، میں نے گردن ہلائی اور وہاں سے نکل آیا،

ساریا میرا انتظار کررہی تھی، کہنے لگی "بڑی ذہنی کشمکش کا شکار رہی ہوں میں، تمہیں تمہارے ساتھیوں سے ملانا بھی ضروری تھا، لیکن اس سے زیادہ برداشت نہیں کرسکتی، گازالی بیٹھو میرے پاس گذرے ہوئے لمحات ایسے ہولناک رہے ہیں کہ طبیعت پر شدید بوجھ آپڑا ہے، مجھے تمہاری رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"میں حاضر ہوں ساریا کہو کیا مسئلہ درپیش ہے۔" میں نے پوچھا۔

"وہ مسئلہ جو میری زندگی میں اب سب سے اہم حیثیت اختیار کرچکا ہے، ابھی طے ہونے والا نہیں ہے اس کے لیے تو ایک طویل عرصہ درکار ہوگا، میں یہ بتا رہی تھی تمہیں کہ میرے ساتھی کس قدر بددل نظر آرہے ہیں، منتھال کا کہنا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں، کہ ہم ویلینی تک پہنچ بھی سکیں گے یا نہیں۔ میں سوچ رہی ہوں کہ اگر ان میں یہ بددلی بڑھ گئی تو پھر میں انہیں کنٹرول نہیں کرسکوں گی، ان میں سے ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہے، کیا تم اپنے علم سے یہ بتا سکتے ہو، کہ ویلینی تک کے سفر میں اب ہمیں کیا کیا مشکلات درپیش ہوں گی۔"

"اس سلسلے میں ابھی کوئی جواب مجھ سے لینا بہتر نہ ہوگا ساریا، تم اس کے لیے آج کی رات انتظار کرو، مجھ سے زیادہ تجربہ کار میرا ساتھی ہے، اس سے بات کر کے میں ستاروں کا حال دریافت کروں گا، کبھی کبھی ہم سے بھی غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں، اگر نہ ہوتیں تو شاید ہم تمہیں پہلے سے اس آتش فشانی کے بارے میں بتا سکتے۔"

"ہاں۔ یہ سوال میرے ذہن میں ابھرا تھا، تم نے اس کی پیش گوئی کیوں نہ کی۔"

"میں نے کہا نا کبھی کبھی ہم سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں، ہمارا سفر پرسکون تھا، اور بظاہر اس میں کوئی ایسی بات پیدا نہیں ہو رہی تھی، جس سے ہمیں یہ احساس ہوتا کہ ہم اپنے طور پر کسی حادثے کا شکار ہو سکتے ہیں، چنانچہ اس طرف توجہ ہی نہیں دی گئی، اگر ہم آنے والے وقت کی طرف دھیان دیتے، تو کم از کم یہ پیشگوئی کرسکتے تھے کہ ہم کسی خوفناک زلزلے سے دوچار ہونے والے ہیں۔"

"جو ہوا سو ہوگیا۔ مجھے بدترین نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے، اس کی تلافی میں کبھی نہیں کرسکوں گی، لیکن حقیقت یہی ہے کہ سفر اب مجھے بہت زیادہ طویل محسوس ہونے لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ واپسی کا تصور اس سے بھی زیادہ ہولناک ہے، اور اس وقت میں اپنے بددل ساتھیوں کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکوں گی، یہ تمام باتیں میرے ذہن کو تکدر کا شکار کر دیتی ہیں، اگر اس سلسلے میں تمہارے اس ذہنی اور حیرت انگیز ساتھی سے کوئی مدد مل سکے، تو اس وقت مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

"میں وعدہ کر چکا ہوں ساریا جس قدر جلد ممکن ہو سکا، ہم اس کی کوشش کریں گے۔" ساریا سے کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، مجھے بلانے کا کوئی خاص مقصد نہیں تھا، سوائے ان احمقانہ باتوں کے جو خواتین کرتی ہیں، خواہ وہ کسی بھی حیثیت کی مالک ہوں، بہر طور فرصت مل گئی۔ ندرت اور سمبوتورا میرا انتظار کر رہے تھے، میں ان کے درمیان پہنچ گیا، مختلف رسمی باتوں کے بعد ہم اصل مقصد پر آ گئے، میں نے سمبوتورا کو میکے براؤن کی کہانی سنائی، اور سمبوتورا حیرت زدہ رہ گیا، میکے براؤن اور جولیا کی واپسی کی مکمل تفصیل بتانے کے بعد میں نے سمبوتورا کو یہ بھی بتایا کہ پروگرام کے مطابق میں نے ساریا سے گفتگو کر لی ہے، تب سمبوتورا کہنے لگا "کیا تم نے جلد بازی نہیں کی ہے گازالی۔؟"

"تمہیں اگر اس پروگرام میں کوئی ایسی بات محسوس ہو رہی ہے سمبوتورا جو ہمارے لیے نقصان رساں ہو سکتی ہے، تو تم مجھے بتاؤ۔؟"

"نہیں۔ خوب سوچا تم نے اور در حقیقت اگر سب کچھ اسی طرح ہو جائے۔ جیسا کہ طے کیا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے، لیکن میں میکے براؤن کی شخصیت سے خوفزدہ ہوں، کہیں یہ شخص اپنی عادت کے مطابق دوبارہ غداری نہ کر جائے، ساریا کو حقیقت بتا کر وہ اسی سے مراعات حاصل کر سکتا ہے، اور تمہارا کیا خیال ہے گازالی، ساریا یہ جاننے کے بعد کہ تم اور میں اب تک اس سے فریب کرتے رہے ہیں، ہم سے خوش رہ سکتی ہے؛ وہ جس قسم کی عورت ہے، اس کے تحت یقینی طور پر یہ سب کچھ برداشت نہ کر پائے گی، اور ہمیں شدید نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا، اگر اس سارے پروگرام میں الجھن کی کوئی بات ہے، تو صرف یہی ہے۔؟"

"بہر طور تمہارا اپنا پروگرام بھی یہی تھا سمبوتورا کہ کسی طرح ساریا کی قوت کو کمزور کر دیا جائے، مجھے اس سے بہتر اور کوئی ترکیب نہ سوجھی تو میں نے یہ سب کچھ کر ڈالا، اور اب ہمیں صرف نتائج کا انتظار کرنا ہو گا، کیونکہ اس میں کوئی ترمیم ممکن نہیں رہی ہے۔"

"نہیں میں کسی ترمیم کی بات نہیں کر رہا ہوں، بلاشبہ بہترین پروگرام ہے۔ صرف اتنا سا خدشہ تھا کہ میکے براؤن عادت کے مطابق کوئی گڑبڑ نہ کر سکے۔؟"

"اس وقت بھی ہم حالات سے نمٹنے کی کوشش [...]" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے، تم اپنے طور پر کارروائی کر ڈالو [...] براؤن کو اگر ساریا کے ساتھیوں کی حمایت حاصل ہو گئی، تو اس [...] پاس ہتھیار بھی پہنچ جائیں گے، اور اس بات پر ضرور غور کر[...] گازالی کہ ہتھیار ملنے کے بعد ضروری نہیں ہے کہ وہ صرف [...] ساریا کے خلاف ہی اقدامات کرے، ممکن ہے وہ ہمیں بھی اس میں شامل کر لے۔؟"

"تمہارا خدشہ بے بنیاد نہیں ہے سمبوتورا لیکن بہر طور [...] رکھی جائے گی اور میں کسی بھی قیمت پر اسے نظر انداز نہیں کر[...] گا" میں نے کہا اور سمبوتورا نے پر اطمینان انداز میں گردن ہلا دی [...] نے مجھ سے اتفاق کر لیا۔ میکے براؤن سے ملاقات کر[...] سے پہلے مجھے ڈاکٹر طاہر علی کنور پربھات سنگھ اور کرنل آسٹن [...] ملاقات کرنی تھی، تاکہ انھیں بھی یہ صورت حال اچھی طرح سمجھا [...] جائے، اور اس کے لیے میں نے رات ہی کا وقت منتخب کیا [...] کی طرف سے مجھے جو مراعات ملی ہوتی تھیں، میں ان سے [...] پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ ساریا کے پہرا دینے والوں نے [...] دیکھا اور ان کے انداز میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی، گویا وہ [...] بات جانتے تھے کہ میں اب کیا حیثیت رکھتا ہوں۔ ڈا[...] طاہر علی اور باقی دونوں افراد کی حالت بہتر نہ تھی، ان کے [...] لباس بڑھی ہوئی داڑھیاں گرد و غبار میں اٹے ہوئے بال [...] سے جھانکتی ہوئی پریشانی ان کی کیفیت کا اظہار کرتی تھی [...] میرے چہرے پر بدستور نقاب پڑا ہوا تھا، اس وقت [...] طور سے اس کا خیال رکھ کر میں یہاں پہنچا تھا تاکہ وہ بے [...] نہ ہو جائیں، تینوں ایک ہی جگہ تھے، اور بیٹھے ہوئے کچھ سو[...] رہے تھے، حالانکہ عام لوگوں کے سونے کا وقت تھا اور سب [...] سوائے پہرا دینے والوں کے نیند کی آغوش میں پہنچ چکے تھے [...]

ڈاکٹر طاہر علی نے گردن اٹھا کر مجھے دیکھا، پہلے بھی [...] بار وہ مجھے ساریا کے ساتھ دیکھ چکے تھے، اور ظاہر ہے [...] نہیں سکے تھے، چونکہ میں ڈھکے ہوئے چہرے کے ساتھ [...] کے سامنے آیا تھا، اس وقت بھی انہوں نے مجھے اسی انداز [...] میں دیکھا اور میں ان کے سامنے بیٹھ گیا، وہ تینوں میرے [...] انداز پر کسی قدر چونکے ہو گئے تھے۔ تب میں نے جس حد تک [...] ممکن ہو سکا لہجہ بدل کر ڈاکٹر طاہر علی کو مخاطب کیا۔ "آ[...] لوگوں کو یہاں کوئی تکلیف کوئی پریشانی تو نہیں ہے۔؟"

"نہیں، ہم بہت خوش و خرم و مسرور ہیں" ڈاکٹر طاہر [...]

[...]نے آہستہ سے کہا اور ہنس پڑے، کرنل آسٹن چند قدم آگے کھسک آیا اور کہنے لگا۔ "مقدس کاہن اگر ہو سکے، تو ہماری ایک مدد کر دو، [...]ں اس قید سے نجات دلا دو، ہم تین افراد، سچ بات یہ ہے کہ ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، جنھیں تم نے گرفتار کیا ہے، ہم تو اپنی زندگی کے عذاب کا شکار ہیں، تم دیکھو مقدس کاہن کہ میں بوڑھا آدمی ہوں، اور اب اس سفر میں زیادہ دن تک حصہ نہیں لے سکتا، میں اپنی دنیا میں واپسی چاہتا ہوں، میں ایسی جگہ جا کر مرنا چاہتا ہوں، جہاں کم از کم میری تدفین کا معقول بندوبست ہو سکے۔"

"نہیں کرنل جان آسٹن، آپ کو زندہ رہنا ہو گا، آپ زندہ رہیں گے۔" میں نے کہا۔ ڈاکٹر طاہر علی کو شاید میرے لہجے پر شبہ ہو گیا تھا، اس وقت میں اپنی آواز پر بھی قابو نہیں رکھ سکا تھا، وہ کسی قدر بے چین ہو گئے، اور انہوں نے بھی کرنل آسٹن ہی کی طرح آگے بڑھ کر کہا، "تم اپنے چہرے پر یہ نقاب کیوں ڈالے رہتے ہو راہب۔؟"

"اس لیے کہ اس نقاب کے پیچھے بہت سی کہانیاں چھپی ہوئی ہیں ڈاکٹر طاہر علی" میں نے کہا اور اس بار میرا لہجہ بھی اصل تھا، اور انداز بھی۔ ڈاکٹر طاہر علی پاگلوں کی طرح اٹھ کر میرے قریب آ گئے اور انہوں نے بڑے ملتجی انداز میں کہا۔ "مجھے اپنا چہرہ دیکھنے کی اجازت دے دو، راہب، ایک شبہ، ایک خیال میرے ذہن میں ابھر رہا ہے، کنور، کنور پلیز ذرا ادھر آؤ، کیا تم نے [...]یا تم نے۔" میں نے آہستہ سے نقاب اپنے چہرے سے الگ کر دیا، اور ڈاکٹر طاہر علی کے بدن میں کپکپاہٹ دوڑ گئی۔ "خدا کی قسم، خدا کی قسم، یہ تم ہی ہو غزالی؟ غزالی یہ تم ہی ہو۔؟ یہ تم ہی ہو نا۔؟" انہوں نے آگے بڑھ کر میرے لباس کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ وہ بڑی ہیجانی کیفیت کا شکار نظر آ رہے تھے۔

کنور پربھات سنگھ بھی میرے بالکل قریب پہنچ گیا، اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میرا چہرہ دیکھنے لگا، پھر اس کے منہ سے عجیب سی آواز نکلی "ہاں۔ غزالی ہی تو ہے، یہ ہمارا غزالی ہی تو ہے۔" دونوں کی کیفیت بڑی عجیب ہو گئی تھی، کرنل آسٹن بے چارہ اپنی جگہ پر ساکت و جامد بیٹھا ہوا تھا، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے، ڈاکٹر طاہر علی نے مجھے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ "تم غزالی یہ تم ہی ہو نا۔؟ خدا کے لیے جواب دو، یہ تم ہی ہو نا۔"

"ہاں ڈاکٹر طاہر علی یہ میں ہی ہوں" میں نے کہا اور ڈاکٹر طاہر علی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ وہ اپنا چہرہ میرے سینے سے رگڑ رہے تھے۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے میرے سینے کے گرد حلقہ بنا لیا تھا اور روئے جا رہے تھے۔

"نہیں ڈاکٹر پلیز، اس قدر بے اختیار نہ ہوں، پلیز ڈاکٹر اپنے آپ کو سنبھالیں۔"

"غزالی۔ غزالی" ڈاکٹر طاہر علی اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکے، وہ مسلسل روئے جا رہے تھے۔ کنور پربھات سنگھ بھی ساکت مجھے دیکھ رہا تھا، اس کی کیفیت بھی بہتر نہ تھی۔ تب کرنل آسٹن نے کہا۔ "مگر تم تو، تم تو اس خونخوار عورت کے ساتھ، اوہ یہ بات تھی، سنا ڈاکٹر، گازالی نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، گازالی نے، گازالی نے۔"

"کوئی فیصلہ کرنے یا میرے بارے میں رائے قائم کرنے میں جلد بازی مت کرو، کرنل جان آسٹن، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ تمہیں اپنے طور پر احمقانہ فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔" میں نے کسی قدر ترش لہجے میں کہا، کیونکہ کرنل جان آسٹن کا لگایا ہوا الزام مجھے بہت ناگوار گزرا تھا، ڈاکٹر طاہر علی تھوڑی دیر کے بعد اعتدال پر آ گئے، تو میں نے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں جن مصائب سے دوچار رہا ہوں، ان کی کہانی سنے بغیر اگر آپ لوگ میرے بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے، تو میری ذہنی کیفیت کا خراب ہو جانا، قدرتی امر ہے۔ ڈاکٹر طاہر علی مختصر الفاظ میں، میں آپ کو ان لمحات کی کہانی سنائے دیتا ہوں، جن میں، میں آپ سے دو[...] اور جن میں میرے ساتھ عجیب و غریب واقعات پیش آئے۔ آپ کو علم ہے کہ ندرت سمبوتورا اور میکے براؤن وغیرہ کے معاملات میں، میں کس طرح الجھ گیا تھا، ڈاکٹر طاہر علی آپ صورت حال کو بہت بہتر سمجھ سکتے ہیں، میکے براؤن کا اعتماد حاصل کرنا بھی میرے لیے ضروری تھا، اور دوسری جانب میں اپنے طور پر آپ سب کے ساتھ منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھا۔ اسی اثنا میں میکے براؤن میری طرف سے بدظن ہو گیا، اور اس نے دھوکے سے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں، میں شدید زخمی ہو گیا۔ اس وقت سمبوتورا اور ندرت نے میری زندگی بچانے کے لیے جو کچھ کیا، خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے لیے درست ثابت ہوا۔ بمشکل تمام میں اس قابل ہو سکا کہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جاؤں، ورنہ میکے براؤن نے تو مجھے ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ صحت یاب ہونے کے بعد جس میں مجھے کافی دن لگ گئے تھے، میں لہاسا واپس پہنچا اور وہاں میں نے آپ لوگوں کو تلاش کیا، لیکن آپ مجھ سے مایوس ہو کر وہاں سے نکل چکے تھے، غالباً اپنے طور پر آپ کچھ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے، اسی طرح میکے براؤن بھی وہاں سے غائب تھا، بحالت مجبوری میں سمبوتورا کے ساتھ ان علاقوں کی سمت چل پڑا اور ہم تینوں سفر کرتے ہوئے کافی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور نکل آئے۔ اس کے بعد ساریا سے ہماری مڈبھیڑ ہوگئی۔ ساریا کے سامنے ہم تینوں مقدس راہبوں کی شکل میں آئے جو تبت کے ویران علاقوں میں عبادت کر رہے تھے، اور آج تک اس کی نگاہوں میں ہماری وہی حیثیت ہے، جب ہم نے آپ کو اور میکے براؤن کو اس کی قید میں آتے دیکھا تو ہم انتہائی پریشان ہوگئے۔ ساریا پر ہم نے کچھ اس طرح اپنا اعتماد قائم کر رکھا ہے کہ وہ ہماری تمام باتیں مان لیتی ہے، اس وقت صرف اتنا ہی کیا جاسکتا تھا کہ ہم آپ لوگوں کو عام قیدیوں سے ہٹا کر کچھ مراعات دلوا سکیں، چنانچہ آپ کو اندازہ ہوگیا کہ فوری طور پر آپ کے ساتھ بہتر سلوک شروع کر دیا گیا تھا، ہم اپنے طور پر پلاننگ کر رہے تھے کہ کس طرح میکے براؤن کو راستے سے ہٹا کر آپ کو اپنے ساتھ شامل کیا جائے کہ یہ خوفناک حادثہ پیش آگیا، اور اس کے بعد حالات خاصے پریشان کن ہوگئے۔ ساریا کی فطرت کے بارے میں آپ لوگوں نے اندازہ لگا لیا ہوگا، ڈاکٹر طاہر علی کہ وہ بہت خوفناک عورت ہے، اور کنور بربھات سنگھ، آپ کو یہ سن کر انتہائی حیرت ہوگی کہ یہ وہی عورت ہے، جس نے آپ کے وہی بنگلے سے بوڑھے بابا کو اغوا کیا تھا، اور جس کا گھونسا ڈاکٹر طاہر علی کے جبڑے پر پڑا تھا۔"

"کیا۔؟" کنور بربھات سنگھ اچھل پڑا اور ڈاکٹر طاہر علی بے اختیار اپنا جبڑا سہلانے لگے۔

"ہاں۔ ساریا نے بوڑھے بابا کو حاصل کر لیا، اور اس کے بعد وہ ویلینی کی جانب چل پڑی۔ وہ بوڑھے بابا کے ذریعے ویلینی قبیلے میں پہنچ کر اس عورت کو بلیک میل کرنا چاہتی ہے، جس کے پاس خزانہ متوقع ہے، میرا خیال ہے، آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ بدھ بھکشوؤں کی حیثیت سے ہم اگر اس پر یہ اعتماد قائم نہ کرتے، تو یقینی طور پر ہماری حیثیت بھی قیدیوں جیسی ہی ہوتی، لیکن اب ہم اس کی نگاہوں میں ممتاز ہیں۔ آتش فشانی میں، میں باقی لوگوں سے بھٹک گیا، اور میری ملاقات بالکل اتفاقیہ طور پر میکے براؤن سے ہوگئی، جو خود بھی بھٹکتا پھر رہا تھا، اس ملاقات پر ہم دونوں کے درمیان بہت سی دلچسپ باتیں ہوئیں اور میں نے اپنے طور پر فوراً ہی ایک پلاننگ کر لی، جس کے تحت میکے براؤن کو میں نے دوبارہ اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ میں آپ لوگوں کو بھی اس تمام پروگرام سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں، ڈاکٹر طاہر علی آپ حالات کی سنگینی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ساریا ہمارے لیے سب سے خطرناک شخصیت ہے، گو اس کے بہت سے ساتھی اس آتش فشانی میں ہلاک ہوچکے ہیں، لیکن اب بھی ان کی تعداد کافی ہے، میکے براؤن کے

سترہ ساتھی زندہ ہیں، اور بخیر و عافیت ہیں، تین افراد آ ہیں، میں، سمبوتورا اور ندرت ہے، ہم کل تیئس آدمی ہ ہیں، اور اگر ہمارے پاس ساریا کے ہتھیار آجائیں تو مناسب جگہ ہم ساریا کے خلاف قدم اٹھا سکتے ہیں، میکے براؤن سے زیادہ ساریا پر قابو پانا ضروری ہے، کیو میکے براؤن سے کہیں زیادہ خطرناک عورت ہے۔"

وہ سب بغور میری گفتگو سن رہے تھے، میر ہونے کے بعد بھی بہت دیر تک خاموشی طاری رہی، طاہر علی نے کہا۔ "تم ایک بار پھر میکے براؤن جیسے ش بھروسا کر رہے ہو غزالی؟"

"ہاں۔ ڈاکٹر طاہر علی۔ ان حالات میں یہ سب ضروری ہے، ورنہ آپ بتائیے کہ ہم چھ افراد ان تمام کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اگر میں ساریا کو مشتعل کر کے میکے ب اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرا بھی دوں، تو اس کے بو لوگ ساریا سے نمٹ سکتے ہیں، ساریا میکے براؤن زیادہ خوفناک ثابت ہوگی، میرے ذہن میں ایک من جس کی تفصیل میں آپ کو ابھی بتاؤں گا، پہلے آپ لو بتائیے کہ آپ کے ذہن میری طرف سے صاف ہو نہیں ہیں۔"

کرنل جان آسٹن نے آگے بڑھ کر بھرائی آواز "ان دونوں کی بات نہ کرو گا زالی۔ بدتمیزی میں لے کی ح اندازہ نہیں لگا سکتے، اس بدبخت میکے براؤن نے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، جانوروں کی طرح ہمیں ہانکتا ہ وہ، ساریا کی قید میں آکر تو یوں سمجھو کہ ہم نے نئی زن ہے۔ ہم حالات سے بہت بددل ہوگئے ہیں۔ تمہا میں، ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا، تمہیں اس طرح دیکھ کر نہیں۔۔۔" کرنل جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔

"کوئی بات نہیں کرنل جان آسٹن۔" میں نے شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ کہہ چکے ہو آ جاؤ جو پروگرام میں پیش کر رہا ہوں، اس پر غور کرو ا بعد مجھے بتاؤ کہ میری سوچ مناسب ہے یا نہیں۔؟"

کرنل جان آسٹن نے گردن جھکا لی۔ چند لمح کے بعد میں نے کہا، "میکے براؤن اس وقت بے د ہے اگر اس کی فطرت پر آپ لوگ غور کریں تو یہ میں مشکل نہیں ہوگی کہ وہ ان حالات میں ہم سے تعاون کرے گا۔ ساریا سے نمٹنے کے بعد ہی وہ ہمار میں سوچ سکتا ہے۔ لیکن ہم اس کے لیے پہلے

گئے۔"

"تم آج بھی ہمارے لیڈر ہو غزالی، اور ہم تم پر بھروسا کرتے ہیں۔" بربھات نے کہا۔ ان الفاظ سے عجیب سا احساس میرے دل میں پیدا ہوگیا۔ یہ لوگ مجھ پر اعتبار کر رہے تھے، بلکہ حقیقت یہ تھی کہ مجھے خود بھی اپنے آپ پر اعتبار نہیں رہا تھا۔ میں خزانے کے راستے سے نجانے کتنی دور ہٹ گیا تھا، اپنی کیفیت کا تجزیہ کرنا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ معلوم نہیں میں کیوں اور کس کے لیے کام کر رہا تھا۔ خزانے کے تصور سے تبت کا رُخ کیا تھا، لیکن راستے کہیں سے کہیں جا پہنچے تھے، میں خود فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ میں حسن صاحب سے مخلص ہوں، اپنے آپ سے مخلص ہوں یا ندرت اور سمبوتورا سے۔ طبیعت کا تجسس مجھے ندرت اور سمبوتورا سے تعاون کرنے پر مجبور کر رہا تھا اور میں جاننا چاہتا تھا کہ ان لوگوں کا مشن کیا ہے۔ نکلا خزانے کی تلاش میں تھا لیکن اب اس سے اتنی زیادہ دلچسپی نہیں رہ گئی تھی، میکے براؤن، جولیا، ساریا، ڈاکٹر طاہر علی، حسن صاحب، ویلینی میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا کرنا چاہتا ہوں۔ بڑا الجھا الجھا سا ان لوگوں کے پاس واپس آیا تھا۔!

ساریا کو میکے براؤن کے ہاتھوں نقصان پہنچانے کی سازش بے حد خطرناک تھی، ساریا جیسی وحشی عورت میرے لیے کسی طور باعث کشش نہیں ہوسکتی تھی، حالانکہ اس کا رویہ بہت ہی اچھا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی بھی ہما کے رشتے سے میرے لیے قابل احترام تھے۔ حسن صاحب بے چارے تو ان راستوں سے ہٹ ہی گئے تھے۔ کیا کرنا چاہتا ہوں میں، کیا خواہش ہے میرے دل میں۔؟

نجانے کب تک اس بارے میں سوچتا رہا ایک تنہا اور سنسان سے گوشے میں بیٹھ کر میں اپنے آپ پر غور کرتا رہا اور پھر کوئی فیصلہ کرنے میں ناکام رہ کر وہاں سے اٹھ گیا، جو کچھ ہو رہا ہے، اسی انداز میں ہونے دیا جائے۔ اور نتیجہ جو کچھ بھی ہوگا، دیکھا جائے گا۔ انسان اپنے آپ میں الجھ جائے تو بڑے کرب سے گزرتا ہوتا ہے۔ خزانے سے دلچسپی ختم ہو جانے کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ میں ان تمام جھگڑوں کو چھوڑ کر فرار کی راہ اختیار کرتا لیکن.....

دل الجھنے لگا تھا ان تمام تصورات سے چنانچہ میکے براؤن کی طرف چل پڑا۔ میکے براؤن اپنے ساتھیوں کے درمیان تھا اور شاید ان لوگوں کو اپنے پروگرام کے بارے میں کچھ بتا چکا تھا۔ میں نے ان کی آنکھوں میں تجسس دیکھا تھا۔

"تم لوگ اطراف پہ نگاہ رکھو۔" میکے براؤن نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ وہاں سے اٹھ گئے۔ تب میکے براؤن آہستہ سے بولا۔ "اس سے ملاقات ہوئی۔؟"

"ہاں۔ میں نے اس سے بات کی ہے۔"

"کچھ کامیابی ہوئی۔؟"

"کافی حد تک۔ میں نے اسے پروگرام کے مطابق اس بات کے لیے تیار کر لیا ہے کہ وہ تمہیں اپنے ساتھیوں کی حیثیت سے قبول کر لے اب تمہیں اس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔"

"ویری گڈ۔ مجھے اس سے کیا گفتگو کرنی ہوگی۔؟"

"یہ بات تم اسے بتا چکے ہو مسٹر براؤن کہ تم بھی ویلینی کے خزانے کی تلاش میں ہو۔ بات صاف یہ کرنی ہوگی کہ اس خزانے کا کتنا فیصد تمہیں ملنا چاہیے تم اس سے سودے بازی نہیں کرو گے بلکہ لاچاری کا اظہار کر کے کہو گے کہ اگر وہ تمہیں کچھ دے دے تو یہ اس کی مہربانی ہوگی۔"

"میں سمجھ گیا ہوں۔" میکے براؤن نے پرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر بولا۔ "کب ملاقات کر رہے ہو اس سے۔؟"

"میرا خیال ہے اب یہ کام کل شام ہی ہوسکتا ہے، صبح کو یقیناً ساریا یہاں سے روانہ ہو جائے گی۔ شام کے پڑاؤ میں اس سے یہ گفتگو ہوسکتی ہے۔"

"جیسا تم مناسب سمجھو۔" میکے براؤن نے جواب دیا اور پھر دفعتاً مسکرا پڑا۔ "ایک کہانی سناؤں گا زالی۔؟"

"کون سی کہانی؟"

"میں تمہیں اس مجسمے کے بارے میں بتا چکا ہوں جو بہت قیمتی تھا اور جسے ساریا نے مجھ سے چھین کر مجھے شدید اذیت کا نشانہ بنایا ہے۔ رانا شمشیر نامی شخص اس مجسمے کے بارے میں بڑی دل دہلا دینے والی کہانیاں سناتا رہا تھا مجھے، جب میں نے اُسے قابو میں کیا تو وہ یہ مجسمہ بخوشی مجھے دینے پر آمادہ تھا۔ اس نے کہا کہ یہ منحوس مجسمہ ہے اور اس کی وجہ سے اس کی زندگی تباہ ہوگئی ہے، میں ان الفاظ کو اس کی کوئی چال ہی سمجھا تھا، سوچو گا زالی بھلا کوئی مجسمہ منحوس ہوسکتا ہے۔ وہ بھی اتنا قیمتی مجسمہ جو سونے اور ہیروں کی مدد سے بنایا گیا ہو، اگر ہم رانا شمشیر کی بات پر یقین کر لیتے ہیں تو بہت سے توہمات ذہن میں ابھرتے ہیں، میں نے سوچا تھا اس بارے میں، درحقیقت جب سے یہ مجسمہ میرے پاس پہنچا تھا، میں انتہائی پریشان کن حالات کا شکار ہوگیا تھا، یقیناً یہ اتفاقات ہی ہوں گے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پر قبائلی حملہ آور ہوئے اور ہمیں شدید ترین نقصانات سے دوچار ہونا پڑا اور اس کے بعد میں ساریا کے قبضے میں آگیا، ساریا کے قبضے میں آنے کے بعد میں نے بارہا رانا شمشیر کی کہانیوں پر غور کیا۔ لیکن دل یقین نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتا تھا۔ اب یہ مجسمہ ساریا کے پاس پہنچا ہے تو ساریا نحوستوں کا شکار ہو رہی ہے، اگر ہم اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے تو کیا اسے مجسمے کی نحوست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔"

میں دلچسپ نگاہوں سے میکے براؤن کو دیکھنے لگا اور پھر میں نے شانے ہلا کر کہا۔ "بہر طور تمہیں بہت زیادہ نحوستوں کا شکار نہیں ہونا پڑا میکے براؤن، البتہ یہ بتاؤ کہ اگر ساریا پر قابو پالیا گیا تو کیا تم وہ مجسمہ دوبارہ اپنی ملکیت بنانا پسند کرو گے۔؟"

میکے براؤن داہنا گال کھجانے لگا ـــــ پھر اس نے کہا۔ "اتنی قیمتی چیز ہے وہ کہ اس کے لیے ہزاروں نحوستیں مول لی جا سکتی ہیں۔"

"بہر حال یہ تمہارا مسئلہ ہے جس طرح مناسب سمجھو کرنا۔"

میں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے بھی اٹھ آیا۔

میرا اندازہ درست نہیں نکلا۔ ساریا کے آدمیوں نے شکار کے جانوروں کے انبار لگا دیے تھے اور اب گوشت کے پارچے بنائے جا رہے تھے تاکہ انہیں خشک کر کے محفوظ کر لیا جائے چنانچہ آج بھی آگے کا سفر شروع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سمبوتورا اور ندرت کو میں ساری تفصیل بتا چکا تھا اور وہ لوگ ذہنی طور پر ایک نئے ہنگامے کے لیے تیار ہو گئے تھے لیکن ابھی وقت کا تعین مشکل تھا۔

ساریا نے دن کو دس بجے کے قریب بینتھال کے ذریعہ مجھے طلب کر لیا اور میکے براؤن کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے حالات سے آگاہ کر دیا۔

"تب اسے میرے پاس بلاؤ تاکہ یہ بات طے ہو جائے۔"

میکے براؤن کو طلب کر لیا گیا اور ساریا نے اس سے کہا۔ "مقدس راہب کی تجویز ہے کہ تمہیں اپنے ساتھیوں میں جگہ دوں۔ اس نے تم سے بات بھی کی ہے کیا تم خلوص دل سے میری وفاداری قبول کر سکتے ہو۔؟"

"میڈم ساریا۔ میں آپ کا قیدی ہوں اور ہر طرح آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔ آپ کسی بھی لمحے موت کے گھاٹ اتار سکتی ہیں۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ماؤنٹ سورٹ کے خزانے کی کشش ہی مجھے یہاں تک لائی ہے۔ مقدس راہب کا کہنا ہے کہ آپ کی وفاداری سے مجھے زندگی بھی ملے گی اور شاید خزانے کا کچھ حصہ بھی۔ میں ایک غلام کی حیثیت سے آپ کی ہر خدمت کروں گا اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے۔ حالانکہ اگر آپ چاہیں تو صرف ہمیں ہماری زندگی کے عوض اپنا غلام بنا سکتی ہیں۔ میں یہ الفاظ کہتے ہوئے معذرت خواہ ہوں کہ مجھے اس خوشخبری کا یقین نہیں آیا۔"

"مقدس راہب کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ ایک مستحکم حقیقت ہوتا ہے۔ مسٹر براؤن دوبارہ یہ الفاظ کہنے کی جرأت نہ کرنا۔"

"تو پھر مقدس راہب مجھے حکم دے سکتے ہیں کہ مجھے آپ کی خدمت گزاری کے لیے کیا کرنا ہوگا۔؟"

"جس طرح ہمارے دوسرے ساتھی ہمارے ساتھ کر رہے ہیں میکے براؤن، اسی طرح تم بھی ہر کام میں اپنے آدمیوں کے ساتھ اتنی ہی دلچسپی لو اور ہمارے وفادار بن جاؤ۔"

"اگر میں آپ کی وفاداری سے منحرف ہو جاؤں، تو یقیناً سے پہلے مجھے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔" میکے براؤن نے مکاری سے کہا اور ساریا مسکرانے لگی پھر بولی "لیکن خزانے میں تم حصہ کتنا ہوگا میکے براؤن۔"

"اس کا فیصلہ میں نہیں کروں گا، البتہ جو کچھ بھی مجھے مل میں اسے اپنی خوش بختی تصور کروں گا، کیونکہ میں تو زندگی سے مایوس ہو گیا تھا۔"

"میکے براؤن ذہین آدمی معلوم ہوتا ہے گازالی۔ اس کہو کہ ساریا فراخ دل ہے اور سچائی کی قدر کرتی ہے۔ تم اپنے آ کو اس بات پر آمادہ کرو میکے براؤن کہ وہ ہماری وفادار دم بھریں اور اب تم اپنے آپ کو ایک آزاد انسان تصور کرو وہ تمام مراعات دی جائیں گی جو ساریا کے ساتھیوں کو حا ہیں۔"

میکے براؤن نے متشکرانہ انداز میں گردن جھکا دی۔

ساریا نے اسے رخصت کر دیا اور پھر میری طرف دیکھ

"کیا تم اس گفتگو سے مطمئن ہو گازالی۔"

"بالکل میڈم ساریا۔ میرا خیال ہے یہ شخص دھو نہیں ثابت ہوگا۔"

ساریا نے بینتھال کو بلایا اور اسے ہدایت کی کہ براؤن کو اپنے ساتھیوں میں تصور کیا جائے اور اسے وہ ذمہ داریاں سمجھا دی جائیں جو ان تمام لوگوں پر عائد تقسیم کر دیے جائیں تاکہ وہ بھی اپنے طور پر مطمئن ہو جا میں نے دلچسپی اور مسرت سے دیکھا کہ میکے براؤن اور ا ساتھیوں کو بچے کھچے ہتھیاروں میں سے ایک اچھا خا مہیا کر دیا گیا۔ اور وہ ساریا کے ساتھیوں کے ساتھ میں مصروف ہو گیا۔ ساریا تمام کاموں کی نگرانی کر رہی نے اپنے لوگوں کو اطلاع دے دی تھی کہ کل صبح دوبار شروع کر دیا جائے گا اس لیے تمام کام جلد ختم کر لیا جا شام ہو گئی۔ ندرت اور سمبوتورا گولین کی نگہدا کر رہے تھے کیونکہ سر کے زخم کی وجہ سے وہ شدید بخا ہو گیا تھا اور اس پر سرسامی کیفیت طاری تھی۔

بینتھال نے ساریا کا پیغام دیا اور میں ایک بے بس انسان کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک الگ تھلگ گوشے میں میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں قریب پہنچا تو مجھے دیکھتی رہی عجیب سی شکست خوردگی تھی اس کے انداز میں۔ پھر اس نے کہا "بیٹھو گازالی۔" اور میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ ساریا بدستور مجھے دیکھتی رہی پھر بولی "اگر اس زلزلے اور آتش فشانی سے میں ہلاک ہو جاتی تو کیا تمہارے ذہن کا کوئی گوشہ متاثر ہوتا۔؟ کیا تم میری دیوانگی پر غور کرتے کیا میرے تصور سے تمہاری آنکھوں میں نمی آتی گازالی۔؟"

"میں آپ کی شخصیت کو اتنا کمزور نہیں سمجھتا میڈم ساریا۔ میں خود بھی زندہ بچ کر یہ سوچتا رہا تھا کہ آپ زندہ ہوں گی۔"

"خوبصورتی سے میرا سوال ٹال رہے ہو۔ لیکن ایسا نہ ہونے دوں گی۔ آج کچھ اور ہی کرنا چاہتی ہوں میں گازالی۔ نہ جانے کیا کیا ہے میں نے زندگی میں۔ ایک بات پر بھروسا کر کے ہار نہیں مانی کسی سے۔ نقصانات اٹھائے لیکن شکست نہیں تسلیم کی۔ مگر اب ہارنے کو جی چاہتا ہے شکست کی لذت چکھنا چاہتی ہوں۔ ہاں گازالی میں نے تم سے کہا تھا کہ میں انتظار کروں گی۔ اس وقت کا انتظار جب تم خود میرے قدموں میں جھکو گے میرے لیے دیوانے ہو کر میرے پاس آؤ گے۔ لیکن یوں لگتا ہے گازالی کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ تم بے حد سنگدل ہو۔ تمہارے سینے میں پتھر ہے میں اس پتھر پر کوئی نشان نہیں ڈال سکی اور میں نے ہار مان لی ہے۔ اب اس شکست خوردہ وجود کو زندگی دے دو گازالی میرے محبوب۔ میں تم سے محبت کی بھیک مانگتی ہوں۔ میں تمہارے وجود میں سمانا چاہتی ہوں۔ ہار کر۔ شکست کھا کر گازالی۔ آج کی رات میں اپنی زندگی کو ایک نئے راستے پر ڈال رہی ہوں۔ اس شکست خوردہ وجود کو اپنی محبت کی بھیک دے دو۔" وہ آگے بڑھی اور اسی وقت۔ اسی وقت ساریا کی پشت پر موجود ایک چٹان کے عقب سے کوئی باہر نکل آیا اور ایک نسوانی آہٹ سنائی دی۔

"دور ہٹ بھکارن کتیا۔ اپنی اوقات سے بہت اونچی چیز طلب کر رہی ہے تو۔ پیچھے ہٹ، اگر زندگی کے کچھ اور سانس لینا چاہتی ہے تو پیچھے ہٹ ورنہ۔" پستول کی نال ساریا کی گردن سے آلگی اور میرا سانس جیسے بند ہو گیا۔

ایم۔ اے راحت کا ایک اور شاندار ناول

جھرنے

مکمل چار حصے۔ قیمت فی حصہ ۔/۴۰

★ والدین اولاد کیلئے کبھی غلط فیصلے نہیں کرتے ★ نوجوانی کی نادانی کبھی کبھی عمر بھر کی سزا بن جاتی ہے ★ معاشرے کے المناک پہلوؤں کی عکاس تحریر

ماہنامہ آنچل میں کئی سال تہلکہ مچاتے کے بعد کراچی ٹی وی کے ۱۹۹۴ء کی مقبول سیریل اعتراف کے نام سے پیش کی جانیوالی داستان

اب کتابی شکل میں

علی میاں پبلی کیشنز
عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور
فون 7247414

اسٹاکسٹ: علی بک سٹال
نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور
فون 7223853

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کان بری طرح جھنجھنا اٹھے۔ سماعت مجروح ہوگئی لیکن بصارت کام کر رہی تھی۔ جولیا کا لال بھبھوکا چہرہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ وہ شعلہ جوالا بنی ہاتھ میں پستول تھامے ساریا کے نزدیک کھڑی تھی۔

کسی کی آمد اور پھر یہ الفاظ ساریا کے تصور میں بھی نہیں تھے، اس لیے وہ بھی کچھ نہ سمجھ پائی۔ لیکن اس کا تعلق جرم کی زندگی سے تھا اور جولیا ایک بے وقوف لڑکی تھی۔ وہ شدت غضب اور جوش رقابت میں ساریا کے سر پر تو آ کھڑی ہوئی تھی لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ اتنے قریب آجانے کا مطلب کیا ہے۔

ساریا کو سنبھلنے میں دیر نہ لگی۔ پستول کی نال اس کی گردن سے لگی ہوئی تھی اور جولیا کا بدن اس کے بالکل قریب تھا۔ جولیا کو اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ کب ساریا نے اپنی جگہ سے جنبش کی اور کب جولیا اس کے شانے پر سے ہوتی ہوئی ساریا کے سامنے آگری۔ ساریا نے پھرتی سے اپنا ایک پاؤں جولیا کی کلائی پر رکھ دیا اور دوسرے پاؤں کی ٹھوکر نے پستول اس کے ہاتھ سے نکال دیا جولیا کی کلائی اس بری طرح زمین پر رگڑی گئی تھی کہ گوشت نکل آیا اور ہڈی جھانکنے لگی تھی۔ جولیا کرب سے تڑپنے لگی، ساریا نے جھک کر اس کے بال پکڑے اور سیدھا کھڑا کر دیا۔ جولیا جیسی نازک اندام لڑکی سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ اس شدید چوٹ کے باوجود وہ حواس قائم رکھ سکے گی۔

"کون ہے۔ کون ہے تو۔ پاگل کتیا۔ کیوں موت نازل ہوئی ہے تجھ پر؟" ساریا غرائی۔

"تو جس سے پیار کی بھیک مانگ رہی ہے، گڑگڑا رہی ہے جس کے سامنے، وہ میرا محبوب ہے۔ مجھ سے پیار کرتا ہے وہ۔ مجھے۔" جولیا نے کہا اور ساریا کے زوردار تھپڑ سے دور جا گری۔

ساریا آگے بڑھی تو میں اس کے راستے میں مزاحم ہو گیا۔

"نہیں ساریا نہیں۔ اس وقت تمہارے ہاتھ خون سے رنگین نہیں ہونے چاہئیں۔ ہرگز نہیں۔"

ساریا رک گئی۔ اس نے خونی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر غرائی۔ "کیا بک رہی ہے یہ؟"

"اپنے حواس قائم رکھو ساریا۔ یہ ضروری ہے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا بک رہی ہے یہ؟" ساریا چیخی۔

"تم فوراً یہاں سے چلی جاؤ۔ دفعان ہو جاؤ یہاں سے۔ میں کہتا ہوں جاؤ۔" میں جولیا پر پلٹ پڑا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے گھورنے لگی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اٹھ نہ سکی

اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

"کون ہے یہ؟ کیا ہوا تھا اسے۔ اور۔ اور یہ پستول؟" ساریا کے آگے بڑھ کر پستول اٹھا لیا۔ "یہ تو میرا ہی ہے۔"

"میکے براؤن کی بیٹی ہے۔" میں نے کہا۔

"بکواس کیا کر رہی تھی یہ۔ کیا جنون طاری ہوا ہے اس پر؟"

"اپنے آدمیوں کو بلاؤ ساریا۔ اس کا مرنا ابھی ٹھیک نہ ہو گا۔ اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دو۔"

ساریا نے چند لمحات توقف کیا۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں کو آوازیں دیں اور ان کے آنے پر جولیا کو اٹھا کر اس کے باپ کے پاس چھوڑ آنے کو کہا اور بولی۔ "میکے براؤن سے کہہ دو کہ اس کتیا کے بارے میں کچھ پوچھنے کے لیے ابھی میرے پاس نہ آئے۔"

تین آدمی بے ہوش جولیا کو اٹھا کر لے گئے۔

میرے سارے بدن میں سنسنی دوڑ رہی تھی۔ منحوس جولیا نے کھیل بگاڑ دیا تھا۔ کمبخت میری تاک میں لگی رہتی تھی ہر وقت۔ صورت حال میری سمجھ میں آگئی تھی اور اب ساریا کو سمجھانا تھا۔ میں نے برق رفتاری سے خود کو اس کے لیے تیار کر لیا۔ "قصور اس بے وقوف شخص کا ہے اور میرے خیال میں اسے مناسب سزا ملنی چاہیے۔" میں نے اوپری ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"کس بے وقوف کا۔ کچھ مجھے بھی سمجھاؤ گازالی۔" ساریا کے لہجے میں طنز تھا۔

"تمہارا لہجہ ساریا؟" میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھوڑی سی بے وقوف میں بھی ہوں۔" وہ طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

"میں تمہارے اس حق کو چیلنج نہیں کر سکتا ساریا کہ تم جو چاہو میری تضحیک کرو، میری اپنی اوقات ہی کیا ہے، تمہارے ابرو کی ایک جنبش مجھے زندگی سے دور کر سکتی ہے، میں خاموش ہی رہوں تو بہتر ہے۔"

ساریا میرے ان الفاظ پر سنجیدہ ہو گئی اور پھر مجھے گھورتے ہوئے بولی۔ "مجھے کسی بات پر اعتراض نہیں ہے، وہ میری گردن پر پستول رکھنے کی بجائے اگر میرے بدن میں پستول کی گولیاں اتار دیتی، تب میں سمجھتی کہ جو کچھ اس نے کیا، ممکن ہے اپنے باپ کے ایماء پر کیا ہو یا پھر اس بات پر کہ وہ میری قیدی بن گئی ہے۔ مجھے صرف اس کے ایک جملے پر تشویش ہے، یہ کیا کہا اس نے کہ تم اس کے محبوب ہو۔ وہ تمہیں چاہتی ہے اور تم اسے؟"

"اس کا مطلب ہے ساریا کہ یہاں ان لوگوں میں کوئی بھی مجھ سے میرے بارے میں کچھ کہے تو تم فوراً ہی شک و شبے کا شکار ہو سکتی ہو، اس کے باوجود کہ تم مجھے ایک حیثیت، ایک درجہ

کے لیے تیار ہو؟"

ساریا میری اس بات سے متاثر ہو گئی آگے بڑھی اور میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "کوئی کچھ بھی کہے گا تو اس کی زبان دوبارہ کچھ کہنے کے قابل نہ ہو گی گازالی۔ لیکن اس لڑکی نے جو کچھ کہا وہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے، اسے یہ دعویٰ کیونکر ہوا کہ تم اس کے محبوب ہو۔ اس کی رقابت کا یہ انداز مجھے پریشان کر رہا ہے آخر کیوں؟ ایسا کیوں ہوا۔ ہاں"

"کیا اس سے قبل بھی ایسا ہوا تھا ساریا۔ وہ تو بہت دن سے تمہاری قیدی ہے، تمہیں کم از کم مجھ پر اس طرح کا شک نہیں کرنا چاہیے تھا، سنو اس کی کہانی بہت مختصر ہے اور یہ کہانی میرے علم میں بھی کچھ وقت قبل ہی آئی ہے، آتشیں حادثے نے اسے ذہنی طور پر معطل کر دیا ہے اور یہ بات اس کے باپ نے مجھے بتائی تھی میرا مطلب ہے میکے براؤن نے۔ میکے براؤن نے مجھے یہ بھی بتایا کہ قیدیوں میں میکے براؤن کے جو افراد مارے گئے ہیں ان میں وہ شخص بھی تھا جس کا نام تھارن تھا، اور تھارن میکے براؤن کی بیٹی جولیا کا محبوب تھا اور نجانے کس طرح جولیا کو میرے چہرے کے نقوش میں تھارن کی جھلکیاں مل گئیں۔ میکے براؤن کا کہنا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کو تھارن کے مردہ بدن سے لپٹے ہوئے پایا تھا اور جب وہ اسے اٹھا کر لایا تو وہ مخبوط الحواس ہو چکی تھی۔ جیسا کہ تمہیں علم ہے ساریا کہ میکے براؤن مجھے پہاڑوں میں بھٹکتا ہوا ملا تھا۔ یہ اور اس کی بیٹی جولیا میرے ساتھ ہی واپس تمہارے اس کیمپ میں پہنچے تھے، جولیا پر دیوانگی کے دورے پڑنے لگے تھے اور وہ صرف اسی طرح ٹھیک ہو سکی کہ اسے میری شکل میں تھارن مل گیا۔ اس دیوانی لڑکی نے میرا بازو پکڑ کر کہا کہ میں زندہ ہوں نا؟ وہ مجھے تھارن سمجھتی ہے۔ ممکن ہے یہ اس کا خبط ہو، یا ممکن ہے میرے خدوخال اس کے محبوب سے ملتے جلتے ہوں، صرف اتنی سی بات تھی۔ قصور میکے براؤن کا یہ ہے کہ اس نے جولیا کے ہاتھ میں پستول کیسے لگنے دیا جو اس کے پاس محفوظ تھا، یہ پاگل لڑکی ذہنی طور پر درست نہیں ہے ساریا، یہ میکے براؤن کی حماقت ہے کہ اس نے اسے آزاد چھوڑ دیا۔ جب جولیا نے مجھے تھارن سمجھا تھا، تو میکے براؤن نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اس لڑکی کو زندہ رکھنے میں اس کی مدد کروں۔ میکے براؤن کا اس کے علاوہ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اور مدد میں صرف اس حد تک کر سکا اس کی، کہ جولیا کی باتوں پر میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ مجھے یقین تھا کہ ذہنی توازن درست ہونے کے بعد وہ اس حقیقت سے آشنا ہو جائے گی کہ اس کا محبوب مر چکا ہے۔"

ساریا حیرت سے مجھے دیکھنے لگی، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن اس طرح تو خطرناک حد تک پاگل یہ لڑکی کیا دوران سفر ہمارے لیے عذاب نہیں بن جائے گی؟"

"اس کا فیصلہ اس کا باپ کرے گا۔ اگر تم مجھے اجازت دو میں خود میکے براؤن سے بات کروں، ویسے اس لڑکی کا ہاتھ شدید زخمی ہو گیا ہے۔"

"چلو اگر ایسا ہے تو کوئی بات نہیں ہے اس نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی، میرا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے، قصوروار تو صرف وہ ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو ساریا گردن جھٹک کر بولی۔ "کمبخت نے سارا موڈ چوپٹ کر دیا، میں تم سے جو گفتگو کر رہی تھی اس کے لیے میں نے بمشکل تمام خود کو تیار کیا تھا۔ گازالی ایک شکست خوردہ انسان کی اس درخواست کو اپنے سامنے رکھنا۔ معلوم نہیں کون ہو تم۔ کیا عذاب بن کر نازل ہوئے ہو مجھ پر، سب کچھ بھول گئی، سب کچھ ختم ہو گیا میرا۔ اب اس جیسی چھچھوری اور بے وقعت لڑکیاں مجھ پر پستول تان سکتی ہیں اور زندہ رہ سکتی ہیں، گازالی کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے صبر کی انتہا ہو جائے اس بات کو ذہن میں رکھنا، خود بھی مٹ جاؤں گی اور تمہیں بھی فنا کر جاؤں گی۔ یہ میرا آخری قدم ہو گا، اب تم جاؤ اور آرام کرو اور ہاں اس لڑکی کے باپ سے یہ کہتے جاؤ کہ اس کے بعد اسے کنٹرول میں رکھے، اس کا علاج ضرور کرے، کیونکہ اب وہ میرے ساتھیوں میں شامل ہو چکا ہے اور وہ بھی تمہارے ایماء پر، اس لڑکی کی دیوانگی سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، لیکن میکے براؤن کو چاہیے کہ اسے باندھ کر رکھے کم از کم اس وقت تک جب کہ اس کی ذہنی حالت اعتدال پر نہ آجائے۔ اگر دوبارہ میں نے اس کے منہ سے یہ لفظ سنے کہ تم اس کے محبوب ہو تو شاید ایک عورت کی حیثیت سے میں اس کا پاگل پن بھی برداشت نہ کر سکوں۔" ساریا کے لہجے میں جو درندگی تھی اسے میں بخوبی محسوس کر رہا تھا، لیکن اس وقت بات بن گئی تھی۔

جولیا نے جو تباہی ہم پر نازل کرنے کی کوشش کی تھی، وقتی طور پر وہ ٹل گئی تھی اور دیکھنا یہ بھی تھا کہ کب تک ٹلتی رہتی ہے۔ ساریا نے مجھے جانے کی اجازت دے دی، تو میں اس کے پاس سے اٹھ کر واپس چل پڑا۔ لیکن ایک ایک قدم پر ذہن میں ہزاروں بھنور پڑ رہے تھے۔ ساریا کے پاس سے ہی سیدھا میکے براؤن کی طرف گیا۔ اس کے خیمے میں کھلبلی مچی ہوئی تھی جولیا کی مرہم پٹی کا بندوبست ہو رہا تھا اور میکے براؤن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ متوحش تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ کیونکر ہوا۔ مجھے دیکھ کر وہ دیوانہ وار میری طرف لپکا "گازالی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گازالی۔ دیکھو ساریا نے جولیا کو شدید زخمی کر دیا، دیکھو اُس کے ہاتھ کا کیا حشر کیا ہے اُس نے۔ جولیا میری بچّی" وہ دوڑ کر پھر جولیا کے پاس پہنچ گیا جو بدستور بے ہوش تھی۔ اُس کے زخم پر پٹی کر دی گئی تھی۔ دواؤں وغیرہ کا کوئی معقول بندوبست نہیں تھا کیونکہ جو دوائیں ساتھ تھیں ان میں سے بیشتر زلزلے اور آتش فشانی کی نذر ہو چکی تھیں۔ بہت ہی مختصر سامان ہی گر ساتھ لایا جا سکا تھا۔ جن میں ہتھیار زیادہ تھے۔ باقی چیزوں پر اتنی توجہ نہیں دی گئی تھی۔ یہ رویہ ساریا کے مزاج کی عکاسی کرتا تھا۔

میں نے میکے براؤن کو بغور دیکھا اور پھر جولیا کی شکل دیکھنے لگا، اُس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اور وہ خاصی مضمحل نظر آ رہی تھی سانسیں بھی گہری گہری چل رہی تھیں تب میں نے ٹھنڈی سانس لے کر میکے براؤن کی طرف دیکھا اور بولا "تمہیں اس لڑکی کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے تھا میکے براؤن یہ پستول لے کر ساریا کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اور اُسے قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہی تھی!"

"جولیا ۔۔۔ لیکن کیوں ۔۔؟" میکے براؤن نے متحیرانہ انداز میں سوال کیا۔

"اس کا پاگل پن، مجھ سے محبت کا اظہار، شاید میں نے تمہیں یہ بات مختصر الفاظ میں بتائی تھی میکے براؤن کہ میں نے ساریا کو بمشکل تمام کو قابو میں کیا ہے۔ اس جیسی وحشی عورت کو قابو میں کرنا آسان کام نہیں تھا۔ اس کے لیے جو طریقے بھی میں اختیار کر سکا، میں نے کیے۔ وہ مجھ سے اظہار الفت کرتی ہے اور میری محبت کا دم بھرنے لگی ہے اور میں نے اس کی محبت کا جواب نفرت سے محض اس لیے نہیں دیا ہے کہ میرا مقصد پورا ہو جائے۔"

میکے براؤن پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ "یہ لڑکی، یہ لڑکی پاگل ہو گئی ہے۔ کاش میں ان ہنگاموں میں اُسے شریک نہ کرتا، بہت برا ہو گیا۔ میری تقدیر، میری بدنصیبی، نجانے مجھے تباہی کے کون کون سے گڑھوں کی جانب لے جا رہی ہے، یہ ۔۔ یہ مجھے اتنا چاہتی ہے گازالی، اتنا چاہتی ہے مجھے کہ میں پاگل ہو رہا ہوں اس کی چاہت پر۔ آہ گازالی ایک بات کا یقین کر لے، ایک بات کا یقین کر لے میرے دوست کہ جو کچھ میں کر چکا اُسے واپس نہیں لوٹا سکتا، لیکن اس کے بعد میرے وجود کا ایک ایک لمحہ تیری اطاعت گزاری میں صرف ہو گا۔ میری بچّی کو بچا لے گازالی۔ میری بچّی کو بچا لے۔ مجھے میری بچّی واپس دے دے، میں سارے خزانوں پر تھوکتا ہوں، لعنت بھیجتا ہوں، اگر تو یہاں سے واپسی کا فیصلہ کرے گا تو وہ صرف میں ہوں گا جو تیرا ساتھ دوں گا۔ آج میں اپنے اس جذبے کو فنا کرتا ہوں گازالی، میں اعتراف کرتا ہوں تجھ سے کہ خزانے کے حصول نے مجھے پاگل کر دیا تھا، لیکن اپنی اس دیوانگی پر میں اپنی بچّی کو بھینٹ نہیں چڑھا سکتا۔ ہاں گازالی، اب مجھے دیلیمن نے خزانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس مصیبت سے نکل چلو۔ نکل چل گازالی، میں تمہیں اتنا خزانہ دے دوں گا کہ تمہاری پشتیں عیش کریں گی، جولیا کو اپنی شریک زندگی بنا لو۔ اس کے لیے اور کچھ نہیں ہے میری دنیا میں، کب تک بھٹکتا رہوں گا کب تک اپنے آپ کو دھوکے میں رکھوں گا میرے لالچ نے بلاشبہ مجھے اپنی زندگی، اپنی دنیا سے دور کر دیا ہے اور اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میرا یہ پاگل پن میری تباہی ہے، صرف تباہی آہ شاید، شاید رانا شمشیر نے درست ہی کہا تھا۔ مجسمے کی نحوست کچھ نہ کچھ، کسی نہ کسی شکل میں تو نازل ہونا ہی تھا مجھ پر، گازالی خدا کے لیے، خدا کے لیے یہاں سے واپسی کا بندوبست کرو، تم جس خزانے کی متلاشی ہو، میں تمہیں وہ خزانہ دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میری آج تک کی جمع کی ہوئی دولت اس خزانے سے کسی طرح کم نہیں ہو گی۔"

میکے براؤن پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا اور میرے دل میں نجانے کیسے کیسے شیشے ٹوٹتے رہے، جو کچھ وہ بدبخت کہہ رہا تھا بعد از وقت کہہ رہا تھا۔ کم از کم اس حد تک اس کی مدد ضرور کی جا سکتی تھی کہ جولیا کو اس کی دیوانگی سے باز رکھ کر اُسے اس کی دنیا میں لے جاؤں۔ درحقیقت باقی سب کچھ بے کار تھا، لیکن وہ اتنا ذلیل تھا، اتنا بدطینت تھا کہ اُس کے بارے میں کچھ سوچتے ہوئے ہمیشہ اُس کے ماضی کا خیال آ جاتا تھا اور دل کا وہ گداز ختم ہو جاتا تھا۔ بہرطور میں نے اُسے تسلیاں دیں اور کہا کہ جولیا کو جس حد تک قابو میں رکھ سکے رکھے۔ ورنہ یہ بات اس کے لیے خطرناک ہو سکتی ہے۔

"تم نے۔ تم نے ساریا کو اس کے ساتھ یہ درندگی کرنے سے کیوں نہ روکا گازالی، کیا شدید زخمی کر دیا ہے اُس نے میری بچّی کو۔"

"اگر یقین کر سکتے ہو میکے براؤن تو یقین کر لو کہ اگر میں وہاں موجود نہ ہوتا تو اس وقت زندہ جولیا کی بجائے اُس کی لاش تمہارے سامنے پہنچتی، یہ صرف میں ہی تھا جس نے نہایت ہوشیاری سے ساریا کو اُس کی دیوانگی سے باز رکھا۔ آؤ ذرا تنہائی میں آؤ، میں تمہیں بتا دوں کہ حقیقت حال کیا تھی اور کس طرح میں نے ساریا کو جولیا کے قتل سے باز رکھا۔ میں نے ساریا سے کہا ہے اگر تم نے اس بیان سے سرِ مُو بھی انحراف کیا تو یہ طرح سمجھ لو میکے براؤن کہ باقی معاملات کے ذمہ دار تم خود

میکے براؤن کو اس کے خیمے سے نکال کر میں تنہا ایک گوشے میں لے آیا، پھر میں نے اُسے وہ تمام صورت حال بتائی۔ میں نے اُسے بتایا کہ کس طرح میں نے ساریا کو اس بات کا یقین دلایا کہ جولیا کا محبوب تھارن اس آتش فشانی کا شکار ہو گیا ہے اور وہ ذہنی طور پر معطل ہو گئی ہے، صرف یہی وجہ تھی کہ ساریا نے اُسے چھوڑ دیا۔ ورنہ ساریا جیسی پاگل عورت اپنی توہین کا انتقام لیے بغیر بھلا کسی کو چھوڑ سکتی ہے۔

میکے براؤن سناٹے میں رہ گیا تھا، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے کہا۔ "آہ جو کچھ بھی ہوا میرے لیے بہتر نہیں ہوا، خدا کے لیے جلدی کرو، خدا کے لیے گازالی جلدی کرو، مجھے فوراً حکم دو کہ میں ساریا کو قتل کر دوں، اس کے گروہ پر آگ برسا دوں۔ ہمارے پاس اتنے ہتھیار جمع ہو چکے ہیں کہ ہم یہ کام آسانی سے انجام دے لیں۔ میں موقع کی نزاکت کو بھی ذہن میں رکھتا ہوں، اس دوران بھی کئی بار ایسے مواقع مل چکے ہیں جب میں اور میرے ساتھی اگر چاہتے تو ان پر فائر کھول کر انہیں فنا کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔ لیکن صرف تمہاری اجازت کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"میرا خیال ہے وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے میکے براؤن لیکن تمہیں صبر سے کام لینا ہو گا۔ میں چلتا ہوں، تمہارے پاس زیادہ دیر تک رکنا میرے لیے خطرناک ہو گا۔" یہ کہہ کر میں میکے براؤن کے پاس چلا آیا۔ ندرت اور سمبوتورا، گومین کے پاس تھے۔ ان بے چاروں کو بھی اس صورت حال کا علم نہیں تھا لیکن میرے ذہن میں مسلسل تشویش کی لہریں اٹھ رہی تھیں، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ضرور ہے۔ ساریا بظاہر تو میری کہانی سے مطمئن نظر آ رہی تھی، لیکن ممکن ہے وہ مطمئن نہ ہو اور وقتی طور پر اس بات کو ٹال گئی ہو، ایسی صورت میں اگر اُس نے تحقیقات شروع کر دیں تو کام خراب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہاں میں میکے براؤن سے متفق تھا کہ جو کچھ ہونا ہے جلد از جلد ہونا چاہیے۔

سمبوتورا اور ندرت مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ سمبوتورا نے کہا۔ "تمہارے چہرے پر گہری تشویش نظر آ رہی ہے گازالی۔ کیا کوئی خاص بات ہوئی ہے؟"

"ہاں۔ بہت ہی خاص۔" میں نے جواب دیا اور دونوں میری طرف سنجیدگی سے متوجہ ہو گئے۔ میں نے انہیں پوری کہانی سنا دی۔

ندرت اور سمبوتورا پُرخیال انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ پھر سمبوتورا نے کہا۔ "تمہارے خیال میں کیا ساریا مطمئن ہو گئی ہو گی؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا سمبوتورا!"

"مسئلہ بہت زیادہ گمبھیر ہو گیا ہے گازالی، کچھ نہ کچھ کر گزرنا چاہیے، ورنہ حالات خطرناک ہو جائیں گے، کہیں ہماری ساری پلاننگ فیل نہ ہو جائے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ بہرطور ہمیں اب کسی مناسب جگہ کا انتخاب کر لینا چاہیے، جہاں یہ آخری خونی ڈرامہ کھیل لیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

سمبوتورا دیر تک خاموش کچھ سوچتا رہا پھر اُس نے کہا۔ "میرے خیال میں کل کا دن مزید گزر جانے دو، ممکن ہے یہ کارروائی رات میں زیادہ مناسب طور پر ہو سکے۔ ہمیں اپنے ذہن میں چوبیس گھنٹے رکھنے چاہئیں، ان چوبیس گھنٹوں میں کچھ نہ کچھ کر ڈالا جائے گا، ساریا کا رویہ دیکھ لو۔ اگر اس کے رویے میں کوئی تبدیلی پیدا ہوتی ہے تو دوسری بات ہے تو پھر کوئی بھی بڑے سے بڑا قدم اٹھایا جا سکتا ہے اور اگر وہ نارمل ہو گئی ہے اور تمہاری باتوں سے مطمئن ہے تو پھر اس مسئلے میں ابھی کچھ مزید وقت صرف کر لیتے ہیں، میں صرف ایک مناسب جگہ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلا دی تو سمبوتورا نے کہا۔ "میں گومین کے پاس ہی رہوں گا، تم لوگ آرام کرو۔"

میں اور ندرت اٹھ کر اس جگہ آ گئے جہاں ہماری قیامگاہ تھی۔ جو خیمے بچ گئے تھے وہ خاص خاص لوگوں کو دے دیے گئے تھے۔ ان خاص لوگوں میں ہم تینوں بھی تھے۔ ان حالات میں یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ ندرت خیمے میں داخل ہو کر بے اختیار ہنس پڑی اور اس کی دلکش ہنسی کی آواز کانوں میں رس گھولنے لگی۔ کچھ انوکھی خوبیاں تھیں اس معمولی سے خدوخال والی۔ بلکہ کسی قدر بھدے خدوخال والی لڑکی میں جن میں ایک تو اُس کی آنکھیں تھیں اور دوسری ہنسی۔ میں اس کی ہنسی کے ترنم میں کھو گیا۔ ندرت اپنی دلکش آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔ "خیریت، یہ آج آنکھوں میں شوخیوں کے کوندے کیسے لپک رہے ہیں۔"

"واٹ کون ڈی اسے۔" (کوندے) اس نے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھا۔

"میرا مطلب ہے چراغ۔"

"اوہ چارآغ۔" اُس نے اپنے مخصوص لہجے میں اردو بولنے کی کوشش کی اور پھر کہنے لگی۔ "میں جانٹا تم بارے شان (پریشان) ہائے۔ بٹ کیا معلوم کیا کرتے ہائے، آئی مین تم دو لورز کے درمیان پھنس گیا ہائے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"صرف دو" میں نے کراہتے ہوئے لہجے میں پوچھا اور ندرت چونک کر مجھے دیکھنے لگی، چند لمحات خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "ہائے تم کو پریشان کیا ___؟"

"اوہ نہیں ندرت، یہ مقصد نہیں ہے اور نہ میں تمہیں ان لوگوں کی صف میں شامل کرتا ہوں"

"ناہیں۔ میں شامال (شامل) ہائے" ندرت نے کہا اور پھر آہستہ سے ہنس پڑی۔

"بہرحال جولیا نے اس وقت جو کچھ کیا ہے وہ اُس کی زندگی کے لیے بہت بڑا خطرہ بن گیا ہے۔ اگر ساریا آدمیت کے جامے میں نہ ہوتی تو اس وقت جولیا کی زندگی بچنی مشکل تھی۔ پھر بھی اُس کا ایک ہاتھ تو بری طرح گیا"

"مجھے افسوس ہائے، مگر وہ لڑکی کیا پاگل ہوتا۔ تھوڑا عقل تو رہتے، اب سوچو، ساریا کو جانتے بٹ وہ ناہیں ملنتے" ندرت اپنا مفہوم ادا کر رہی تھی اور میں اُس کا مقصد بخوبی سمجھ رہا تھا۔

میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا "ہاں جولیا پاگل پن کی حدود میں داخل ہوگئی ہے اور میری سمجھ میں نہیں آتا ندرت کہ اب کیا کرنا چاہیے، فرض کرو اگر ساریا کا معاملہ نمٹ جاتا ہے تو پھر ان لوگوں کا کیا کیا جائے گا؟"

"ہائے کیا جانتا۔ تم بولو" ندرت نے کہا۔

"اگر تم کچھ نہیں جانتا تو پھر آرام سے سو جاؤ" میں نے اُسی کے انداز میں کہا اور ندرت ہنستی ہوئی ایک سمت لیٹ گئی۔ بڑی پر اعتماد لڑکی تھی اور ان حالات سے ذرا بھی پریشان نظر نہیں آتی تھی، بلکہ اس دوران تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے مجھے ساریا اور جولیا کے لیے چھوڑ دیا ہو اور اُسے اس بات پر یقین ہو کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی میرے دل میں کسی قسم کی جگہ نہ حاصل کر سکے گی۔ لیکن بے وقوف لڑکی یہ نہیں جانتی تھی کہ خود اس کی کیفیت بھی ان سے مختلف نہیں ہے، پتا نہیں کیسی کیسی مصیبتوں کا شکار ہو گیا تھا میں۔

رات بھر بے خوابی کی سی کیفیت طاری رہی، کبھی نیند آ جاتی اور کبھی جاگ اٹھتا، ساریا کی طرف سے دل نہیں مان رہا تھا کہ وہ میری باتوں سے مطمئن ہو گئی ہوگی۔ میں صبح ہوتے ہی باہر نکل آیا۔ ساریا کے آدمی جاگ چکے تھے۔ آج سفر شروع ہو رہا تھا چنانچہ ساریا بھی جلدی اٹھ گئی تھی، اور پھر ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد ہم نے سفر شروع کر دیا۔

میکے براؤن کی طرف میں نے جان بوجھ کر رخ نہیں کیا تھا، جولیا کی خیریت بھی نہیں معلوم ہو سکی تھی، لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے اسے اپنے قدموں پر چلتے ہوئے دیکھ لیا۔ اُس کا ہاتھ بینڈیج کر کے گلے میں ڈال دیا گیا تھا، اور میکے براؤن شاید اس وقت اُس کی خصوصی نگرانی کر رہا تھا۔

سفر معمول کے مطابق جاری رہا، میں نے کوئی ایسی خاص بات نہیں نوٹ کی تھی۔ جو کسی بھی قسم کے تردد یا پریشانی کا باعث ہوتی، ہاں دوپہر کو جب کھانے کے لیے تھوڑی سی دیر کا وقفہ ہوا تو میں نے جولیا کو ندرت کے قریب دیکھا، وہ ندرت سے باتیں کر رہی تھی۔ یوں بھی اب سب ایک دوسرے کو جان چکے تھے اور جولیا نے شاید میکے براؤن سے خصوصی طور پر ندرت سے بات چیت کی اجازت لی تھی، لیکن میرے دل میں تجسس پیدا ہو گیا۔ شام کو پانچ ساڑھے پانچ بجے کے قریب مجھے ندرت کی قربت کا موقع مل گیا تو میں اُس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ ندرت نے مجھے دیکھا اور اپنے مخصوص انداز میں مسکرا دی "میں جانتا تم پریشان ہائے"

"خدا کے لیے اس وقت اردو مت بولو ندرت اردو میں ہماری گفتگو ذرا طویل ہو جاتی ہے اور یہ موقع اس کے لیے مناسب نہیں ہے"

"ٹھیک ہائے، کیا پریشانی ہے تمہیں؟" ندرت نے سوال کیا۔

"جولیا تمہارے ساتھ تھی۔ یقیناً وہ تم سے کچھ باتیں بھی کر رہی ہوگی۔ کیا اس کے ارادوں سے مجھے واقف کر سکتی ہو؟"

"خطرناک حالات ہیں گازالی۔ وہ لڑکی یقیناً کوئی خوفناک قدم اٹھائے بغیر نہیں رہے گی" ندرت نے جواب دیا۔

"مطلب ___؟"

"مجھ پر بھی شک ہے اُسے، کہنے لگی کہ طویل عرصے سے غزالی کے ساتھ ہو پھر مجھ سے پوچھنے لگی کہ کیا میرے دل میں بھی کہیں تمہاری محبت کے کنول تو نہیں کھل اٹھے، ہر انسان پر شک کرتی ہے وہ، لیکن گازالی ایک بات کہوں تم سے۔ ایک عورت ہونے کی حیثیت سے میں یہ بات تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ اب وہ اس دنیا میں شاید تمہارے ہی لیے زندہ ہے، تمہارے بغیر وہ جی نہیں سکے گی گازالی، ایسا ہی لگتا ہے!"

"کہہ کیا رہی تھی؟" میں نے پوچھا۔

"مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اگر تم نے مجھ سے اظہار محبت کیا ہے تو اس بات کا یقین کر لوں کہ تم مجھے بھی بے وقوف بنا رہے ہو، وہ کہہ رہی تھی کہ گازن ہم میں سے کسی کو نہیں چاہتا نہ مجھے، نہ ساریا کو اور نہ کسی اور کو۔ وہ ایک عجیب و غریب فطرت کا انسان ہے ہر شخص کو جو محبت کے دھوکے میں رکھتا ہے،

لیکن اپنے ذہن کی گہرائیوں تک کسی کو نہیں پہنچنے دیتا۔ یقیناً سلیا نے جو کچھ کیا ہے اسی بنیاد پر کیا ہے کہ وہ بھی گازالی کو چاہنے لگی ہے"

"پھر؟" میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تم سے بدظن ہے وہ اس وقت۔ کہہ رہی تھی کہ اگر تمہارے دل میں اس کے لیے جگہ ہوتی اور تم اس کی محبتوں کو قبول کر لیتے اور خود بھی سچے دل سے اس کی جانب متوجہ ہوتے تو ایک لمحے کے لیے بھی اُسے فراموش نہ کرتے اور اس وقت جب ساریا نے اُسے نقصان پہنچایا تھا اور اُسے زخمی کر دیا تھا تو تمہیں اُس کے لیے دیوانہ ہو جانا چاہیے تھا، یہ دیوانگی اگر تم پر طاری نہیں ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ تم جولیا کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہو بلکہ صرف اُسے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو" ندرت نے بتایا۔

"اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے، وہ بے وقوف لڑکی خود مجھ پر مسلط ہوئی ہے، میں نے کبھی اُسے اتنا موقع نہیں دیا کہ وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائے، کہانیاں سنانے کا وقت نہیں ہے ندرت، ورنہ میں تمہیں بتاتا کہ کس طرح میں نے اُسے بے وقوف بنایا اور کہاں کہاں بھٹکتی پھری وہ میرے لیے۔ اب تم خود سوچو ندرت، یہ تو انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ کسی کو ہمارا دل قبول نہیں کرتا تو کیا ضروری ہے کہ وہ ہم پر مسلط ہو جائے، اس کا تعلق نہ میرے کلچر سے ہے اور نہ میری زندگی کے ان راستوں سے، جو میں نے اپنے لیے منتخب کر لیے ہیں، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس کی خواہش کے مطابق اُس کی تحویل میں پہنچ جاؤں"

ندرت عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی، اُس وقت ان نگاہوں میں ایک نیا احساس پوشیدہ تھا، دوسرے لمحے اُس نے سنبھل کر کہا "ہاں یہ حقیقت ہے، ہر انسان کو اپنی خواہش کے مطابق زندگی گذارنے کا حق ہے اور پھر محبتوں کا صحیح انداز تو یہی ہے گازالی کہ جسے چاہا جائے اس کی الجھنوں کو بھی ذہن میں رکھا جائے اگر صرف اپنی ہی کیفیات اس پر مسلط کرنے کی کوشش کی جاتی رہے تو یہ تو خلوص کی بات نہ ہوئی"

"جولیا ہمارے لیے خطرناک بھی ہو سکتی ہے ندرت، اس کا کوئی بھی قدم خطرے کا باعث بن سکتا ہے اُس پر نگاہ رکھنا ہوگی مجھے تعجب ہے میکے براؤن نے اُسے تم تک پہنچنے کی اجازت کیسے دے دی"

"کہہ کر آئی تھی اپنے باپ سے کہ اب وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھے گی، ضدی لڑکی ہے اور اپنے باپ کی چہیتی بھی اس لیے میکے براؤن کو مجبوراً اُسے اجازت دینا پڑی"

میں نے ہونٹ سکوڑ لیے اور پھر میرے منہ سے جھلائے ہوئے لہجے میں نکلا۔ "ٹھیک ہے میکے براؤن وقت سے پہلے ہی مصیبتوں کا خاتمہ چاہتا ہے تو مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ اُسے روکوں یہ سارے جھگڑے میں نے بلاوجہ ہی مول لے لیے ہیں"

ندرت نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے میری صورت دیکھتی رہی، بہرطور اس کے بعد میں مسلسل الجھنوں کا شکار رہا تھا۔ میں نے ایک دو بار جولیا سے قریب ہونے کی کوشش کی لیکن جولیا میری طرف متوجہ نہیں ہوئی، میں نے اُس کے چہرے پر ایک سنگین سی خاموشی دیکھی تھی۔ اور نجانے کیوں میرا دل ڈوبنے لگا تھا۔ پھر ایک بار جولیا سے نگاہیں ملیں تو مجھے اس کی آنکھوں میں شدید جنون کے آثار محسوس ہوئے اور میں نے سمبو تورا سے ملاقات کر لینا ضروری سمجھا۔ سمبو تورا کو حالات بتاتے ہوئے میں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ کوئی بڑا حادثہ ہو جانے سے پہلے ہی ہمیں کچھ کر لینا چاہیے۔

سمبو تورا بھی پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔ "اگر یہ بات ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ آج ہی کی رات ہے۔ جس رفتار سے سفر ہو رہا ہے اس سے سفر کرتے ہوئے ہمیں ایک ایسی پیالہ نما ولوی میں پہنچ جانا چاہیے جس کے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں اور صرف سرنگوں ہی کے ذریعے ہمیں دوسری طرف جانے کا راستہ مل سکتا ہے۔ اگر ساریا اس پیالہ نما وادی میں داخل ہو جائے تو یہ اُس کے لیے بہترین جگہ ثابت ہو سکتی ہے، یہاں جو کچھ ہوگا آمنے سامنے ہی ہوگا۔ اور فیصلہ ہونے میں دقت نہیں ہوگی"

"تعجب ہے سمبو تورا، میں واقعی سخت متعجب ہوں، تم ان راستوں کے بارے میں اتنے اعتماد سے گفتگو کرتے ہو جیسے یہاں کے چپے چپے سے واقف ہو۔ حالانکہ بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہیں ہمارے اس سفر میں"

"نہیں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو، میں اندازے لگا تا چل رہا ہوں راستوں کے بارے میں، ہم بالآخر اپنی منزل ہی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں، خواہ اس کے لیے کتنا ہی گھماؤ پھراؤ کیوں نہ اختیار کر لیا گیا ہو" سمبو تورا نے جواب دیا میں نے اس سلسلے میں اس سے مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

شام کا پڑاؤ اس پیالے نما وادی سے تھوڑا سا پہلے ہی ہو گیا تھا، چونکہ جب پہاڑوں نے راستہ روک لیا تو ساریا کو کچھ بے چینی سی ہونے لگی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ سرنگ دریافت کر لی گئی جس سے گذر کر دوسری سمت جایا جا سکتا تھا، لیکن یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندازہ نہیں تھا کہ اس خاصی لمبی سرنگ کو عبور کرنے کے بعد کونسی جگہ سامنے آئے گی۔ اس لیے سرنگ کے ذریعے دوسری طرف جانے کا ارادہ رات کی تاریکی میں ملتوی کر دیا گیا اور طے یہ کیا گیا کہ صبح کی روشنی میں اس سے داخل ہو کر دوسری طرف پہنچا جائے گا۔

پڑاؤ ڈال دیا گیا اور ساریا کے آدمی اپنے معمولات میں مصروف ہو گئے، ساریا کی کیفیات آج کے دن میری سمجھ میں نہیں آسکی تھیں، کیونکہ اس سے بہت زیادہ قریب ہونے کا موقع ہی نہیں ملا تھا اور میں اس کی زیادہ قربت حاصل کر کے اُسے کسی مزید شک کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ رات کی ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد میں باہر نکل آیا، خیال یہی تھا کہ جولیا سے ملاقات کی جائے اور اس کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے ایک آخری کوشش اور کر لی جائے، تاکہ دوسرے دن کا موقع مل جائے۔ لیکن جب میں جولیا کی طرف پہنچا تو وہ مجھے اپنے خیمے سے باہر نکلتی ہوئی نظر آئی۔ خیمے کا عقبی حصہ باہر نکلنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ اُسے اس طرح پردہ ہٹا کر نیچے سے نکلتے ہوئے دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنک اٹھا، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے اور کہاں جا رہی ہے، میں نے اُسے ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا، جنون سوار ہے اُس پر، معلوم نہیں کیا قدم اٹھا بیٹھے، البتہ میں اُس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ جولیا مختلف راستوں سے گذرتی ہوئی بالآخر اس سمت مڑ گئی جس سمت ساریا کا خیمہ تھا اور میری رگ و پے میں شدید سنسنی دوڑ گئی۔

اگر حالات موافق ہوتے تو میں جولیا کو ہر قیمت پر راستے میں ہی روک دیتا، کیوں اس طرح نکل جانے کا مطلب کسی حد تک میری سمجھ میں آ رہا تھا، لیکن اطراف میں اتنے لوگ موجود تھے کہ مجھے اس کا موقع نہیں مل سکا، یوں لگتا تھا جیسے کوئی خوفناک صورت حال پیش ہی آنے والی ہے۔ چنانچہ پوری احتیاط کے ساتھ صرف جولیا کا تعاقب کرنے پر اکتفا کیا اور میرا اندازہ غلط نہیں نکلا۔ جولیا ساریا کے خیمے میں داخل ہو گئی تھی، ساریا کے بارے میں مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس وقت وہ اندر ہے یا خیمے سے باہر ہے۔ میں اِدھر اُدھر دیکھ کر ایک اونچی سی چٹان تک پہنچ گیا۔ اس چٹان میں ایک رخنہ تھا اور اس چٹان کے قریب ہی ساریا کا خیمہ لگا ہوا تھا، گویا اگر میں اس چٹان کے رخنے میں لیٹ جاتا تو ساریا کے خیمے میں ہونے والی گفتگو سن سکتا تھا۔ چنانچہ جیسے آواز میں چٹان کے پیچھے رینگ گیا۔ خیمے کے دوسری طرف سے آوازیں ابھر رہی تھیں، لیکن انہیں مزید صاف کرنے کے لیے میں نے اپنی جیب سے چاقو نکالا اور خیمے کا تھوڑا سا حصہ احتیاط کے ساتھ کاٹ دیا، اندر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا، جولیا ساریا کے سامنے کھڑی تھی اور ساریا اسے تیکھی نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"آؤ بیٹھو" اس نے نرم لہجے میں کہا اور جولیا تھوڑے سے فاصلے پر لکڑی کے ایک اسٹول پر بیٹھ گئی۔

"کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"بہت کچھ میڈم ساریا بہت کچھ۔ اتنا کچھ کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتی۔"

"ہوں تمہارے باپ نے پھر تمہیں کھلا چھوڑ دیا کیا چاہتا ہے وہ تم سے، آخر کیا چاہتا ہے؟"

"تم۔ میرا۔ تم میرا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں میڈم ساریا، اس وقت ایک ایسی بات بتانے آئی ہوں جو آپ کے لیے جاننا بھی ضروری ہے۔"

"کہو۔۔۔؟"

"آپ نے مجھے زخمی کر دیا۔ میرا خیال تھا میڈم ساریا کہ ہر عورت کا دکھ اچھی طرح سمجھتی ہے پہچانتی ہے اس کے دکھ کو۔ آپ کتنے عرصے سے گازالی کو چاہتی ہیں؟"

"مطلب بتاؤ۔ میں تم کو اپنی رازدار دوست یا سہیلی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی" ساریا کے لہجے میں بلا کی کاٹ تھی۔

"تو پھر سنیے میڈم ساریا یہ شخص بے شمار لڑکیوں کے لیے اذیت کا باعث بن چکا ہے، جو روپ یہ دھارے ہوئے ہے یہ اس کا اصل روپ نہیں ہے۔ یہ آزاد دنیا کا ایک آزاد باشندہ ہے۔ راہب کی حیثیت سے اس نے آپ کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ جو لڑکی اور بوڑھا آدمی ہے وہ پراسرار لوگ ہیں۔ لڑکی بھی اس کے ساتھ کافی عرصے تک ہندوستان میں رہ چکی ہے، پوری کہانی تو میں آپ کو نہیں سناتی لیکن آپ یہ سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ ولاڈی واسکاٹ کے خزانے کی تلاش میں ہیں، گازالی میری ایک دوست کے باپ کے یہاں ملازم کی حیثیت رکھتا تھا اور گو میں بھی وہیں موجود تھی میرا باپ میکے براؤن اُن لوگوں میں سے ہے جنہوں نے جاپان سے اس بوڑھے شخص کو اغوا کیا تھا، جو ویلنی کے خاص آدمیوں میں سے تھا اور اس کے بعد میرا باپ اسے فرار لے گیا۔ میری دوست کے باپ مسٹر حسن اس کے ساتھی تھے چنانچہ ایک معاہدے کے تحت وہ اُسے ہندوستان لے آئے اور اس کے بعد گازالی بھی اس پروگرام میں شریک ہو گیا اس نے راہب کے بھیس میں تبت کا رخ کیا اور بہت سے لوگوں کو بیوقوف بناتا ہوا بالآخر آپ تک پہنچ گیا، وہ بالکل ناقابل اعتبار آدمی ہے اور جدید دنیا کا ایک جدید باشندہ ہے۔

تبت کے ان پراسرار علاقوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ مجھے محبت کا جھانسا دے چکا ہے۔ وہ بہت عرصے سے یہ بات کہہ رہا ہے کہ وہ مجھے چاہتا ہے لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ نہ تو وہ مجھے چاہتا ہے نہ آپ کو، وہ تیسری لڑکی تو خیر اس چکر میں ہے ہی نہیں۔ لیکن آپ کے بارے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ بھی گازالی کو کوئی حیثیت دیتی ہیں۔"

"اس دوست کے باپ کا کیا نام بتایا تھا تم نے جس کے یہاں گازالی موجود تھا؟" ساریا نے ظاہرہ طور پر بڑا غیر تعلق سا سوال کیا۔

"حسن۔"

"یہ حسن وہی شخص تو نہیں ہے جو کنور پربھات سنگھ کے ہاں اس کے دوست کی حیثیت سے گیا تھا؟"

"بالکل وہی ہے، میں تفصیل نہیں جانتی، لیکن جو باتیں ان لوگوں کے درمیان ہوئی ہیں، وہ میں سن چکی ہوں اور اس سے یہ اندازہ اخذ کیا ہے میں نے۔"

"مگر تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ گازالی بدھ بھکشو نہیں ہے اور اس کا تعلق تبت سے نہیں ہے؟"

"اگر آپ تبتی لوگوں کے چہروں کو پہچانتی ہیں تو آپ اس کا اندازہ خود لگا سکتی ہیں، ذرا اس کا چہرہ صاف کرا کے اُسے جدید دنیا کا لباس پہنا کر دیکھیے، آپ کے سامنے ایک جدید انسان کھڑا ہو گا، میں نہیں جانتی کہ کس طرح اُس نے آپ کو بے وقوف بنایا ہے۔ لیکن آپ یہ سمجھ لیجیے کہ وہ مکمل طور پر آپ کو بے وقوف بنا رہا ہے۔"

"اگر یہ حقیقت ہے لڑکی، تو مجھے اس بات کا جواب دے کہ وہ تجھے کب سے چاہتا ہے؟"

"میں نہیں جانتی، لیکن میں اسے بے پناہ چاہتی ہوں وہ صرف میری ملکیت ہے، میں آپ سے صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ اس کے ساتھیوں کو ختم کر دیجیے اور گازالی کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر میرے حوالے کر دیجیے، خزانہ آپ کی اپنی ملکیت ہو گا، مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، بس اُسے میرے لیے چھوڑ دیجیے، اور مجھے اس کی اجازت دیجیے کہ میں اسے اپنے ساتھ یورپ لے جاؤں، یہ جس شکل میں بھی ہو گا میرے لیے قابل قبول ہو گا، لیکن اس وقت تک، اس وقت تک یہ میرا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اسے آپ کے درمیان مراعات حاصل ہیں۔"

ساریا کچھ دیر سوچتی رہی، پھر آہستہ سے بولی "تم اسے حاصل کرنا چاہتی ہو اور اس کے حصول کے لیے تم ہر قدم اٹھا سکتی ہو؟"

"ہاں میں اس پوری کائنات کو ختم کر سکتی ہوں اس کے لیے۔ میں اسے اتنا چاہتی ہوں کہ ساری دنیا میں کسی نے کسی کو اتنا نہ چاہا ہو گا، محبت کی جتنی داستانیں ہیں وہ صرف افسانہ طرازی ہیں، جبکہ میں اسے حقیقی طور پر چاہتی ہوں، میری زندگی میں وہ کبھی کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔"

"میرا بھی نہیں؟" ساریا نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ اس کے باوجود بھی جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ سب کو بے وقوف بنا رہا ہے، آپ، آپ اس کا حصول پسند کریں گی میڈم ساریا؟"

"ہاں لڑکی میں بھی اس کے لیے اتنی ہی پاگل ہو گئی ہوں، کسی بھی ایسی شخصیت کا وجود میرے لیے ناقابل برداشت ہے جو گازالی پر اپنا دعویٰ کرے۔ تو طویل عرصے سے اس سے محبت کرتی ہے نا، میری محبت کی ابتدا ابھی تھوڑے ہی دن پہلے ہوئی ہے، ہو سکتا ہے اس کے دل میں تیرے لیے کوئی گنجائش ہو بلکہ یقیناً ہو گی، کیونکہ جس طرح اُس نے تجھے بچانے کی کوشش کی تھی اس سے مجھے شک ہوتا ہے اور میں ہر شک کو اپنے درمیان سے ختم کر دینے کی قائل ہوں۔ تیرا بہت بہت شکریہ لڑکی۔ تیرا بہت بہت شکریہ کہ تو نے مجھے ان حالات سے آگاہ کر دیا، میں بھی اس کے لیے وہ ہر قدم اٹھا سکتی ہوں، جو میرے اور اس کے درمیان کی رکاوٹیں ہٹا دے۔" ساریا نے کہا اور دفعتاً وہ ہو گیا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ساریا نے اپنے پٹکے میں سے ایک چوڑا اور مڑا ہوا خنجر نکال لیا اور اسے ہاتھ میں تول کر جولیا کی طرف بڑھی۔ دوسرے لمحے خنجر جولیا کے پہلو میں پار ہو گیا، جولیا کی دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ میرے حواس گم ہو گئے، ایک لمحے کے لیے میرا ذہن میرا ساتھ چھوڑ گیا پھر جولیا کی پے در پے کئی چیخیں بلند ہوئیں اور اس کے بعد میں نے ایک انتہائی ہولناک منظر دیکھا۔ ساریا نے جولیا کو کئی زخم لگانے کے بعد نیچے گرا لیا اور اس کے بعد اس کے بال پکڑ کر خنجر اُس کی گردن پر پھیر دیا۔ ساریا کے وحشی ہاتھوں نے جولیا کی گردن اس کے دھڑ سے جدا کر دی پھر وہ اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑی ہو گئی اور اس نے نفرت زدہ انداز میں جولیا کے سر کو گھما کر دور پھینک دیا، اس پر بس نہیں کیا تھا اُس نے، بلکہ نیچے بیٹھ کر اس نے جولیا کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ ڈالے۔

مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ جولیا کی کہانی اچانک ہی ختم ہو گئی تھی، ساریا پر جنون سوار تھا، اور اب یہاں رکنا موت کو دعوت دینا تھا، میرے خیال میں اب میکے براؤن کا کھیل شروع ہو جانا چاہیے تھا۔ چنانچہ میں دوڑتا ہوا میکے براؤن کے خیمے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں پہنچا۔ میکے براؤن اپنے آدمیوں سے گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔ مجھے اس طرح دوڑ کر آتے دیکھ کر اس کے چہرے پر وحشت کے آثار پھیل گئے اور وہ خوفزدہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ "خیریت۔ گازالی خیریت؟"

"نہیں میکے براؤن جلدی کرو اس نے جولیا کو قتل کر دیا، ساریا نے جولیا کو قتل کر دیا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں اس کے بدن کے۔"

"کیا؟" میکے براؤن کے حلق سے دہاڑ نکلی اور وہ پاگلوں کی طرح دوڑ پڑا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ میں میکے براؤن کے ساتھیوں کو بتاؤں کہ میکے براؤن کی زندگی خطرے میں ہے اور اسے بچانے کی کوئی ترکیب کی جا سکتی ہے تو کی جائے۔ میکے براؤن نے اس وقت بھی پاگل پن کا ثبوت دیا تھا، کمبخت ایسے ہی دوڑ پڑا تھا لیکن اس کے ساتھی میری ہدایت پر تیار ہو گئے اور انہوں نے ہتھیار سنبھال کر اپنا کام شروع کر دیا۔ آس پاس ساریا کے آدمی اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں مشغول تھے۔ انہیں اس آنے والی آفت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے کہ دفعتاً ان پر گولیوں کی بارش ہو گئی اور پہلے ہی حملے میں بے شمار آدمی ڈھیر ہو گئے۔ وہ صورتحال کو سمجھ ہی نہیں پائے تھے۔ بیرونی حملہ آوروں سے نمٹنے کے لیے وہی حصار بندی کر لی گئی تھی جو ساریا کا معمول تھا لیکن اندرونی طور پر یہ سب کچھ شروع ہو جائے گا۔ اس کا انہیں تصور بھی نہیں تھا جس کے نتیجے میں وہ شدید نقصانات کے شکار ہو گئے اور ان کی تعداد تیزی سے کم ہونے لگی۔ میکے براؤن کے تمام ساتھی پہلے سے مستعد تھے اور وہ لوگ حالات سے لاعلم۔ اس لیے آن کی آن میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ میں برق رفتاری سے دوڑتا ہوا ڈاکٹر طاہر علی، کنور پربھات اور کرنل آسٹن کے پاس پہنچا اور انہیں ساتھ لے کر سمبوتورا کے خیمے کی جانب دوڑ پڑا۔ ڈاکٹر طاہر علی نے بدحواسی کے عالم میں مجھ سے پوچھنے کی کوشش کی کہ اس وقت انہیں کیا کرنا چاہیے تو میں نے انہیں جواب دیا کہ وہ صرف میری تعقیب کریں۔ اس کے علاوہ کچھ نہ کریں۔ ہتھیار ان کے پاس بھی موجود تھے لیکن انہیں استعمال کرنا حماقت تھی کیونکہ اس کے بعد میکے براؤن رہ جاتا تھا۔ بشرطیکہ وہ اور اس کے آدمی ساریا پر قابو پالیں۔ جولیا کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ ناگزیر تھا۔ وہ اپنی حماقت سے کوئی ایسا ہی کھیل کھیلنے والی تھی جس کا مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا۔ اور میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا چنانچہ

اب میں نے تمام تصورات ذہن سے نکال دیے تھے، مجھے تو صرف اپنے مقصد کی فکر تھی، سمبوتورا اور ندرت بھی صورتحال سے پوری طرح واقف ہو گئے تھے اور انہوں نے گومین کو زمین پر لٹا دیا تھا تاکہ بھٹکتی ہوئی گولیاں اسے نقصان نہ پہنچا دیں۔ ہم لوگ جھکے جھکے دوڑتے ہوئے بالآخر وہاں پہنچ گئے اور سمبوتورا نے متوحش لہجے میں کہا۔ "سب کچھ اچانک ہوا۔ مگر اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"فوری طور پر ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے کسی ایسی جگہ جہاں محفوظ رہ کر ہم ان لوگوں کا انجام دیکھ سکیں۔" میرے اشارے پر سمبوتورا نے گومین کا ہاتھ پکڑا اور اسے آگے گھسیٹنے لگا۔ ندرت، سمبوتورا، ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ اور کرنل آسٹن بھی اس طرح جھکے جھکے ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ گومین بھی تعاون کر رہا تھا آخر ہم اس حصار سے باہر نکل آئے جو ساریا نے قائم کیا تھا، حصار تو خود بخود ٹوٹ گیا تھا ہر جگہ فائرنگ ہو رہی تھی اور ساریا کے آدمی بری طرح ہلاک ہو رہے تھے، چنانچہ تھوڑی دور نکلنے کے بعد ہم نے اس سرنگ کا رخ کیا جو پیالے نما وادی کی جانب سے جاتی تھی، اس وقت سرنگ ہی بہترین پناہ گاہ ہو سکتی تھی، دن کی روشنی میں صورتحال کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد آئندہ کے لیے فیصلہ کرنا مناسب تھا چنانچہ تھوڑی دور دوڑنے کے بعد ہم سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ گئے اور یہاں ہمیں ان گولیوں سے پناہ مل گئی جو وسیع علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔

فائرنگ اتنی شدت سے جاری تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے دو فوجیں آپس میں لڑ رہی ہوں، غالباً ساریا کے آدمیوں نے بھی اب پوزیشن سنبھال لی تھی۔ اس جنگ کا انجام کیا ہو گا اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا، لیکن ڈاکٹر طاہر علی وغیرہ کے پاس اچھا خاصہ ایمونیشن موجود تھا۔ میں نے بھی برے وقت کے لیے اپنے پاس انتظام کر لیا تھا۔ میرے لباس میں پستول چھپا ہوا تھا، سمبوتورا اور ندرت بھی غیر مسلح نہیں تھے، لیکن ہم اپنے اسلحے کو اسی وقت استعمال کر سکتے تھے جب ہمیں اس کی اشد ضرورت پیش آ جائے باہر کی صورتحال مسلسل اسی انداز میں چل رہی تھی کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ حالات معلوم کرنے کے لیے اس طرف کا رخ کرے آپس میں تبادلہ خیال بھی نہیں کیا جا رہا تھا بس سب کے سب خاموشی سے انتظار کر رہے تھے۔ کافی دیر کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر طاہر علی نے کہا "اس بات کے امکانات ہیں غزالی کہ بچے کھچے لوگ اس طرف آنے کی کوشش کریں گیا اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم سرنگ کے دہانے پر بیٹھ کر ان کا انتظار کریں۔"

"اور اگر ان میں سے کچھ لوگ بچ کر یہاں پہنچ گئے تو۔"

نور پربھات سنگھ نے سوال کیا۔

"تو پھر اس وقت تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر اس رف آنے والے ہر شخص کو بھون کر رکھ دیا جائے اسی میں ہماری ا ہے۔ میں یہ الفاظ انتہائی مجبوری کے عالم میں کہہ رہا ہوں کیونکہ ب دونوں پارٹیوں میں سے کوئی ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔" ڈاکٹر اہر علی نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا، ان میں سے یک بھی ایسا نہیں ہے جسے ہم اپنا دوست تصور کر سکیں، باقی رہی نسانی ہمدردی کی بات تو اس وقت یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے پہلے اپنا بچاؤ کیا جائے اس کے بعد دوسروں کے بارے میں سوچا جائے۔" سمبوتورا کے ان الفاظ سے میں نے بھی اتفاق کیا چنانچہ میں خود بھی ڈاکٹر طاہر علی کے ساتھ باہر نکل آیا۔ کرنل آسٹن نے اپنی برین گن مجھے دے دی تھی، کیونکہ وہ اسے صحیح طور پر استعمال کرنے کے قابل نہیں تھا۔ ہم سرنگ کے دہانے پر ایسی جگہ چھپ گئے جہاں سے باہر بھی نگاہ رکھی جا سکے اور ہم گولیوں کا شکار بھی نہ ہوں۔ یہاں سے اس جگہ کا منظر صاف نظر آ رہا تھا جہاں یہ خوفناک خونریزی ہو رہی تھی، میرے ذہن میں متعدد خیالات تھے کوئی فیصلہ کرنا ممکن نہیں تھا، اس بات کے امکانات زیادہ تھے کہ میکے براؤن بھی ساریا کا شکار ہو جائے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ساریا بھی نہ بچ سکے۔ بہرطور یہ سب کچھ کسی نہ کسی وقت تو ہونا ہی تھا۔ دفعتاً کچھ بھاگتے ہوئے قدم ہماری طرف آ نکلے لیکن انہوں نے سرنگ کا رخ نہیں کیا تھا اس لیے ہم نے ان سے تعرض نہیں کیا اور انہیں بھاگنے دیا لیکن یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کون تھے۔ آیا میکے براؤن کے آدمی یا پھر ساریا کے ساتھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس ہنگامہ خیزی کا نتیجہ کیا ہو گا۔

وہ وقت بالآخر آ ہی گیا تھا جس کے لیے طویل منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ اور ہم انتظار کرتے رہے تھے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک خوفناک کارروائی جاری رہی اور اس کے بعد گولیوں کی آوازیں اِکا دُکا رہ گئیں۔ معلوم نہیں کیا صورتحال تھی۔ بہرحال بڑا تجسس تھا ذہن میں اور جی چاہ رہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح معلوم کیا جائے لیکن یہ دانشمندی کے خلاف تھا، چنانچہ اس کے لیے صبح ہونے کا انتظار کرنا پڑا۔

جب اجالے نے سرنگ کے دہانے کو منور کیا تو ہم سب منظم انداز میں باہر نکل آئے، باہر کی صورتحال دور ہی سے صاف نظر آ رہی تھی، لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور زخمیوں کے کراہنے کی آوازیں فضا میں بلند ہو رہی تھیں، ہم نے اپنے طور پر فیصلہ کیا کہ دو آدمی باہر جا کر صورتحال معلوم کریں باقی لوگ وہیں مستعد رہ کر اس کے لیے تیار رہیں کہ کسی بھی لمحہ دشمن کی طرف سے کارروائی کا جواب دینے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ ایک برین گن میں نے سنبھالی ہوئی تھی، ڈاکٹر طاہر علی کے پاس پستول تھا۔ اس طرح ہم لوگ پوزیشن لیتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس جگہ پہنچ گئے جہاں یہ ہولناک خونریزی ہوئی تھی۔ ساریا کا خیمہ زمین بوس ہو چکا تھا۔ دوسرے خیمے بھی گرے ہوئے تھے، اطراف میں خون ہی خون تھا اور زمین سرخ کیچڑ سے بھر گئی تھی۔ ساریا کے آدمیوں کی لاشیں جابجا پھیلی ہوئی تھیں، انہی میں میکے براؤن کے آدمی بھی شامل تھے۔

میں اور ڈاکٹر طاہر علی ادھر اُدھر کا جائزہ لیتے رہے جو زخمی کراہ رہے تھے وہ جانکنی کے عالم میں تھے۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جس کے بدن میں کئی کئی گولیاں پیوست نہ ہو گئی ہوں۔ ہم ان میں سے کسی کی مدد نہیں کر سکتے تھے اور سچی بات یہ تھی کہ اس وقت کسی کی مدد کرنے کی سکت بھی نہیں تھی۔ آتش فشانی کے بعد یہ دوسرا ہولناک حادثہ تھا جو میری نگاہوں کے سامنے آیا۔ ایسی ہولناک خونریزی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اور میرا دل لرز رہا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی کی کیا کیفیت تھی اس کا اندازہ اس وقت لگانا مشکل تھا، دیر تک ہم چکراتے رہے اور اندازہ یہ ہوا کہ میکے براؤن کے تقریباً تمام آدمی کام آ گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اندازہ بھی ہو رہا تھا کہ ساریا کے ساتھیوں میں سے بھی شاید ہی کوئی بچ سکا ہو۔ میں کسی خیال کے تحت اس خیمے کے قریب پہنچ گیا جو ساریا کا خیمہ تھا اور پھر زمین بوس خیمے کو ہم نے بمشکل تمام اپنی جگہ سے اٹھایا اور اس کے نیچے کی صورتحال کا جائزہ لینے لگے۔ میکے براؤن کی لاش خیمے کے نیچے نظر آ گئی جولیا کے کٹے ہوئے اعضا بھی وہیں پڑے ہوئے اس کی گردن بھی اسی جگہ موجود تھی جہاں ساریا نے اسے پھینکا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی کو بری طرح چکر آ گیا اور ان کے حلق سے وحشت زدہ آوازیں نکل گئیں میں نے انہیں سنبھالتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر طاہر علی ساریا کی لاش تلاش کیجیے۔"

"م۔ میں۔ میں اب اپنے اعصاب پر قابو نہیں پا سکتا گازالی۔ براہ کرم میری مدد کرو۔"

"تب پھر آپ واپس جائیے میں ابھی آتا ہوں۔" میں نے کہا اور ڈاکٹر طاہر علی لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے سرنگ کے دہانے کی جانب واپس چلے گئے۔ میں ایک ایک گوشے میں ساریا کی لاش تلاش کرتا رہا لیکن اس بات پر مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ ایک ایک لاش کو دیکھنے کے باوجود ساریا کی لاش مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ملی تھی۔ میں نے اطراف میں دور دور تک نگاہیں دوڑائیں ایک بلند جگہ کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا، تاحدِ نگاہ ویرانی اور سناٹے کا راج تھا، نہ تو یہاں سے کچھ فاصلے پر کوئی لاش یا زخمی پڑا ہوا تھا اور نہ کسی زندہ انسان کا وجود نظر آتا تھا۔

ساریا کہاں گئی اس کی لاش آسمان پر تو پرواز نہیں کر سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ نکل بھاگی۔ میکے براؤن جیسے بیوقوف آدمی کا ہلاک ہونا یقینی تھا، جولیا کی خبر سن کر وہ جوش کے عالم میں تنہا ہی بھاگ نکلا تھا اور یقیناً ساریا کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہیں تھا، ساریا نے اسے قتل کیا اور اگر فوراً ہی یہ کارروائی نہ ہو جاتی تو شاید وہ میکے براؤن کے آدمیوں کو بھی آسانی سے چن چن کر ختم کر دیتی لیکن بہرطور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جا سکتا تھا کہ وہ نکل گئی ہے۔ اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی مجھے شبہ تھا اور یہی گمان گذرتا تھا کہ ان میں سے بھی کچھ افراد نکل بھاگے ہیں اب یہ اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ ساریا کے ساتھ ہیں یا پھر جدھر جس کا منہ اٹھا ہے بھاگ نکلا ہے۔ بہرطور ساریا کی طاقت ٹوٹ چکی تھی اور میکے براؤن فنا ہو گیا تھا، جولیا کے لیے بھی میرے اپنے دل میں کوئی شدید احساس نہیں تھا سوائے اس کے کہ وہ بہت بری طرح ماری گئی تھی۔

ہتھیار جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے اور خاصی تعداد میں موجود تھے۔ معلوم نہیں بچ کر نکل بھاگنے والے ہتھیاروں سمیت فرار ہوئے ہیں یا نہتے۔ چند لمحوں تک یہاں کا جائزہ لینے کے بعد میں نے بھی واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے اور تھوڑی دیر بعد ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا جو سرنگ کے دہانے پر جمع تھے۔ ڈاکٹر طاہر علی بھی ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا اور اس نے انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا، سب کے چہرے سُتے ہوئے تھے، ندرت کی آنکھوں میں افسردگی کے آثار تھے۔ سمبوتورا بھی اتنے انسانوں کی ہلاکت پر غمزدہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "یہ ضروری تھا گازائی یہ ضروری تھا۔ ورنہ دیلیتی کے معصوم باشندے ان سے کہیں زیادہ تعداد میں ہلاک ہوتے، اور ان کا تحفظ فوقیت رکھتا تھا۔ اب کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔"

"یہ سب کچھ ہو چکا ہے سمبوتورا لیکن ساریا کی لاش نہیں ملی، مجھے یقین ہے کہ وہ زندہ بچ کر نکل گئی ہے، اور ممکن ہے اس کے ساتھ کچھ آدمی بھی ہوں۔ میں سوچ رہا تھا کہ جو لوگ بھی اس کے ساتھ گئے ہیں۔ وہ نہتے ہیں یا ہتھیار لے کر فرار ہوئے ہیں لیکن اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔ وہاں لاشوں کے درمیان بہت سے ہتھیار بکھرے ہوئے ہیں اور دوسرا سامان بھی۔ میرا خیال ہے ہمیں اب اس سانحے کا ماتم نہیں کرنا چاہیے بلکہ آئندہ کے واقعات کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس سامان میں سے اتنا سامان ضرور حاصل کر لیں جو ہمارے لیے ضروری حیثیت رکھتا ہو۔ آپ سب لوگوں کو تیار ہو کر یہ کام کرنا ہو گا میری اس بات سے کسی کو اختلاف تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔" ڈاکٹر طاہر علی سب سے پہلے بولے۔ سمبوتورا، ندرت اور کرنل آسٹن وغیرہ نے بھی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ کنور پربھات سنگھ کی گردن جھکی ہوئی تھی لیکن جب ہم لوگ آگے بڑھے تو وہ بھی ہمارے ساتھ تھا۔ کھانے پینے کی محدود اشیا جنہیں ساتھ لیا جا سکتا تھا اکٹھی کی گئیں، ہتھیاروں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ان وزنی ہتھیاروں کا انبار لگانے سے کوئی فائدہ بھی نہیں تھا چنانچہ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد ہم سرنگ کے دہانے کی طرف چل پڑے۔ اتنی جلدی یہ سب کچھ ہو گیا تھا کہ یقین نہیں آتا تھا۔ پلاننگ تو یہی تھی لیکن انداز توقع کے خلاف تھا۔ ایک ایک واقعہ وحشت خیز تھا جس کے بارے میں سوچ کر لرزہ طاری ہوتا تھا۔

ہم سرنگ میں جوں جوں آگے بڑھ رہے تھے تاریکی ہوتی جا رہی تھی۔ اس تاریکی میں ہمارے قدموں کی آوازوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ سب گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بالآخر ہم دوسری سمت پہنچ گئے۔ اس پیالے نما وادی کو دیکھ کر آنکھیں تعجب سے پھیل گئی تھیں۔ پہاڑوں کی ناقابلِ عبور دیواروں نے اس وسیع و عریض میدان کو گھیر رکھا تھا۔ باہر جانے کے لیے صرف یہی سرنگ تھی جس کا دوسرا دہانہ میدان عبور کر کے دوسرے سرے پر تھا۔

ذہنی حالت خراب ہو رہی تھی کہ کوئی بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا اور سب کی یکساں کیفیت تھی۔ سپاٹ میدان میں سفر کرتے ہوئے کوئی دقت نہ ہوئی اور ہم سرنگ کے دوسرے دہانے پر پہنچ گئے۔ جی چاہ رہا تھا کہ اس وقت اس دہانے کو عبور نہ کیا جائے اور یہیں پڑے رہیں۔ میری یہ کیفیت تھی تو دوسروں کی کیفیت بھی یقیناً اس سے مختلف نہ ہوتی۔ لیکن اس وادیٔ دہشت میں رکتے ہوئے نہ جانے کیوں یہ محسوس ہوتا کہ یہ پہاڑی دیواریں ہمارے خلاف کوئی سازش کر دائیں گی کچھ ہو جائے گا۔

دہانے کے قریب ہم رکے اور حواس مجتمع کیے پھر ندرت نے سرگوشی کے انداز میں سمبوتورا سے پوچھا۔ "اس سرنگ کی دوسری طرف کیا ہے؟"

میرے اس بے تکے سوال پر سمبوتورا چند لمحات کے لیے حیران رہ گیا پھر سنبھل کر بولا۔ "درحقیقت میں نہیں جانتا۔"

میں سمبوتورا کو دیکھتا رہا پھر میں نے گردن جھٹک کر آگے قدم بڑھا دیے۔ سمبوتورا کو میری اس ناخوشگوار کیفیت کا احساس ہو گیا تھا۔ وہ میرے قریب قریب چلنے لگا۔ سرنگ توقع کے مطابق آگے چل کر تاریک ہوتی جا رہی تھی تب سمبوتورا کی سرگوشی ابھری۔ "لیکن اب ہم اپنی منزل سے زیادہ دور نہیں ہیں۔"

"مجھے ان باتوں سے اب کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" میں نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"ناراضگی کا اظہار مجھ پر زیادتی ہے لیکن تمہیں اس کا حق ہے۔" سمبوتورا نے آہستہ سے کہا اور خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک تو ذہن پر جھلاہٹ سوار رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ ذہن اعتدال پر آتا چلا گیا۔ سمبوتورا کو میرے الفاظ سے دکھ پہنچا تھا اور یہ مناسب نہیں تھا۔ لیکن جھلاہٹ بھی فطری تھی۔ اس کی باتیں اتنی الجھی ہوئی تھیں کہ بعض اوقات غصہ آ ہی جاتا تھا۔ زندگی اور موت دونوں بے وقعت ہو کر رہ گئی تھیں۔ اس سفر میں نہ زندگی کا کوئی تحفظ تھا نہ موت آ تی تھی۔ نہ ہی اب اپنے مستقبل کا کوئی ٹھوس تصور ذہن میں رہ گیا تھا۔ خزانے کی تلاش میں چلا تھا اور کہاں پہنچ گیا تھا۔ یہ تین احمق شاید ابھی تک خزانے کے خواہاں تھے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری آئندہ زندگی میں کیا لکھا ہے لیکن اب جبکہ اتنا وقت گذر چکا تھا کچھ دنوں کے لیے صبر کرنا ضروری تھا۔

سرنگ کا دوسرا دہانہ آ گیا۔ دوسری طرف کے ہولناک مناظر دیکھ کر ایک بار دل پھر وحشت کا شکار ہو گیا۔ عجیب ہولناک علاقہ تھا۔ چٹانیں اور درخت تاحدِ نگاہ بکھرے ہوئے تھے لیکن انوکھے درخت تھے یہ۔ رنگ سبز تھا لیکن زمین سے لے کر چوٹی تک وہ مکڑی کے جالے میں لپٹے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ بدنما اور ہولناک۔

"وہ جگہ ہمارے قیام کے لیے مناسب ہے۔" سمبوتورا نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس جنگل میں درندے ضرور ہوں گے۔" طاہر علی بولے۔

"ہاں امکانات ہیں۔ یہ علاقہ سیاری کہلاتا ہے۔ درندے ہوں یا نہ ہوں لیکن ہمیں انسان نما درندوں سے ہوشیار رہنا ہو گا۔" سمبوتورا نے کہا۔

"کیا مطلب؟" کرنل آسٹن چونک پڑا۔

"تم فوجی آدمی ہو کرنل۔ اس نام سے واقف ہو گے۔"

"میرے خدا۔ مگر تم ان کے بارے میں کیسے جانتے ہو؟" کرنل نے متعجبانہ انداز میں پوچھا۔

"جاپان میں اس کی کہانیاں عام ہیں۔ یوکومی نامی سیاح نے ان پر ایک مضمون لکھا تھا جو بہت مقبول ہوا تھا۔ میں بھی کچھ عرصہ جاپان میں رہا ہوں۔" سمبوتورا نے جس سمت اشارہ کیا تھا وہ ایک مسطح جگہ تھی۔ درختوں کے جھنڈ یہاں سے کچھ دور تھے اس لیے اس نے وہ جگہ منتخب کی تھی۔ ہم سب وہاں پہنچ گئے۔ گومین مشینی انداز میں ہمارا ساتھ دے رہا تھا۔ وہ ان تمام حالات سے بے نیاز تھا۔ اس دوران اس کی وحشت بھی تقریباً ختم ہو گئی تھی اور وہ ہر کام خاموشی سے کرنے لگا تھا۔ یہ غالباً اس وقت سے ہوا تھا جب سے سمبوتورا نے اسے سنبھالا تھا۔

اس مسطح جگہ پہنچ کر سب لمبے لمبے زمین پر لیٹ گئے۔ جسمانی تھکن کے ساتھ ساتھ شدید ذہنی تھکن نے نڈھال کر دیا تھا۔ بدن کو جنبش دینے کو بھی جی نہیں چاہ رہا تھا۔ طاہر علی نے رخ بدل کر کہا۔ "یہ سیاری کیا تم دونوں ہی کے ذہن میں محفوظ رہے گی؟ اگر مناسب سمجھو تو ہمیں بھی زندوں میں شمار کر لو اور اس سے آگاہ کر دو تاکہ ضرورت پڑنے پر ہم بھی ان سے اپنا دفاع کر سکیں۔"

"میں آپ لوگوں کو ان کے بارے میں بتانا ہی چاہ رہا تھا۔" سمبوتورا نے کہا۔ "سیاری جاپان کی ایک یونٹ کا نام تھا جو دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں سے لڑ رہی تھی اور ان کے گھیرے میں آ کر نہ جانے کون سے راستوں سے اس طرف آ نکلی تھی۔ اس کے پاس اُس دور کا اسلحہ موجود ہے۔ پھر نہ جانے کیوں شاید اتحادیوں کے خوف سے یہ لوگ یہیں رہ پڑے یا پھر انہیں نکلنے کا راستہ نہیں ملا خدا جانے کیا راز ہے لیکن اس وقت سے یہ لوگ یہیں آباد ہیں۔ یوکومی نے انہیں مہذب وحشیوں کا نام دیا ہے۔ یہ درندہ صفت لیکن موڈی قسم کے لوگ ہیں۔ یوکومی نے بہت کوشش کی کہ انہیں یہاں سے نکال لے جائے لیکن یہ اس جگہ سے جانے کو تیار نہیں ہوتے۔ انہوں نے یوکومی کو شاید اس لیے زندہ چھوڑ دیا کہ اس کے خدوخال جاپانی تھے ورنہ وہ عرصے تک اسے اتحادی جاسوس سمجھ کر قید کیے رہے تھے۔"

"اور تم نے ہمیں یہاں لا پھنسایا۔ کیا ہمارے خدوخال جاپانی ہیں۔" ڈاکٹر طاہر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دوستو، بہتر ہے کہ مجھ سے بدظن نہ ہو۔ آتش فشاں اور زلزلے علاقوں کے نقشے تبدیل کر دیتے ہیں اور پھر ہمارا یہ سفر ہماری مرضی کے تابع نہیں تھا۔ اس پیالہ نما وادی کے بارے میں، میں نے صرف سنا تھا یہ نہیں معلوم تھا مجھے کہ اس کے دوسری طرف سیاری آباد ہے۔"

"پھر تم نے اتنے اعتماد سے اس بارے میں کیسے کہہ دیا؟"

"ان درختوں کو دیکھ کر۔ مجھے یوکومی کا مضمون یاد آ گیا تھا۔ لیکن وہ اس وادی سے نہیں گذرا۔ اس نے دوسرے راستے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اختیار کیے تھے۔ ہمیں اب یہ" سمبوتورا تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "ہمیں اب شمال کا رخ اختیار کرنا ہوگا۔!"

طاہر علی چند لمحات سوچتے رہے، پھر گردن ہلا کر بولے۔

"غزالی اس سلسلے میں بہتر جانتا ہے ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہارا پروگرام کیا ہے؟"

میں خاموشی سے ان لوگوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بہت سے خیالات میرے ذہن میں آ رہے تھے۔ طاہر علی کی بات پر بھی میں نے کچھ نہیں کہا۔ کافی دیر تک ہم لوگ یونہی پڑے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ یہاں سے فی الحال آگے بڑھنے کا ارادہ نہیں تھا تاوقتیکہ اعصاب بالکل درست نہ ہو جائیں۔ بھوک لگ رہی تھی۔ چنانچہ متفقہ طور پر کھانے کا پروگرام بنا اور ساتھ لائے ہوئے تھیلے کھول لیے گئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر پھر سب اوندھے ہو گئے۔ ڈاکٹر طاہر علی میرے قریب ہی لیٹے ہوئے تھے۔ دفعتاً انہوں نے میری طرف رخ کر کے کہا۔ "کچھ باتیں کرنا پسند کرو گے غزالی؟"

"ضرور ڈاکٹر؟"

"سمبوتورا کا نام ہم سب کے لیے بے حد پرکشش تھا اور خیال تھا کہ اگر وہ ہاتھ لگ جائے تو ویلیتی تک پہنچنے میں دقت نہ ہوگی۔ تم نے یہ بھی بتایا تھا کہ میکے براؤن پوری قوت سے اس کی تلاش میں ہے۔ لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس کے ساتھ ہونے کے باوجود تم بھی ابھی کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتے۔ مجھے اس بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟"

"سمبوتورا ویلیتی کا خاص آدمی ہے ڈاکٹر۔ آپ لوگوں کو اس سلسلے میں تو معلومات ہوں گی کہ ویلیتی تبت کے ایک دور دراز گوشے میں ایک قبیلے میں جا بسی ہے؟"

"ہاں اور اس قبیلے کو بھی اب ویلیتی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔" ڈاکٹر طاہر علی نے جواب دیا۔

"آپ کی بات کاٹ کر میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر۔ یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد آپ نے ایسے کیا انتظامات کیے تھے جن کے تحت آپ اس طرف چل پڑے۔ کیا آپ کو یقین تھا کہ ان حالات میں بھی آپ ویلیتی سے وہ خزانہ حاصل کر سکتے ہیں؟"

"میں تمہارے سوال کا جواب پورے خلوص سے دے رہا ہوں غزالی۔ خدا کی قسم اب جب ان حالات پر غور کرتا ہوں تو ایک ناقابل یقین حقیقت سامنے آتی ہے۔ ولاڈی واسکاٹ اور مونٹ سولاٹ کے خزانے کی حقیقت وہ تاریخی حیثیت رکھتی ہے جس سے انکار ناممکن ہے۔ لیکن جن کے ذہنوں میں اس خزانے کے حصول کا مواد سمایا ہے وہ سحر زدہ ہیں۔ اس خزانے کے تذکروں میں ایک تنویمی قوت ہے جو ذہن کو جکڑ لیتی ہے اور انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اس کا حصول کیسے ممکن ہوگا۔ کیا تم ان تمام لوگوں میں وہ کیفیت نہیں پاتے جس کا تذکرہ میں نے کیا ہے۔ چند نام ہمارے سامنے ہیں، میکے براؤن، ساریا اور ہم خود۔ اگر ویلیتی پا بھی لیا جائے تو کیا وہ خزانے کی دکان سجائے بیٹھی ہوگی کہ کوئی بھی آئے اور اس سے خزانہ چھین لے۔"

"اس میں سمبوتورا کا کوئی قصور ہے؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"آپ نے ابھی اس سے سخت کلامی کی تھی۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے ڈاکٹر۔"

"آئندہ احتیاط رکھوں گا غزالی۔ لیکن کیا سمبوتورا تم سے مخلص ہے کہیں وہ ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا دے۔"

"نہیں ڈاکٹر۔ ہم میں لعل نہیں جڑے ہوئے کہ ہمیں دغا دے کر وہ ہماری دولت چرا لے گا۔ وہ بھی انسان ہے۔ وہ بھٹک سکتا ہے۔" میں نے کہا اور طاہر علی خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے دیر تک کچھ نہیں کہا تو میں اس کے پاس سے اٹھ گیا اور کچھ فاصلے پر جا کر تنہا لیٹ گیا۔ تمام لوگ ایسے پڑے تھے نہ کسی حفاظت کا تصور تھا نہ کسی خطرے کا خیال۔ عجیب بیزاری سی طاری تھی۔ سمبوتورا گوپین کے زخم کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ ندرت چند لمحوں کے بعد مجھ سے کچھ فاصلے پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ خاموش تھی۔ جب وہ دیر تک کچھ نہ بولی تو میں نے ہی نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ "کوئی بات ہے ندرت؟"

"ہاں۔" اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

"کیوں۔ خاموش کیوں ہو؟"

"کچھ بدظن ہو گئے ہو ہم سے؟"

"نہیں ندرت قطعی نہیں بس نہ جانے کیوں ذہن پر کچھ سوار ہو گئی ہے۔"

"سمبوتورا اداس ہے۔"

"کیوں؟"

"تم نے اس سے ناخوشگوار لہجے میں گفتگو کی ہے"

"اوہ۔ میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔ یہ ناخوشگواری حالات نے پیدا کر دی ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔"

"تمہیں خود کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے گازالی۔ اب تو لمحات رہ گئے ہیں۔ یہ سب کچھ تو ہونا ہی تھا۔ ساریا یہاں تک پہنچ گئی تھی، ویلیتی کے سادہ لوح باشندوں سے اس کی ہوتی تو وہ مارے جاتے جو قطعی بے گناہ ہوتے۔ ساریا

قابو تو نہیں پا سکتی تھی لیکن ان کا نقصان زیادہ ہوتا۔ یہ لازمی تھا گازالی۔"

"ٹھیک ہے ندرت۔ لیکن بس ذہن کچھ الجھ سا گیا ہے۔"

"جولیا کی موت کا افسوس ہے یا ساریا کی موت۔ مگر ساریا کی لاش تو نہیں ملی۔"

"مجھے ان دونوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی ندرت۔ جولیا مجھے چاہتی تھی اور پاگل ہو گئی تھی میرے لیے۔ اس کی موت کا ایک بوجھ تو ہے ذہن پر لیکن میرے دل میں اس کی چاہت کبھی نہیں ابھری اور اس بوجھ کو تعلقِ خاطر کا نام ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ رہی ساریا۔ تو اس وحشی عورت پر نہ جانے کیوں دیوانگی سوار ہو گئی تھی۔ ندرت محبت ایک فطری جذبہ ہے لیکن اگر ہم محسوس کریں کہ جسے چاہا جا رہا ہے یا جس کے لیے یہ جذبہ پیدا ہو رہا ہے وہ اس سے متاثر نہیں ہے تو پھر یہ کھیل ختم کیوں نہیں کر دیا جاتا۔"

"اس لیے کہ یہ کھیل شروع نہیں کیا جاتا۔" ندرت نے کہا۔

"اوہ نہیں ندرت۔ میں نہیں مانتا۔ یہ سب اختراعات ہیں، میں ان کہانیوں کو نہیں مانتا۔"

"تورا آ رہا ہے۔" ندرت نے کہا اور ہم دونوں خاموش ہو گئے۔

"میں مخل تو نہیں ہوا؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔ قطعاً نہیں۔ اور معاف کرنا میں کچھ تلخ ہو گیا تھا۔ لیکن بس بعض اوقات حالات سے عدم واقفیت الجھا دیتی ہے۔ اپنی اس کمزوری پر میں آج تک قابو نہیں پا سکا۔"

"پا لو گے گازالی۔ تمہاری مشق بھی تو ختم ہو گئی ہے اور اگر مشق درمیان میں ختم ہو جائے تو خطرناک ہوتی ہے۔ نامکمل انسان سب سے خطرناک ہوتا ہے اور تم ابھی نامکمل ہو۔ تم نے جسمانی قوت حاصل کر لی۔ لیکن ذہنی قوت ابھی تم میں نہیں ہے۔ ایسی حالت میں تم کہیں بھی جسمانی قوتوں کا استعمال کر سکتے ہو جو عام انسانوں کے لیے بے حد خطرناک ہوگا، اس لیے میری خواہش ہے گازالی کہ تم مشق پھر شروع کر دو۔ میری بات سمجھ رہے ہو نا۔ دماغ بدن کا حکمران ہے۔ حکمران متحمل مزاج نہ ہو تو چنگیز خان، ہلاکو خان، تیمور لنگ ہٹلر بن جاتا ہے۔ بدن کی قوتیں دماغ کی قوتوں سے زیادہ ہو جاتی ہیں اور انسانیت کے لیے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک طاقتور بدن کے لیے ایک اس سے زیادہ طاقتور دماغ ضروری ہے جو ان قوتوں کو کنٹرول کر لے۔ میں ڈاکٹر طاہر علی جیسے لوگوں کی گالیوں کی بھی پروا نہیں کرتا۔ وہ ہر لحاظ سے کمزور انسان ہیں لیکن تمہارا تلخ لہجہ بھی میرے لیے پریشان کن ہے۔"

"سوری سمبوتورا۔ مجھے افسوس ہے۔"

"میں تمہارا استاد ہوں گازالی۔"

"ہاں مجھے اعتراف ہے۔"

"بے حد شکریہ۔ تم نے میری تشویش ختم کر دی۔ اس کا مطلب ہے کہ دماغی قوتیں منتشر ہو گئی تھیں ضائع نہیں ہوئی تھیں۔"

"یہ سپاری کیا ہے؟"

"خوفناک علاقہ۔ شاید تشاؤں سے بھی زیادہ خوفناک کیونکہ وہ جنگل کے باشندے تھے اور یہ تربیت یافتہ فوجی۔"

"لیکن ہم اس طرف کیسے نکل آئے سمبوتورا؟"

"اس آتش فشانی نے ہمیں بھٹکا دیا۔ نقشے بدل گئے۔ شاید کچھ پہاڑوں نے جنبش کر کے جگہ تبدیل کر لی ہے۔ ایسی پیالہ نما وادیاں یہاں کئی ہیں۔ جن سے ایسی ہی سرنگیں گزرتی ہیں۔ پہاڑوں کی بدلی ہوئی شکل نے مجھے بھٹکا دیا ورنہ میں یہ راستہ نہ اختیار کرتا۔"

"اوہ۔ بالکل ایسی ہی وادیاں اور ہیں؟"

"ہاں بالکل ایسی ہی۔ سپاریوں کے علاقے کی شناخت صرف یہ درخت ہیں۔"

"تو ہم واپسی کا سفر کیوں نہ اختیار کریں؟"

"بہت طویل سفر ہوگا اور سمتوں کا تعین بے حد مشکل ہوگا آتش فشانی اور زلزلے نے حالات یکسر تبدیل کر دیے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ اس سے صرف انسانوں کو ہی نقصان پہنچا ہے کون کون اس سے متاثر ہوتا ہے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن۔" سمبوتورا خاموش ہو گیا۔

"ہاں لیکن کیا۔؟"

"اگر خوبیٔ تقدیر سے ہم یہ وادی عبور کر گئے تو میلوں کا سفر طے ہو جائے گا۔ ویلیتی اس وادی کے دوسرے کنارے پر ہے جبکہ ہم اگر اپنی مطلوبہ سمت سے سفر کرتے تو ابھی طویل راستے طے کرنا ہوتے۔"

"گویا اب یہ خطرہ مول لیے بغیر چارہ نہیں ہے۔"

"ہاں، ویسے اگر یہ شبہ بھی ہوتا کہ ہم اس طرف آ نکلے ہیں تو گازالی پروگرام میں کچھ تبدیلی کر لی جاتی۔ اس وقت یہ خیال ذہن میں نہیں آیا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کیا سمجھ رہے ہو؟"

"تم ساریا کو زندہ رکھتے۔ میرا مطلب ہے اسے میکے براؤن سے نہ بھڑاتے تاکہ وہ یہاں سپاریوں سے نمٹتی۔"

"بالکل۔ اور ہم خاموشی سے یہ علاقہ عبور کر جاتے۔"

"بہرحال اب یہ سب کچھ ہو چکا ہے سمبوتورا۔ آگے بڑھنے کے لیے کیا خیال ہے؟"

"آگے بڑھیں گے لیکن ہوشیار رہو۔" سمبوتورا نے جواب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا۔ اور میں خاموش ہو گیا۔ تھکن نے نہ جانے کس وقت ذہن کو نیند کی آغوش میں پہنچا دیا۔ سو جانے سے بہت سکون ہوا۔ میں جاگا تو یوں محسوس ہوا جیسے اندھا ہو گیا ہوں، ایک لمحے کے لیے گھبرا گیا، وحشت زدہ انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے آنکھوں ملنے لگا۔ تبھی ندرت کی آواز سنائی دی "کیا بات ہے گازالی؟"

"ندرت۔ کیا گہرا اندھیرا ہے؟" میں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"بہت گہرا۔ ہمارے اطراف میں پھیلے درخت روشنی خور ہیں۔" ندرت نے جواب دیا۔

"آہ۔ میں نے تو سوچا تھا جیسے میری بینائی ضائع ہو گئی ہو۔"

"سو کر جاگے ہو۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ درخت روشنی خور ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"وائی مین نے مجھے ان کے بارے میں بتایا تھا سورج چھپتے ہی ان میں زندگی دوڑ جاتی ہے۔ ان پر لٹکے ہوئے مکڑیوں جیسے جالے پھیل جاتے ہیں اور چاندنی جذب کر لیتے ہیں یہ چاندنی ہی ان کی غذا ہے۔"

"میں متحیرانہ انداز میں اپنے اطراف دیکھنے لگا انوکھے درخت تھے، آسمان پر تارے نکلے ہوئے تھے لیکن زمین پر ان کی چھاؤں نہیں تھی جس کی وجہ سے گھور اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

"کیا یہ انسانی زندگی کے لیے بھی خطرناک ہیں؟"

"نہیں۔ جانداروں کو کوئی نقصان پہنچتا ان سے یہ مکڑی جیسے جالے جو نظر آ رہے ہیں ان میں لیس نہیں ہے بس یہ مادہ ان کے پتوں سے خارج ہوتا ہے۔"

"سب لوگ سو رہے ہیں؟"

"ہاں۔ یوں لگتا ہے جیسے بے ہوش ہوں۔" ندرت نے جواب دیا۔ حالانکہ تاریکی میں آنکھیں کھولے ہوئے دیر ہو چکی تھی۔ لیکن کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔

"میری تو نیند پوری ہو چکی ہے ندرت۔ اب کیا کروں؟"

"میں بھی سو چکی ہوں۔"

"ٹھیک ہے ہم پہرا دیتے ہیں۔" میں اور ندرت جاگتے رہے۔ گہری رات پُراسرار ماحول۔ اور ندرت کا انوکھا وجود۔ ذہن میں سنسناہٹ ہونے لگی تھی۔ ساریا یاد آگئی۔ اس کے ساتھ گذارے ہوئے لمحات یاد آئے اور وہ وقت بھی یاد آ گیا جب وہ پانی میں میرے بالکل نزدیک آ گئی تھی۔ تنفس تیز ہو گیا تھا۔ ندرت بھی خاموش تھی۔ کافی دیر اسی طرح گذر گئی پھر ندرت کی آواز سنائی دی۔ "تم تو پھر سو گئے گازالی؟"

"نہیں ندرت۔"

"پھر خاموش کیوں ہو؟"

"تم بھی تو خاموش ہو۔"

"ہیں۔" ندرت نے گہری سانس لی۔ "تم بولو گازالی میں جو کچھ کہنا چاہتی ہوں وہ۔ وہ۔"

"ہاں کہو ندرت؟"

"وہ صرف مجھے شرمندہ کرے گا۔ میں بہت ہلکا محسوس کرنے لگتی ہوں خود کو، میری نسوانیت کی کشش بھی مجھے کچھ نہیں دے گی۔ میں جانتی ہوں۔" ندرت ایک سسکی سی لے کر بولی۔ گویا اس کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہیں تھی۔ میں خاموش ہو گیا۔

"جولیا جب تمہارے پاس آ گئی تھی گازالی، تو میں نے تم پر گہری نگاہ رکھی تھی لیکن تم اس کی طرف بھی متوجہ نہیں تھے۔"

"تمہیں بتا چکا ہوں ندرت۔ میرے ذہن میں اس کے لیے کوئی ایسی جگہ نہیں تھی۔ میں نے جواب دیا۔ اس سے قبل کہ ندرت کچھ بولتی ایک عجیب سی سرسراہٹ میں نے سنی اور چونک پڑا۔ سرسراہٹ معدوم ہو گئی تھی۔ ندرت کے اچانک خاموش ہو جانے سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ آواز اس نے بھی سنی ہے۔ کافی دیر گذر گئی تو میں نے کہا "شاید کسی نے کروٹ بدلی تھی۔"

"نہیں۔" ندرت آہستہ سے بولی۔

"کیا مطلب؟"

"ان درختوں میں کچھ سائے نظر آئے ہیں۔"

"نظر آئے ہیں؟ کیا تم دیکھ سکتی ہو؟"

"ہاں۔"

"مگر مجھے تو تم بھی نہیں نظر آ رہیں ندرت۔"

"مجھے تم نظر آ رہے ہو۔ خاموش۔" ندرت نے کہا۔ اور میں خاموش ہو گیا۔ اس بار انسانی قدموں کی آوازیں صاف محسوس ہوئی تھیں۔ ہم نے دم سادھ لیا۔ پُراسرار آوازیں دیر تک گونجتی رہیں ہم ان آوازوں کو بخوبی سن رہے تھے اور اپنی طرف سے ہم نے جنبش بھی نہیں کی تھی۔ رفتہ رفتہ آوازیں معدوم ہو گئیں تو ندرت نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "وہ جا چکے ہیں۔"

"تم نے انہیں دیکھا ندرت؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں صرف ان کے ہیولے، وہ کون ہیں اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔"

"وہ سپاری ہیں۔" سمبوتورا کی آواز ابھری اور ہم دونوں چونک کر آنکھیں پھاڑنے لگے۔ "سپاریوں کو ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا ہے اور یقیناً یہ بات ہمارے لیے خطرناک ہے، وہ دن کی روشنی میں ضرور ہمارے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش

کریں گے۔"

"تو پھر سمبوتورا کیوں نہ ہم واپس اس سرنگ سے وادی میں پہنچ جائیں۔ میرا خیال ہے اگر ہم نے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کی تو ان کے نرغے میں پھنس جائیں گے۔"

"نہیں گازالی، آگے بڑھنا ہی ہمارے حق میں مفید ہے، یہ ساری باتیں تقدیر پر چھوڑ دو، اب ہمارے پاس کوئی طویل سفر اختیار کرنے کا وقت نہیں ہے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے، جیسا تم مناسب سمجھو۔" میں نے جواب دیا۔ اس کے بعد ہم سو نہیں سکے۔ پھر صبح کی روشنی نمودار ہوئی، تو تینوں افراد جاگ گئے، وہ چندھیائی ہوئی نگاہوں سے ماحول کو دیکھ رہے تھے۔ کرنل آسٹن نے متحیرانہ انداز میں کہا "میرا خیال ہے کہ ہم تیس پینتیس گھنٹے سوئے ہیں ویسے بڑی فرحت محسوس ہو رہی ہے، یوں لگتا ہے جیسے جسموں میں نئی زندگی دوڑ گئی ہو۔"

"کھانے پینے سے فارغ ہو کر، ہمیں آگے کا سفر شروع کرنا چاہیے۔" سمبوتورا نے کہا اور بھوکے افراد خشک گوشت کے پارچوں پر اور جو کچھ بھی ساتھ موجود تھا اس پر پل پڑے۔ شدید بھوک لگ رہی تھی، آنے والے وقت سے بے نیاز ہو کر کھایا گیا اور اس کے بعد سب سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ دفعتاً سمبوتورا نے کہا۔ "ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں میں آپ لوگوں سے اور یہ آپ سب کے حق میں بہتر ہو گا۔"

"کیا سمبوتورا؟" ڈاکٹر طاہر علی نے پوچھا۔

"آتشیں ہتھیار جن میں پستول تک ہو، یہیں کسی کھڈ میں پھینک دیجیے ورنہ وہ آپ کے لیے عذاب بن جائیں گے!"

سمبوتورا کے الفاظ پر میں بھی چونک پڑا تھا لیکن ڈاکٹر طاہر علی کی نگاہوں میں طنز کے آثار پیدا ہو گئے پھر انہوں نے کہا۔

"گویا تم ہمیں نہتا کر کے کسی جال میں پھنسانا چاہتے ہو؟"

"سرنگ کا دہانہ وہ سامنے موجود ہے، آپ لوگ اگر چاہیں تو واپسی کے لیے قدم اٹھا سکتے ہیں۔ ہم آپ کو روکنے کی کوشش نہیں کریں گے۔" سمبوتورا سرد لہجے میں بولا اور ڈاکٹر طاہر علی چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"سمبوتورا نے کسی وجہ سے ہی یہ بات کہی ہو گی ڈاکٹر طاہر علی، لیکن سمبوتورا کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اس سلسلے میں ڈاکٹر کو بتا دیا جائے۔" میں نے کہا۔

سمبوتورا نے رات کو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی اس لیے اس وقت مجھے بھی کچھ تعجب ہوا تھا۔

"سپاریوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اور آپ لوگ ان کی ذہنی کیفیت سے واقف ہیں، دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں سے لڑتے ہوئے یہ جاپانی سپاہی آج تک یہ سمجھتے ہیں کہ جنگ عظیم جاری ہے اور وہ ہتھیاروں کو اپنی زندگی سمجھتے ہیں، اگر آپ لوگوں کے پاس انہوں نے ہتھیار دیکھ لیے تو وہ آنکھیں بند کر کے آپ کو بھون ڈالیں گے، اگر ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہوں گے تو ہم انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ ہم دشمن کے سپاہی نہیں ہیں بلکہ سیاح ہیں۔"

"انوکھی منطق ہے یہ، مجھے تو اس میں سازش کی بو آتی ہے۔" کرنل آسٹن نے کہا۔

"اسی لیے میں نے آپ لوگوں سے کہا ہے کہ سرنگ کے راستے ابھی دور نہیں ہوئے، آپ واپس جا سکتے ہیں۔"

"لیڈر کیا کہتا ہے۔" کنور پربھات سنگھ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سمبوتورا سے ہر طرح کا تعاون کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ میرا جواب سن کر کنور پربھات سنگھ ان لوگوں کی طرف رخ کر کے بولا۔ "کمال کی بات ہے۔ اگر غزالی کہتے ہیں تو پھر اس میں تردد کیوں کیا جا رہا ہے، یا تو کسی شخص کو لیڈر تسلیم نہ کرو اور خود آگے بڑھ کر رہنمائی کرو، تسلیم کرتے ہو تو پھر یہ احمقانہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔" کنور پربھات سنگھ نے اپنی اسٹین گن اور بیلٹ میں اڑسا ہوا پستول نکال کر ایک سمت اچھال دیا۔ دوسری کارروائی میں نے کی تھی، اور اس کے بعد باقی لوگوں نے بھی اس پر عمل کیا۔ ڈاکٹر طاہر علی کے جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ شاید انہیں یقین تھا کہ سمبوتورا کوئی خوفناک سازش کر رہا ہے۔ لیکن میرے ذہن میں یہ بات نہیں تھی۔

ہم لوگ وہاں سے آگے بڑھ گئے، درختوں کے جالے جو رات کی تاریکی میں پھیل کر چھتری نما بن گئے تھے، اب پھر نیچے لٹک گئے تھے۔ یہ بدنما درخت دنیا کے عجیب و غریب درخت تھے، جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے، جنگل گھنا ہوتا گیا اور پھر اس وقت دن کے تقریباً ساڑھے گیارہ یا پونے بارہ بجے تھے کہ دفعتاً فائروں کی آواز سے گہرا سناٹا ٹوٹ گیا۔ گولیاں اولوں کی طرح برستی ہوئیں ہمارے سروں پر سے گذر کر درختوں کی شاخوں اور تنوں میں پیوست ہوتے لگیں، یوں لگتا تھا جیسے کسی پوری فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ ہم سب منہ کے بل زمین پر گر پڑے، اگر ایک لمحے کی تاخیر ہو جاتی تو سینکڑوں گولیاں ہمارے جسموں میں سوراخ کرتی ہوئی نکل جاتیں، دہشت سے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے، دشمنوں کو ہماری پوزیشن اچھی طرح معلوم تھی اور وہ یقیناً اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ ہم ان کے مطلوبہ مقام تک پہنچ جائیں تو وہ ہم پر فائرنگ کریں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گولیاں مسلسل چل رہی تھیں، اور ہمارے اوپر دائیں بائیں سنسناتی ہوئی گذر رہی تھیں، درختوں کی شاخیں اور پتے ان گولیوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے تھے، چند لمحوں کے اندر اندر ٹوٹی ہوئی شاخوں اور پتوں کا ایک عظیم انبار ہمارے سامنے جمع ہو گیا۔ ہمارے بدن بھی اس میں ڈھلک گئے تھے۔ میں نے اسی ڈھیر میں سے گردن اٹھائی اور حملہ آوروں کا سراغ لگانے کی کوشش زیادہ کامیاب نہیں ہو سکی، البتہ یہ محسوس ہو رہا تھا کہ فائرنگ کرنے والے فائرنگ کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔

طاہر علی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "مبارک ہو غزالی، سمبو تورا کی کاوشیں کامیاب ہو گئیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سمبو تورا ابھی ڈاکٹر طاہر علی کے ان الفاظ سے مشتعل نہیں ہوا تھا، البتہ چند لمحات کے بعد اُس نے ایک حرکت کی، سفید رنگ کا ایک کپڑا اُس نے لیا اور اُسے درخت کی ایک ٹہنی کی نوک میں پھنسا کر ٹہنی فضا میں بلند کر دی۔ ٹہنی بلند ہی ہوئی تھی کہ ایک گولی اُسے درمیان سے دو ٹکڑے کرتی ہوئی شائیں سے نکل گئی، ایک بار پھر سمبو تورا نے کانپتے ہاتھوں سے درخت کی ایک مضبوط سی شاخ میں یہ سفید کپڑا لٹکایا اور آہستہ آہستہ اُسے اٹھا کر ہلانا شروع کر دیا۔ اس بار کسی گولی نے اس شاخ کو نہیں چاٹا بلکہ حیرت انگیز طور پر فائرنگ کی شدت میں کمی پیدا ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ گولیوں کی بارش ہلکی پڑ گئی، لیکن اکا دُکا فائر ہوتے رہے اور اس کے بعد ہم نے ان لوگوں کو دیکھا جو ایک دائرے کی شکل میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کی تعداد کافی تھی اور ان کے تعاقب میں بھی کچھ لوگ آ رہے تھے۔ ان کے لباس چیتھڑوں کی شکل میں ان کے جسموں پر جھول رہے تھے لیکن انہوں نے یہ لباس اپنے بدن سے علیحدہ نہیں کیے تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔

"اس وقت اگر ہمارے پاس ہتھیار ہوتے تو انہیں باآسانی مارا جا سکتا تھا۔" ڈاکٹر طاہر علی بڑبڑائے بغیر نہ رہ سکے۔

"اور اگر اس وقت اُنہیں ہمارے پاس کسی ہتھیار کا شبہ بھی ہو جاتا تو پھر ہم کسی قیمت پر نہیں بچ سکتے تھے۔" سمبو تورا نے جواب دیا۔

ڈاکٹر طاہر علی خاموش ہو گیا، آنے والے اب ہمارے بالکل قریب پہنچ چکے تھے، اُن کی بندوقوں کی نالیں ہماری جانب اٹھی ہوئی تھیں، اور ان کی تعداد ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ تھی، بے شمار افراد تھے، جو چیونٹیوں کی طرح چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے، سب کے سب چوکنے اور مستعد تھے۔ سب سے آگے آنے والے شخص کا چہرہ انتہائی خونخوار تھا، وہ مضبوط بدن کا ایک جنرل معلوم ہوتا تھا، کیونکہ اس کے شانے پر لگے ہوئے نشانات وقت کی چیرہ دستیوں کا شکار نہیں ہوئے تھے اور اُس نے انہیں اپنے سینے پر آویزاں کر رکھا تھا۔

ہم سے کوئی پچاس فٹ کے فاصلے پر وہ آ رُکے اور پھر جنرل نے ہمیں ہاتھ کے اشارے سے اٹھنے کا حکم دیا۔ ایک ایک کر کے ہم شاخوں اور پتوں میں سے باہر نکل آئے، ہم نے اپنے ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے، سب کے بدن پسینے سے تر تھے۔

جاپانی جنرل نے مڑ کر اپنے آدمیوں سے کچھ کہا اور دس پندرہ فوجی دوڑتے ہوئے ہمارے نزدیک آ گئے اور انہوں نے ہمیں گھیر لیا۔ ان کی رائفلوں اور گنوں کے رخ ہمارے سینوں کی جانب تھے، ہر فوجی کی بیلٹ کے ساتھ ہوئے رسے کا گچھا بھی بندھا ہوا تھا، جو غالباً کسی درخت کی چھال سے بنا کر تیار کیا گیا تھا۔ آنے والوں نے سب سے پہلے ہماری تلاشی لی اور جو کچھ ہمارے پاس تھا آناً فاناً چھین کر ایک طرف ڈھیر کر دیا۔ اس ڈھیر میں ہمارے تھیلے اور تھیلوں میں بند کھانے پینے کا تمام سامان موجود تھا۔ میری جیبوں کی بھی تلاشی لی گئی اور انہوں نے رومال اور گھڑی تک نکال کر اس ڈھیر تک پھینک دیے۔ پھر جنرل ہمارے قریب پہنچ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں شرارت سی محسوس ہوتی تھی۔ اس نے جاپانی زبان میں کچھ کہا جسے ہم میں سے کوئی نہیں سمجھ سکا تھا۔ شاید سمبو تورا بھی نہیں۔ میں نے اور خود سمبو تورا نے مختلف زبانوں میں اُسے اپنے بارے میں بتانا چاہا جسے وہ نہ سمجھ سکا اور مسکراتا رہا۔ نے بھی جواباً مسکرانے کی کوشش کی، لیکن نجانے اس مسکراہٹ سے اُس نے کیا نتیجہ اخذ کیا۔ اُس نے ایک دم رائفل میری طرف تان لی، اس کی انگلی لبلبی پر تھی—!

میں ساکت رہ گیا۔ دفعتاً اس نے بندوق کی نال سیدھی کر لی، قہقہہ مار کر ہنسا اور اپنی گردن پر انگلی پھیر کر مجھے سمجھایا کہ گولی مارنے کی بجائے ذبح کیا جائے گا۔ میں نے اشاروں سے اُسے پھر بتانے کی کوشش کی کہ ہم فوجی نہیں ہیں۔ بلکہ سیاح ہیں جو تبت کے ان علاقوں کی آوارہ گردی کرتے نکلے ہیں، وہ میرے اشارے دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا اور گردن ہلاتا رہا، جیسے سب سمجھ رہا ہو، لیکن اندازہ یہ ہوا تھا کہ کمبخت کچھ بھی نہیں سمجھا۔ ہمیں اپنا دشمن سمجھنے کے لیے اُس کے پاس معقول وجہ یہی تھی کہ ہم جاپانی نہیں ہیں۔

بہرطور ہماری ایک نہیں چل سکی تھی۔ ان کے سامنے لوگوں نے رسیوں کے گچھے اپنے لباسوں سے نکالے اور اس بے دردی سے جکڑا کہ چیخیں نکل گئیں۔ وہ ہمیں انسان

ہی نہیں سمجھ رہے تھے یا پھر ان جنگلوں میں رہ کر اُن کی فطرت جانوروں جیسی ہو گئی تھی، اور وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ جسمانی اذیت پہنچا کر تسکین حاصل کر رہے تھے۔

مجھے بھی بُری طرح جکڑ دیا گیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے ہمیں آگے ہانکنا شروع کر دیا۔ رسیوں کے سرے ان میں سے چند کے ہاتھوں میں تھے اور وہ بے دردی سے ہمیں کھینچ رہے تھے۔ ایسی بری حالت تھی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کرنل آسٹن کی حالت سب سے زیادہ خراب محسوس ہوتی تھی، اور وہ بڑبڑانے کے انداز میں کچھ کہہ رہے تھے، جبکہ کنور پربھات سنگھ حالات سے سمجھوتہ کیے ہوئے تھا۔

ہم آگے کی طرف بڑھتے رہے، کھردرے رسے ہماری ہڈیوں اور پسلیوں میں بری طرح چبھ رہے تھے، ہاتھوں اور بازوؤں اور کمر کے علاوہ انہوں نے ہماری گردنوں میں بھی پھندے ڈال دیے تھے، تاکہ بھاگنے کا کوئی امکان نہ رہے، جونہی ہمارے قدم سست پڑتے سپاہی بری طرح لاتیں اور گھونسے مارنے لگتے۔ جنرل بدستور جاپانی زبان میں انہیں یہ ہدایتیں دے رہا تھا۔ بدقسمتی اور افسوس کی بات یہ تھی کہ قدرت کو بھی نہیں بخشا گیا تھا اور اس کی کیفیت بھی دوسروں سے الگ نہیں تھی۔ ہم یہ ناقابل برداشت مصیبت جھیلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور گھنے جنگلوں میں سے گذر کر بالآخر ایک دریا کے قریب پہنچ گئے، یہاں ٹھنڈی ہوا کے فرحت بخش جھونکوں اور درختوں کے خوشگوار سایوں نے ہمارا استقبال کیا اور کچھ جان میں جان آئی۔

دریا کے پار دوسرے کنارے پر ایک عجیب سی آبادی نظر آ رہی تھی، کچے پکے مخصوص طرز سے مکانات یہاں بکھرے ہوئے تھے۔ ہمارے وحشی نگہبانوں نے دریا پر پانی پینے اور منہ دھونے کی اس لیے اجازت دے دی کہ خود ان کا بھی گرمی سے برا حال تھا، لیکن انہوں نے ہماری گردنوں تک کے پھندے کھولنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی اور ہم سب نے گھٹنوں کے بل جھک کر چوپالوں کی طرح دریا میں منہ ڈال کر پانی پیا۔ اور اس کے بعد ہمیں دریا پار لے چلے۔

اس انوکھی بستی کے مکانات، جن کا طرز تعمیر بھی انوکھا ہی تھا، کافی تعداد میں تھے۔ ہمیں ایک مکان کے برآمدے میں بٹھا دیا گیا۔ وہ لوگ سمٹ گئے اور ہماری طرف اشارے کر کے گفتگو کرنے لگے، کرنل آسٹن نے گھٹنوں میں سر دے رکھا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی کرخت نگاہوں سے اُنہیں گھور رہے تھے، کنور پربھات سنگھ نے میری طرف رخ کر کے آہستہ سے کہا۔

"یوں محسوس ہوتا ہے غزالی کہ ہم اپنی زندگی کے سب سے بدترین وقت سے دوچار ہو گئے—یہ کمبخت اول تو ہماری زبان نہیں سمجھتے، دوسرے ان کی کیفیت نیم پاگلوں کی سی نظر آتی ہے، حیرت کی بات یہ ہے کہ جنرل تک انگریزی زبان نہیں سمجھ پا رہا، ممکن ہے اس نے ہلاک شدہ جنرل کے فیتے اپنے سینے پر سجا لیے ہوں۔ اور اپنی قوت کے بل پر جنرل بن گیا ہو۔ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے، لیکن اس صورت حال سے نمٹنے کا بظاہر تو کوئی ذریعہ سمجھ میں نہیں آتا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ لوگ آپس میں صلاح مشورے کرنے کے بعد ہماری طرف آئے اور چار آدمیوں نے ہمیں اشارے سے مکان کے اندر داخل ہونے کی ہدایت کی۔ ہم برآمدے سے اٹھ کر مکان کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔ ایک بڑا سا ہال تھا، جس کا فرش لکڑی کا بنا ہوا تھا اور بوسیدہ تختے ہمارے پیروں کے نیچے چرچرا رہے تھے، اس ہال میں تاریکی اور سیلن کی وجہ سے ایک ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی ایک گوشے میں گھاس پھوس کا فرش کیا گیا تھا ہمارے بدن کی رسیوں کو وہیں دیواروں میں ابھرے ہوئے کھونٹوں سے باندھ دیا گیا اور جو افراد ہمیں اندر لے آئے تھے وہ گھاس کے بستر پر جا کر بیٹھ گئے۔ گویا یہ ہمارے مستقل نگران تھے۔

ہم بھی اس طویل اور تکلیف دہ سفر کے بعد بری حالت کا شکار تھے، اس لیے ہم سے بیٹھا نہ گیا اور سب ہی کسی نہ کسی طرح زمین پر لیٹ گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بندھے ہوئے رسے مسلسل ہماری پسلیوں، کہنیوں اور کمر میں زخموں کی طرح چبھ رہے تھے۔ نجانے ہماری نگرانی کرنے والے ایک شخص کو کیا خیال آیا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخاطب کر کے کچھ کہا۔ وہ سب آگے بڑھے اور انہوں نے ہمارے جسموں سے یہ رسے ڈھیلے کر دیے۔

میں نے شکرگزار نگاہوں سے ہدایت دینے والے کو دیکھا اور مسکرا دیا۔ اب ہماری آنکھیں کمرے کے نیم تاریک ماحول سے مانوس ہو چکی تھیں۔ ہم نے نگاہیں گھما کر ادھر اُدھر دیکھا اس ہال نما کمرے میں کچی دیواروں اور فرش کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ نجانے کتنی دیر گذر گئی، اس کے بعد چند آدمی باہر سے اندر آئے ان کے ہاتھوں میں لکڑی کے بنے ہوئے پیالے تھے، جس میں شاید چاول کا شوربہ اور کسی جانور کے گوشت کی بوٹیاں تیر رہی تھیں۔ یہ پیالے ہمیں غذا کے طور پر پیش کیے گئے۔

ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ نے تو پیالوں میں سے کچھ نہ لیا لیکن میں نے، قدرت نے، سمبو تورا اور کرنل آسٹن نے،

اس میں جو کچھ بھی تھا، کھالیا۔ نجانے کتنا وقت گذر گیا، ہمارے نگراں سپاہیوں نے گھٹنوں میں سر دے کر خراٹے لینا شروع کر دیے تھے، اور گہری نیند میں پہنچ گئے تھے۔

کبھی کبھی وہ کروٹ بھی بدل لیتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ منہ چلاتے ہوئے بڑبڑاتے جاتے تھے، نجانے کتنی دیر گذر گئی، تب ڈاکٹر طاہر علی نے آہستہ سے کھسک کر میرے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "کیا ہم کوشش کرکے یہاں سے بھاگ نہیں سکتے۔ اگر کوئی ایسی چیز مل جائے جس کے ذریعے رسیوں کو کاٹا جا سکے تو شاید اس میں مشکل نہ ہو۔"

"خدا کے لیے ڈاکٹر صاحب ایسی کوئی بات مت سوچیے فرض کریں اگر ہم ان کے پھندے سے نکل بھی گئے تو جائیں گے کہاں۔ اُن کی تعداد کا اندازہ لگایا ہے آپ نے۔ چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ضروری نہیں ہے کہ سب سو رہے ہوں۔ یہ ہمیں پھر پکڑ لیں گے اور فرار کی اس کوشش کے نتیجے میں دوبارہ ہماری جان بخشی نہیں کی جائے گی۔"

ڈاکٹر طاہر علی خاموش ہو گئے تھے۔ رات بھیگنے لگی، دن بھر کی تھکن نے رنگ دکھایا اور سب ہی گہری نیند میں مدہوش ہو گئے۔ اگرچہ ہمارے بدن کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا، لیکن نیند کی صداقت پر ایمان لانا پڑا اور پھر اسی وقت جاگے جب صبح ہو چکی تھی۔

ہمارے محافظ ہم سے پہلے جاگ چکے تھے اور حسب معمول ہماری نگرانی کر رہے تھے۔ صبح کو ہمیں اس مکان کی قید سے نکالا گیا اور درختوں میں ضروریات زندگی سے فارغ ہونے کے لیے چھوڑ دیا گیا، لیکن انہوں نے ہمارے رسے مضبوطی سے تھام رکھے تھے۔

ڈاکٹر طاہر علی کی سب سے بری حالت تھی، بھوک اور نقاہت سے ان کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ میں نے انہیں ہوش سے کام لینے کی تلقین کی اور کہا کہ کسی نہ کسی طرح اس مصیبت کا حل نکال لیا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھیں —!

ڈاکٹر طاہر علی طنزیہ انداز میں بولے۔ "جب ہمارے ساتھ جان بوجھ کر یہ سب کچھ کیا گیا ہو تو پھر حل کیا نکالا جا سکتا ہے۔"

"آپ انحراف کر رہے ہیں ڈاکٹر، اور یہ بہتر نہیں ہوگا، نہ ہمارے اور نہ آپ کے حق میں۔" ڈاکٹر طاہر علی خاموش ہو گئے۔ سمبو تورا اور ندرت کے چہروں پر گہرا سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ اس دوران انہوں نے کسی سے بھی گفتگو نہیں کی تھی۔ ضروریات زندگی سے فراغت کے بعد ہمیں واپس اسی مکان کے برآمدے میں پہنچا دیا گیا اور ہمارے نگراں ہمیں تاک کر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہمارے سامان میں سے گوشت کے پارچے اور کچھ ایسی چیزیں ہمیں پیش کی گئیں جن کا استعمال ہمارے لیے ناگوار نہیں تھا۔ اس وقت میں نے مجبور کر کے ڈاکٹر طاہر علی کو شکم سیر کیا، تاکہ نقاہت کی وجہ سے کہیں وہ لمبے ہی نہ ہو جائیں۔ میں نے آہستہ سے اُن سے کہا۔ "سمبو تورا نے غلط نہیں کہا تھا ڈاکٹر طاہر علی، اگر ہمارے پاس ہتھیار ہوتے تو شاید ان کا رویہ ہمارے ساتھ اتنا بہتر نہ ہوتا بلکہ ممکن ہے، ہم میں سے شاید کوئی زندہ ہی نہیں ہوتا۔"

ڈاکٹر طاہر علی نے گھور کر مجھے دیکھا، لیکن منہ سے کچھ نہیں کہا تھا، سمبو تورا کے سلسلے میں وہ مجھ سے شدید اختلاف رکھتے تھے۔ لیکن میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ ظاہر ہے سمبو تورا کو ان لوگوں سے زیادہ میں پہچانتا تھا۔

دوپہر کے تقریباً ڈیڑھ بجے کا وقت ہو گا جب میں نے ایک انوکھا منظر دیکھا۔ سمبو تورا اور ندرت دو نگرانوں کو گھور رہے تھے اور نگرانوں کی آنکھیں اس طرح ساکت تھیں کہ وہ پلک تک نہیں جھپک رہے تھے۔ وہ مسحور سی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے یہ کھیل تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا اور اس کے بعد ندرت کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ سمبو تورا نے اب دوسرے آدمی کو نشانہ بنا لیا تھا کوئی اور ان دونوں کی ان حرکات کی طرف متوجہ نہیں تھا لیکن ان کا یہ کھیل م نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکا۔

وہ آٹھ افراد تھے جو ہمارے نگران تھے اور آٹھوں ہی کی کیفیت میں کچھ عجیب سی تبدیلی محسوس ہو رہی تھی، پورا دن اس طرح گذر گیا میں سمجھ نہیں پایا تھا کہ ندرت اور سمبو تورا اس طرح کیا عمل کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ضرور اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ رات کو ہمیں پھر اسی ہال میں بند کر دیا گیا۔ غذا بھی دی گئی۔ نجانے وہ ہمارے بارے میں کیا سوچ رہے تھے چلے گئے تھے۔ دن کو وہ آٹھوں نگراں جو صبح لے کر دوپہر تک ہمارے ساتھ رہے تھے چلے گئے تھے لیکن رات کو ان میں سے دو افراد باقی چھ افراد کے ساتھ ہماری نگرانی کے لیے اسی ہال میں موجود تھے۔ اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ ہم سب خاموشی اور بیزاری کے عالم میں تختوں کی زمین پر پڑے ہوئے تھے کہ دفعتاً ایک عجیب منظر نگاہوں کے سامنے آیا۔ دو افراد جو نگرانی کرنے والوں میں ہمارے شناسا تھے، دفعتاً اپنی جگہ سے اٹھے انہوں نے اپنے لباس سے خنجر نکالے اور پھر اپنے ہی ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ دو آدمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ باقی چار نے دہشت زدہ ہو کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ان پر حملہ آور ان کے اپنے ہی ساتھی تھے۔ اس لیے بوکھلا کر رہ گئے اور اسی بوکھلاہٹ میں وہ بھی ان دونوں کا شکار ہو گئے۔ ہم سب وحشت زدہ انداز میں چونک کر اٹھ بیٹھے تھے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن میرا ذہن اب اس حقیقت کو جان چکا تھا۔ چھ آدمی اپنے ہی خون میں نہائے زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ باقی دونوں نگران برق رفتاری سے ہماری طرف آئے اور انہوں نے خون آلود خنجروں سے وہ رسیاں کاٹ دیں جنہوں نے ہمارے جسموں پر زخم ڈال دیے تھے۔

یہ ڈاکٹر طاہر علی، کنور پربھات سنگھ اور کرنل آسٹن کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں لیکن سمبو تورا اور ندرت جانتے تھے کہ وہ یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہیں، تب انہوں نے ہتھیاروں کی طرف اشارہ کیا اور سمبو تورا نے پھرتی سے آگے بڑھ کر مرے ہوئے افراد کے ہتھیار اٹھا لیے پھر دفعتاً باہر ہولناک فائرنگ شروع ہو گئی بری طرح شور مچنے لگا۔ لوگ بھاگتے دوڑتے اور حلق پھاڑ پھاڑ کر غل مچاتے ہوئے اِدھر سے اُدھر بھاگ رہے تھے۔ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہوا تھا لیکن یادہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

سمبو تورا نے آہستہ سے کہا۔ "سامنے سے نہیں ہمیں پچھلی ست سے باہر نکلنا ہوگا۔"

ہم ہال سے باہر آ گئے، وہ دونوں جاپانی جنہوں نے ری مدد کی تھی دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے تھے اور پھر شاید ہوں نے احاطے میں موجود تمام لوگوں کو فائرنگ کرکے ہلاک دیا۔ ہم برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے باہر نکل آئے تھے پھر عقبی سمت کا چھوٹا سا احاطہ کود کر ہم جنگل کی سمت بھاگے، اس پھوس اور سوکھے پھلوں کے ڈھیر میں آگ لگ گئی تھی شعلے ں کر رہے تھے اور سپاری ان کے درمیان بھاگتے دوڑتے را رہے تھے۔ وہ جان بچانے کے لیے بری طرح چیخ رہے ے۔ بمشکل تمام ہم اس مقام سے دور نکلے اور پھر سمبو تورا کی نمائی میں ایک سمت دوڑنے لگے۔ کسی کو کسی سے کچھ پوچھنے ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ سب کے سب متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑے بس کوشش میں مصروف تھے کہ یہاں سے دور نکل جائیں۔ عقب گولیاں چلنے کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں اور یہ خوف بھی تھا کہ ہیں ان میں سے کسی گولی کا رخ ہماری سمت نہ ہو جائے، ا میں دھوئیں اور بارود کی بُو رچی ہوئی تھی اور ہم اندھا دھند ڑ رہے تھے۔ نجانے کتنا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم اس

آبادی کی سرحد کی طرف پہنچ گئے، یہاں ایک گہرا لیکن خشک نالہ نظر آیا تھا۔ یہ جگہ چھپنے اور ستانے کے لیے مناسب نظر آئی تھی۔ چنانچہ ہم برق رفتاری سے اس میں کود گئے، ہماری زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں، سینہ دھونکنی کی مانند چل رہا تھا، جب ذرا جان میں جان آئی تو ہم نے ایک دوسرے کا جائزہ لیا۔ بدن جا بجا خراشوں سے بھر گیا تھا، کرنل آسٹن کی ناک سے خون بہہ رہا تھا، ندرت کے رخسار پر ایک گہری لکیر کھینچ گئی تھی جس سے خون رس رہا تھا۔ جس کھائی میں ہم کودے تھے وہاں دلدلی زمین تھی جس کا ہمیں کودنے کے بعد احساس ہوا تھا۔ لیکن دفعتاً کرنل آسٹن کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکل گئی۔ اور وہ اچھل کر کنور پربھات سنگھ کے اوپر جا پڑا۔ ابھی اس کے چیخنے کی وجہ بھی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ ڈاکٹر طاہر علی کے حلق سے ایک کریہہ آواز نکلی اور پھر اگلے لمحے مجھے بھی اپنے ٹانگ کے نچلے حصے میں ایک عجیب سی چبھن محسوس ہوئی۔ میں نے ایک دم اندازہ لگانے کے لیے کہ یہ چبھن کیسی ہے ہاتھ نیچے ڈالا تو اپنی چیخ نہیں روک سکا تھا۔ وہ دو دو تین تین انچ لمبی سرمئی رنگ کی جونکیں تھیں جو ہمارے بدن کے کھلے ہوئے حصوں اور گردن سے چمٹ گئی تھیں، ہم دیوانوں کی طرح ان جونکوں کو اپنے بدن سے جدا کرنے کی کوشش کرنے لگے لیکن وہ ہمارے جسموں میں اس طرح پیوست ہو گئی تھیں کہ بیان سے باہر ہے۔ جب ہم انہیں کھینچتے تو وہ ربڑ کی طرح لمبی ہو جاتیں لیکن ہماری کھال سے الگ نہ ہوتیں۔ آناً فاناً انہوں نے نجانے ہمارے جسموں سے کتنا خون چوس لیا اور پھول کر موٹی ہو گئیں۔ اس کے بعد خود بخود انہوں نے ہمارا گوشت چھوڑ دیا اور نجانے کس طرح ہم گرتے پڑتے اس خطرناک نالے سے باہر نکل سکے۔ مشرقی افق پر صبح کاذب کا دھندلکا صبح صادق میں تبدیل ہو رہا تھا۔ ہم گھنی جھاڑیوں میں راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ جنگل کی زندگی آہستہ آہستہ بیدار ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ درختوں پر بے شمار بندر ہمارے ساتھ سفر کر رہے ہیں، دفعتاً انہوں نے چیخ چیخ کر جنگل سر پر اٹھا لیا۔ ظاہر ہے ہم اس بات سے لاعلم تھے کہ ادھر کے جنگل بندروں سے بھرے پڑے ہیں۔ اگرچہ یہ بندر قد و قامت میں مختصر اور کسی قدر سرمئی مائل تھے لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے خاصے خونخوار ہیں، جب انہوں نے دیکھا کہ ہم کسی طرح جواب نہیں دے رہے تو وہ شاخوں پر اچھل اچھل کر دانت نکالنے اور ہمیں دھمکانے کی کوشش کرنے لگے اور اسی وقت جنگل ایک ہاتھی کی چنگھاڑ سے لرز گیا۔ ہمارے دائیں جانب ایک اونچا پہاڑی ٹیلہ تھا ہاتھی کی آواز ہمیں اپنی بائیں سمت سے سنائی دی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ وحشت زدہ ہو کر ہم بے تحاشا دائیں جانب اس ٹیلے کی طرف بھاگے۔ ابھی ہم اس ٹیلے سے پچاس گز دور ہی تھے کہ ایک پندرہ سولہ فٹ اونچا ہاتھی درختوں کی شاخیں توڑتا اور جھاڑیوں کو چیرتا پھاڑتا نمودار ہوا، اس کی سونڈ ہوا میں لہرا رہی تھی اور اس کے کان پنکھے کی مانند حرکت کر رہے تھے۔ ہاتھی نے ہمیں دیکھ لیا اور اپنی رفتار تیز کر دی۔ میرا خیال تھا کہ یہ کوئی پاگل ہاتھی ہے کیونکہ وہ بری طرح چنگھاڑ رہا تھا اور اس کے پیروں کی دھمک سے کچی زمین بری طرح ہل رہی تھی۔

دفعتاً سمبوتورا نے چیخ کر کہا۔ "ٹیلے پر پہنچنے کی کوشش کرو ورنہ یہ ہاتھی ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔" ٹیلہ اب بالکل سامنے نظر آ رہا تھا لیکن ہم نے فاصلے کا اندازہ غلط لگایا تھا۔ ٹیلے تک پہنچتے ہوئے ہمیں کافی وقت صرف ہو گیا۔ بہرطور اس تک پہنچنا ضروری تھا کیونکہ اسی طرح ہاتھی سے جان بچ سکتی تھی۔ پیچھے مڑ کر دیکھتے تو ہاتھی برابر فضا میں سونڈ اٹھائے چنگھاڑتا ہوا ہمارے تعاقب میں دوڑتا نظر آتا۔ خدا خدا کر کے وہ منحوس ٹیلہ قریب آیا اور ہم نے بمشکل تمام اس پر چڑھ کر پناہ لی، ہاتھی ٹیلے پر نہیں چڑھ سکتا تھا۔ وہ اپنی اونچی سونڈ اٹھا کر ہمیں لپیٹ میں لینے کی کوشش کرتا رہا لیکن ہم اس کی پہنچ سے باہر تھے پھر دفعتاً کرنل آسٹن ہی کو خیال آیا وہ ہتھیار جو ہمیں دیے گئے تھے ہمارے ہاتھوں ہی میں تھے لیکن ان کے استعمال کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ کرنل آسٹن نے ٹیلے کے اوپر کھڑے ہو کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی رائفل سنبھالی اور یکے بعد دیگرے تین فائر کر دیے۔ تینوں گولیاں ہاتھی کے سر میں لگی تھیں اور وہ بلند و بالا خوفناک ہاتھی زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ نیچے گرنے کے بعد اس کے بدن میں ذرا بھی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ کرنل آسٹن کے اس کارنامے پر سب نے تحسین آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا تھا لیکن جو حالت ہو گئی تھی اسے خدا ہی جانتا تھا۔ اس بھاگ دوڑ میں کافی اجالا پھیل گیا تھا لیکن جنگل کے اندرونی حصے میں ابھی آدھی رات کا سا سماں تھا۔ ہمیں اپنے جسموں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ جونکوں نے اس قدر خون چوسا تھا کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سارا بدن خون سے خالی ہو گیا ہے۔ جس جگہ جونکیں چمٹی تھیں وہاں ابھی تک انگارے دہک رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے گرم گرم سوئیاں بدن میں گھسی ہوئی ہوں۔ ڈاکٹر طاہر علی کا چہرہ بالکل سفید ہو گیا تھا۔

ہم ٹیلے پر نگاہیں دوڑا کر ایسی جگہ تلاش کرنے لگے جہاں اس نقاہت سے بچنے کے لیے لیٹ جائیں اور اس کے بعد ہم مزدوروں کی طرح لمبے لمبے لیٹ گئے۔ بندروں کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ ہاتھی مر چکا تھا اور اس کے آس پاس کوئی ہاتھی موجود نہیں تھا چنانچہ اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہا تھا لیکن بندروں سے بچنے کے لیے ہتھیاروں کو سنبھال کر رکھا گیا تھا۔ کافی دیر اسی عالم میں گذر گئی اور ہم اسی طرح لیٹے رہے۔ بولتے ہوئے بھی ایک نقاہت سی محسوس ہو رہی تھی پھر سمبوتورا ہی نے گفتگو کرنے میں پہل کی۔ "دوستو ابھی سے ہمت نہ ہارو ابھی تو بہت کچھ کرنا ہے۔" اس کے بولتے سے جیسے سب کے منہ کے قفل ٹوٹ گئے ہوں۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ نے ایک ساتھ ایک ہی سوال پوچھا۔ "مگر۔ مگر۔ یہ ہوا کیا؟ وہ کون لوگ تھے اور انہوں نے ہماری مدد کیوں کی؟"

"یہ تو تم ہی بتا سکتے ہو ممکن ہے تم میں سے کسی کی دعا قبول ہو گئی ہو۔" سمبوتورا پراسرار لہجے میں بولا وہ اپنی کوششوں کو چھپانا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنی جانکاری کا مظاہرہ نہیں کیا اور خاموش ہی رہا۔ ڈاکٹر طاہر علی، کرنل آسٹن اور کنور پربھات سنگھ اس سلسلے میں سخت الجھے ہوئے تھے۔ لیکن ان کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا کہ اچانک ان خونخوار جاپانیوں میں سے چند جاپانی ان کے مددگار کیسے بن گئے اور انہوں نے اپنے ہی ساتھیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے انہیں کیوں ہلاک کر دیا۔

کرنل آسٹن کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔ "کاش ہمارے بچے ہی ہمارے پاس ہوتے، اب ہم کہاں جائیں گے کیا، میرا اندازہ ہے کہ اس جنگل میں ہاتھیوں کے علاوہ شیر اور چیتے بھی ہوں۔ آخر ہماری جانیں کہاں تک بچیں گی اور پھر یقینی طور پر وہ لوگ ہماری تلاش میں اس جنگل میں ضرور داخل ہوں گے۔ ہمیں راستے بھی نہیں معلوم آخر کدھر جائیں، یقینی طور پر ہمارے عذاب ہی عذاب ہے۔"

"نہیں ایسی بات نہیں کرنل آسٹن ہم ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں سے آگے بڑھیں گے۔"

"اور اگر ان لوگوں نے ہمیں پھر گھیر لیا تو۔"

"تو دیکھا جائے گا۔ جو کچھ بھی ہوگا اسے برداشت ہوگا۔" میں نے جواب دیا اور کرنل آسٹن خاموش ہو گیا۔ کا وہاں گذارنے کے بعد ہم سب نے متفقہ طور پر ٹیلے سے کا فیصلہ کیا اور پھر لرزتے ہوئے قدموں سے نیچے اتر پاگل ہاتھی کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی اور اس کے اوپر طرح کے حشرات الارض رینگ رہے تھے۔ چند کیڑوں نے کے جسم میں سوراخ کر کے اندر گھسنے میں پہل کر لی تھی۔

جنگل کے اندر کوئی پگڈنڈی نہیں تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس سمت سے آمد و رفت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم نگاہیں دوڑاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ کمبخت بندروں نے ہمیں دیکھ کر پھر غل غپاڑہ مچانا شروع کر دیا تھا۔ جھاڑیوں کے درمیان ایک قدرتی سرنگ نظر آئی اور ہم لوگ فیصلہ کر کے سرنگ میں داخل ہو گئے۔ چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ دفعتاً کنور پربھات سنگھ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر ہمیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔ "کیا بات ہے کنور؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے یہاں کسی شیر کی کچھار ہے، وہ دیکھو نرم زمین پر درندے کے پنجوں کے تازہ نشان بنے ہوئے ہیں۔ لگتا ہے وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گذرا ہے۔" کنور پربھات سنگھ شکاری آدمی تھا اور یہ بات ہمیں پہلے سے معلوم تھی۔ یہ چیز اس کی نگاہیں ہی دیکھ سکتی تھیں۔ سب نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہتھیار سنبھال لیے لیکن ہم پر دہشت طاری ہو گئی تھی۔ اس سلسلے میں شاید سمبوتورا بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کنور پربھات سنگھ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "ہمیں اس راستے سے نہیں جانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کسی نئی مصیبت میں پھنس جائیں۔"

دفعتاً سامنے کی جھاڑیاں ہلیں اور ہمارے قدم رک گئے۔ ں نے سراسیمہ نگاہوں سے درندے کی ہلکی سی جھلک دیکھی تھی۔ ہ جھاڑیوں میں دبکا ہوا تھا۔ کنور پربھات سنگھ اپنی جگہ ساکت و جامد ے دیکھتا رہا اور پھر سرگوشی کے انداز میں بولا۔ "غالباً اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے، اور اب یہ اپنے مسکن میں آرام کر رہا ہے۔ ببر شیر ہے اگر ہم نے اسے چھیڑا تو بہت خطرناک ثابت ہوگا، بہتر یہ ہے کہ دبے پاؤں آگے بڑھو۔"

"اور اگر یہ حملہ آور ہوا تو؟"

"فکر نہ کرو۔ میں رائفل سنبھالے ہوئے ہوں میرا رخ اسی کی سمت لگا۔" قدرت کو ہم نے درمیان میں لے لیا تھا۔ یہاں سمبوتورا کی بھی شاید جواب دے گئی تھیں۔ چونکہ وہ بھی بہت زیادہ محتاط خیدہ نظر آ رہا تھا۔ ہیبت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہم لوگ دل کی دھڑکنیں کانوں میں محسوس کر رہے تھے۔ ایک ایک قدم پھونک کر اٹھایا جا رہا تھا۔ غل مچانے والے خوفناک بندر ت یہاں سے رفو چکر ہو گئے تھے۔ ہم آگے بڑھتے رہے پربھات سنگھ کے کہنے کے مطابق شیر نے کوئی تعرض نہیں کیا نگل کے بادشاہ کے بارے میں بے شمار کہانیاں سنی تھیں ہلا موقع تھا کہ میں نے اس کا ظرف دیکھا تھا۔ اس کے حلق کی ہلکی غراہٹیں ضرور نکلتی رہی تھیں لیکن اس نے اٹھ کر حملہ کی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر ہم اس سے کافی دور نکل آئے۔

تب کنور پربھات سنگھ نے سکون کی گہری سانس لی اور مسکراتی نگاہوں سے ہماری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہ ببر شیر ہی کی خصوصیت ہے۔ وہ جنگل کے چھوٹے جانوروں کی طرح ہر وقت کسی کی تاک میں نہیں رہتا۔" کسی نے کوئی جواب نہیں دیا جو حالت ہم سب کی تھی وہ کہنے کے قابل نہیں تھی۔ ایک لفظ بولتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے دوسرے پر احسان کر رہے ہوں۔ آگے کا جنگل گذرے ہوئے علاقے سے بھی کہیں زیادہ گھنا تھا۔ درخت ایک دوسرے میں پیوست تھے اور ان کی شاخیں آپس میں اتنی جڑی ہوئی تھیں کہ دن کی روشنی بہت مشکل سے جنگل کے اندر پہنچ پا رہی تھی۔ ہم ان کے نیچے پہنچے تو خاصا اندھیرا محسوس ہوا ہر لمحے ایک نئے خوف کا احساس ہوتا تھا اور ہم سانس روکے آگے بڑھ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے صدیوں سے بھٹکتی ہوئی روحیں ہوں جو سکون کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ راستے میں جگہ جگہ ہاتھیوں کی لید پڑی ہوئی تھی اور یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ جنگل کے اس حصے میں ہاتھیوں کی کثرت ہے۔ مختلف مقامات پر جانوروں کی گلی سڑی ہڈیاں اور آنتیں بھی پڑی نظر آتی تھیں۔ دن کا وقت تھا لیکن مچھروں کی اتنی بہتات تھی کہ خدا کی پناہ، مرطوب آب و ہوا کے باعث ان کے بادل ایک جگہ سے اٹھتے اور دوسری طرف جاتے دکھائی دے رہے تھے۔

نجانے کتنا فاصلہ اسی طرح طے ہوا۔ اس کے بعد فضا میں تبدیلی رونما ہونے لگی، ہم جنگل کے اس انتہائی دشوار گذار اور گھنے حصے سے بخیر و عافیت نکل آئے تھے۔

ہوا میں نمی تھی جس سے یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوئی کہ کوئی دریا جنگل کے بالکل قریب ہے۔ ابھی ہم آہستہ روی سے آگے ہی بڑھ رہے تھے کہ ایک کھلا میدان دکھائی دیا اور اس طرف سرمئی پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ تھا جو شمال سے جنوب کی طرف تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ سرمئی پہاڑوں کے اس طویل سلسلے کو دیکھ کر میرے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ شاید اس کے دوسری طرف ویلیتی آباد ہو۔ میں نے متجسس نگاہوں سے سمبوتورا کی طرف دیکھا کہ شاید وہ اس کا انکشاف کرے۔ لیکن سمبوتورا کا چہرہ سپاٹ تھا اور پھر اس کی پراسرار آواز ابھری۔ "کمانڈر۔ ہم پھر دشمنوں کے نرغے میں آ چکے ہیں۔" بڑے سنسنی خیز الفاظ تھے۔ میں نے حیران نگاہوں سے سمبوتورا کو دیکھا پھر دور دور تک نگاہیں دوڑائیں۔ لیکن ہمارے علاوہ اور کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

"یہ تم کس بنیاد پر۔۔۔" ابھی میں اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ ایک گولی سنسناتی ہوئی آئی اور میرے بالوں کو چھوتی گذر گئی۔ کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پایا تھا کہ دوسری اور تیسری گولی بھی چلی اور سب زمین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر اوندھے منہ گر پڑے۔

میدان میں کہیں سے بھی کوئی حرکت نہیں محسوس ہوئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ گولیاں کہاں سے چل رہی ہیں۔ ہتھیار پہلے ہی پھینک چکے تھے۔ اس لیے مقابلے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا تھا۔ پہلے تو یہی پتا چل جائے کہ گولیاں چلانے والے کون ہیں۔ پتا چل گیا۔ وہ لوگ زمین سے برآمد ہوئے تھے۔ سپاٹ زمین سے ابھرے تھے ناقابل یقین بات تھی۔ لیکن آنکھوں کے سامنے ایسا ہوا تھا۔ ان کی تعداد ساٹھ ستر کے قریب تھی اور وہی کمبخت سپاری تھے۔ ان کا زمین سے نکلنا سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

آن کی آن میں وہ ہمارے سروں پر پہنچ گئے اور پھر انہوں نے ٹھوکروں سے ہماری تواضع شروع کر دی۔ ایک زوردار ٹھوکر میری پسلی پر پڑی اور میں الٹ کر سیدھا ہو گیا۔ سب ہی کی چیخیں نکل گئی تھیں۔ انہوں نے ہمیں گریبان سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اجنبی چہرے تھے لیکن سب کی آنکھوں میں شیطنیت نمایاں تھی۔ وہ مسکرا رہے تھے۔

"خدا غارت کرے۔ میری پسلیاں توڑ دیں۔ کرنل آسٹن روہانسی آواز میں بولا اور انگریزی میں انہیں مسلسل گالیاں دینے لگا۔ انہوں نے ہمیں ایک لائن میں کھڑا کیا اور پھر ہاتھوں میں پکڑی ہوئی گنوں سے ٹہوکے دے کر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ لیکن یہ سفر واپسی کا نہیں تھا بلکہ وہ ہمیں دامن کوہ کی طرف لے جا رہے تھے۔ انہوں نے ہمارے ہاتھ پکڑ کر سروں پر رکھ دیے تھے اور اب سب اسی طرح آگے کا سفر کر رہے تھے۔ کسی کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکلا اور سب خاموشی سے آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی دور چل کر ان کے زمین سے برآمد ہونے کا معمہ بھی حل ہو گیا۔ انہوں نے نہایت صفائی سے زمین میں گڑھے کھود رکھے ہوئے تھے اور وہ سب ہمارے اس میدان میں داخل ہونے سے قبل ہی اپنے مورچے سنبھال کر بیٹھ گئے تھے۔ غالباً انہیں ہمارے اس طرف آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان گڑھوں میں ہم انہیں نہ دیکھ سکے اور اچانک ہی انہوں نے ہم پر فائرنگ کر دی۔ بہرطور اب یہ ساری باتیں سوچنا بے مقصد تھا۔ ہم ایک بار پھر پھنس چکے تھے۔

ایک گھنٹے کے جان لیوا سفر کے بعد ہم میدان کے آخری سرے پر پہنچے اور ان پہاڑوں کے دامن میں ہمیں بھورے رنگ کی جھونپڑیوں کا ایک شہر نظر آیا۔ سپاریوں کے بارے میں اب تک جو اطلاعات تھیں وہ یہی تھیں کہ وہ جاپان کے بھٹکے ہوئے فوجی ہیں لیکن اس آبادی کو دیکھ کر شدید حیرت ہوئی تھی۔ کیونکہ یہاں عورتیں اور بچے بھی موجود تھے۔ ہم ان کے درمیان پہنچے تو وہ سب اپنی اپنی جھونپڑیوں سے نکل آئے۔ اور انہوں نے ہمیں دیکھ کر عجیب سے انداز میں اچھلنا کودنا شروع کر دیا جیسے پہلی بار انہوں نے اس قسم کے انسانوں کو دیکھا ہو۔ ہمیں گرفتار کر کے لانے والے بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ وہ ہمیں ایک وسیع جھونپڑی میں لے گئے انداز بالکل ویسا ہی تھا جس سے ہم ایک بار نمٹ چکے تھے۔

جھونپڑی کے اندر گھاس پھوس کا فرش تھا۔ انہوں نے ہمیں اس فرش پر دھکیل دیا لیکن شکر ہے کہ ہمارے ہاتھ پاؤں باندھنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ راستے میں ان کمبختوں نے بار بار رائفلوں کے بٹ ہمارے جسموں پر مارے تھے۔ مجھے سب سے زیادہ فکر ندرت اور کرنل آسٹن کی تھی۔ ان کمبختوں نے اس سے پہلے بھی ندرت کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا تھا اور اب بھی ان کی یہی کیفیت تھی۔ ہمیں جھونپڑی میں چھوڑ کر وہ باہر چلے گئے تو ڈاکٹر طاہر علی آہستہ سے بولا۔

"ان کمبختوں نے اور جو کچھ کیا ہو یا نہ کیا ہو، لیکن دوسری جنگ عظیم میں استعمال ہونے والے ہتھیار بڑی احتیاط سے رکھے ہیں، کیا خیال ہے کرنل انہیں اس کے بعد تو ہتھیار نہ ملے ہوں گے۔ اتنا بڑا ذخیرہ لے کر وہ آج تک یہاں موجود ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو اپنے وطن کی طرف روانہ ہو سکتے تھے۔" کرنل آسٹن تو پسلیوں کے درد ہی سے پریشان تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی بات کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے، ندرت اور سمبوتورا مسلسل خاموش تھے۔ گو میں ان کے نزدیک ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ان تمام حالات میں وہ قطعی طور پر بے تعلق رہا تھا اور کسی بھی طرح اس بات اظہار نہیں ہوتا تھا کہ ان واقعات کا ذرا بھی اس کے ذہن کوئی اثر ہے۔ گویا اس کی ذہنی حالت جوں کی توں تھی۔ کنور پرکاش سنگھ نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"یہ تصور تو کیا جا سکتا ہے کہ سپاری کسی جاپانی یونٹ کے فوجی ہیں۔ لیکن یہ عورتیں میرا خیال ہے پہلی آبادی میں ہم نے کسی عورت کی شکل نہیں دیکھی تھی۔" کنور پرکاش کیونکہ سمبو کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔ اس لیے سمبوتورا کو اس کی بات کا جواب دینا پڑا۔

"یہ عورتیں مقامی ہیں۔"

"کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ ان لوگوں نے آس پاس کے قبائل۔ ان عورتوں کو حاصل کیا ہو گا۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر ان لوگوں کو اُن کی ضرورت کیوں نہیں محسوس ہوئی جن کی قید میں ہم پہلے تھے۔"

"یہ میں نہیں جانتا۔ ممکن ہے یہ عورتیں ان کی مشترکہ ملکیت ہوں اور انہوں نے انہیں اس انتہائی حصّہ میں رکھا ہو۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔ یہ بات سمجھ میں آتی تھی۔ بہرطور ان کی قید میں دوبارہ آنے کے بعد صورتحال کافی تکلیف دہ ہو گئی تھی۔ کیونکہ اب جسموں میں اتنی سکت نہیں تھی کہ کوئی شدید جدوجہد کی جا سکے۔ رات ہو گئی۔ باہر سے ہلکی ہلکی روشنیاں چھن رہی تھیں جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے بستی میں روشنی کا کوئی انتظام رکھا تھا۔ کتوں کے بھونکنے اور گیدڑوں کے چلانے کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں ان جانوروں کی بہتات ہے۔

رات بھلا سونے کے لیے کہاں تھی۔ ہم لوگ کبھی باتیں کرنے لگتے، کبھی اونگھ جاتے۔ پہرے داروں کے چلنے سے قدموں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ایک لمحے کے لیے ہماری طرف سے غافل نہیں ہوئے ہیں۔ کافی دیر سے مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے سمبوتورا کو مخاطب کیا۔

"کوئی نہیں جانتا سمبوتورا، لیکن مجھے یہ بات معلوم ہے کہ تم نے کس طرح ان آٹھ آدمیوں کو اپنی مدد پر آمادہ کیا۔" سمبوتورا نے نگاہیں گھما کر مجھے دیکھا اور پھر سرگوشی کے انداز میں بولا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم سمجھ چکے ہو گے۔ لیکن بہتر ہے کہ اس سلسلے میں خاموشی اختیار کرو۔"

"یقیناً سمبوتورا اب کیا پروگرام ہے؟"

"بار بار اس قسم کی سہولتیں مہیا نہیں ہوتیں۔ ہاں اگر موقع ملا تو شاید میں اس سلسلے میں کچھ کر سکوں۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

جنگلی مرغوں کے چلانے کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں۔ اور ہمیں علم ہو گیا کہ صبح ہو گئی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تیز ہو گئے اور انہوں نے ہمیں تھپک تھپک کر سلانا شروع کر دیا۔ تب نیند آ رہی تھی، لیکن ہم جانتے تھے کہ ہمیں سونے کا وقت نہیں ملے گا۔ یہ حماقت کی بات تھی اور چند لمحات کے بعد اس کا اندازہ بھی ہو گیا۔

کچھ لوگ رائفلوں سے مسلح وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اپنی زبان میں ہمیں وہاں سے باہر نکلنے کے لیے کہا اور ہم ایک ایک کر کے باہر نکل آئے۔ ہمارے بدن بالکل ہی مضمحل تھے، اور چہروں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ وہ لوگ ہمیں لیے ہوئے ایک اور جھونپڑے کے سامنے آئے اور پھر ہمیں شانوں پر زور ڈال ڈال کر زمین پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد کیلوں کے پتوں پر ایک عجیب قسم کی ترکاری کا سالن اور موٹی موٹی روٹیاں ہمیں پیش کی گئیں، کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے کھانے میں کوئی عار ہوتا۔ چنانچہ ہم نے پیٹ کا دوزخ بھر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے ہمیں ایک ایک پیالہ پانی دیا اور ہماری حالت کسی قدر بہتر ہو گئی۔

اس کے بعد تقریباً پندرہ آدمی رائفلوں سے مسلح ہمیں لے کر چل پڑے۔ جھونپڑوں کے اس شہر سے نکلنے کے بعد پانی بہنے کی ہلکی ہلکی آواز صاف سنائی دینے لگی تھی اور جب ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلوں کے سلسلے کے دوسری جانب گھومے تو ہمیں ایک دریا نظر آیا۔ پُرشور دریا تیز رفتاری سے بہ رہا تھا اور اس کے کناروں پر تقریباً ایک درجن کشتیاں کھڑی ہچکولے کھا رہی تھیں۔ یہ درختوں کے تنے کھوکھلے کر کے بنائی گئی تھیں۔ ہر کشتی کوئی پندرہ فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی ہو گی۔ ہمیں ایک کشتی میں بٹھا دیا گیا اور کئی کشتیاں ہمارے پیچھے سفر کرنے لگیں۔

غالباً وہ ہمیں یہاں سے کہیں دور لے جا رہے تھے۔ اس جگہ دریا کا پاٹ کوئی پچاس گز چوڑا ہو گا اور پانی کا بہاؤ بہت زیادہ تیز بھی نہیں تھا۔ چنانچہ چپوؤں کی مدد سے کشتیاں چلائی جا رہی تھیں۔ اردگرد دریا کے کناروں پر گھنا جنگل تھا جس کی وجہ سے سمت کا اندازہ لگانے میں بھی دشواری پیش آ رہی تھی۔ بہرطور سمت کا کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ ہم تو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ہماری نئی منزل کون سی ہو گی؟

سورج نکل آیا تھا اور جنگل پر چھائی ہوئی کہر چھٹنے لگی تھی، فضا میں گرمی بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر اس وقت تقریباً صبح کے ساڑھے گیارہ بجے ہوں گے کہ کشتیاں کنارے کی طرف رخ کرنے لگیں اور تھوڑی دیر کے بعد ہمیں کنارے پر اتار دیا گیا۔ بظاہر یہاں جنگل ہی نظر آتا تھا۔ وہ لوگ ہمیں لیے ہوئے جنگل کے اندرونی حصّے کی جانب چل پڑے اور تقریباً چار یا پانچ میل کا ایک اور پُرمشقت سفر کرنا پڑا۔ اور اس کے بعد ہم چند جھونپڑیوں کی ایک اور چھوٹی سی بستی میں داخل ہو گئے۔

لیکن ان جھونپڑیوں کے درمیان ایک مکان بھی نظر آ رہا تھا جو پکی مٹی سے ہی بنایا گیا تھا۔ مکان کے سامنے ایک وسیع و عریض احاطہ تھا جس میں شاید دریا کے کنارے سے ہموار پتھر لا کر بچھائے گئے تھے۔ اس احاطے میں ہمیں کھڑا کر دیا گیا اور ہمیں لانے والے پندرہ افراد احاطے کے مختلف حصّوں میں ہم سے کچھ فاصلے پر ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اُن میں سے ایک شخص اندر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جس آدمی کے ساتھ برآمد ہوا، وہ ایک گٹھے ہوئے بدن کا طویل القامت آدمی تھا۔ اور دلچسپ بات یہ تھی کہ اُس کے جسم پر پوری فوجی وردی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو تھی تو اس کے بدن پر تنگ لیکن کہیں سے پھٹی ہوئی نہیں تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سپاہیوں میں یہ شخص سب سے نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ اس کی چھوٹی چھوٹی چمکدار آنکھیں ہم پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحات کے بعد وہ ہمارے قریب پہنچ گیا اور نہایت جارحانہ انداز میں اس نے ہم میں سے ایک ایک کی شکل اپنی طرف موڑ کر دیکھی۔ ندرت کے قریب پہنچ کر وہ رکا اور اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک رقص کرنے لگی۔ اس نے چند لمحات ندرت پر نگاہیں جمائے رکھی اور پھر جب اس کی آواز ابھری تو ہم سب متحیر رہ گئے۔ وہ انگریزی بول رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں کا تعلق نہ تو اتحادی فوجیوں سے ہے اور نہ ہی تم جاسوس وغیرہ معلوم ہوتے ہو، کیا تم سنتے ہو؟" اسے انگریزی بولتے دیکھ کر کرنل آسٹن ایک دم آگے بڑھ آیا۔

"یقیناً آفیسر، یقیناً۔ ہم لوگ صرف سیاح ہیں جو تبت کے ان پراسرار علاقوں کی سیاحت کے لیے نکلے تھے۔ ہم انتہائی معذرت خواہ ہیں کہ ہم تمہارے علاقے کی طرف آ گئے، ہمارے ہاتھوں تمہارے ایک بھی آدمی کو نقصان نہیں پہنچا اور نہ ہی ہم اس کا ارادہ رکھتے تھے۔ ہمیں یقین ہے آفیسر کہ تم ہمارے ساتھ بہتر سلوک کرو گے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں کیوں نہیں" اس نے کہا اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ پھر اس نے جاپانی زبان میں اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا اور وہ لوگ آگے بڑھ آئے۔ یہ دیکھ کر میرے رگ و پے میں بجلیاں سی دوڑ گئی تھیں کہ آنے والوں نے ندرت کو حلقے میں لے لیا تھا اور پھر اسے بازوؤں سے پکڑ کر اس کچے مکان کی طرف لے جانے لگے تھے۔ میرے بدن میں تشنج سا پیدا ہوا تو سمبوتورا آہستہ سے بولا۔

"نہیں گازالی، خود کو قابو میں رکھو۔" میں ایک دم سنبھل گیا۔ جاپانی آفیسر نے ایک طرف رخ کر کے کہا۔ "سیاحو تم آرام سے یہاں قیام کرو، تمہیں ہر سہولت مہیا کی جائے گی، تم ہمارے مہمان ہو۔"

"لیکن ہماری اس ساتھی لڑکی کو" ڈاکٹر طاہر علی بولے بغیر نہیں رہ سکے۔

"نہیں اب وہ تمہاری ساتھی نہیں بلکہ میری ساتھی ہے۔ اس کی طرف سے مطمئن رہو۔" ایک بار پھر مجھ پر جنون سا طاری ہوا تھا لیکن سمبوتورا کی آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں، ہمیں اس کچے مکان کے عقبی حصے میں ایک جھونپڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ میں نے بے چینی سے سمبوتورا سے کہا۔

"ندرت ان لوگوں کے چکر میں پھنس گئی ہے۔ مجھے اس شخص کی آنکھوں میں ——"

"گازالی، ندرت کو معمولی شخصیت سمجھنا چھوڑ دو، تم پہلے بھی اس کا تجربہ کر چکے ہو، ہاں بس مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں اس جاپانی افسر کا قتل ہمارے لیے الجھن کا باعث نہ بن جائے۔" سمبوتورا کے ان الفاظ میں اتنا اعتماد تھا کہ میری زبان بند ہو گئی، واقعی ندرت معمولی شخصیت نہیں تھی اور یقیناً اس جاپانی افسر کو سنبھال سکتی تھی۔

وقت پھر گزرنے لگا، بے یقینی کی کیفیت ہمارے ذہنوں پر مسلط تھی اور یوں محسوس ہوتے لگا تھا جیسے یہی ہنگامے زندگی بن گئے ہوں اور اس جدوجہد کی انتہا بھی موت ہو۔ طاہر علی نے اس کا اظہار کر ہی دیا۔

"شاید ہم کبھی ویلینی نہ پہنچ پائیں۔"

"آپ لوگ تو خود بھی ویلینی کے نقشے ترتیب دے کر چلے تھے۔ ڈاکٹر کیا آپ کا خیال تھا کہ لہاسہ سے نکلیں گے تو سیدھے ویلینی میں داخل ہو جائیں گے۔ راستے کی ان صعوبتوں کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں معلوم تھا۔ آپ ہماری رہنمائی کیوں نہیں کرتے؟" سمبوتورا نے کہا۔ اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا اس لیے طاہر علی خاموش ہو گئے۔

"مجھے تو تعجب ہے کہ یہ اچھے خاصے لوگ جانور کیسے بن گئے۔ اگر یہ یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتے تو کامیاب ہو سکتے تھے۔" کرنل آسٹن نے کہا۔

"آپ بھی تو فوجی ہیں کرنل۔ اس سے دریافت کر لیں ایک اتحادی فوجی سے مل کر اسے واقعی خوشی ہو گی۔" کنور پربھات سنگھ نے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور کرنل آسٹن کا رنگ فق ہو گیا۔

"اوہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ کافی وقت گزر گیا۔ میں ندرت کے لیے سخت پریشان تھا لیکن اس وقت بالکل بے بس تھا۔ دفعتاً سمبوتورا اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ ہم نے چونک کر اسے دیکھا لیکن کوئی کچھ نہ بولا۔ سمبوتورا تقریباً پندرہ منٹ کے بعد واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ کسی نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ سب پر اونگھ سی طاری تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد سمبوتورا نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

"ندرت بالکل خیریت سے ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ اس کے لیے بالکل فکر مند نہ ہوا جائے۔"

میں نے چونک کر سمبوتورا کو دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔

"ہاں ہمارے درمیان مسلسل ذہنی رابطہ ہے۔"

"خدا کا شکر ہے میں اس کے لیے واقعی پریشان تھا۔ لیکن سمبوتورا اب کیا کیا جائے۔"

"یہ رات اسی طرح گزارنی ہو گی۔ تم آرام کرو۔"

"مطلب؟"

"کل صبح ہمیں کچھ جدوجہد کرنا ہو گی۔ میں نے بہت غور کیا ہے اس مسئلے کا کوئی اور حل نہیں ہمارے پاس۔"

"ہاں سمبوتورا۔ اب ذہن پر اکتاہٹ سوار ہو گئی ہے تمہارا کیا خیال ہے یہ لوگ ہمارا اچار ڈالیں گے۔ بالآخر یہ ہمیں قتل کر دیں گے اور اس بے بسی کی موت۔"

"اس کا تصور بھی دل میں نہ لاؤ گازالی۔ ہم اتنے بے بس بھی نہیں ہیں۔"

"کیا ہے ہمارے بس میں؟"

"بہت کچھ گازالی۔ بہت کچھ۔ حالات خود ہی کوئی بہتر رخ اختیار کر جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ——"

"ورنہ کیا ——؟" میں نے سوال کیا۔ اور سمبوتورا تو سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"آخری فیصلہ نہیں کر سکا۔ اس لیے تمہیں نہیں بتا سکتا۔" سمبوتورا نے کہا۔ اور میں دل ہی دل میں جہنم میں جاؤ کہہ کر زمین پر دراز ہو گیا۔

دوسری صبح جاگا تو ندرت جھونپڑی میں موجود تھی۔ اسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ ندرت مجھے دیکھ کر مسکرا دی۔ میری سوالیہ نگاہوں کے جواب میں اس نے کہا۔

"کچھ نہیں گازالی۔ وہ معصوم بچہ رات کو سکون سے سوتا رہا۔ اور صبح کو مجھے اپنے ساتھ لا کر یہاں چھوڑ گیا۔"

"اوہ۔ میں تمہارے لیے پریشان تھا ندرت۔"

"میں تمہارے لیے پریشان رہی کہ کہیں تم جذباتی نہ ہو جاؤ۔" ندرت نے پیار بھرے لہجے میں کہا اور میں چونک کر ان لوگوں کی طرف دیکھنے لگا جو ہم سے بے نیاز اداس الوؤں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی نے میری اور ندرت کی باتوں پر توجہ نہیں دی تھی۔ سمبوتورا خاموش تھا۔

وقت گزرتا رہا۔ پھر چند آدمی اندر آئے اور انہوں نے ہمیں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہمیں باہر دھکیلنے لگے۔ "گازالی" سمبوتورا کی پاٹ دار آواز ابھری۔ اس آواز میں کوئی خاص بات تھی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔

"جھونپڑی کے بیرونی احاطے میں ہوشیار رہنا۔ ان لوگوں پر احاطے ہی میں قابو پا لینا مناسب ہو گا تاکہ باہر نکلتے ہی ایکشن شروع کر دیا جائے۔"

"میں نہیں سمجھا سمبوتورا۔" میں نے کہا لیکن ہمیں باہر لے جاتے ہوئے نگرانوں میں سے ایک نے زور سے مجھے دھکا دیا اور میں گرتے گرتے بچا۔ ہمیں باہر لے جانے والوں کی تعداد پانچ تھی۔ وہ سب گنوں سے مسلح تھے۔ اسی دوران سمبوتورا بھی باہر نکل آیا۔ اس نے پھر کہا۔

"احاطے میں نکلتے ہی تم لوگ اوندھے منہ زمین پر گر پڑو گے ہوشیار۔" میں نے اسے کلائی میں پڑے ہوئے کڑے کھولتے دیکھا۔ اور میرے رگ و پے میں سنسنی دوڑ گئی۔

ہم احاطے میں نکل آئے۔ سمبوتورا کڑا ٹالی دوسرے ہاتھ میں پکڑ چکا تھا۔ دفعتاً وہ زور سے چیخا "برا سالبو دینا" میں نے ڈاکٹر طاہر علی کو پوری قوت سے دھکا دیا اور وہ کنور پربھات اور کرنل آسٹن کو لپیٹ میں لیے نیچے جا پڑے۔ شائیں شائیں کی پراسرار آواز ہوا کو کاٹتی ہوئی ابھری اور یہ سب ایک پل میں ہو گیا۔ میں سنبھل کر ان کی طرف متوجہ ہوا تو ہمارے پانچوں نگران حیران کھڑے نظر آئے۔

"یہ۔ یہ کیا بدتمیزی!" ڈاکٹر طاہر علی کے منہ سے نکلا لیکن پھر اس حیرت انگیز منظر نے انہیں گنگ کر دیا۔ اچانک پانچوں نگرانوں کے بدن سے خون کی پھواریں چھوٹنے لگیں۔ ان میں سے ایک دوسرے پر گرا تو دوسرے کی گردن اس کے شانوں سے لڑھک کر دور جا پڑی۔ ایک کا جسم درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک کا بازو آدھے سینے کے ساتھ الگ ہو گیا۔ باقی بدن اسی طرح کھڑا رہ گیا۔

وہ لوگ تو کچھ نہیں سمجھ سکے لیکن میں نے اور ندرت نے گرنے والوں میں سے دو کی گنیں اٹھا لیں اور پھر میں بھنچی بھنچی آواز میں غرایا۔

"ڈاکٹر طاہر علی۔ گنیں سنبھالیں۔ ہری اپ!" وہ لوگ جیسے ہوش میں آ گئے۔ ندرت نے ایک گن کرنل آسٹن کے ہاتھوں میں ٹھونس دی تھی۔

"انہیں استعمال کرنا ہے۔ اس وقت اپنی جان بچانے کی ذمہ داری ہر شخص کی اپنی ہے۔ ہمیں دریا کی سمت جانا ہے۔" سمبوتورا نے کہا۔

احاطے کے باہر بہت سے لوگ موجود تھے لیکن اندر مرنے والے خود بھی حیران تھے کہ اچانک کون سی شے ان کے جسموں کے پار ہو گئی۔ اسی حیرانی میں وہ چیخ بھی نہیں سکے تھے۔ اس لیے باہر والوں کو اندر کی واردات کا کوئی علم نہیں ہو سکا۔

سمبوتورا تیزی سے باہر چل پڑا۔ تقریباً دس آدمی پاس پاس کھڑے کچھ گفتگو کر رہے تھے کہ سمبوتورا ان کے نزدیک پہنچ گیا۔ پھر وہ برق کی طرح تڑپا اور میں نے کڑالی کے حلقے کو فضا میں گردش کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ سمبوتورا کی اس اچھل کود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا مطلب بھی نہیں سمجھے تھے کہ موت نے انہیں آ لیا۔ کمال کی گردش بے مثال تھی۔ ان میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکا تھا۔ میں اور ندرت کود کر احاطے سے باہر نکل آئے۔ اور سب سے پہلی گولیاں ہم دونوں نے چلائیں اور دو کھڑے دو مسلح جاپانیوں کو ہلاک کر دیا۔ تیسری گولی کنور پربھات سنگھ نے چلائی تھی۔ کرنل آسٹن اور ڈاکٹر طاہر علی اس موقع پر بالکل ناکارہ ثابت ہوئے تھے۔ میری نگاہ لیڈر کے جھونپڑے پر تھی اور میری توقع غلط نہیں نکلی۔ وہ اسٹین گن لیے دروازے پر نمودار ہوا تھا۔ لیکن اس کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی میں نے اس پر فائر کر دیا اور وہ دروازے پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد ہم نے دریا کی سمت بھاگنا شروع کر دیا۔ گولیوں کی آواز اس پوری آبادی میں سن لی گئی تھی لیکن جو بھی ہمارے سامنے آیا مارا گیا۔ کرنل آسٹن اور ڈاکٹر طاہر علی بھی اب ہوش میں آ گئے تھے۔ دو چار بے تکے فائر انہوں نے بھی کیے جنہوں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ جتنے لوگوں کو سمبوتورا نے پہلے ہی مرحلے پر ہلاک کر دیا تھا، وہ اگر اس طرح نہ مارے جاتے تو ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو جاتیں۔ لیکن بڑی تعداد میں کام آ گئی تھی۔ اس لیے زیادہ دقت نہ ہوئی۔ آبادی کا کوئی [illegible] سے ہلاک کر دیا گیا۔ پھر ہم دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ کشتیوں [illegible] بھی مسلح جاپانی موجود تھے جنہیں کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہلاک کر دیا گیا۔ اور پھر ہم نے ایک بڑی کشتی کی رسیاں کھولیں اور اس میں سوار ہو گئے۔ دوسری کچھ کشتیوں سے چند چپو اور اٹھا لیے گئے تھے تاکہ تیز رفتاری سے سفر کیا جا سکے اور پھر سب ہی اس کشتی کو دریا کے دھارے پر آگے بڑھاتے لگے۔ پانی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ اس لیے کشتی سنبھالنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ ہم آن کی آن میں بہت دور نکل آئے۔ سب لوگ مشینی انداز میں ہاتھ چلا رہے تھے اور چالیس منٹ تک کسی نے ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کی تھی۔

آگے چل کر دریا ایک پہاڑ کے ساتھ دائیں سمت گھوم گیا تھا۔ یہاں بہاؤ بھی تیز تھا اور پاٹ کافی چوڑا ہو گیا تھا۔ چنانچہ سمبوتورا کی ہدایت پر چپو پانی سے نکال لیے گئے اور رفتار سست ہونے کی وجہ سے کشتی قابو میں رہی۔ پھر اس دریائی سفر میں پہلی بار سمبوتورا کی پُراسرار آواز ابھری۔

"دوستو۔ ویلینی کی سرزمین تمہیں خوش آمدید کہتی ہے۔ اب ہم ویلینی میں ہیں۔"

سمبوتورا کے الفاظ ایک دھماکے کی حیثیت رکھتے تھے۔ اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا اور ہم سب ہی احمقانہ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔ اندازہ لگا رہے تھے کہ ہم نے واقعی یہ الفاظ سنے ہیں۔ یا یہ محض ہماری سماعت کا دھوکا ہے۔

"تم نے کچھ کہا ہے سمبوتورا۔ ؟" ڈاکٹر طاہر علی نے گھٹی گھٹی آواز میں پوچھا۔

"ہاں ہم ویلینی پہنچ گئے ہیں۔" سمبوتورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب کی گردنیں مشینی انداز میں ادھر اُدھر گھومنے لگیں ہم ویلینی کی سرزمین کو خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات سے دیکھ رہے تھے۔

"براہ کرم چپو سنبھال لو اور کشتی کو داہنے کنارے پر لے چلو۔" سمبوتورا نے کہا اور خود بھی چپو اٹھا لیا۔ اس کے بعد تو سب کی مستعدی قابلِ دید تھی۔ آن کی آن میں درخت کا کھوکھلا تنا کنارے سے جا لگا۔ میں خود بھی عجیب سے احساسات کا شکار تھا۔ ویلینی کی سرزمین ہمارے سامنے تھی مناظر دوسرے علاقوں سے مختلف نہیں تھے۔ وہی پہاڑ، جنگل سبزہ زار، وہی کلیلیں بھرتے ہوئے جانور۔ لیکن یہ پُراسرار سرزمین انوکھی روایات کی حامل تھی۔

سمبوتورا کے ساتھ سب کنارے پر اتر گئے۔ درخت کے کھوکھلے تنے کو خشکی پر کھینچ لیا گیا تھا۔ میں نے کہا "اس علاقے کے بارے میں کچھ ہدایات سمبوتورا۔ ؟"

"نہیں۔ یہ دوستوں کی سرزمین ہے۔ مجھے یقین ہے تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ تھکن دور کر لو اس کے بعد آگے سفر کریں گے۔"

"میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی تھکا ہوا نہیں ہے۔" ڈاکٹر طاہر علی نے کہا۔

"میں تو بالکل چاق و چوبند ہوں۔" کرنل آسٹن بولا اور مجھے ہنسی آ گئی۔ وہ جتنا چاق و چوبند تھا مجھے نظر آ رہا تھا۔ پربھات سنگھ خاموش تھا۔ کنارے سے کچھ دور ہٹ کر سب لوگ زمین پر بیٹھ گئے میں سمبوتورا کی صورت دیکھ رہا تھا۔ اس نے کچھ دیر کے لیے معذرت کی اور درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف چل پڑا۔ ندرت میرے ساتھ دوسرے لوگوں سے کچھ فاصلے پر آ بیٹھی تھی۔

"کیا محسوس کر رہے ہو گازالی ـــ"

"سنسنی۔" میں نے جواب دیا۔

"اور۔" وہ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "وہ وقت نہیں

بدلے گا کہ یہ سنسر شپ ختم ہو جائے گی۔"

"بس اسی وقت کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"

"کوئی افسوس تو نہیں ہے۔ ؟"

"کس بات پر ـــ ؟"

"کچھ لوگ اب ہمارے درمیان موجود نہیں رہے۔"

"ساریا کے لیے افسردہ ہوں۔"

"جولیا کے لیے نہیں۔ ؟"

"وہ بعد کا پروگرام ہے۔ ویسے وہ بھی لسٹ پر ہے۔" میں نے کہا اور ندرت بے اختیار ہنس پڑی۔ ابھی ہمیں بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ کچھ سرسراہٹیں سنائی دیں اور ہم چونک پڑے۔

"تم نے یہ آوازیں سنیں ندرت۔ ؟" میں نے پوچھا

"ہاں"!

"کیا یہ انسانی قدموں کی آوازیں نہیں تھیں۔ ؟"

"شاید لیکن میرے خیال میں ان سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں اگر یہ ویلینی کے باشندے ہیں تو ہمیں ان کے ہاتھوں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔" ندرت نے جواب دیا۔

سرسراہٹیں معدوم ہو گئیں۔ ڈاکٹر طاہر علی، کنور پربھات سنگھ اور کرنل آسٹن جوش و خروش سے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے موضوع ویلینی کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گا اس کا مجھے یقین تھا۔

سمبوتورا کو گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ سرسراہٹ سننے کے بعد ہم لوگ بھی خاموش ہو گئے تھے اور کسی نئی صورتحال کے منتظر تھے۔

دفعتاً سمبوتورا تیز قدموں سے اس طرف آتا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے، وہ ہم دونوں کے پاس پہنچ گیا۔ "گازالی۔ ایک پریشان کن صورتحال پیش آ گئی ہے۔" اس نے مجھے مخاطب کیا۔

"کیا۔ ؟"

"ویلینی کی طرف سے جواب نہیں مل رہا۔"

"کیا مطلب۔ ؟"

"یہاں اس سرزمین پر آنے کے بعد میں بہت مطمئن تھا کیونکہ ویلینی یہاں تھی اور۔ اور۔" سمبوتورا نے حلق تر کرنے لیے تھوک نگلا

"تھی سے کیا مراد ہے سمبوتورا۔ ؟"

"پتا نہیں کیا ہوا۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں مل رہا۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ یہاں موجود ہی نہیں ہے۔"

"ممکن ہے وہ کہیں چلی گئی ہو۔"

"ہاں میں نے دوسرے لوگوں سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میرا ذہنی پیغام وصول کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ویلینی کے ساتھ تو ہمارے دوسرے بہت سے ساتھی تھے۔ نہ جانے کیا ہوا ہے۔" سمبوتورا کی تشویش بتاتی تھی کہ واقعات میں کوئی پریشان کن تبدیلی واقع ہوئی ہے ورنہ بہت سی باتیں سوچی جا سکتی تھیں۔

"اس بات کے امکانات تو ہو سکتے ہیں تورا کہ ویلینی عارضی طور پر یہاں سے کہیں دور گئی ہو اور بعد میں واپس آ جائے"

"ہم لوگ کافی تعداد میں ہیں گازالی۔ اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا ذہنی پیغام وصول کر لیتا ہے۔ ویلینی سے رابطے کے بعد میں نے ہر اس شخص سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جو ہم میں سے ہے۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملتا۔ اور پھر۔ ایسا۔ کیا تم یہ کوشش نہیں کر سکتیں۔"

"تم نے ہواؤں میں انھیں تلاش نہیں کیا وائی مین ـــ ؟" ندرت نے پُراسرار لہجے میں کہا۔

"کر چکا ہوں۔ براہ کرم تم بھی۔" سمبوتورا نے کہا اور پھر چونک کر خاموش ہو گیا۔ اس بار قدموں کی چاپ اور پتوں کی سرسراہٹ بہت قریب محسوس ہوئی تھی۔

اور پھر وہ ہمارے سامنے آئے۔ سات آٹھ تبتی وحشی باشندے تھے جو مخصوص ساخت کے ہتھیار سنبھالے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے بھیانک تھے۔ وحشت و درندگی ان کے خدوخال سے عیاں تھی۔ جانوروں کی کھالوں سے انھوں نے اپنے جسم ڈھک رکھے تھے۔ موٹی موٹی کھالوں کو وہ تسموں کی مدد سے اپنے پیروں سے باندھے ہوئے تھے۔ ان کی کرخت نگاہیں ہمیں گھور رہی تھیں اور ان کے چہروں کے تاثرات اچھے نہ تھے۔

طاہر علی وغیرہ نے بھی انھیں دیکھ لیا اور بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔ ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔

وہ لوگ اپنی جگہ کھڑے ہمیں گھورتے رہے۔ پھر ہماری طرف سے کوئی تحریک نہ پا کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔

"یہ ویلینی باشندے ہیں۔ ؟" میں نے آہستگی سے پوچھا۔

"ہاں۔" سمبوتورا نے دھیرے سے کہا۔

"لیکن ان کا انداز ـــ ؟"

"اچھا نہیں ہے۔" سمبوتورا نے آہستہ سے کہا۔ وہ خاموشی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً سمبو تورا نے چیخ کر کہا۔

"آپ لوگوں میں سے کوئی ان سے تعرض نہ کرے۔ ہوشیار۔" سمبو تورا کے چیخنے پر انھوں نے نیزے سیدھے کر لیے لیکن سمبو تورا نے جلدی سے ہاتھ اٹھا دیے تھے۔ ہم سب نے اس کی تقلید کی۔ سب اپنی جگہ ساکت کھڑے ہوئے تھے۔

بدہیئت وحشی قریب پہنچ گئے۔ اور پھر انھوں نے ہمیں پُرامن پاکر ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور نیزوں کی نوکیں ہمارے جسموں میں چبھو چبھو کر ہمیں آگے بڑھنے کا اشارہ کرنے لگے۔ وہ طاہر علی وغیرہ کو بھی ہمارے قریب لے آئے تھے۔

"کیا تم ان کی زبان بھی نہیں بول سکتے سمبو تورا۔۔۔؟"

"بول سکتا ہوں مگر ابھی خاموش رہو۔"

"سازش ہے یہ۔ سو فیصدی سازش ہے۔ گازالی تم خود بھی اس شخص کے چکر میں آگئے ہو اور ہمیں بھی۔" کرنل آسٹن نے واویلا کرتے ہوئے کہا۔ اشارہ سمبو تورا کی طرف تھا۔

"کرنل خود کو قابو میں رکھو ورنہ اپنی موت کے ذمہ دار تم خود ہوگے۔" سمبو تورا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، ہاں ٹھیک ہے۔ اب کون تمھارا کچھ بگاڑ سکتا ہے ہم سب تو تمھارے رحم و کرم پر ہیں۔" کرنل نے کہا۔

"گازالی اس شخص کو سمجھاؤ۔ ایک آدمی کی غلط حرکت سب کی زندگی خطرے میں ڈال سکتی ہے۔" سمبو تورا بولا۔

"سچویشن تمھارے کنٹرول میں ہے سمبو تورا، جتنی دھمکیاں چاہو دے سکتے ہو۔" طاہر علی نے بھی ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"سچویشن میرے کنٹرول میں ہے؟" سمبو تورا نے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

"کیا تم اس وقت تک ذہنی طور پر انھیں کنٹرول نہیں کر سکے سمبو تورا۔؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

"یہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔ صورتحال پُراسرار ہے اس کی وجہ جان لینے دو پھر کچھ کیا جائے گا۔ فی الحال ان سے مکمل تعاون ضروری ہے۔" سمبو تورا نے جواب دیا۔

میں خاموش ہوگیا مجھے سمبو تورا اور ندرت پر مکمل اعتماد تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کرنل آسٹن وغیرہ کی فطرت کا مجھے بخوبی اندازہ تھا ان کی نسبت کنور پربھات سنگھ معتدل انسان تھا اور تحمل رکھتا تھا۔ کرنل آسٹن کو کچھ دور چل کر اپنی حماقتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اس نے رک کر گھونسا لہراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تو مجھے ایک مکمل سازش معلوم ہوتا ہے۔ اور۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ۔" لیکن بات پوری ہونے سے پہلے عقب میں چلنے والے ایک وحشی نے لکڑی کا گرز اس کے شانے پر مارا۔ اور کرنل ایک دلدوز چیخ کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔ دو وحشیوں نے اس کے بدن میں نیزے چبھو کر اسے کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا لیکن وہ مسلسل کراہ رہا تھا۔ وحشی نے اسے رکنے نہ دیا اور اس زور سے اس کی پشت میں نیزے چبھوئے کہ قمیص سے خون چھلک آیا۔ وہ تیز تیز چلنے لگا۔

"تم میں سے ہر ایک اس وقت اپنی زندگی کی حفاظت خود کر سکتا ہے۔ دوسرا کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" سمبو تورا نے کہا۔ کرنل آسٹن کی کیفیت کو دیکھ کر سب ہی سنبھل گئے۔

اور اس کے بعد خاموشی سے یہ سفر جاری رہا۔ گھنے جنگل شروع ہوگئے تھے بعض جگہوں پر راستہ دشوار گذار تھا لیکن یہ جنگل زیادہ وسیع نہیں تھے درختوں کے بعد ہی ایک عظیم الشان میدان نظر آیا جہاں لاتعداد جھونپڑے بکھرے ہوئے تھے لیکن ان جھونپڑوں میں ایک ترتیب تھی ان کے درمیان وسیع راستے چھوڑے گئے تھے بعض جھونپڑوں کے اطراف احاطے بنے ہوئے تھے۔ ولیینی کے لوگ نیزوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ان کے درمیان چل پھر رہے تھے۔ لیکن عورتیں اور بچے نظر نہیں آرہے تھے۔ ان راستوں سے گذار کر ہمیں ایک جھونپڑی کے سامنے لے جایا گیا جس کے اطراف احاطہ بنا ہوا تھا اور پھر ہم سب کو اس احاطے میں دھکیل دیا گیا۔ احاطے کی دیواریں کافی بلند تھیں ہمیں اندر داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ درمیان بنی ہوئی جھونپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ہمیں اس میں داخل ہونے کی ممانعت نہیں تھی۔ کرنل آسٹن تو بیٹھ کر درد سے کراہنے لگا۔ اس کا شانہ سوج گیا تھا اور وہ کافی تکلیف کا شکار نظر آتا تھا۔ باقی لوگ احاطے میں منتشر ہوگئے۔ میں بھی ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ جھونپڑی اتنی کشادہ تھی کہ ضرورت کے وقت ہم سب اس میں سما سکتے تھے۔ احاطے کے دروازے کے باہر وحشیوں کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ کافی لوگ وہاں موجود تھے۔

ڈاکٹر طاہر علی جھونپڑی میں داخل ہوگئے کنور پربھات سنگھ کرنل آسٹن کے شانے کا زخم دیکھنے لگا۔ ندرت اور سمبو تورا میرے نزدیک آگئے۔

"کوئی بہت بڑی تبدیلی ہوئی ہے گازالی۔ براہ کرم تم ان دوسرے لوگوں کی طرح بددل نہ ہونا۔"

میں نے عجیب سی نگاہوں سے سمبو تورا کو دیکھا پھر زہریلے لہجے میں جواب دیا۔

"تمھارے اس حکم کی بھی تعمیل ہوگی سمبو تورا۔!"

"اوہ میں تمھیں حکم دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یقین کرو خود میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آرہا۔ یہ ولیینی ہے۔ سو فیصدی ولیینی لیکن یہ سب کچھ۔ آہ کچھ تو سمجھ میں آئے۔۔۔!"

"جب تم جیسا واقف کار نہیں سمجھ پا رہا تو میں کیا سمجھوں گا۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم۔"

"ان لوگوں میں سے کسی سے بھی ذہنی رابطہ قائم نہیں ہو پا رہا۔ کوئی آواز نہیں ہے دوسری طرف۔ وہ سب کہاں چلے گئے۔ ایک بھی تو نہیں رہا میں نے فضاؤں میں ان کی خوشبوئیں تلاش کیں۔"

"تب تم کسی غلط جگہ آگئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"گازالی۔ پلیز۔ تم دوسروں کی مانند گفتگو مت کرو میں تنہا رہ جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں خاموشی اختیار کیے لیتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ اس کے بعد میں بھی کرنل آسٹن ہی کے پاس جا بیٹھا . ندرت اور سمبو تورا ایک اور کونے میں چلے گئے۔

کئی گھنٹے گذر چکے تھے۔ میں جھونپڑی میں اکیلا لیٹا ہوا تھا کہ ندرت ایک برتن اٹھائے اندر داخل ہوئی برتن میں پھل اور گوشت رکھا ہوا تھا۔ میرے قریب بیٹھ کر اس نے مجھے کھانے کا اشارہ کیا۔

"یہ سب۔۔۔؟"

"انھوں نے کافی مقدار میں یہ سامان ہمیں دیا ہے۔ اٹھو پلیز کھا لو۔۔!" میں نے صرف چند پھل ہی کھائے۔ ندرت خود بھی میرے ساتھ کھاتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔ یوں لگتا ہے جیسے ولیینی کو یہاں کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔ حالانکہ وہ اتنی کمزور نہیں تھی۔ وائی مین اپنی قوتوں کو بروئے کار لا کر حالات جاننے کی کوشش کر رہا ہے کچھ وقت ضرور لگے گا۔ لیکن وہ اس میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"حادثہ کیا ہو سکتا ہے ندرت۔؟"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آرہا گازالی۔ یقین کرو وائی مین خود بھی بدحواس ہوگیا ہے۔ ہمیں ایسی کسی بات کی توقع نہیں تھی۔"

"بہرحال ندرت۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"یہ لوگ تنگ وائی مین کو پریشان کر رہے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر طاہر علی، وائی مین سے کافی سخت گفتگو کر چکے ہیں۔"

"میں ان لوگوں سے بات کروں گا۔"

"حالات کو سنبھالو گازالی۔ ہمیں خود کو محفوظ رکھنا ہے اور باہر چلو۔" میں ندرت کے ساتھ باہر آگیا۔ شام جھک آئی تھی۔ طاہر علی وغیرہ احاطے کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے میں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف مسلسل پہرا لگا ہوا تھا۔ پھر میں سمبو تورا کے پاس آگیا۔ سمبو تورا غور سے مجھے دیکھنے لگا۔

"خیال یہ تھا سمبو تورا کہ ولیینی پہنچ کر صورتحال بہتر ہو جائے گی لیکن اب جو کیفیت ہے اس کے بعد کیا کرو گے۔"

"میں بہت پریشان ہوں گازالی۔"

"مجھے اندازہ ہے لیکن پتا تو چلے کہ یہ سب کچھ۔؟"

"پتا چل سکتا ہے میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"کس بات کا۔؟"

"آج رات گذر جانے دو۔ صبح سورج نکلنے سے قبل کچھ نہ کچھ کروں گا۔"

"ٹھیک ہے سمبو تورا۔ ان دوسرے لوگوں کی بات میں نہیں کرتا لیکن میں تم سے پوری طرح تعاون کروں گا۔"

"تمھارا بے حد شکریہ گازالی۔" سمبو تورا نے ممنون لہجے میں کہا۔

رات کی تاریکی فضا پر مسلط ہوتی جا رہی تھی پھر چاروں طرف گہرا اندھیرا چھا گیا طاہر علی وغیرہ جھونپڑی میں چلے گئے تھے کیونکہ تاریکی چھاتے ہی کہر اتر آئی تھی اور ماحول پر دھند چھا گئی تھی۔ ندرت ایک جگہ بیٹھ کر اونگھنے لگی میں کھردری زمین پر لیٹ گیا ۔ دماغ اور بدن اس قدر تھکے ہوئے تھے کہ فوراً ہی نیند آگئی۔ پھر اسی وقت جاگا جب ندرت نے مجھے جھنجھوڑا۔

غالباً صبح ہونے والی تھی۔ چاروں طرف ہو کا عالم طاری تھا۔ کچھ فاصلے پر کچھ ہو رہا تھا۔ ندرت مجھے جگا کر اسی جگہ لے گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سمبو تورا زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے بالکل سامنے دو وحشی دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ندرت نے خاموشی سے مجھے وہاں بیٹھنے کے لیے کہا اور میں بیٹھ گیا۔ سمبو تورا کے منہ سے کچھ الفاظ نکلے۔ اور اس کے جواب میں وحشیوں نے بھی کچھ کہا۔ تب ندرت بولی ۔۔۔ "وائی مین نے ان دونوں کے ذہن اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنٹرول میں کیے ہیں اور ان سے پوچھا ہے کہ یہ کونسی جگہ ہے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ ویلینی "۔

وائی مین ان سے پھر پوچھنے لگا۔ اور ندرت اس کا ترجمہ کرنے لگی ۔۔۔ "وہ کہتے ہیں کہ وہ آسمانی دیوی کے پجاری ہیں ۔ اس نے ان کی تقدیر بدلی ہے اب یہاں کی زمین وافر غلہ اگاتی ہے وبائیں یہاں سے دور چلی گئی ہیں دیوی ان پر رحم کرتی ہے۔ آسمانی مخلوق سب پہاڑوں پر رہتی ہے۔ اس کے نمائندے ان کے لیے نجات کے راستے تلاش کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک یہاں قیدی ہیں جب تک "ویلینی" ہمارے لیے کوئی حکم نہ دے اُسکے ہرکارے اسے ہمارے بارے میں اطلاع دے چکے ہیں"۔

ندرت مجھے ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ بتاتی رہی۔ پھر دونوں وحشی باشندے اٹھ کر باہر بھاگ گئے۔ اور سمبوتورا نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ دیر تک وہ اسی طرح بیٹھا رہا، پھر میری طرف رخ کرکے بولا ۔۔۔ "گازالی میری ذہنی قوتیں اب مفلوج ہوتی جا رہی ہیں"۔

"کیوں سمبوتورا ۔۔ ؟"

"یہ لوگ جو کچھ مجھے بتا رہے ہیں سب کچھ وہی ہے جو میں جانتا ہوں۔ یہ ویلینی کو آسمانی مخلوق کہتے ہیں۔ ویلینی نے یہاں اصلاحات کرکے ان کی حالت بہتر بنائی ہے یہاں ایک نظام قائم کیا ہے جو سب کچھ جوں کا توں ہے یہ ساری باتیں ویلینی کی کرتے ہیں لیکن ویلینی، میرا اس سے ذہنی رابطہ کیوں نہیں ہو رہا۔ ہمیں یہ لوگ ویلینی کا نمائندہ کہتے ہیں وہ سب بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ لیکن ؟"

"ممکن ہے سمبوتورا کوئی معمولی سی بات ہو۔ ویلینی کسی کام میں مصروف ہو"

"یہ لاتعلقی ہی غیر فطری ہے باقی سب کچھ ٹھیک ہے"۔

"انتظار کرلو۔ حالات کا تجزیہ کرو اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذہن میں رکھو کہ ہمیں اپنا تحفظ بھی کرنا ہے۔"

"گومین کے لیے سخت پریشان ہوں میں۔ اگر اس کی حفاظت کا خیال نہ ہوتا تو اب تک کچھ کرچکا ہوتا"۔

"بہتر ہے کہ ویلینی کی طرف سے کچھ ہونے کا انتظار کرو"۔

سورج چڑھنے پر باقی لوگ بھی جاگ گئے۔ کرنل آسٹن کے شانے میں شدید تکلیف تھی۔ اور جاگنے کے بعد وہ کراہنے لگا تھا، طاہر علی نے اشارے سے مجھے قریب بلایا اور پھر کہنے لگا۔ "تم مانو یا نہ مانو غزالی یہ شخص ہم سے فراڈ کر رہا ہے"۔

"آپ سمجھدار انسان ہیں ڈاکٹر صاحب۔ وہ خود بھی ہمارے ساتھ ان کا قیدی ہے اور پھر میرے خیال میں وہ ہم سب کو دعوت دے کر نہیں لایا ہے، براہ کرم ان حالات میں اسے پریشان کرنے کے بجائے حالات کا تجزیہ کریں اور مستعد رہیں"۔

"مگر ویلینی کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا تھا۔؟"

"حالات میں غیر متوقع تبدیلی پائی جا رہی ہے۔ جو ابھی ناقابل فہم ہے"۔

"تم جو کچھ بھی ہو غزالی میں ایک پیش گوئی کیے دیتا ہوں، سمبوتورا کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح بوڑھے کو لیکر یہاں تک آجائے اس کے لیے اس نے ہم لوگوں کو اپنا آلۂ کار بنایا اور اب کسی بھی وقت وہ بوڑھے اور لڑکی کو لے کر نکل جائے گا اور ہم ۔۔۔"

"اگر یہ صورتحال ہے بھی ڈاکٹر تو بہرحال ہم پھنس چکے ہیں"۔

"میں خود کو اتنا بے بس نہیں سمجھتا"۔

"ٹھیک ہے آپ کو اختیار ہے اور کچھ کرسکیں تو ضرور کریں۔ اچھا ہے وہ وقت جلد آجائے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے"۔ میں نے خشک لہجے میں کہا اور پھر وہاں سے چلا آیا۔

"دوپہر ہوگئی۔ ہمیں دوبارہ کھانا دیا گیا بس دن میں ایک بار آج بھی خوراک دی گئی تھی لیکن مقدار اتنی تھی کہ اگر ہم رات کے لیے بھی بچا کر رکھتے تو پوری ہو جاتی۔

پورا دن گذر گیا۔ اب پھر وہی پریشانی اور بیزاری طاری تھی۔ رات کو میں پھر سونے لیٹ گیا بے بسی کا احساس گہرا ہوتا جا رہا تھا نہ جانے کب گہری نیند سو گیا۔ دوسری صبح سب لوگوں کے ساتھ ہی جاگا ۔ خلاف معمول سمبوتورا گہری نیند سو رہا تھا۔ ندرت کی تلاش میں نگاہ دوڑائی تو وہ نظر نہیں آئی۔ وہ شاید جھونپڑی کے اندر تھی۔ میں نے سمبوتورا کو جگایا تو وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ گیا۔ "آج میں لمبا سو گیا"۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے اندازہ ہے تم پچھلی راتوں میں نہیں سو سکے"۔ میں نے کہا سمبوتورا جمائیاں لے رہا تھا۔ پھر اس نے طاہر علی وغیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ لوگ بے حد عجیب ہیں۔ مسلسل طنزیہ گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ میں نے ان کی باتیں سننا چھوڑ دی ہیں"۔

"سطحی لوگ ہیں تم محسوس نہ کیا کرو"۔

"مجھے صرف یہ خوف ہے کہ اپنی زندگی کے لیے کوئی خطرہ نہ مول لے بیٹھیں"۔

"مجبوری ہے۔ انھیں سمجھا دیا گیا ہے اس کے باوجود اگر ۔۔ ندرت کہاں ہے"۔ میں نے جھونپڑی کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر سمبوتورا کے پاس سے اٹھ کر جھونپڑی کی طرف چل پڑا گومین راستے میں موجود تھا اور اس وقت زمین سے پتھر چن چن کر کچھ بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب اس کی یہ حرکتیں اجنبی نہیں تھیں اس لیے میں نے اسے نظرانداز کیا اور جھونپڑی میں داخل ہوگیا۔

لیکن جھونپڑی خالی تھی۔ میں نے متحیرانہ انداز میں ندرت کو آوازیں دیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہمیں اندازہ ہوگیا کہ ندرت غائب ہے۔ سمبوتورا اس اطلاع پر کافی مضطرب ہوگیا تھا۔ کرنل آسٹن نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ پہلے لڑکی غائب ہوئی ہے اس کے بعد یہ دونوں بھی بیک وقت غائب ہو جائیں گے اور ۔۔۔ وہ ہذیانی انداز میں ہنس پڑا۔ "ہم رہ جائیں گے جناب ہم ۔۔ سمجھے گازالی۔ صرف ہم۔"

سمبوتورا نے گھور کر اسے دیکھا۔ اور پھر مجھ سے بولا۔ "میں اس کی گمشدگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن ۔" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔ میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

"ابھی کچھ اور انتظار کرنا ہوگا"

"لیکن ندرت ۔ ؟" میں نے کہا۔ سمبوتورا نے اس بات کا جواب نہیں دیا اور گردن جھکا کر سوچنے لگا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم جانتے ہو۔ اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا"

کرنل آسٹن سمبوتورا اور بوڑھے بابا کے بارے میں مسلسل زہر اگلتا رہا اس نے کہا کہ یہ پراسرار لوگ کوئی عجیب ناٹک رچائے ہوئے ہیں ان کی سرگرمیاں نامعلوم ہیں لیکن نہ تو بوڑھا بابا پاگل ہے نہ سمبوتورا مخلص ہے یہ سب کچھ کسی پروگرام کے تحت ہو رہا ہے۔

میں سمبوتورا کو لے کر وہاں سے ہٹ آیا۔ سمبوتورا نے کہا کہ اگر تم مجھے جھونپڑی کے اندر تنہا چھوڑ دو تو شاید میں تمہیں ندرت کے بارے میں کچھ بتا سکوں۔

"میں کوشش کرتا ہوں"۔ میں نے کہا۔ بمشکل تمام میں ان لوگوں کو جھونپڑی سے دور ہٹانے میں کامیاب ہو سکا۔ ان سب کے منہ بگڑے ہوئے تھے حالات نے انھیں چڑچڑا کر دیا تھا اب ڈاکٹر طاہر علی بھی پوری طرح آسٹن کا ہمنوا بن گیا تھا "فرض کریں اگر ایسا ہے بھی ڈاکٹر طاہر علی تو اس شکل میں ہم کیا کریں گے ۔ ؟"

"اب کیا کرسکتے ہیں۔ اگر پہلے موقع ملتا تو ۔ ؟"

"آپ کو موقع ملا تھا ڈاکٹر صاحب" میں نے کہا۔ اور طاہر علی مجھے گھورنے لگا پھر بولا۔

"میرے خیال میں غزالی تمھارے اندر بھی تبدیلی پیدا ہوتی جا رہی ہے" "ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں طاہر علی صاحب۔ حالات بے حد پریشان کن ہیں لہٰذا خود کو قابو میں رکھیں"۔

"خاک قابو میں رکھوں۔ مر مر کے جینا پڑ رہا ہے اب زندہ واپس جانے کی کوئی امید بھی نہیں ہے زندگی سے اتنے دور ہوگئے ہیں ہم کہ ۔۔ کہ ۔۔"

"حوصلہ رکھیں۔ خدا پر بھروسا کریں۔ کوئی سبیل نکلے گی، مر مر کے جینا کوئی قیمت رکھتا ہے"۔

بڑی مشکل پیش آرہی تھی۔ وقت گذرتا رہا۔ پھر سمبوتورا باہر نکل آیا ان لوگوں کو میں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اس لیے ان کے سامنے سمبوتورا سے کچھ پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا الگ ہٹ کر میں نے فوراً سمبوتورا سے اس بارے میں سوال کر ڈالا۔

"ہم بڑی مشکل میں پھنس گئے ہیں گازالی۔ ندرت یا تو بیہوش ہے یا پھر یہاں سے بہت دور لے جائی جا چکی ہے جہاں تک میری ذہنی پہنچ نہیں ہے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا۔"

"اب سمبوتورا دیر نہ کرو۔ جس طرح تم نے ان لوگوں کو قابو میں کرکے اپنے اشاروں پر نچایا تھا اسی طرح میرے خیال میں ان لوگوں سے بھی کام لو۔"

"مجھے مشورہ دو گازالی۔ کیا کام لوں ان لوگوں سے۔؟"

"کیا ہم ان کی قید سے نکل نہیں سکتے ۔ ؟"

"نکل سکتے ہیں"

"پھر ۔ ؟"

"نکل کر کہاں جائیں گے ۔ ؟"

"مطلب ۔ ؟" میں اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ طویل مشقت ہم نے ویلینی تک پہنچنے کے لیے کی تھی۔ ہم یہاں آگئے ہیں، حالات بے حد حیران کن ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن فرار ہونے کے بعد ہم واپسی کا سفر تو نہیں کر سکتے کچھ نہ کچھ تو معلومات ہونی ہی چاہئیں سارا کھیل بگڑ گیا ہے۔ آخر ویلینی۔ اور پھر یہ لوگ، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" سمبو تورا پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

میں صورتحال سمجھ رہا تھا۔ واقعی ان لوگوں کو قابو میں کر کے ہم لوگ نکل تو سکتے تھے لیکن جاتے کہاں یہ معلومات حاصل کیے بغیر تو یہاں سے واپسی بھی حماقت تھی۔ سمبو تورا کی کیفیت کا مجھے احساس تھا۔ میں نے کہا۔

"سمبا پہاڑیاں کہاں ہیں۔؟"

"میں نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ میرے لیے اجنبی ہے" سمبو تورا نے مایوسی سے کہا۔ پھر بولا "انتظار کرو اس وقت کا جب ویلینی ہمیں طلب کرے۔" لیکن اس کی نوبت نہ آئی دوسری صبح ایک سب سے خوفناک لمحہ میرا منتظر تھا ڈاکٹر طاہر علی نے بتایا کہ سمبو تورا بوڑھا بابا بھی اب احاطے یا جھونپڑی میں موجود نہیں ہیں۔

"یہ دماغ۔ یہ دماغ بوڑھا ضرور ہو چکا ہے لیکن ابھی اسکی صلاحیتیں مردہ نہیں ہوئیں، کہاں گئے تمہارے دوست کہاں ہیں۔ آواز دو انھیں جو تمہیں چھوڑ گئے۔ سن لو کنور پربھات سن لو ڈاکٹر۔ اگر غزالی کو اب بھی ان پر بھروسا ہے تو پھر تیسرے مرحلے میں وہ غائب ہو جائے گا اور ان وحشیوں کے لیے صرف ہم لوگ رہ جائیں گے۔ اور اصولاً یہی ہونا چاہیے۔ خزانے کے جتنے حقدار کم ہو جائیں گے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ تم سمجھ رہے ہو نا۔" کرنل آسٹن نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

مجھے غصہ آگیا "احمق نہ بنو کرنل آسٹن۔ کیا تم لوگ مجھے اپنے شانوں پر بٹھا کر یہاں لائے تھے۔ کیا ضرورت تھی مجھے تمہاری جان بچانے کی۔ کونسی اعلیٰ کارکردگی کا اظہار کرتے آئے ہو تم لوگ، بتاؤ مجھے کون سے فائدے پہنچے ہیں تم سے۔ کوئی جواب دینا پسند کرو گے، مجھے آپ پر حیرت ہے ڈاکٹر۔ آپ بھی کرنل آسٹن کے ہمنوا ہیں اتنا خود غرض ثابت ہوا ہوں میں۔؟"

ڈاکٹر طاہر علی ٹھنڈا پڑ گیا۔ کنور پربھات نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میری رائے ان لوگوں میں شامل نہ سمجھو غزالی۔ پلیز۔" "ان لوگوں کو سمجھائیے کنور صاحب میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ سبھی اپنے قدموں سے چل کر نہیں گئے۔"

"ایک بات بتاؤ غزالی، کیا ہم لوگ بھی اسی طرح یہاں سے غائب ہو جائیں گے۔" کنور پربھات نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ میں کیسے بتاؤں" میں نے جواب دیا

حسبِ معمول جب چند وحشی ہمارے لیے کھانا لائے تو کرنل آسٹن ان پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے شاید پہلے سے وہ نوکیلی لکڑی چھپا کر رکھ لی تھی جسے لے کر وہ ایک وحشی پر حملہ آور ہو گیا۔ پہلے ہی حملے میں اس نے لکڑی وحشی کے پیٹ میں بھونک دی۔ کھانے کے برتن دوسرے وحشیوں کے ہاتھوں سے گر پڑے اور وہ چیختے ہوئے باہر بھاگے کرنل آسٹن جانوروں کی طرح زخمی وحشی کو جھنجھوڑنے لگا۔ وہ اس کے پیٹ سے لکڑی نکال کر اس پر دوبارہ حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات اس سے چمٹ گئے اور اسے وحشی سے علیحدہ کرنے لگے لیکن نہ جانے کہاں سے اس میں اتنی طاقت آگئی کہ وہ ان کے بس میں نہ آیا۔ مجھ پر بھی جنون سوار ہو گیا۔ پاگل کرنل نے سب کی موت کا بندوبست کر لیا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر کرنل کی کمر میں دونوں ہاتھ ڈالے اور اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔

اسی وقت بارہ وحشی اندر داخل ہو گئے۔ سیاہ ریچھ کی کھال میں ملبوس ایک لمبا تڑنگا آدمی ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ کرنل زمین پر گرا اور پھر دوبارہ اٹھ کر مجھ پر حملہ آور ہوا لیکن میرے ایک گھونسے نے اسے زمین چٹا دی۔ اور چاروں شانے چت گرا۔ اسی وقت سیاہ ریچھ کی کھال میں ملبوس وحشی نے آگے بڑھ کر اپنا نیزہ اسکے حلق پر رکھ دیا۔ کرنل بے تحاشا گالیاں بک رہا تھا۔

ذرا سی دیر میں وحشیوں نے اسے جکڑ لیا۔ دو چند لوگ اس دوسرے وحشی کو اٹھا کر لے گئے جو زخمی ہو گیا تھا۔ پھر وہ سب کرنل کو کھینچتے ہوئے باہر لے گئے ہم سے کچھ نہیں کہا گیا۔ باہر سے وحشیوں کے شور مچانے کی آوازیں دل لرزائے دے رہی تھیں وہ بھیانک آوازوں میں چیخ رہے تھے۔

"کرنل کے پاگل پن نے موت آسان کر دی۔" ڈاکٹر پھیکے لہجے میں کہا۔ میں اور کنور خاموش رہے ہمیں آنے والے برے وقت کا انتظار تھا اور وہ بہت جلد آگیا۔ وحشیوں کا ایک اور غول اندر آیا اور انھوں نے نیزے جھو جھو کر باہر چلنے کا اشارہ کیا یہی غنیمت تھا ہم خاموشی سے باہر آئے۔ احاطے سے کچھ دور وہ ہمیں ایک میدان میں لے گئے جہاں بہت سے تبتی وحشی موجود تھے۔ ہمارے سامنے ہی پیپلے سے درخت کے تنے سے کرنل آسٹن بندھا ہوا تھا

اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے درخت کے تنے سے باندھ دیے گئے تھے اس طرح پیر بھی بندھے ہوئے تھے وہ واقعی پاگل ہو گیا تھا کیونکہ اس وقت بھی وہ گالیاں بک رہا تھا اور اس کے چہرے پر وحشت چھائی ہوئی تھی۔ دفعتاً کنور پربھات سرسرائی آواز میں بولا۔

"وہ۔ وہ دیکھو۔ وہ دیکھو۔ اور میری نگاہ اس سمت اٹھ گئی۔ چند وحشی ایک انسانی بدن کو ہاتھوں پر اٹھائے اسی طرف آرہے تھے۔ قریب آنے پر ہم نے دیکھا وہ اسی وحشی کی لاش تھی جو کرنل آسٹن کے ہاتھوں مارا گیا تھا وہ مر چکا تھا اور اس کے بعد۔

لاش کرنل آسٹن سے کچھ فاصلے پر رکھ دی گئی۔ ہمیں لکڑی کے مٹھوں پر بٹھا دیا گیا، جو اس وقت وہاں لا کر رکھ دیے گئے تھے بہت سے وحشی ہمارے نگراں تھے اور اس وقت ہماری جنبش بھی ہمارے لیے موت کا سامان بن سکتی تھی چنانچہ ہم خاموشی سے بیٹھ کر آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگے۔

دھوپ سر سے گذرتی رہی، وحشی خاموش تھے تقریباً دو گھنٹے تک ہم اسی طرح بیٹھے رہے پھر اچانک وحشیوں میں کھلبلی مچ گئی کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس کے بعد وہی سیاہ ریچھ کی کھال والا اندر آیا اس وقت اس نے ایک ٹوپی اوڑھ رکھی تھی جس میں دو سینگ لگے ہوئے تھے۔ اس کے عقب میں ایک عورت تھی جو بین کرتی آرہی تھی۔ پیچھے دو بچے بھی تھے۔ روتی ہوئی عورت لاش کے پاس پہنچ گئی اور پھر وہ اچانک خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر درندگی ابھرنے لگی تھی وہ لاش کو دیکھتی رہی حیرت انگیز بات تھی کہ مردوں کی نسبت عورت بہت خوبصورت تھی اس کا رنگ پکا تھا لیکن نقوش بہت جاذب تھے اسی مناسبت سے بدن کی تراش بھی حسین تھی ویلینی قبیلے کی یہ پہلی عورت ہم نے دیکھی تھی۔

دفعتاً سیاہ ریچھ کی کھال والا زور سے چیخا اور اس نے انگلی سے کرنل آسٹن کی طرف اشارہ کیا۔ عورت چونک کر کرنل کو دیکھنے لگی پھر اس نے گردن میں پہنی ہوئی مالا اتار کر لاش کے سینے پر رکھی اور پیچھے ہٹ گئی۔ فوراً ہی دو جنگلی آگے بڑھے اور انھوں نے ایک مضبوط نیزہ عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔ کنور پربھات آہستہ سے بولا۔

"بیچارہ کرنل۔ اس نے موت اپنا لی۔" میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا صورتحال میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی یعنی اس عورت کو کہیں دور سے لایا گیا تھا اور شاید وہ اس مرنے والے کی کوئی عزیز تھی شاید بیوی۔

عورت نے نیزہ لے کر اسے لاش کے خون میں ڈبویا اور تن کر کھڑی ہو گئی۔ کرنل اس دوران فضول باتیں کرتا رہا تھا لیکن اس کے باوجود ہم اس کی موت کے خواہاں نہ تھے۔ میں اضطراب کے عالم میں کھڑا ہو گیا تو بہت سے نیزے میرے بدن سے آلگے۔ سیاہ کھال والے نے چونک کر مجھے دیکھا اور چیخ کر کچھ بولا۔ اس کی آواز کے جواب میں نیزے میرے بدن سے ہٹ گئے۔ تب وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنی زبان میں کچھ کہا۔ زبان تو سمجھ میں نہیں آسکی لیکن اشارے ہم نے سمجھ لیے تھے وہ مجھے کسی حرکت کے لیے منع کر رہا تھا۔

میں کر بھی کیا سکتا تھا، میں نے اس سے پُر زور لہجے میں کرنل کی جاں بخشی کی اپیل کی لیکن وہ نہ سمجھ سکا اور پھر۔ کرنل کی دلدوز چیخ نے ہمارے جسموں پر لرزہ طاری کر دیا۔ عورت نے نیزہ اس کے دل کے مقام پر پیوست کر دیا تھا۔ کرنل کا بدن پھڑکنے لگا بندشوں کے باوجود وہ بری طرح اچھل رہا تھا۔ چھوٹے بچوں نے بھی دو نیزے خون میں ڈبوئے اور بڑی مہارت سے کرنل کے بدن میں پیوست کر دیے۔ ایک نیزہ کرنل کی گردن میں ترازو ہوا تھا دوسرا پیٹ میں لیکن پہلا وار ہی کاری تھا۔ اس نے کرنل کا کام تمام کر دیا۔

عورت اور بچے پھر لاش کے قریب بیٹھ گئے اور بین کرنے لگے۔ ہمارے قریب کھڑے وحشی جوانوں نے ہمیں رکنے کا اشارہ کیا لیکن اس بار وہ ہمیں اس جھونپڑے میں نہ لائے بلکہ درخت کے مشرقی سرے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا ان کی ہدایت پر عمل کرنے کے سوا کیا چارہ کار تھا۔ چنانچہ ہم گرتے پڑتے آگے بڑھنے لگے۔ عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ ویلینی تک پہنچنے کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی میں نے لیکن سب بیکار ہو گیا تھا۔ سمبو تورا اور ندرت بھی بچھڑ گئے تھے ان سے کسی سازش کی مجھے توقع نہیں تھی

عصمت چغتائی
ٹیڑھی لکیر ۱۴۰/-
عصمت چغتائی کے بہترین افسانے ۳۵/-
علی میاں بکسیلرز۔ اردو بازار لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن اب تو ہمیں تبت کے ان خوفناک علاقوں میں ہی موت مقدر معلوم ہوتی تھی بظاہر تو گلو خلاصی کی کوئی امید نہیں تھی۔ میری یہ کیفیت تھی تو ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کی کیفیت کون سی مجھ سے مختلف ہوگی۔ وہ دونوں بھی زندگی کے بوجھ کو دھکیل رہے تھے۔ بہت کچھ ہو گیا تھا اب صرف تین افراد رہ گئے تھے بے بس اور بے دست و پا۔ اور دُور تک روشنی کی کوئی کرن نہیں تھی کوئی اُمید نہیں تھی کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ آئندہ کیا ہوگا۔ اس بات کے امکانات موجود تھے کہ کچھ عرصہ کے بعد ڈاکٹر طاہر علی اور کرنل پربھات سنگھ بھی صبر و ضبط کا دامن چھوڑ بیٹھیں ان کا ذہنی توازن بھی خراب ہو جائے اور وُہ بھی کرنل آسٹن کی طرح موت کو گلے لگالیں۔ بہتری کی کوئی صورت نہیں رہی تھی۔ نہ جانے سمبوتورا کا کھیل کیسے خراب ہو گیا۔ ویلینی کہاں گئی سمبوتورا کا اس سے رابطہ کیوں نہیں قائم ہوسکا۔ کیا اسرار ہے۔ میں ان حالات میں کیا کر سکتا ہوں۔

راستے کو بغور دیکھا تک نہیں تھا میں نے بس مدہوشی کے عالم میں آگے بڑھ رہا تھا۔ طاہر علی کے قدم لڑکھڑا رہے تھے ان لوگوں میں کنور پربھات ہی سب سے طاقت ور آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ وہ اب تک نارمل رہا تھا ایک پہاڑی سلسلہ عبور کر کے ہم دوسری طرف پہنچ گئے۔ اور یہاں پہلے سے بہتر جھونپڑوں کا شہر دیکھ کر میں خیالات کی دنیا سے نکل آیا۔

یہ ویلینی کے باشندوں کی اندرونی آبادی تھی یہاں ان کی عورتیں اور بچّے موجود تھے۔ جو جھونپڑیوں کے درمیان چل پھر رہے تھے۔ بچّے ہماری دنیا کے بچّوں سے مختلف نہ تھے۔ ہمیں تماشا سمجھ کر وہ ہمارے پیچھے لگ گئے ہمیں لانے والے انھیں ڈانٹ ڈانٹ کر بھگا رہے تھے لیکن کچھ دُور ہٹ کر وہ پھر ہمارے پیچھے لگ جاتے عورتیں دور دور سے ہمیں دیکھ رہی تھیں ان کے قد چھوٹے تھے لیکن چہرے مردوں کی نسبت دلکش تھے عموماً وہ اپنے سروں میں پھول لگائے ہوئے تھیں یہ پھول ان کے زیور تھے اور ان میں وُہ سج رہی تھیں۔ بعض لڑکیوں کو حسین کہا جاسکتا تھا۔ یہ مناظر دیر تک سامنے نہ رہے کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں ایک جھونپڑے میں دھکیل دیا گیا۔ وہ جگہ ان کی سرحدی چوکی کی حیثیت رکھتی تھی اور یہ جگہ ان کی اندرونی آبادی تھی نہ جانے انھوں نے ہمیں یہاں لانے کا خطرہ کیوں مول لیا تھا۔

یہ جھونپڑی بھی اس پہلی جگہ سے مختلف نہ تھی بس اس کا کوئی بیرونی احاطہ نہیں تھا ویسے یہ اس پہلے قیدخانے سے زیادہ کشادہ جگہ تھی۔ یہاں گھاس کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور اس کا تھلّا سامنے تھا۔ یہ بستر کے طور پر استعمال کیے جا سکتے تھے۔

طاہر علی اور پربھات اب خاموش تھے۔ وہ جھونپڑی کے فرش پر لمبے لمبے لیٹ گئے تھے اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔ میں بھی انھیں کی مانند زمین پر لیٹ گیا۔ ذہن کو سکون کا احساس ہوا تھا۔ دیر تک اسی طرح خالی الذہن لیٹا رہا۔ جب کیفیت کافی بہتر ہو گئی تو میں نے ان حالات میں اپنے لیے راہیں نکالنے کے بارے میں سوچا۔ اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے پڑے رہنا تو بے معنی تھا۔ کچھ کرنا چاہیے۔ کچھ تو ہو۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا اب وہ صرف اپنی تقدیر پر زندہ تھے۔ کوئی غلط قدم اٹھائیں گے تو نقصان برداشت کرنا ہوگا۔ یہ بیزار کن کیفیت ناقابلِ برداشت تھی میرے لیے۔ میں اپنے لیے مرنے کا فیصلہ کر سکتا ان کے لیے نہیں۔

ذہن دوسرے راستوں پر سفر کرنے لگا یہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں اگر یہاں سے فرار ہو جاؤں تو کہاں تک جا سکتا ہوں کیا کر سکتا ہوں۔ سمبا پہاڑوں کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔ اگر انھیں تلاش کر کے ویلینی تک پہنچنے کی کوشش کروں لیکن کیا ویلینی مجھے قبول کر لے گی۔ حیرت تھی کہ اس نے سمبوتورا کا ذہنی پیغام کیوں نہیں وصول کیا۔ یہ انوکھی بات تھی۔ کیا اس کے اور سمبوتورا کے درمیان بھی چکّر ہے۔ اگر ایسی بات تھی تو سمبوتورا کو اس سلسلے میں بتانا چاہیے تھا یہ اس کا قصور ہے۔ اب تک صرف اس پر بھروسا کیا تھا۔ وہ خود بھی بہت پُر امید تھا بلکہ کہتا تھا کہ گو مین کو لے کر جا رہا ہے پھر یہ سب کیوں ہو چکا ہے تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اب تو میں تنہا ہوں۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات بالکل بیکار لوگ ہیں۔ میں نے تو انھیں اس مشن پر آمادہ نہیں کیا تھا ان کے ذہن میں خود خزانے کے حصول کا سودا سمایا تھا اس میں میرا کیا قصور تھا لیکن اب وہ مجھ پر غصہ اتار رہے تھے میں ان کو نہیں سنبھال سکتا تھا مجھے خود ہی فیصلے کرنے تھے۔

دفعتاً ایک خیال ذہن میں آیا اور میں چونک پڑا کہ اب تک اس بارے میں کیوں نہیں سوچا تھا۔ مجھے پہلے ہی یہ بات سوچنی چاہیے تھی، آنکھیں کھول کر ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھارت سنگھ کی طرف دیکھا وہ اُسی طرح بے سُدھ پڑے ہوئے تھے۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور ذہنی طور پر سمبوتورا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اس سلسلے میں سمبوتورا نے مجھے جس طرح مشق کرائی تھی اُسی کے مطابق میں عمل کرتا رہا۔ پہلے بھی پہاڑوں میں سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کر چکا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک میں مسلسل کوششیں کرتا رہا۔ لیکن ذہن میں سمبوتورا کی آواز نہیں گونجی۔ میرا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ کانوں میں ہواؤں کا شور گونج رہا تھا، میرے دماغ کی لہریں اطراف میں سمبوتورا کے ذہن کو تلاش کر رہی تھیں لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سمبوتورا کا ذہن سو رہا ہو یا پھر مردہ ہو چکا ہو۔ کوئی آواز مجھے محسوس نہیں ہوئی تھی اور دماغ کی لہریں کہیں جا کر نہیں رُکی تھیں، یہاں تک کہ میرا سر دُکھنے لگا۔ مجھے احساس ہو گیا کہ جس طرح سمبوتورا ویلینی یا گمشدہ ندرت سے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہا اسی طرح اب میں بھی اس سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا۔

یہ بہت تشویش کی بات تھی۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ سمبوتورا کے بعد میں نے ندرت کو اپنے ذہن میں تلاش کیا اور مزید کچھ دیر تک اس کی تلاش میں ذہن دوڑاتا رہا۔ لیکن نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا ٹھنڈی سانس لے کر میں نے آنکھیں کھول دیں۔ اس سے زیادہ میری ذہنی قوتیں کام نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ دونوں بھی میرے لیے اُسی طرح خلا کی وسعتوں میں گم ہو گئے تھے جس طرح سمبوتورا کے لیے ویلینی ــــــ لیکن اس کی وجوہ کیا ہیں۔ یہ لوگ انہیں کہاں لے جاتے ہیں؟ کیا ویلینی بھی کسی سازش کا شکار ہو گئی ہے ــــ؟

یہ تصوّر میرے ذہن میں اُبھرا اور نجانے کیوں طبیعت اُس پر کچھ جمنے لگی، میں بوکھلا کر اُٹھ گیا ــــــــ ہو سکتا ہے یہی بات ہو اور جب اس نکتے پر زیادہ غور کیا تو نجانے کیوں دل میں سمبوتورا کے لیے ہمدردی اُمنڈ آئی۔ اسی شخص نے میری زندگی بچائی تھی۔ اس وقت جب جانگ نے مجھے تقریباً موت کی آغوش میں پہنچا دیا تھا اگر سمبوتورا اور ندرت نہ ہوتے تو شاید میں انہی کھنڈرات میں دم توڑ چکا ہوتا لیکن ان دونوں نے اس طرح میری تیمارداری کی کہ مجھے نئی زندگی نصیب ہو گئی اُن کے لیے دل میں شک رکھنا مناسب نہیں ہے۔ اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ میں ان جنگلی بستیوں کی قید سے آزادی حاصل کر لوں اور جس طرح بھی بن پڑے ویلینی سمبوتورا اور ندرت کو تلاش کروں۔

کنور پربھارت سنگھ اور ڈاکٹر طاہر علی سے مجھے ہمدردی تھی لیکن ان حالات میں میری ہمدردی ان کے کسی کام نہیں آسکتی تھی، ہاں یہ ممکن ہے کہ میں اپنی کسی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں تو شاید ان کی زندگی بھی بچا سکوں۔ طبیعت اس بات پر کافی جم رہی تھی چنانچہ میں نے آخری فیصلہ کر لیا کہ جس طرح بھی بن پڑے گا ان کے درمیان سے فرار ہونے کی کوشش کروں گا۔ حالانکہ اگر اس فیصلے کی گہرائی پر غور کرتا تو یہ بات واضح ہو جاتی تھی کہ یہ ایک احمقانہ کوشش تھی، ان کے درمیان رہ کر میں چھُپ کیسے سکوں گا، کوئی تو ترکیب ہوتی۔ لیکن کوئی بات ذہن میں نہیں آرہی تھی، سوائے اس کے کہ پہلے ان کے بیچ سے نکل جاؤں اور آزادی حاصل کر لوں خواہ وہ کتنی ہی دیر کے لیے کیوں نہ ہو۔ وقت گذرتا رہا۔ باہر بچوں کے شور کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، ان میں بے شمار آوازیں شامل تھیں لیکن جوں جوں شام ہوتی گئی آوازیں معدوم ہوتی گئیں اور اس کے بعد مکمل خاموشی چھا گئی۔ گہری رات زمین پر اتر آئی تھی۔

ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھارت سنگھ کے انداز سے یوں محسوس ہوتا تھا، جیسے ان کے جسموں میں زندگی ہی نہ ہو اسوقت نجانے کیا بجا تھا جب میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اُن کے قریب پہنچ گیا۔ وہ گہری نیند سو رہے تھے اور سانسوں کی آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ آسانی سے نہیں جاگیں گے۔

میں نے دھڑکتے دل کو قابو میں کیا اور جھونپڑی کے دروازے پر پہنچ گیا، باہر گہرا سناٹا طاری تھا۔ جنگلی جانوروں اور جھینگروں کی آوازوں کے سوا کوئی آواز اس ویرانے میں نہیں سُنائی دے رہی تھی۔ میں نے جھونپڑی کے دروازے سے کان لگا کر پہرا دینے والوں کی نقل و حرکت کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کی لیکن کچھ پتا نہیں چل سکا۔ باہر بہت گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور اس اندھیرے میں اُن کے قدموں کی چاپ بھی گم ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد میں نے آہستہ آہستہ جھونپڑی کا دروازہ کھسکایا۔ باہر اب بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی، ذرا سا دروازہ کھول کر میں نے تاریکی میں نگاہیں دوڑائیں تو دو افراد کو زمین پر دراز پایا۔ ان کے نیزے ان کے برابر ہی رکھے ہوئے تھے۔ اب انتظار کرنا حماقت تھا چنانچہ میں دروازہ کھول کر تیزی کے ساتھ باہر نکل آیا۔ مگر جیسے ہی میں نے باہر قدم رکھا پہرے داروں نے میری آہٹ سن لی۔ ان میں سے ایک نے سنبھل کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن میری طاقت ور لات اس کے سینے پر پڑی اور اس کے بعد میں اس کی گردن پر سوار ہو گیا۔ میری انتہائی کوشش تھی کہ اس کے منہ سے آواز نہ نکل سکے۔ میں نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے گلے پر زور سے جمایا اور بایاں ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پوری قوت سے دبا دیا۔

وہ شدید جدوجہد کر رہا تھا، لیکن اس کا بدن میرے گھٹنوں کے نیچے دبا ہوا تھا، میں نے اسے چیخنے نہیں دیا اور پھر میں نے پوری قوت سے ایک ضرب اس کے سینے پر لگائی۔ اس بار اس کے ہاتھ کا ایک حصہ برابر سوتے ہوئے پہرے دار کے جسم سے ٹکرا گیا اور وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اب اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ میں اپنے شکار کا نیزہ ہاتھ میں سنبھال لوں اور اس سے نمٹ لوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

دوسرے پہرے دار کو شاید صورت حال کا اندازہ تو نہیں ہو سکا تھا، لیکن اس نے فوراً ہی اپنا نیزہ سنبھالا اور آنکھیں پھاڑنے لگا اتنی دیر میں۔ میں نے اپنے شکار کا نیزہ اس کے سینے میں بھونک دیا تھا اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ تڑپا، مچلا، اور بالآخر بے سدھ ہو گیا۔ دوسری طرف میرا اوّلین شکار پہلے ہی بے سدھ ہو چکا تھا۔ میں نے اس کے اوپر سے کھڑے ہو کر اطراف میں دیکھا۔ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اس دوسرے مرنے والے کی چیخ نے کس کس کو بیدار کیا ہے، لیکن اطراف میں مکمل خاموشی تھی میں نے نیزہ اس کے سینے سے نکالنے کی کوشش کی مگر وہ شاید پسلیوں کی ہڈیوں میں پھنس گیا تھا، البتہ دوسرا نیزہ موجود تھا، چنانچہ میں نے اُسے ہتھیار کے طور پر سنبھالا اور بدن کی تمام قوتوں کے ساتھ جنگل کی سمت دوڑنا شروع کر دیا۔

مجھے ہوش نہیں تھا کہ میں کتنی دیر تک دوڑتا رہا۔ ایک بار بھی میں نے پلٹ کر پیچھے دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ جنگل کے قریب میں نے چند لمحات کیلئے رک کر سانس لی۔ میری آنکھیں پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں تاحدِ نگاہ اُونچے نیچے درخت پھیلے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ لوگ میرے فرار سے کب واقف ہوں گے۔ تاہم میں جانتا تھا کہ صبح کا اُجالا پھوٹتے ہی انہیں اس بات کا علم ہو جائے گا کہ جھونپڑی سے کوئی فرار ہو گیا ہے اور یہ علم انہیں باھر پڑی ہوئی پہرے داروں کی لاشوں سے ہو گا۔

ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اگر انہیں بھی اپنے ساتھ فرار کی دعوت دیتا تو اُن کی ذمہ داریاں بھی قبول کرنا پڑتیں اور اس وقت میں خود غرض ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

نجانے کتنی دیر تک میں دوڑتا رہا، میری انتہائی کوشش یہی تھی کہ اتنی دور جا نکلوں کہ سورج نکلنے کے بعد وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں، بعد میں جو کچھ ہو گا۔ وہ بعد میں ہی دیکھا جائے گا۔ میں گھنے جنگلوں میں سفر کرتا رہا اور اس وقت روشنی پھوٹ رہی تھی جب میں نے اپنے آپ کو جنگلوں سے نکل کر ایک چٹانی میدان میں پایا۔ ایک عجیب سی آواز فضا میں اُبھر رہی تھی جس کے بارے میں مجھے اندازہ ہوا کہ غالباً اطراف میں کہیں پانی یا کوئی جھرنا موجود ہے۔ میں رُکے بغیر آگے بڑھتا رہا چٹانوں میں چھوٹے چھوٹے پتھر بکھرے ہوئے تھے اور ان پتھروں پر دوڑتے ہوئے بار بار ٹھوکریں لگتی تھیں لیکن میں وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا، جب یہ کوشش شروع کر دی تھی تو پھر اسے تکمیل تک پہنچانا ضروری تھا۔

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ میں تھکن سے بُری طرح چُور ہو رہا تھا اور اب دوڑنے کی رفتار بھی وہ نہیں رہی تھی، جس رفتار سے میں اب تک دوڑتا رہا تھا۔ نجانے کتنا لمبا سفر طے کر لیا تھا میں نے ______ اور اس وقت سورج پوری طرح فضاؤں میں بلند بھی نہیں ہوا تھا جب دفعتاً مجھے نقاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

یہ یقیناً کھال منڈھے ہوئے نقارے ہی تھے جن کی آوازوں میں اتنی گونج تھی کہ وہ تیروں کی طرح میرے کانوں میں آ کر لگ رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ آوازیں چاروں طرف سے اُبھر رہی ہوں، ایک طرف ایک مخصوص انداز میں نقارہ بجتا اور پھر خاموش ہو جاتا تو دوسری طرف سے اس کا جواب ملتا۔ اتنا ناواقف بھی نہیں تھا میں کہ اس کی وجہ نہ سمجھ سکتا، سو فیصدی اطراف کے علاقوں کو کسی کے فرار کی اطلاع دی جا رہی تھی۔ چند لمحوں کے لیے میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ میرے فرار کا علم ان لوگوں کو ہو چکا ہے اور اب اپنے قیدی کے فرار کی اطلاع چاروں طرف نشر کی جا رہی ہے۔ جنگل میں رہنے والوں کا یہ طریقۂ کار میں نے بہت بار سُنا اور پڑھا تھا۔ اب اس بات میں شک اور شبہ بے کار تھا کہ وہ لوگ میری تلاش میں نکل پڑے ہیں۔ میں جس علاقے میں موجود تھا یہ سرسبز و شاداب تھا اور یقینی طور پر میں اس کے درمیان پناہ لے سکتا تھا۔ میں تھوڑی دیر تک کھڑا سوچتا رہا اور اس کے بعد آگے بڑھنے لگا، چٹانوں کے درمیان طرح طرح کے حشرات الارض نظر آ جاتے تھے۔ لمبی لمبی گھاس بکھری ہوئی تھی کہیں کہیں چھدرے چھدرے درخت بھی موجود تھے۔ کوئی بھی چٹان سبزے سے خالی نہیں تھی۔ ابھی میں ایک بلند چٹان سے نیچے اُتر کر آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ دفعتاً میرے کانوں میں انسانی آوازیں گونجنے لگیں وہ چیخ پکار کر رہے تھے میں سمجھ گیا کہ وہ میرے نزدیک آ گئے ہیں اور یقیناً وہ وحشی ہی تھے۔ میری تلاش میں سرگرداں لوگوں کو مجھ تک پہنچنے میں یقیناً اب کوئی دقت نہیں ہو گی۔

آہ مجھے پناہ چاہیے، کہیں، کسی بھی جگہ، اگر وہ میرے نزدیک پہنچ گئے تو مجھے اپنے دو ساتھیوں کے قتل کے الزام میں اسی طرح ہلاک کر دیں گے جس طرح انہوں نے کرنل آسٹن کو ہلاک کر دیا تھا۔

میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اس کا مقصد ہے کہ وحشیوں کے مختلف حصے ہیں اور ہر جگہ ان کی آبادیاں موجود ہیں، بہرطور میں نے ایک سمت کا رُخ اختیار کیا۔ اب کوئی ایسی چیز تو سامنے نہیں تھی جس پر میں مکمل اعتبار کر سکتا، صرف یہی تھا کہ جس حد تک آگے بڑھ سکوں بڑھتا رہوں، چنانچہ میں جھاڑ جھنکاڑ کو روندتا ہوا کسی ایسی جگہ کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا اور پھر قدرت کو مجھ پر رحم آ گیا، درختوں کے درمیان گھرا ہوا ایک چٹانی سرا مجھے نظر آیا جس کے دامن میں ایک بڑا سا سُوراخ موجود تھا، بہت حسین جگہ تھی۔ لیکن اس جگہ سے لطف لینے کا وقت نہیں تھا۔ مجھے بس ان کی نگاہوں سے روپوش ہونا تھا، چنانچہ یہ اندازہ لگائے بغیر کہ اس غار میں کیا ہو سکتا ہے میں اُس میں داخل ہو گیا۔

غار کی سطح ہموار تھی، وہ بالکل تاریک تھا، لیکن اس میں آگے بڑھنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی، میرا تو اندازہ یہی تھا کہ وہ صرف ایک چھوٹا سا غار ہے، لیکن اندر داخل ہو کر پتا چلا کہ وہ کوئی غار نہیں بلکہ شاید کوئی سُرنگ تھی، ممکن ہے کہ یہ درندوں کی پناہ گاہ ہو، ایسی حالت میں ایک چھوٹا سا نیزہ بھلا میری کیا مدد کر سکتا تھا، لیکن کیا بھی کیا جا سکتا تھا۔

اندر اگر درندے ہیں تو باہر اس سے بھی زیادہ وحشی درندے موجود تھے، ان کے دوڑنے کی آوازیں مجھے اپنے کانوں میں سُنائی دے رہی تھیں۔ ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے ان میں سے کچھ غار کے قریب پہنچ گئے ہیں، شاید مجھے دیکھ لیا گیا تھا میں رُکے بغیر اس سرنگ میں آگے بڑھتا رہا کم از کم اس کے آخری حصے تک ہی پہنچ جاؤں تاکہ ان لوگوں کو مجھے تلاش کرنے میں ہی کچھ دقت ہو۔ سینہ دھونکنی بنا ہوا تھا۔ نیزہ ہاتھ میں سنبھالے میں ایک دیوار سے ٹیک کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب وہ غار میں داخل ہوں۔ آوازیں مجھے سر کے اُوپر بھی محسوس ہو رہی تھیں اور غار کے دہانے کے پاس بھی۔ غالباً وہ لوگ اس چٹان پر چڑھ گئے تھے اور اوپر سے مجھے تلاش کر رہے تھے۔

سانسوں کو قابو میں کرتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور سوچا کہ بزدلی کی موت مرنے کی بجائے بہتر ہے کہ ان سے جنگ کرتے ہوئے مروں، چنانچہ دیر تک میں ان کا انتظار کرتا رہا، اُن کی آوازیں اب بھی قریب تھیں لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان میں سے کوئی بھی غار کے اندر داخل نہ ہوا ہو۔ رفتہ رفتہ آنکھیں تاریکی سے شناسا ہوتی جا رہی تھیں، میرے دائیں بائیں سیاہ ناہموار پہاڑی دیواریں تھیں جن میں بعض جگہوں پر ایسے پتھر اُبھرے ہوئے تھے کہ اگر میں اُن سے ٹکرا جاتا تو شدید زخمی ہو سکتا تھا۔ میں چند لمحات کھڑا انتظار کرتا رہا اور پھر اس سرنگ کے دوسرے حصے کی جانب بڑھنے لگا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ سرنگ کہاں تک گئی ہے، لیکن کچھ دُور چل کر مجھے محسوس ہوا جیسے وہاں پر حبس نہیں ہے جب کہ کسی غار کے سوراخ میں اتنی دُور نکل آنے کا مقصد یہ ہو سکتا تھا کہ وہاں ہوا کا گذر نہ ہو اور سانس گھُٹ جائے، لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ میں نیزے سے ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض ہال میں پایا۔ چاروں طرف خوفناک دیواریں مجھے گھور رہی تھیں، گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا لیکن اب میں اس اندھیرے میں بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

ہال نما غار بالکل صاف ستھرا تھا۔ میرے سانسوں کی آوازیں مجھے صاف سُنائی دے رہی تھیں، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ویسے یہ غار میرے لیے فی الحال تو بہترین پناہ گاہ ثابت ہوا تھا۔ میں چند لمحات سوچتا رہا اور پھر میں نے ہال میں ایک جگہ منتخب کر لی، یہ جگہ تقریباً پانچ فٹ کی بلندی پر اُبھری ہوئی ایک کگری تھی جس پر چڑھنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی۔ میں نے سوچا کہ اگر غار کے دہانے سے اندر داخل ہو کر وہ اس ہال میں مجھے تلاش کریں اور ان کی توجہ اس طرف نہ جائے تو وہ شاید مایوس ہو کر واپس لوٹ جائیں چنانچہ میں اس پر لمبا لمبا لیٹ گیا۔ نیزہ میں نے اپنے سینے پر رکھ لیا تھا اس وقت اس ہتھیار کے علاوہ اور کوئی چیز میرے پاس نہیں تھی۔

دل جیسے کنپٹیوں میں دھڑک رہا تھا، ہر لحہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی دبے دبے قدموں چلا آ رہا ہو اور اچانک ہی مجھ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہو، اس چھوٹی سی چٹان پر لیٹے ہوئے مجھے تقریباً دس بارہ منٹ گذر گئے اور جب ذہن نے سنبھالا لیا تو یوں محسوس ہوا جیسے اب تمام آوازیں معدوم ہو گئی ہوں میں نے سہارا لیا اور اُٹھ کر چٹان پر بیٹھ گیا، دونوں پاؤں میں نے نیچے لٹکا لئے تھے۔

دیر تک اس طرح بیٹھا رہا، عجیب کیفیت ہو رہی تھی دل و دماغ کی، اب اس کا تذکرہ کرنا یا اس کے بارے میں سوچنا بے سود ہی تھا، اگر وہ لوگ میری تلاش میں ناکام ہو کر یہاں سے آگے بڑھ گئے ہیں تو یہ میری خوش بختی ہے اور اس خوش بختی سے میں پورا پورا فائدہ اُٹھاؤں گا۔ چنانچہ میرے حق میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہتر یہی تھا کہ ابھی میں اس غار سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کروں۔

پھر میں نے غار کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ بظاہر یہ سب کچھ قدرتی ہی معلوم ہوتا تھا۔ دیواروں کی تراش میں انسانی ہاتھوں کے کارنامے کہیں نظر نہیں آتے تھے۔ میری نگاہ ایک سیاہ سے دھبے پر پڑی۔ جو غار کے آخری حصے میں ایک اور اُبھری ہوئی چٹان کے نیچے نظر آ رہا تھا۔

دیر تک میں اس دھبے کو دیکھتا رہا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ سامان رکھا ہوا ہو ——— میں چٹان سے نیچے کودا اور داخلی دروازے سے دور تک دیکھنے لگا۔ اب یہاں پُرسکون اور پُرہول سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ اوپری سمت سے جو آوازیں اُبھر رہی تھیں اب ان کا بھی وجود نہیں تھا۔ یقینی طور پر مجھے تلاش کرنے والے مایوس ہو کر یہاں سے دور نکل گئے تھے اس غار کی جانب ان کی توجہ نہیں گئی تھی۔

میں نے سوچا کہ اس چیز کو دیکھوں کہ وہ کیا ہے جو مجھے ایک دھبے کی شکل میں نظر آ رہی تھی۔ قریب پہنچا تو مجھ پر ایک اور انکشاف ہوا۔ چٹان کا ایک بڑا سا ٹکڑا اوپر اُبھرا ہوا تھا۔ اس کے نیچے ایک بڑا سا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ اس سوراخ کا قطر تین یا ساڑھے تین فٹ ہو گا۔ لیکن دوسری طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی ——— اس سوراخ میں کیا ہے؟ میں نے سوچا۔

بیرونی راستے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے تو خوف محسوس ہوتا تھا کہ کہیں جنگلیوں کے ہتھے نہ چڑھ جاؤں۔ کرنل آسٹن کی سی موت میں نہیں مرنا چاہتا تھا۔ بڑا بدنصیب تھا وہ کہ اسے اس عورت کے انتقام کا شکار ہونا پڑا۔ میں موت کو اپنے قریب تر محسوس کر رہا تھا اور جانتا تھا کہ کوئی بھی لمحہ زندگی سے رشتہ ختم کر سکتا ہے۔ لیکن بہرطور انسان کے دل میں لاتعداد خواہشیں ہوتی ہیں۔ کم از کم اپنی پسند کی موت ہی مر لیا جائے۔

چنانچہ سارے خطرات سے بے نیاز ہو کر میں اس چٹان کے نیچے رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ نیزے کو ساتھ رکھنا ممکن نہیں تھا۔ تقریباً چار یا ساڑھے چار فٹ تک مجھے سیدھا ہی گھسنا پڑا اور اس کے بعد اچانک ہی ایک ایسی ڈھلوان جگہ آ گئی جہاں میں اپنے آپ کو کنٹرول میں نہیں رکھ سکا اور اوندھے منہ نیچے جا گرا۔ یہ بھی خوش بختی تھی کہ نیچے جو جگہ تھی اس کی گہرائی چار پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھی تاہم پتھریلے فرش پر گرنے سے خاصی چوٹ لگی۔

میں گھبرا گیا تھا۔ اپنے آپ کو سنبھال کر میں اٹھا تو مجھے محسوس ہوا کہ گرنے کے بعد جس جگہ پہنچا ہوں وہ تنگ نہیں ہے اور میں یہاں بآسانی کھڑا ہو سکتا ہوں۔ یہ بھی ایک سرنگ تھی جو تقریباً بیس فٹ تک گئی تھی۔ میں اس میں آگے بڑھنے لگا اور جب اس کے آخری سرے تک پہنچا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہاں انسانی ہاتھوں کی تراش خراش موجود ہے۔ یہ سیڑھیاں تھیں جو نیچے گہرائی میں اُترتی چلی گئی تھیں مجھے حیرت ہونے لگی۔ یہاں کیا ہے؟ میں نے سوچا۔ یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا ورنہ یہ سیڑھیاں یہاں نہ بنائی جاتیں ——— اگر عام حالات ہوتے تو ایسی خوفناک جگہ پر کلیجہ پھٹ بھی سکتا تھا۔ خوف و دہشت کے مارے بدن میں لہو منجمد ہو سکتا تھا لیکن اب جن حالات میں زندگی گذر رہی تھی اُن میں خوف بے حقیقت ہو کر رہ گیا تھا۔

چنانچہ میں سیڑھیاں طے کرتا ہوا ایک بار پھر ایک چوڑے اور بڑے سے ہال میں پہنچ گیا۔ عجیب وغریب کیفیت تھی اس ہال کی۔ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن دیواروں میں نصب مشعلیں صاف نظر آ رہی تھیں جو بجھی ہوئی تھیں۔ میں متحیرانہ انداز میں دیواروں کو ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ روشنی اب اتنی بھی نہیں تھی کہ مجھے ہر چیز واضح نظر آ جاتی۔ مشعلوں کا اندازہ بھی بس اتفاق سے ہی ہو گیا تھا۔ ایک مشعل کے نزدیک پہنچ کر میں رُکا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اس کی کیا کیفیت ہے۔ نیچے ایک اُبھرے ہوئے پتھر پر مجھے ایک ایسی چیز نظر آئی جسے دیکھ کر میں چونک پڑا۔

یہ الیکٹرونک لائٹر تھا۔ اس لائٹر کی یہاں موجودگی میرے لئے جتنی تعجب خیز ہو سکتی تھی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہاتھ میں اُٹھا کر میں نے اس کا بٹن دبایا تو ایک چھوٹا سا شعلہ اس سے بلند ہو گیا۔ میں نے اس شعلے کو مشعل سے لگایا تو مشعل فوراً ہی روشن ہو گئی۔ مشعل کی ہلکی اور دھندلی روشنی میں غار کا ماحول نمایاں ہو گیا تھا۔ دیواروں پر سائے رینگ رہے تھے۔ نجانے مجھے کیا سوجھی کہ میں نے مشعل اس کی جگہ سے ہٹا لی اور اسے لیے ہوئے دوسری مشعلیں روشن کرنے لگا۔ طلسمی غار روشن ہو گیا تھا۔ میں متحیرانہ انداز میں اس کی سپاٹ دیواروں کو دیکھ رہا تھا۔ غار کے ایک حصے میں ایک اور چوکور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ اب جب میں یہاں پہنچ ہی گیا تھا تو اس کے اسرار جاننے کی خواہش میرے دل میں بیدار ہو گئی۔

میں نے ایک مشعل ہاتھ میں سنبھالی اور اس چوکور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کا کوئی پٹ نہیں تھا بس یہ بھی دیوار میں تراش دیا گیا تھا۔ آگے چل کر وہ بائیں سمت گھوم گیا تھا اور یہاں پھر سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ تقریباً

سیڑھیاں طے کر کے میں جس جگہ پہنچا وہ میرے لئے دنیا کی سب سے حیرتناک جگہ تھی۔ یہاں مخصوص قسم کے چوبی صندوق رکھے ہوئے تھے جن میں تالے پڑے ہوئے تھے۔ دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک تصور اُبھرا اور میرے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دماغ تھوڑی دیر کے لئے چکرا کر رہ گیا۔ چوبی صندوقوں کا یہ انداز عجیب وغریب تھا اور اس میں پڑے ہوئے تالے کسی خاص بات کی غمازی کرتے تھے۔ میں اپنے تجسس کو نہ روک سکا اور ایک چوبی صندوق کے پاس پہنچ گیا۔

یہاں رکھے ہوئے چوبی صندوقوں کی تعداد...... سترہ تھی یہ کافی بڑے تھے اور اتنے وزنی تھے کہ ان میں سے ایک صندوق کو بھی دو یا تین آدمی اٹھا کر کہیں نہیں لے جا سکتے تھے۔

صندوقوں کے آس پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے تالے توڑے جا سکتے۔ لیکن نجانے کیوں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ پُراسرار خزانہ انہی صندوقوں میں موجود ہے جس کے لئے ایک دنیا سرگرداں ہے اور جس کے لئے ولاڈی واسکاٹ نے نجانے کتنے لوگوں کو اپنی کہانی سُنا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے ——— اور یہی خزانہ میری طلب بھی تھا۔ لیکن جن حالات میں، میں اس تک پہنچا تھا وہ اتنے دلدوز تھے کہ خزانے کے قریب آ کر مجھے اور بھی دُکھ ہو رہا تھا۔

میں تھوڑی دیر تک وہیں کھڑا اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر دفعتاً میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ خزانوں سے متعلق بے شمار افسانے، کہانیاں اور ناول پڑھے تھے ایسے ہی تذکرے ہوا کرتے تھے کہ کوئی مہم جُو یا کوئی رسیا ان تک پہنچا تو اس حالت میں، کہ وہ ان کے حصول کے قابل نہیں ہوتا تھا۔ اس وقت میں بھی انہی کہانیوں کا ایک کردار تھا۔ لیکن خزانہ دیکھنے کا شوق نہ دب سکا۔ میں مشعل ہاتھ میں لئے ہوئے ادھر اُدھر پھرتا رہا اور پھر مجھے ایک ایسا اُبھرا ہوا پتھر نظر آ گیا جس کے لیے اگر میں کوشش کرتا۔ تو اسے اس کی جگہ سے اُکھاڑ سکتا تھا۔ مشعل رکھنے کے لئے میں نے ایک جگہ منتخب کر لی اور اسے سیدھا کھڑا کر کے اس پتھر پر زور آزمائی کرنے لگا۔ پتھر کو مختلف سمتوں میں ہلانے جلانے کے بعد میں نے باہر نکال لیا۔ اور پھر مشعل لے کر صندوقوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اُن میں سے ایک صندوق کے تالے پر پتھر آزمانا شروع کر دیا۔ تقریباً دس بارہ ضربیں لگانے کے بعد تالا کھل گیا۔ میں نے اسے صندوق کے کنڈے سے باہر نکالا اور پھر صندوق کا ڈھکنا کھول دیا۔

غار میں ایک دم دھندلی دھندلی پُراسرار روشنی پھیل گئی۔ صندوق میں اعلیٰ تراش کے بے شمار ہیرے جگمگا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی سونے کے بے شمار زیورات بھی اس میں موجود تھے جن کی ساخت بتاتی تھی کہ وہ اٹلی سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

ماؤنٹ سورانٹ کا عظیم الشان خزانہ اب میری تحویل میں تھا۔ میں اس خزانے کا مالک تھا۔ دل کو ایک فخر کا سا احساس ہوا وہ خزانہ جس کے لئے نجانے کتنے مہم جُو اور جرائم پیشہ افراد سرگرداں ہیں، میری تحویل میں ہے۔ میرے قدموں کی خاک ہے ——— ذہن پر ایک عجیب سا جنون طاری ہو گیا۔ میں نے چند ہیرے اٹھا کر انہیں قریب سے دیکھا، سونے کے زیورات کو مٹھیوں میں پکڑ پکڑ کر اُٹھایا اور انہیں نیچے گرانے لگا۔ وہی جنونی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی تھی جو اس قسم کے موقعوں پر ہو سکتی ہے۔

دیر تک میں اس خزانے سے کھیلتا رہا۔ اور پھر میرے ذہن میں سناٹے سے گونج اٹھے۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے میں بے ہوش ہو رہا ہوں۔ میں نے آنکھیں بند کیں اور زمین پر پاؤں پھیلا کر صندوق سے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ میں جو مشعل اپنے ساتھ لایا تھا وہ اب بھی روشن تھی اور اس کی دھندلی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی، اس کے ساتھ ہی جگمگاتے ہیروں کی روشنی بھی شامل تھی۔ میں اپنے چکراتے ہوئے ذہن کو قابو میں کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ بہت سے حقائق میری آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ خزانہ بے شک میری دسترس میں تھا۔ میں یہ تمام صندوق کھول سکتا تھا، ان تمام چیزوں کو اپنے قبضے میں کر سکتا تھا لیکن کس لیے ——— کیا انہیں یہاں سے لے جانا ممکن ہو سکے گا؟ کیا اس خزانے کو یہاں سے لے جایا جا سکتا ہے ———؟ کیا میں اس خزانے کو حاصل کر کے دنیا کا امیر ترین آدمی بن سکتا ہوں، لیکن دنیا تک پہنچنے کے ذرائع کیا ہوں گے ———؟ جن راستوں سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ ان راستوں سے خزانے کے ان وزنی صندوقوں کو گذارنا کیا آسان کام ہو گا ———؟ نہیں یہ سب کچھ میرے لئے نہیں ہے۔ میں تو صرف دیکھنے والا ہوں۔ دیکھ سکتا ہوں ان سب کو۔ انہیں اُٹھا اُٹھا کر ان سے کھیل سکتا ہوں اپنے بدن پر سجا سکتا ہوں لیکن ان تمام چیزوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

بے بسی کے یہ لمحات جن کیفیات کے حامل ہو سکتے ہیں وہ الفاظ میں بیان نہیں کئے جا سکتے۔ نجانے کتنی دیر تک میں دیوانوں کی طرح اس عظیم الشان خزانے کو گھورتا رہا ——— پھر پتھر لے کر ایک اور صندوق پر پل پڑا۔ اس کی کیفیت بھی مختلف نہیں تھی۔ اندر لاتعداد سکے بھرے ہوئے تھے۔ سونے کے بڑے بڑے سکے۔ صندوق کے اوپری سرے تک موجود تھے اور اس صندوق کا وزن اتنا تھا کہ اسے اپنی جگہ سے ہلانا بھی ممکن نہیں تھا۔ میں جانتا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ یہ سارے صندوق ایسی ہی چیزوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ خزانے کے اتنے وسیع ہونے کی مجھے بھی توقع نہیں تھی اس عظیم الشان خزانے کے لئے تو سلطنتیں تباہ ہو سکتی ہیں۔

میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیر تک کھلے ہوئے صندوقوں کو دیکھتا رہا، پھر گہری سانس لے کر میں نے صندوق بند کر دیے۔ اگر دل و دماغ کو قابو میں نہ رکھا گیا تو میں جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ صرف یہی کہ میں ان دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر راستہ بنانے کی کوشش کروں اور بالآخر میرا سر ان دیواروں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔ موت اور صرف موت، اس لئے خزانے کا تصور بے مقصد ہے۔ بے کار، حماقت، نجانے کتنی دیر تک میں اسی انداز میں سوچتا رہا اور پھر ذہن معتدل ہو گیا، کسی خیال کے تحت میں نے وہ صندوق دوبارہ کھولا جس میں سکے بھرے ہوئے تھے اور پھر اس میں سے چند سونے کے سکے نکال کر اپنے لباس میں چھپا لیے۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں پلٹ پڑا اور واپسی کے راستوں کی طرف چل دیا۔

اس غار میں پہنچا جہاں مشعلیں جل رہی تھیں اور پھر بدن نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا، بہتر ہے کہ یہاں بدن کو کچھ آرام دیا جائے۔ اس خیال کے تحت میں زمین پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ جلتی ہوئی مشعل میں نے اسی جگہ لگا دی تھی جہاں سے اسے نکالا تھا۔ میرے ذہن پر عجیب سا عالم طاری تھا، دماغ گھوما گھوما محسوس ہو رہا تھا، یوں لگ رہا تھا جیسے در و دیوار ہل رہے ہوں اور ہر چیز چکرا رہی ہو —— زور سے آنکھیں بھینچ کر میں نے دماغ کو پُرسکون کرنے کی کوشش کی اور دیر تک اسی طرح پڑا رہا۔ تب اچانک پیٹ میں ایک ٹیس سی اٹھی اور مجھے احساس ہوا کہ میں بھوکا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ہونٹوں پر شدید تپش محسوس ہو رہی تھی، پیاس بھی تھی۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ غار میں تمام چیزیں موجود تھیں، لیکن بدن کا دوزخ بھرنے کا کوئی انتظام نہیں تھا، سارے خزانے تھوڑی سی خوراک کے آگے ہیچ ہو جاتے ہیں، پانی کے چند قطرے اور غذا کا تھوڑا سا حصہ اس خزانے سے کہیں زیادہ قیمتی ہو سکتا ہے۔ یہ تمام تجربات مجھے ذاتی طور پر ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر تک میں سوچتا رہا، اور پھر میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے ان غاروں سے نکل جانا بہتر ہوگا ورنہ یہیں پر بھوک پیاس کی شدت سے دم توڑنا پڑے گا۔ اس روح فرسا تصور نے مجھے پہلے سے کہیں زیادہ مستعد اور چوکنا کر دیا۔ واپسی کے راستے بڑی مہارت اور ذمہ داری کے ساتھ طے کرتا ہوا بالآخر میں غار کے اس حصے میں آ گیا، جہاں سے باہر نکلنے کے بعد کھلی فضا میں سانس لی جا سکتی تھی۔

میں نے دہانے پر کھڑے ہو کر آہٹیں لیں اور اس کے بعد دہانے سے باہر نکل آیا۔ دل میں یہی خیال تھا کہ پیٹ بھرنے کے لئے غذا تلاش کروں اور واپس اسی جگہ آ جاؤں —— فی الحال یہ جگہ میرے لئے محفوظ ترین تھی کیونکہ وہ لوگ اس جگہ سے میری تلاش میں مایوس ہو کر واپس جا چکے تھے۔ لیکن تاحدِ نگاہ کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جسے خوراک کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو۔ گھاس تھی یا پھر درخت جن میں پتوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی۔ اس وقت تو کوئی بھی چیز میرے لئے قابلِ قبول ہو سکتی تھی بشرطیکہ وہ غذا کے طور پر استعمال کی جا سکے۔ کوئی ایسا درخت جس میں اور کچھ نہ ہو، کم از کم جنگلی پھل ہی لگے ہوں خواہ ان کی نوعیت کچھ بھی ہو۔

میں کسی ایسے ہی درخت کی تلاش میں غار سے کافی دور نکل آیا۔ بھوک اور پیاس اب انتہائی شدت اختیار کر چکے تھے، نجانے کب سے میں نے کھانا نہیں کھایا تھا نہ پانی پیا تھا۔ دماغ ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا، بمشکل تمام جو قوتیں مجتمع کی تھیں وہ اب بحال نہیں رہی تھیں، پاؤں لڑکھڑا رہے تھے، زبان خشک ہو گئی تھی اور ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی تھیں۔ میں دیوانوں کے سے انداز میں آگے بڑھتا رہا، میری آنکھیں کسی ایسی چیز کو تلاش کر رہی تھیں جسے کسی بھی طور کھایا جا سکے، لیکن کوئی جانور تک نظر نہ آیا، یوں لگتا تھا جیسے قدرت کو میرا پیٹ بھرنا منظور نہ ہو ——

اسی تگ و دو میں کافی دیر گزر گئی، اب آنکھوں کے سامنے ترمرے سے ناچنے لگے تھے اور پیاس کی شدت ناقابلِ برداشت ہو گئی تھی۔ میرے حلق سے کراہیں نکلنے لگیں۔ وہ نیزہ جو واپسی میں میں نے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ زمین پر ٹکا کر میں چند گز مزید آگے بڑھا اور جب پیروں میں آگے بڑھنے کی سکت نہ رہی تو وہیں بیٹھ گیا۔ بینائی ساتھ چھوڑتی جا رہی تھی، آس پاس کی چیزیں دھندلی نظر آ رہی تھیں، اوپر سورج چمک رہا تھا، اور دھوپ کی شدت ایسی تھی کہ بدن میں گویا آگ لگی جا رہی تھی لیکن اب میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں آہستہ آہستہ مفلوج ہوتی جا رہی تھیں، پھر میں زمین پر ہی لیٹ گیا اور اس کے بعد میں رفتہ رفتہ حواس ساتھ چھوڑ گئے۔

نجانے کتنی دیر اسی عالم میں گزری اور پھر ہوش آ گیا وہی کیفیت تھی، کوئی فرق نہیں محسوس ہو رہا تھا۔ رفتہ رفتہ سوچنے سمجھنے کی قوتیں بحال ہوئیں تو میں نے اطراف کا جائزہ لیا اور یہ دیکھ کر بُری طرح اچھل پڑا کہ یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں میں زمین

بیٹھا تھا۔ بلکہ اس بار پھر میں کسی غار ہی میں موجود تھا۔ بدن کے نیچے پتھریلی زمین تھی۔ اطراف میں دیواریں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھا اور پھر زمین پر ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہو گیا۔

غار سنسان تھا اس میں نیم تاریکی کی سی کیفیت تھی اور اس کے بارے میں اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ کون سی جگہ ہے۔ میں نے اپنی جسمانی قوتیں بحال کر کے ایک زوردار آواز منہ سے نکالی، اس آواز کو الفاظ نہیں مل سکتے تھے۔ بس ایک چیخ تھی جو غار میں چکرا کر رہ گئی تھی۔ لیکن اس کے جواب میں فوراً ہی تحریک ہوئی۔ کوئی تیز تیز چلتا ہوا میرے نزدیک پہنچ گیا اور میں نے دھندلاتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

ایک خوبصورت سی لڑکی تھی، جسم پر غالباً چیتے کی کھال کا لباس تھا۔ گھنے بال بکھرے ہوئے تھے اور خد و خال انتہائی دلکش تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی میرے پاس پہنچی اور مجھے ہوش میں دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ہنسی پھوٹنے لگی۔ میں نے بے بسی کی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور پھر نجانے کس طرح منہ سے آواز نکال کر اس سے پانی مانگا۔ صرف یہی الفاظ میرے منہ سے ادا ہو سکے تھے۔ پانی۔ پانی۔

وہ متعجبانہ انداز میں کھڑی مجھے دیکھتی رہی پھر شاید میری بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ وہاں سے واپس پلٹ گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مٹی کے ایک برتن میں پانی لے کر آ گئی۔ اس وقت یہ پانی گویا میرے لئے آبِ حیات تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ سے پیالہ جھپٹ کر ہونٹوں سے لگا لیا، تھوڑا سا پانی میرے سینے پر بھی چھلک کر گرا تھا۔ میں اُسے ایک ہی سانس میں خالی کر گیا۔ پھر میں نے پیالہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "اور دو —— اور دو —— مجھے اور پانی دو ——"

وہ میری بات سمجھ گئی تھی، چنانچہ پیالہ لے کر واپس ہو گئی، اور تھوڑی دیر کے بعد اسے دوبارہ بھر کر اندر لے آئی۔ پانی کا دوسرا پیالہ پینے کے بعد میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ لڑکی تھوڑی دیر تک کھڑی مجھے دیکھتی رہی تھی۔ اس وقت سوچنے سمجھنے کی قوتیں ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔ میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا، ذہن پر زور دیتا تو یوں محسوس ہوتا جیسے دماغ ایک پکا ہوا پھوڑا ہے جو ذرا بھی توجہ دینے سے دُکھنے لگتا ہے۔

لڑکی تھوڑی دیر تک کھڑی مجھے دیکھتی رہی پھر واپس پلٹ گئی اور اب کے جب وہ واپس آئی تو اس کے پاس جنگلی سیبوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ میں نے یہ سیب بھی اس سے اسی انداز میں جھپٹ لیے۔ پانی پینے سے جو نقاہت بڑھ گئی تھی سیبوں کے کھانے سے رفتہ رفتہ دور ہونے لگی۔ پیٹ میں غذا پہنچی تو پپوٹے بھاری ہونے لگے ایک عجیب سی مدہوشی طاری ہونے لگی تھی۔ اس میں نیند کا کوئی تصور نہیں تھا۔ بس پورا بدن ایک عجیب سی سنسناہٹ کا شکار تھا۔ میں اب سوچ سمجھ سکتا تھا۔ بس آنکھیں نہیں کھولی جا رہی تھیں۔

اس غار تک میں اپنے قدموں سے چل کر نہیں پہنچا تھا کوئی مجھے اٹھا کر یہاں تک لایا تھا۔ کون ہو سکتا ہے وہ؟ کیا یہ لڑکی؟ کیا یہ غار کسی آبادی میں ہے۔ بہت سے سوالات میرے ذہن میں گردش کرنے لگے۔ لڑکی کے بارے میں ایک نگاہ دیکھ کر ہی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ انہی تبتی وحشیوں سے تعلق رکھتی ہے اس کا لباس، اس کا انداز یہی سب کچھ بتاتا تھا۔ اگر اس نے مجھے نیم بے ہوشی کے عالم میں پایا اور کسی طرح مجھے یہاں تک لے آئی تو اس کا مقصد ہے کہ اس کے دل میں میرے لئے ہمدردی کے جذبات جاگے ہیں، اس کیفیت سے کوئی فائدہ کیوں نہ حاصل کیا جائے، لیکن کس طرح ——؟ کیا ——؟ کیسے ——؟ میں سوچتا رہا، آنکھیں بند تھیں اس لئے یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ لڑکی میرے پاس ہی موجود ہے یا یہاں سے چلی گئی۔ یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ دوسرے لوگوں کو اس نے میرے بارے میں بتا دیا یا صرف ابھی تک خود ہی میری یہاں موجودگی سے واقف ہے بات کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہ میری زبان نہیں سمجھ سکتی تھی اور نہ میں اس کی زبان بول سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ ذہنی تھکن بھی دور ہوتی گئی اور میرا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔

آنکھیں کھول کر دیکھا۔ لڑکی مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھی ہوئی مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے ہلکی سی کراہ کے ساتھ ہاتھ زمین پر ٹکائے اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ "میں تم سے کس طرح گفتگو کروں لڑکی" میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا —— اس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی تھی البتہ مجھے بولتے دیکھ کر وہ میرے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

میں نے اشاروں کی زبان میں اس سے اپنے بارے میں سوال کیا —— لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بس میٹھی میٹھی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی تھی، میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کی آنکھوں میں ایک خاص کیفیت ہے وہی کیفیت جو کسی نوجوان لڑکی کی اپنے پسندیدہ مرد کو دیکھ کر ہو سکتی ہے۔ اب میں ان کیفیتوں سے ناواقف نہیں رہا تھا۔ قدرت نے میری تقدیر میں اس طرح کے بہت سے کھیل لکھ دیے تھے جب کہ میں خود اس قسم کا انسان نہیں تھا۔ دل ہی دل میں خود پر ہنسی آنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگی، جو چاہتا ہوں وہ نہیں ملتا اور جو نہیں چاہتا وہ قدم قدم پر موجود ہے۔

لڑکی سے گفتگو کرنے کی بہت کوشش کی، بارہا محسوس کیا کہ اسکی آنکھوں میں شرارت سی نمودار ہوئی ہے لیکن اس نے نہ تو میری کسی بات کا کوئی جواب دیا اور نہ ہی اس کے اندر کوئی اور تحریک پیدا ہوئی۔ وہ پتھر کے بت کی مانند میٹھی مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی تھی۔ کافی دیر اس طرح گذر گئی، تب میں نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے کھانے کو کچھ اور نہیں مل سکتا ۔۔۔ ؟"

وہ میرے الفاظ سمجھ کر نہ سمجھتے ہوئے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

"خدا کرے تمہاری سمجھ میں کچھ آ ہی جائے،" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد وہ واپس آئی تو میری باچھیں خوشی سے کھل اٹھیں، اس کے ہاتھ میں ایک بھنا ہوا پرندہ موجود تھا، خاصا بڑا پرندہ تھا یہ نہیں معلوم کہ کونسا تھا، لیکن بہرطور میرے لیے بہت کچھ تھا اس نے پرندے کا گوشت مجھے پیش کیا تو میں نے شکر گزار نگاہوں سے اسے دیکھ کر اسے اس کے ہاتھوں سے لے لیا، لڑکی میرے سامنے ہی بیٹھ گئی تھی وہ مجھے دیکھتی رہی اور میں گوشت نوچ نوچ کر کھاتا رہا،

حالانکہ ٹھنڈا تھا اور شاید دیر سے بھنا ہوا رکھا تھا لیکن یہی کیا کم تھا کہ لڑکی میرا مطلب سمجھ گئی تھی اس کے بعد اس نے دوبارہ مجھے اسی مٹی کے پیالے میں پانی پیش کیا اور اب میں شکم سیر ہو چکا تھا۔

لڑکی کے بارے میں میری ذہن میں شدید تجسس تھا، یہ بھی جانتا تھا کہ میں کہاں ہوں اور وہ کس طرح مجھے اٹھا کر لائی، لیکن یہ سب کچھ ممکن نظر نہیں آ رہا تھا، تب میں اپنی جگہ سے اٹھا اور غار کے دروازے کی طرف بڑھا لڑکی نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا، لیکن جب میں غار کے دروازے سے باہر نکلنے لگا، تو اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر میرا بازو پکڑ لیا اور گردن نفی میں ہلانے لگی۔ یہ واضح اشارہ تھا کہ وہ مجھے باہر نہیں نکلنے دینا چاہتی تھی، لیکن اس کے انداز میں سختی نہیں بلکہ نرمی اور التجا تھی۔ میں اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اس کا بازو آہستہ سے دبایا اور صرف غار سے باہر جھانکنے پر اکتفا کیا۔ کچھ نظر نہیں آیا تھا سوائے اس کے کہ باہر روشنی پھیلی ہوئی تھی، غالباً شام جھک آئی تھی، کیونکہ اس روشنی میں دھوپ کی تیزی نہیں تھی۔ میں ایک گہرا سانس لے کر غار میں واپس پلٹا تو لڑکی کے چہرے پر اطمینان کے آثار نظر آئے۔

"میری اجنبی ہمدرد سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس طرح مخاطب کروں، تم سے ان حالات کے بارے میں کیسے معلوم کروں ۔۔۔ بہرطور میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے کسی بھی جذبہ کے تحت سہی، اس وقت میری مدد کی ہے جب کہ میں بے بس ہو چکا تھا۔" میں نے کہا۔ لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے بٹھایا۔

اس کے انداز میں کوئی بے چینی یا کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے یہ اظہار ہوتا کہ وہ یہاں سے چلی جانا چاہتی ہو پتا نہیں کس طرح اسے اتنی فرصت مل گئی تھی، مجھے خود بھی یہ خیال گذرا کہ کہیں لڑکی کی یہ ہمدردی میرے لیے مصیبت نہ بن جائے۔ یقیناً اس کے کچھ اور بھی لواحقین آس پاس موجود ہوں گے، جو اس کی طویل گمشدگی سے پریشان ہو کر اسے تلاش کرنے نکل پڑیں گے اور کہیں اس طرح میری نشاندہی نہ ہو جائے۔

میں نے اشاروں کی زبان میں اسے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی۔ اردو اور انگریزی زبان میں بھی بہت کچھ کہا، لیکن وہ صرف مسکرانا جانتی تھی یا پھر ایک آدھ بات سمجھ جاتی تو صرف اشاروں میں ہی اس کا جواب دیتی تھی۔

اس نے یہاں سے جانے پر آمادگی نہیں ظاہر کی تھی یہاں تک کہ رات ہو گئی اور پھر تاریکی پھیل گئی۔ میں بے چینی سے کئی بار غار کے دروازے تک جا چکا تھا، لیکن ان اطراف میں انسانوں کی آمدورفت نہیں ہوتی تھی اور یہ تو سوچنا ہی غلط تھا کہ وہ انسانوں سے دور کوئی جگہ ہو گی، آس پاس نہ سہی کچھ فاصلے پر یہاں کوئی نہ کوئی بستی ضرور موجود ہو گی۔ بہرطور تقدیر پر شاکر رہنا تھا، حالات کا اندازہ لگائے بغیر یہاں سے نکلنے کی کوشش حماقت ہو سکتی تھی، چنانچہ میں رات گہری ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اور پھر جب مجھے اندازہ ہو گیا کہ رات کافی گہری ہو چکی ہے تو میں لڑکی کا بازو پکڑ کر باہر آ گیا۔

اس بار اس نے غار سے نکلنے پر کوئی تعرض نہیں کیا تھا بلکہ اس نے غار سے نکلنے کے بعد میرا بازو پکڑا اور ایک سمت چلنے لگی۔ میں خاموشی سے اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگا چاند آہستہ آہستہ پہاڑوں کی اوٹ سے نمودار ہو رہا تھا اور ماحول پر سنہری چادر پھیلتی جا رہی تھی

وہ مجھے ایک ٹیلے کے قریب لے گئی اور اس پر چڑھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے اس کی اس ہدایت عمل کیا تھا۔ ٹیلے کے اوپر پہنچ کر میں نے دوسری سمت دیکھا تو میرے خیال کی تصدیق ہو گئی۔

یہاں ایک باقاعدہ آبادی پھیلی ہوئی تھی یہ لڑکی یقیناً اسی بستی سے تعلق رکھتی تھی۔ میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آبادی کی طرف اشارہ کیا اور اس نے اثبات میں گردن ہلا دی، جس سے اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ وہ اسی آبادی کی رہنے والی ہے۔ تب میں نے مختلف طریقوں سے اسے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ واپس چلی جائے، کہیں اس کے گھر والے اس کی تلاش میں یہاں نہ پہنچ جائیں، اس بات کے جواب میں اس نے نفی میں گردن ہلائی اور وہیں ایک چٹان پر بیٹھ گئی۔

چاندنی میں وہ پہلے سے کہیں زیادہ حسین معلوم ہو رہی تھی، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور اس کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے، اس کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک تھی اور وہ چمکیلی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی، پتلے پتلے گلابی ہونٹوں پر حسین مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی میں نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"بدقسمتی ہے میری کہ تمہاری اس عنایت کا جواب تمہاری حسب منشاء نہیں دے سکتا۔" جواب بھلا کیا مل سکتا تھا۔ وہ تو بس دیکھنا اور مسکرانا جانتی تھی۔ چاند اب پوری طرح ابھر آیا تھا اور چاندنی اور تیز ہو گئی، اس چاندنی میں بستی صاف نظر آ رہی تھی۔ لیکن اب اس کے درمیان چہل پہل ختم ہو گئی تھی۔ تقریباً آدھی رات تک میں لڑکی کے ساتھ اسی طرح بیٹھا رہا۔

اشاروں، اشاروں اگر کچھ باتیں ہو جاتیں اور وہ سمجھ لیتی تو اشاروں میں ہی جواب دے لیتی۔ ورنہ خاموش اس دوران وہ مسطح جگہ اطمینان سے لیٹ گئی تھی، میرے ذہن میں کئی بار عجیب سی کیفیات بیدار ہوئیں، ماضی کے بہت سے قصے یاد آئے۔ ہما، تنویر، ولیا اور سب سے زیادہ خوف ناک شخصیت ساریا، جس نے میرے ذہن کو پہلی بار چند لمحات کے لیے بھٹکا دیا تھا۔ ندرت جو ایک پرسکون اور پُروقار ندی کی مانند تھی اس کے ہونٹوں سے بھی گنگناہٹ ابھرتی تھی لیکن اس گنگناہٹ میں بھی سکون تھا، اس نے کبھی کوئی چھچھوری یا ہلکی بات نہیں کی تھی۔ اور اس کے بعد یہ نئی خاتون جن کا تعلق تبت کے ایک قبائلی علاقے سے تھا۔ بلاشبہ اس لڑکی کو خوبصورت کہا جا سکتا تھا اور کوئی بھی نوجوان مرد اس کی قربت کی خواہش کر سکتا تھا اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میری جگہ کوئی بھی ہلکے کردار کا مالک ہوتا تو لڑکی کی اس خودسپردگی سے فائدہ اٹھا سکتا تھا، لیکن ابھی تک ضمیر پہ یہ داغ لگانے کی نوبت نہیں آئی تھی، چنانچہ میں یہاں بھی خود کو سنبھالے رکھنا چاہتا تھا۔ البتہ اتنی لچک اب میرے اندر پیدا ہو گئی تھی کہ اگر صورتحال ناگزیر ہی ہو جاتی اور لڑکی کو اس انداز میں خوش آمدید کہنا پڑتا تو شاید اب اتنی سختی باقی نہ رہتی، بہرطور وقت گذارنا چاہتا تھا۔ پھر ہم وہاں سے اٹھ گئے، لڑکی پُراطمینان قدموں سے چلتی ہوئی میرے ساتھ غار میں آئی اور میں نے آہستہ سے اس سے کہا۔

"عزیزہ کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اب تم بھی سو جاؤ یا پھر اپنی بستی میں واپس لوٹ جاؤ کہ کہیں تمہاری یہ دلچسپی میرے لیے عذاب نہ بن جائے" بھلا وہ کیا سمجھتی یا وہ کیا جواب دیتی۔ میں خود ہی فرش پر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا اور وہ مجھ سے تھوڑے ہی فاصلے پر میرے پیروں کے نزدیک لیٹ گئی تھی۔

میں دیر تک کروٹیں بدلتا رہا۔ لڑکی کے بدن سے اٹھنے والی ہلکی ہلکی خوشبو مجھے پریشان کر رہی تھی اور میں اس کیفیت سے بچنا چاہتا تھا۔ نیند نے بالآخر میری یہ ذہنی کشمکش ختم کر دی، کسی نہ کسی طرح آ ہی گئی تھی اور پھر اس وقت بیدار ہوا جب گوشت بھوننے کی خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی میں نے تعجب سے اِدھر اُدھر دیکھا، وہی غار تھا جہاں میں سویا تھا، خوشبو باہر سے آ رہی تھی، میں اٹھ کر باہر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ لڑکی لکڑیاں جلائے ایک بڑے سے پرندے کو بھون رہی ہے، میرے قدموں کی آہٹ پر اس نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے ہنس پڑی۔ پھر اس نے انگلی سے پرندے کی طرف اشارہ کیا اور میری طرف۔

"درست فرمایا آپ نے خاتون۔ آپ میری تومدارت کر رہی ہیں اس کے لیے میں تہہ دل سے آپ کا ممنون ہوں لیکن افسوس اس ممنونیت کا کوئی صلہ نہیں دے سکوں گا آپ کو۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک بڑے سے مٹی کے جار کے پاس پہنچ گئی جس میں پانی بھرا ہوا تھا اس جار کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُوپر پیالہ رکھا ہوا تھا۔ ایک تھوڑے پیالے سے اُس نے بڑے پیالے میں پانی نکالا۔ یہ نفاست دیکھ کر مجھے تعجب ہوا تھا ورنہ ان بُرے ــــ سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ یہ پانی تھبر کر اس نے میرے سامنے پیش کیا اور دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے لگی مقصد یہی تھا کہ میں مُنہ ہاتھ دھولوں۔

" بڑی باقاعدہ ہیں آپ "! میں نے کہا اور پانی اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ وُہ اپنے مخصوص انداز سے میری ہر حرکت کو دیکھ رہی تھی۔ مُنہ ہاتھ دھونے کے بعد میں نے پیالہ واپس جاکر جار پر رکھ دیا اور پھر اس کے نزدیک جاکر بیٹھ گیا۔

" یہ پرندہ تم کہاں سے لائیں ــ ؟" میں نے بے اختیار اس سے سوال کیا اور لڑکی مجھے دیکھنے لگی۔ لیکن اب بھی خاموش ہی رہی تھی۔

" بھلی آدمی کچھ تو بولو، کم از کم اپنی زبان کے کچھ الفاظ مجھے سکھادو"۔ میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور اپنے سینے پر انگلی رکھ کر بولا " غزالی ـ غزالی "۔ لڑکی نے غور کرنے کے سے انداز میں بھنویں سکوڑیں، لیکن اس کے بعد بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب میں نے اس کے کاندھے پر انگلی رکھ کر سوالیہ انداز سے اُسے دیکھا، وُہ کتراتی ہوئی نگاہوں سے اِدھراُدھر دیکھنے لگی اور پھر خاموشی سے بھنتے ہوئے پرندے کی طرف متوجہ ہوگئی۔

" کیا تم گونگی ہو"، میں نے تعجب سے کہا "اگر گونگی نہیں ہو تو اپنی زبان کا کوئی تو لفظ بول سکتی ہو، کوئی بھی"۔ میں نے کہا اور وُہ مجھے خاموش نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ تب مجھ پر جھنجلاہٹ سوار ہوگئی " لعنت ہے مجھ پر۔ تم اشاروں کی زبان کا جواب بھی نہیں دے سکیں، نہ دو بھائی، کھلا پلا رہی ہو، یہی کافی ہے۔" بھُنا ہوا پرندہ اس نے میرے سامنے رکھ دیا۔ تب میں نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اس نے پرندے کی ایک ٹانگ توڑ کر اپنے ہاتھ میں لے لی۔

" خوب خوب۔ چلئے یہی سہی، لیکن آپ کی ان نوازشات سے مجھے خطرہ ہی محسوس ہو رہا ہے "۔ میں نے کہا اور پرندے کو اُدھیڑتا رہا، گوشت کھایا، پانی پیا یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ وُہ یہ پرندہ کہاں سے لائی۔ پھر اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وُہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو۔

" جی جی فرمایئے۔ فرمایئے۔" میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔ ؟ اور وُہ سنجیدہ ہو گئی۔ میری طرف دیکھتی رہی، پھر اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھ کر باہر کی سمت اشارہ کیا اور مجھے وہیں رکنے کے لیے کہا۔ اس کے انداز کی گہری سنجیدگی بتا رہی تھی جیسے وُہ کہنا چاہتی ہو کہ یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش خطرناک ہو سکتی ہے

میں نے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھا کہ وہ کب واپس آئے گی تو اس نے آسمان کی طرف رخ کرکے انگلی اٹھائی اور پھر چاند کی شکل بنانے لگی، میں اُن کے ان اشاروں کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ تب میں نے آہستہ سے کہا۔ " میں انتظار کروں گا "۔

یوں محسوس ہوا جیسے اس نے میری بات سمجھ لی ہو، وُہ مجھے دیکھ کر مسکرائی اور پھر وہاں سے واپس چلی گئی لڑکی مجھے یہاں رکنے کا اشارہ کر گئی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ میرا یہاں رکنا مناسب ہوگا بھی یا نہیں، اگر نہیں تو پھر کیا کروں، کس طرف جاؤں ــ ؟ ممکن ہے یہاں کچھ وقت گذارنے کے بعد کوئی بہتر بات سمجھ میں آسکے۔ جتنی صعوبتیں اٹھاچکا تھا اس کے بعد بدن میں ایسی کیفیات محسوس کر رہا تھا جیسے مجھ میں اب بہت زیادہ جدوجہد کرنے کی سکت باقی نہ رہی ہو، اگر یہیں کچھ وقت گذر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اب میرے سامنے کوئی خاص مقصد تو تھا نہیں جس کی فوری تکمیل ضروری ہوتی۔ چنانچہ میں نے یہیں رکنے کا فیصلہ کیا۔

لڑکی چلی گئی اور میں غار میں واپس آکر اپنے لباس کو دیکھنے لگا۔ لباس گندہ اور بوسیدہ ہو چکا تھا اُسے دھونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، کیونکہ پانی کا یہاں کوئی انتظام نہیں تھا، لیکن تھوڑی دیر کے لیے اُسے اتارا جاسکتا تھا اور اس وقت غار میں میرے علاوہ اور کون تھا چنانچہ میں نے اپنے اُوپری جسم کو لباس سے آزاد کر لیا۔

دفعتاً مجھے سونے کے اُن سکوں کا خیال آیا جو میں نے غار سے نکلتے ہوئے جیب میں رکھ لیے تھے۔ جیبیں ٹٹولیں تو ایک دم احساس ہوا کہ سونے کا ایک بھی سکہ میری جیبوں میں موجود نہیں ہے۔ میرا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ یہ سکے کون نکال سکتا ہے، اس لڑکی کے علاوہ کسی اور لڑکی کے بارے میں نہیں سوچا جاسکتا تھا۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا تھا کہ سکے وہیں کہیں جیب سے

نہ نکل گئے ہوں۔ لڑکی نے اگر یہ سکے نکالے ہیں ــ تو ــ تو میں اس بارے میں کچھ فیصلہ نہ کر سکا۔ تاہم میں نے یہ ضرور سوچا تھا کہ اگر وہ دوبارہ آئی تو اس سے اس کے بارے میں پوچھوں گا۔

میں غار سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں کر سکا۔ کیونکہ لڑکی مجھے اشاروں ہی سے باہر نہ نکلنے کے بارے میں سنجیدگی سے ہدایت کر گئی تھی۔ اور پھر چونکہ میں تھوڑا سا وقت وہاں گذارنے کا خواہشمند تھا۔ اس لیے اور بھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میں بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب میں نے محسوس کیا کہ قرب وجوار کی تمام آوازیں معدوم ہو گئی ہیں، تو میں غار کے دہانے پر نکل آیا۔ پھر چاند پچھلی رات کی مانند پہاڑیوں کی اوٹ سے نکلا تو میں نے لڑکی کا ہیولا اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔

وہ آرہی تھی، نجانے کیوں میرے دل کو ایک خوشی کا سا احساس ہوا، وہ مسکراتی ہوئی میرے قریب پہنچ گئی۔ اُس نے میرے دونوں بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے اور چہرہ میرے چہرے کے بالکل قریب لاکر میری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ اُس کے انداز میں عجیب سی جذباتی کیفیت تھی اور مجھے اس کے بدن سے اٹھتی ہوئی خوشبو مسحور کیے دے رہی تھی، نجانے کیوں میرے ہاتھ بھی بے اختیار آگے بڑھے اور میں نے اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ لڑکی نے اپنا سر میرے سینے سے ٹکا دیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے خود کو سنبھال لیا۔ اور اُسے اپنے ایک بازو کی گرفت میں لیے غار میں داخل ہو گیا۔ لڑکی اپنے ساتھ کچھ سامان بھی لائی تھی، جو ایک جانور کی کھال میں لپٹا ہوا تھا۔ اس نے اندر آکر پوٹلی میرے سامنے کھول دی۔ اس میں اسی طرح کے جنگلی سیب، بھنے ہوئے پرندے اور دودھ سے بنی ہوئی پنیر نما کوئی چیز تھی۔ اس نے یہ تمام سامان میرے سامنے رکھ کر مجھے کھانے کا اشارہ کیا اور میں اطمینان سے کھانے بیٹھ گیا۔ بھوک واقعی لگ رہی تھی اور میں اس کا انتظار ہی کر رہا تھا۔

میں نے اسے کھانے کی دعوت دی، لیکن وہ دونوں ہاتھ سامنے کرکے اشارہ کرنے لگی کہ وہ کھا چکی ہے اور یہ سب کچھ میرے لیے ہے۔ کافی سامان تھا، خاص طور پر سیب تو کافی تعداد میں تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ کھائے، پنیر کھایا اور گوشت پورا چٹ کر گیا۔ سیب وغیرہ میں نے ایک طرف سرکا دیے۔ وہ میرے لیے کسی مہربان شخصیت کی مانند پانی کا پیالہ بھر کے لے آئی تھی جسے میں نے اطمینان سے پی لیا۔

بہت سے سوالات تھے میرے ذہن میں۔ پوچھنا چاہتا تھا

منشی پریم چند
بیوہ -/۲۰
شعلہ حُسن -/۲۰
بازارِ حُسن -/۵۰
علی میاں پبلیکیشنز - اُردو بازار لاہور

کہ اس غار کا انتخاب اس نے کیسے کیا۔ یہ غار محفوظ ہے یا نہیں لیکن جواب میں ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے سوا اور کیا مل سکتا تھا۔ پھر اس نے خود ہی مجھ سے باہر چلنے کی فرمائش کی اور میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

ہم دونوں غار سے نکل کر ایک سمت بڑھ گئے۔ آج لڑکی نے ایک دوسرا رخ اختیار کیا تھا۔ ایک چھوٹا سا درہ تھا۔ جو غار سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ اس کا اختتام ایک بہت حسین جگہ ہوتا تھا جہاں چاندنی کا آبشار بہہ رہا تھا۔ چھوٹی سی بلندی تھی جہاں سے پانی گر رہا تھا۔ غالباً اوپر کوئی چشمہ تھا اور یہ گرتا ہوا پانی بہتا ہوا دور تک چلا جاتا تھا۔ یہ جگہ بہت حسین معلوم ہو رہی تھی، جس جگہ پانی گر رہا تھا وہاں تقریباً بارہ تیرہ گز کی چوڑائی میں تالاب سا بن گیا تھا اور یہ تالاب دیکھ کر میری طبیعت مچل اٹھی۔ میں نے فوراً ہی اپنا اوپری لباس اتارا اور نچلے لباس سمیت پانی میں داخل ہو گیا۔ لڑکی تالاب کے کنارے بیٹھ گئی۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

ٹھنڈے پانی کے اس تالاب نے گویا بدن میں نئی زندگی دوڑا دی۔ تمام گرد مٹی صاف ہو گئی تھی، پھر میں نے اوپری لباس کو بھی رگڑ رگڑ کر دھویا، لڑکی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی تھی، کئی بار میری حرکتوں پر اُس کی کھنکتی ہوئی ہنسی گونجی تھی، وہ ہنستی تھی تو اس کے ہونٹوں کا زاویہ بے حد دلکش ہو جاتا تھا اور ایسے موقعوں پر مجھے نگاہیں چرا لینا پڑتی تھیں۔ کیونکہ یہاں میرا ایمان ڈگمگا جاتا تھا۔

پھر جب خوب اچھی طرح میں نہا کر پانی سے باہر نکلا تو وہ میرے بالکل نزدیک پہنچ گئی۔ اس نے دونوں نرم و نازک ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیے اور عجیب سے انداز میں مجھے دیکھنے لگی۔

ان آنکھوں میں پیاس تھی، تڑپ تھی، طلب تھی، میری کنپٹیاں سلگنے لگیں۔ میں نے سلگتی ہوئی نگاہوں سے اُسے دیکھا وہ پُرشوق انداز میں دو قدم آگے بڑھی اور میرے بالکل نزدیک پہنچ گئی۔ دفعتاً ہی میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا اور میرے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی، میں نے اس کا بازو پکڑا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے ساتھ لیے ہوئے ایک چٹان پر آبیٹھا۔ وہ خود سپردگی کے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی۔ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ میں اُسے دیکھتا رہا۔ حواس رخصت ہوتے جارہے تھے۔ دفعتاً نقارہ بجنے کی آواز فضا میں گونج اٹھی اور ہم دونوں ہی چونک پڑے۔ لڑکی چوکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور پھر دہشت سے کھڑی ہوگئی۔ اس نے میرا بازو پکڑا اور غار کی طرف دوڑنے لگی۔ دوڑتے ہوئے میں نے اپنا اوپری لباس جسے میں نے خشک ہونے کے لیے ایک چٹان پر ڈالا ہوا تھا اٹھا لیا۔ نقارے کی آواز میں پہلے بھی سن چکا تھا۔ ایک لمحے کے لیے میرا دل دھک سے ہوگیا تھا، گویا ان لوگوں کو میرے اطراف میں موجود ہونے کی اطلاع مل گئی ہے۔ ہم دوڑتے ہوئے غار میں واپس آگئے۔ لڑکی نے مجھے غار کے انتہائی اندرونی حصے میں پوشیدہ ہونے کے لیے کہا اور پھر خود برق رفتاری سے باہر نکل گئی۔

میں اس کے باہر نکلنے کے بعد خود بھی غار کے دروازے تک آگیا، اور نقاروں کی آواز کو سننے لگا، جو چند لمحات تک فضا میں گونجتی رہیں اور اس کے بعد ایک ہیبت ناک سکوت چھا گیا۔ اب میں انتظار کررہا تھا اس بات کا کہ میری تلاش کے لیے کیا کارروائی ہوتی ہے۔ آیا کچھ لوگوں کو میری اس غار میں موجودگی کا علم ہوگیا ہے، یا پھر اس نقارے کی وجہ کچھ اور ہے؟

وقت تیزی سے گذر رہا تھا، دماغ میں دھماکے ہورہے تھے، کان آہٹوں پر لگے ہوئے تھے لیکن نقارے کی آواز بلند ہونے کے بعد پھر کوئی آواز سنائی نہیں دی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکی واپس آگئی۔ اس کی آنکھوں سے سکون کا اظہار ہورہا تھا جیسے وہ کہہ رہی ہو سب ٹھیک ہے فکر کی بات نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ جانے پر آمادہ تھی۔ اس نے میری طرف ہاتھ ہلایا اور مجھے بتایا کہ وہ پھر آئے گی۔ میں انتظار کروں۔ پھر وہ چلی گئی لیکن میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ سارا کھیل بگڑ گیا تھا۔ حالات ایک عجیب شکل اختیار کر گئے تھے۔ میں اپنی اس ہمدرد میزبان کے پاس کتنا وقت گذار سکتا تھا۔ اکتاہٹ سی طاری ہونے لگی تھی، اور اب میں بار بار سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ جس زندگی کی طرف میں نے قدم بڑھایا وہ میرے لیے مناسب نہیں تھی۔ حالانکہ اپنے گھر سے نکلتے ہوئے میرے ذہن میں قطعی یہ تصور نہیں تھا کہ میں کسی دفینے کے حصول کے لیے سرگرداں ہوجاؤں گا اور اس طرح اپنا مستقبل تعمیر کروں گا۔ گھر سے نکلتے وقت تو میرے ذہن میں کوئی خاص منصوبہ نہیں تھا، بس وہ جذباتی لمحات تھے جن میں میں نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا، لیکن اب بارہا یہ احساس ہوتا رہتا تھا کہ میں نے جلد بازی کر ڈالی تھی۔ ان لوگوں سے فائدہ اٹھاتا جو میری مدد پر آمادہ تھے۔ اپنے بھائیوں سے اپنا حصہ وصول کرتا، اپنی تعلیم مکمل کرتا اور پھر اپنے ان سنہری خوابوں کی تکمیل کرتا جو کبھی میرے ذہن میں جاگے تھے۔ میں نے تو ایک آئیڈیل زندگی کے بارے میں سوچا تھا، میرے ذہن میں کبھی کبھی جو خواب ابھرتے تھے وہ کچھ اسی طرح کے ہوتے تھے کہ ایک اگریکلچرسٹ بننے کے بعد میں اپنی زمینیں آباد کروں گا اور وہاں اپنے کھیتوں کے بیچوں بیچ ایک ایسا خوبصورت بنگلہ بناؤں گا جو دور سے دیکھنے والوں کو ایک تصویر کی مانند محسوس ہو۔ اس کے چاروں طرف تاحدِ نگاہ کھیت بکھرے ہوں۔ جن میں، میں اپنے ہاتھوں سے کاشتکاری کروں، اس بنگلے میں میری چھوٹی سی دنیا آباد ہو لیکن کچھ زر پرستوں نے مجھ سے میری جنت چھین لی تھی اور میں جذبات کی رو میں بہ کر ان کے سامنے بڑی باتیں کر کے نکل آیا تھا۔

میرے ذہن میں قطعی یہ منصوبہ نہیں تھا کہ میں کسی ایسے ذریعے سے دولت حاصل کروں۔ اگر غور کیا جاتا تو یہ صاف محسوس ہوتا کہ ان ساری کارروائیوں میں میری کسی خواہش کا دخل نہیں تھا بس تقدیر میرے لیے راہیں بناتی چلی گئی تھی۔ وہ رات جب میں نے دادو کو بوڑھے بابا کی پٹائی کرتے دیکھا تھا، میری اس تباہ کن زندگی کی ابتدا تھی۔ اور اب یہ طول طویل سفر طے کر کے میں انسانی زندگی سے اتنی دور نکل آیا تھا کہ وہاں تک کا تصور ہی فرسانِ روح تھا۔ میں سوچتا تھا کہ اگر میں سارے جھگڑوں کو چھوڑ کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کروں تو کیا تنِ تنہا اس میں کامیاب ہوجاؤں گا جن راہوں سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا وہ مجھے قطعی یاد نہیں تھیں۔ جنگلوں میں بھٹکتا ہوا مر جاؤں گا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار نہیں تھا۔ لیکن ان وحشیوں کے درمیان کب تک چھپا رہ سکتا ہوں۔ تین آدمیوں کے قاتل کو وہ معاف نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس کی ہمت بھی نہیں پڑ رہی تھی کہ حالات کو نظر انداز کر کے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کروں۔ کرنل آسٹن مارا گیا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کی زندگی کا بھی کوئی بھروسہ نہیں تھا کسی بھی لمحے انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا اور پھر ان کا جو رویہ تھا وہ ان کے اپنے حق میں بہتر نہیں تھا۔ کوئی ایسی ترکیب ہوجائے، کوئی ایسا موقع مل جائے کہ میں اور کسی کو نہ سہی تو کم از کم ان دونوں کو ہی لے کر یہاں سے نکل جاؤں۔ سمبوتورا اور ندرت کے بارے میں تو اب یہ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ غلطی سمبوتورا ہی کی تھی۔ اتنے اعتماد کے ساتھ یہاں آیا تھا اور وہ سارے سہارے مٹا دیے تھے اس نے جو کسی طور کامیاب بھی ہوسکتے تھے۔ اس کی

خواہش تھی کہ ویلینی کے باشندوں کو آتشی ہتھیاروں سے نقصان نہ پہنچے لیکن تبتی قبائل کے یہ وحشی کسی طور کم تو نہیں تھے ان کے تحفظ کا تصور بے معنی تھا۔ اگر میکے براؤن ہی زندہ رہ جاتا تو کم از کم ہم اس طرح چوہوں کی مانند ان کے قبضے میں تو نہ آجاتے، سارا کھیل ہی کمبخت الٹا ہوگیا تھا۔

اکتاہٹ ذہن پر اس قدر سوار ہوئی کہ میں غار سے باہر نکل آیا اور ایک کھلی جگہ آکر اطمینان سے لیٹ گیا۔ دل الٹ رہا تھا، کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اپنی زندگی کے بارے میں، تمام خدشات کو نظر انداز کر دیا تھا میں نے، اب میں زندگی کی کوئی دوسری شکل چاہتا تھا، جو اگر موت بھی ہو تو مجبوری تھی، نجانے کب آنکھ لگ گئی اور نجانے کب میرے اطراف روشنی پھیل گئی۔ آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ بلائے بے درماں میرے نزدیک موجود تھی۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تشویش زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر میں نے گہری سانس لی۔ غصہ سا آنے لگا تھا۔ اس حسین مورت پر خواہ مخواہ یہ عذاب میری گردن پر ہر جگہ نازل رہتا ہے۔ اب ان محترمہ کی یہ دلچسپی کس طرح برداشت کی جائے۔ میری اپنی جان پر بنی تھی اور خاتون کو عشق سوجھا تھا۔

مجھے جاگتے دیکھ کر وہ میرے قریب آگئیں، مسکرائی اور قریب بیٹھ کر میرے سینے پر ہاتھ رکھ دیا یہ دلجوئی کا اظہار تھا۔ میں ایک تھکی تھکی سانس لے کر اٹھ بیٹھا تب اس نے پیار سے میرا بازو پکڑا اور غار کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

"قید مختلف شکلوں میں ہوتی ہے۔ آئیے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ کمبخت پیٹ کی مشین مسلسل مصروفِ عمل تھی۔ نظامِ ہضم پر بھی اثر نہیں پڑا تھا حالانکہ ان حالات میں سنا یہ گیا ہے کہ بھوک پیاس مٹ جاتی ہے۔ لیکن میری بھوک اور پیاس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اس امید پر حسین محترمہ کے ساتھ غار میں پہنچا کہ وہ یقیناً میرے لیے من سلویٰ لے کر آئی ہوں گی۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا بھنے ہوئے کئی پرندے، پنیر اور دودھ موجود تھا۔ غنیمت تھا کہ زندگی کے اس نازک دور میں خداوند کریم یہ چیزیں ہی میرے لیے بھیج رہا تھا۔ منہ ہاتھ دھونے کا یا دانت صاف کرنے کا دور گذر چکا تھا۔ میں ویلینی میں تھا جہاں کی وحشتناک زندگی ان تکلفات کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ پیٹ پوجا کرنے بیٹھ گیا۔ اور خوب پیٹ بھر لیا۔ کم از کم کھا پی کر مرنے میں یہ تو سکون تھا کہ قبر میں جا کر بھوک نہیں لگے گی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اس کی طرف دیکھا وہ مسکرا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور غار کے ایک حصے سے ایک بڑی سی پوٹلی اٹھا لائی۔ یہ پوٹلی بھی شاید چیتے کی کھال کی تھی۔ اس میں کچھ سامان بندھا ہوا تھا۔ اس نے یہ کھال میرے سامنے کھول دی اور پھر مجھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اوپری لباس خشک ہونے کے بعد میں نے دوبارہ بدن پر پہن لیا تھا اس کے ہاتھ میرے اوپری لباس کے جانب بڑھ گئے میں خاموشی سے اس کا یہ عمل دیکھتا رہا۔ اس نے میرا اوپری لباس اتار کر ایک طرف ڈال دیا اور پھر جب اس کے ہاتھ میرے زیریں لباس کی طرف بڑھے تو میں اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

"اے۔ اے۔ خاتون، اپنے اور میرے درمیان کم از کم اتنا فرق تو رہنے ہی دو۔" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے اس نے میری بات سمجھ لی ہو، پھر اس نے چیتے کی وہ کھال اٹھائی جسے میں اب تک بیکار سمجھتا رہا تھا۔ اور اسے بدن کے نچلے حصے پر اس طرح لپیٹی جیسے مجھے اس کے استعمال کا طریقہ سمجھا رہی ہو۔

میں نے متحیرانہ انداز میں اسے دیکھا اور اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ دوسرے لمحے میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ مجھے واقعی شدید تعجب ہوا تھا۔ لڑکی جس منصوبے پر عمل کر رہی تھی، وہ جنگل میں رہنے والی کسی الہڑ سی دوشیزہ کے لیے میں نہیں سوچ سکتا تھا، وہ مجھے چیتے کی یہ کھال اپنے نچلے بدن پر لپیٹ لینے کے لیے کہہ رہی تھی۔

"لیکن اس سے فائدہ۔" میں نے بے اختیار پوچھا۔۔۔ وہ خاموشی سے کھڑی مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے پوٹلی میں سے لایا ہوا دوسرا سامان نکالا جو عجیب سی چمڑے کی بوتلوں میں بند تھا۔ اور میرے سامنے کر دیا۔ میں ان بوتلوں کو دیکھنے لگا بڑے بڑے جانوروں کی آنتیں کسی طرح پھلا کر انہیں بوتل کی شکل دے دی گئی تھی اور غالباً دھوپ میں خشک کر لیا گیا تھا۔ ان بوتلوں میں مختلف قسم کے سیال بھرے ہوئے تھے، میری آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ میں اس کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ چند لمحات میں سوچتا رہا اور پھر میں نے اس سے تعاون کیا۔ اس سے رخ بدل لینے کی درخواست کر کے میں اپنا زیریں لباس اتارنے لگا۔ لیکن وہ اس درخواست کو بھی نہیں سمجھ سکی تھی۔ تب میں نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے دونوں بازو پکڑے اور اس کا رخ بدل دیا۔ ایک بار پھر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ کاش میں اس جنگلی ہنسی سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت رکھتا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر میں نے اپنے بدن پر وہ مضحکہ خیز کھال پہن لی۔ جس نے میری ستر پوشی تو کر دی تھی۔ لیکن خود میں اپنی نگاہوں میں عجوبہ بن گیا تھا۔ میں اس وقت ٹارزن کی آخری نسل کا فرد معلوم ہو رہا تھا۔

لڑکی نے بڑے اہتمام سے مختلف بوتلوں سے سیال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکال کر لکڑی کے ایک برتن پر ڈال کر انہیں ملانا شروع کر دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ سیال میں لتھڑ گئے تھے۔ پھر اس نے وہ سیال میرے بدن پر ملنا شروع کر دیا۔ اب میری حیرت بھی ختم ہو گئی تھی۔ لڑکی مجھے ان وحشیوں کا روپ دے رہی تھی۔ مہذب دنیا کی باشندہ ہوتی تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہ ہوتی کیونکہ میک اپ کا فیشن عام ہو گیا ہے اور بہت کچھ تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تبت کے ان غیر مہذب علاقوں میں جنگل کی ایک لڑکی میک اپ کے فن سے واقف تھی تو یقیناً یہ حیرت کی بات تھی۔ میں اس کی فنکاری دیکھتا رہا۔ بازوؤں، انگلیوں، ہتھیلیوں ہر جگہ پر اس نے وہ سیال مل دیا جس کا رنگ کافی پکا معلوم ہوتا تھا اور بڑی بات یہ تھی کہ وہ بدن پر لگ کر سوکھتا بھی نہیں تھا۔ نہ ہی اس میں ایسی چکناہٹ باقی تھی کہ اگر اسے صاف کیا جائے تو وہ بدن سے اتر جائے۔

آخر یہ سیال کس نے دریافت کیا اور لڑکی کو اس کے بارے میں کیسے معلومات حاصل ہوئیں۔ میں سوچتا رہا اور وہ مجھے لنگور بناتی رہی۔ جسم کے تمام کھلے ہوئے حصے رنگنے کے بعد اس نے ان پر اس طرح ہاتھ پھیرا کہ کہیں بھی رنگ ہلکا یا بھاری نہ محسوس ہو۔ اس کے بعد چہرے پر نوبت آ گئی اور میں خاموشی سے اس کی حرکات کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے دوسری شیشیاں اٹھائیں اور انگلی ڈبو کر میرے چہرے پر نقش و نگار بنانے لگی۔

"بس اسی کی کسر تھی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ مسکراہٹ تو اس کے ہونٹوں سے چپکی ہی رہتی تھی۔ آنکھیں شوخی کا اظہار کرتی تھیں، میری بات سمجھنے کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا۔ بس یہ دائمی مسکراہٹ تھی جو ہر بار یوں محسوس ہوتی تھی جیسے میری کسی بات کے جواب میں ہو۔ اس کے بعد اس نے مجھے ناقدانہ نگاہوں سے دیکھا، میرے گرد کئی چکر لگائے اور آخری کام کر دیا یعنی میرے سر پر چمڑے کی پٹی چڑھا کر اس میں سرخ رنگ کے دو پر اڑس دیے۔

"سبحان اللہ۔ اب ایک نیزہ بھی میرے ہاتھ میں دے دیجیے گا۔" اور وہ واپس مڑ گئی۔ اس نے غار میں رکھا ہوا نیزہ اٹھایا اور میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

"واللہ۔ آپ تو اہلِ زبان ہو گئیں۔" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ لڑکی نے سامان سمیٹنا شروع کر دیا تھا۔ پھر اس نے غار کے پتھر سے رگڑ رگڑ کر اپنے ہاتھ صاف کیے اور جو کچھ گندگی باقی رہ گئی تھی، وہ اطمینان سے اپنے لباس سے رگڑ کر صاف کر لی، پھر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے غار سے باہر لے آئی۔ باہر اب دھوپ پھیل چکی تھی۔ اس دھوپ میں میرے بدن اور چہرے پر ملا ہوا سیال خشک ہونے لگا۔ میں نے اپنی کلائیوں کو دیکھا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دھوپ لگنے کے بعد وہ بالکل ان جنگلیوں کے رنگ کی ہو گئی تھیں۔ یہی کیفیت بقیہ بدن کی بھی تھی۔ لباس غار ہی پڑا رہ گیا تھا۔ جس کے بارے میں، میں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ خاتون تو نہیں سوچ سکیں، میں خود ہی اس سے نجات پا لوں۔ ویسے لڑکی کی اس کوشش سے میں خود بھی متفق ہو گیا تھا۔ حیرت صرف اس بات کی تھی کہ یہ تصور اس کے ذہن میں کیسے آیا اور یہ اشیاء اس نے کہاں سے حاصل کیں۔ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے بلاشبہ اس وقت ایک شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس طرح کم از کم مجھے ان جنگلیوں کے درمیان نقل و حرکت کی آزادی حاصل ہو گئی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ میں ان کی زبان نہیں بول سکتا تھا۔ لیکن کہیں سے گذرتے ہوئے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو مجھ پر شبہ نہیں کر سکتے تھے۔ اور اپنی ہی نسل کا کوئی انسان سمجھ کر انہیں میری طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ لڑکی بھی اس بات سے مطمئن نظر آ رہی تھی۔

میں واپس پلٹا۔ اپنے سامان کا بنڈل بنا کر غار کے ایک ایسے گوشے میں چھپا دیا جہاں اسے آسانی سے نہ دیکھا جا سکے اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ تب وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اس سمت چل دی۔ جہاں ہم پچھلی رات گئے تھے۔ پانی کے چھوٹے سے چشمے میں جھانک کر میں نے اپنا حلیہ دیکھا اور لڑکی کی فنکاری پر عش عش کر اٹھا۔ اس نے واقعی میری صورت تبدیل کر دی تھی۔ اور اب کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں دلیپتی کا وحشی نہیں ہوں۔ میں نے متحیرانہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم اگر اس قدر فنکارانہ صلاحیتوں کی مالک ہو، تو پھر میرے اشاروں کی زبان کیوں نہیں سمجھتیں۔" اس کے چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ جس پر مجھے ایک دم غصہ آ گیا۔ کمبخت اپنی بات سمجھا دیتی ہے، اور میری ایک نہیں سنتی۔

نیزہ ہاتھ میں تھامے میں لڑکی کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ وہ کھلنڈرے انداز میں میری رہنمائی کر رہی تھی۔ تاحدِ نگاہ چٹانیں، درخت اور جھاڑیاں بکھرے ہوئے تھے۔ دلیپتی کی آبادی کا یہ دوسرا حصہ دن کی روشنی میں، میں نے اب اچھی طرح دیکھا تھا لیکن اسے دیکھنے کے بعد بھی کوئی صحیح فیصلہ کرنا مشکل تھا، میں بھلا کیا کر سکتا تھا، البتہ اس کے ساتھ سفر کرتے ہوئے یہ خیال میرے ذہن میں ضرور ابھرا اور وہ یہ کہ اگر میں ان لوگوں میں گھل مل جاؤں تو ممکن ہے، فرار کا کوئی راستہ مل سکے۔ یہی ضروری تھا، چھپ کر ان کے درمیان سے نکلنا مشکل نہیں تھا لیکن یہ موجودہ حلیہ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتا تھا۔

لڑکی مسلسل آگے بڑھ رہی تھی، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے

اب وہ اس غار میں واپس آنے کا ارادہ نہ رکھتی ہو کہیں یہ احمق لڑکی مجھے اپنی رہائش گاہ پر تو نہیں لے جا رہی ہے، بے شک حلیہ تبدیل ہو گیا تھا لیکن ان لوگوں کی سی حرکات و سکنات یا ان کی زبان بولنا تو میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ میں دور دور سے تو محفوظ رہ سکتا تھا لیکن لڑکی کے علاوہ اگر کوئی اور شخص مجھے ٹکرا گیا تو پھر میری پول کھل جانا یقینی تھا۔ میں رکا تو وہ ٹھٹھک کر مجھے دیکھنے لگی، اس کی آنکھوں میں سوالیہ کیفیت تھی۔

"معزز خاتون، کیا آپ میری رفاقت سے اکتا گئی ہیں؟ کہاں لیے جا رہی ہیں مجھے، کیا موت کی طرف۔؟"

وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی، پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

"چلیے چلیے، آپ سے تعاون نہ کرنے کا مقصد بھی میں جانتا ہوں۔ لیکن خدا کے لیے صرف ایک حد تک یہ تعاون طلب کیجیے گا، کیونکہ اس سے آگے کچھ میرے بس میں نہیں ہے۔ دیوار سے باتیں کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔!"

دیوار میرے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ اب ہم ایک تپلے درّے سے گذر رہے تھے۔ جس کے دونوں سمت پہاڑوں کی بلندیاں تھیں۔ درّے سے داہنی سمت گھوم کر ہم ایک چٹانی علاقے میں پہنچ گئے۔ یہاں چٹانوں میں متعدد غار بکھرے ہوئے تھے، انہی میں سے ایک غار کی طرف اس نے رخ کیا اور میں گھبرا کر بولا۔ "کیا غاروں کے علاوہ آپ کو کوئی اور جگہ نہیں مل سکتی، مجھے آپ سے خوف محسوس ہوتا ہے، آخر آپ ان غاروں کی طرف کیوں چل رہی ہیں۔؟"

اس نے مجھے دیکھا اور مسکراتے ہوئے ایک غار کی طرف لے جانے لگی۔

"یہ پناہ گاہ کیا وہاں سے زیادہ محفوظ ہے؟" میں نے سوال کیا، اس مرتبہ وہ رک گئی اور کسی قدر بے چین نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ "اگر آپ لے جا سکتی ہیں تو مجھے زندگی کی سمت لے جائیے، میں اب ان ویرانوں میں بہت زیادہ عرصے زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"میں تمہیں زندگی کی طرف ہی لے جا رہی ہوں، چلتے رہو!" میرے کانوں نے سنا اور میں چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا نسوانی آواز تھی۔ انگریزی زبان تھی اور یہ آواز اسی لڑکی کے ہونٹوں سے نکلی تھی۔ لیکن کیا یہ میری سماعت کا دھوکہ ہے، کیا میرے دماغ میں خلل پیدا ہو چکا ہے۔ کیا میں دیوانگی کی حدود میں داخل ہو گیا ہوں۔

لڑکی مسکراتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ شدید حیرت سے چند لمحوں تک میری آواز نہ نکل سکی، دیر تک میں اسے دیکھتا رہا، پھر میں نے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ پوچھا۔ "تم نے۔ تم نے کچھ کہا۔"

"ہاں مجبوری ہے، اب تمہاری بات کا جواب دینا ہی پڑے گا۔"

اس بار میں نے اس کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے تھے۔ آواز بھی اسی کے ہونٹوں سے نکلی تھی، دماغ بھک سے اڑ گیا۔ ممکن تھا کہ چکرا کر نیچے گر پڑتا۔ بمشکل تمام غار کی نزدیکی دیوار کا سہارا لیا تھا۔ میری پھٹی پھٹی آنکھیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اور اس وقت اس کی مسکراہٹ کو باقاعدہ معنی دیے جا سکتے تھے۔ وہ شرارت آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں تک میں آنکھیں پھاڑے اسے گھورتا رہا۔ دو تین بار آنکھیں بھینچ کر ذہن کو جھٹکا اور پھر اس کے قریب پہنچ گیا۔ "خدا کی قسم کیا یہ تم ہی بولی تھیں۔ کیا یہ تمہاری ہی زبان تھی۔ یہ تمہارے ہی الفاظ تھے؟"

"اندر چلو، باہر کی دنیا ابھی تمہارے لیے اتنی محفوظ نہیں ہے۔" اس بار اس نے سنجیدگی سے کہا اور میں نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ "خدا کی پناہ، خدا کی پناہ، میں پاگل ہو گیا ہوں یا پھر۔ یا پھر۔"

"بہتر یہ ہے کہ اس کا فیصلہ اندر چل کر ہی کیا جائے۔" لڑکی نے کہا اور اس بار مضبوطی سے میرا بازو تھام کر مجھے غار کے اندر لے گئی، لیکن میری جو کیفیت تھی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ایک ناقابل یقین بات ہوئی تھی تو میں اس پر کیسے یقین کر لیتا۔ وہم کا وقفہ اتنا طویل نہیں ہوتا۔ یہ میری سماعت کا دھوکا نہیں تھا۔ لڑکی اب میرے ہر سوال کا جواب نہایت شستہ انگریزی میں دے رہی تھی۔ دفعتاً میں نے اسے عقب سے پکڑ لیا۔ "سنو لڑکی سنو۔ انسان کی قوت برداشت کے بارے میں جانتی ہو کچھ؟"

"زیادہ نہیں جانتی۔" اس نے جواب دیا۔

"جتنا بھی جانتی ہو اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ ممکن ہے میں دیوانگی کے عالم میں تمہارے یہ خوبصورت بال نوچ ڈالوں۔ یا تمہیں کھسوٹنے لگوں۔ مجھے بتاؤ کہ یہ اچانک تمہارا گونگا پن کیسے ختم ہو گیا اور اچانک تم نے انگریزی کیسے بولنا شروع کر دی، کیا دلیپتی میں کوئی درسگاہ بھی قائم ہو گئی ہے یا پھر۔ یا پھر۔؟"

"گے زالی تم۔ ایک مہذب انسان ہو۔ میں جانتی ہوں نہ تم میرے بال نوچو گے اور نہ تم مجھے جھنجھوڑ کھاؤ گے، آؤ بس چند لمحات کے بعد تم پر تمام باتوں کا انکشاف ہو جائے گا۔" اس نے میرا بازو پکڑ کر کہا۔ میں چل تو رہا تھا اس کے ساتھ لیکن دل و دماغ کی جو کیفیت تھی وہ میں جانتا تھا یا میرا خدا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غار سرنگ نما تھا۔ اس کا اختتام ایک بہت بڑے سے ہال میں ہوا تھا جو کسی قدر تیچاؤں پر تھا، ہال میں روشنی پھیلی ہوئی تھی اور یہ روشنی بیٹری لیمپ کی تھی۔ روشنی کے قریب ہی کوئی اور موجود تھا جسے دیکھ کر میں نے متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑیں سڈول بدن کا مالک ایک ویلینی وحشی جو بارہ سنگھے کی کھال پر بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔

آج غالباً ویلینی میں جادو کا دن تھا۔ ہر بات انوکھی ہر چیز انوکھی۔ ویلینی کے یہ وحشی تعلیم یافتہ بھی ہیں، میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ قدموں کی آہٹ پر چونک کر اس شخص نے مجھے دیکھا اور پھر کتاب کو درمیان میں سے کھلا چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"سونیتا مجھے بتا چکی ہے کہ تمہارا نام گے زالی ہے۔" اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا داہنا ہاتھ مصافحے کے لیے پھیلا ہوا تھا۔ میں چکرائے ہوئے ذہن کے ساتھ اسے دیکھتا رہا۔ اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ کو نجانے کس طرح میرے ہاتھ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ تب وہ لڑکی کی طرف رخ کر کے بولا۔ "سونیتا باہر کا ماحول تو پرسکون ہے؟"

"ہاں پپا بالکل۔" لڑکی نے جواب دیا اور ایک ابھرے ہوئے پتھر پر بیٹھ گئی۔ اس کے ہونٹوں سے ہنسی پھوٹی پڑ رہی تھی اور اس کی شریر آنکھیں کچھ اور زیادہ مسکرانے لگی تھیں۔

"ویلینی کے انوکھے انسان کیا عالم حیرت میں حرکتِ قلب بند ہو سکتی ہے؟" میں نے اس سے سوال کیا۔

"نہیں، آدمی صرف بے ہوش ہو سکتا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"تو کیا تم یہ پسند کرو گے کہ میں ہمیشہ کے لیے بے ہوش ہو جاؤں؟"

"قطعی نہیں قطعی نہیں، بہتر ہے کہ تم اپنی حیرت رفع کر لو۔" اس نے جواب دیا۔

"تمہارے بدن پر کھال کا یہ لباس، تمہارا یہ مٹیالا رنگ اور اس پر یہ شستہ انگریزی اور یہ کتاب۔ کیا یہ باتیں کسی انسان کو پاگل کر دینے کے لیے کافی نہیں ہیں؟" میں نے کہا۔

"یقیناً ہیں۔ لیکن ایک جملہ یہ تمام حیرتیں ختم کر سکتا ہے۔ وہ یہ کہ تم مجھے زیڈال کے نام سے پکار سکتے ہو، پروفیسر زیڈال اور یہ میری بیٹی سونیتا ہے۔" ویلینی کے وحشی نے جواب دیا۔ میں پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ مسکرا کر بولا۔ "بیٹھو گے زالی بیٹھو، بہت سی باتیں کرنی ہیں تم سے اور سونیتا تم ذرا غار کے دہانے پر نگاہ رکھو، ہمیں بہرحال محتاط رہنا چاہیے۔"

"اوہ پپا باہر کی فکر نہ کرو، میں نے یہاں داخل ہونے سے پہلے دور تک کا جائزہ لے لیا ہے اس طرف کوئی نہیں ہے۔"

"گویا ساری باتیں تمہاری موجودگی میں ہی ہونی چاہییں۔" پروفیسر زیڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں پپا، مسٹر گے زالی میری دریافت ہیں، میں اس کا حق رکھتی ہوں۔" لڑکی مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے لیکن حقوق کے ساتھ زندگی کی حفاظت بھی کرو، جاؤ ایک نگاہ باہر دیکھ کر آؤ، دور دور تک کا جائزہ لے لینا۔" پروفیسر زیڈال نے کہا اور لڑکی اکتائے ہوئے انداز میں باہر نکل گئی۔

میں اب بھی شدید حیرت کا شکار تھا۔ لڑکی سے ملاقات اور اس کے بعد اس کی اداکاری یاد آ رہی تھی۔ میری ہر بات کے جواب میں اس کی آنکھیں صرف سادگی سے مسکراتی رہتی تھیں۔ ایک بار بھی اس کے چہرے سے یہ اظہار نہیں ہوا کہ وہ میری بات سمجھ چکی ہے۔ بس ایک سادہ سی دیوار کی مانند تھی وہ۔ لیکن درحقیقت جو کچھ میں کہہ رہا تھا وہ سب جانتی تھی۔ میں نے اپنی حیرت پر قابو پایا کم از کم میرے حالات میں کوئی تو تبدیلی تو رونما ہوئی تھی۔ پھر میں نے پہلی بار پروفیسر زیڈال سے سوال کیا۔ "مسٹر زیڈال آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

"سونیتا کے ذریعے۔" پروفیسر زیڈال نے جواب دیا اور اس وقت سونیتا واپس آ گئی۔

"میں کہہ چکی ہوں پپا باہر سب ٹھیک ٹھاک ہے، ہاں میرا نام کس سلسلے میں لیا گیا تھا؟" سونیتا نے سوال کیا۔

"میں بتا رہا تھا کہ گے زالی کا نام مجھے تمہارے ذریعے معلوم ہوا۔"

"ہاں مسٹر گے زالی میں نے ہی تمہیں دریافت کیا تھا پھر پپا کی مدد سے ہم تمہیں اٹھا کر لائے تھے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن کیا اب میں تم لوگوں کے بارے میں بھی کچھ جان سکتا ہوں؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ سوال تم پپا سے کرو۔" سونیتا شرارت بھرے انداز میں بولی۔

پروفیسر زیڈال کہنے لگا۔ "مسٹر گے زالی بہتر یہ ہو گا کہ ہم دونوں اپنے بارے میں تھوڑی تھوڑی تفصیلات بتا دیں اس کی ابتدا میں ان الفاظ سے کرتا ہوں کہ ویلینی کے علاقے میں میری آمد ایک مقصد کے تحت ہوئی ہے۔ اب تم سے کیا چھپاؤں یوں سمجھ لو کہ ولاڈی واسکاٹ کی ڈائری کے کچھ الفاظ میری دلچسپی

کا باعث بنے اور اس کے بعد ایک طویل سفر طے کر کے میں یہاں تک پہنچ گیا۔"

"تنہا؟" میں نے بے ساختہ پوچھا۔ اور اس بات پر پروفیسر زیڈال کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے الجھن کے آثار نمایاں ہو گئے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "نہیں تنہا نہیں۔ لیکن اس جواب کے ساتھ ہی اب میں تمہارے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرا نام تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا مسٹر زیڈال، باقی یوں سمجھ لیں کہ ولاڈی واسکاٹ کی ڈائری ہی مجھے بھی یہاں سرگرداں کیے ہوئے ہے۔"

"تمہارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں؟"

"ہیں نہیں تھے۔ ہم کل پانچ افراد تھے جن میں ایک لڑکی تھی اور تین میرے دوسرے ساتھی۔ دو پراسرار طور پر غائب ہو گئے۔ دو ابھی ان لوگوں کی قید میں ہیں۔ میں بھی ویلینی کے باشندوں کی قید میں تھا۔ لیکن میں وہاں سے نکل بھاگا ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے۔" زیڈال نے جواب دیا

"اس طرح آپ کو اب یہ معلوم ہو گیا کہ میری یہاں آمد کا مقصد کیا ہے؟"

"ہاں سو فیصدی۔ لیکن ڈیئر گے زالی تمہاری پہنچ مجھ سے آگے ہے، معاف کرنا میں بہت زیادہ گھماؤ پھراؤ کا عادی نہیں ہوں، صاف گفتگو کرتا ہوں اور یہ کہتے ہوئے مجھے بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا کہ تم میرے لیے ایک اہم شخصیت بن گئے ہو، جانتے ہو کیوں؟"

"نہیں جانتا تو نہیں لیکن جاننا چاہتا ہوں۔"

"تمہارے لباس سے سونے کے چند سکے برآمد ہوئے ہیں جن کا تعلق ماؤنٹ سوراسٹ کے اس خزانے سے ہے جس نے بے شمار افراد کو پاگل بنا رکھا ہے۔"

میں چونک پڑا۔ مجھے وہ سکے یاد آ گئے تھے جو میں نے اس عظیم الشان خزانے سے حاصل کیے تھے۔ اور جو غار میں ہوش آنے کے بعد مجھے نہیں ملے تھے۔ سکوں کی گمشدگی کا راز اب معلوم ہوا تھا۔

میرا ذہن برق رفتاری سے کچھ فیصلے کرنے لگا، پروفیسر زیڈال اور سونیتا کی خود سے دلچسپی کو میں اچھی طرح محسوس کر چکا تھا۔ اب مجھے اس روشنی میں ان لوگوں سے گفتگو کرنی تھی۔ "ہاں وہ سکے میرے پاس موجود تھے اور بے ہوشی کے دوران غائب ہو گئے۔"

"میرے پاس موجود ہیں وہ، تمہاری امانت کے طور پر۔"

"ٹھیک ہے ان ویرانوں میں اس امانت کا کیا کیا جا سکتا ہے مسٹر زیڈال، بے کار سی چیز ہے اب وہ خزانہ ہمارے لیے۔"

"نہیں دوست ایسی بات نہیں۔ میں ابھی تمہیں ساری تفصیلات نہیں بتاؤں گا، لیکن آہستہ آہستہ چند باتیں تمہیں بتا دی جائیں گی۔ میری طرف سے ایک پیش کش قبول کرو۔ وہ یہ کہ میں یہاں تمہیں مکمل طور پر پناہ دے سکتا ہوں، تمہارے ساتھیوں کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان کی بازیابی میں کامیاب ہو سکوں گا یا نہیں۔ اور اگر ان سے تمہارا کوئی ذہنی لگاؤ نہیں ہے تو پھر یوں سمجھو کہ تقدیر نے تمہیں تنہا یہ موقع دیا ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان سودے بازی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ تم اسے پسند کرو اور اس سلسلے میں اپنی شرائط مجھے پیش کر دو۔"

"سودے بازی۔" میں نے گہری نگاہوں سے پروفیسر زیڈال کو دیکھا۔

"ہاں سودے بازی!"

"کس قسم کی؟"

"سونے کے وہ سکے تمہارے پاس کہاں سے آئے؟" پروفیسر زیڈال نے مجھے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"فرض کرو پروفیسر زیڈال میں اس خزانے کا راز معلوم کر چکا ہوں، ایسی حالت میں۔" میں نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا اور پروفیسر زیڈال کی نگاہوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو گئی۔ اب میں اُسے چونکہ دوسری نگاہ سے دیکھ رہا تھا اس لیے مجھے یہ مہذب وحشی اتنا حیرت انگیز نہیں لگ رہا تھا اور میں اُس کی کیفیات کو محسوس کر سکتا تھا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ تم کسی طرح اس خزانے تک پہنچ چکے ہو۔ بہرحال دل تو میرا یہ چاہتا ہے کہ فوراً ہی تم سے اسی بارے میں تفصیلات معلوم کر لوں، لیکن ظاہر ہے تم نہیں بتاؤ گے۔ کیونکہ اسی پر تمہاری زندگی کا بھی انحصار ہے۔ میں صاف گوئی سے بات کرنا پسند کرتا ہوں۔ کیا میں نے غلط کہا؟"

"نہیں پروفیسر زیڈال، تم ٹھیک کہتے ہو۔" میں نے جواب دیا۔

"تو دوست کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تم خزانے کے اس راز میں مجھے بھی شریک کر لو۔ میں ویلینی کے ان باشندوں سے تمہارا تحفظ کروں گا۔ تمہیں ہر طرح کی آسانیاں فراہم کروں گا اور اس کے بعد خزانہ حاصل کریں گے اور پھر یہاں سے نکل چلیں گے۔ اگر تم اس پر تیار ہو؟"

"کیا یہاں سے نکلنا اتنا ہی آسان ہو گا۔؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم آسانی کی بات کہتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہماری زندگی کا سب سے مشکل کام ہوگا۔ لیکن خزانے آسانی سے نہیں حاصل ہو جاتے۔ بے حد دشواریاں اور الجھنیں برداشت کرنا پڑیں گی، ہمیں۔ لیکن میں تمہیں اس کا یقین دلاتا ہوں کہ میں انتہائی حد تک خزانے کو یہاں سے نکال لینے کے لیے آسانیاں فراہم کر سکتا ہوں۔ میرے پاس اس کے ذرائع موجود ہیں۔"

میں پُرخیال نگاہوں سے پروفیسر زیڈال کو دیکھنے لگا۔ اس شخص کی معیت میرے لیے خاصی بہتر ہو سکتی تھی اور بعد کے معاملات تو بعد میں ہی دیکھے جاتے، وقتی طور پر کوئی مؤثر سہارا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے مدہم لہجے میں کہا۔ میں آپ کے ساتھ تعاون کر سکتا ہوں پروفیسر زیڈال اور میں سمجھتا ہوں کہ جب آدمی کسی چیز سے مکمل طور پر مایوس ہو جائے تو پھر اس میں دوسروں کی شمولیت اسے گوارا کر لینی چاہیے۔ عام حالات میں شاید میں کسی بھی قیمت پر تعاون پیش نہ کرتا لیکن خزانہ یہاں سے لے جانے کے سلسلے میں۔ میں قطعی بے بس ہوں۔ بہر طور میں آپ کی خواہش پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں اور اپنے آپ کو آپ سے تعاون کے لیے پیش کرتا ہوں۔!"

پروفیسر زیڈال مضطربانہ انداز میں کھڑا ہو گیا اور پھر اُس نے پُرجوش طریقے سے مجھ سے مصافحہ کیا۔ "تم مجھے ایک بہترین ساتھی پاؤ گے۔ ایک قابل اعتماد انسان۔"

"میری کیا پوزیشن ہوگی پپا؟" سونیتا نے کہا۔ پروفیسر نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک مکمل خاموشی چھائی رہی پھر پروفیسر نے کہا۔ "یہ غار تمہارے لیے بالکل محفوظ ہے فی الحال تم یہاں آرام سے رہ سکتے ہو۔ لیکن اس کے بعد تمہیں ان لوگوں میں رہنا ہوگا۔ ہمارا کام آسان نہیں ہے جو پروگرام ہم لوگ بنائیں گے وہ طویل وقت لے گا اور میں تمہیں قید نہیں رکھنا چاہتا۔"

"کیا ان لوگوں کے درمیان رہنا میرے لیے ممکن ہوگا پروفیسر؟"

"میں اس ناممکن کو ممکن بناؤں گا۔" پروفیسر زیڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس غار کو آپ کیسے محفوظ تصور کرتے ہیں؟"

"کیونکہ یہ میرے لیے مخصوص ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا ہے گے زال تم اس پر کاربند رہو۔ رفتہ رفتہ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کریں گے اور بہت سی باتیں علم میں آئیں گی۔"

"معاف کیجیے گا مسٹر زیڈال۔ میرے پاس صرف ایک راز تھا جو میں نے آپ کو بتا دیا لیکن آپ ابھی مجسم راز ہیں آپ کو کھونے کا کیا طریقہ ہوگا؟"

"میں خود بخود کھل جاؤں گا۔ اس کی فکر مت کرو۔"

"بہتر ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پروفیسر پھر کسی خیال میں کھو گیا تھا۔ پھر اُس نے کہا۔ "سونیتا اس غار میں تمہارے ساتھ رہ سکتی ہے۔ تمہیں ضرورت کی ساری چیزیں مہیا ہو جائیں گی کچھ وقت اطمینان سے گزار لو۔ اس کے بعد۔"

"ایک گزارش اور ہے پروفیسر۔ میرے دو ساتھی اس جگہ قید ہیں جہاں میں قید تھا۔ بقیہ دو ساتھی گم ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ ان لوگوں کو بھی تحفظ فراہم کریں۔"

"کیا ان سے تمہارا کوئی ذہنی رشتہ ہے؟"

"یہی سمجھ لیں۔"

"دیکھو گیزال۔ ان دونوں کی رہائی تو ممکن نہیں ہے لیکن میں تمہیں ان کی زندگی کی عارضی ضمانت دے سکتا ہوں بشرطیکہ وہ کوئی خطرناک حرکت نہ کر بیٹھیں۔ باقی دو جو گم ہو گئے ہیں ان کے بارے میں، میں تمہیں رپورٹ دوں گا۔ لیکن اس میں کچھ وقت لگ جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کو یہ سب کچھ کرنا ہوگا مسٹر زیڈال! آپ اسے میری شرط سمجھ سکتے ہیں۔"

"کچھ چیزیں میرے اختیار میں بھی نہیں لیکن جہاں تک مجھے اختیار ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ پوری پوری کوشش کروں گا۔"

"شکریہ پروفیسر۔"

پروفیسر تھوڑی دیر تک ہچکچاتے ہوئے انداز میں مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "تم اس خزانے تک کس طرح پہنچ گئے گے زال؟"

"میں اس کے حصول کے لیے ہی آیا تھا۔"

"لیکن۔ لیکن میرا مطلب ہے تمہاری رسائی اس تک کیسے ہو گئی؟"

"میری کاوشوں سے۔"

"تمہارے پاس اس کے لیے معلومات تھیں۔"

"ہاں۔"

"وہ کہاں ہے؟ میرا مطلب ہے کیا اسی علاقے کا اور تمہیں۔ تمہیں اس جگہ کا پتا۔"

"پروفیسر۔ ظاہر ہے اس بارے میں، میں تمہیں صرف اس وقت بتاؤں گا جب ہمیں ایک دوسرے پر مکمل اعتماد ہو جائے گا بلکہ اس وقت جب اسے یہاں سے لے جانے کی

ساری تیاریاں مکمل ہو جائیں گی۔ میرے پاس اس راز کے علاوہ اور کیا شے ہے تم خود غور کرو!"

"یہ پریشان کن بات ہے۔"

"اصولاً مناسب ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن خزانے کو مطلوبہ جگہ منتقل کرنے کے لیے بھی پلاننگ کرنی ہوگی۔ ذرائع اختیار کرنے ہوں گے۔ یہ کوشش کرنی ہوگی کہ کم سے کم لوگ اس میں شریک ہوں تاکہ خزانے کے زیادہ حصے دار نہ بنیں۔ اگر تم سے بارے میں تفصیل نہیں بتاؤ گے تو۔"

"معذرت خواہ ہوں پروفیسر۔ ممکن ہے وقت سے پہلے آپ کو اس بارے میں بتا دوں لیکن یہ ہمارے آپ کے تعلقات کی نوعیت پر منحصر ہے۔"

پروفیسر پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا "ٹھیک ہے میں بھی جلد بازی نہیں کرنا چاہتا۔ او کے ڈیئر گے زال، میں چلتا ہوں سونیتا۔ تمہیں اس جگہ کے بارے میں سب کچھ بتا دے گی۔"

سونیتا پروفیسر کو غار کے دہانے تک چھوڑنے گئی تھی۔ میں ہزاروں خیالات کے ہجوم میں گھر گیا۔ یہ بالکل نئی صورتحال تھی۔ انوکھی اور اجنبی۔ بہت کچھ سوچنا تھا اس کے بارے میں۔ پروفیسر زیڈال کیا ہے۔ اس بات پر تو یقین کیا جا سکتا تھا کہ وہ بھی خزانے کے متلاشیوں میں سے ایک ہے لیکن باقی وہ کون ہے اور کیا ہے یہ صیغۂ راز میں تھا۔ اس نے خود اپنے دوسرے کچھ ساتھیوں کا اقرار تھا۔ وہ یہاں سے نکلنے کے ذرائع رکھتا تھا لیکن اتنی کامیابی سے وہ ان وحشیوں کے درمیان محفوظ کیوں ہے؟

دوسرا کردار سونیتا کا تھا۔ سونیتا کی گہرائی کا مجھے اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ نہایت کامیابی سے اپنا کردار نبھا رہی تھی۔ بہترین اداکارہ تھی وہ اور میرے خیال میں وہ پروفیسر سے زیادہ خطرناک تھی۔

ان دونوں باپ بیٹی کے بارے میں مجھے زیادہ سوچنے کا موقع نہ مل سکا، سونیتا مسکراتی واپس آ گئی تھی۔ "ہیلو۔" اس نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"ہیلو جنگلی لڑکی۔"

"جنگلی مرد۔ بلکہ بالکل جنگلی۔" وہ بے تکلفی سے بولی۔ "بالکل جنگلی۔"

"ہاں۔ جو کسی کے جذبات کو نہ سمجھ سکے اسے اور کیا کہا جائے۔" اس نے ناز سے کہا۔

"شاید۔" میں آہستہ سے بولا۔

"کہاں کے باشندے ہو؟"

مقبول عام مصنف ایم۔اے راحت کے سدابہار قلم سے شاہکار ناول

پارس

اس شخص کا قصہ جو اپنی تلاش میں نکلا تھا۔
عشق، جرم اور جنون سے جنم لینے والا ہنگامہ خیز ناول۔

آغاز سے انجام تک------سطر سطر ہنگامہ
اول تا آخر--------بیان سے باہر

علی میاں پبلی کیشنز

20- عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور- 7247414
اسٹاکسٹ:- علی بک سٹال
نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور- 7223853

"ہندوستانی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"پہاڑوں بھٹکنے کیوں نکل پڑے۔"

"تمہیں یہ سوال نہیں کرنا چاہیے۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ یہی سوال میں تم سے بھی کر سکتا ہوں۔"

"میں تو پپا کے ساتھ چلی آئی۔ ورنہ مجھے ویرانوں میں زندگی گزارنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟"

"آسٹریلیا سے۔ لیکن میں نے لندن میں زندگی گزاری ہے۔ وہ آسٹریلیا کے باشندے ہیں اور ممی انگلینڈ سے تعلق رکھتی تھیں۔"

"تھیں؟"

"ہاں! وہ مر چکی ہیں۔"

"اوہ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"میں نے تو ان کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ اس لیے ان کے سلسلے میں کوئی اظہار افسوس میرے لیے بے معنی ہے۔"

"پروفیسر آسٹریلیا میں کیا کرتے ہیں۔"

"نہ جانے کیا کیا۔ وہ بہترین ڈاکٹر ہیں۔ بہترین تاریخ دان ہیں۔ آثارِ قدیمہ کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ نوادرات کے بہت بڑے تاجر ہیں۔ اعلیٰ پائے کے سیاح ہیں اور سیاحت پر بہت سی کتابیں لکھ چکے ہیں جن کے ترجمے دنیا کی بہت سی زبانوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو چکے ہیں۔ دنیا کی درجنوں زبانیں جانتے ہیں خاص طور سے مشرق کی قدیم و جدید زبانیں۔"

"تب تو وہ تبتی زبان بھی جانتے ہوں گے۔"

"نہ صرف تبتی بلکہ تبت کے ان پوشیدہ قبائل کی زبان بھی جانتے ہیں وہ۔"

"اور تم — ؟"

"میں جرمن، فرنچ اور انگریزی کی ماہر ہوں۔"

"اور مقامی زبان ؟"

"اچھی طرح سیکھ چکی ہوں ورنہ ان کے درمیان کیسے بسر کر سکتی۔"

"ویلینی کے باشندوں کو تم پر کبھی شک نہیں ہوا ؟"

"کبھی نہیں۔"

"کتنا عرصہ گذار چکے ہو تم لوگ یہاں ؟"

سونیتا سوچ میں ڈوب گئی پھر بولی۔ "میرا خیال ہے اس سوال کا جواب پپا کی پالیسی کے خلاف ہے۔"

"اوہ۔" میں نے معنی خیز انداز میں گردن ہلائی۔ سونیتا کی معلومات کی پول پہلے ہی کھل چکی تھی۔ اچھا تھا کہ اس نے اس وقت خود کو نمایاں کر دیا۔

"تم سے مل کر میں بہت خوش ہوں۔ تم نے بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ کوئی عورت بھی تھی جو گم ہو گئی ہے۔"

"ہاں۔"

"وہ کون تھی — ؟"

"عورت۔"

"میرا مطلب ہے تمہاری کون تھی ؟"

"دوست۔ ساتھی۔"

"محبوبہ تو نہیں تھی۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔" میں نے جواب دیا اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر اس نے کہا۔ "عورت کے معاملے میں ایشیا کے باشندے بہت سنگدل اور تنگ نظر ہوتے ہیں، کیا یہ سچ ہے۔ تم لوگ نہ کھل کر عشق کرتے ہو اور نہ کسی کی اپنائیت قبول کرتے ہو جن کا مجھے عملی تجربہ ہو چکا ہے۔"

"تمہاری یہاں موجودگی میرے لیے شدید حیرت کا باعث ہے سونیتا کتنے اعتماد سے تم لوگ ان کے درمیان آ بسے ہو اگر انہیں کبھی تمہارے بارے میں شبہ ہو گیا تو۔" میں نے موضوع بدلنا چاہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے لیکن پپا خزانوں کے عاشق ہیں یہ خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔ ویسے اب یہ مشکل حل ہوتی نظر آ رہی ہے۔ کیا اس خزانے میں قیمتی زیورات اور ہیرے بھی ہیں۔"

"اٹلی کی ساری دولت وہاں جمع ہے۔ قدیم طرز کے لاکھوں زیورات اور جواہرات جو انسانی ذہن کو ماؤف کر دیتے ہیں۔"

"لیکن تم نے اس میں سے صرف چند سکے ہی کیوں اٹھائے ؟"

"یہ سکے میں نے یادگار کے طور پر اٹھائے تھے، خزانہ سمجھ کر نہیں۔"

"کوئی زیور ہی اٹھا لاتے۔ مجھے بھی نوادرات سے بہت دلچسپی ہے۔"

"شاید ان کا بہت بڑا حصہ اب تمہارے قبضے میں آ جائے۔"

"مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو ؟"

"کیا مطلب ؟"

"مجھے اس خزانے کی ایک جھلک دکھا دو۔"

"یہ میری پالیسی کے خلاف ہے۔" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔ غصہ آ گیا تھا اس پر۔ کمبخت ناز و ادا کا جال بچھا کر فریب کر رہی تھی۔ وہ چند لمحات مجھے دیکھتی رہی پھر پھیکی سی ہنسی ہنس پڑی۔

"بدلہ لے رہے ہو مجھ سے، چلو کوئی بات نہیں۔ میں نے برا نہیں مانا۔" میں خاموش ہو گیا تھا۔ پھر وہ مجھے اس غار میں میری ضرورتوں کی چیزیں دکھانے لگی۔ ایک آرام دہ جگہ تھی جہاں ایسے وحشتناک علاقے میں زندگی بسر کرنے کی مختصر ضرورتیں مہیا کر دی گئی تھیں۔

"اپنا حلیہ تبدیل نہ کرنا۔ ویسے یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ اطمینان رکھو۔ میں جا رہی ہوں رات کو آؤں گی۔"

میں نے گردن ہلا دی۔ پھر میں اُسے غار کے دہانے تک چھوڑنے آیا تھا۔ اس کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد میں واپس آ کر غار میں لیٹ گیا۔ دماغ میں سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ پروفیسر زیڈال بے حد پراسرار شخصیت کا مالک تھا اور اس کی بہت ذہین اور چالاک لڑکی تھی۔ یہ دونوں صرف اس لیے میری طرف متوجہ ہوئے تھے کہ میرے پاس سے سکے برآمد ہوئے تھے۔ لیکن —

شام کو سات بجے کے قریب پروفیسر زیڈال غار میں داخل ہوا اور اس نے آتے ہی مجھ سے ایک سوال کیا۔ "گے زالی ایک بات پوچھوں ؟"

"ضرور پروفیسر — ؟"

"کیا تم سامون ہو ؟"

میں خاموشی سے پروفیسر زیڈال کو دیکھتا رہا۔ وہ میری آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ "تم نے جواب نہیں دیا گے زالی۔ کیا تم سامون ہو ؟"

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ سامون کیا ہوتا ہے ؟"

"گویا گویا تم ان میں سے نہیں ہو ؟" پروفیسر کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیل گئے۔ میں بدستور سنجیدہ نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھتا رہا۔ اس نے کہا۔ "مجھے خطرہ ہو گیا تھا۔ اگر تم سامون ہوتے تو ہماری ساری پلاننگ دھری رہ جاتی۔"

"میں نے بھی تم سے ایک سوال کیا ہے پروفیسر۔ کیا میرے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے ؟"

"اوہ۔ ہاں دراصل میں اپنی ہی ترنگ میں ڈوبا جا رہا تھا۔ سوری کیا پوچھا تھا تم نے ؟"

"سامون کیا چیز ہے ؟"

"کچھ پراسرار لوگ سامون کہلاتے ہیں یا انہیں سامون کا نام دے دیا گیا ہے۔ میں اس بارے میں تفصیل نہیں جانتا۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ سامون کی شناخت کر لیتی ہے اور ان کا کھوج لگا لیتی ہے۔ کچھ ایسے ذرائع ہیں اس کے پاس کہ سامون اس سے پوشیدہ نہیں رہتے اور وہ ان تک پہنچ جاتی ہے۔ مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں ڈر گیا۔ میں نے سوچا کہ اگر تم بھی سامون ہوئے تو تم تک پہنچنا اس کے لیے مشکل نہ ہو گا۔"

"کون ہے وہ ؟" میں نے پروفیسر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"لو۔ ویلینی۔ اس علاقے کی حکمران، جس کے نام سے یہ قبیلہ آباد ہے۔" پروفیسر نے جواب دیا اور میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ جواب دیتے ہوئے پروفیسر کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ اور کہنا چاہتا ہو اور اس نے ایک دم بات پلٹ دی ہو۔ لیکن میں نے اس سے وضاحت نہ طلب کی۔

"یہ پراسرار لوگ کون ہیں جو سامون کہلاتے ہیں ؟"

"اس بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔ بس میں نے ان کا چرچا سنا ہے، ویلینی ان کی دشمن ہے۔ ان کی شناخت کے لیے کوئی ایسا ذریعہ ہے اس کے پاس کہ وہ کہیں بھی چھپے ہوں وہ انہیں تلاش کر لیتی ہے۔"

"اس کے بعد وہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے ؟"

"یہ کوئی نہیں جانتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس کے قریب ترین لوگ بھی نہیں۔"

"وہ انہیں گرفتار کر لیتی ہے ؟"

"ہاں۔"

"کیا بہت سے سامون اس کے قبضے میں ہیں ؟"

"اس بارے میں مجھے زیادہ معلوم نہیں ہے۔" یوں محسوس ہوا جیسے پروفیسر اب اس تذکرے سے جان چھڑانا چاہتا ہو۔ میں نے بھی مزید باتیں جاننے کے لیے زیادہ اصرار نہیں کیا۔

"میرے ساتھیوں کے بارے میں کچھ پتا چلا پروفیسر ؟"

"ہاں۔ وہ ابھی تک قید ہیں۔ ویسے تم اطمینان رکھو میں نے ان کے لیے ایک بندوبست کر دیا ہے۔"

"وہ کیا ؟"

"ایک دو دن کے اندر انہیں ایک اور قید خانے میں منتقل کر دیا جائے گا اور وہ قید خانہ ان کے لیے محفوظ ہو گا کیونکہ ان کے محافظ میرے اپنے لوگ ہیں۔"

"اوہ۔ کیا انہیں رہائی نہیں مل سکتی ؟"

"مل سکتی ہے۔ مگر وہ ان کے حق میں بہتر نہ ہو گی۔"

"کیوں ؟" میں نے سوال کیا۔

"دو آدمی اتنے سارے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نہیں نکل سکتے۔ کہیں نہ کہیں وہ مفرور قیدیوں کی حیثیت سے موت کا شکار ہو جائیں گے انہیں قید رہنے دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں تمام سہولتیں مہیا کر دوں گا اور انہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ کسی مناسب موقع پر انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔"

"تب پروفیسر۔ تم اپنی تمام کوششوں کو بروئے کار لا کر انہیں اس نئے قید خانے میں منتقل کر دو۔"

"ڈیئر گے زالی۔ میری طرف سے مطمئن رہو اب تو تم میری امید کا مرکز ہو۔ میں تمہاری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہر وہ کام کروں گا، جو میرے بس میں ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو میں رہائی نہیں دلا سکتا، کیونکہ یہ انہی کے حق میں بہتر نہیں ہو گا، لیکن مطمئن رہو کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ باقی گے زالی ایک کمزور انسان کی حیثیت سے میں اپنی اس کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے شرمندہ نہیں ہوں کہ تمہارے مل جانے کے بعد اور یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ تم اس خزانے کی جگہ سے واقف ہو، میرے لیے تم سے بڑھ کر اور کوئی نہیں رہا ہے اور میں اُسی وقت سے اب تک شدید ذہنی بحران کا شکار رہا ہوں اور یہی سوچتا ہوں کہ خزانہ کس طرح یہاں سے منتقل کیا جا سکتا ہے۔"

"کوئی فیصلہ کر لیا آپ نے پروفیسر — ؟" میں نے سوال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا اور پروفیسر کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آہ میرے دوست یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا ہم نے تصور کر لیا ہے، جانے کتنے لوگ اس خزانے کے حصول میں سرگرداں ہیں۔ نجانے یہ کس کس کی امیدوں کا مرکز ہے اور پھر یہاں سے ایک عظیم الشان خزانے کو منتقل کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ بات الفاظ میں آسانی سے کہی جا سکتی ہے۔ لیکن اس پر عمل، یوں سمجھو کہ شاید دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔"

"تو پھر یہ مشکل کام تم کس طرح انجام دو گے پروفیسر زیڈال؟"

"میں تم سے مکمل تعارف چاہتا ہوں گے زالی، جلد بازی نہ کرنا اور یہ نہ سوچنا کہ جلد از جلد ہم اپنا کام کر کے یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ صبر اور ہمت سے کام لینا، وہی ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے، ورنہ خزانوں کی تاریخ کے مطابق ہم لوگ بھی اُس کے حصول کی کوشش میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے پروفیسر زیڈال لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ابھی ہمارے درمیان اعتماد کے وہ مکمل رشتے قائم نہیں ہوئے، جو ہونے چاہئیں۔ اور جو کامیابی سے ہمکنار کراتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا گے زالی۔" پروفیسر زیڈال نے نگاہیں چُراتے ہوئے کہا۔

"وہ بہت سی باتیں جو تمہارے ذہن میں محفوظ ہیں تم مجھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ بہر طور میں تمہیں اس کے لیے مجبور نہیں کروں گا۔ ہم اپنے درمیان یہ طے کر لیتے ہیں کہ جو بات نہ بتانے کی ہو اسے پوچھنے پر مجبور نہ کیا جائے۔"

پروفیسر زیڈال گردن خم کر کے کچھ سوچنے لگا۔ پھر اُس نے کہا۔ "لیکن بہت جلد وہ وقت آجائے گا گے زال، جب ہم ایک دوسرے کو اپنی زندگی کے تمام راز بتا دیں گے۔ میں اب چلتا ہوں۔ اپنے ساتھیوں کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ، میں کوئی ایسی ترکیب بھی سوچ رہا ہوں جس کے ذریعے تمہارا اُن سے رابطہ قائم ہو سکے۔"

"اس کی مجھے جلدی نہیں ہے۔ بس میں اُن کی زندگی کا تحفظ چاہتا ہوں۔"

"تو اس کے لیے تو میں تمہیں مطمئن کر ہی چکا ہوں۔"

"بہتر ہے پروفیسر، ویسے ایک بات بتاؤ، جو شکل و صورت سونیتا نے مجھے دے دی ہے اس کے بعد مجھ پر پابندیاں کیا معنی رکھتی ہیں، مجھے آزادی سے یہاں گھومنے میں کیا دقت پیش آ سکتی ہے۔"

"اوہو اس کا فیصلہ تم خود کر سکتے ہو گے زالی تم ان لوگوں کی زبان نہیں جانتے۔ سمجھ نہیں سکتے، کسی بھی جگہ تم کسی حادثے کو شکار ہو جاؤ گے۔"

"ہاں یہ تو ہے!" میں نے کہا اور پھر سوچ کر پروفیسر زیڈال سے بولا۔ "تو پھر ایسا کیوں نہیں کرتے تم کہ سونیتا کے ذریعے مجھے یہاں کی زبان سکھا دو!"

پروفیسر زیڈال کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اُس نے کہا "دوسری ملاقات پر میں تمہیں اس بارے میں کوئی جواب دوں گا۔"

پھر میں نے اس سے مزید گفتگو نہیں کی اور پروفیسر مجھے مطمئن رہنے کی تلقین کر کے چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد میرا ذہن خیالات کے سمندر میں تیرنے لگا۔ پروفیسر کے سوال نے مجھے حیرت میں ڈال دیا تھا۔ سامون کا لفظ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ میں اس نام کو کئی بار سن چکا تھا۔ ندرت کی زبانی اور ایک بار بوڑھے بابا نے بھی یہ نام لیا تھا۔ حالات کی کڑیاں ملتی جا رہی تھیں۔ ندرت کی گمشدگی اور اس کے بعد سمبو تورا اور گومین غائب ہو گئے تھے۔ زیڈال کہہ رہا تھا کہ ویلینی سامون کی شناخت کر لیتی ہے اور اُنہیں اپنے قبضے میں لے لیتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ندرت کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد سمبو تورا اور گومین بھی ویلینی ہی کی نذر ہو گئے۔ لیکن یہاں وہی سوال پیدا ہوتا تھا کہ ویلینی اچانک اپنے ساتھیوں سے منحرف کیسے ہو گئی یا پھر یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ تمام سامونوں کو اپنے پاس جمع کر رہی ہو، اس خیال کے ساتھ ایک اور سوال ذہن میں پیدا ہوتا تھا۔ اگر سمبو تورا وغیرہ ویلینی کے پاس اس انداز میں پہنچ گئے ہیں تو پھر انہوں نے مجھے کیوں نظر انداز کر دیا ؟ یا تو وہ لوگ بھی مطلب پرست ہو سکتے ہیں کہ اپنا مطلب حاصل ہوتے ہی باقی افراد کو بھول گئے اور اپنے ساتھیوں سے جا ملے کہ یہی ان کا مقصد تھا یا پھر کوئی اور چکر ہے۔ خاص طور سے ندرت سے مجھے اس بات کی امید نہیں تھی۔ وہ لڑکی جتنی ٹھوس اور مضبوط شخصیت رکھتی تھی۔ اس میں اس طرح کی کوئی ہلکی حرکت ممکن نہیں تھی۔ کوئی مجبوری ہی اُسے باز رکھ سکتی تھی۔ ورنہ وہ میری خبر گیری ضرور کرتی اور اگر ان خطوط پر سوچا جاتا تو پھر وہی سوال سامنے آ کھڑا ہوتا تھا کہ ویلینی اپنے ساتھیوں سے انحراف کیوں کر رہی ہے۔

دماغ کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں۔ اس لیے زیادہ گہرائیوں میں جھانک لینا، کم از کم مجھ جیسے سطحی انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ میں جن پیچیدگیوں میں الجھ گیا تھا انہیں سلجھانے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ میری زندگی میں بھلا ایسے الجھاوے کہاں آئے تھے۔ لیکن ماضی کی لکیروں کو پیٹنا اب نکلا بے معنی تھا اور اپنے حال پر افسوس کرنا میرے خیال میں جہالت — کیونکہ جس چیز سے کچھ حاصل نہ ہو اُسے ذہن پر مسلط رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان محرومیوں کا شکار ہوتا چلا جائے اور کچھ کرنے کی تمام صلاحیتیں کھو بیٹھے۔

سمبو تورا نے مجھے جو کچھ سکھایا تھا، اگر اُس پر غور کرتا تو دنیا میں اپنے آپ کو عام انسانوں سے خاصا بہتر پاتا تھا۔ اگر میں مہذب دنیا میں پہنچ جاؤں تو ایک انوکھی شخصیت کی حیثیت سے دنیا میں روشناس ہو سکتا ہوں۔ خزانہ میرے علم میں تھا۔ وہ عظیم الشان خزانہ جسے حاصل کرنے کے بعد انسان زمین پر پاؤں رکھنا پسند نہ کرے۔ لیکن کیسی دلچسپ بات تھی کہ میں اُس خزانے کا واحد شناسا ہونے کے باوجود اُسے اپنے لیے حاصل نہیں کر سکتا تھا جبکہ نجانے کتنی کتنی عظیم طاقتیں اُس کے حصول میں سرگرداں تھیں۔

اس کے خیال کے آتے ہی میں چونک پڑا۔ یہ واقعی میری انفرادیت تھی، جو تقدیر کا عطیہ تھی۔ پروفیسر زیڈال کی شخصیت کے بارے میں بہت سے اندازے قائم کیے تھے میں نے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ اُس کی طاقت کیا ہے اور یہاں وہ کتنے آدمیوں کے ساتھ مصروفِ عمل ہے۔ لیکن اتنا میں جانتا تھا کہ وہ چالاک آدمی ہے اور یہاں اپنے لیے خاصی مضبوط جگہ بنا چکا ہے اور ویلینی کا واقف ہے۔ لیکن کس طرح؟ یہ وہی جانتا تھا۔ اور اب وہ ویلینی کو دھوکا دے کر یہاں سے خزانہ نکال لے جانے کی فکر میں سرگرداں تھا۔

دل تو نہیں چاہتا تھا کہ ندرت، سمبو تورا اور گومین کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن جب حالات اپنی گرفت میں نہ ہوں تو پھر مجبوریاں ہی راستے منتخب کرتی ہیں۔ اگر پروفیسر زیڈال کے ساتھ یہاں سے نکلنا نصیب ہو جائے اور خزانے کا کچھ حصہ بھی مل جائے تو بہر طور اُسے ہی غنیمت سمجھوں گا۔ کنور پربھات سنگھ اور طاہر علی کی زندگی کے امکانات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ پروفیسر زیڈال نے ان کی ذمہ داری لے لی تھی۔ میں اپنے ان محترم دوستوں کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ زندگی کے کچھ اصول بھی ہوتے ہیں۔ اور دولت ان اصولوں پر فوقیت نہیں رکھتی۔

نجانے کب تک اس سلسلے میں مختلف باتیں سوچتا رہا۔ اس تنہائی سے کسی قدر اکتاہٹ بھی طاری ہو رہی تھی لیکن ابھی صبر کرنا تھا کہ کہیں اور کوئی اُلجھن نہ پیش آ جائے۔

✕

دوسرے دن سونیتا میرے پاس آ گئی۔ وہ میرے لیے کچھ تحائف لائی تھی۔ سونیتا کو دیکھ کر ایک گونا اطمینان ہوا کہ عارضی طور پر ہی سہی تنہائی تو دور ہو گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے میری خیریت پوچھی تو میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "اب تو تم لوگوں کا قیدی ہوں سونیتا۔ کیا ایک قیدی سے اس کی خیریت پوچھی جا سکتی ہے —؟"

"ہمیں شرمندہ کر رہے ہو غازالی۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے ویسے مجھے تمہارے پاس رہنے کی اجازت مل گئی ہے۔"

"...اوہ۔ کیا پروفیسر زیڈال نے —؟"

"ہاں۔ ڈیڈی نے ایک ذمہ داری میرے سپرد کی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ تمہیں مقامی زبان سکھاؤں۔ کم از کم اس حد تک کہ اس کے کچھ الفاظ تم بول لو اور اُسے پوری طرح سمجھ لو۔"

میں نے سونیتا کی اس تجویز سے دلچسپی کا اظہار کیا۔ میں خود بھی یہ سمجھتا تھا کہ اب جب اس ماحول میں موجود ہوں تو کم از کم ان کے درمیان نکل کر باہر آ سکوں۔ سونیتا نے اسی دن سے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ یہ بے باک لڑکی بہت ہی مشکل چیز تھی اور مجھے اس کی چالاکی کا تجربہ ہو چکا تھا چنانچہ اس سے محتاط رہنا بھی ضروری تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ سونیتا مجھے کھولنا چاہتی ہے۔ پہلے بھی وہ خزانے کے بارے میں مجھ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر چکی تھی لیکن ظاہر ہے میں احمق نہیں تھا۔ زیڈال جن لوگوں کے خلاف کارروائی کر کے یہ خزانہ یہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔ وہ اُس کے اپنے آدمی تھے اور اس قسم کا آدمی کسی کے ساتھ بھی دھوکا کر سکتا ہے۔ میری شخصیت اس کے لیے بس اسی وقت تک اہمیت رکھتی تھی جب تک خزانے تک پہنچنے کا راستہ میرے ذہن میں موجود تھا۔

سونیتا کی تمام کاوشوں کو میں بڑی ذہانت سے ناکام بناتا رہا اور اس سے مقامی زبان سیکھتا رہا۔ اسے اس زبان پر کافی عبور حاصل ہو گیا تھا اور میں بھی پوری ذہانت سے اس بیکار وقت میں یہ کام انجام دے رہا تھا۔

سات دن اسی طرح گذر گئے۔ ان سات دنوں میں زیڈال ایک بار بھی یہاں نہیں آیا تھا سونیتا کے ساتھ گذرنے والے لمحات بعض اوقات بے حد پریشان کن ہو جاتے تھے اور مجھے اچھی خاصی ذہنی کوفت برداشت کرنا پڑتی تھی۔ لیکن بہر طور میں اس کے لیے اس قدر سہل الحصول نہیں تھا۔ وہ جھنجھلاتی ناراض ہو جاتی اور سنجیدگی سے صرف اپنا کام کرتی لیکن میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت کو بھی برداشت کرلیتا تھا۔ بعض اوقات وہ مجھ پر طنزیہ فقرے بھی کستی، ایشیائی ہونے کا طعنہ دیتی لیکن یہ سب کچھ مجھے گوارا تھا۔

سات آٹھ دن میں، میں نے کافی حد تک مقامی زبان سیکھ لی تھی اور اس کو اس لہجے میں بولنے کی مشق بھی کرنے لگا تھا۔ آٹھویں دن پروفیسر زیڈال نے صبح کو مجھ سے ملاقات کی۔ وہ مطمئن نظر آتا تھا۔ آتے ہی اس نے مقامی زبان میں مجھ سے میری خیریت پوچھی اور جب میں نے اسی زبان میں اُسے جواب دیا تو وہ متحیرانہ انداز میں ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

"واہ۔ شاگرد کو اتنا ہی ذہین ہونا چاہیے کہ استاد کو لطف آجائے۔ کمال ہے ویسے تم کہاں تک یہ زبان بول سکتے ہو؟"

"جہاں تک سونیتا نے سکھائی ہے۔" میں نے مقامی زبان میں جواب دیا۔

"مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم سالہا سال سے اس سلسلے میں کوشش کر رہے ہو اور تم نے ہم پر اس بات کا اظہار نہ کیا ہو۔"

"میں اسے اپنی کامیابی کی دلیل سمجھتا ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت خوب مجھے واقعی مسرت ہو رہی ہے۔ مزید کچھ وقت اس سلسلے میں صرف کرو میرا خیال ہے کوئی بھی شخص تمہیں ولیتی کے باشندے کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھ سکتا۔" پھر پروفیسر زیڈال اپنی کارروائیوں کے بارے میں بتانے لگا اس نے کہا۔ اس تمام عرصے میں، میں بھی شدید مصروف رہا ہوں میں نے ہر اس امکان کا جائزہ لے لیا گے زالی جس کے ذریعے ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں لیکن افسوس بس ایک مشکل نہ ہوتی تو شاید میں اس وقت تمہیں کامیابی کی خبر دیتا۔"

"کیا مشکل پروفیسر۔؟" میں نے سوال کیا۔

"جگہ کا تعین اگر ہو جاتا۔ تم مجھے اس جگہ کے بارے میں نہیں بتاؤ جہاں خزانہ محفوظ ہے لیکن اس علاقے کے بارے میں بتا دو تو میں یہ یقین کرسکتا ہوں کہ ہم وہاں سے خزانہ کس طرح منتقل کر سکتے ہیں۔"

"اور یہ کام میں اس وقت تک نہیں کروں گا پروفیسر جب تک کہ مجھے تمہاری تمام کارروائیوں کا علم نہ ہو جائے۔" میں نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"میں تمہیں اس کے لیے مجبور بھی نہیں کروں گا میں جانتا ہوں کہ تمہاری اپنی سوچ کیا ہوگی۔ یقیناً تم یہی سمجھتے ہو گے کہ خزانے کا علم ہو جانے کے بعد میں تمہیں بھی راستے سے نہ ہٹا دوں۔ اپنے تحفظ کے لیے یہ سوچ کچھ غلط نہیں ہے۔ میں تم سے متفق ہوں اگر تمہاری جگہ میں بھی ہوتا تو یقیناً یہی کرتا۔ لیکن ایک بات اور سن لو گازالی، خزانے کو یہاں سے لے جانا۔ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہم ولیتی کو کمزور نہ کر دیں۔ اس نے جس طرح یہاں اپنے جال پھیلائے ہوئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہو چکا ہے مجھے کہ اگر اس کا کوئی بھی ساتھی اس سے بددیانتی کی کوشش کرے تو اس کی نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ تم نہیں جانتے گے زالی کہ وہ کس قدر خطرناک عورت ہے۔ بڑے بڑے سورما اُسے زیر نہیں کر سکتے وہ ذہانت کا سمندر ہے اور ہزاروں آنکھیں رکھتی ہے۔ مجھے تو کبھی کبھی اس کے وجود پر حیرت ہونے لگتی ہے۔ ویسے کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ وہ پُراسرار قوتوں کی مالک بھی ہے؟"

"نہیں۔ میں اس کے بارے میں بہت زیادہ نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا۔

"ولیتی ایک عجیب و غریب عورت ہے۔ اس کے ماضی کے بارے میں تو ولاڈی واسکاٹ کی ڈائری سے تمہیں بھی معلومات حاصل ہو چکی ہوں گی لیکن بے شمار باتیں ایسی ہیں جن کا ولاڈی واسکاٹ کی ڈائری میں کوئی اشارہ بھی نہیں ہے۔ ولیتی بلاشبہ پُراسرار قوتوں کی مالک ہے اور انہیں پُراسرار قوتوں کے زیرِ اثر اس نے یہاں کے باشندوں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے ورنہ ان لوگوں پر قابو حاصل کرلینا اس قدر آسان کام نہیں تھا۔" وہ سانس لینے کے لیے رکا۔

"گڈ ویری گڈ۔ بہرطور یہ مری معلومات میں اضافہ ہے۔"

"مزید بھی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ولیتی اپنے علاقے کی حکمراں ہے لیکن آس پاس میں بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کی برتری قبول نہیں کرتے۔ شاید یہ بات تمہیں معلوم ہو کہ اس کے یہاں آنے سے پہلے یہ قبیلہ ولیتی نہیں کہلاتا تھا بلکہ ولیتی نے یہاں آنے کے بعد اسے اپنے قابو میں کیا اور ان لوگوں کو اپنا فرمانبردار بنا لیا تب ہی اس قبیلے کا نام بدل کر ولیتی رکھ دیا گیا اور یہ معمولی بات نہیں تھی۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک عجیب و غریب قبیلہ آباد ہے جس کا تعلق جاپان کی ان فوجوں سے ہے جو دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں کے خلاف برسرِ پیکار تھیں اور بھٹکتی ہوئی یہاں تک آگئی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے یہاں سے واپسی مناسب نہیں سمجھی اور اس جگہ کو اپنا مسکن بنا لیا۔ یہ سپاری کہلاتے ہیں اور انتہائی خونخوار اور وحشی قسم کے لوگ ہیں۔ ولیتی نے

انہیں کبھی چھونے کی کوشش نہیں کی یہ اس چالاک عورت کی نہایت ذہانت ہے۔ سپاری اس کے لیے ہراول دستے کی حیثیت رکھتے ہیں تاکہ بیرونی دنیا کے لوگوں اگر اس سمت کا رخ کریں تو اس تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکیں اور سپاریوں ہی کا شکار ہو جائیں۔ مشرق کی سمت میں ایک اور قبیلہ ہوتگا کے نام سے آباد ہے۔ یہ ہوتگا بہت خطرناک لوگ ہوتے ہیں۔ انتہائی جنگجو اور وحشی۔ ان کا سردار ایک لامہ ہے جو یاشوتُن کے نام سے مشہور ہے۔ یاشوتُن ولیتی کا بدترین دشمن ہے اور اس کی تباہی کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔ یہ شخص بھی انتہائی پُراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ میں نے جو اہم کام کیا ہے گے زالی بلاشبہ تم اُسے سراہو گے۔"

میں نے دلچسپی سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ "وہ کیا ہے۔؟"

"میں تمہیں شاید پہلے بھی یہ بات کہہ چکا ہوں کہ یہاں میں تنہا نہیں ہوں بلکہ میرے بہت سے ایسے ساتھی موجود ہیں جو صرف میرے لیے کام کرتے ہیں۔ انہیں ولیتی سے یا کسی اور سے دلچسپی نہیں ہے اور وہ میرے انتہائی وفادار اور قابلِ اعتماد دوست ہیں۔ میں اس دوران میں جو کچھ کرتا رہا ہوں وہ میں نے صرف اس بنیاد پر کیا ہے کہ تم خزانے کے بارے میں جانتے ہو اور ہم ولیتی سے الگ رہ کر یہ خزانہ لے جا سکتے ہیں۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔؟"

"ہاں۔"

"میرے آدمیوں نے مجھے ایک عجیب و غریب اطلاع دی ہے اور میں ان لوگوں کو ایک اہم کام کے لیے متعین کر آیا ہوں۔ قبائلیوں میں جادو ٹونے وغیرہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور یہ لوگ ان پر شدید اعتماد رکھتے ہیں۔ نہ صرف اعتماد بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ان جادوئی قوتوں کے سہارے وہ بڑے سے بڑا کام لے لیتے ہیں۔ ہوتگا قبیلے میں بارہ سال کے بعد ایک رسم ہوتی ہے اور اس رسم کے بارہ سال پورے ہو چکے ہیں۔ قبیلے کی سرحد پر ایک انسانی شکل کی پہاڑی موجود ہے اور اس قبیلے کی روایات ہیں کہ بارہ سال کے بعد اس پہاڑ کی چوٹی پر قبیلے کا نیا سردار نمودار ہوتا ہے، پرانے سردار کو قتل کر دیا جاتا ہے اور اس نئے سردار کو سرداری دے دی جاتی ہے۔ اور پھر وہ نیا سردار ہوتگا جوان پر حکمرانی کرتا ہے۔ گے زالی میں نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے بشرطیکہ تم مجھ سے اتفاق کرو۔"

"کیا منصوبہ ہے؟"

"وعدہ کرو کہ تم اسے احمقانہ قرار نہ دو گے۔ در اصل تم ان حالات کا اندازہ نہیں کر سکتے گے زالی جن سے ہم لوگ اس وقت گزر رہے ہیں۔ اتنے پُراسرار اور حیران کن حالات ہیں کہ غور کرنے بیٹھو تو کھوپڑی چٹخ جائے۔ اگر تم ان حالات سے اکتا جاؤ تو تمہیں ایک ہی فیصلہ کرنا پڑے گا یعنی خودکشی، صرف خودکشی۔ اور یہ بات میں زبانی نہیں کہہ رہا گے زالی۔ میں تم سے ایک سمجھوتہ کر سکتا ہوں۔"

"کیسا سمجھوتہ۔؟"

"چند افراد کو قتل کر کے اس جھونپڑی سے نکل آنا دوسری بات ہے لیکن تم یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے۔ میں تمہیں ہتھیار دے سکتا ہوں جو کچھ تم طلب کرو دے سکتا ہوں۔ نکل سکتے ہو تو یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تعرض نہیں کروں گا لیکن تم اس بات پر یقین کرلو گے زالی کہ اب کسی کا یہاں سے نکلنا ممکن نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ولیتی اس بات پر شدید حیران ہے کہ کچھ لوگ یہاں داخل کیسے ہو گئے۔ اُس نے اپنی دانست میں آمد کے تمام راستے بند کر دیے تھے لیکن اب اُس نے از سرِ نو ان کا جائزہ لیا ہے اور وہاں اس قدر مضبوطیاں کر دی ہیں کہ اب کسی کا نہ اندر داخل ہونا ممکن ہے اور نہ یہاں سے باہر جانا۔ اس سلسلے میں زبردست پیمانے پر کارروائیاں کی گئی ہیں اور میں اُن کا جائزہ لے چکا ہوں۔ تم اگر اپنے آپ پر تجربہ کرنا چاہو تو خدا کی قسم میں سچے دل سے تمہیں اس کا موقع دوں گا۔ خواہ مجھے اس سے کچھ حاصل ہو یا نہ ہو۔ اور اگر تم اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا پسند نہ کرو تو پھر میرے منصوبے پر عمل کرو۔"

"نہیں مسٹر زیڈال آپ نے جو کچھ کہا ہے غلط نہیں کہا ہوگا۔ میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں مکمل تعاون کروں گا، لیکن خزانے کے بارے میں آپ کو بتا کر میں اپنے ہاتھ نہیں کاٹ سکتا۔"

"یہ موضوع تو ختم ہی ہو گیا گے زالی۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اگر تمہاری جگہ میں بھی ہوتا تو خزانے کے بارے میں بتا کر اپنے آپ کو ختم نہ کر لیتا۔ جگہ کے تعین کے بارے میں، میں نے صرف اس لیے بات کی تھی کہ میں یہ اندازہ لگا لوں کہ خزانہ منتقل کرنے کے لیے مجھے کیا کیا کارروائیاں کرنا ہوں گی بہرطور یہ اب ضروری نہیں ہے۔ تو میں تم سے کہہ رہا تھا کہ اگر ہوتگا قبائل کی سرداری ہمارے اپنے کسی آدمی کے ہاتھ آجاتی ہے تو ہمیں ایک بہت بڑی آسانی حاصل ہو جائے گی۔ یعنی ہم اس قبیلے کو کنٹرول کر سکتے ہیں اور ولیتی کے خلاف اس سے کام لے سکتے ہیں۔ ولیتی کو کسی ایسے چکر میں الجھانے کے بعد ہم اپنے لیے راستہ نکال لیں گے کہ ہم خزانہ یہاں سے منتقل کر سکیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں حیرانی سے زیڈال کی صورت دیکھنے لگا۔ واقعی بڑا شاندار منصوبہ تھا اس کا، چند لمحات متحیرانہ انداز میں سوچتے رہنے کے بعد میں نے کہا۔ "لیکن زیڈال ہُوگا قبیلے کی سرداری حاصل کرلینا کیا اتنا ہی آسان کام ہوگا؟"

"میں اُسے آسان بنانے کے لیے اپنی کارروائیوں کا آغاز کرچکا ہوں۔ صرف اس امید پر کہ تم ذہین آدمی ہو اور حالات کو سمجھ کر ضرور مجھ سے تعاون کرو گے۔"

"مگر کرنا کیا ہوگا۔۔۔؟"

"سنو گے زالی اب جبکہ تم اس بات پر آمادہ ہو تو میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں، انسانی شکل کے پہاڑ کی چوٹی پر نمودار ہونے والا جوان جو بارہ سال کے بعد سرداری کے حصول کے لیے آتا ہے، ہُوگا قبیلے سے نہیں ہوتا۔ وہ کہاں سے آتا ہے اور کس کا متعین کردہ ہوتا ہے یہ بات ابھی تک صیغۂ راز میں ہے۔ لیکن ایک بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ شخص لامہ یاشوٹن کا متعین کردہ ہوتا ہے۔ یاشوٹن کسی کو منتخب کرکے قبیلے سے دور کہیں اس کی پرورش کراتا ہے اور اس کے بعد اسے سردار کی حیثیت سے برآمد کرلیتا ہے۔ چونکہ اس کی آمد پُراسرار طور سے ہوتی ہے اس لیے پورا قبیلہ اسے اپنا سردار مان لیتا ہے۔"

"تم نے تو کہا تھا مسٹر زیڈال کہ یاشوٹن اس قبیلے کا سردار ہے۔" میں نے پروفیسر کو یاد دلایا۔

"ہاں۔ وہ روحانی پیشواؤں کا سردار ہے۔ قبیلے کے لیے دوسرا سردار ہوتا ہے جو یاشوٹن کی ہدایات پر عمل کرتا ہے اور اسی کے اشاروں پر چلتا ہے۔"

"ٹھیک ہے پھر؟"

"اس بار یاشوٹن کے منتخب کردہ سردار تم ہوگے۔ اور وہ جسے سردار کی حیثیت سے پیش کیا جانے والا ہے ہمارے قبضے میں آجائے گا۔"

"کیا یہ اتنا آسان ہوگا۔" میں نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ لیکن یہ کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ تم مجھ پر چھوڑ دو لیکن اس کی حیثیت اختیار کرنے کے بعد جو کچھ کرنا ہے وہ تمہیں کرنا ہوگا۔"

"یاشوٹن روحانی پیشوا ہے اور جیسا کہ تم نے کہا کہ پُراسرار قوتوں کا مالک ہے تو کیا اس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا اتنا آسان ہوگا۔"

"یہی تو تمہاری ذہانت ہوگی گے زالی۔ یاشوٹن کو شبہ نہیں ہوگا کہ تم اس کے پرورش کردہ انسان نہیں ہو۔ ہم اسی طرح کام کریں گے کہ اسے کانوں کان خبر نہیں ہوگی، حالات کو ذہانت سے سنبھالنا تمہارا کام ہوگا۔ بالفرض اگر تم اس میں ناکام بھی رہے تو اطمینان رکھو وہاں تمہاری جان بچانے کے انتظامات بھی ہوں گے ہم تمہیں وہاں سے صاف نکال لیں گے۔"

"گویا وہاں تمہارا عمل دخل ہوگا؟"

"صرف اس حد تک کہ تمہاری جان بچالی جائے۔"

"ہوں۔" میں نے گردن ہلائی اور اس عجیب و غریب منصوبے کے بارے میں سوچنے لگا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بقیہ زندگی ان پہاڑوں پر گذر جائے گی جو منصوبہ زیڈال نے بتایا تھا وہ بہت طویل تھا۔ چند روز میں تو یہ سب کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ میں نے دل میں سوچا۔ مسٹر غزالی تقدیر اپنے ہاتھوں نہیں لکھی جاتی اسے لکھنے والا کوئی اور ہی ہے اور جب اس کا حکم چل گیا تو اسے روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ لوگ پیدا ہوتے ہیں مختلف انداز میں زندگی گذارتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔ تمہاری زندگی اگر ان سے مختلف انداز میں گذرنا چاہتی ہے تو اس کے راستے نہ روکو۔ کیا ضروری ہے کہ سب کچھ اپنی مرضی کے مطابق ہی ہو۔ وقت جو فیصلے کررہا ہے انہیں قبول کرتے جاؤ ان سے انحراف نہ کرو۔ چنانچہ میں نے آہستہ سے کہا۔ "ٹھیک ہے پروفیسر، میں تیار ہوں۔"

"مجھے مسرت ہوئی گے زالی۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ تم بے شک ذہین انسان ہو۔ ہُوگا کے بارے میں تفصیل سن لو۔"

"ایک منٹ پروفیسر۔ ابھی تم نے کہا کہ ویلینی نے ان تمام سرحدوں کو بلاک کردیا ہے جہاں سے کسی کے اندر آنے یا باہر جانے کا راستہ ہوسکتا ہے۔ پھر ہم ہُوگا کی سرحدوں کو کیسے عبور کرسکیں گے؟"

"ہُوگا کے بارے میں تفصیل سے اس سوال کا جواب مل جائے گا تمہیں۔ ہُوگا کی سرحد، ویلینی سے ملتی ہے ان سرحدوں پر بھی پہرہ ہے۔ لیکن ہم ایک قدرتی سرنگ کے ذریعہ اس میں داخل ہوسکتے ہیں۔ یہ پانی کی سرنگ ہے اور اس سے داخل ہونا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ پانی کی یہ سرنگ تمہیں ہُوگا کی حدود کے اندر پہنچادے گی۔ ہُوگا میں داخل ہوکر یوں سمجھو کہ تم ہمالیہ کے قیدی بن جاؤ گے۔ دراصل ہُوگا کے چاروں طرف ہمالیہ کی بلند چوٹیاں کھڑی ہیں جنہیں عبور کرنا ممکن نہیں قبیلہ ہُوگا، ہمالیہ کی ایک وادی میں آباد ہے اور یہاں پیدا ہونے والا ہر انسان ہمالیہ کا قیدی ہے۔ یہاں کے لوگ زندگی بھر باہر نہیں نکلتے اور اپنے جینے کا سامان کرتے ہیں۔ بالفرض اگر کوئی بدنصیب مہم جو ان چوٹیوں کو عبور کرکے دوسری طرف پہنچ بھی پائے تو اسے اپنی زندگی کے بدترین المیے سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"کیوں؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"اس لیے کہ ان پہاڑوں کے دامن میں بھیانک اور پُرسکون دلدلیں پھیلی ہوئی ہیں جو ہمیشہ شکار کی تلاش میں آسمان پر نگاہ جمائے رہتی ہیں۔" پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ۔" میں نے دہشت سے کہا۔

"بے شک ان دلدلوں سے خدا ہی پناہ میں رکھے۔" پروفیسر بدستور مسکرا رہا تھا۔

دیر تک خاموشی رہی پھر میں نے کہا۔ "بہرحال پروفیسر میں تمہاری تجویز پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"گڈ۔ کوئی اور سوال؟"

"یہ کام کب تک شروع ہوگا؟"

"اس کا تعین ابھی نہیں کیا جاسکتا لیکن بہت زیادہ وقت بھی نہیں لگے گا۔ میں تمہیں اس کے بارے میں اطلاع دیتا رہوں گا۔"

"میرے ان دونوں ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے پروفیسر؟"

"کیوں نہیں۔ حسبِ وعدہ میں نے انہیں اس نئے قیدخانے میں منتقل کردیا ہے۔ وہاں انہیں تمام آسائشیں مہیا کردی گئی ہیں۔ چند روز رک جاؤ اس کے بعد میں ٹرانسمیٹر پر ان سے تمہاری گفتگو کرادوں گا۔"

"ٹھیک ہے یوں سمجھ لو کہ وہ لوگ تمہارے پاس میری امانت رہیں گے۔ میں ہر حالت میں ان کی زندگی چاہتا ہوں۔"

"ان کی طرف سے مطمئن رہو۔ اب میں چلتا ہوں۔" پروفیسر چلا گیا۔ سونیتا نے اس دوران بولنے کی ایک بار بھی کوشش نہیں کی تھی لیکن پروفیسر کے جانے کے بعد وہ ہنس پڑی اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیوں گے زالی لطف آرہا ہے اس زندگی میں؟"

"تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میری بات نہ کرو۔ میں تو بالکل ہی مختلف خیالات رکھتی ہوں۔ میرے خیال میں انسان کو زندگی اتنی مختصر ملتی ہے کہ اسے اس کا ایک لمحہ بھی نہیں گنوانا چاہیے۔ اسے عام لوگوں سے مختلف ہونے کا جنون ہوتا ہے اور اس کے لیے وہ زندگی کے قیمتی لمحات گنوا دیتا ہے۔ تم بھی ان جنونیوں سے مختلف نہیں ہو گے زالی۔ تم بھی خزانے کی تلاش میں آئے تھے اب اگر خزانہ تمہاری گردن میں اٹک گیا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور۔"

"بڑی سچی بات کہی ہے تم نے سونیتا۔ لیکن ان خیالات کی حامل ہونے کے باوجود تم کیسے اس جال میں آپھنسیں۔"

"یقین کرو خزانے کے لیے نہیں، بس اپنے ڈیڈی کے لیے جنہیں میں اس کائنات میں سب سے زیادہ چاہتی ہوں۔"

"میں تمہاری عزت کرتا ہوں سونیتا۔"

"بھوک لگ رہی ہے کھانے کا بندوبست کرلوں؟"

"ضرور۔" میں نے کہا اور وہ چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد میں پروفیسر کے منصوبے کے بارے میں سوچنے لگا۔ سوچ تو زندگی سے چمٹ ہی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اور رہ ہی کیا گیا تھا میرے پاس۔ زرعی یونیورسٹی کا ایک طالب علم جس کے ذہن میں منصوبہ تھا کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک کسان کی حیثیت سے اپنی زمینوں پر سونا اگائے گا۔ ایک مثال قائم کرے گا لیکن بھائیوں نے زمین کے ان ٹکڑوں پر قبضہ کرکے اس کی زندگی کا رخ بدل دیا۔ اسے دولت مند بننے کا خبط ہو چن کے احسانات نے اسے ایک نئی زندگی دی۔ اس زندگی میں ایک حسن تھا۔ جولیا ہما اور پھر تنویر اس کے بعد ندرت۔ کوئی بھی لڑکی میری زندگی میں شامل ہوسکتی تھی لیکن۔

پروفیسر زیڈال ذہن میں آیا۔ یہ شخص جو کچھ نظر آتا ہے اس سے ہزار گنا آگے ہے۔ بظاہر وہ معمولی بننے کی کوشش کرتا ہے لیکن ویلینی ۔۔۔ میں اس کے پنجے اتنے مضبوط ہیں کہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کون ہے اس بارے میں جان لینا ناممکن تھا۔ ذہن بلاوجہ کھپانے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ میں نے ان تمام خیالات سے خود کو آزاد کرکے حالات کے سپرد کردیا۔ میں خود کو زندگی کے اس نئے مشن کے لیے تیار کرنا چاہتا تھا جس کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ میں مہذب دنیا کا وہ پہلا انسان ہوں گا جو کسی وحشی قبیلے کا سردار بنے گا۔ خود پر اکثر ہنس چکا تھا۔ لیکن ابھی اور ہنسنا تھا۔

سونیتا کھانا تیار کرکے آئی۔ یہ لڑکی بہت پُرکشش تھی اور میری ایک جنبشِ ابرو اسے میرے قدموں میں لاسکتی تھی۔ بعض اوقات تو جی چاہتا کہ سارے بت توڑ دوں جب لمحات پر میرا بس نہیں ہے تو خود پر پاکیزگی کا غلاف کیوں چڑھائے رکھوں لیکن پھر خود کو سنبھال لیتا۔ ممکن ہے وقت کا کوئی فیصلہ مجھے ایک بار پھر کسی مہذب ماحول میں پہنچادے اور مجھے بھی زندگی کے وہ لمحات مہیا ہوں جب امانتیں ایک دوسرے کے سپرد کی جاتی ہیں۔ اس وقت میرے ضمیر میں کسک ہوگی۔ میں اس کسک سے بچنا چاہتا تھا۔ سونیتا مجھے مقامی زبان سکھاتی رہی۔ ہم غاروں سے دور تک نکل جاتے تھے ہر طرح کی تفریحات میں حصہ لیتے تھے اور زندگی بظاہر پُرسکون گذر رہی تھی۔ اس طرح کافی دن گذر گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر ایک دن پروفیسر زیڈال آگیا۔ آج اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ سب کے سب مقامی لوگوں کے روپ میں تھے لیکن میں جان گیا کہ وہ سب مہذب آبادیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بے ہوش قیدی بھی تھا۔

سانولے سانولے رنگ کا مالک ایک قوی ہیکل جوان جسے دیکھ کر میرے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔ یقیناً یہ قبیلہ ہوگا کا ہونے والا نیا سردار تھا۔ بے ہوش قیدی کو غار کے ایک گوشے میں لٹا دیا گیا۔ زیڈال سے آنے والے غار سے باہر چلے گئے اور زیڈال سونیتا کے ساتھ میرے پاس آگیا۔

"آؤ گے زالی! اسے دیکھ لو تھوڑی دیر کے بعد اسے ہوش آجائے گا۔ شاندار جوان تھا جسامت میں مجھ سے کچھ نکلتا ہی ہوا تھا میں سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ "تمہیں اس کے چہرے کو اپنانا ہوگا۔"

"کیا یہ آسان ہوگا؟"

"اسی طرح جس طرح تم اس وقت ایک ولیمتی نظر آرہے ہو۔" زیڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ سب کچھ تمہیں کرنا ہوگا پروفیسر میں تو بس تمہارے اشاروں پر کام کروں گا۔"

"زیڈال جو کچھ کرتا ہے پورے اعتماد سے کرتا ہے تم صرف عمل کرو باقی ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دو۔ ہم اسے ہوش میں لاکر اس سے اس کے بارے میں پوچھیں گے تمہیں اس کی نقل کرنی ہے۔" میں نے گردن ہلادی۔ پھر اس کا اچھی طرح جائزہ لے کر میں وہاں سے ہٹ گیا۔ زیڈال نے اپنے آدمیوں کو بلا کر نوجوان کو رسیوں سے جکڑوا لیا پھر وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد نوجوان نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ متوحش نگاہوں سے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر جب اس کے حواس جاگے تو اس نے کسی وحشی گھوڑے کی طرح اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ وہ بے حد طاقتور تھا۔ کئی کئی فٹ اونچا اچھل اچھل کر وہ زمین پر گر رہا تھا۔ پروفیسر دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نوجوان اس اچھل کود سے کافی زخمی ہوگیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ نڈھال ہوگیا۔ تب زیڈال نے اس کے سامنے آکر کہا۔

"اگر تمہاری قوت ختم ہوگئی ہو تو اب پرسکون ہو جاؤ۔ ورنہ ساری زندگی اسی طرح اچھلتے رہو تب بھی آزاد نہ ہوسکو گے۔" نوجوان کی آنکھوں میں خوف کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تم کون ہو؟" اس نے پوچھا۔

"سایونیا۔ تم سے جو کچھ پوچھا جائے اس کا جواب دو۔"

"میں یہاں کیسے آگیا؟"

"کیا تم سایونیا کے علم سے منحرف ہو؟"

"نہیں لیکن میں۔ اس طرح مجھے کیوں باندھا گیا ہے؟"

"یہ بھی تمہاری سرداری کی ایک رسم ہے۔ اسے پورا کرو۔" زیڈال مقامی زبان بول رہا تھا جسے اب میں اچھی طرح سمجھ اور بول لیتا تھا۔

"اوہ!" نوجوان نے گردن خم کردی۔ زیڈال نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"سانگ جو!"

"تمہارا قبیلہ کونسا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"کس نے پرورش کی ہے تمہاری؟"

"نی تولاؤ نے۔"

"نی تولاؤ اب کہاں ہے؟"

"اسے سانپ نے کاٹ لیا۔ وہ مر چکا ہے۔"

"تمہیں کہاں لے جایا جا رہا تھا؟"

"ہوگا۔"

"کیوں؟"

"مجھے ہوگا کا سردار بنایا جائے گا۔ نی تولاؤ ہی بتاتا تھا۔"

"تم جانتے ہو تمہارے ماں باپ کون ہیں؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"جویاشوتی کون ہے؟"

"مقدس لامہ جس کی اطاعت ہر انسان پر فرض ہے۔"

"سایونیا کون ہے؟"

"جویاشوتی کے ہرکارے جو مقدس پجاری ہوتے ہیں۔" سانگ نے جواب دیا اور پروفیسر زیڈال میری طرف دیکھنے لگا اور پھر بولا۔

"تم اگر اس سے کوئی اور سوال کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔"

"نہیں اتنا ہی کافی ہے۔" میں نے جواب دیا اس کے بعد ہم اس نوجوان کے پاس سے ہٹ آئے۔

"میں فوراً کام شروع کر دینا چاہتا ہوں گے زالی تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔" پروفیسر زیڈال نے سوال کیا۔

"نہیں۔" میں آہستہ سے بولا پھر مجھے غار کے دوسرے حصے میں لے آیا گیا جہاں پروفیسر زیڈال کے دو آدمی شاید میرا انتظار کر رہے تھے۔ پروفیسر زیڈال کے بارے میں اس سے پہلے ہی میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اس کی شخصیت معمولی نہیں ہے ان پہاڑوں میں وہ نہ جانے کیسی کیسی تیاریوں کے

ساتھ آیا تھا۔ اس کا کوئی صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں تھا۔ میں بہت محتاط ہوکر اپنا کام کر رہا تھا۔ میرے ذہن میں جو کچھ تھا اس کی میں ان لوگوں کو ہوا بھی لگنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ دونوں آدمی جو غار کے اس حصے میں موجود تھے مقامی شکل و صورت ہی میں تھے لیکن ان کے ہاتھوں کی چابکدستی قابل دید تھی۔ انہوں نے میرے چہرے کی مرمت کرنا شروع کر دی غالباً ان کی نگاہوں میں سانگ جو کی صورت محفوظ تھی چنانچہ وہ تقریباً ایک گھنٹے تک اپنا کام کرتے رہے میک اپ کے جدید ترین سامان استعمال کر رہے تھے۔ وہ پلاسٹک کے ٹکڑے مخصوص قسم کے لوشن سے میرے چہرے پر چپکائے جا رہے تھے اور ایک گھنٹے کے بعد جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کے پاس موجود آئینہ اٹھا کر اپنا چہرہ دیکھا۔ میں مکمل طور پر سانگ جو کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ وہی تیکھے خدوخال یہاں تک کہ آنکھوں کا انداز بھی تبدیل کر دیا گیا تھا بعد میں انہوں نے میری آنکھوں کنٹیکٹ لینس بھی لگائے اور اب کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں تبتی باشندہ سانگ جو نہیں ہوں۔

سانگ جو کے انکشافات میرے ذہن میں محفوظ تھے اور میں جانتا تھا کہ مجھے اپنی بقا کے لیے بھی ان الفاظ کو پوری طرح رٹ لینا ہے کیونکہ حالات کے مطابق مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ ہوگا قبیلہ میں میرا واسطہ انتہائی خطرناک لوگوں سے پڑے گا ہر چند کے میں اس زندگی سے کوئی واقفیت نہیں رکھتا تھا لیکن زمانہ طالب علمی میں پڑھی ہوئی کچھ تفریحی کتابیں آج بھی میرے ذہن میں محفوظ تھیں۔ کچھ فلمیں بھی اس انداز کی دیکھی تھیں اور کم از کم اتنی بات جانتا تھا کہ ہوگا قبیلہ کو کنٹرول کرنے والا جویاشوتی کوئی معمولی انسان نہیں ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے سخت محنت کرنی تھی۔ بعد میں مجھے سانگ جو کا وہ مخصوص لباس بھی پہنا دیا گیا جو اس وقت اس کے جسم پر موجود تھا اور پھر ان دونوں آدمیوں نے اپنا کام مکمل ہونے کی اطلاع دی۔ پروفیسر زیڈال ناقدانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک آسودہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی پھر اس نے گرمجوشی سے میرے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں جس مقصد کے لیے تگ و دو کرنی پڑ رہی ہے۔ مسٹر گے زالی اس کی تکمیل ضروری ہے اور آنے والا وقت ہمارے لیے ایک نئی زندگی کا پیغامبر ہوگا۔ میں یہ الفاظ کہہ کر تمہارا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا گے زالی بس مختصراً اتنا ضرور کہوں گا کہ آج کی دنیا میں جینے کا بس ایک ہی راستہ ہے۔ دولت کا سراغ لگاؤ اور اس پر چل پڑو۔ اگر تم بے یار و مددگار اور مالی طور پر ناآسودہ حیثیت کے حامل ہو تو یوں سمجھ لو کہ اس دنیا میں تمہارا کوئی مقام نہیں ہے بہتر ہے کہ ہم اچھی زندگی کے لیے جدوجہد کریں اور اگر ناکام بھی ہو جائیں تو کم از کم یہ سکون تو ہو کہ ہم نے اس دنیا میں اپنا مقام حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اب تمہیں ایک اور خطرناک مرحلے سے گزرنا ہوگا اور اس کے بعد ہوگا قبیلہ میں پہنچ جاؤ گے۔ یہ نہ سوچنا گے زالی کہ میں نے تمہیں تنہا اس جہنم میں جھونک دیا اور خود یہاں چین کی بانسری بجا رہا ہوں یقین کرو میرے دوست جب تک تم اپنے مشن میں کامیاب ہوکر واپس نہیں آؤ گے میرا ایک لمحہ کانٹوں کے بستر پر بسر ہوگا اور یہی نہیں جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ میرے انتہائی خاص آدمی وہاں تمہارے ساتھ ہوں گے اور ضرورت پڑنے پر تمہاری مدد بھی کریں گے تمہیں وہاں جو کچھ کرنا ہے اس کے سلسلے میں تمہیں مسلسل ہدایات ملتی رہیں گی۔"

"تم لوگوں سے رابطہ کا کیا ذریعہ ہوگا میرے پاس؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں مسٹر گے زالی ان سے رابطہ کا تمہارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔ تمہیں حالات پر خود قابو پانا پڑے گا۔ اس سلسلے میں تمہیں اپنے آپ پر مکمل اعتماد کرنا ہوگا۔ میں ان لوگوں سے رابطے کا اشارہ دے کر تمہاری خوداعتمادی کو ختم کرنا نہیں چاہتا یوں سمجھ لو کہ وہ لوگ خود ہی تم سے رابطہ رکھیں گے۔"

پروفیسر زیڈال کی گفتگو بظاہر سادہ اور دوستانہ ہوتی تھی لیکن میں بے وقوف انسان نہیں تھا۔ میں اس شخص کی فطرت کا اچھی طرح تجزیہ کر چکا تھا۔ بے شک وہ مخلصانہ طور پر کام کر رہا تھا اور اس نے جو منصوبہ بنایا تھا وہ بھی بڑا عجیب و غریب تھا۔ ہوگا قبائل کو ولیمتی کے خلاف کھڑا کر کے وہ ان دونوں کو آپس میں الجھا دینا چاہتا تھا اور ایسا ماحول پیدا کر دینے کا خواہش مند جس سے ولیمتی الجھ کر ہوگا قبائل میں مصروف ہو جائے اور زیڈال کو خزانہ نکال کر لے جانے کا موقعہ مل جائے۔ بلاشبہ یہ ایک زبردست منصوبہ تھا لیکن جہاں اس کے اپنے مفادات مجروح ہوتے تھے وہاں سے وہ بڑی احتیاط سے موڑ کاٹ جاتا تھا جن لوگوں کی اس کی نشاندہی کی تھی کہ وہ ہوگا میں میرے مددگار ہوں گے۔ ان کے بارے میں نہ بتلانے سے اسے دو فائدے ہو سکتے تھے۔ یہ خیال بھی اس کے ذہن میں ہوگا کہ کسی مرحلے پر میں اس سے منحرف بھی ہو سکتا ہوں اور کسی دوسرے کو اپنے ساتھ شامل کر سکتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے ڈاج دے سکتا ہوں چنانچہ اس نے مجھے یہ بھی بتا دیا کہ ہُنوگا قبیلے میں مجھ پر نگاہ رکھی جائے گی اور اگر میں نے زیڈال کے مفادات پر ضرب لگائی تو وہاں میرے خلاف بھی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اُن لوگوں کے بارے میں نہ بتا کر اُس نے نہ صرف اُن کا تحفظ کیا تھا بلکہ مجھے بے دست و پا کر دیا تھا کہ میں کسی اور کی مدد سے اُنہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکوں لیکن خود میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں تھی چنانچہ میں نے اس پر کوئی تعرض نہیں کیا اب اگر میں کوئی تعرض کرتا تو کس برتے پر سمبوتورا۔ اور ندرت اپنے مشن میں ناکام ہو گئے تھے۔ گوہین ہمارے ہاتھ سے نکل چکا تھا کوئی بھی چیز تو نہیں تھی میرے پاس جس کو میں بنیاد بنا کر اپنے طور پر کچھ کرنے کی ہمت کر سکتا۔ چنانچہ اگر پروفیسر زیڈال واقعی اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جاتا ہے اور یہاں سے خزانہ نکال لیتا ہے تو بہتر طور کچھ نہ کچھ حصہ تو مجھے بھی مل جائے گا اور جتنا کچھ بھی مجھے مل جائے گا میں اُسی پر انحصار کر لوں گا اور سوچوں گا کہ زندگی بچا کر ہی لے آنا بہت بڑا کارنامہ تھا ممکن ہے ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔ دفعتاً میں نے چونک کر کہا۔

"اپنے مشن پر جانے سے پہلے پروفیسر میں تمہیں اپنا وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں۔"

"کون سا وعدہ گے زالی؟"

"تم نے کہا تھا کہ تم ٹرانسمیٹر پر میری ملاقات میرے دونوں ساتھیوں سے کرا دو گے جنہیں تم نے تحفظ دیا ہے۔"

"ہاں میں اس کا بندوبست کر کے آیا ہوں۔ اگر تم یہ بات نہ بھی کہتے تو میرا دوسرا قدم یہی ہوتا۔" پروفیسر زیڈال نے اپنے لباس سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس کا ایریل باہر کھینچ کر اُس نے یکے بعد دیگرے بٹن دبائے اور ٹرانسمیٹر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی سی آواز ابھر رہی تھی اور پھر ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں کون ہے کون ہے؟" آواز میں اضطراب تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ پروفیسر زیڈال نے ان لوگوں کو بھی اطلاع دے دی تھی۔ میں نے ٹرانسمیٹر پر بات کی۔ طاہر علی کی آواز میں نے پہچان لی تھی۔

"ہیلو ہیلو ڈاکٹر طاہر علی۔"

"غزالی غزالی کیا یہ تم ہی بول رہے ہو غزالی۔ کیا یہ تم ہو؟" ڈاکٹر طاہر نے شدید اضطراب کے عالم میں پوچھا۔

"ہاں ڈاکٹر میں ہی بول رہا ہوں۔"

"بہت بُرا سلوک کیا ہے تم نے ہمارے ساتھ غزالی۔ ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ کر تم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وقت پڑنے پر کسی پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔" ڈاکٹر طاہر علی نے شکایتی انداز میں کہا۔

"مجھے اس بات کا افسوس ہے ڈاکٹر، درحقیقت آپ نے اپنی فطرت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ آپ اُسی طرح متلون مزاج ہیں۔ آپ گہرائیوں میں نہیں سوچتے ڈاکٹر۔ مجھے یہ بتایئے کہ سمبوتورا، ندرت، ندرت یا میں اس ماحول پر قادر تھے۔ کیا ہم سب کچھ کر سکتے تھے ہم صرف جدوجہد کر رہے تھے۔ ڈاکٹر اور اس جدوجہد میں ہم نے آپ کو برابر شریک رکھا۔ میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا ڈاکٹر طاہر علی کہ تبت کے ان علاقوں میں آپ اپنی مرضی سے آئے تھے۔ میں اگر آپ کو ساتھ لاتا تو دوسرے معاملات کا ذمہ دار بھی ہوتا لیکن آپ نے اپنی باتوں سے اور جگہ جگہ سمبوتورا پر شبہ کر کے اُسے بددل کر دیا۔ اس کے باوجود طاہر علی وہ جہاں بھی روپوش ہوا ہے اپنی مرضی سے نہیں ہوا۔ آپ اس بات پر یقین کریں یا نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے غزالی اُن لوگوں پر ہمارا کوئی بس نہیں تھا انہوں نے جو کچھ بھی کیا یہ اُن پر منحصر ہے لیکن کیا ان حالات میں ہم دو بے یار و مددگار انسانوں کو تنہا چھوڑ دینا ایک مناسب اقدام ہے۔ تم نے بھی تو اس سے مختلف نہیں کیا۔"

"جن حالات میں، میں نے یہ سب کچھ کیا ہے ڈاکٹر طاہر علی اس کی تفصیل آپ کو اس ٹرانسمیٹر پر بتائی نہیں جا سکتی میں آپ سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں مسلسل زندگی کی جدوجہد میں مصروف ہوں اور اس کام میں بھی جس کے لیے ہم نے یہاں تک کا سفر کیا ہے۔ میں نے ابھی ہار نہیں مانی ہے۔ آپ دونو اگر پسند کریں تو مجھ سے اتنا تعاون ضرور کریں کہ آپ جہاں موجود ہیں وہاں سکون سے رہ کر وقت گذاریں اور کوئی ایسی حرکت کریں جو آپ کے لیے عذاب بن جائے۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ اُس کے لیے مناسب نہیں ہے جس میری وجہ سے آپ کو یہ سہولتیں فراہم کی ہیں بس اتنا ہی کہنا چاہتا تھا آپ سے۔"

"مگر سنو تو غزالی ہمیں کب تک یہاں رہنا ہو گا؟"

"اُس وقت تک جب تک آپ کو موت نہ آ جائے آپ یہاں سے نکلنے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔"

"اوہ ٹھیک ہے۔ بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے چاروں طرف صرف موت کی آواز گونجتی ہے زندگی کا کہیں نام و نشان نہیں۔ ان غاروں ہی میں اگر ہم موت کا انتظار کریں تو کیا حرج ہے۔ کیوں کنور تمہارا کیا خیال ہے۔" ڈاکٹر طاہر علی

شاید کنور پربھات سنگھ سے سوال کیا اور کنور پربھات سنگھ نے ٹرانسمیٹر ان کے ہاتھ سے لے لیا۔

"غزالی میں پربھات بول رہا ہوں۔ تم نے جو کچھ کہا ہے میں اس سے متفق ہوں تم اطمینان رکھو۔ ہم ان ہی غاروں میں وقت سکون سے گذاریں گے اور موت کا انتظار کریں گے۔"

"صرف موت نہیں کنور صاحب ہمیں زندگی بھی مل سکتی ہے خدا حافظ۔" میں نے اس سے زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کیا۔ پروفیسر زیڈال پُراطمینان نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر میرے ہاتھ سے لے کر اُسے آف کر دیا اور پھر بولا۔

"تمہاری گفتگو نہایت مناسب تھی بہرطور تمہاری یہ خواہش بھی پوری ہو گئی اب یہ بتاؤ کہ تم کیا فوری طور پر یہاں سے روانہ ہونے کے لیے تیار ہو؟"

"ہاں پروفیسر اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"تو پھر وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ میرے پانچ آدمی تمہارے ساتھ سفر کریں گے اُن سے تعاون کرنا۔"

"ٹھیک ہے ہمیں پہاڑوں کے درمیان یہ سفر پیدل ہی طے کرنا پڑا ظاہر ہے یہاں سواری وغیرہ کا کوئی بندوبست نہیں تھا وہ پانچوں آدمی انتہائی محتاط انداز میں پتلے پتلے دروں میں سفر کر رہے تھے۔ بعض جگہ یہ سفر کرنے میں کافی مشکلات بھی پیش آئیں۔ ایک درہ اتنا پتلا تھا کہ بس اُسے دو چٹانوں کے درمیان ایک دراڑ کہا جا سکتا تھا اور وہاں سے ہم اس طرح سے گذرے کہ بدن پر ہلکی ہلکی خراشیں بھی پڑ گئیں لیکن بہرطور ہم اپنی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ انتہائی بلندی پر عجیب و غریب ساخت کی چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس سے کہیں زیادہ بلندی پر ایک آبشار گر رہا تھا جو پہاڑوں کے ایک بڑے حصے کو سیراب کرتا ہوا ایک ایسی دراڑ میں آ جاتا تھا جو نالے کی شکل میں نیچے کی جانب چلی جاتی تھی وہاں پر میرے ساتھی رک گئے پھر اُن میں سے ایک نے چٹان کی آڑ میں رکھے ہوئے ایک چرمی سوٹ کیس سے غوطہ خوری کے لباس نکالے اور ان میں سے ایک لباس میرے حوالے کر دیا۔

"اسے پہن لیجیے مسٹر گے زالی۔" میں نے خاموشی سے ان کی ہدایات پر عمل کیا وہ سب بھی غوطہ خوری کا لباس پہن چکے تھے پھر ان میں سے ایک نے صورتحال بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ رسّی یہاں باندھ دی جائے گی بہت مضبوط رسّی ہے۔ اس میں جگہ جگہ بلٹو لگے ہوئے ہیں جو ہاتھوں کو گرفت رکھنے میں مدد دیں گے۔ ہم میں سے چار افراد آپ کے ساتھ پانی اس سرنگ کی دوسری جانب جائیں گے آپ جو یہ خوفناک آواز سن رہے ہیں یہ وہی جگہ ہے جہاں سے ہمیں ہُنوگا کی سرحد میں داخل ہونا پڑے گا۔ آپ میرے اشارہ کی طرف دیکھیے آبشار کا پانی جھاگ اڑاتا ہوا جس سوراخ میں داخل ہو رہا ہے وہی سوراخ ہمارا راستہ ہے۔" میں نے دہشت زدہ نگاہوں سے اس ہولناک منظر کو دیکھا۔ آبشار کا بہتا ہوا پانی خوفناک آوازیں نکالتا ہوا ایک چوڑے سے سوراخ میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ تصور بھی دیوانگی کے مترادف تھا کہ اس سوراخ میں داخل ہو کر اس ہولناک پانی میں سفر کیا جائے لیکن میرے ساتھیوں نے مجھے یہی بتایا تھا۔ وہ شخص بولا۔

"ہم میں سے ایک آدمی آپ کو اس سفر کا عملی طریقہ بتائے گا۔ آپ کی اجازت سے میں شروع کر رہا ہوں۔ لوہے کی ایک موٹی سی کیل چٹان کے ایک رخنے میں گاڑ دی گئی اور رسّی کا ایک سرا مضبوطی سے اُس سے باندھ دیا گیا۔ کیل کے ایک حصے میں پیتل کی ایک چھوٹی سی گھنٹی لٹکا دی گئی جس کے بارے میں میرے رہنما نے بتایا کہ جب یہ شخص اپنی منزل پر پہنچ جائے گا تو یہ رسّی ہلا کر گھنٹی بجائے گا جس سے ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ وہ بغیر کسی دقت کے اپنی منزل پر پہنچ گیا ہے۔ پھر میں نے اس ہولناک سفر کا عملی مظاہرہ دیکھا۔ غوطہ خوری کے لباس میں ملبوس شخص رسّی کی گرہیں پکڑتا ہوا ہولناک گہرائیوں میں نیچے اترنے لگا۔ وہ بڑی مہارت سے پاؤں لٹکاتا ہوا پانی میں نیچے جا رہا تھا۔ آن کی آن میں وہ سوراخ کے قریب پہنچ گیا چونکہ آبشار کا پانی اس سوراخ سے دوسری طرف جا رہا تھا اس لیے پانی کے بہاؤ کے ساتھ اُسے داخل ہونے میں دقت نہیں ہوئی۔ ہاں اگر یہ پانی دوسری سمت سے آ رہا ہوتا تو پھر پانی کی اس سرنگ میں سفر ناممکن تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سرنگ نے اس شخص کو نگل لیا۔ میں دھڑکتے دل کے ساتھ اس ہولناک سفر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کوئی تین منٹ ساڑھے تین منٹ گذرے ہوں گے کہ گھنٹی کی زور زور سے بجنے کی آواز سنائی دی اور میرے ساتھی مسکرانے لگے۔

پھر ان میں سے دوسرا آدمی اُسی انداز میں سفر کر کے سرنگ کی دوسری جانب پہنچ گیا۔ اس کے بعد میرا نمبر تھا۔ میں نے دل ہی دل میں کلمہ پڑھا اور ان دونوں کے آگے جاتے والے انداز میں رسّی پکڑ کر نیچے اُترنے لگا۔ چند لمحات تو اُلجھن رہی لیکن اس کے بعد میں نے بے جگری سے آگے کا سفر شروع کر دیا۔ سوراخ کے قریب پانی کی خوفناک چنگھاڑیں گونج رہی تھیں۔ ہزاروں ٹن پانی اس سوراخ سے دھڑ دھڑاتا ہوا دوسری سمت جا رہا تھا۔ میں نے اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑا اور رسّی پکڑے پکڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوراخ میں گھس گیا۔ سامنے سے یہ سوراخ بہت زیادہ کشادہ نہیں تھا لیکن اندر پہنچ کر اس کا قطر بڑھ گیا تھا۔ ہولناک پانی گونج پیدا کرتا ہوا کانوں کے پردے پھاڑتا ہوا برق کی سی صورت کے ساتھ دوسری جانب جا رہا تھا اور میرے ہوش و حواس رخصت ہوئے جا رہے تھے۔ اس وقت زندگی کی ضمانت صرف یہ رسی تھی جس کے ذریعے میں نے اپنی رفتار پر کنٹرول قائم رکھا تھا۔ اگر یہ رسی نہ ہوتی اور اسے مضبوطی سے گرفت میں نہ رکھا جاتا تو ہیبت ناک پانی مجھے اس غار کی دیواروں پر دے مارتا اور میرا تمام جسم پاش پاش ہو جاتا۔ یہ انوکھا سفر درحقیقت دو ڈھائی منٹ سے زیادہ کا نہیں تھا۔ رسی کے سہارے میں دوسری طرف پہنچ گیا اور پھر مجھے تقریباً چار فٹ نیچے اترنا پڑا۔ اس کے بعد پانی کی شدت ایک دم کم ہو گئی کیونکہ آگے چل کر وہ ایک ندی کی شکل میں پھیل گیا تھا اور ندی بھی اتنی کہ گھٹنے گھٹنے پانی وہاں موجود تھا بات صرف اور صرف دھار کے نیچے سے نکلنے کی تھی جو غار کے سوراخ سے گر رہی تھی۔ دھار کی زد سے نکل جائیں تو اس کے بعد کچھ نہیں رہتا تھا۔ میرے دونوں ساتھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اپنے چہروں سے غوطہ خوری کے ماسک اتار دیے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرائے اور پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ "رسی کھینچ کر ادھر اطلاع دے دیجیے مسٹر گے زالی۔"

میں نے ان کی ہدایت پر عمل کیا اور اس کے بعد رسی دوسری طرف سے کھینچ لی گئی تھوڑی دیر کے بعد مزید دو ساتھی بھی یہاں آ گئے اور رسی واپس کھینچ لی گئی۔

"آ گئے مسٹر گے زالی۔" میرے رہنما نے کہا اور میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔

"اور وہ پانچواں آدمی؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ تمام سامان لے کر واپس چلا جائے گا تاکہ کسی کو ہمارے اس مشن کا سراغ نہ مل سکے۔" اس شخص نے جواب دیا۔

میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ اس نے راستے میں بتایا کہ اب ہم ہوگا قبائل کی سرحد میں ہیں اور بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔ ہم چٹانوں کی آڑ میں سفر کرتے رہے۔ اس طرف کا منظر خاصا خوبصورت تھا اور جیسا کہ پروفیسر زیڈال نے مجھے بتایا تھا کہ ہوگا قبائل ہمالیہ کی چوٹیوں کے درمیان ایک پیالہ نما وادی میں آباد ہیں اور درحقیقت وہ ہمالیہ کے قیدی ہیں تو یہاں آنے کے بعد مجھے اس کی بات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ ابھی تک مجھے کوئی انسان نظر نہیں آیا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ یہاں پر سبزیوں اور ترکاریوں کے کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ اناج بھی اگایا جا رہا تھا اور پھلوں کے باغات بھی تھے۔ اس کا مقصد ہے کہ یہاں رہنے والے ضروریات زندگی سے مالا مال ہیں اور انہیں ان علاقوں میں زندگی گزارنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ہم ان مناظر کو دیکھتے ہوئے بالآخر ایک ایسے علاقے میں پہنچ گئے جہاں میں نے دور ہی سے ایک عظیم الشان پتھریلے انسان کو دیکھا جو غالباً گھٹنوں پر سر رکھے دور دور تک نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ بہت بلند و بالا قد و قامت کی پہاڑی تھی اور اس میں حیرت انگیز انسانی نقوش ترشے ہوئے تھے جو انسانی ہاتھوں کا کارنامہ نہیں تھے بلکہ ہواؤں کی تراش نے انہیں یہ شکل دی تھی۔

میرے راہنما نے جس کا نام مجھے معلوم نہیں ہو سکا تھا اور نہ اس کی ضرورت پیش آئی تھی مجھے بتایا۔ "ہوگا قبائل کے عقائد کے مطابق یہ دیکھنے والا دیوتا ہے اور یہی ان کی پوجا کا مرکز ہے۔ اس کے دامن میں تمہیں بے شمار قیمتی چیزیں نظر آئیں گی۔ وہ اس کے پہلو میں قربانیاں دیتے ہیں اور بہت سی رسومات ادا کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہر بارہ سال کے بعد ہوگا کا نیا سردار دیوتا کا بیٹا ہوتا ہے اور یہی پتھریلا دیوتا اسے جنم دیتا ہے تب ہی وہ اس کے سر کی چوٹی پر نمودار ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سارا کھیل جو یا شونن لامہ کا ہے اور یہ مقدس پجاری نسل در نسل اس علاقے میں چلا آ رہا ہے۔ اس کی عمر حیرت انگیز طور پر طویل ہے اور وہ نہ جانے کیسی کیسی حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے۔ یہ سب کچھ اسی کا کیا ہوتا ہے اور نجانے اس نے پس پردہ کیا ہے۔ تمہیں ان تمام چیزوں کو ذہن نشین کرنا ہوگا مسٹر گے زالی کیونکہ یہی ہمارا مشن ہے۔"

"لیکن جو کچھ پروفیسر نے مجھ سے کہا اس کے لیے انہیں آمادہ کرنے کا کیا ذریعہ ہوگا؟"

"یہ بات مجھے بھی نہیں معلوم لیکن آپ کو اس سلسلے میں آگاہ رکھا جائے گا۔"

"یہ رقبہ کتنا بڑا ہے؟"

"بہت وسیع و عریض، آپ دھند میں لپٹی ہوئی ان پہاڑیوں کو دیکھ رہے ہوں گے جو یہاں سے سرمئی بادلوں کی مانند نظر آ رہی ہیں۔ یہاں سب ہوگا قبائل ہی آباد ہیں اور یہ سب ہی کا علاقہ کہلاتا ہے۔"

"اس طرح تو یہ رقبہ بہت وسیع و عریض ہے؟"

"سو فیصدی اس کا رقبہ ویٹیکن کے علاقے سے زیادہ ہے۔" میرے رہنما نے جواب دیا۔

اس کے بعد ہم انسانی شکل کے اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے غار نظر آ رہے تھے۔ یوں تو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے لیکن قریب پہنچ

نظر آ جاتے تھے۔ ان ہی میں سے ایک غار میں ہم لوگ داخل ہو گئے، میرے رہنما نے غار میں داخل ہوتے ہی مجھے رک جانے کے لیے کہا اور چند لمحوں کے بعد وہ دیوار سے ایک مشعل نکال کر روشن کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مشعل کی زرد روشنی تاریک غار کو منور کرنے لگی تو میں نے اس عجیب و غریب جگہ کو دیکھا۔ اس کی بلندی ناقابل یقین تھی۔ بہت وسیع اور کشادہ غار تھا جس میں جگہ جگہ مختلف چیزوں کے انبار پڑے ہوئے تھے۔ کھانے پینے کی اشیاء، گھاس کے بستر، درندوں کی کھالیں۔ یہ تمام چیزیں یہاں موجود تھیں لیکن جو انوکھی چیز میں نے یہاں دیکھی اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میری آنکھیں ساکت ہو گئیں۔ یہ چار انسانی لاشیں تھیں۔ بھورے مٹیالے رنگوں کے مالک چار قبائلی جنہیں غالباً گردنیں دبا کر ہلاک کر دیا گیا تھا اوپر تلے کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں نے پریشان نگاہوں سے رہنما کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا کر بولا۔ "انہیں ختم کیے بغیر سانگ جو کو یہاں سے اغوا کرنا ممکن نہیں تھا۔ پروفیسر زیڈال نے تمہیں سانگ جو کی کہانی یقیناً سنا دی ہوگی۔ وہ ایک اور قبیلے میں پروان چڑھا، یہ چاروں اس کے محافظ تھے اور اب چونکہ بارہ سال پورے ہو چکے ہیں اور کسی بھی دن یا رات نئے سردار کی آمد کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اس لیے جولا شونن نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ سانگ جو کو یہاں لے آیا جائے چونکہ مسٹر زیڈال کی نگاہ تمام حالات پر تھی اس لیے ہم نے سانگ کو یہاں سے اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا اور ان لوگوں کو ہلاک کر دیا تاکہ ہم تمہارے محافظوں کی حیثیت اختیار کر سکیں۔"

"اور اگر تمہاری اس غیر موجودگی کے دوران جولا شونن کے آدمی یہاں پہنچ جاتے تو کیا وہ صورتحال سے آگاہ نہ ہو جاتے؟"

"نہیں ہمارے کچھ پراسرار مددگار ہمیں صورتحال سے آگاہ کیے ہوئے تھے۔ اگر ایسی کوئی شکل پیش آ جاتی تو ہمیں اس کی اطلاع مل جاتی۔ اور وہ جو یہاں کی صورتحال سے آگاہ ہو جاتے وہ اپنے ٹھکانوں پر نہ پہنچ پاتے تاکہ دوسروں کو اس کی اطلاع ہو سکے۔"

میں ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ زیڈال کے لمبے ہاتھوں کی وسعت بڑھتی ہی جا رہی تھی وہ واقعی خطرناک آدمی تھا۔ میں نے رہنما سے کہا۔ "تو ان لاشوں کو کم از کم ٹھکانے تو لگا دو پھر یہ غار ہی میں ہمارے ساتھ رہیں گی۔"

"نہیں اس وقت کیونکہ ہمیں بہت جلدی تھی چنانچہ انہیں یہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔ تم مطمئن رہو مسٹر گے زالی ابھی تھوڑی دیر میں ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ آؤ میں تمہیں تمہاری آرامگاہ دکھا دوں اور میں غار کے گوشے میں لگے ہوئے گھاس کے بستر پر بیٹھ گیا اور وہ چاروں ان لاشوں کو کاندھوں پر لادے ہوئے غار سے باہر نکل گئے۔

میں نے سنجیدہ نگاہوں سے غار کا جائزہ لیا۔ ایک مشعل پورے غار کو روشن کرنے میں ناکافی تھی صرف وہی حصہ نظر آ رہا تھا جہاں مشعل لگی ہوئی تھی۔ میں نے مشعل ہاتھ میں تھامی اور آگے بڑھ کر غار کو دوسرے حصوں کو بھی دیکھنے لگا۔ ایک جگہ ایک سوراخ بنا ہوا تھا جس میں اوپر جانے کے لیے چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں تھیں۔ غالباً یہی سیڑھیاں پہاڑ کی چوٹی تک جاتی تھیں۔ اوپری حصے میں پہنچ کر میں نے تعجب کی نگاہ سے دیکھا یہاں غار کی چھت پر ایک چوکور دروازہ بنا ہوا تھا۔ غالباً یہ اس انسانی سر میں تھا جس کے ذریعے نئے دیوتا کا ظہور ہوتا ہے۔ میں متعجبانہ انداز میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا پھر مجھے نیچے سے میرے رہنما کی آواز سنائی دی جو مجھے پکار رہا تھا چنانچہ میں پتلی سیڑھیاں اتر کر غار میں واپس آ گیا اور مشعل اس سوراخ میں رکھنے کے بعد میں اس پیال کے بستر پر جا لیٹا۔

وہ چاروں میری خدمت کرنے لگے۔ کھانے پینے کا معقول بندوبست تھا۔ تمام تیاریاں مکمل کر کے انہوں نے مجھے کھانا کھلایا۔ غوطہ خوری کا لباس ضائع کر دیا گیا تھا اور اب میں سانگ جو کی حیثیت سے اس پہاڑی غار میں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک آدمی غار سے باہر نکل گیا۔ جب وہ دیر تک واپس نہیں آیا تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو میرے رہنما نے جواب دیا۔ "وہ شخص بیرونی دنیا سے رابطہ قائم کیے ہوئے ہے، ہمیں وہ حالات سے آگاہ کرے گا۔ اس کی ڈیوٹی باہر ہی ہے۔ ایک ایک دن کی ذمہ داری ہوتی ہے کل دوسرا شخص باہر چلا جائے گا۔"

"مجھے اس غار ہی میں قید رہنا ہوگا یا میں آس پاس کے علاقے دیکھ سکتا ہوں؟"

"نہیں مسٹر گے زالی بہتر یہ ہے کہ تم میرے ساتھ مقامی زبان کی مشق کر لو تاکہ تمہیں کبھی کوئی دقت نہ ہو۔ غار کے باہر تمہارا دیکھا جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔"

میں نے کوئی تعرض نہیں کیا اور اسی دن سے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ زیادہ سے زیادہ کبھی تازہ ہوا کی ضرورت محسوس کرتا تو غار کے عقبی حصے سے باہر نکل آتا۔ اس وقت میرے تینوں محافظ میرے ساتھ ہوتے تھے اور پھر میں واپس اسی غار میں چلا جاتا تھا۔ یہاں آئے ہوئے غالباً چوتھا دن تھا۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا کہ اس دن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا محافظ دوڑتا ہوا اندر آ گیا اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

"تین قبائلی اس سمت آ رہے ہیں ان میں سے دو ایک ڈولی سی کاندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور اس ڈولی میں کوئی بیٹھا ہوا ہے۔"

"یقیناً وہ جویا شوتُن ہو گا ہوشیار۔ مسٹر گے زالی اب یہاں سے تمہارے مشن کا آغاز ہوتا ہے۔" وہ چاروں غار ہی میں مختلف کاموں میں مصروف ہو گئے۔ میں شدت سے انتظار کرتا رہا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہمیں آہٹیں سنائی دیں پھر باہر سے ایک آواز ابھری۔ "مقدس سالونیا، مقدس سردار، روحانی پیشوا تجھ سے ملاقات کے لیے آن پہنچا ہے۔ تجھ سے مل کر میں جویا شوتُن ہوں اور مستقبل میں تیرے سر کا سنہرا تاج میرے سائے میں چمکے گا۔" میں نے ایک عجیب الخلقت بوڑھے کو دیکھا۔ اس کا اوپری بدن بھاری تھا اور نچلی ٹانگیں پتلی کھپچیوں کی مانند تھیں مجھے حیرت یہ تھی کہ ان ٹانگوں پر وہ بھاری بوجھ کیسے سنبھالے ہوئے تھے۔ بلاشبہ ان پتلی پتلی ٹانگوں پر اتنا وزن برداشت کرنا اور اس برق رفتاری سے چلنا ممکن نہیں تھا۔ میں نے پیر تسمہ پا کی کہانیاں سنی تھیں کہ وہ کس طرح انسان کی زندگیوں کے لیے جنجال بن جاتے ہیں۔ یہ شخص تسمہ پا ہی نظر آ رہا تھا۔

وہ میرے سامنے پہنچ گیا اور اس نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے اور گردن خم کرتے ہوئے بولا۔ "سانگ جو میں وہ ہوں جس کی کہانیاں تجھے سنائی جاتی رہی ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ ان کہانیوں کی حقیقت بھی دیکھ لے۔ آج کی رات آسمان پر پورا چاند چمکے گا اور جب چاند طلوع ہو گا تو دیوتا ہُوگا کا نیا سردار قبیلے کو پیش کر دیں گے اور یہاں سے تیری نئی زندگی کا آغاز ہو جائے گا۔ سانگ جو اور تو کسی قسم کا تردد نہ کرنا کہ مقدس جویا شوتُن تیری سرپرستی کا وعدہ کرتا ہے اور تجھے یقین دلاتا ہے کہ تجھے اپنی سرداری کے دور میں کسی بھی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ سو میں تجھے یہ اطلاع دینے آیا ہوں آج کی رات آج کی رات۔"

میں خاموشی سے کھڑا ہوا اس عجیب الخلقت انسان کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھیں غار کی تاریکی میں روشنیاں بکھیر رہی تھیں۔ یہ میری نظر کا واہمہ نہیں تھا بلکہ میں نے بہ ہوش و حواس دیکھا تھا کہ اس کی آنکھوں سے نہایت مدھم نیلی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ دیویاں اور دیوتاؤں کی کیفیت کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔ مہذب دنیا کا ایک انسان جس نے دادیوں اور نانیوں کی سنائی ہوئی کہانیوں کے علاوہ جن بھوتوں یا پریتوں کو خود کبھی نہیں دیکھا تھا بلکہ اگر کبھی ان کے تذکرے سُنے بھی تھے تو اُن لوگوں کی ذہنیت کا ماتم کیا تھا کہ سائنس کے اس دور میں بھی یہ لوگ بھوتوں پریتوں پر یقین رکھتے ہیں لیکن آج ایک ایسا شخص میرے سامنے تھا جسے انسان نہیں کہا جا سکتا تھا یا اگر وہ انسان تھا بھی تو ایک ایسی نسل کا باشندہ جو شاید ان پہاڑوں کے علاوہ اور کہیں نہیں ہو گی۔ تاہم میں نے خود کو سنبھال کر گردن خم کی اور آہستہ سے بولا۔ "مقدس لامہ افسوس تیرے بارے میں میرا علم بہت کم ہے۔ مجھے صرف تیرا نام بتایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ تو میرا سرپرست اعلیٰ اور میرے مستقبل کا سب سے بڑا رہنما ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے مجھے کہ مجھے تیری اطاعت کر کے اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر کرنا ہے سو میں تیرے سامنے موجود ہوں اور تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تو چاہے گا وہی کروں گا۔ تیرے دوست میرے دوست ہوں گے تیرے دشمن میرے دشمن، میری وفاداریاں تیرے سامنے پیش ہیں۔"

میرے ان الفاظ پر لامہ جویا شوتُن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔ "اور یہ ثابت ہوا کہ تیری تربیت کرنے والوں نے اپنا حقِ نمک ادا کیا اور وہ خاص ساتھی تھا میرا جس نے تجھے مجھ سے روشناس کرایا۔ میں اس سے خوش ہوں کاش وہ زندہ ہوتا میں تیرے پاس زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکوں گا سانگ جو، میں چلتا ہوں بس آج کی رات یاد رکھنا اور یہ سالونیا تیری مکمل رہنمائی کریں گے جو تیرے محافظ ہیں۔" اُس کا اشارہ میرے رہنما کی طرف تھا۔ میں دل ہی دل میں مسکرا دیا میں نے سوچا کہ واقعی یہی لوگ تو میری رہنمائی کر رہے ہیں۔

اُس عجیب الخلقت آدمی نے اپنے جسم کے ایک حصے میں انگلی ڈال کر چیز نکالی اور انگلی میری پیشانی پر مسل دی۔ اُس نے اس انگلی کو زبان پر رکھ کر چکھا اور اپنے سینے پر تین لکیریں بنانے کے بعد وہاں سے واپس چل پڑا۔ اُسے چلتے ہوئے دیکھ کر بھی ہیبت ہوتی تھی۔ بلاشبہ کسی ویرانے میں یہ انسان کسی کمزور دل کے انسان کو نظر آ جائے تو وہ ایک لمحہ بھی دل کی دھڑکن کو اپنے بس میں نہ رکھ سکے اور دل کی دھڑکن ہی بند ہو جائے۔ وہ باہر نکل کر ڈولی میں بیٹھا اور وہ دونوں آدمی جو ڈولی کے پاس کھڑے تھے اُسے لے کر چل پڑے میرے چاروں ساتھی غار کے دہانے سے باہر نکل گئے تھے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ واپس آئے میرا رہنما مسکرا رہا تھا۔ اُس نے مجھے دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ تم نے نہایت کامیابی سے اپنا کردار نبھایا اور اس خوفناک جادوگر کو ایک لمحہ کے لیے بھی

شبہ نہیں ہونے دیا کہ میں وہ نہیں ہوں جو وہ سمجھ رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے آئندہ کی کارروائی بتلاتے ہوئے کہا "رات لو اس وقت جب آسمان پر چاند طلوع ہو گا تمہیں ان سیڑھیوں کے ذریعے اوپری حصے میں بھیج دیا جائے گا اور وہاں تیز روشنی ل جائے گی تاکہ ہُوگا قبیلے کے لوگ دیوتاؤں کے بیٹے کو دیکھ یں اور اسے اپنا نیا سردار مان لیں۔"

اس نے مجھے تمام تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا کہ کارروائی کے بعد ان کی ذمہ داریاں ختم ہو جائیں گی اور مجھے خود ہی بعد کے حالات سے نمٹنا ہو گا۔ میں نے کسی قسم کی پریشانی یا تشویش کا اظہار نہیں کیا تھا۔ وقت گزرتا رہا اور جوں جوں شام جھکنے لگی میرے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہوتا رہا میں سوچ رہا تھا کہ دیکھیں میں اپنا یہ کردار خوبی سے نبھا بھی سکتا ہوں یا نہیں۔ پھر رات گہری تاریک ہو گئی۔ غار میں مشعل مسلسل روشن تھی میرے رہنما نے دو تین مشعل اور جلا دیں اور پھر ان کی روشنی میں مجھے سردار کے لباس میں ملبوس کیا جانے لگا۔ سیاہ چیتے کی کھال میرے زیریں بدن پر پہنا دی گئی اور بھورے نشانات والے ایک چیتے والی کھال میرے اوپری جسم پر۔ اس کے ساتھ ہی میرے چہرے اور کھلے ہوئے بازوؤں پر چمکنے والی مٹی سے نقش و نگار بنا دیئے گئے اور اس کے بعد ایک انتہائی بدہیئت کلہاڑا میرے ہاتھ میں دیا گیا۔ سر پر غالباً بھینسے کے سینگوں والا ایک تاج پہنا دیا گیا جو بہت بدہیئت اور بدنما لگتا تھا اور اب میں دیوتا کا بیٹا اور اس پتھر کی اولاد بن گیا تھا۔ وہ لوگ مجھے سیڑھیوں سے اوپر لے چلے، اوپر کی جانب کھلنے والا دروازہ بدستور بند تھا۔ ابھی اس کے کھلنے کا وقت نہیں ہوا تھا۔ چاند کے بارے میں ابھی کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کتنی دیر میں نکلے گا پھر اوپری پتھریلے ڈھکن کو تھوڑا سا ہٹا کر آسمان کا جائزہ لیا۔ چاند نکلنے والا تھا۔ ستاروں کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی، سب سے اوپر والی سیڑھی پر کھڑے ہو کر میرا پورا بدن اس سوراخ سے باہر نکل سکتا تھا لیکن ابھی مجھے نمایاں نہیں ہونا تھا پھر آہستہ آہستہ چاندنی پھیلنے لگی ہم سب ہی دھڑکتے دلوں کے ساتھ ابھرتے ہوئے چاند کو دیکھ رہے تھے۔ یہ لمحات بڑے صبر آزما تھے یہاں تک کہ چاند نکل آیا اور تیز روشنی نے فضا کو منور کر دیا اس کے ساتھ ہی دفعتاً نجانے کیا ہوا کہ انسانی شکل کی پہاڑی کے اوپری حصے سے روشنی کا طوفان امنڈ پڑا۔ روشنی کسی خاص قسم کی دھات یا پھر انتہائی قیمتی اور چمکدار ہیروں سے پھوٹ رہی تھی جنہیں اس خاص منصوبے کی تکمیل کے لیے اس پہاڑی کے سر پر نصب کیا گیا تھا۔ تیز روشنی نما غالباً ابھرے ہوئے چاند کی پوری کرنوں سے منعکس ہوئی تھی اور اس کا مقصد تھا کہ اب مجھے اوپری سیڑھی پر آ جانا چاہیے چنانچہ میں نے آہستہ آہستہ بقایا سیڑھیاں طے کیں اور سب سے آخری سیڑھی پر پہنچ گیا۔ جوں ہی میں نے آخری سیڑھی پر قدم رکھا دفعتاً وادی میں طوفان سا آ گیا، پہاڑیاں لرزنے لگیں، چاروں طرف سے ایسا خوفناک انسانی شور بلند ہوا کہ میری سماعت زخمی ہونے لگی۔ زور زور سے نقارے بج اٹھے تھے جبکہ اس سے پہلے وادی پر مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔ غالباً انسانی چٹان کے سامنے پورے ہُوگا قبائل امنڈ آئے تھے اپنے نئے سردار کا استقبال کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ میں نے اپنے عقب میں کھڑے ہوئے محافظوں کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا "اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"کچھ نہیں اس کے بعد بقایا کارروائی اُن ہی لوگوں کی ہو گی تمہیں مطمئن رہنا ہو گا۔"

"کیا تم سے کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے آس پاس یا نزدیک موجود ہو؟"

"نہیں یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔" انہوں نے جواب دیا اور میں گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ کان پھاڑ دینے والا انسانی شور تقریباً دو منٹ تک جاری رہا۔ نقارے بج رہے تھے، جگہ جگہ مشعلیں روشن ہوتی جا رہی تھیں جبکہ اس سے پہلے وادی میں کوئی روشنی نہیں تھی سوائے چاندنی کے نئے سردار کا ظہور ہو گیا تھا۔ میں نیچے لگائے جانے والے نعروں کو سن رہا تھا اور ان کا مفہوم بخوبی میری سمجھ میں آ رہا تھا۔ وہ سب ایک ہی گیت گا رہے تھے ایک ہی گردان کر رہے تھے کہ ہُوگا کی تقدیر بدلنے والے ہم تیری آمد پر خوش ہیں ہم تیرا استقبال کرتے ہیں۔ پھر چند آدمی اس پہاڑی کی جانب بڑھے اور اس کی بلندیاں طے کرنے لگے وہ سب ہاتھوں میں مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ میرے چاروں محافظ سیڑھیاں طے کر کے نیچے چلے گئے اور میں اب تنہا کھڑا رہ گیا تھا۔

دیوتا کی ناک پر کھڑے ہو کر آنے والوں نے مجھ سے استدعا کی کہ میں ان کے ساتھ ہُوگا کی گہرائیوں میں اتروں اور قبیلے والوں کو اپنا دیدار کراؤں چنانچہ میں نے ان کے ساتھ قدم بڑھا دیئے۔ اس خوفناک پہاڑی کو عبور کرتے ہوئے بارہا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرا پاؤں پھسل جائے گا اور میں اس کی گہرائیوں میں جا پڑوں گا۔ نہ جانے کس طرح اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا بالآخر میں نیچے پہنچ گیا۔ انسانوں کا جم غفیر تاحدِ نگاہ تھا۔ مجھے راستہ دینے کے لیے وہ سب پیچھے ہٹ گئے تھے اور میں ان کے درمیان سے گزرتا ہوا آخر وہاں پہنچ گیا جہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے جو یاشوئن دیکھا جو عجیب شان سے ایک مرصع تخت پہ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ تخت چوبی تختوں سے جوڑ کر بنایا گیا تھا اور اس میں اس قسم کے ہتھے لگے ہوئے تھے کہ لوگ اُسے کاندھوں پر اٹھا لیں۔ یہ ایک وسیع و عریض تخت تھا اور بے شمار چوبی ہتھے اُس میں نصب تھے تین سیڑھیاں اُس سے لگا دی گئی تھیں اور ان سیڑھیوں کے دونوں سمت نوخیز نوجوان لڑکیاں سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے لمبے لمبے بال تخت کی سیڑھیوں پر بچھے ہوئے تھے اور مجھے ان ہی پر سے گذر کر اوپر پہنچنا تھا۔

مجھے لانے والوں نے تخت پر پہنچنے کے لیے کہا اور میں اُن سیڑھیوں کو عبور کر کے تخت پر پہنچ گیا۔ جو یاشوئن سب سے آگے والے تخت پر تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور چھوٹی سی زرنگار کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر ایک درمیانی عمر کا قوی ہیکل آدمی گردن خم کیے ہوئے بیٹھا تھا۔ جو یاشوئن نے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا اور اپنی کرسی ایک سمت سرکا دی، دوسرا آدمی سر جھکائے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے رکوع کے انداز میں جھک کر مجھے تعظیم دی اور پیچھے ہٹ کر اس تخت کے عقب میں پہنچ گیا جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ تب جو یاشوئن نے کچھ نامعلوم الفاظ اپنے منہ سے ادا کیے پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چھڑی کو بلند کیا اور یہ بات میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ اچانک ہی اُس چھڑی سے شعلے بلند ہونے لگے۔ جو یاشوئن اس چھڑی کو گول دائرے کی شکل میں گھمانے لگا اور میرے سر پر شعلوں کی چھتری سی بن گئی چند لمحوں تک یہ عمل جاری رہا اور ایک بار پھر اس نے مجھ سے بیٹھنے کے لیے کہا۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا اور ایک بار پھر شور و شر کی آوازیں بلند ہونے لگیں، یہ کرسی سردار کی تھی اور اس سے آگے والی کرسی روحانی پیشوا کی۔ پہلا سردار معزول ہو گیا تھا اور اب میں اس قبیلے کا سردار تھا۔

ایک اور بوڑھے بدہیئت شخص نے تخت پر کھڑے ہو کر ہُوگا قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "ہُوگا والوں کے مقدس سردار کا نام سانگ جو ہے اور آج سے ہم اس کے اطاعت گزار ہیں اور وہ جو یاشوئن کی دعاؤں کے سائے میں ہماری رہنمائی کرے گا۔" پھر اس نے میری طرف رخ کر کے کہا۔ "سانگ جو پہاڑ کے بیٹے تو آج سے ہمارا حکمران ہے اور ہُوگا کے رہنے والے آنکھیں بند کر کے وہی عمل کریں گے جو تیری خواہش ہو گی ہم سب تیری وفاداری کا اعلان کرتے ہیں۔"

چاروں طرف سے یہی آوازیں بلند ہونے لگیں کہ ہم تجھ سے وفاداری کا اعلان کرتے ہیں، میں خاموشی سے اُن سب کو دیکھتا رہا۔ پھر جو یاشوئن نے پرانے سردار سے کہا "اور تو جو بارہ سال تک اس قبیلے پر حکمرانی کرتا رہا ہے اب رسم کے مطابق اپنا فرض پورا کر۔"

مجھے یاد تھا زیگال نے مجھے بتایا تھا کہ پرانے سردار کو نئے سردار کے آنے کے بعد موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ایک لمحہ کے لیے میرے دل میں اس شخص کے لیے ہمدردی ابھر آئی، کاش میں اس کی زندگی بچا سکوں لیکن مجھے اس کا موقع ہی نہ مل سکا۔ پرانا سردار آہستہ آہستہ تخت کی وہ تینوں سیڑھیاں اتر گیا جن کے ارد گرد سے اب نوخیز نوجوان لڑکیاں اپنے بالوں کو سمیٹ کر اٹھ گئی تھیں۔ نیچے پہنچ کر اُس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور اپنے لیے موت طلب کی۔ چھوٹے چھوٹے دستوں والے چھ نیزے فوراً ہی زمین پر نصب کر دیے گئے۔ میں ہمدردانہ نگاہوں سے اس قوی ہیکل شخص کو دیکھ رہا تھا۔ وہ چند قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے ایک زوردار ہا حلق سے نکالی اور فضا میں اُچھل کر ان نیزوں کی انیوں پر گر گیا۔ چھ نیزے اس کے پورے بدن میں پیوست ہو گئے اور اس کی کمر توڑ کر باہر نکل آئے۔ لوگوں نے پھر نعرے لگانے شروع کر دیے تھے۔

میرا بدن ہولے ہولے کانپنے لگا، خودکشی کا یہ خوفناک طریقہ اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ بدھ مذہب کے بارے میں یہ بات البتہ میرے علم میں تھی کہ ان کے ہاں ہاراکاری کی جاتی ہے۔ مختلف طریقوں سے اپنے آپ کو اذیتیں دے کر ختم کیا جاتا ہے اور یہ موت ان کے لیے ایک مقدس موت ہوتی ہے چنانچہ سردار نے اپنے لیے ایک مقدس موت منتخب کر لی تھی۔ اس کا بدن ان نیزوں میں پھڑک بھی نہیں سکا تھا کیونکہ نیزے اس کے دل کے مقام پر بھی پیوست ہوئے تھے اور اس طرح کر اس کی کمر کی ہڈیاں توڑ کر باہر نکل آئے تھے بھلا ان حالات میں تڑپنے یا پھڑکنے کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا میں کرسی پر بیٹھا رہا میرے نزدیک ہی دوسری کرسی پر جو یاشوئن بھی بیٹھ گیا تھا اور پھر اس عظیم الشان تخت کو لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ وہ تخت کندھوں پر اٹھا کر سفر کرنے لگے ان کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ لوگوں کا جم غفیر ہمارے دائیں بائیں آگے پیچھے چل رہا تھا لیکن وہ ہم سے اتنے فاصلے پر تھے کہ تخت لے کر چلنے والوں کو آگے بڑھنے میں ذرا بھی رکاوٹ نہ ہو۔ ایک اور بات میں نے یہ دیکھی کہ تخت اٹھانے والے اپنے ساتھی بدل لیتے تھے۔ تمام لوگ آگے بڑھ کر تخت اٹھانے کو کوئی مقدس فریضہ سمجھ کر یہ رسم انجام دے

رہے تھے۔ چاند سروں سے گذر گیا اور ہم ایک عظیم الشان گہرائی میں پہنچ گئے جہاں ہُوگا بستی قائم تھی۔ یہ سردار کی بستی تھی۔ اور سردار کی جھونپڑی بستی میں پھیلی ہوئی جھونپڑیوں سے کہیں زیادہ بڑی اور عظیم الشان تھی۔ اس جھونپڑی کے دروازے پر ایک قطار کی شکل میں چھ عورتیں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے بال کھلے ہوئے تھے اور چہرے سے سوگواری نمایاں تھی بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب پرانے سردار کی بیوائیں تھیں۔ جھونپڑا اندر سے بہت ہی نفاست سے آراستہ تھا۔ میں اس میں پہنچنے کے بعد ایک جگہ بیٹھ گیا، میں نہیں جانتا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ مجھے بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ دو لڑکیاں اندر داخل ہو گئیں اور میں نے انہیں پہچان لیا یہ ان ہی چھ بیواؤں میں سے تھیں جنہیں میں نے باہر دیکھا تھا۔ دونوں ہی خوش شکل اور اچھے نقوش کی مالک تھیں ان میں سے ایک کی آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی تھی۔ میرے قریب پہنچ کر وہ دوزانو بیٹھ گئی اور آہستہ سے بولی۔ "عظیم سانگ جو اگر قبول کرے تو میں اس کی خدمت کے لیے حاضر ہوں......

.... اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ اُسے وہی تعظیم و تکریم دوں گی جو سردار کی شایانِ شان ہوتی ہے" وہ آہستہ سے پلٹی اور پیچھے ہٹ گئی پھر وہی الفاظ اُسی انداز میں اُس دوسری عورت نے ادا کیے۔

میں دلچسپ نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ دوسری لڑکی بھی یہ الفاظ ادا کر کے پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے دلچسپی سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم قدیم سردار کی بیویاں ہو؟"

"ہاں ہم چھ اس کی بیویاں تھیں قبیلے کی رسم کے مطابق سب سے پہلے تم پر ہمارا حق بنتا ہے۔ اگر ہم اپنی وفاداریاں منتقل کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور تم اُنہیں قبول کرو تو سب سے پہلے تمہاری خدمت گزاری کا شرف ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد قبیلے کی دوسری لڑکیوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔"

"مگر باقی چار کہاں گئیں؟" میں نے سوال کیا۔

"اُن چاروں نے مرنے والے کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار کیا اور اس کے عوض اُنہیں بھی قربان گاہ میں قربان کر دیا جائے گا تاکہ اُن کی روحیں اُس پرانے سردار کی روح سے جا ملیں مگر ہم مرنا نہیں چاہتیں ہم نے اس رسم سے فائدہ اٹھایا اور تمہاری خدمت میں جاں بخشی کے لیے حاضر ہو گئے۔"

"تو اب مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

"تم آج کی رات ہمیں اپنے جھونپڑے میں جگہ دے دو اور صبح کو جب تم سے پوچھا جائے کہ کیا تم نے ہمیں قبول کر لیا تو تم اس بات کا اقرار کر لینا تمہارے اقرار سے ہمیں زندگی مل جائے گی اور ہم اس بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہمیں اس قابل نہ سمجھا تو ہم دونوں میں سے کوئی کبھی تمہیں اس کے لیے مجبور نہیں کریں گے کہ تم ہمیں اپنی بیوی کی حیثیت دو۔"

میں نے مسکراتی نگاہوں سے ان لڑکیوں کو دیکھا اور دل میں فیصلہ کر لیا کہ اگر میرے ذریعے ان کی جان بچ سکتی ہے تو میں اس سے کوتاہی نہیں کروں گا میں نے اُن سے سوال کیا۔ "اور اگر میں تمہیں قبول کرنے سے انکار کر دوں تو؟"

"تو پھر ہمیں بھی قربان گاہ پر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے تم اطمینان رکھو میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔"

اُن کی خوبصورت آنکھوں میں زندگی کی روشنی چمکنے لگی۔ اُن میں سے ایک نے اپنا نام سیتو بتایا تھا اور دوسری نے شایا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جھونپڑی سے باہر نکل گئیں۔

میں آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ خاصی ہنگامی رات گذری تھی۔ رات کے آخری پہر میری پلکیں جھپک گئیں لیکن صبح کو بہت جلد آنکھ کھل گئی۔ نئے سردار کی سرداری کی خوشی میں جگہ جگہ جشن منایا جا رہا تھا۔ صبح کو چار قوی ہیکل آدمی جھونپڑی کے دروازے پر پہنچے اور انہوں نے مؤدب لہجے میں کہا۔ "مقدس سردار سانگ جو صبح کی روشنی پھوٹ آئی ہے اور عبادت گاہ کے دروازے پر عظیم جو یاشوئن تمہارا منتظر ہے کیا صبح کی عبادت میں حصہ نہیں لو گے؟"

میں نے فوراً تیاریاں کیں اور باہر نکل آیا۔ یہ چاروں آدمی مجھے لے کر عبادت گاہ کی جانب چل پڑے، یہ سفر مجھے پیدل ہی طے کرنا پڑا تھا۔ راستے میں قطار کی شکل میں کھڑے ہوئے لوگ دونوں سمت سے میرے اوپر چھوٹے چھوٹے پھول نچھاور کر رہے تھے جو کسی اناج سے بنائے گئے تھے اور پھر میں بدھ طرز کی اس مخصوص عبادت گاہ کے سامنے پہنچ گیا جو ایک پہاڑی کے درمیان واقع تھی۔ اسٹوپا اور جھنڈے وہاں نظر آ رہے تھے۔ عبادت گاہ کے دروازے میں وہی پتلی ٹانگوں والا پجاری چمکیلی نیلی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ دن کی روشنی میں بھی ان آنکھوں میں وہی پُراسرار کیفیت طاری تھی۔ اُس کے ہونٹ کھنچے جیسے وہ مسکرایا ہو۔ اس کے ہاتھ میں عبادت کا پہیہ گھوم رہا تھا۔ میں بدھوں کی عبادت کا طریقہ سیکھ چکا تھا چنانچہ میں نے بھی عبادت کے پہیے کو گھمایا اور مقدس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اشلوک پڑھنے لگا جن کا میرے ذہن و دل سے کوئی تعلق نہیں تھا پھر جویا شوئن نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور مجھے اس عبادت گاہ کے اندرونی حصے میں لے گیا۔ ایک پتلی سی سرنگ سے گذرنے کے بعد ہم ایک کشادہ جگہ پر پہنچ گئے جو پتھروں کو چن کر بنائی گئی تھی۔ یہاں پر عجیب و غریب اشیاء بکھری ہوئی تھیں۔ جویا شوئن نے مجھے ایک چمڑا منڈھے ہوئے پتھر پر بیٹھنے کے لیے کہا اور خود میرے سامنے گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔

اس کی پراسرار نگاہیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی تب وہ آہستہ سے بولا۔ "میری طرف سے ہُوگا کی سرداری تجھے مبارک ہو سانگ جو کیا تو یہ بات جانتا ہے کہ تو میرے سب سے وفادار غلام تسان شی کا بیٹا ہے۔ جب تو چھوٹا سا بچہ تھا اسی وقت میں نے تسان شی سے وعدہ کیا تھا کہ اس کا بیٹا ایک دن ہُوگا کا سردار بنے گا۔ یقیناً تجھے اپنا باپ یاد نہیں ہوگا۔ سانگ جو لیکن میں تجھے تمام تفصیل بتا رہا ہوں۔ میرا وفادار غلام تسان شی میرے ایک اشارے پر موت کی نیند جا سویا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ آج میں اپنا وعدہ پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ سُن آج سے تو ہُوگا کا سردار ہے اور تمام ہُوگا قبائل تیرے اشارے پر اپنی جان دینے میں عذر نہیں کریں گے لیکن یہ بھی سُن لے سانگ جو کہ یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب تو دل و جان سے جویا شوئن کا وفادار بن جائے اور یہ بھی سُن لے سانگ جو کہ مجھ سے کسی طرح کا انحراف تیرے حق میں کبھی بہتر نہیں ہوگا میری ایک انگلی کی جنبش ہُوگا کی تقدیر بدل دیتی ہے اور میں جس نے تجھے آج اس سردار کے منصب پر فائز کیا ایک لمحہ میں تجھے ہُوگا کا سب سے بدترین انسان بنا سکتا ہوں۔ میری طرف سے یہ دھمکی نہیں ہے بلکہ تیرے لیے ایک اشارہ ہے اور تو جانتا ہے کہ جو تقدیریں بناتے ہیں وہ بگاڑنا بھی جانتے ہیں۔"

"عظیم لامہ، میں ہر بات بخوبی جانتا ہوں مگر میں سوچتا ہوں کہ کیا میں سرداری کے قابل ہوں۔ میں نے تو ایک مختصر سی زندگی دیکھی ہے جس میں میرے سامنے کچھ نہیں تھا۔ میں نہیں جانتا کہ سردار کا کیا فرض ہوتا ہے وہ کس طرح زندگی گذارتا ہے مجھے کچھ بھی تو نہیں معلوم۔" میں نے کہا۔

"تجھے ان تمام رموز سے آگاہ کیا جائے گا۔ اپنے ذہن کو ان پریشان کن خیالات میں نہ ڈال میں نے تجھے اس قبیلے کا سردار بنایا ہے، تو تیری سرداری کو قائم رکھنا بھی میری ہی ذمے داری ہوگی۔ مجھے جو کہنا تھا سو کہہ دیا اور میں جانتا ہوں کہ تیرے تربیت کنندہ نے تجھے یہ ضرور بتا دیا ہوگا کہ میری اطاعت تجھے سرخ رو کرے گی۔"

"مقدس لامہ میں تیرا اطاعت گزار ہوں۔" میں نے عقیدت بھرے انداز میں کہا اور جویا شوئن کے ہونٹوں پر وہی مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی جو اس کے چہرے کو کریہہ بنا دیتی تھی۔ وہ چند لمحات مسکراتا رہا اور پھر کسی قدر شوخ انداز میں بولا "تو جوان ہو چکا ہے سانگ جو بے شمار ہُوگا لڑکیاں تیرا التفات حاصل کرنے کے لیے سرگرداں ہوں گی اور کون ہے جو ایک حسین مستقبل کا خواہاں نہیں ہوتا سو میری طرف سے تجھے اجازت ہے کہ جسے چاہے اپنی زندگی میں شامل کر لے بس اب تو جا سکتا ہے۔"

میں نے جھجکتے ہوئے جویا شوئن کی طرف دیکھا اور جب میں واپس نہ مڑا تو اس نے کہا۔ "کچھ کہنا چاہتا ہے سو بے تکان کہہ مجھے جو کچھ کہنا تھا اس کے سوا میرے پاس کہنے کے لیے اور کچھ نہیں ہے باقی تمام باتوں سے میں نے تجھے آزاد کیا۔"

"میں نہیں چاہتا مقدس لامہ کہ کوئی بھی ایسا کام ہو جو تیری مرضی کے خلاف ہو۔ پرانے سردار کی چھ بیویوں میں سے دو نوجوان لڑکیاں مجھ سے التفات کی خواہاں ہیں اور مجھ سے قربت چاہتی ہیں کیا میں انہیں یہ اعزاز بخش سکتا ہوں؟"

"اگر وہ زندہ رہنے کی خواہاں ہیں تو مجھے کسی کی زندگی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔" جویا شوئن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ گویا سیتو اور شایا کی زندگی میری نگاہِ التفات سے بچ سکتی تھی۔ میں دل ہی دل میں ہنستا ہوا واپس چل پڑا۔ اس کھیل کا تو میں عادی ہو گیا تھا بھلا یہ کھیل کھیلنے میں مجھے کیا دقت ہو سکتی تھی۔ چند لمحات کے بعد مجھے واپس میرے جھونپڑے میں پہنچا دیا گیا۔ لوگوں کا جی نہ بھرتا تھا مجھے دیکھتے ہوئے، واپسی میں بھی میں نے وہی جم غفیر دیکھا جو اس سے پہلے مجھے نظر آ رہا تھا اور اس کے بعد بستی کے لوگ سرداری کا جشن منانے میں مصروف ہو گئے۔ چاروں طرف سے شور اور ہنگامے کی آوازیں صبح سے شام اور شام سے رات اور رات سے صبح تک گونجتی رہی تھیں۔ نقارے بج رہے تھے سوغاتیں نذر کی جا رہی تھیں ہر وقت کوئی نہ کوئی ٹولی میرے پاس پہنچتی رہتی تھی بعض اوقات جویا شوئن بھی میرے پاس آ جاتا تھا۔

ایسی ہی ایک صبح کا ذکر ہے میں اپنے جھونپڑے کے سامنے میں قبیلے کے بہت سے معزز لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ایک دیو قامت شخص کو دیکھا جو بے حد ہیبت ناک شخصیت کا مالک تھا میں نے دیکھا کہ وہ چھ آدمیوں کے ساتھ میری ہی جانب چلا آ رہا ہے۔ اس کے جسم پر بن مانس کی کھال

ھی ہوئی تھی۔ اگر چہرے پر بھی بن مانس کا خول ہوتا تو اُسے ...قدیم کا کوئی روایتی بن مانس کہا جا سکتا تھا۔ قد و قامت کے ...سے وہ ویسا ہی تھا جویا شوئن جو میرے قریب ہی بیٹھا ہوا میرے بازو پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "وہ سن یات ہے۔ ہُوگا قبیلوں ...سے ایک قبیلے کا شوریدہ سر جو اپنے ساتھ بے پناہ قوتیں ...ا ہے اس شخص سے کمال مہربانی سے پیش آنا اور تمہیں شاید ...ت ہو اس بات پر کہ اس سے قبل یہ کسی سردار کو اپنی وفاداری پیش ...نے نہیں آیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے اس طرف کا رخ اور اس کا جائزہ لینا ہوگا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔"

سن یات میرے سامنے پہنچا اور اس کے پیچھے آنے ...ں نے موتیوں کے منکے اور مالائیں میرے قدموں میں ڈھیر ...یں۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ہاتھ پھیلا کر سن یات کی طرف ...ھتے ہوئے کہا۔ "ہُوگا کے معزز ترین شخص مجھے اس ...زاری کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ تیری شخصیت اس سے بالاتر ... اور میں تجھے اپنے قریبی دوستوں میں دیکھنا سب سے ...ہ پسند کروں گا۔"

سن یات اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر ...نے بھاری آواز میں کہا۔ "سن یات کی دوستی کا حصول دنیا کا ...سے مشکل کام ہے لیکن معزز سردار نے اس خواہش کا ...ار کیا ہے تو سن یات اسے نظر انداز نہیں کرے گا البتہ وہ ...کا قائل ہے کہ دوستی مضبوط بنیادوں پر ہونی چاہیے تاکہ ...اِفات کا ہر نشان مٹ جائے۔"

"سن یات کی دوستی کے حصول کے لیے اسکی ہر خواہش کا ...ام کیا جائے گا۔" میں نے جواب دیا۔

"تب ٹھیک ہے۔ میں خلوصِ دل سے تیرے پاس بیٹھنا ...کروں گا۔ ہاں جب میں اپنی اس خواہش کا اظہار کر دوں گا جو میرے ... میں ہے اور تو اسے قبول کر لے گا تو اس کے بعد ہمارے ...ان صرف سچائی ہوگی۔"

میں نے جویا شوئن کی طرف دُزدیدہ نگاہوں سے دیکھا وہ ...ن تھا جیسے میرے الفاظ اس کے لیے تسلی بخش ہوں۔ سن یات ...ب نشست پیش کی گئی اور وہ بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی ایک ...ت کھڑے ہو گئے تھے میں اس سے ہُوگا کے بارے میں ...گو کرتا رہا۔ سن یات نے کہا۔ "ہُوگا کی سرحدیں قابل اطمینان ...سی کی مجال نہیں ہو سکتی کہ ان کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ ... سن یات ان کی پشتوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔"

"مجھے تم سے یہی امید ہے سن یات۔" میں نے جواب دیا۔ سن یات تھوڑی دیر تک میرے ساتھ رہا اور پھر میرے ہاتھ پر بوسہ دے کر واپس چلا گیا۔ جاتے وقت اُس نے کہا کہ وہ بہت جلد اپنی اس خواہش کا اظہار کرے گا جو اس کے دل میں ہے۔ جب وہ چلا گیا تو جویا شوئن نے یہ نشست برخاست کر دی۔ معززین چلے گئے اور جویا شوئن اپنی پتلی ٹانگوں سے چلتا ہوا میرے جھونپڑے میں آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے نقوش تھے اُس نے کہا۔ "سن یات ہُوگا کا سب سے بڑا سرکش ہے اور یوں سمجھو کہ ہُوگا کی سرحدی قوت اُس کے قابو میں ہے اگر وہ چاہے تو ہُوگا کے اندر بغاوت کرا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی بھی سردار کا تختہ الٹ سکتا ہے۔ میں اس کی طرف سے ہر وقت پریشان رہتا ہوں لیکن اس بار یہ بہت ہی عجیب بات ہوئی ہے۔ آخر وہ کیا چاہتا ہے؟"

"میں نے اس سے جو گفتگو کی معزز لامہ کہیں اس میں کوئی ایسا لفظ تو نہیں تھا جو تمہاری پسند کے خلاف ہو؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں بلکہ تیری نرم گفتگو نے اس کے اندر جو نرمی پیدا کی وہ میرے لیے نئی چیز ہے۔ بس میں اُس کی اس خواہش سے پریشان ہوں جو وہ تیرے سامنے کرنا چاہتا ہے۔ تاہم تُو جو خواہش وہ تیرے سامنے لائے بہتر ہے کہ اُسے قبول کر لینا اور اس کو تسلی دے دینا کہ تم اس پر عمل کرو گے بعد میں ہم لوگ مشورہ کر لیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

جویا شوئن کے جانے کے بعد میں نے سن یات کے بارے میں سوچا کہ یہ پہلا شخص ہے جس کے بارے میں جویا شوئن پریشان ہے ورنہ پورے ہُوگا پر اُس کی حکمرانی تھی۔ سن یات کی شخصیت میرے لیے اس وجہ سے دلچسپ تھی کہ اگر وہ میرا دوست بن جائے تو میں اپنی مرضی سے بھی کچھ کر سکتا ہوں اور جیسا کہ جویا شوئن نے کہا کہ وہ ہُوگا کا سب سے سرکش انسان ہے تو اس سے بھی یہ اظہار ہوتا تھا کہ سن یات، جویا شوئن کی وہ برتری قبول نہیں کرتا جو بظاہر اُسے پورے ہُوگا پر حاصل ہے۔ میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کی دوستی حاصل کرنے کے لیے اس کی ہر خواہش کو دل سے مان لوں گا۔ اس عجیب و غریب دنیا کی عجیب و غریب باتیں میرے لیے جس قدر حیرت انگیز ہو سکتی تھیں اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ الف لیلہ کے ابوالحسن کو ہارون الرشید کی بادشاہت کا ایک دن ملا تھا اور وہ حیرتوں میں گم ہو گیا تھا۔ لیکن مجھے اس عجیب و غریب دنیا کی بادشاہت ملے ہوئے کئی دن گذر چکے تھے اور یہ سب کچھ عام انسانی زندگی سے مطابقت بھی نہیں رکھتا تھا لیکن بہرطور مجھے یہ سب کچھ برداشت کرنا تھا، اس امید پر کہ کسی بھی شکل میں تبت کی ان ہولناک داستانوں سے پیچھا چھوٹے اور میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی دنیا کا رخ کروں۔ اپنی دنیا میرے لیے ایک خواب بن گئی تھی، ہلکی ہلکی لطیف باتیں، پرمسرت زندگی، مصروف دن اور رات بلاشبہ میری زندگی میں بڑی حیثیت رکھتے تھے جب کچھ چھن جاتا ہے تو اس کی کمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ورنہ عام حالات میں انسان غور بھی نہیں کرتا۔

جھونپڑے میں اس وقت میں تنہا تھا اور بہت سے خیالات میرے ذہن میں گردش کر رہے تھے کہ باہر آہٹ ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد سیتو اور شایا جھونپڑے میں داخل ہوگئیں۔ اس وقت ان کے بال کھلے ہوئے نہیں تھے اور نہ شکل و صورت سے سوگوار نظر۔۔۔۔ آ رہی تھیں۔ انہیں دیکھ کر کسی قدر سکون کا احساس ہوا کم از کم عام لوگوں سے ہٹ کر تھیں اور مجھے ان کے مسئلے میں دلچسپی تھی۔ انہوں نے شرمگیں نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر سیتو کہنے لگی۔ "ہمیں اس طرح نہیں آنا چاہیے تھا مقدس سانگ جو لیکن اب ہم سے یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ ہمارے زندہ رہنے کا مقصد کیا ہے۔ سو ہم نے یہی جواب دیا کہ نیا سردار ہمیں قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ اب تمہیں اس کا اعلان کرنا ہوگا سانگ جو تاکہ ہمیں نئی زندگی مل سکے۔"

میں نے دلچسپ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ دونوں ہی لڑکیاں دلکش تھیں۔ نوجوانی کی اس عمر میں تھیں جس میں شوخیاں بدن کے ہر حصے میں سرایت کر جاتی ہیں اور انگ انگ ہنستا ہے۔ انہیں واقعی مرنا نہیں چاہیے۔ جویا شوئن مجھے اجازت دے چکا ہے کہ باقی تمام کام میں اپنی مرضی سے کر سکتا ہوں تو کیوں نہ پہلا کام یہی کروں۔ میں نے مسکرا کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ "لڑکیو کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ میری زندگی میں ہُوگا کی حسین ترین لڑکیاں شامل ہو سکتی ہیں اور تم سابق سردار کی بیویاں ہو تو میں تمہیں کیوں قبول کروں؟"

میرے ان الفاظ پر دونوں کے چہرے اتر گئے پھر شایا نے آنسو بھری آنکھوں اور آنسو بھری آواز میں کہا۔ "اگر تم ہمیں قبول نہیں کرو گے تو ہماری زندگی ختم ہو جائے گی۔ ہمارے گھر والے اور عزیز و اقارب تو ہمیں مردہ قرار دے چکے تھے لیکن ہم نے انہیں اپنی زندگی کا یقین دلایا ہے اور کیا اس یقین کے بعد تم ہمیں دوبارہ مایوس کرو گے معزز سردار۔"

"میں تمہاری خواہشات کا احترام کر سکتا ہوں لیکن تمہیں وہ منصب نہیں بخش سکتا جو بیویوں کو حاصل ہوتا ہے۔" میں نے ان کے چہروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ شایا اور سیتو نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سیتو بولی۔ "تو کیا۔۔ کیا تم ہمیں زندہ رہنے کا موقع دو گے؟"

"ہاں دوسروں کے سامنے میں اس بات کا اقرار کر لوں گا کہ میں نے تمہیں قبول کر لیا ہے۔ اس طرح تمہاری صرف زندگی بچ سکے گی۔"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں معزز سردار۔ اس سے زیادہ ہم بھی کچھ نہیں چاہتے۔"

"تو پھر اب یہ بھی بتا دو کہ مجھے کیا کرنا ہوگا؟" میں نے سوال کیا اور دونوں لڑکیاں مجھے شوہر بننے کے گر سکھانے لگیں۔

دوسرے دن میں نے صبح کو معزز لوگوں کے سامنے ان دونوں لڑکیوں کو اپنی بیوی بنانے کا اعلان کیا۔ لوگوں نے اس اعلان کا پرجوش خیر مقدم نہیں کیا تھا لیکن کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا۔ اسی شام ایک احمقانہ رسم کے بعد وہ دونوں لڑکیاں میری بیوی بن گئیں اور وہ رات انہوں نے میری جھونپڑی میں ہی گزاری۔ وہ دونوں بہت ہی خوش تھیں اور نئے سردار کی بیویاں بننے کے بعد ان کی مسرتوں کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ جویا شوئن یا کسی اور شخص نے اس بات پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ دیر تک وہ میرے جھونپڑے میں رہیں اور مجھ سے اٹھکھیلیاں کرتی رہیں۔ جب رات خوب بیت گئی تو اُن سے کہا کہ میں اب سونا چاہتا ہوں تم اپنی جھونپڑی میں چلی جاؤ۔

شایا نے مجھے دیکھا اور کہنے لگی "تم سو جاؤ معزز سردار یہ رات تمہارے ساتھ بسر کریں گے۔ اس رات کا تمہارے ساتھ بسر کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد اگر تم چاہو تو ہمیں طلب نہ کرو کوئی تم سے سوال نہیں کرے گا لیکن اگر اس رات کی صبح ہم تمہارے جھونپڑے سے برآمد نہیں ہوئے تو ہمیں اس قبیلے میں قبول نہیں کیا جائے گا یہ قبیلے کی رسم ہے۔"

"تو پھر جاؤ دونوں اُس گوشے میں جا کر سو جاؤ۔" میں اپنے آرام دہ بستر پر لیٹ گیا۔ دونوں لڑکیاں دیر تک کھسر پھسر کرتی رہی تھیں اور اس کے بعد میں سو گیا۔ وہی صبح وہی شام بیوقوفی کی وہی رسمیں، ہنگامے اُچھل کود وحشت۔ اس کے علاوہ یہاں کچھ نہیں تھا۔ سردار کی حیثیت سے ابھی میں نے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ غالباً اس کے لیے وقت کا انتظار کیا جا رہا تھا اور میرا یہ اندازہ درست ہی نکلا۔

جویا شوئن نے ایک روز مجھے اپنی آرام گاہ میں طلب کر لیا۔ اور اُسے یہ حق حاصل تھا کہ جب بھی چاہے سردار کو خانقاہ میں بلا لے۔ میں نے مؤدبانہ اس کے سامنے حاضری دی اور جویا شوئن مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر اُس نے کہا۔ "اپنی سرداری کے ان چند دنوں میں تمہیں کسی الجھن کا تو نہیں کرنا پڑا سانگ جو؟"

"نہیں مقدس لامہ تیری عنایتوں کے سہارے میں بہت پرسکون ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا تمہاری دونوں بیویاں تمہاری وفادار ہیں؟"

"مقدس لامہ میں جھوٹ بولنا میں گناہ سمجھتا ہوں در حقیقت میں نے انہیں بیویاں تسلیم ہی نہیں کیا۔ انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ وہ زندہ رہنا چاہتی ہیں اور میں نے صرف ان کی زندگیوں کے لیے انہیں اپنی بیویاں بنانا قبول کر لیا ہے لیکن یہ بات میں نے ان سے پہلے ہی کہہ دی تھی کہ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

جویا شوئن نے آگے بڑھ کر میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور پھر متاثر لہجے میں بولا۔ "میں تم سے اسی وفاداری کا متمنی ہوں۔ سانگ جو یوں سمجھو کہ یہ الفاظ میرے اور تمہارے درمیان اعتماد کا رشتہ قائم کرتے ہیں۔ یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے اور بلاشبہ یہ کوئی قابل ذکر بات نہیں تھی لیکن تم نے یہ سب کچھ مجھ سے نہ چھپا کر مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ تم نے جو کچھ بھی کیا مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے، ان لڑکیوں کو اگر تم نے زندگیاں دی ہیں تو ٹھیک ہے انہیں زندہ رہنے دو لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تمہیں اس کی اجازت بھی دی جاتی ہے کہ تم اپنی پسند کی جتنی لڑکیوں کو چاہو اپنی بیویاں بنا لو اس کے علاوہ سانگ جو اب میں تمہیں کچھ اور رموز سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہُوگا میں سرداری کا خاص نظام ہے اور ہُوگا کے سردار کچھ عرصے کے بعد یہ بھول جاتے ہیں کہ انہیں سردار بنانے والا کون ہے اور یہی وجہ ہے کہ آخر کار وہ موت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ میں تمہارے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ جویا شوئن اپنا اقتدار چاہتا ہے ورنہ قبیلے میں روحانی پیشوا بننے کے لیے بہت سے لوگ سرگرداں رہتے ہیں اور ان کوششوں میں مصروف رہتے ہیں کہ کسی بھی طرح نئے سردار کو اپنے قابو میں کر کے اپنی برتری منوا سکیں۔ میں نے یہ نظام قائم کر کے نہایت دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ میں اگر چاہوں تو بارہ سال کی اس رسم کو بند بھی کر سکتا ہوں۔ اور چونکہ ساری باتیں آسمانی اشاروں کے تحت ہوتی ہیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری زندگی کے یا تمہاری سرداری کے بارہ سال پورے ہونے کے بعد آسمان سے روشنیاں چمکیں اور گرج کے یہ الفاظ قبیلے والوں کو سنائی دیں کہ سردار سانگ جو مزید بارہ سال کے لیے ہُوگا کا سردار رہے گا۔ یقیناً تم میری بات سمجھ رہے ہو گے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب سرداری کے چار پانچ سال گزر جاتے ہیں تو نئے بننے والے سردار کو یہ اعتماد ہو جاتا ہے کہ اب وہ ناقابل تسخیر ہے اور وہ اپنی بقا کی کوششوں میں مصروف ہو جاتا ہے حالانکہ اُس کی بقا جویا شوئن کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس سردار کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ سات سال تک اس نے جویا شوئن کے خلاف سر نہیں اٹھایا لیکن اس کے بعد اس نے میرے ایک فیصلے سے انحراف کر کے اپنی پیشانی پر موت کی مہر لگائی اور تم دیکھ لو کہ وہ موت کے دامن میں جا سویا۔ اس دوران میرے اپنے ہرکارے جو ساپونیا کہلاتے ہیں قبیلے میں ایسے کام کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے جن کی بنا پر عام باشندوں کو اپنے سردار سے شکایتیں پیدا ہو جائیں اور جب وہ موت کے گھاٹ اتارا جائے تو اُن میں سے ایک بھی نہ ہو جو اس کا طرفدار ہو سوا اس وقت بھی یہی حالات ہیں۔ قبیلے میں قحط سالی ہے، فصلیں پوری طرح نہیں پروان چڑھ رہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ اس سلسلے میں کیا کیا گیا ہے۔ چنانچہ اب تم اپنی سرداری کی ابتدا کرو، بستی والوں کو بلا کر اُن سے ان کی پریشانی پوچھو اور پھر ان پریشانیوں کو دور کرنے کا وعدہ کرو اور اس پر کام شروع کر دو میں تمہارا مددگار ہوں۔"

دوسرے دن جویا شوئن کے کہنے کے مطابق میں نے بستی والوں کو جمع کر لیا اور اُن سے اُن کی ضروریات معلوم کیں۔ قبیلے میں غذا کی صورتحال، پریشان حال لوگوں کی پریشانی اور دوسری تمام الجھنیں معلوم کیں اور وہیں لوگوں کو حکم دیا کہ وہ قبیلے والوں کو آسائشیں فراہم کرنے کے لیے کیا کریں گے۔ میں نے حکم دیا کہ اس کام کا آغاز کل صبح کے سورج کے ساتھ ہو جانا چاہیے اور یہی ہوا۔ کام جاری ہو گیا اور قبیلہ کے لوگ نئی خوشیوں میں ڈوب گئے۔ معصوم انسان چھوٹی چھوٹی باتوں سے خوش ہو جایا کرتے تھے لیکن میں جب بھی غور کرتا کہ میرا اصل مقصد کیا ہے تو ایک طرح کے کرب کا احساس ہوتا تھا، یہ سب میری وجہ سے اپنی زندگی کے بدترین مصائب سے دوچار ہوں گے، یہ احساس میرے لیے تکلیف دہ تھا۔ ویسے مجھے تعجب تھا کہ پروفیسر زیڈال نے ابھی تک مجھ سے کسی طرح کا رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ وہ غالباً وقت کا منتظر تھا اور بہر طور اس وقت کا انتظار میرے لیے بھی پریشان کن تھا۔

واقعات میں تبدیلی رونما نہ ہو تو کہنے کے لیے کچھ نہیں رہتا۔ یہ تبدیلی رونما ہوئی اور عجیب و غریب شکل میں ہوئی۔ شیر دل کا شیر دہشت ناک سن یات مجھ سے میرے جھونپڑے پر آ کر ملا اور اس کی آمد کو ہمیشہ خوف کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ میں نے سن یات کا استقبال اس کا نام سننے کے بعد جھونپڑے کے باہر کیا اور سن یات میرے ساتھ اندر آ گیا۔ "مجھے جو تکریم تو نے دی ہے، سانگ جو اس نے دوسری بار مجھے متاثر کیا ہے اور یہ بات مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں تجھ سے دوستی استوار کروں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سن یات کی دوستی میرے لیے قابل فخر ہے۔"

"میں تجھ سے وہ کہنے آیا ہوں جس کا اقرار تو نے مجھ سے کیا تھا کیا تجھے اپنا اقرار یاد ہے۔"

"کیوں نہیں سن یات سے کیا ہوا وعدہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔"

"تو پھر سن معزز سردار میں دوستی کے اس رشتے کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے آیا ہوں اور اس امید کے ساتھ کہ تو اپنے وعدہ سے منحرف نہ ہو گا۔"

"ہاں سن یات میں نے تم سے جو وعدہ کیا ہے اس سے کبھی منحرف نہیں ہو سکتا تم اس بات پر یقین رکھو۔"

"تو کل رات میں اپنی قیام گاہ پر تیرا استقبال کرتے ہوئے فخر محسوس کروں گا میری اس دعوت کو قبول کر معزز سردار۔"

"اپنے آدمیوں کو میرے پاس بھیج دینا میں تمہاری قیام گاہ پر پہنچ جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا اور سن یات اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے کہنی تک مجھ سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد باہر نکل گیا۔

میرے لیے لازم تھا کہ میں جویا شوئن کو اس بارے میں اطلاع دوں اور جویا شوئن نے وہی الفاظ پھر سے کہے "سن یات کی دوستی حاصل کرنے کے لیے اس سے مکمل تعاون حاصل کرو سانگ جو، اگر وہ کوئی ایسی بات بھی کر دے جو ہمارے لیے ناخوشگوار ہو تو ہم اُسے قبول کر لیں گے اور بعد میں اس کا سدباب کر لیا جائے گا۔"

چنانچہ میں مطمئن ہو گیا دوسرے دن کی مصروفیات میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو مجھے ذہنی طور پر تھکا دیتی اس وقت شام ہو چکی تھی اور معمولات زندگی بند کر دیئے گئے تھے جب سن یات کے چار آدمی مجھے لینے کے لیے پہنچ گئے۔ میں اُن کے ساتھ چل پڑا سن یات کی رہائش گاہ کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا لیکن وہاں تک پہنچنے کے لیے ایک طویل سفر اختیار کرنا پڑا۔ ایک چھوٹے سے پتلے درے سے گذر کر ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک الگ آبادی بنالی گئی تھی۔ درمیانی راستہ سنسان تھا لیکن یہاں بہت سے جھونپڑے بنے ہوئے تھے جن میں خاصی ترتیب نظر آتی تھی اور پھر ایک بڑے جھونپڑے کے سامنے مجھے لانے والے رک گئے اور انہوں نے مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

جھونپڑے کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب منظر نظر آیا۔ جھونپڑا بالکل خالی تھا لیکن اس کے ایک حصے سے تیز روشنی پھوٹ رہی تھی اور یہ روشنی ایک دروازے سے ابھر رہی تھی۔ گویا مجھے اس دروازے سے اندر داخل ہونا تھا۔ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ گیا اور روشن دروازے سے دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہاں بے شمار مشعلیں دیواروں میں نصب تھیں اور ان مشعلوں کی روشنی میں سامنے ہی ایک تخت پر ایک حسینہ بڑی شان سے بیٹھی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے انداز میں جاہ و جلال تھا اور اس کی آنکھوں میں سحر، سیاہ زلفوں میں ال[illegible] چہرہ دمک رہا تھا اور وہ کسی بھی طور اس قبیلے سے نظر نہیں آتی تھی۔ ایسے حسین نقش کہ دل پر منجمد ہو جائیں۔ ایسا حسین وجود کہ اگر بارنگاہ ٹکنے کے بعد دوبارہ نہ ہٹے۔ مختلف قسم کے ہیروں [illegible] زیورات اس کے بدن پر جگمگا رہے تھے جن سے پھوٹنے وال[illegible] روشنیوں نے اُسے اپنے ہالے میں لیا ہوا تھا اور اس کے وجو[illegible] کی ایک ایک دلکشی کو نمایاں کر رہی تھیں۔ اس کے بال ایک خاص انداز سے بے شمار چوٹیوں میں بندھے ہوئے شانوں [illegible] بکھرے ہوئے تھے۔ میں چند لمحات کے لیے ساکت ہو گیا لیکن پھر میں نے خود کو سنبھال لیا، وہ اپنی جگہ سے اٹھی دونوں ہا[illegible] سامنے کیے اور انہیں سیدھا کیے کیے رکوع کی شان میں جھک گئی پھر سیدھی ہو کر اُس نے مترنم آواز میں کہا "معزز سردا[illegible] میں اپنے اس چھوٹے سے گھر میں خوش آمدید کہتے ہوئے فخر محسوس کر رہی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ شرمندہ بھی ہوں [illegible] یہ جگہ اس کے قابل نہیں ہے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے آہ[illegible] سے کہا۔ "یہ الفاظ میرے لیے دل خوش کن حیثیت رکھتے ہی[illegible] لیکن میں نے تو سنا تھا کہ میں ہوگا کے معزز سن یات کا مہمان [illegible]"

"بلاشبہ یہ سن یات ہی کا مکان ہے اور معزز سردار [illegible] لوئی سن کے نام سے پکار سکتا ہے۔ میں سن یات کی بیٹی ہوں [illegible] معزز سردار اس جگہ بیٹھنا پسند کرے گا۔" اس نے تخت کی جا[illegible] اشارہ کر دیا اور میں پر وقار انداز میں چلتا ہوا تخت تک پہنچ [illegible] فوراً ہی ایک حسین خادمہ ایک چھوٹی سی کرسی نما شے لے کر آ[illegible] آگئی جو تخت سے نیچی تھی لڑکی وہاں بیٹھ گئی۔ "مقدس سانگ[illegible] کو ہوگا قبیلہ کیسا لگا؟"

"یہ میری مملکت ہے اور اپنی مملکت کسے پسند نہیں[illegible] لیکن سن یات کہاں ہے؟"

"میں حاضر ہوں معزز سردار اور معذرت خواہ ہوں [illegible] گستاخی کے لیے کہ تیرا استقبال میرے بجائے میری بیٹی نے [illegible] دروازے سے سن یات کی آواز سنائی دی اور وہ اندر آ گیا۔ [illegible] نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور سن یات وہاں بیٹھ گیا۔ "اب تم [illegible] ہو لوئی سن میں معزز سردار سے کچھ گفتگو کروں گا۔"

میں نے لڑکی کو جاتے ہوئے دیکھا اس کی چال میں [illegible] ناگن لہریں لے رہی تھی، ایک ایک عضو نمونہ حسن تھا اور [illegible]

میں اپنا پرتو چھوڑ گیا تھا۔ سن یات میری کیفیت کا جائزہ لے رہا تھا۔ میری نگاہیں اس سے ملیں تو مجھے کسی قدر خجالت کا احساس ہوا تب سن یات نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم کسی قسم کی شرمندگی محسوس نہیں کر رہے۔ یہ بات میرے لیے باعث فخر ہے کہ تمہاری نگاہوں میں میری بیٹی کے لیے پسندیدگی کے آثار ہیں اور درحقیقت معزز سردار میں چاہتا بھی یہی تھا اور یہی میری خواہش اور طلب ہے کہ لوئی سن کو میں تمہاری زوجیت میں دے دوں اور وہ تمہاری پسندیدہ ملکہ بنے۔ سنو سانگ یہ میرا گھر ہے اور ان اطراف پر پرواز کرنے والے پرندے بھی میری اجازت کے بغیر پرواز نہیں کرتے چنانچہ جو کچھ گفتگو میرے اور تمہارے درمیان ہو رہی ہے اس سے میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور واقف نہیں ہو گا۔ جویا شوئن، ہوگا کا روحانی پیشوا ہے۔ اُس نے اپنی قوتوں سے طویل زندگی حاصل کر لی ہے اور اس کی نگاہیں بے شمار سرداروں کو دیکھ چکی ہیں اور اس کے اشارے بے شمار زندگیوں کو موت سے ہمکنار کر چکے ہیں سو تم بھی وہی ہو جسے بارہ سال کے لیے سرداری قوتیں دے دی گئی ہیں اور اس کے بعد عین جوانی کے عالم میں تمہیں یہ دنیا چھوڑ دینا پڑے گی۔ میں جویا شوئن کے خلاف تمہیں استعمال کرنا نہیں چاہتا سانگ لیکن میرے دل کے گوشوں میں یہ تصور موجود ہے کہ جویا شوئن کی پسند ہوگا کے رہنے والوں پر مسلط نہیں رہنی چاہیے۔ کوئی ایسا شخص جو قبیلے کے سردار کی حیثیت سے قبیلے کے لیے بہت اچھا ہو صرف اس لیے کیوں موت کے گھاٹ اتر جائے کہ جویا شوئن نے ایک رسم بنا دی ہے۔ قبیلے کے اندھے معتقد اُسے روحانی پیشوا سمجھتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ انسانی پہاڑ سے برآمد ہونے والا قبیلے کا نیا سردار کہاں سے آتا ہے۔ جویا شوئن اُسے پہاڑ کا بیٹا کہتا ہے مجھے بتاؤ سانگ جو کہ تمہیں کیا کسی پتھر کی ماں نے جنا تھا؟ کیا تم کسی چٹان کے زخم سے پیدا ہوئے تھے؟ ہرگز نہیں گویا یہ بات میری اس بات کا ثبوت ہے کہ ہوتا وہی ہے جو روحانی پیشوا چاہتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم اس کے طلسم کو توڑ دو اور یہ اسی طور ممکن ہے جب تم مجھ سے تعاون کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ بارہ سال کے بعد وہ سب کچھ نہیں ہو گا جو دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے اور اس کے لیے میری خواہش ہے کہ تم لوئی سن کو اپنی بیوی بنا لو اس طرح میرے اور تمہارے درمیان اعتماد کے رشتے قائم ہو جائیں گے اور تم مجھ پر زیادہ بھروسہ کرنے لگو گے۔ سنو سانگ جو میں وہ باتیں کہہ رہا ہوں تم سے۔ جویا شوئن کو معلوم ہو جائیں تو بلاشبہ وہ میرے لیے مشکلات کھڑی کر سکتا ہے۔ بلاشبہ ہوگا میں قتل و غارتگری ہو سکتی ہے، خون کی ندیاں بہہ سکتی ہیں لیکن اس کے باوجود میں تم سے اپنے دلی تاثرات نہیں چھپا رہا۔ میں جویا شوئن کا طلسم توڑنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے میں اُس پہاڑی کو تباہ کر دوں گا جس سے قبیلے کا نیا سردار برآمد ہوتا ہے، وہ سارا طلسم ختم کر دوں گا جو ہوگا کے لوگوں کو اپنے جال میں جکڑے ہوئے ہے بشرطیکہ تم میرا ساتھ دو۔ میں اس بارے میں ابھی تم سے کوئی طویل گفتگو نہیں کروں گا نہ اپنے منصوبوں کو طشت از بام کروں گا۔ پہلا قدم بس یہی ہے کہ لوئی سن تمہاری بیوی بن جائے اگر تم نے جویا شوئن کے وفادار رہتے ہوئے میری یہ تمام گفتگو اس تک پہنچا دی تو اس کے نتائج بھی سن لو سانگ جو، جویا شوئن براہ راست مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ ہاں وہ ہوگا کے باشندوں کو اس بات پر آمادہ کر سکتا ہے کہ وہ میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں لیکن اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ تمہارے دور سرداری میں خون کی ندیاں بہیں گی تو ہوگا کے لوگ تمہیں منحوس سربراہ قرار دیں گے اور یوں تمہاری تنزلی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے چنانچہ یہ نہ صرف تمہارے لیے بلکہ ہوگا کے بے شمار باشندوں کے حق میں بہتر ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو راز میں رہے اور تم میری بات مان لو۔"

میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر میں نے مسکراتی نگاہوں سے سن یات کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔ "مجھے تمہاری تجویز دل سے منظور ہے سن یات۔"

سن یات اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے قریب پہنچا اور کہنے لگا۔ "جو کچھ مجھ سے کہو سچے دل سے کہنا سانگ جو اور تمہیں اس سچائی کا بھرپور انعام ملے گا۔"

میں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں پوری سچائی سے کہہ رہا ہوں سن یات۔ تم اطمینان رکھو میرے اور تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو صرف ہمارے ہی درمیان رہے گی۔ یقیناً جویا شوئن مجھ سے پوچھے گا کہ تم نے مجھ سے کس خواہش کا اظہار کیا تو میں اُس سے کہہ دوں گا کہ تم لوئی سن کو میری بیوی بنانا چاہتے ہو۔ بس اس کے علاوہ کوئی اور بات اُس کے علم میں نہیں آ سکے گی۔"

سن یات نے گرم جوشی سے میرا شانہ تھپتھپایا اور خوشی کے انداز میں بولا۔ "تو پھر آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔"

کھانے پر لوئی سن بھی شریک تھی اور سن یات کی کئی بیویاں بھی جن میں لوئی سن کی ماں بھی موجود تھی۔ کھانے کے بعد خود سن یات مجھے میرے جھونپڑے تک چھوڑنے آیا اور اس کے بعد واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلا گیا لیکن اُسے گئے ہوئے زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ جویا شوئن خود میرے پاس پہنچ گیا اور میں احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"سن یات سے ہونے والی گفتگو میرے لیے انتہائی باعث کشش ہے اور یقیناً سانگ جو مجھ سے کچھ چھپانا پسند نہیں کرے گا؟"

"بے شک مقدس لامہ میری یہ مجال نہیں کہ میں تم سے کچھ چھپاؤں اور نہ یہ چھپانے والی بات ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ خود تم نے مجھے اس کی اجازت دی تھی کہ سن یات جس خواہش کا اظہار کرے میں اُسے تسلیم کر لوں لیکن یہ کہنے میں بھی مجھے عار نہیں ہے اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنا دلی مدعا بھی بیان کر دوں۔ بلاشبہ اس کی بیٹی لوئی سن ایسی ہی دلکشی کی حامل ہے کہ میں اُسے اپنی قربت دینے کا خواہاں ہوں۔"

"گویا سن یات نے اپنی بیٹی کو تمہاری بیوی بنانے کی پیشکش کی ہے؟"

"ہاں مقدس لامہ یہی اس کی خواہش ہے۔"

"یہ خواہش تو تمہارے لیے بہت دلچسپ ہے بلکہ یوں سمجھو کہ تم بہت عرصہ کے بعد پہلے سردار ہو جو سن یات کی سازشوں سے محفوظ رہو گے ورنہ سرداروں کے خلاف سازشیں کرتے رہنا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ کیا تم نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیا؟"

"جویا شوئن کے حکم کی پابندی کرتے ہوئے۔" میں نے جواب دیا۔

"بہت اچھا کیا تم نے اور کل ہی اس بات کا اعلان قبیلے میں کر دو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کام کی تکمیل کر لو کہ کہیں سن یات کا فیصلہ بدل نہ جائے۔ وہ اپنی زندگی میں پہلی بار ایک جال میں پھنسا ہے۔ ہم اُسے بے دست و پا کر دینا چاہتے ہیں۔" جویا شوئن نے کہا۔

پھر بھلا اس کے بعد کیا گنجائش رہ جاتی تھی کہ میں اعلان نہ کرتا۔ البتہ میرے لیے کچھ اور مشکلات پیدا ہو گئی تھیں۔ کمبخت زیڈال کے آدمیوں نے ابھی تک مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ معلوم نہیں وہ اس کوشش میں ناکام ہو گئے تھے یا شاید وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک وحشی قبیلے کی حسین لڑکی کو اپنی رضامندی سے بیوی بنانے کے بعد کیا میرے لیے الجھنیں پیدا نہیں ہو جائیں گی، طبیعت پر کچھ جھنجھلاہٹ سی سوار ہونے لگی تھی۔ ان الجھنوں سے نمٹنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ یہ تو واقعی پریشان کن مرحلہ تھا لیکن اپنی زندگی بھی کھونے کا خواہش مند نہیں تھا جو کچھ بھی ہو گا نمٹوں گا۔ دوسرے دن میں نے جویا شوئن کی موجودگی میں سن یات کی بیٹی لوئی سن کو اپنی بیوی بنانے کا اعلان کر دیا اور ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس اعلان کی مخالفت کی ہو۔ اس کے بعد کی کارروائیاں دوسرے لوگوں نے کیں اور میری نام نہاد شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

اس گفتگو کے تیسرے دن ایک عظیم الشان جشن کا انتظام کیا گیا اور لوئی سن کو میری شریک حیات بنا دیا گیا۔ وہی احمقانہ رسمیں وہی فضول حرکتیں کی گئیں۔ لوئی سن کو دیکھ کر میرے دل میں پسندیدگی کے جذبات بھی ابھرے تھے۔ اس بدبخت لڑکی کو کیا معلوم تھا کہ اس کی زندگی کیسے المیے سے دوچار ہونے والی ہے۔ ظاہر ہے پروفیسر زیڈال کا منصوبہ زیادہ طویل نہیں ہو گا اور اسے میری قربت میں چند ہی لمحات مل سکیں گے لیکن بہرطور یہ اس کی تقدیر تھی اور شاید میری بھی۔ اُسے میری بیوی بنا کر میرے جھونپڑے میں پہنچا دیا گیا۔ رسومات اب بھی جاری تھیں لیکن باہر کے ہنگاموں سے بے نیاز ہو کر جب میں اپنے جھونپڑے میں پہنچا تو میرے ذہن میں پریشانیاں گھر کیے ہوئے تھیں۔ لوئی سن میرا انتظار کر رہی تھی۔ جب میں جھونپڑے کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو ہیرے کے زیورات کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ لوئی سن نے اپنے گلے سے ایک مالا اتار کر میرے گلے میں ڈالی اور اپنی حسین آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ ان آنکھوں میں شوخی تھی اور اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ بھی ایک عجیب سی کیفیت کی حامل تھی۔ اُس نے دونوں ہاتھ سامنے کیے، گھٹنوں کے بل بیٹھی اور پھر اپنے ہاتھوں کی انگلیاں میرے پاؤں کے انگوٹھوں پر رکھ دیں اور اسی طرح جھکے جھکے بولی۔ "ہوگا کے سردار میری تمام زندگی تیری نذر ہے۔ تیری وفاداریوں کے دوران سانس لوں گی اور تیری محبتوں کے درمیان جیوں گی۔ مجھے اپنی خادماؤں میں قبول کر۔"

"اُٹھ جاؤ لوئی سن بیٹھو۔" میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "لوئی سن تم میری بیوی ہو اور اس وقت میری واحد اور تنہا رازدار۔ اپنی زندگی میں، میں نے ایک عہد کیا تھا جو تمہارے گوش گذار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ عہد یہ تھا کہ اپنی سرداری کا ایک سال پورا کیے بغیر میں کسی بھی عورت کو اپنی قربت نہیں بخشوں گا۔ ایک وفادار بیوی ہونے کی حیثیت سے تم اس کی وجہ بھی سن لو۔ ایک مقدس لامہ نے مجھے بتایا تھا کہ اگر سرداری کی زندگی کا ایک سال پورا کر لوں گا تو اس کے بعد میری زندگی کو زوال نہیں ہو گا اور اگر اس سے قبل میں نے کسی عورت کو اپنی خلوت میں قبول کر لیا تو زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ چنانچہ لوئی سن تمہیں میرے اس راز کو اپنے سینے میں اس طرح پوشیدہ رکھنا ہو گا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ لگے۔ ہاں اگر تمہیں میری زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تو پھر میں تمہاری ہر خواہش کا احترام کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

میں نے اپنے ان الفاظ کا ردِعمل لوئی سن کے چہرے پر دیکھنے کی کوششیں کی لیکن دفعتاً اس کے حلق سے ایک قہقہہ آزاد ہو گیا اور پھر وہ بے تحاشا ہنستی رہی۔ میں متعجبانہ انداز میں اس کی صورت دیکھ رہا تھا تب لوئی سن کی آواز ابھری۔ "مہذب دنیا کے مہذب بیوقوف پتہ نہیں تم کیا چیز ہو پتہ نہیں۔" لیکن مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے کیونکہ لوئی سن نے یہ جملہ انتہائی شستہ انگریزی میں ادا کیا تھا۔ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا اور میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے لوئی سن کو دیکھ رہا تھا۔ "لیکن اب تم پھنس چکے ہو۔"

"لوئی سن؟" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"معزز سردار کی بیوی۔" لوئی سن گردن خم کر کے بولی لیکن یہ الفاظ بھی اس نے انگریزی میں ادا کیے تھے۔

"تم۔ تم یہ کون سی زبان بول رہی ہو؟"

"وہی جو تم جانتے ہو؟"

"مگر میں کچھ نہیں سمجھتا؟"

"تم چاہو تو میں فرنچ، جرمن، ڈچ یا کسی اور زبان میں تم سے گفتگو کروں۔"

"تم یہ تمام زبانیں جانتی ہو؟"

"ہاں!"

"اور سن یات؟"

"وہ بے وقوف تبتی صرف اپنی زبان جانتا ہے۔" لوئی سن نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔ میری حیرتیں عروج پر پہنچ گئی تھیں دماغ ہواؤں میں اڑا جا رہا تھا۔ ایک بات جو سمجھ میں آ رہی ہو میرے ہونق پن پر لوئی سن مسلسل قہقہے لگا رہی تھی۔ "کمال کی بات ہے، اتنے بڑے قبیلے کے اتنے عظیم سردار ہونے کے باوجود تم ایک اتنی سی بات پر اس قدر حیران ہو۔" لوئی سن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب میری قوت برداشت جواب دیتی جا رہی ہے لوئی سن ممکن ہے میں پاگل ہو جاؤں۔"

"ارے نہیں نہیں، اس طرح تو تیری بے عزتی ہو جائے گی۔ لوگ سوچیں گے کہ میں تمہاری منحوس بیوی ہوں۔ پہلی ہی رات گذرنے کے بعد تم ذہنی توازن کھو بیٹھے، ایسا ہرگز نہ کرنا میرے مجازی خدا۔ ورنہ میں بدنام ہو جاؤں گی۔"

لوئی سن بہترین انگلش بول رہی تھی اور میری عقل میرا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا تب لوئی سن نے کہا۔ "لیکن ایک بات تو بتاؤ عزیز شوہر، تم پہاڑوں میں پیدا ہوئے، ایک پتھری کوکھ سے جنم لیا تم نے اس کے بعد تم انگریزی کیسے سمجھ رہے ہو؟"

میں ایک دم چونک پڑا۔ اس کا یہ سوال اس کی ذہانت کی دلیل تھا۔ میں نے سہمی ہوئی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور لوئی سن پھر بے اختیار ہنس پڑی۔ "تمہاری حالت اب قابلِ رحم ہوتی جا رہی ہے گے زالی اس لیے میرا جی نہیں چاہتا کہ تمہیں مزید پریشان کروں۔"

"گگ گگ، گے، زا۔ لی۔" میں نے کہا اور دفعتاً میرے ذہن میں ایک کھڑکی بن گئی۔ میں نے آنکھوں کو بھینچ کر زور سے کھولا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "اس کا مقصد ہے کہ تم لوئی سن نہیں ہو؟"

"بالکل، اس کا یہی مقصد ہے!"

"تو پھر تم سونیتا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتیں!"

"چلو خدا کا شکر ہے کہ تم جنون کی منزلوں سے تو واپس آ گئے۔"

میں بے اختیار آگے بڑھا اور میں نے سونیتا کے دونوں بازو زور سے پکڑ لیے۔

"یہ تم ہی ہو سونیتا، قسم کھاؤ یہ تم ہی ہو۔"

"کمال ہے کیا اب بھی قسم کھانے کی گنجائش رہ جاتی ہے۔" سونیتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر تم یہاں، لوئی سن کے روپ میں۔ کیا لوئی سن کا کوئی وجود نہیں ہے؟"

"تھا۔ مگر اب نہیں ہے۔" سونیتا نے جواب دیا اور میرا دل دھک سے ہو گیا۔

"مطلب۔ مطلب یہ کہ تم لوگوں نے۔ تم نے؟"

"ہاں مجبوری تھی۔ بہت خوب صورت لڑکی تھی، بہت ہی پیاری۔ یقین کرو اُسے قتل کرتے ہوئے مجھے تو بہت ہی دکھ ہوا تھا۔ ہم نے اُسے اتنی گہرائیوں میں دبا دیا ہے کہ اس کی لاش بھی کبھی قبیلے والوں کو دستیاب نہیں ہو سکے گی۔"

"اوہ۔ اوہ۔" میں نے چکراتے ہوئے ذہن کے ساتھ کہا۔

"لیکن تعجب ہے گے زالی۔ میں اب بھی حیرت کا شکار ہوں، آخر تم کس قسم کے انسان ہو۔ ایشیائیوں کے بارے میں میں نے یہ سنا تھا کہ وہ بہت پاکیزہ فطرت کے مالک ہوتے ہیں اور عام طور سے ان کے احساسات کسی بھی حسین لڑکی کو دیکھ کر نہیں بھڑکتے۔ البتہ ان کی نسلیں بڑھتی ہیں۔ ان کے ہاں محبتوں کے واقعات بھی ہوتے ہیں، تم ان میں سے کون سے انسان ہو، کیا تمہارے دل میں کسی حسین سے حسین لڑکی کو دیکھ کر محبت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے جذبات نہیں جاگتے۔ لوئی سن کی صورت اختیار کرنے کے لیے میں نے اور میرے ساتھیوں نے جس قدر محنت کی ہے اُس کی وجہ سے یوں سمجھ لو کہ اس کا باپ یا اس کی ماں بھی یہ شناخت نہیں کر سکی کہ میں اُن کی بیٹی نہیں ہوں۔ میں نے خود بھی اُس لڑکی کو دیکھا تھا اور یقین کرو کہ عورت ہونے کے باوجود میں نے سوچا تھا کہ وہ کسی بھی مرد کو پاگل بنانے کے لیے کافی ہے، لیکن یقین کرو، تم نے مجھ سے اجتناب کا اظہار کر کے اور یہ ایک سال کا ڈرامہ کر کے مجھے واقعی حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کیا تم اس سنہری موقع سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تھے۔ میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ جو کہانی تم نے مجھے سنائی وہ صرف اس لیے تھی کہ تم لوئی سن کی قربت سے بچ سکو!"

"فضول باتیں مت کرو سونیتا، تم نے مجھے واقعی بیوقوف بنا دیا ہے۔ اپنی زندگی کے اس عجیب و غریب واقعے کو میں کبھی نہیں بھول سکوں گا۔"

"اور مجھے بھول جاؤ گے۔ کیوں؟" سونیتا نے شکایتی انداز میں کہا۔

"تمہیں؟ تم تو شیطان کی استاد ہو۔ تمہیں بھلا میں کیسے بھول سکتا ہوں۔"

"بہرطور مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو تم میرے شوہر ہو اور میں تمہاری بیوی۔ بعد کے معاملات ہم بعد میں دیکھیں گے، پہلے تم مجھے اپنی آغوش میں جگہ دو!"

"سونیتا پڑھی لکھی لڑکی ہو تم، ظاہر ہے یہ سارے ڈرامے ایک مقصد کے تحت کیے جا رہے ہیں۔ یہاں ہم اس قسم کا کھیل کھیلنے نہیں آئے ــــ!"

"ارے واہ ابھی تمہیں کافی وقت لگ جائے گا یہاں کے معاملات طے کرتے ہوئے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری اتنی قربت میں ہونے کے باوجود تمہاری بیوی کی حیثیت نہ اختیار کر سکوں۔ سن لیجیے مسٹر گے زالی میرا مطلب ہے عظیم سانگ جو، اگر تم نے مجھے اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول نہ کیا تو میں قبیلے والوں کے سامنے اس کا اعلان کر دوں گی۔"

"نہیں سونیتا اس وقت مجھ سے مذاق بھی نہ کرو۔ میں اس مذاق کا متحمل نہیں ہو سکتا، تم میری ذہنی کیفیت کے بارے میں سمجھ نہیں رہی ہو، میں درحقیقت بے حد پریشان ہوں۔"

"اس پریشانی کی وجہ؟" سونیتا نے سوال کیا۔

"جتنی اتنے عرصے تک تم لوگ مجھ سے مسلسل دور رہے اور میں عجیب و غریب چکروں میں پھنسا رہا اور یہ سوچتا رہا کہ اب گلو خلاصی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے میں جس دنیا کا انسان ہوں اسی میں خوش رہ سکتا ہوں، یہاں اس قبیلے میں اگر میرے پیروں میں زنجیریں پڑ جائیں تو میں کیا خوش ہو سکتا ہوں میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ تم لوگ کسی طور اپنے منصوبے میں ناکام ہو گئے۔"

"جس کا نام پروفیسر زیڈال ہے، وہ کبھی اپنے منصوبوں میں ناکام نہیں ہوتا۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ اس وقت ویلینی میں وہ ایک بہت بڑی قوت ہے، ایک قوت اور بھی ہے یہاں، جو بہرطور ان تمام قوتوں سے بڑی ہے۔ لیکن زیڈال اپنی کارروائیوں میں اس سے مخلص نہیں ہے اور میں جانتی ہوں کہ وہ اسے بھی شکست دے گا۔"

"وہ قوت کون سی ہے؟"

"وقت آنے پر تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ بعض چیزوں کو بتانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ اب چھوڑو کن فضول باتوں میں پڑ گئے۔ مجھے میرا مقام دو۔"

"سونیتا پلیز بچوں کی گفتگو مت کرو۔ تم جانتی ہو کہ یہ تمام باتیں صرف ڈرامائی حیثیت رکھتی ہیں۔"

"پھر بھی ہم اس ڈرامے کو حقیقت میں کیوں نہ تبدیل کر دیں؟"

"کیسے تبدیل کر سکتے ہیں؟"

"بس اس طرح کہ جب تک میں لوئی سن ہوں اور تم سانگ جو ہو، ہم دونوں کو اپنا ہی کردار نبھانا چاہیے۔ آخر اس قبیلے کے اسٹیج پر بھی تو اپنا پارٹ پلے کرنا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم اس طرح مجھ پر قابو پا لو گی۔ میں بھی قبیلے والوں کو یہ بتا سکتا ہوں کہ تم اصلی لوئی سن نہیں ہو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور سونیتا بھی ہنسنے لگی۔

"تم بہت عجیب انسان ہو گے زالی، درحقیقت تم پر بعض اوقات بہت پیار آنے لگتا ہے۔ آخر تم عورتوں سے اتنا اجتناب کیوں کرتے ہو۔ میں تو اس کا ایک ہی مطلب نکال سکی ہوں۔"

"کیا ــــ؟"

"یہ کہ تم کسی اور کو چاہتے ہو۔"

میں خاموش ہو گیا۔ سونیتا گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اُس نے خود ہی کہا۔ "بہرحال اگر ایسا ہے بھی تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔ چند لمحات کی رفاقت بھی بری نہیں ہوتی، ویسے گے زالی میں تم سے متاثر ہوں۔ بہت متاثر ہوں، اور ایک دوست کی حیثیت سے شاید میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں۔"

"شکریہ۔ بہت بہت شکریہ۔ تم نے مجھے کم از کم ایک

ذہنی عذاب سے نجات دلا دی ہے، ورنہ میں اب تک یہی سوچ رہا تھا کہ لوئی سن کو کس طرح اپنے قابو میں لا سکوں گا۔ مگر اب یہ بتاؤ تمہارا پروگرام کیا ہے اور اتنے دن تک تم لوگ کیوں پوشیدہ رہے۔ تم یہاں تنہا ہو یا تمہارے ساتھ یہاں اور بھی لوگ ہیں۔"

"بے شمار لوگ تمہارے اطراف میں موجود ہیں مسٹر زیڈال نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اور انہوں نے اپنے اس وعدے کی مکمل طور پر پابندی کی ہے۔"

"اچھا یہ بتاؤ سن یات، اپنی اس خواہش میں مخلص تھا، میرا مطلب ہے کہ وہ خلوصِ دل سے اپنی بیٹی کو میری بیوی بنانا چاہتا تھا ــــ؟"

"ہاں۔ جو کچھ وہ چاہتا تھا وہی اس نے کیا ہے اور ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ایک جال بچھایا جا رہا ہے ان لوگوں کے لیے اور یہاں کے حالات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، ظاہر ہے ہم یہ اہم کام اتنی آسانی سے تو انجام نہیں دے سکتے۔ اس کے لیے ہمیں طویل راستے اختیار کرنے پڑتے ہیں اور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار ہی نہیں تھا۔"

میں گردن جھکا کر سونیتا کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔ "میں یہاں بری طرح بیزار ہو گیا ہوں سونیتا، جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان الجھنوں سے نکلو تاکہ ہم عملی زندگی اختیار کر سکیں۔"

"تو یہاں کون چاہتا ہے کہ ان پہاڑوں میں بھٹکتا رہے، یہ تحفہ میری طرف سے قبول کرو۔ ظاہر ہے بیوی کی حیثیت سے مجھے بھی تمہیں کچھ دینا چاہیے۔" اس نے کہا اور ایک خوبصورت گول موتی جو کافی بڑا تھا میرے حوالے کر دیا۔ میں نے مسکراتے ہوئے موتی اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ لیکن دفعتاً موتی کا اوپری حصہ سرخ ہو گیا اور اس میں سے ایک باریک سی سوئی باہر نکل آئی میں نے گھبرا کر موتی نیچے رکھ دیا اور سونیتا ہنس پڑی۔ "پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، یہ ٹرانسمیٹر ہے جو پروفیسر زیڈال نے تمہارے لیے دیا ہے۔"

"ٹ ٹ۔ ٹرانسمیٹر" میں نے تعجب سے کہا۔

"ہاں۔ پروفیسر زیڈال اب اس پر تم سے گفتگو کر سکے گا۔"

"اوہ۔ تعجب ہے۔ بے حد خوبصورت ہے یہ۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا یہ"

"یقیناً۔"

"مگر پروفیسر زیڈال نے پہلے یہ ٹرانسمیٹر مجھے کیوں نہیں دیا تھا؟"

"اس لیے کہ یہ پہلے انہیں دستیاب نہیں ہو سکا تھا، وہ اس کے حصول کے لیے کوشاں تھے۔"

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اب پروفیسر زیڈال سے بھی گفتگو کر سکتا ہوں۔"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ پروفیسر زیڈال تم سے گفتگو کرنے کے خواہش مند ہیں۔"

میں نے سونیتا سے اس ٹرانسمیٹر کے استعمال کا طریقہ پوچھا اور تھوڑی دیر کے بعد پروفیسر زیڈال سے میرا رابطہ قائم ہو گیا، مجھے پروفیسر زیڈال کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو گے زالی۔ تم اپنا کام جس خوبی سے انجام دے رہے ہو۔ اس کی اعلیٰ رپورٹیں ہمیں لمحہ لمحہ موصول ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ نہ سوچنا کہ ہم تمہاری طرف سے غافل تھے۔ جب بھی تمہیں کوئی دقت پیش آتی، ہمارے آدمی تمہارے نزدیک ہوتے، کوئی خاص الجھن تو نہیں ہے۔"

"اس سے بڑی الجھن کیا ہو سکتی ہے پروفیسر کہ میں ایک جنگلی قبیلے کا سردار بنا بیٹھا ہوں۔"

"اس زندگی سے بھی لطف اٹھاؤ۔ لیکن میرے خیال میں تمہیں زیادہ دیر تک اس مصیبت کا شکار نہیں رہنا پڑے گا۔ ہم برق رفتاری سے اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں۔"

"آپ سے بہت سے سوالات کرنے ہیں پروفیسر۔"

"ہاں۔ ہاں۔ میرا خیال ہے اس وقت تم جلد عروسی میں ہو اور یہاں تمہیں ڈسٹرب کرنے کوئی نہیں آئے گا۔" پروفیسر زیڈال نے جواب دیا۔ اس کے یہ الفاظ مجھے بڑے عجیب سے لگے تھے چند لمحوں کے بعد وہ پھر بولا۔ "سنو مسٹر گے زالی۔ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف سن یات کی اپنی خواہش تھی کہ اس نے اپنی بیٹی تمہارے حوالے کر دی۔ ہم صرف سونیتا کو تمہارے پاس پہنچانا چاہتے تھے تاکہ تم دونوں اس پروگرام کے بارے میں گفتگو کر سکو اور مجھ سے بھی تمہارا رابطہ قائم ہو جائے۔ اس کے لیے ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ ہمیں سن یات یا جویا شوٹن کی آپس کی چپقلش سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے لیے بے مقصد ہے۔ ہمارے کام کا آغاز اس انداز میں ہوگا کہ آج سے ٹھیک تیسرے دن یہاں تھوڑی سی ہنگامہ آرائی ہوگی۔ چند ویلینی جوان مارے جائیں گے۔ اور باقی فرار ہو جائیں گے یہ سرحد کے محافظ ہوں گے۔ جب یہ فرار ہو جائیں گے اور اپنی کیفیت قبیلے والوں کو سنائیں گے تو انہیں تشویش ہوگی اور جب وہ یہاں پہنچیں گے تو انہیں دو ہُوگا جوان مردہ ملیں گے۔ اس طرح یہ بات ثابت ہو جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گی کہ ہوگا جوانوں نے سرحد عبور کر کے ویلینی میں یہ قتل و غارت گری کی ہے۔ اس طرح ویلینی میں ہوگا کے خلاف جوش پیدا ہو جائے گا۔ عام لوگ بہت زیادہ جذباتی ہیں اور اپنی سرحدوں میں کسی غیر کی مداخلت کسی طور برداشت نہیں کر سکیں گے، میں جانتا ہوں کہ اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔ لیکن یہ جوش ٹھنڈا نہیں ہوگا کیونکہ اس کے فوراً ہی بعد تمہارے قبیلے میں بالکل ایسی ہی قتل و غارت گری ہوگی۔ اور یہ قتل و غارت گری وہی لوگ کریں گے جو وہاں موجود ہیں۔ پھر وہاں بھی چند ویلینی جوانوں کی لاشیں پائی جائیں گی، جس سے ہوگا والوں کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ ویلینی والوں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کے بعد اس جوش کو بھڑکانا تمہارا کام ہوگا۔ ایسی آگ لگانا تاکہ ہوگا والے بے قابو ہو جائیں اور اس کے بعد ویلینی پر حملہ کر دیں۔ اس دوران تمہیں بقیہ پروگرام بھی ملتا رہے گا تاکہ تم صورت حال سے ناواقف نہ رہو۔"

پروفیسر زیڈال کا منصوبہ سن کر میں دنگ رہ گیا تھا۔ پہاڑوں میں رہنے والے یہ قبائلی باشندے سادہ سی زندگی گزارتے تھے بے شک ان کے ہاں دہشت تھی، چھوٹی چھوٹی سازشیں تھیں۔ ہنگامہ آرائیاں تھیں لیکن اس کے باوجود یہ معصوم تھے۔ ان کے خلاف یہ گھناؤنی سازش بڑی کربناک تھی۔ لیکن میں مجبور تھا کیا کرتا۔

زیڈال کی آواز نے مجھے چونکا دیا وہ کہہ رہا تھا "میں تم سے مسلسل رابطہ رکھوں گا گے زالی اور تمہیں تمام صورت حال سے آگاہ رکھوں گا اور کوئی اہم بات تو نہیں ہے؟"

"نہیں پروفیسر۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔"

"میرا منصوبہ پسند آیا؟"

"بے حد خطرناک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تم جن خطرناک حالات سے دوچار ہو گے زالی اس کا تصور بھی تمہارے ذہن میں نہیں ہوگا۔ جب حقیقتوں سے روشناس ہو گے تو دنگ رہ جاؤ گے۔ لیکن ابھی وقت نہیں آیا۔"

"کچھ اور بھی خطرناک حالات ہیں پروفیسر؟"

"ہاں بے حد خطرناک۔ انتہائی خطرناک لیکن فکر نہ کرو میں سب سنبھال لوں گا۔ اچھا خدا حافظ اور ہاں سنو اس ٹرانسمیٹر پر تم مجھ سے رابطہ قائم نہ کرنا آئندہ میں خود تمہیں مخاطب کروں گا۔"

"او کے پروفیسر۔" میں نے کہا اور دوسری طرف سے آنے والی آواز بند ہو گئی۔ سونیتا نے اس گفتگو میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ اس نے موتی میرے لباس میں پوشیدہ کر دیا۔ "اطمینان ہو گیا۔" وہ ہنس کر بولی۔

صادق حسین صدیقی
عرب کا چاند
کا تاریخی ناول
علی میاں پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور

"پہلے بھی تھا۔ تم لوگوں کی دوستی میرے لیے قابل فخر ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن جس طرح ہنسا تھا میرا دل ہی جانتا تھا۔

سونیتا نے مسکراتے ہوئے کہا "اب چھوڑو ان فضول باتوں کو میرے بارے میں تم نے کیا سوچا۔"

"اس سے قبل میں دو لڑکیوں سے شادی کر چکا ہوں کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے؟"

"ہاں یہ سن کر میں بہت تلملائی تھی۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"ان دونوں کو صرف اپنی زندگی بچانے سے دلچسپی تھی۔ انہوں نے ساری رات اس گوشے میں گزاری تھی۔"

"لیکن مسٹر سانگ جو میں رات اس گوشے میں نہیں گزار سکتی کیونکہ میں بہت بڑے باپ کی بیٹی ہوں۔"

"تو پھر میں اس گوشے میں جا پڑوں گا۔" میں مسمسی سی شکل بنا کر بولا۔ رات گئے تک سونیتا شرارتیں کرتی رہی پھر اسے نیند آنے لگی اور وہ سو گئی۔ لیکن میری آنکھوں سے نیند غائب تھی۔ دل ایک شدید بے چینی میں مبتلا تھا۔ کس مصیبت میں پھنس گیا میں کیسی کیسی سازشوں کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔ کیا کروں، عجیب بے بسی طاری تھی۔ اگر یہ سب کچھ ہو بھی جائے تو کیا زیڈال جیسے خطرناک آدمی سے نمٹ سکتا ہوں۔ وہ کون سے حقائق تھے جن کی نشاندہی زیڈال نے کی تھی۔ ایک گہری سانس لے کر ذہن کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس وقت ایک آواز میرے کانوں میں ابھری۔ "گازالی۔" اور میری آنکھیں کھل گئیں۔

میں نے حیرتناک نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا۔ لیکن جھونپڑے میں سوئی ہوئی سونیتا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"گازالی۔" آواز ابھری۔ اور اس بار ایک عجیب و غریب انکشاف ہوا۔ یہ آواز میرے کانوں نے نہیں میرے ذہن نے سنی تھی۔ یہ آواز میرے ذہن میں ابھری تھی۔

"میں سمبوتورا ہوں گازالی۔ میں وائی ین ہوں۔" آواز نے کہا اور میرے پورے بدن کی رگیں کھنچ گئیں۔ ایک ناقابل برداشت تناؤ پیدا ہو گیا، وہ یقیناً سمبوتورا کی آواز تھی۔ جو مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں اس اعصابی تناؤ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔ سمبوتورا کی آواز مسلسل میرے ذہن میں گونج رہی تھی "میں سمبوتورا ہوں گازالی۔ میں وائی ین ہوں۔ گازالی اپنے ذہن کو بیدار کرو مجھ سے گفتگو کرو۔"

بمشکل تمام میں نے خود کو سنبھالا اور پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

"کیا یہ حقیقت ہے۔ کیا یہ تم ہی ہو سمبوتورا۔؟"

"آہ یہ میں ہی ہوں گازالی۔ اور تم سے رابطہ قائم کرنے کے لیے مجھے کتنی شدید محنت کرنا پڑی ہے یہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"مجھے یقین کر لینے دو سمبوتورا۔ بہت مشکل پیش آ رہی ہے اس بات پر یقین کرنے میں۔ تم جس قدر ذہنی ہیجان کا شکار ہوئے ہو میں بھی کسی طور اس سے کم نہیں ہوں۔ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ مجھ پر کیا بیتی ہے اور میں اس وقت کہاں ہوں؟"

"قطعی نہیں۔ میں تو خود اپنے مصائب کا شکار تھا کچھ بھی نہیں معلوم مجھے تمہارے بارے میں۔ بس پہلا موقعہ ملتے ہی میں نے سب سے پہلے تم سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتا رہا ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے سمبوتورا کہ تم اس وقت آزاد ہو؟"

"ہاں۔ میں آزاد ہوں۔ اور اپنی اس آزادی کو کب تک برقرار رکھ سکتا ہوں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں ہو سمبوتورا۔؟"

"یہ جگہ ویلینی ہی کا ایک حصہ ہے۔ میرے بائیں سمت ایک بلند و بالا پہاڑی سے آبشار گر رہا ہے۔ اور میں اس آبشار کے ایک عقبی غار میں موجود ہوں۔"

"تنہا ہوں؟"

"ہاں بالکل تنہا ہوں۔"

"گویا میں تم سے ابھی کچھ دیر گفتگو کر سکتا ہوں۔"

"کیا تم ایسی پوزیشن میں ہو؟" سمبوتورا نے پوچھا۔

"ہاں۔ فی الحال میرے لیے کوئی خاص مشکل نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھے بتاؤ گازالی کہ تمہیں کس طرح پا سکتا ہوں۔ میں فوراً تمہارے پاس پہنچ جانا چاہتا ہوں۔"

"یوں تو ہمیں بہت سی گفتگو کرنی ہے سمبوتورا۔ لیکن میں جن حالات میں ہوں اس کے تحت یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم سے ملاقات ممکن ہے یا نہیں۔ یہ بتاؤ کہ تم کہاں کھو گئے تھے؟"

"مجھے گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ہائیسا بھی وہیں ان لوگوں کے پاس قید ہے۔ صرف میں ہوں جو انتہائی مشکل سے وہاں سے نکل بھاگا ہوں۔ اور ابھی تک میرے خیال میں میرے فرار کا کسی کو علم نہیں ہے۔"

"تم کس کے قیدی ہو سمبوتورا؟"

"بہت ہی خوفناک سازش ہوئی ہے گازالی۔ بہت ہی خوفناک سازش ہوئی ہے ویلینی بھی ان لوگوں کی قید میں چلی گئی ہے اور بے شمار سامون گرفتار کر لیے گئے ہیں۔"

"بدحواسی کے عالم میں تم ایک ایسا لفظ استعمال کر گئے ہو سمبوتورا جسے آج تک تم نے مجھ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔"

"تم سامون کی بات کر رہے ہو۔ یوں سمجھ لو کہ ہم سامون ہیں۔ ویلینی بھی سامون ہے بوڑھا گومین اور ہائیسا بھی سامون ہیں۔ سامون ایک قبیلے کا نام ہے اور ہم لوگ اسی قبیلے کے فرد ہیں۔ میں اس وقت تمہارا کوئی طنز برداشت نہیں کر سکتا گازالی۔ میری کیفیت کو سمجھو۔"

"سوری سمبوتورا۔ واقعی مجھے اس وقت یہ الفاظ نہیں کہنے چاہیے تھے۔ ہاں تو تم کہہ رہے تھے کہ ویلینی بھی قید ہو گئی ہے۔"

"ہاں۔ کچھ بیرونی لوگوں نے ویلینی آنے کے بعد ایک عظیم الشان سازش کی ہے۔ اور اس سازش کے تحت سب سے پہلے ان تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے جو سامون قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ ایسے ذرائع اختیار کیے ہیں انھوں نے جن کے تحت وہ ہماری ذہنی کیفیتوں کو جانچ لیتے ہیں اور انھیں کے تحت معلوم کر لیتے ہیں کہ ہم میں سے کون کون سامون قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"تم چونکہ اس قبیلے کے فرد نہیں ہو اس لیے شاید ان کی دسترس سے محفوظ رہے ہو۔ ویسے کیا تم آزاد ہو؟"

"ایک طرح سے آزاد ہی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ بہت اچھی بات ہے، بہرطور ان بیرونی لوگوں نے ویلینی کو گرفتار کر لیا اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ویلینی کی جگہ انھوں نے کسی دوسری عورت کو متعین کیا ہے۔ اب وہی عورت ان کی سربراہ ہے اور ویلینی کی حیثیت سے وہ اس قبیلے کو اسی طرح کنٹرول کر رہی ہے جس طرح ویلینی کرتی تھی۔ ان لوگوں کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے ویلینی پر قابو پا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا اور اسے قید رکھنے میں آج تک کامیاب ہیں۔"

"کیا تم ویلینی تک پہنچ چکے ہو سمبوتورا؟"

"نہیں، ہم لوگوں کو الگ الگ مقام پر قید رکھا گیا ہے اب میں دوسری کوشش یہی کرنا چاہتا تھا کہ ویلینی تک ذہنی رسائی حاصل کر لوں۔ میرا خیال ہے مجھے اس میں بہت زیادہ دقت نہیں ہو گی لیکن اس بات کا خدشہ بھی ہے مجھے کہ میرے دماغ سے جو لہریں خارج ہو رہی ہیں اور جن کے تحت میں اپنے خیالات تم تک پہنچا رہا ہوں ان لہروں سے میری سمت کا اندازہ لگا لیا جائے گا۔ اس سے پہلے بھی یہی ہوا ہے۔ ان لوگوں نے درحقیقت ہمارے ذہنوں کو پڑھنے کے بعد ہی ہم تک رسائی حاصل کی ہے۔ اُن کے پاس کوئی ایسا سائنسی ذریعہ موجود ہے جس سے وہ ہم سلوتوں کا پتا لگا لیتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں تم تک یا ویلینی تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکوں گا یا نہیں۔ لیکن ویلینی سے ذہنی رابطہ قائم کرنے سے قبل میں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے میں تم تک پہنچنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ تم بہر طور اسی دور کے ایک ذہین انسان ہو۔"

"ویلینی سے تو تم نے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی پہلے بھی کوشش کی تھی سمبوتورا۔ کیا تمھارا خیال ہے اب تم اس کوشش میں کامیاب ہو جاؤ گے؟" میں نے سوال کیا۔

"میں کوشش کروں گا۔ دراصل اُن لوگوں نے ہمیں ذہنی طور پر بھی قیدی بنا دیا ہے۔ یہ بات میں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکا۔ لیکن مجھے کچھ لوگوں سے اس کا علم ہوا ہے کہ وہ ایک ایسا حصار ہمارے ذہنوں کے گرد قائم کر دیتے ہیں جس سے ہم اپنے خیالات ایک دوسرے تک منتقل نہ کر سکیں۔ اگر میں ان لوگوں کی قید سے فرار نہ ہوتا تو شاید میں تم سے رابطہ قائم نہ کر سکتا۔ اسی لیے میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ ویلینی سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا، چونکہ ممکن ہے ویلینی اسی حصار کے تحت ہو جو ذہنوں کو معطل کر دیتا ہے یا ہمارے خیالات کو ایک دوسرے تک منتقل نہیں ہونے دیتا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ میری بار بار کی کوششیں اس سلسلے میں ناکام رہی تھیں اور میں ویلینی سے رابطہ قائم نہیں کر سکا تھا۔"

"گویا اس بات کے امکانات ہیں سمبوتورا کہ اب بھی تم اگر کوشش کرو تو ویلینی سے رابطہ قائم نہ کر سکو۔"

"بہت زیادہ امکانات اسی کے ہیں۔ اگر تم آزاد نہ ہوتے یا تم بھی سامون ہوتے تو شاید میں تم سے بھی رابطہ قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو پاتا۔"

"گویا سمبوتورا، تمھارا کہنا ہے کہ ویلینی کی جگہ کسی شخصیت نے لے لی ہے۔"

"سو فیصدی یہی بات ہے۔"

"تو پھر اب ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟"

"گازالی مجھے اپنے پاس آنے کا موقع دو۔ میری رہنمائی کرو کہ میں کن راستوں سے گزر کر تم تک پہنچ سکتا ہوں۔"

"مجھ پر جو کچھ بیتی ہے دوست وہ سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔"

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ میں پریشان ہوں۔ ہر لمحہ میرے لیے خوف کا لمحہ ہے۔ تم سے گفتگو مکمل کرنے کے بعد میں اپنی یہ جگہ تبدیل کر دوں گا تاکہ وہ لوگ میرے خیالات کی لہروں کا تعاقب کر کے مجھ تک نہ پہنچ پائیں۔ میں جگہیں تبدیل کرتا رہوں گا اور وقتاً فوقتاً تم سے رابطہ بھی قائم کرتا رہوں گا۔ تاوقتیکہ مجھے تمھارے پاس پہنچنے کا موقع نہ مل جائے۔"

"کیا ہمارے درمیان ذہنی طور پر ہونے والی یہ گفتگو کسی دوسری جگہ پہنچ سکتی ہے؟"

"میں نہیں جانتا اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" سمبوتورا کے لہجے سے بے بسی ٹپک رہی تھی۔

"تو پھر تمھیں اپنی موجودہ جگہ بتانا کیا میرے لیے خطرناک نہیں ہو گا اور تمھارے لیے بھی۔"

"آہ۔ پھر تو کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی۔ کچھ کرو۔ کچھ سوچو۔" سمبوتورا نے کہا اور میں گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

چند لمحات کے بعد میں نے کہا۔ "سنو سمبوتورا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں غور سے سنو۔

"میں جس راستے کے بارے میں تمھیں بتا رہا ہوں اُسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ اس وقت اس سے زیادہ میں کچھ اور نہیں کر سکتا۔ اس راستے سے گزر کر تمھیں ایک ایسی جگہ پہنچنا ہے جو انسانی شکل کے پہاڑ میں بنی ہوئی ہے اس عجیب پہاڑ کے نیچے ایک معبد ہے اس معبد تک پہنچنے کا تمام راستہ میں تمھیں تفصیل سے بتائے دیتا ہوں۔ اگر تم اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر میں تم سے ملاقات کروں گا۔ یہاں پہنچنے کے بعد میرا خیال ہے تم فوری طور پر اُن لوگوں کی دسترس سے بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔ اور یہی ایک واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے میں تم سے ملاقات کر سکتا ہوں۔ اور باقی گفتگو اس وقت ہو گی جب ہم دونوں آمنے سامنے ہوں گے۔"

"مجھے راستے کی مکمل تفصیلات بتاؤ۔ میں وہاں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

"کیا تمھیں یہ معلوم ہے کہ ویلینی کے اس پار قبیلہ ہوگا آباد ہے۔"

"ہاں میں جانتا ہوں۔ ہوگا قبیلے کے بارے میں کچھ داستانیں میں نے سُنی ہیں۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو میں اس وقت ہوگا قبیلے میں ہوں۔"

"تم؟"

"ہاں۔ میں یہاں پہنچ چکا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں اُن لوگوں سے محفوظ ہوں۔"

"آہ۔ تب تو یہ میرے حق میں بھی بہتر رہے گا۔ میں باقی لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اُن پر کیا بیت رہی ہے۔ لیکن اگر میں تم سے مل بیٹھا تو شاید بہتری کا کوئی راستہ نکل سکے۔"

"تو پھر اس راستے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ تمھیں ایک انتہائی دشوار گزار سفر کر کے یہاں تک پہنچنا ہو گا۔"

میں نے سمبوتورا کو راستے کی تمام تفصیلات بتائیں اور بتایا کہ کس طرح وہ یہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ میں نے اُس سے یہ بھی کہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ یہاں پہنچ جائے کیونکہ اس کے بعد ایک ایسی سازش عمل میں آ رہی ہے جو ویلینی، اور ہوگا، دونوں قبیلوں کے لیے انتہائی وحشت ناک ہو گی۔

"میں اپنی انتہائی کوشش کروں گا کہ جلد از جلد تم تک پہنچ سکوں۔" سمبوتورا نے یقین دلایا۔

راستے کی تمام تفصیلات بتانے کے بعد میں نے اُس سے کہا کہ وہ معبد میں ایک پجاری کی حیثیت سے داخل ہو اور وہاں جب تک بھی ممکن ہو سکے دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی کوشش کرے۔ میں اپنی پہلی فرصت میں اُس سے ذہنی رابطہ کر کے اس سے ملاقات کی بات کروں گا۔ سمبوتورا نے مجھ سے وعدہ کر لیا کہ وہ شاید صبح تک اس جگہ منتقل ہو جائے۔ حالانکہ یہ سفر آسان نہیں تھا لیکن سمبوتورا بہت سی ایسی صلاحیتوں کا مالک تھا جو ابھی میرے علم میں بھی نہیں آ سکیں تھیں۔ اور جن کے ذریعے اسکا اتنی جلد وہاں پہنچنا ممکن تھا۔

اس گفتگو کے بعد ہم دونوں نے اپنے درمیان قائم ذہنی رابطہ ختم کر دیا۔ میں یہاں ہوگا قبیلے میں ایک معزز سردار کی حیثیت سے موجود تھا لیکن اس کے باوجود مجھے خطرہ تھا کہ کہیں وہ خطرناک لوگ میری اور سمبوتورا کی باتیں نہ سُن لیں اور مجھ تک پہنچ جائیں۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ سوزیتا مجھ سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ زیڈال کے بے شمار افراد ہوگا قبیلے میں مصروف عمل ہیں۔ اور اگر انھیں اس بات کا علم ہو جائے کہ میں کسی بھی طور اُن کے خلاف کوئی اور سازش کر رہا ہوں تو پھر اُن کے لیے یہ مشکل نہیں ہو گا کہ میرا کچا چٹھا کھول کر مجھے ہوگا قبیلے ہی کے ہاتھوں موت کی نیند سلوا دیں۔ چنانچہ مجھے خود محتاط رہنا ہو گا۔

ان تمام خیالات کے بعد نیند کا کیا سوال تھا۔ نیند تو آنکھوں سے بالکل ہی غائب ہو گئی تھی۔ اپنی پریشانیوں میں اتنا اُلجھا ہوا تھا کہ نیند تو ویسے بھی کم آتی تھی۔ سوزیتا میرے پاس آ گئی تھی حالانکہ اس وقت سوزیتا کی پوزیشن بھی مشکوک تھی۔ میرا اشارہ ابرو بھی اُسے خطرناک حالات سے دوچار کر سکتا تھا۔ یہ خیال میرے ذہن میں اچانک ہی آیا تھا اور دفعتاً ہی میں نے اس خیال پر دوسرے انداز میں سوچنا شروع کر دیا تھا۔

صبح ہو گئی اور میرا ذہن خیالات کی آماجگاہ بنا رہا اور میں انتہائی سستی محسوس کرتا رہا۔ سوزیتا کی حسین مسکراہٹ نے میرا استقبال کیا وہ اپنی چمکدار آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں وہی شرارت لہرا رہی تھی جو ہر وقت اس کی آنکھوں میں رقصاں رہتی تھی۔

"معزز سردار کی خدمت میں لوئی سن کا سلام۔"

"میڈم لوئی سن۔ اپنے آپ کو پوری طرح قابو میں رکھیں آپ۔ کہیں ہم دونوں ہی کا راز فاش نہ ہو جائے۔"

"قابو میں نہ رکھتی تو رات کو اتنے سکون کے ساتھ کیسے سو جاتی۔ ویسے یہ میرے ساتھ زیادتی ہے۔"

"احمقانہ باتیں مت کرو۔ اب تم ہوگا کی ملکہ ہو۔ چنانچہ تمھیں اسی انداز میں اپنے آپ کو آراستہ کرنا ہو گا۔"

"مجھے ہوگا کی ملکہ ہونے سے کوئی دلچسپی نہیں معزز سردار، مجھے تمھارے دل پر حکمرانی کرنے کی خواہش ہے۔"

"وہ بھی ہو جائے گی۔ لیکن اس کے لیے جلد بازی تو نہ کرو۔ پہلے ہم اپنے معاملات سے نمٹ لیں سوزیتا اُس کے بعد پھر آگے کی زندگی کے بارے میں سوچیں گے۔"

"ہائے کیا تم یہ وعدہ کرتے ہو کہ اگر ہمیں واقعی اپنے مقصد میں کامیابی ہو گئی تو ہماری آگے بھی کوئی زندگی ہو گی۔"

"ابھی سے اس سلسلے میں کچھ کہنا قبل از وقت نہیں ہو گا سوزیتا؟"

"بس ایک بار وعدہ کر لو۔ ہم اس وعدے کے سہارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جی لیں گے" سونیتا نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

باہر سے کنیزوں کے بولنے چالنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں چنانچہ ہم دونوں محتاط ہو گئے۔ اس کے بعد دن کے معمولات جاری ہو گئے۔ میں اس بات سے خوفزدہ تھا کہ اسی دوران سمبوتورا مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بھلا لوگوں کے اس جمگھٹ میں اُسے کیا جواب دے سکوں گا۔ لیکن خدا کا کرم ہے کہ سمبوتورا نے نے ایسی کوئی بھی کوشش نہیں کی۔

دوپہر ہو گئی۔ کھانے پر میرے ساتھ جویا شوٹن اور دوسرے چند معززین بھی شریک تھے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ چلے گئے لیکن اب سونیتا موجود تھی۔ اس کی پُرلطف باتیں مزہ تو دے رہی تھیں لیکن ذہن بھٹکا ہوا تھا۔ بہت سے خیالات بار بار ذہن کو پریشان کرنے لگتے تھے۔ اگر سمبوتورا یہاں تک پہنچ بھی گیا تو میری اُس سے ملاقات کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ میں تو یہاں بیشمار لوگوں کی نگاہوں میں ہوں۔ کوئی حل بظاہر نظر نہیں آتا تھا۔ اسی ادھیڑ بن میں رات ہو گئی۔ اس وقت میرے اندازے کے مطابق غالباً رات کے ساڑھے آٹھ بجے تھے جب میرے ذہن میں سمبوتورا کی آواز اُبھری۔ سونیتا کنیزوں کی تحویل میں تھی اور وہ اسے آراستہ کر رہی تھیں۔ چنانچہ سمبوتورا سے ذہنی طور پر گفتگو کرنے میں بہت زیادہ مشکل پیش نہیں آئی۔

"گازالی تم خیریت سے تو ہو"

"تم اپنے بارے میں بتاؤ" میں نے جواباً سوال کیا۔

"تمہاری بتائی ہوئی جگہ تک پہنچ چکا ہوں۔ آہ واقعی بڑا ہیبت ناک سفر تھا۔ لیکن تم یہاں کس طرح پہنچے؟"

"کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی گیا سمبوتورا وہاں انسان نما پہاڑ میں تم کس حیثیت سے مقیم ہو؟"

"ابھی میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اپنی اصل شکل ہی میں ہوں لیکن پوشیدہ ہونے کے لیے میں نے ایک بہترین مقام تلاش کر لیا ہے۔ اس پہاڑی کے سر میں ایک سوراخ ہے اور اس سوراخ سے میں ہوگا قبیلے کی آبادی دیکھ سکتا ہوں میں اس وقت وہیں اس سوراخ کے قریب موجود ہوں"

"تو کم از کم تفصیل گفتگو تو کر سکتے ہیں۔ میں اپنی طرف سے تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہامیا کی گمشدگی کے بعد میں بھی پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن پھر مجھے بھی اسی طرح وہاں سے غائب کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میں پہاڑی غاروں میں قید تھا۔ ان غاروں میں خاص قسم کے قید خانے بنائے گئے ہیں۔ اور ان میں ہم سامون قبیلے کے افراد کو رکھا جاتا ہے۔ مجھ سے میرے بارے میں بے شمار سوالات کیے گئے۔ اور وہیں سے میں نے ان لوگوں کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کیں۔ مختصراً میں تمہیں ان کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ یہ پُراسرار لوگ بیرونی دنیا سے آئے ہیں اور یہاں آنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا ہے کہ دیلینی کو گرفتار کر کے اس کی جگہ کسی اور شخصیت کو دیدی ہے۔ یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ جو شخصیت دیلینی کی جگہ کام کر رہی ہے وہی ان بیرونی لوگوں کو کنٹرول کر رہی ہے یا کوئی اور بھی ہے میں نے ساریا کے بارے میں بھی اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی۔ میرا خیال اس طرف گیا تھا۔ اور میں نے سوچا تھا کہ ممکن ہے ساریا نے اپنے طور پر پہلے سے کچھ کارروائیاں کر رکھی ہوں اور ہمیں اس کا علم نہ ہونے دیا ہو۔ لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ساریا کا کیا ہوا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ساریا اس کے پس پشت ہوتی تو کسی نہ کسی طرح یہ بات منظر عام پر آ سکتی تھی۔ بس ایسے ہی میرا ذہن اس طرف گیا تھا جس کی میں نے تصدیق کر لی ہے۔"

"گویا یہ سارا کھیل ساریا کا نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی شخصیت ہے جو یہاں عمل کر رہی ہے۔ لیکن وہ کون ہے اس کے بارے میں مجھے ابھی تک کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔ یہ لوگ سائنسی چیزوں سے آراستہ ہیں اور انہوں نے خاص طور سے سامونوں کی شخصیت کو منظر عام پر لانے کے لیے سائنسی کارروائیاں کی ہیں یقینی طور پر یہ ہم سے واقف لوگ ہیں اور ہمارے بارے میں بہت کچھ معلوم کر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔ بظاہر ان کا مقصد صرف خزانے کا حصول ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات ابھی تک میرے علم میں نہیں آ سکی۔ یا پھر اگر اس کے پس پردہ کوئی اور گہری سازش ہے تو وہ صرف تمہاری دنیا سے متعلق ہو سکتی ہے۔ ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ابھی تک اس سلسلے میں جو کچھ بھی کارروائی ہوئی ہے، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ خزانے کی تلاش میں ناکام رہے ہیں۔ اور اسی خزانے کو پانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ تو گازالی یہ تھی میری کہانی۔ میں ان لوگوں کی قید سے آزاد ہو گیا ہوں۔ اور آزاد ہونے کے لیے میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اس کی تفصیل تمہارے لیے بے مقصد ہو گی۔ بس یوں سمجھ لو ایک جدوجہد کی تھی جو کامیاب ہو گئی۔ لیکن میں تنہا ہی ان کے چنگل سے آزاد ہو سکا ہوں۔"

"ندرت کے بارے میں پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

مجھے ہنسی آ گئی۔ میں بھی اس سوراخ کا شکار رہ چکا تھا۔ بار تو سمبوتورا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے

سے کس طرح ملاقات کریں"

"ہاں۔ اس کے لیے تمہیں خود ہی بتانا ہوگا۔ میرا تو خیال تھا گازالی کہ تمہاری مجھ سے ملاقات یہیں اسی جگہ ہو جائے گی"

"میرے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے سمبوتورا کہ میں اس وقت یہاں کس حیثیت سے مقیم ہوں"

"یہاں تک پہنچنے میں مشکلات تو بلاشبہ پیش آئی ہیں گازالی لیکن یہاں آنے کے بعد میں پورے اطمینان سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم ان لوگوں سے فی الحال محفوظ ہو گئے ہیں۔ اگر دماغی لہروں کو کنٹرول کرنے کا کوئی طریقہ انہوں نے دریافت کر لیا ہے تو اس کی کچھ حدود ضرور مقرر ہوں گی۔ اور میرا خیال ہے یہ حدود ہوگا تک پھیلی ہوئی نہیں ان راستوں سے گزر کر یہاں تک پہنچنا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ چنانچہ ہم یہاں پر کم از کم ذہنی طور پر گفتگو کرنے کے لیے آزاد ہیں"

"تو پھر بہتر یہی ہوگا کہ ابھی ہم آپس میں ملاقات نہ کریں بلکہ کسی مناسب موقع کے منتظر رہیں۔ ہاں ذہنی طور پر تمام تفصیلات ہم ایک دوسرے کو بتا سکتے ہیں۔ تم یہاں اپنے طور پر کوئی مستقل ٹھکانہ تلاش کر دو۔ کوئی ایسی حیثیت اختیار کر لو کہ یہاں کے لوگوں کو تم پر شبہ نہ ہو۔ ویسے بھی میرا خیال ہے کہ وہاں زیادہ لوگ نہیں ہیں۔ اور نہ عام طور سے لوگ اس سمت جاتے ہیں۔ وہ مقدس پہاڑ ہوگا والوں کے لیے بہت بڑی حیثیت کا حامل ہے، چنانچہ عام طور پر وہاں لوگوں کی آمد و رفت نہیں رہتی"

"میں تو اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جو کچھ تم اس سلسلے میں ضروری سمجھتے ہو مجھے بتا دو۔ لیکن اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم یہاں کس حیثیت سے مقیم ہو"

"میں اس وقت ہوگا کا سردار ہوں" میں نے کہا۔ لیکن میرے جملے کے جواب میں دوسری طرف سے سمبوتورا کی کوئی آواز سنائی نہیں دی۔

"کس سوچ میں ڈوب گئے سمبوتورا"

"تمہارے اس مذاق پر غور کر رہا ہوں"

"ہاں۔ یہ مذاق میرے ساتھ حالات نے کیا ہے۔ اور میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے، وہ ایک ٹھوس حقیقت ہے؟"

"انتہائی تعجب خیز بات ہے گازالی۔ کیا اس پر آسانی سے یقین کیا جا سکتا ہے"

"نہیں۔ لیکن اس کا ایک پس منظر ہے۔ سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے"

"بہرطور اگر ہم ابھی ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کر سکتے

مینا ناز کے نام

قیمت

انتقام ۸۰/- روپے

جیسے پیا چاہے ″

دردِ آشنا ″

دل اِک کھلونا ″

تربت ″

شب بخیر ″

پکار ″

سپنے میرے اپنے ″

آپ کی قسم ″

میرے حضور ″

وہی زندگی وہی راستے ″

اور اُس کے بعد ″

بول رے دوزخ ″

علی بکسیلرز عزیز مارکیٹ، اُردو بازار لاہور فون: ۷۲۴۷۴۱۴

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں جانتا ہوں کہ وہ انہی کی قید میں ہے۔ لیکن میں نے اس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ یہ خطرناک ہے۔ میں نے سب سے پہلے تمہیں ہی تلاش کیا۔ اور یہ سوچا کہ تم سے ملاقات ہو جائے تو اس کے بعد ہمیں ہماری مشکلات کا حل مل جائے۔ میرا خیال ہے میں نے اس سلسلے میں غلطی نہیں کی تھی۔ کم از کم تمہاری وجہ سے میں تھوڑی سی آزادی محسوس کر رہا ہوں۔ لیکن تم نے جو کچھ مجھے بتایا ہے وہ میرے لیے ناقابل یقین ہے۔ آخر تم ٹوگا کے سردار کیسے بن گئے۔ کس طرح ٹوگا تک پہنچے یہ ساری باتیں کیا حیرت ناک نہیں ہیں!"

"میں چاہتا تو یہی تھا سمبو تورا کہ تمہارے سامنے بیٹھ کر تم سے گفتگو کروں۔ لیکن حالات نے اس کی اجازت نہیں دی۔ سنو میرا خیال ہے وقت گزرنے کا انتظار کرو۔ میں جن حالات کا شکار ہوں اس کے تحت ابھی زیادہ دیر تم سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ ہاں رات کو گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کے بعد تم مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنا۔ میں اس وقت تمہیں تمام تفصیلات بتا دوں گا۔"

"اوہ۔ اگر کوئی مجبوری ہے تو کیا کہا جا سکتا ہے؟" سمبو تورا نے کہا۔

"ہاں سمبو تورا۔ مجبوری ہی ہے۔ میرا خیال ہے اب ہمارے درمیان یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ میں کچھ لوگوں کی آوازیں سن رہا ہوں۔" سمبو تورا میرے ذہن میں خاموش ہو گیا۔

"میرا کہنا غلط نہیں تھا۔ کنیزوں نے سونیتا کو میری دلہن کی حیثیت سے آراستہ کر دیا تھا۔ اور وہ میرے پاس پہنچ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر دل و دماغ پر ایک عجیب سا تاثر قائم ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات تو میری ذہنی کیفیت مجھ سے بغاوت کرنے لگتی تھی۔ اور جی چاہتا تھا کہ اخلاقیات کے اس طلسم کو توڑ کر زندگی کی ان ضروریات کو اپنا لوں۔ جو انسان کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن بس ایک اخلاقی دباؤ ذہن پر تھا جو مجھے ان راستوں پر قدم بڑھانے سے روک دیتا تھا سونیتا میرے سامنے آگئی اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھے دیکھنے لگی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ "خیریت؟"

"بس کیا کہوں تم سے۔ کیا کہوں۔"

"بیٹھو۔ کچھ الجھی ہوئی نظر آ رہی ہو۔"

"بالکل نہیں الجھی ہوئی نہیں۔ بلکہ شدید غصہ میں ہوں۔ اُن لوگوں نے مجھے آئینہ دکھایا تھا۔"

"اوہو۔ پھر؟" میں نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سوال کیا۔

"میں یہ سوچنے لگی ہوں کہ میں مرد کیوں نہ ہوئی۔ کمبختوں نے اتنا خوبصورت بنا دیا ہے مجھے کہ اب میں اپنے آپ کو اچھی لگنے لگی ہوں۔ اور یہ سوچنے لگی ہوں کہ میں ایسی ہی کیوں نہیں تھی۔"

"نہیں سونیتا۔ یہ صرف تمہارا وہم ہے تم اپنی اصل حیثیت میں بھی اس سے کم نہیں۔"

"مت بکواس کرو مجھ سے۔ مت بکواس کرو۔ مجھے سچ مچ غصہ آجائے گا۔" سونیتا نے جھلا کر کہا۔ اور میں مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اُسے دیکھتا رہا۔ میرے ذہن میں عجیب و غریب احساسات جنم لے رہے تھے

"ایک بات بتاؤ سونیتا۔ کیا پروفیسر زیڈال کو یہ بات معلوم ہے کہ تمہیں میری بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا پڑ رہا ہے۔"

"تمہیں اس کا علم نہیں۔ ڈیڈی نے تم سے گفتگو کی تھی تو کیا کچھ نہیں کہا تھا۔"

"تعجب ہے۔ کیا وہ تمہیں ایک بیوی کی حیثیت سے میرے تصرف میں دینے کے لیے تیار ہیں سونیتا؟"

"تمہارے سوچنے کا انداز مختلف ہے۔ تمہارا ذہن پسماندہ لوگوں کا ذہن ہے۔ ورنہ زندگی کی حقیقتوں سے منہ تو نہیں موڑا جا سکتا۔ اور پھر ہم اپنی ضرورتیں حاصل کرنے کے لیے بالآخر ہر قدم اٹھا لیتے ہیں۔ کسی کو قتل تک کر دیتے ہیں۔ تو یہ چیزیں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد۔"

"کچھ نہیں، ہر لمحہ اپنا تعین خود کرتا ہے۔ ہم لمحات کے محتاج ہیں۔ اپنی مرضی سے جب کچھ نہیں کر سکتے تو جو کر سکتے ہیں وہ کیوں نہ کریں۔" سونیتا بولی، میں گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

سونیتا کی دعوت بہت ہی عجیب و غریب تھی۔ وہ جو کچھ بھی چاہتی تھی وہ کسی بھی انسان کی ذاتی خواہش ہو سکتی تھی۔ میں اپنے آپ پر غور کرنے لگا۔ آخر میں کیوں اس سے اجتناب برت رہا ہوں۔ اخلاقیات بے شک ایک حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن ان حالات میں کیا میں اپنی اس شخصیت کو برقرار رکھ سکتا ہوں، جس کے تحت میں نے اب تک وقت گزارا ہے۔ کون تھا جس نے مجھ سے تعاون کیا۔ کون تھا جس نے مجھے انسانوں کی طرح جینے دیا۔ کوئی بھی تو نہیں تھا ایسا۔ سب اپنے اپنے مقصد کے لیے سفر کر رہے تھے۔ سب اپنی اپنی خواہشوں کے غلام تھے۔ پھر میں کیوں اپنے آپ کو قتل کر کے دوسروں کے لیے جی رہا ہوں۔ بڑی احمقانہ بات ہے۔ درحقیقت بڑی ہی احمقانہ بات ہے۔ کوئی بھی لمحہ موت کا لمحہ بن سکتا ہے تو پھر جو حاصل ہو رہا ہے اسے گنوایا کیوں جائے۔ ذہن پر ایکدم بوجھ سا پڑ گیا تھا۔ سونیتا کا سلگتا ہوا چہرہ نگاہوں کے سامنے تھا۔ ایک بے اختیارانہ سی کیفیت وجود میں اینٹھن پیدا کرنے لگی۔ میں آگے بڑھا اور میرے دونوں

ہاتھ سونیتا کے بازوؤں پر جا ٹکے۔ صرف ایک لمحے کے لیے، پھر میں سنبھل گیا، اور جب میں نے ہوش و حواس کے عالم میں سونیتا کو دیکھا تو اس کا چہرہ وفورِ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خود سپردگی کی کیفیت تھی اور وہ مدہوش سی ہوئی جا رہی تھی۔ میں نے لرزتی ہوئی انگلیوں سے اس کے رخسار کو تھپکا اور آہستہ سے بولا۔

"سونیتا میں زندگی کے جس سفر پر ہوں اس میں ابھی ان لطافتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ میرے سفر کا اختتام ہو جانے دو۔ خود کو بھی قابو میں رکھو اور مجھے بھی اپنے آپ میں رہنے دو۔ میں بھی انسان ہوں۔"

"انسان ہو تو پھر انسانوں کی ضرورت کا خیال رکھو۔ احمق مت بنو۔" سونیتا پیار کے لہجے میں بولی۔

"مجھے کچھ وقت دو سونیتا۔ کچھ وقت سوچنے کے لیے دو۔" میں نے کہا اور اس نے رخ بدل لیا۔

اس کا بدن ہلکی ہلکی لرزشوں کا شکار تھا۔ میں نے بھی اپنے جذبات پر قابو پانے کے لیے انتہائی جدوجہد کی۔ اور کسی حد تک نارمل ہو گیا۔ تب میں نے عقب سے اس کے دونوں بازو پکڑ کر اس کا رُخ اپنی سمت کر لیا۔ وہ مجھے دیکھ کر آہستہ سے مسکرا دی۔

"سوری۔ واقعی تمہارا کہنا درست ہے۔ میں نے غور کیا تو مجھے احساس ہوا کہ تم صحیح ہو۔"

"سونیتا۔"

"اپنے ذہن کو بہت زیادہ پراگندہ نہ کرو گازالی۔ سوری ویری سوری۔" اس نے کہا اور جھونپڑی کے دروازے سے باہر نکل گئی۔ میں ایک نشست گاہ پر ٹک گیا۔ اور اپنے سانسوں کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرنے لگا۔

ذہن میں چنگاریاں ہی چنگاریاں بھری ہوئی تھیں آنکھوں کے سامنے ایک تصور رقصاں تھا۔ ایک حسین تصور رقصاں تھا۔ ایک قابلِ ستائش پیکر جو پانی کی لہروں سے برآمد ہو رہا تھا، اور آہستہ آہستہ یہ پیکر میری نگاہوں کے سامنے آگیا، وہ ساریا تھی۔ وہی لمحات جب زندگی میں پہلی بار میں نے اپنے انداز میں لغزش پائی تھی۔ جب زندگی میں پہلی بار میرا ذہن جل اٹھا تھا۔ اور آج یہ دوسرا موقعہ تھا۔ یہ دوسرا موقع تھا جو کسی بھی طور پہلے سے کم نہیں تھا۔ مجھے ابھی اپنے آپ پر قابو رکھنا چاہیے۔ سونیتا میرے جذبات کی منزل نہیں بن سکتی۔ وہ ایک ایسے باپ کی بیٹی ہے جو اپنے مقصد کے لیے مجھے استعمال کر رہا ہے۔ اور اگر میں اس کے معیار پر پورا اتر جاؤں تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ اس نے سونیتا کو بھی میرے تصرف میں اس لیے دے دیا ہے کہ اس کے سامنے میں خزانے کی جگہ کا راز اگل دوں؟ مجھے آلۂ کار بنا کر وہ اپنے مقصد کا حصول چاہتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سونیتا مجھ سے محبت نہ کر رہی ہو بلکہ صرف اپنے باپ کے مقصد کے حصول کے لیے کام کر رہی ہو۔ ہاں ٹھیک ہی تو ہے۔ سونیتا نے کہا تھا کہ میرا ذہن پسماندہ لوگوں کا ذہن ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ زندگی کے ان لمحات کو اس قدر زیادہ اہمیت نہیں دیتی کہ ان کے لیے کوئی منزل منتخب کر لے۔ میں تو اس کے راستے میں آجانے والا ایک سایہ دار درخت ہوں۔ وہ چند لمحوں تک اس درخت کی چھاؤں میں آرام کرے گی اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ جائے گی۔ نہیں اسے زندگی کا سنگ میل بنانا مناسب نہیں ہے۔ اُس سے ابتدا نہیں ہونی چاہیے۔ یقیناً اس سے ابتدا نہیں ہونی چاہیے۔ یا پھر اپنے آپ کو اتنا مضبوط کرنا ہو گا کہ اگر اس سے ابتدا ہو تو وہ انتہا نہ بن جائے۔ کیونکہ وہ اس قابل نہیں۔

میرے ذہن میں تو کچھ اور ہی لوگ تھے۔ وہ لوگ جن کا اب میں تصور ہی کر سکتا تھا۔ اور جن کے بارے میں دعوے سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ دوبارہ کبھی ان کی صورت دیکھ بھی سکوں گا یا نہیں۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجھے اخلاقیات کی ان زنجیروں میں جکڑے نہیں رہنا چاہیے، جو اب تک میرے راستے روکے ہوئے ہیں۔ کچھ بھی نہیں رہا ہے۔ میرے بس میں جب ہر کام حالات کے تحت ہو رہا ہے۔ تو پھر حالات کو اس کی اجازت بھی کیوں نہ دے دوں۔

متلاطم جذبات مجھے شانوں سے دھکیلتے ہوئے بہت دور تک لے گئے۔ بہت سے نئے احساسات ذہن میں جاگے اور میرا وجود ان احساسات میں تپتا رہا۔ زندگی کے اس دور کو ان لمحات کو اس وقت میں اپنی زندگی کا بُرا دور کہہ سکتا ہوں۔ بلاشبہ میں اس بُرے دور میں شامل ہو گیا تھا۔ میں اپنی آرام گاہ میں نہ جانے کب تک سلگتا رہا۔ بے چاری سونیتا نے نہ جانے کس طرح حالات سے سمجھوتا کر لیا تھا۔ اس کی اپنی کیا کیفیت تھی مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ لیکن وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر لیٹی ہوئی سو رہی تھی۔ اور اس کا مخملیں پیکر میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ خواہشات مچل رہی تھیں جذبات بے قابو ہو رہے تھے۔ کئی بار میں اپنی جگہ سے اٹھا میری نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اس کے نزدیک پہنچ جاؤں۔ جذبات کی آنچ نے میرے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ میں نے اس تپش سے بچنے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کر مشعلیں بجھا دیں۔ تاکہ جھونپڑی میں اندھیرا ہو جائے اور سونیتا مجھے نظر نہ آئے۔ لیکن وہ تو میری نگاہوں میں روشن تھی۔ مجھے تاریکی میں بھی وہ سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ جو درحقیقت میرے ذہن میں بسا ہوا تھا۔ اور اگر اس وقت سمبو تورا کی آواز میرے اس کھوتے ہوئے ذہن کی توجہ نہ بانٹ دیتی تو نہ جانے کیا ہو جاتا۔ سمبو تورا مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور آہستہ آہستہ میں اس کی قوت ارادی کے سحر میں گرفتار ہوتا جا رہا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"گازالی۔ تمہارے ارد گرد لوگ تو موجود نہیں، تمہیں کوئی الجھن تو نہیں؟"

"ہاں۔ ہاں۔ سمبوتورا میں ٹھیک ہوں۔ میرا مطلب ہے میں تنہا ہوں۔" میں نے ذہنی طور پر اسے جواب دیا۔

"میں بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے بتاؤ گازالی مجھے بتاؤ تم اس منصب تک کیسے پہنچے۔ ویسے تمہیں اس بات پر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ میں یہاں کی تھوڑی بہت صورتحال معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ کیا تم ہی ٹوگا کے وہ نئے سردار ہو جو ٹوگا کی روایات کے مطابق اس دیس میں آئے ہو؟"

"ہاں سمبوتورا وہ میں ہی ہوں۔ اور میرا موجودہ نام سانگ جو ہے۔"

"میں نے سن لیا ہے، لیکن یہ سب کچھ۔"

"اس کے لیے تمہیں پوری کہانی سنانی ہوگی۔ سمبوتورا۔ میں نے اپنے اس قید خانے سے نجات حاصل کر لی اور خود کو پوشیدہ رکھنے کے لیے سرگرداں ہو گیا۔ میں اپنی اسی کوشش میں اس خزانے تک پہنچ گیا جس کا تعلق ماؤنٹ سوبلٹ سے ہے۔ میں نے پورا خزانہ دیکھ لیا ہے اور وہ جگہ بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ جہاں خزانہ موجود ہے، میں نے اس خزانے سے چند سکے یوں ہی اٹھا کر اپنے ساتھ رکھ لیے تھے۔ لیکن یہ سکے ایک طرح سے میری جان بچانے کا سبب بن گئے۔ وہاں سے بھٹکتا ہوا میں ایک اور جگہ پہنچ گیا۔ جہاں میری ملاقات کچھ اور لوگوں سے ہو گئی۔"

پھر میں نے سونیتا اور پروفیسر زیڈال وغیرہ کے بارے میں سمبوتورا کو پوری تفصیل بتائی اور اس کے بعد اسے بتایا کہ کس طرح پروفیسر زیڈال نے مجھے ہوگا بھیجا ہے تاکہ یہاں ہنگامہ آرائی کر کے ہوگا والوں کو ویلینی کے خلاف کھڑا کروں اور جب وہ دونوں جنگ میں الجھ جائیں تو میں زیڈال کی مدد سے خزانہ نکال لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ سمبوتورا کی آواز گویا بند ہی ہو گئی تھی۔ وہ بالکل خاموشی سے میری کہانی سن رہا تھا۔ جب میں نے اپنی تمام تفصیل اسے بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ پروفیسر زیڈال کی بیٹی سونیتا میرے پاس یہاں ایک اور حیثیت سے موجود ہے اور ان لوگوں نے بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر سازش تیار کر کے اپنے لیے یہ راستے تیار کیے ہیں، تب بھی سمبوتورا کی آواز نہ ابھری۔

"کیا بات ہے تم مکمل طور پر خاموش کیوں ہو گئے؟" میں نے ذہنی طور پر اسے آواز دی۔

"نہیں، نہیں، میں یہ سب کچھ سن رہا ہوں۔ کیا یہ سب کچھ قابلِ یقین ہے۔ کیا یہ انتہائی خوفناک، انتہائی حیرت ناک نہیں ہے؟"

"تم نے یہ کہانی صرف سنی ہے سمبوتورا اور مجھ پر یہ سب کچھ بیت رہا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سانگ جو کی حیثیت سے مجھے کیسے کیسے مذلب برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ وہ چیز جس کا مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا ہے اب مجھ پر مسلط ہے۔ اور میں ہر لمحہ اس خوف کا شکار ہوں کہ نہیں معلوم آئندہ کیا ہوگا؟"

"درحقیقت بہت ہی خطرناک ہے یہ سب کچھ۔ میں پاگل ہوا جا رہا ہوں گازالی۔ شاید تم میری اس وقت کی حیرت پر یقین نہ کر سکو۔"

"مجھے یقین ہے سمبوتورا۔ لیکن میرے بارے میں بھی تو غور کرو۔"

"گازالی تم کمال آدمی ہو۔ لیکن ان معاملات سے بہت کچھ سوچنا سمجھنا پڑے گا۔ تمہیں اس وقت ہماری مدد کرنا پڑے گی۔ میں نے بہت ہی اچھا کیا جو سب سے پہلے تم سے رابطہ قائم کیا۔ اسے میرے اعتماد کی انتہا سمجھو۔ ورنہ مجھے تم سے پہلے ویلینی سے مل کر اس صورتحال کے بارے میں معلوم کرنا چاہیے تھا۔ اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ایسا کر لیتا اور کسی طرح انہیں ہماری ذہنی گفتگو معلوم ہو جاتی تو یہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی۔ گازالی تمہیں سوچنا ہوگا کہ تمہیں ہی کچھ کرنا ہے۔ میں تم پر مکمل اعتماد کرتا ہوں۔ سنو گازالی، کسی بھی قیمت پر ان دونوں قبیلوں میں تصادم نہیں ہونا چاہیے۔ ویلینی کبھی بھی یہ نہیں چاہے گی کہ یہ دونوں قبیلے کسی سازش کا شکار ہوں۔ یقین کرو گازالی اگر ایسا ہو گیا تو ہم اپنی منزل سے بہت دور چلے جائیں گے۔ آہ کاش، میں تمہیں اس بارے میں ساری باتیں بتا سکتا یہ کسی طور پر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ کسی طور نہیں ہونا چاہیے۔" سمبوتورا.... مسلسل کہے جا رہا تھا۔

"تم اطمینان رکھو سمبوتورا۔ مجھے خود بھی اس بات کا احساس ہے کہ اس سازش سے بہت سے بے گناہ انسانوں کا خون نہیں بہنا چاہیے میں اپنی زندگی میں کسی طور اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔"

"گازالی کسی قیمت پر نہیں۔ اس میں صرف ویلینی کی یا ہماری بھلائی نہیں ہے بلکہ بے شمار انسانوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے، اور انسانی زندگیاں لے کر اگر ہم نے اپنا مقصد پورا کیا تو گازالی یا چھا نہ ہوگا۔ ایسا تو ہم خود بھی کر سکتے تھے۔ یقین کرو، ہم ایسا کر سکتے تھے۔ ہم کسی بھی طرح بے شمار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنا مقصد حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم نے تو ان لوگوں کو بھی قتل نہیں کیا، جن سے مسلسل ہمیں تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں نے کہا نا۔ کم از کم میرے ذریعے یہ نہیں ہوگا۔ خواہ اس کے لیے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔" میں نے کہا اور سمبوتورا خاموش ہو گیا۔

یہ خاموشی دیر تک جاری رہی۔ پھر سمبوتورا نے کہا۔

"افوہ۔ تمہاری دنیا کے لوگ کتنے خطرناک ہیں کتنے ہولناک ہیں یہ لوگ۔ وہ نہ جانے کہاں سے آئے انہوں نے ویلینی تک کا سفر کر کے ایک عظیم سازش کے ذریعے ویلینی کو اپنے قابو میں کر لیا۔ اور اس کے بعد اور اس کے بعد، افوہ۔" سمبوتورا بہت زیادہ حیرت زدہ محسوس ہو رہا تھا۔

"میں نے اسے تسلیاں دیتے ہوئے کہا کہ وہ ان پہاڑوں میں رہ کر

صرف اپنا تحفظ کرے۔ مجھے جس وقت بھی اس کی ضرورت ہوگی میں خود اس سے ذہنی رابطہ قائم کروں گا۔ یا پھر یہ بات طے کر لی جائے کہ ایک دن میں دو دفعہ وہ مجھ سے رابطہ ضرور قائم کرے۔

"اس وقت میں ان سب کو چھوڑ کر چلا آیا ہوں۔ وہاں سب ہی تو ہیں، ویلینی، پاشیا۔ گومین، اور باقی وہ تمام جن کا تعلق میرے قبیلے سے ہے۔ میں سکون سے کیسے رہ سکتا ہوں۔ لیکن میرا سکون اب تم ہو گازالی اس بات کو ذہن میں رکھنا۔"

"آرام کرو سمبوتورا۔ مجھے سوچنے دو۔" اور اس کے بعد سمبوتورا سے میرا ذہنی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تھوڑی دیر قبل جو خیالات میرے ذہن کو خراب کر رہے تھے اب وہ خود بخود ختم ہو گئے تھے۔ زندگی میں بے شمار ضرورتیں ہیں صرف ایسا ہی تو نہیں کہ انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کرے۔ اپنے جیسے لوگوں کی ذمہ داریاں بھی اس پر ہوتی ہیں۔ اور اگر ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بجائے صرف اپنے آپ کو مطمئن کر لیا جائے تو انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ مجھے اس کا احساس ہو گیا تھا اور اس احساس نے مجھے ذہنی طور پر کافی معتدل کر دیا تھا۔

میں دل ہی دل میں اس بات کو سوچنے لگا تھا کہ زیڈال کی سازش کو کیسے ناکام بنایا جائے۔ میں تو سازش در سازش میں الجھ گیا تھا نہ زیڈال اگر اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گیا تو پھر ان دونوں قبیلوں کے تصادم کو کوئی نہیں روک سکے گا، جس کے نتیجے میں بے شمار افراد مارے جائیں گے۔ مجھے کیا طریقہ کار استعمال کرنا چاہیے۔ دیر تک میں سوچتا رہا اور آہستہ آہستہ میرے ذہن کی گرہیں کھلنے لگیں۔ میں نے ایک منصوبہ ترتیب دیا۔ اس منصوبے میں بھی کئی جانوں کو خطرہ تھا۔ لیکن بڑے خطرے کو ٹالنے کے لیے ایک چھوٹا خطرہ تو مول لینا ہی پڑتا۔ خود میری اپنی زندگی اگر خطرے میں پڑ جاتی تو کیا میں اپنے آپ کو آسانی سے موت کے حوالے کر دیتا اس سے قبل بھی تو اپنے ہاتھوں سے قتل کر چکا تھا چنانچہ تھوڑے سے ہنگامے کے بعد یہ بڑا مسئلہ ختم ہو جائے، تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی تھی۔

اس وقت رات کا آخری پہر ختم ہو رہا تھا کہ جب میں اپنی جگہ سے اٹھا، اور جھونپڑے کے باہر آ گیا۔ باہر کی فضا خاموش تھی۔ وہ پہریدار جا چکے تھے۔ جو سردار کے محافظوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن اگر میں اس طرح یہاں سے آگے بڑھا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ دن کی روشنی کا انتظار کروں یاشوئن نے سن یات کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت محض اس لیے دی تھی کہ اس طرح وہ سن یات کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہتا تھا۔ میں محسوس کر چکا تھا کہ سن یات ہوگا قبیلے کی دوسری بڑی قوت ہے۔ اب یہ میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ دوسری بڑی قوت پہلی بڑی قوت پر حاوی آ سکتی ہے یا نہیں۔

"پہلی بڑی قوت تو یاشوئن تھا۔ جو روحانی پیشوا ہونے کی وجہ سے بہت بڑی طاقت رکھتا تھا۔ سن یات اور یاشوئن دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے دل میں کینہ رکھتے تھے۔ اور دونوں ہی ایک دوسرے کو میرے ذریعے نقصان پہنچانا چاہتے تھے اور میں ان دونوں ہی سے اپنا کام نکالنے کا پروگرام ترتیب دے چکا تھا۔ دوسرے دن صبح کے ساڑھے گیارہ بجے تھے جب بنیادی ذمہ داریوں سے فارغ ہونے کے بعد مجھے قدرے سکون کا وقت ملا۔ سکون کا یہ وقت اصولاً مجھے اپنی بیوی یعنی سونیتا کے ساتھ گزارنا چاہیے تھا۔ لیکن ایک سردار کے بہت سے فرائض ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں نے سن یات سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کے پاس پہنچ گیا...

سن یات نے پرتپاک انداز میں میرا استقبال کیا، چونکہ اب میں اس کا اپنا تھا۔ لیکن میں نے چہرے پر ایک ایسی کیفیت طاری کر لی تھی جسے دیکھ کر سن یات چونکے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

"کیا بات سانگ جو، کیا بات ہے میرے عظیم دوست، کیا بات ہے میرے اپنے۔" اس نے میرے چہرے کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے پوچھا۔

افسوس تمہارے لیے اچھی خبر نہیں سن یات۔ لیکن تمہارے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے میرا دل لرز رہا ہے کہ نہ جانے تم پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں۔ اور جو کچھ بھی تم پر بیتے گی، سن یات میں اسے سمجھتا ہوں۔ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔"

"تمہاری سنجیدگی مجھے پریشان کر رہی ہے، کیا کوئی ایسی ہولناک بات ہے جو میرے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ ہو یا اس کا تعلق صرف تمہاری ذات سے ہے۔"

"اب اس کا تعلق میری اور تمہاری دونوں ہی کی ذات سے ہے سن یات۔"

"تو پھر کہو میں برداشت نہیں کر سکتا۔"

"عظیم سن یات۔ تمہارے خلاف ایک بدترین سازش کی گئی ہے۔ ایک اتنا گھناؤنا اقدام کیا گیا ہے جس نے میرے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں خود بھی اتنا ہی افسردہ اور رنجیدہ ہوں سن یات، جتنا اس تفصیل کو سننے کے بعد تم ہو سکتے ہو۔ سنو سن یات میں تمہیں یاشوئن کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ تم سے مخلص نہیں ہے۔ وہ بہت خوفناک انسان ہے اور اس کا اظہار تم بھی مجھ سے کر چکے ہو۔ تم مجھے یہ بتا چکے ہو کہ ہر سردار یاشوئن کا غلام ہوتا ہے، اور اسی غلامی سے مجھے بچانے کے لیے تم نے میرے ساتھ ایک احسان کیا تھا۔ اور وہ احسان میری زندگی بن گیا تھا سن یات۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوئی سن اب میرے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو دنیا کے کسی بھی مرد کے لیے اس کا خاندان یا اس کی بیوی۔ لیکن آہ لوئی سن کو میرے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گذارنے دیا گیا۔ ایک ایسی ہولناک سازش کی گئی جس نے لوئی سن کو تم سے اور مجھ سے دونوں سے چھین لیا۔ وہ کہاں گئی کیا ہوا۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن جو یاشوٹن نے ہم دونوں کے سینے میں خنجر گھونپ دیا ہے۔"

"کیا بک رہے ہو، کیا کہہ رہے ہو سانگ جو، کہاں ہے میری لوئی سن، کیا ہوا ہے اُسے؟ کیا کیا اس نے؟" سن یات کی آواز طیش سے لرز رہی تھی۔

"عظیم سن یات۔ میری شانوں پر تم نے ہوگا کی سرداری کی ذمہ داری رکھ دی ہے۔ میں پہلے ہی مرحلے میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کو اٹھانے کا اہل نہیں ہوں۔ جہاں پر یاشوٹن جیسے سازشی موجود ہوں وہاں میری کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اس نے مجھ پر ہی نہیں تم پر بھی وار کیا ہے سن یات۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس نے تمہارے وجود پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔"

"لوئی سن کہاں ہے مجھے صرف اس بات کا جواب دو۔" سن یات نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آہ۔ شاید اُسے قتل کر دیا گیا ہے۔" میں نے کہا۔ اور سن یات کی آنکھیں خون برسانے لگیں۔ اس کی چمکدار آنکھوں کو دیکھ کر مجھے ایک لمحے کے لیے خوف کا سا احساس ہوا۔ میری ریڑھ کی ہڈی میں ایک ٹھنڈی لہر سرایت کر گئی۔ وہ چند لمحوں تک اسی طرح مجھے گھورتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر کہا۔

"کس نے قتل کیا اُسے!"

"یقیناً یاشوٹن نے اپنے ہاتھوں سے۔"

"پوری بات بتاؤ!" سن یات کے انداز میں ایکدم ٹھہراؤ سا آگیا۔

"معزز سن یات۔ یہ بات تم جانتے ہو کہ جو لڑکی بیوی کی حیثیت سے زندگی میں آتی ہے، اس سے پہلے ہی مرحلے میں ذہنی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ احساسات کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔ جس لڑکی کو میں نے اپنی بیوی کی حیثیت سے اپنی ذات کے لیے قبول کیا وہ دوسری تھی۔ لیکن اس کے بعد جو لڑکی لوئی سن کی حیثیت سے میرے پاس لائی گئی، اس نے انتہائی کوشش کی کہ وہ خود کو لوئی سن ثابت کر سکے، لیکن میری نگاہوں نے اُسے پہچان لیا کہ وہ لوئی سن نہیں ہے بلکہ اُسے لوئی سن بنا کر میرے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ تاکہ یاشوٹن میری سازشوں سے باخبر رہ سکے۔ میں نے جب یہ محسوس کیا تو اپنی انتہائی کوششوں سے یہ بات معلوم کر لی کہ یاشوٹن نے ایک اور ہی لڑکی کو لوئی سن کے روپ میں میرے پاس بھیج دیا ہے اور وہ لوئی سن کی حیثیت سے نہ صرف میرے بارے میں بلکہ تمہارے بارے میں بھی یاشوٹن کو حالات سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری قبول کر چکی ہے۔ وہ لڑکی اس وقت بھی میرے خیمے میں لوئی سن کی حیثیت سے موجود ہے۔ میں نے اس پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ میں اس کی اصلیت سے آگاہ ہو گیا ہوں میں تمہارے پاس آیا ہوں سن یات۔ اور سنو میرے عظیم بزرگ کہ جذباتی فیصلے ہمیشہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ شیطانی قوتوں کا مالک یاشوٹن شاید لوئی سن کو قتل کر چکا ہے اور تمہاری بیٹی اب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اگر تم طاقت کے بغیر یاشوٹن پر دوڑ پڑے تو نتیجہ کچھ اور بھی نکل سکتا ہے۔ میں اپنے طور پر بھی یاشوٹن کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ کیونکہ اس نے مجھ سے میری لوئی سن چھین لی ہے۔ لیکن میں تم سے تمہارا حق نہیں چھیننا چاہتا۔ بہتر یہ ہے کہ ہوش سے کام لو۔ اور وہ کرو جس سے یاشوٹن سے مکمل انتقام لیا جا سکے۔ وہ مذہبی پیشوا ہے۔ اور بے شمار افراد اس کے ہمنوا ہیں۔ ہمیں اندھے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ یاشوٹن کے خلاف کوئی ٹھوس قدم اٹھانا چاہیے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ لیکن پہلے یہ بات ثابت کر دو کہ وہ لڑکی لوئی سن نہیں ہے۔"

"اس کے لیے جیسا تم پسند کرو، معزز سن یات۔" میں نے کہا اور سن یات سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کے جسم میں بار بار تھرتھری پیدا ہو جاتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے غصّے کو قابو میں کرنے کے لیے انتہائی قوتیں صرف کر رہا تھا۔ لیکن عقل مند آدمی تھا۔ میں نے یہ داؤ کھیلا تھا اور وہ اس داؤ میں آگیا تھا لیکن وہ خود جلد بازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تب اس نے ٹھہرے لہجے میں کہا۔

"وہ میری بیٹی کی حیثیت سے وہاں مقیم ہے۔ میں جب چاہوں اسے اپنے پاس بلا سکتا ہوں۔ لیکن تمہاری اجازت سے۔ تو کیا میں اپنے ہرکاروں کو تھوڑی دیر کے بعد تمہارے پاس اس لیے بھیجوں کہ وہ لوئی سن کو میرے پاس لے آئیں میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم اُسے اس کی اجازت دے دینا اور اس کے بعد میں تم سے دوبارہ ملاقات کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس لڑکی سے ہوشیار رہنے کی کوشش کرنا کون ہے، کہاں سے آئی ہے، یہ میں نہیں جانتا۔ البتہ تم اس کے چہرے کو ہر طرح سے آزما کر دیکھ لینا۔ یقیناً اس کے اصل چہرے کے نیچے سے کوئی دوسرا چہرہ برآمد ہوگا۔ لیکن سن یات انتہائی ہوشیاری سے وہ ہمارے ساتھ کوئی جوابی کارروائی بھی کر سکتی ہے۔ کیونکہ وہ سمجھ جائے گی کہ میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہوں۔"

"تم بالکل مطمئن رہو سانگ جو۔ میرے سینے میں جو جہنم سلگادی

ہے تم نے وہ بہت کچھ کہہ کے رہے گا۔ جاؤ اب تم واپس چلے جاؤ اور مجھے ان انگاروں پر لمحات گذارنے دو جو میرے وجود کو خاکستر کیے دے رہے ہیں۔ جاؤ سانگ جو جاؤ۔ واپس جاؤ۔" سن یات نے کہا۔ اسکی آواز میں بھیڑیوں جیسی غراہٹ تھی۔

میں واپس پلٹ پڑا۔ لیکن میرا دل ہول رہا تھا۔ جو کارروائی میں نے کی تھی بہت زیادہ پیچیدہ نہیں تھی۔ لوئی سن کو اپنے پاس بلوانے کے بعد سن یات نے اگر اس سے حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی تو لوئی سن کیا جواب دے گی یہ میں نہیں جانتا تھا۔ تاہم یہ خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔ اب اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو۔ سمبوتورا کو ابھی اپنی اس کارروائی سے آگاہ کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ وہ بے چارہ اس سلسلے میں میری کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ کم از کم وہ خود محفوظ تھا فی الحال اتنا ہی کافی تھا۔

میں اس انداز میں وہاں سے واپس آگیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ فوراً ہی میں نے سونیتا سے ملاقات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ دل کے ایک گوشے میں سونیتا کے لیے یہ احساس سر ضرور ابھار رہا تھا کہ وہ یقیناً سن یات کے ہاتھوں ماری جائے گی۔ لیکن میں اس سلسلے میں بھلا کیا کر سکتا تھا۔ بے شمار افراد کی زندگیاں بچانے کے لیے بہت سی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اور پھر سونیتا تو ایک سازش کے تحت مجھ تک پہنچی تھی۔ میرے دل میں اس کے لیے ہمدردی کے جذبات صرف انسانی رشتوں کے تحت تو جاگ سکتے تھے، اس سے زیادہ ان کی حیثیت نہیں تھی۔

میں انتظار کرتا رہا۔ اور وقت بہت زیادہ نہیں گذرا۔ میں جانتا تھا کہ بہت زیادہ وقت نہیں گذرے گا۔ چلد آدمی لوئی سن کو سن یات کا پیغام دینے کے لیے آئے۔ انہوں نے چند دوسرے لوگوں کے سامنے سن یات کا پیغام دیا کہ وہ اپنی بیٹی لوئی سن سے ملنا چاہتا ہے۔ اور اگر سردار کی اجازت ہو تو وہ اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔ میں نے فراخدلی سے انہیں اجازت دے دی کہ اگر لوئی سن ان کے ساتھ جانے کے لیے آمادہ ہو تو میں اسے روکنا پسند نہیں کروں گا۔ اور وہ لوئی سن کے جھونپڑے کی جانب چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد لوئی سن اس جگہ آئی جہاں میں موجود تھا۔ میں نے جان بوجھ کر ان لوگوں کو اپنے ساتھ رکھا تھا تاکہ میرے لیے وہ گواہوں کی حیثیت رکھیں۔ لوئی سن نے ایک لمحے کے لیے مجھ سے تنہائی میں گفتگو کرنے کی اجازت مانگی اور میں ان لوگوں سے ہٹ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"سن یات نے مجھے طلب کیا ہے۔ تم مجھے روک لو گا زالی مجھے روک لو۔ اس شخص کے سامنے جاتے ہوئے مجھے شدید خوف کا احساس ہوتا ہے۔"

"سونیتا سوچو تو وہ لوئی سن کا باپ ہے۔ اور ایک باپ کسی بھی وقت اپنی بیٹی سے ملنے کی خواہش کا اظہار کر سکتا ہے۔ میرا روکنا کسی طور مناسب نہیں ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہمت سے کام لو اور اس سے اسی انداز میں بات کرو جس طرح اس کے پاس رہتی رہی ہو۔"

"اوہ پتا نہیں کیوں میرا دل ڈر رہا ہے۔ بہر طور میں جاتی ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ تھوڑی دیر کے بعد تم مجھے واپس طلب کر لینا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اور سونیتا ان لوگوں کے ساتھ چلی گئی، میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔

یہ حسین دلکش لڑکی اپنے باپ کی سازشوں کا شکار ہو رہی تھی۔ بھلا میں اس کی زندگی کے لیے کیا کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اُسے اسی لمحے صبر کر لیا۔ لیکن بعد کے حالات کے بارے میں جانتا تھا کہ کیا نوعیت اختیار کر لیں گے۔ یقینی طور پر ہنگامہ آرائی ہوگی اور میں اس میں براہ راست ملوث رہوں گا۔ مجھے جو کچھ کرنا تھا۔ نہایت ہوشیاری سے کرنا تھا۔ اس وقت تو سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کا موقعہ گذرتا رہا۔ سونیتا کے واپس آنے کا کوئی تصور میرے ذہن میں نہیں تھا۔ نہ کسی نے مجھ سے اس کے بارے میں کہا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔

رات کو میں اپنی آرام گاہ میں تنہا ہی رہا۔ میری نگاہیں بار بار اس گوشے کی طرف اٹھ جاتی تھیں جہاں سونیتا، پچھلی رات موجود تھی۔ پچھلی رات کے ہیجان خیز واقعات میرے ذہن کو اس وقت بھی خراب کر رہے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سا احساس بھی میرے ذہن میں جاگ رہا تھا۔ جب چاروں طرف مکمل خاموشی طاری ہو گئی تب میں بے چینی سے سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اور جب اس کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو میں نے اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق خود ہی اس سے رابطے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔

سمبوتورا نے فوراً میرے ذہن میں کہا۔ "آہ مجھے تمہارا ہی انتظار تھا کیا کر رہے ہو۔ میں تو سوچ سوچ کر ہی بیمار ہو گیا ہوں گازالی کہ اگر صورت حال بگڑ گئی تو کیا ہوگا۔؟"

"سمبوتورا میں نے وہ کیا ہے جو اپنی زندگی میں اس سے قبل کبھی نہیں کیا۔ اور اب اس کے نتائج بہت جلد ظاہر ہو جائیں گے۔"

"یعنی جو کچھ ہوا ہے ہمارے حق میں ہے؟" سمبوتورا نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوال کیا۔

"ہاں میری کاوشوں کا نتیجہ بہتر ہی نکلنا چاہیے۔ حالانکہ اس کے لیے مجھے ایک ایسی لڑکی کی جان لینی پڑی ہے جسے بہر طور میں اس گناہ گار نہیں سمجھتا تھا۔"

"میں تو کچھ بھی نہیں سمجھا گازالی۔" سمبوتورا نے کہا۔

"سمبوتورا میرا خیال ہے کہ میری کاوشوں کے نتائج آج رات کو یا کل دن میں سامنے آجائیں گے۔ میں نے دونوں قبیلوں کے درمیان اس خونریزی کو روکنے کی ایک کوشش کی ہے۔ دیکھیں اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔"

"کچھ تو مجھے بتاؤ؟" سمبوتورا نے کہا۔

اور میں نے اُسے اپنی کاوشوں کے بارے میں بتادیا۔ سمبوتورا ساکت رہ گیا۔ اور پھر اس نے کہا: "یہ سب کچھ تم ہی کر سکتے ہو گازالی۔ ہمارے ذہن اس سلسلے میں ناکارہ ہیں۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گا میں کہ اس قتل عام کو روکنے میں تمہاری یہ کوشش انتہائی سود مند ہو سکتی ہے۔ باقی تمام باتیں اس کے بعد دیکھی جائیں گی۔ پہلے تو ہم اس نئے سلسلے سے نمٹ لیں۔ ویسے میں اپنے طور پر یہاں بالکل مطمئن ہوں۔ میں نے اپنے لیے جگہ بنالی ہے۔ اور کسی کو بھی میرے اوپر شک نہیں ہو سکا ہے۔ میں اب تم سے جلد ملاقات کا خواہش مند ہوں۔"

"یہ ابھی مشکل ہے سمبوتورا۔ ہو سکتا ہے یہاں ہوگا میں ہماری ملاقات ہی نہ ہو۔" میں نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"ابھی میں تمہیں سمجھا بھی نہیں سکتا سمبوتورا۔ بس تمہیں یہ اطمینان دلانا ضروری تھا۔ اور اس لیے میں تم سے ذہنی رابطے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں انتظار کروں گا۔ ویسے صورت حال سے میں خود بھی باخبر رہوں گا۔" سمبوتورا سے میں نے ذہنی رابطہ ختم کر دیا۔ اس وقت اس سے زیادہ گفتگو کرنا مناسب نہیں تھا۔ اور میں خود بھی الجھا ہوا تھا۔

پھر رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا جب بستی میں ہنگامہ آرائی کی آوازیں سنائی دیں۔ چیخ، پکار، شور و غل کی آوازوں نے بستی کے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا تھا۔ میں خود بھی باہر آگیا۔ میرے محافظ جھونپڑے کے گرد گھوم رہے تھے۔ میں نے ان سے اس شور و غل کے بارے میں استفسار کیا تو انھوں نے معذوری کا اظہار کر دیا تب میں نے دو محافظوں کو صورتحال معلوم کرنے کے لیے بھیجا اور محافظ دوڑ گئے۔ میں انتظار کرتا رہا۔ ویسے تھوڑا بہت اندازہ مجھے ضرور تھا کہ یہ شور و غل کس سلسلے میں ہے۔ لیکن سن یات نے کیا کارروائی کی ہے اس کا مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ محافظ کافی دیر کے بعد واپس آئے ان کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

"پتا نہیں کیا ہوا ہے سردار۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ لوگ مختلف قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ سن یات کے آدمی قتل و غارت گری کرتے پھر رہے ہیں۔ لیکن واضح طور پر کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ بس اب صبح ہونے والی ہے۔ ہمارے بہت سے ساتھی اِدھر اُدھر صورتحال معلوم کرنے کے لیے دوڑ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر سردار کا کوئی خاص حکم ہو تو ہمیں دے دیا جائے۔"

"میں خود صورتحال کا جائزہ لوں گا۔" میں نے کہا۔

سردار کی حیثیت سے اپنے جھونپڑے میں چھپے رہنا مناسب بات نہیں تھی۔ کیونکہ بہر طور میرے شانے پر اس قبیلے میں امن و امان کی ذمہ داری تھی۔ میں تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ مشرق میں پو پھٹ رہی تھی۔ باہر نکل کر میں نے اپنے محافظ دستے کو جمع کیا اور پھر صورتحال معلوم کرنے کے لیے نکل گیا۔

شور و غل کی آوازیں ہوگا قبائل کے جنوبی حصے سے آرہی تھیں۔ اور یہی حصہ یاشوئن کی رہائش گاہ کا تھا۔ یہی وہ خانقاہ تھی جہاں یاشوئن فروکش تھا۔ میں نے اسی خانقاہ کی طرف رُخ کیا۔ یہ حقیقت تھی کہ متعدد پروہت اور کاہن خانقاہ کے سامنے مردہ پڑے ہوئے تھے۔ سن یات نظر نہیں آرہا تھا اور اب تو دوسرے لوگ بھی غالبًا یہاں سے چلے گئے تھے۔ ہنگامہ آرائی کی آوازیں اب بند ہو گئی تھیں۔ کاہنوں اور پروہتوں کی لاشیں دیکھ کر محافظوں کے چہرے خوف سے سکڑ گئے۔ میں نے خود بھی حیرت سے ایک ایک کاہن کی لاش دیکھی اور پھر خانقاہ میں داخل ہو گیا۔ خانقاہ میں خون ہی خون بکھرا ہوا تھا۔ غالبًا سن یات نے اس خانقاہ میں رہنے والے ہر شخص کو قتل کر دیا تھا۔ یاشوئن کی لاش ان لوگوں میں نظر نہیں آرہی تھی، لیکن اس کے قریبی لوگوں کو میں دیکھ چکا تھا۔ اور اب اس بات میں کسی شبہے کی گنجائش نہیں تھی کہ سن یات نے دیوانگی کے عالم میں خونریزی شروع کر دی ہے۔ میں تمام قبیلے کا چکر لگانے کے بعد واپس اپنے جھونپڑے پر پہنچ گیا۔ پورے قبیلے میں خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ اور لوگ صورتحال جاننے کے لیے بے چین تھے۔ مجھے دیکھ کر ان کے چہروں پر سوالیہ تاثرات اُبھرے ہوئے تھے۔ لیکن کسی نے آگے بڑھ کر مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔

میں اپنے جھونپڑے پر پہنچا تو وہاں پر بھی بہت سے لوگ موجود تھے۔ یہ سب قبیلے کے معززین اور بزرگ تھے وہ مجھ سے اس صورت حال کے بارے میں استفسار کرنے لگے۔ میں نے ان سے کہا کہ شاید خانقاہ پر کوئی تباہی نازل ہوئی ہے۔ متعدد کاہن اور پروہت مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا قاتل کون ہے، یہ ابھی تک علم میں نہیں آسکا۔ قتل و غارتگری کرنے والے روپوش ہو گئے ہیں۔

"کیا خانقاہ پر حملہ نیک شگون ہے۔ وہ کون بدبخت ہے، جس نے خانقاہ پر حملہ کر کے قتل و غارتگری کی ہے؟"

اسی وقت ایک غلغلہ سا اٹھا اور میں نے دیکھا کہ سن یات اپنے بے شمار ساتھیوں کے ساتھ ہاتھوں میں خون آلود کلہاڑے اور بھالے لیے ہوئے اسی طرف آرہا تھا۔ اس کے عقب میں شاید سونیتا بھی تھی۔ سونیتا کو زندہ دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں پریشانی کے تاثرات ابھرے۔ لیکن پھر میں نے صورتحال کو سنبھالنے کی اپنے طور پر تیاریاں کر لیں۔ سن یات میرے سامنے پہنچا اس نے اپنا خون آلود کلہاڑا میرے پیروں کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا۔

"معزز سردار عظیم سانگ جو۔ میں نے تیرے خلاف بغاوت نہیں کی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرا خون آلود کلہاڑا تیرے قدموں میں موجود ہے۔ اور یہی نہیں۔ میرے ساتھ جتنے بھی لوگ ہیں یہ سب تیرے اطاعت گزار ہیں۔ لیکن میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، میں نے اس کا انصاف خود ہی کر لیا ہے اگر اسے جرم تصور کیا جا سکتا ہے تو میں اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ اسے دیکھ، اس لڑکی کو دیکھ جسے میں نے تیری بیوی کی حیثیت سے تیری زندگی میں شامل کر دیا تھا میری اکلوتی بیٹی میری زندگی بھر کا ثمر جو یاشوئن کی سازش کا شکار ہو گئی۔ یاشوئن نے اُسے ہلاک کر دیا۔ اور ایک نقلی لڑکی کو میری بیٹی کی حیثیت سے تیرے پاس پہنچا دیا۔ اسے دیکھ تیری یہ بیوی، میری بیٹی لوئی سن نہیں ہے۔ بلکہ یہ کوئی اور لڑکی ہے جسے یاشوئن نے اپنے مذموم مقصد کے لیے استعمال کیا۔ مجھے بہت پہلے سے علم تھا، معزز سردار کہ طویل عرصے سے ہوگا قبیلہ یاشوئن کی سازشوں کا شکار رہا ہے۔ میں نے بار ہا ہوگا کے لوگوں کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی، لیکن بوڑھے پروہت نے اس طرح ان پر اپنا اثر قائم کر رکھا تھا کہ کوئی میری بات سننے کے لیے تیار نہیں تھا اور جب یاشوئن کا خونی ہاتھ میرے گریبان تک پہنچ گیا تو میں نے لوگوں کا تصور ذہن سے ختم کر دیا۔ میں نے خود اپنا فیصلہ کر لیا اور اس وقت ہوگا میں ایک بھی پروہت زندہ نہیں ہے۔ ہاں یہ بہت ضروری تھا معزز سردار یہ بہت ضروری تھا۔ یاشوئن اپنی وحشت خیزیوں میں اتنا درندہ بن گیا تھا کہ اس کی تفصیل اگر میں بتاؤں تو تو یقین نہیں کرے گا۔ آج میں نے اس کی تمام برائیوں کا انتقام اس سے لے لیا ہے۔ اور اب میں تیرے سامنے ایک مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں۔ یہ دیکھ اس لڑکی کا اصل چہرہ دیکھ۔" سن یات نے سونیتا کے سر کے بالوں کو پکڑ کر پوری قوت سے انہیں کھینچ لیا اور سونیتا کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی اب اس کا اصل چہرہ سب کے سامنے تھا۔ لوگ متحیر رہ گئے۔

سن یات نے کہا: "میں نے غلط نہیں کہا تھا اور اس کا ثبوت میں نے پیش کر دیا۔ میں مجرم نہیں ہوں سانگ جو، میں تیرا دوست تیرا ہمدرد ہوں۔ لیکن آہ میرے دل کی دنیا اجاڑ دی گئی۔ مجھے انتقام کے لیے مجبور کیا گیا۔ اور میں نے اپنا انتقام لے لیا۔ آج یاشوئن اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں نے اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے بستی کے باہر پہاڑوں میں پھینک دیا ہے اور میں ہر اس شخص کو قتل کر دینا چاہتا ہوں جو کہ یاشوئن کے حق میں آواز اٹھائے۔ یہ لڑکی جس نے میری بیٹی کی جگہ لی ہے، میں نے صرف اس لیے اب تک زندہ رکھی ہے کہ اس کی اصلی شکل تیرے سامنے پیش کر دوں۔"

سونیتا کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی: "مجھے بچاؤ گازالی مجھے بچاؤ۔" وہ بے اختیار میری طرف دوڑی۔ لیکن اسی وقت سن یات نے اپنے قریب کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ سے کلہاڑا لے کر پوری قوت سے سونیتا کی طرف پھینک کر مارا۔ کلہاڑا سونیتا کی گردن میں پشت کی طرف سے پیوست ہو گیا اور اس نے سونیتا کے نازک بدن میں پوری طرح گھر کر لیا سونیتا کے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھے اور اس کے بعد ایک اور چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی اور پھر وہ اوندھے منہ نیچے آرہی۔ میں نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔ میرا تو خیال تھا کہ سونیتا کی اصلیت معلوم ہوتے ہی سن یات اسے قتل کر دے گا۔ لیکن وہ اسے زندہ یہاں تک لایا تھا میں ساکت و جامد نگاہوں سے سونیتا کو دم توڑتے ہوئے دیکھتا رہا اس حادثے نے اور اس کی شدید نوعیت نے مجھے ذہنی اور جسمانی طور پر شل کر کے رکھ دیا۔

سن یات آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گیا۔ "میں ظالم یاشوئن کی درندگی کا شکار ہوا ہوں۔ مجھے انصاف چاہیے معزز سردار مجھے انصاف چاہیے۔"

"ہم اس کا فیصلہ معززین سے مشورے کے بعد کریں گے۔ تم واپس جاؤ سن یات۔ ہم بہت جلد تم سے ملاقات کریں گے۔" میں نے نجانے کس طرح خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

میں نے اندازہ لگایا تھا کہ سونیتا مر چکی ہے۔ افسوس کہ میرا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ یاشوئن، سن یات کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ سن یات کے سلسلے میں قبیلے والوں کو خود فیصلہ کرنا تھا کہ وہ کیا کریں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرا کام تو بالکل ہی مختلف تھا۔ لوگوں میں ہنگامہ آرائیاں شروع ہو چکی تھیں۔ اس وقت کوئی نہیں تھا جو سن یات کے اس فعل کی مذمت کر سکے۔ سب جانتے تھے کہ سن یات کسی بھی خونریزی سے گریز نہیں کرے گا۔ میں واپس اپنے جھونپڑے میں آگیا۔ میرے بدن میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔ اب اس پروگرام کے دوسرے مرحلے پر عمل کرنا تھا۔ چنانچہ میں نے وہ ٹرانسمیٹر نکال لیا، جسے استعمال کرنے سے مجھے منع کر دیا گیا تھا کہ میں اس پر پروفیسر زیڈال سے رابطہ قائم نہ کروں سوائے کسی شدید ضرورت کے۔ لیکن اب صورتحال بالکل مختلف تھی۔ میں جانتا تھا کہ یہاں موجود لوگوں میں سے کئی یقینی طور پر زیڈال کے آدمی ہوں گے۔ چونکہ اس کے ساتھی یہاں خاصی تعداد میں پھیلے ہوئے تھے، فوراً ہی زیڈال کو اس بارے میں اطلاع پہنچ جائے گی۔ چنانچہ اس سے قبل کیوں نہ میں خود ہی اس بات کا اظہار اس سے کر دوں۔ چنانچہ صورتحال کے پیش نظر میں نے پروفیسر زیڈال سے رابطہ قائم کیا۔ اور چند لمحات کے بعد اس کی آواز ابھری۔ "ہیلو زیڈال۔"

"ہیلو زیڈال، میں گازالی بول رہا ہوں۔"

"اوہ مسٹر گازالی۔ خیریت، مجھ سے گفتگو کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ میں نے۔"

"غضب ہو گیا ہے مسٹر زیڈال۔ اتنا خوفناک واقعہ ہو گیا ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔"

"کیا ہوا؟ براہ کرم جلدی بتاؤ۔"

"مسٹر زیڈال مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے انتہائی افسوس ہے۔ سونیتا کو قتل کر دیا گیا ہے۔" دوسری طرف سے ہلکی سی آواز آئی جس سے یہ اندازہ ہوا تھا کہ ٹرانسمیٹر پروفیسر زیڈال کے ہاتھ سے گر گیا ہے۔ پھر اس کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو، پھر سے کہو، میری سماعت میرا ساتھ نہیں دے رہی، کیا کہہ رہے ہو، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا بکواس ہے یہ؟"

"ہاں۔ پروفیسر زیڈال وحشیوں کی اس بستی میں تم نے اپنی بیٹی کے تحفظ کے لیے کوئی معقول بندوبست نہیں کیا تھا۔ تم نے ایک پروگرام پر عمل تو کر ڈالا تھا۔ لیکن اس کے لیے ایسی کارروائیاں نہیں کی تھیں، جس سے میری اور سونیتا کی حفاظت ہو سکتی۔ میں اس تمام حادثے کا ذمہ دار تمہیں قرار دیتا ہوں۔"

"ہوا کیا، کیا ہوا، جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا بالکل درست ہے کیا سونیتا مر چکی ہے، یا زخمی ہے، کیا ہوا ہے اُسے براہ کرم جلدی سے بتاؤ۔"

"مسٹر پروفیسر زیڈال۔ تم نے اپنی دانست میں تمام کارروائیاں کی تھیں لیکن اب میں تمہیں یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ یہاں ہوگا میں صرف تمہارے ہی آدمی نہیں۔ بلکہ تمہاری مخالف پارٹی کے افراد بھی موجود ہیں اور انہیں تمہاری اس کارروائی کا علم ہو چکا ہے۔"

"آہ۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے صرف سونیتا کے بارے میں بتاؤ۔ صرف سونیتا کے بارے میں۔" پروفیسر زیڈال کی غراہٹ سنائی دی۔

"سونیتا کو تم نے یہاں کے ایک خونریز شخص سن یات کی بیٹی کی حیثیت سے میرے پاس بھیجا تھا۔ سن یات کی بیٹی کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ لیکن سونیتا اپنا راز سن یات سے چھپا نہ سکی۔ کل سن یات نے اُسے ازراہ محبت اپنے پاس طلب کیا تھا، وہ مجھ سے اجازت لے کر چلی گئی۔ اور پھر واپس نہیں آئی۔ رات کے آخری پہر میں نے ہوگا قبیلے میں آہ و بکا کی آوازیں سنیں، اور جب صورتحال کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ سن یات نے یہاں کے روحانی پیشوا یا شوئن کو قتل کر دیا ہے اور خانقاہ میں موجود تمام کاہنوں اور پروہتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس کے خیال میں یا شوئن نے یہ سازش اس کے خلاف کی تھی اور کسی اجنبی لڑکی کو اس کی بیٹی کی حیثیت سے میرے پاس بھیجا تھا۔ سن یات کے کہنے کے مطابق یہ صرف یاشوئن کی سازش تھی۔ کیونکہ وہ بہت بہت عرصے سے ہوگا قبائل میں اپنی شان برقرار رکھنے کے لیے ایسی کارروائیاں کر رہا ہے۔ سن یات نے اپنا فیصلہ خود ہی کر لیا۔ مجھے انتہائی دکھ ہے پروفیسر زیڈال کہ بروقت باخبر نہ ہونے کی وجہ سے میں سونیتا کو نہیں بچا سکا۔ سن یات نے سونیتا کو بھی قتل کر دیا اور اس کی وجہ جہاں تک میری سمجھ میں آسکی ہے پروفیسر زیڈال صرف تمہاری پارٹی کی مخالف پارٹی کے افراد ہیں جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ چند پراسرار لوگوں کو میں نے سونیتا کی تاک جھانک میں دیکھا تھا اور جب میں نے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو مجھے اس میں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ یہ لوگ بظاہر جنگلیوں ہی کا روپ دھارے ہوئے تھے۔ لیکن ان میں سے ایک کے خدوخال میں دیکھ چکا ہوں۔ وہ سو فیصدی ان علاقوں کا باشندہ نہیں، بلکہ ان لوگوں کا روپ دھارے ہوئے تھا۔"

"تو سونیتا ماری گئی۔ میری زندگی ختم ہو گئی۔ بہت بڑا نقصان ہوا ہے مجھے۔ ناقابل تلافی نقصان۔ اور اس نقصان نے میری زندگی کا رخ ہی بدل دیا ہے۔ گازالی سونیتا کی لاش کہاں ہے؟"

"مجھے افسوس ہے پروفیسر زیڈال کہ اس کی لاش بھی میری تحویل میں نہیں ہے۔ میں ذہنی طور پر اس قدر پریشان ہوں کہ تمہیں بتا ہی نہیں سکتا۔ مجھے مشورہ دو پروفیسر زیڈال کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے یہاں تو سارا کھیل ہی بگڑ گیا۔ جو کارروائی ہم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بالکل ہی نئی صورت حال اختیار کر گئی۔"

"سونیتا کے قاتلوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ میں ان جنگلیوں کو اس کا قاتل نہیں سمجھتا۔ اصل قاتل وہ ہیں جنہوں نے سونیتا کے خلاف جوابی سازش کی۔ نہیں گازالی نہیں۔ میں اپنی بیٹی کے غم کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا۔ تم فوراً واپس آ جاؤ گازالی۔ اب تمہاری وہاں ضرورت نہیں ہے۔ پروگرام اب وہ نہیں ہوگا جو تھا۔ واپس آجاؤ گازالی۔ واپس آجاؤ۔ مجھے اب ان لوگوں کی قتل و غارت گری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم واپس آجاؤ جب تم اس راستے سے دوسری سمت پہنچو گے تو تمہارا انتظار کروں گا، تاکہ صحیح صورت حال سے واقفیت ہو سکے۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ اس کے لیے انہیں اتنی بدترین سزا بھگتنا ہوگی کہ وہ ساری زندگی یاد رکھیں گے۔ تم واپس آجاؤ گازالی۔" پروفیسر زیڈال پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا اور اس کے بعد اس نے اپنی ہی طرف سے ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

صورتحال کسی حد تک پرسکون تھی۔ باہر ہنگامہ آرائیاں ہو رہی تھیں۔ مجھ سے واپس آنے کے لیے کہا گیا تھا۔ چنانچہ مجھے اس سلسلے میں کافی محنت کرنی تھی۔ لیکن اس سے پہلے سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنا ضروری تھا۔ میں نے اس کی کوششیں شروع کر دیں۔ حالانکہ باہر انتشار تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح میں اپنے ذہن کو مجتمع کر کے سمبوتورا کے ذہن تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور سمبوتورا کی آواز ابھری۔

"ہاں۔ میں سن چکا ہوں، اور کسی حد تک دیکھ بھی چکا ہوں، اور مجھے تمہارا انتظار تھا۔"

"سمبوتورا۔ پروفیسر زیڈال کا تعارف میں تم سے کرا چکا ہوں۔ اسی کی سازش کے تحت میں اس سمت آیا تھا۔ اب واپس جا رہا ہوں اور میرا خیال ہے آج رات میں واپس ویلیتی کی سرحدوں میں ہوں گا تمہیں بھی اسی راستے سے واپس پہنچ جانا چاہیے۔ اپنے لیے پھر کسی ایسی رہائش گاہ کا بندوبست کرو۔ جہاں میں تم سے رابطہ قائم کر لوں۔"

"سنو گازالی سنو، اب تم مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش مت کرنا۔ بلکہ میں خود ہی تم پر نگاہ رکھوں گا۔ بس مجھے اتنا بتا دو کہ تم کس وقت اس راستے سے سرحد عبور کرو گے؟"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا سمبوتورا کہ تم اب کسی بھی مشکل میں میری قربت میں پہنچ جاؤ گے۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت ان راستوں کی طرف نکل جانا پڑے۔ تم مجھ پر نگاہ رکھو۔"

"لیکن تم سردار کے جھونپڑے میں ہو۔"

"ہاں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ جب تم باہر نکلو گے تو میں تمہارے تعاقب میں رہوں گا۔"

"لیکن سمبوتورا تمہیں اپنی حفاظت بھی کرنا ہوگی۔"

"ہوائیں میری حفاظت کرتی ہیں میری فکر نہ کرو۔" سمبوتورا نے جواب دیا اور میں نے اس سے ذہنی رابطہ ختم کر دیا۔

وقت کا ایک ایک لمحہ سنسنی خیز تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ جو یاشوئن کے قتل کے بعد یہاں کیا حالات پیدا ہوں گے۔ لیکن یہ محسوس ہوتا تھا کہ سن یات ہوگا قبیلے میں بہت زبردست قوت رکھتا ہے۔ اور اس کا اظہار یاشوئن بھی مجھ سے کر چکا تھا بہرطور ہوگا کی تاریخ تبدیل ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد ہوگا مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ دوپہر ہوئی تھی کہ ہوگا قبیلے کے بہت سے معززین میرے جھونپڑے کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے مجھ سے گفتگو کی اجازت مانگی۔ میں ان کے درمیان پہنچ گیا تھا۔ یہ گویا سردار کا اجلاس تھا۔ تمام چہرے خوف سے سمٹے سکڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"معزز سانگ جو۔ جو کچھ ہوا ہے اس سے پہلے قبیلے کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ روحانی پیشوا اور ہماری مصیبتوں کو دور کرنے والے یاشوئن کے قتل کے بعد اب ہم بے سہارا رہ گئے ہیں۔ کیا سن یات کے بارے میں تم نے کوئی فیصلہ کیا۔ معزز سردار۔ کیا سن یات جیسے وحشی جنگجو کو اس کی کارروائیوں کے لیے ایسے ہی چھوڑ دینا مناسب ہوگا۔ اس نے الزام لگایا ہے کہ جو یاشوئن نے اس کی بیٹی کو قتل کر کے ایک اور لڑکی کو اس کا ہمشکل بنایا اور تیری خلوت میں بھیج دیا۔ کیا تو ہمیں بتا سکتا ہے معزز سردار کہ یاشوئن نے ایسا کیوں کیا۔"

"سن یات ہی اس سلسلے میں ہماری بہتر رہنمائی کر سکتا ہے۔ جہاں تک میرے ذہن کی رسائی کا سوال ہے تو اس کی صرف ایک ہی وجہ نظر آتی ہے وہ یہ کہ جو یاشوئن اس لڑکی کے ذریعے میرے اور سن یات کے درمیان قائم ہونے والے تعلقات کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔ لیکن یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس لڑکی کو یاشوئن ہی نے میرے پاس بھیجا تھا۔ ممکن ہے کسی اور کے ذریعے یہ حیثیت اختیار کر کے وہ لڑکی مجھ تک آئی ہو۔ یا یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی ممکن ہے سن یات نے خود ہی اپنی لڑکی کو کہیں پوشیدہ کر دیا ہو۔ اور یا شوئن سے اپنی کسی پرانی دشمنی کا بدلہ لینے کے لیے اس پر الزام لگایا ہو۔"

"ہم بھی یہ ہی کہنا چاہتے ہیں۔ معزز سانگ جو فیصلہ کرنا تیرے ہاتھ میں ہے۔ لیکن فیصلہ کرنے سے پہلے بہتر یہ ہو گا کہ اصل صورتحال کو جانچ لے۔"

"میں یہ ہی کوشش کر رہا ہوں۔ اور اس لیے میں اپنے جھونپڑے میں بند بیٹھا ہوا تھا۔ میں اب کسی سے نہیں ملنا چاہتا۔ تم لوگ آ گئے ہو میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور تمہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی مناسب کارروائی ہو کر رہے گی۔ چنانچہ تم انتظار کرو۔"

"ہم ہراساں تھے۔ ہم پریشان تھے، معزز سردار، ہم روحانی پیشوا کے قتل کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ خواہ اس کے لیے قبیلے میں خون کی ندیاں کیوں نہ بہہ جائیں۔ ہماری رہنمائی کر معزز سردار ہماری راہنمائی کر۔"

"سنو۔ میرے قبیلے کے لوگو۔ میرے دوستو، میرے معززو۔ ایک بات غور سے سنو۔ برائی کے جواب میں برائی کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ تم سن یات کو قتل کرنے کی کوشش کرو گے۔ وہ اپنے آدمیوں کے ذریعے تم سے جنگ کرے گا۔ ہوگا قبائل کے بے شمار لوگ مارے جائیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ میں کسی قیمت پر یہ نہیں چاہتا۔ مجھے تحقیقات کرنے دو۔ اگر سن یات مجرم نکلا اور جو یا شوئن کو اس نے اپنی کسی وحشت کی نذر کیا ہے تو پھر سن یات کو اس کی جواب دہی کرنا ہو گی اور اس لیے اگر ہمیں اس سے جنگ کرنا پڑی تو ہم مشترکہ طور پر ایک صحیح بات کے لیے جنگ کریں گے۔ لیکن وقت سے پہلے جو کچھ اس نے کر ڈالا اس کے جواب میں وہی سب کچھ تمہیں کرنا زیب نہیں دیتا۔ اور میں اس کی اجازت کسی کو نہیں دوں گا۔"

"ہم تجھ سے تعاون کریں گے معزز سردار۔ لیکن ہماری رہنمائی ضروری ہے۔ ہمارے دلوں میں انتقام کا جوش موجزن ہے اور ہم سن یات کو اس وحشت کے لیے کھلا نہیں چھوڑ سکتے۔ اسے جواب دہی کرنا ہو گی کہ اس نے قبیلے کا قانون اپنے ہاتھ میں کیوں لیا۔"

"ہاں اُسے جواب دہی کرنا ہو گی۔ لیکن اس کے لئے تمہیں بھی وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ میں کل دن کی روشنی میں تم سے اس موضوع پر کوئی بات کروں گا"

"تمام لوگ مطمئن ہو کر گئے تھے۔ میں نے انہیں اس رات کے لیے ٹال دیا تھا اور حقیقتاً یہ رات میرے لیے بڑے ہی امتحان کی رات تھی۔ یہاں سے خیریت کے ساتھ نکل کر ویلینی کی سرحدوں میں پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد کم از کم یہ تو ہو گا کہ قبیلے کے لوگوں کو بے وقوف نہیں بنانا پڑے گا۔ ورنہ اس طرح میں کب تک انہیں احمق بنا سکتا تھا۔ ان فسادات کی لپیٹ میں مجھے خود بھی آنا تھا، کیونکہ میرا فیصلہ کسی نہ کسی شخصیت کے خلاف تو ہوتا ہی۔ اور سن یات کی شخصیت کے بارے میں تو مجھے اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ بہر طور ہوگا کے لیے بے شمار مسائل پیدا ہو گئے تھے۔ لیکن سچی بات ہے صرف اپنے مسئلے کی فکر تھی۔ ذہن پر زور دے کر کوئی فیصلہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ جس چیز کو ذہن کہا جا سکتا ہے۔ وہ تو اب میری کھوپڑی کے حلقوں میں ٹکڑوں کی شکل میں بٹی ہوئی تھی۔

اتنے عجیب و غریب واقعات سے گزرتا رہا تھا کہ اب حیرت تک بھی نہیں ہوا جاتا تھا۔ شروع ہی سے اس وقت سے جب سے بوڑھے بابا کی صورت دیکھی تھی۔ مجھ پر مصیبتوں کا نزول ہو گیا تھا۔ ایک کے بعد ایک الجھی ہوئی بات، الجھے ہوئے واقعات، الجھے ہوئے حادثے، اور ان حادثوں کے نتیجے نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا۔ اور اب سمبوتورا کہتا تھا کہ وہ سامون ہے کسی قبیلے کا باشندہ یہ سامون کون سے قبیلے کا نام ہے اور یہ قبیلہ کہاں آباد ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہیں تھا۔ لیکن یہ بدبخت قبیلہ اس طرح دنیا گردی کرتا کیوں پھر رہا ہے۔ بوڑھے بابا کا مسئلہ کیا ہے۔ گومین کی حیثیت کیا ہے، یہ لوگ کیا چاہتے ہیں، ویلینی کا مقصد کیا ہے، یہ ساری باتیں ابھی تک صیغۂ راز میں تھیں۔ جبکہ موت بار بار میرے قریب سے گزر جاتی تھی اور کوئی بھی لمحہ میری زندگی کا خاتمہ کر سکتا تھا۔ ہر بار یہ ہی محسوس ہوتا تھا کہ اب بچنا مشکل ہو گا۔ لیکن زندگی مسلسل جدوجہد کر رہی تھی۔ اور یہ زندگی کسی کی بخشی ہوئی نہیں تھی۔ بس تقدیر ہی مجھے بچا لیتی تھی۔ شام ہو گئی۔ باہر کے حالات کا کوئی اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ بہر طور جب فضا میں دھندلاہٹیں ابھر آئیں تو میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ میں باہر نکل آیا اس وقت میں نے اپنے بدن پر سرداری کا لباس نہیں پہنا ہوا تھا۔ بلکہ ہوگا قبیلے کے عام لوگوں کے لباس میں تھا۔ باہر موجود محافظوں نے مجھے تعظیم دی اور میرے ساتھ چلنے لگے۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ وہ اپنی جگہ قیام کریں۔ میں اپنے طور پر کسی کام جا رہا ہوں۔ عام لوگوں میں شامل ہونا ذرا مشکل کام تھا۔ لیکن بہر طور میں نے ایسے راستے اختیار کئے جس کی وجہ سے میں لوگوں کی نگاہوں میں نہ رہ سکوں۔ میری نظریں اطراف میں بھی بھٹک رہی تھیں۔ میں اندازہ لگا رہا تھا کہ کوئی میرا تعاقب تو نہیں کر رہا۔ کم از کم سمبوتورا کی موجودگی

تو یقینی تھی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں نے سمبوتورا کو اس پورے سفر کے دوران نہیں دیکھا۔ میں رفتہ رفتہ اسی سمت بڑھ رہا تھا۔ جس سمت سے یہاں تک پہنچا تھا۔ وہ راستے مجھے آج بھی اچھی طرح یاد تھے اور میں انہیں ذہن میں دہراتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ کسی کو میرے اس سمت آنے کا اندازہ نہیں ہو سکا ہے نہ ہی سمبوتورا نظر آ رہا تھا۔ سمبوتورا کے لئے البتہ میں پریشان تھا۔ لیکن اس پریشانی کا کوئی حل نہیں تھا اس وقت میرے پاس۔ اگر کہیں رک کر اس سے ذہنی رابطہ قائم کرتا تو اس میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ اس وقت میرے لئے ضروری تھا کہ ہوگا قبیلے کی سرحدوں سے کسی نہ کسی طرح دور نکل جاؤں۔ وہ سفر خاصا دشوار گزار تھا اور جس انداز میں کیا گیا تھا اس انداز میں اب نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اب مجھے اپنی ہی قوتوں سے کام لینا تھا چنانچہ میں طویل مسافت طے کر کے آخر کار اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں سے پانی کے ذریعے مجھے دوسری طرف پہنچنا تھا۔

آہ میری زندگی کا مشکل ترین مرحلہ تھا یہ۔ اور اس مرحلے کو نہ جانے کس طرح میں نے عبور کیا۔ میرا دل ہی جانتا ہے۔ ذہنی قوتیں بارہا ساتھ چھوڑ گئیں تھیں۔ جسمانی قوتوں نے بھی ساتھ چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن زندگی تھی، ایک جدوجہد تھی جو آخر تک اعصاب کو متحرک کئے ہوئے تھی۔ اور اس جدوجہد نے بالآخر مجھے کامیابی سے ہمکنار کر دیا اور میں دوسری سمت پہنچ گیا۔ گویا اب میں ہوگا کی سرحد سے باہر تھا۔ دوسری سمت پہنچ کر جب میں اپنی جگہ سے برآمد ہوا تو میرے جسم پر ایک عجیب سی روشنی پڑی، پیلے رنگ کی اس روشنی میں شاید مجھے دیکھا جا رہا تھا اور پھر جو شخصیت میرے قریب پہنچی وہ پروفیسر زیڈل ہی کی تھی۔ زیڈال میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔ تاریکی کی وجہ سے اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن میں اس کی گہری گہری سانسیں سن رہا تھا۔ پھر اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ آؤ۔" میں نے پروفیسر زیڈال سے گفتگو کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا اور پوری طرح محتاط رہنا چاہتا تھا۔

چنانچہ میں اس کے ساتھ تھکے تھکے قدموں سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے اپنے اطراف میں کچھ اور بھی قدموں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ ایک مرتبہ ٹھٹھکا تو پروفیسر زیڈال کہنے لگا۔

"نہیں وہ میرے ہی آدمی ہیں۔ میں نے ہوگا سے اپنے تمام ساتھیوں کو یہاں بلا لیا ہے اور وہ دن میں یہاں پہنچ گئے ہیں۔"

میں خاموشی سے پروفیسر زیڈال کے ساتھ سفر کرتا رہا۔ خاصا طویل سفر طے کرنا پڑا تھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہم دونوں ایک غار میں پہنچ گئے۔ یہ غار میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا اجنبی جگہ تھی۔ پروفیسر زیڈال نے یہاں اپنے لیے بے شمار ٹھکانے بنا رکھے تھے۔ غار میں داخل ہونے کے بعد اس نے روشنی کی۔ یہاں نشستیں موجود تھیں وہ میرے سامنے ہی ایک نشست پر بیٹھ گیا اور غمزدہ انداز میں مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اب میں اس کی صورت دیکھ سکتا تھا۔ میں نے بھی اپنے چہرے پر انتہائی غم و اندوہ کے آثار پیدا کر لیے تھے۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد پروفیسر زیڈال نے کہا۔

"جب وہ تمہاری تحویل میں پہنچ گئی تھی تو کیا تم پر یہ لازم نہیں تھا کہ اس کا تحفظ بھی کرتے۔"

"مجھے اس کا اندیشہ نہیں تھا۔ پروفیسر زیڈال کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ بالکل میری لاعلمی میں سن یات کے پاس سے میرے پاس آئی تھی۔ اور پھر اس نے مجھ پر اپنا اظہار کر دیا تھا۔ اس لیے میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ سن یات اُسے اپنی بیٹی ہی سمجھتا ہے۔ سن یات کے طلب کرنے پر وہ اس کے پاس گئی تھی۔ حالانکہ وہ خوفزدہ تھی۔ اس نے کہا تھا مجھ سے کہ سن یات کے سامنے جاتے ہوئے اُسے عجیب سے احساسات سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن بہر طور یہ ضروری تھا چونکہ ابھی ہم سن یات کے لیے کچھ بھی نہیں کر پائے تھے۔ اگر مجھے اس کا شبہ ہو جاتا پروفیسر زیڈال کہ سن یات کسی بھی وقت اس کی طرف سے مشکوک ہو سکتا ہے۔ تو میں سن یات ہی کو ٹھکانے لگا دیتا۔ آہ آپ نہیں جانتے پروفیسر، آپ نہیں جانتے۔ ان چند لمحات میں سونیتا نے میرے دل میں کیا مقام حاصل کر لیا تھا۔ پروفیسر میں آپ کے سامنے یہ بات کہتے ہوئے شرمندہ ہوں کہ میں درحقیقت اُسے چاہنے لگا تھا۔"

پروفیسر کی آنکھوں سے آنسو لڑھکنے لگے۔ یہ آنسو اس کے رخساروں کو تر کرنے لگے۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتا رہا اور دفعتاً اس کی سسکیاں جاری ہو گئیں۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

"کاش میں آپ کو اپنی کیفیت کے بارے میں بتا سکتا پروفیسر، وہ آپ کی بیٹی تھی۔ لیکن، لیکن۔" میری آواز رندھ گئی اور پروفیسر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

میں اس وقت بہترین اداکاری کر رہا تھا اور یہ بلا اکاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری زندگی کی ضمانت تھی۔ ظاہر ہے سونیتا سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی اور نہ مجھے پروفیسر زیڈال سے کوئی ہمدردی تھی۔ لیکن اس وقت میں دنیا میں اس کا سب سے بڑا ہمدرد بنا ہوا تھا۔ پروفیسر زیڈال دل کی بھڑاس نکالتا رہا اور پھر دفعتاً خاموش ہو گیا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آہستہ آہستہ آگ سلگتی جا رہی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس نے اپنی آنکھیں خشک کر لیں۔ اور پھر سیدھا ہو کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے لوناوینا اب باقاعدہ میرے مقابلے پر آ گیا ہے" یہ نام نیا میں نے پروفیسر زیڈال کی زبان سے سنا تھا۔ میں نہ سمجھنے والے انداز میں اس کی صورت دیکھتا رہا۔ لیکن دفعتاً میرے ذہن کا ایک خانہ روشن ہو گیا تھا۔ جب پہلی ملاقات میں پروفیسر زیڈال مجھے ویلینی کے بارے میں بتا رہا تھا تو اس کے منہ سے اچانک لفظ "لو" نکلا تھا۔ اور اس کے بعد ویلینی کا نام لے دیا تھا۔ تو یہ "لو" دراصل لوناوینا تھا۔ لیکن یہ لوناوینا کون تھا۔ اس کا جواب پروفیسر زیڈال ہی دے سکتا تھا۔ لیکن صبر کرنا ضروری تھا۔ کوئی بھی جلد بازی نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ میں بدستور سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ تب پروفیسر نے کہا۔

"لیکن یہ اس نے اچھا نہیں کیا۔"

"لوناوینا کون ہے پروفیسر؟" بالآخر میں نے سوال کیا۔ پروفیسر خاموشی سے غار کی دیوار کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"لوناوینا کو اپنے زندگی کے سب سے بدترین وقت سے گزرنا ہو گا۔ میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ وہ بلاشبہ بہت بڑی شخصیت ہے۔ بہت زیادہ طاقتور ہے وہ۔ اور اس کے پاس، اس کے پاس نہ جانے کیسی کیسی عفریتی قوتیں ہیں۔ لیکن اس نے سونیتا کے خلاف کارروائی کر کے اپنی بدقسمتی پر مہر لگا لی ہے۔"

"پروفیسر تم سے ایک اجازت چاہتا ہوں۔ مجھے اس کا موقع دیں پروفیسر کہ سونیتا کے قاتلوں سے خود بدلہ لے سکوں۔ میں بہت معمولی سا انسان ہوں۔ زندگی میں کبھی کسی سے متاثر نہیں ہوا۔ میں نے اپنے طور پر اپنا ایک مقصد بنا لیا تھا لیکن وہ سن یات کی بیٹی کی حیثیت سے میرے پاس آئی اور . . . .

. . . اور پروفیسر اس نے میرے وجود کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ اس کے بعد پروفیسر سونیتا کے علاوہ میری نگاہوں میں کوئی نہ رہا۔ میں نے اسے پیشکش کی کہ وہ تمام خزانہ جو میرے علم میں ہے اس کے قدموں پر نچھاور کر سکتا ہوں۔ مجھے اب اس خزانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ ابھی اس سلسلے میں جلد بازی نہ کروں، کیونکہ خزانے کو یہاں سے منتقل کرنے کے لیے ویلینی کو شکست دینا ضروری ہے۔ یہ لوگ آپس میں الجھ جائیں تو ہم سب سے پہلا کام یہی کریں گے کہ خزانہ حاصل کر کے یہاں سے نکل جائیں گے۔ یہاں خونریزی ہوتی رہے گی اور ہم ان کی دسترس سے بہت دور نکل جائیں گے۔

"میں نے سونیتا سے یہ بھی کہا تھا پروفیسر کہ بہتر یہ ہو گا کہ میری پروفیسر سے ملاقات ہو جائے اور میں خزانہ ان کی تحویل میں دے دوں اور ان سے کہوں کہ اب وہ جس طرح بھی مناسب سمجھیں اس کے لیے فیصلہ کر لیں۔ مجھے اب خزانے میں سے کچھ بھی درکار نہیں۔ لیکن پروفیسر جب مجھے اپنی زندگی کے سب سے قیمتی خزانے پر دسترس حاصل ہوئی تو اسے مجھ سے چھین لیا گیا۔ ہاں۔ پروفیسر اٹھو، میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں وہ جگہ بتا دوں جہاں وہ خزانہ مدفون ہے یا جہاں اسے ویلینی نے چھپایا ہے۔ لیکن اس کے عوض مجھے صرف ایک موقع دو۔ صرف ایک موقع دو مجھے پروفیسر کہ میں اپنی سونیتا کے قاتلوں سے انتقام لے سکوں۔"

میرے لہجے سے جوش و غضب ظاہر ہو رہا تھا۔ پروفیسر نے میری شکل دیکھی اور پھر آہستہ سے کہا۔

"یقیناً۔ میں تمہیں ہی اس کا موقع دوں گا۔ لوناوینا کو۔ لوناوینا کو بھی میں اسی دکھ سے آشنا کروں گا، گازالی۔ جس کا شکار اس نے مجھے کیا ہے اور اس کے بعد، اس کے بعد میں اس سے نمٹ لوں گا۔ ہاں یقیناً تمہیں اس کا حق حاصل ہے، کیونکہ سونیتا کو میں نے مکمل طور پر تمہارے سپرد کر دیا تھا۔ آہ اس وقت میرے دل میں اس سے زیادہ خزانے کی وقعت تھی مگر آج میرے دل کا خزانہ خالی ہو گیا ہے۔ اب مجھے احساس ہوا ہے کہ اپنی بیٹی کو کھونے کے بعد مجھے کتنے بڑے خسارے سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ سنو گازالی، میں تمہیں تمام تفصیل بتا دیتا ہوں۔ لوناوینا جنوبی امریکہ کا باشندہ ہے۔ جنوبی امریکہ میں وہ زلزلے کی حیثیت رکھتا تھا۔ بہت ہی ہولناک قسم کا دہشت گرد اور خوفناک مجرم۔ میرا اور اس کا تعارف پیرس کی تقریب میں ہوا۔ جو پیرس کے جرائم پیشہ افراد نے منعقد کی تھی۔ میرے ہاتھ بھی مختصر نہیں ہیں۔ فرانس، برطانیہ، نیوزی لینڈ، مغربی جرمنی، یوگوسلاویہ میں پروفیسر زیڈال کو بہت اچھی طرح سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ لوناوینا کے گروہ سے ایک بار یوگوسلاویہ میں میری چپقلش ہوئی تھی اور لوناوینا اپنے اٹھارہ ساتھیوں

سے محروم ہو گیا تھا۔ وہ اپنے دل میں میرے لیے کینہ رکھتا تھا لیکن پیرس میں میری اور اس کی ملاقات ہماری دوستی کا باعث بن گئی۔ لوناوینا نے میرے ساتھ اپنے مشترکہ مفادات کا سلسلہ شروع کیا اور چند معاملات میں ہم دونوں نے مل کر کام کیا جس کے تحت ہمیں لاکھوں ڈالر کی آمدنی ہوئی اور ہم دونوں کافی قریب آ گئے۔ ان ہی دنوں ولاڈی واسکاٹ کا کیس منظر عام پر آیا۔ لوناوینا درحقیقت بہت بڑا مجرم ہے۔ اس نے جرم کو سائنسی راستوں پر استوار کیا ہے اور اس کی تحویل میں چند ایسے سائنس دان موجود ہیں جو انتہائی جدید ترین ایجادات کرتے رہتے ہیں اس کے لیے۔ اس بنیاد پر وہ مجھ سے طاقتور تھا۔ لیکن میرے گروہ کی کارکردگی بھی معمولی نہیں تھی لوناوینا نے "ولاڈی واسکاٹ" کیس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور کافی آگے نکل گیا۔ دوسری سمت میں بھی اس سے اپنے طور پر واقفیت حاصل کر رہا تھا اور یہ معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ مونٹ سوراٹ کا خزانہ ویلینی کی تحویل میں ہے اور ویلینی اس وقت تبت میں آباد ہے، چنانچہ جب ہم دونوں کی ملاقات ہوئی تو خود لوناوینا نے یہ پیش کش کر دی کہ میں اس کے ساتھ اس خزانے کے حصول میں شامل ہو سکتا ہوں۔ اس طرح ہمارے درمیان ایک مشترکہ معاہدہ ہوا اور ہم دونوں تمام ضروری اقدامات کے بعد اس سمت چل پڑے۔ طویل ترین فاصلے طے کر کے ہم تبت کے اس علاقے میں داخل ہوئے اور یہاں پہنچ کر لوناوینا نے اپنی سائنسی قوتوں سے یہ معلومات حاصل کیں کہ ویلینی درحقیقت مقامی باشندہ نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق کسی ایسے گروہ سے ہے جسے ہم اس علاقے کا باشندہ نہیں کہہ سکتے۔ وہ کسی پراسرار قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں ایک عجیب قوت پائی جاتی ہے۔ یہ تمام معلومات لوناوینا نے اپنے سائنسدانوں کے ذریعے حاصل کی تھیں اس کے بعد اس نے ویلینی کے ایک ایسے شخص کو پکڑا۔ جو درحقیقت ویلینی کا خاص ساتھی تھا اور اس سے معلومات حاصل کرنے پر اسے پتہ چلا کہ یہ لوگ سامون کہلاتے ہیں جب اس شخص کو سائنسی بنیادوں پر اس کے لیے مجبور کیا گیا کہ سامون کون ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے اور ویلینی کا خزانہ کہاں پوشیدہ ہے تو اس کے دماغ کی رگیں پھٹ گئیں اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ لیکن لوناوینا کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ وہ کسی سامون نامی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے اندر جو خاص قوتیں ہیں ہیں۔ وہ انہیں عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ چنانچہ لوناوینا نے ایک جگہ کو اپنا مرکز بنا کر اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا اور اس کے سائنسدانوں نے اس کے لیے ایسے ذرائع مہیا کر دیے جن کے تحت وہ سامون کو پہچان سکتا تھا۔ اور پھر اپنا نیا منصوبہ لیکر بالآخر وہ ویلینی میں داخل ہو گیا۔ ویلینی میں داخل ہونے کے لیے اس نے سائنسی قوتوں سے کام لیا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد اس نے غاروں کو اپنا مسکن بنایا اور اس کے بعد سب سے پہلے اس نے یہاں ملکہ ویلینی پر ہاتھ ڈال دیا۔ جو درحقیقت سامون ہے۔ ویلینی کے بارے میں جو کہانی منظر عام پر آئی تھی۔ اس کے تحت یہ بات صاف تھی کہ ویلینی اس خزانے کے بارے میں جانتی ہے جو مونٹ سوراٹ میں موجود ہے یا پھر تبت میں منتقل ہو چکا ہے۔ لیکن اس عورت نے زبان نہیں کھولی اور اپنے آپ کو تشدد کے لیے پیش کر دیا۔ لوناوینا اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے ہلاک کرنے کے بعد خزانے کے بارے میں اسے کبھی پتہ نہیں چل سکتا تھا چنانچہ اس نے ویلینی کو قید کر دیا اور اس کی جگہ اپنی بیٹی کو ویلینی بنا کر منظر عام پر پیش کر دیا۔ یعنی ویلینی قبیلے کو آج تک یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اصل ویلینی قید میں ہے اور نقلی ویلینی ان پر حکمرانی کر رہی ہے۔ اس کے لیے لوناوینا نے انتہائی ہوشیاری سے کام کیا تھا اور میں ہر قدم پر اس کا ساتھ دیتا رہا تھا۔ میرے سپرد یہاں کچھ حفاظتی ذمہ داریاں ہیں۔ میرا پورا گروہ بھی ویلینی کے خلاف سرگرم عمل ہے۔

"ہم لوگ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کسی بھی طرح مونٹ سوراٹ کے خزانے کا ہمیں علم ہو جائے جس کے بارے میں کم از کم اتنا اندازہ ہم دونوں ہی کو ہو چکا ہے کہ وہ خزانہ اب مونٹ سوراٹ میں نہیں ہے بلکہ تبت میں موجود ہے اور ویلینی اس کے بارے میں جانتی ہے ویلینی بہت سخت جان ہے اس نے وہ تمام اذیتیں باآسانی برداشت کر لی ہیں جو لوناوینا اسے دے سکتا تھا۔ اور اس نے اپنی زبان نہیں کھولی لیکن لوناوینا کو یقین ہے کہ آخرکار کوئی نہ کوئی شخص ایسا ضرور مل جائے گا اسے جو خزانے تک اس کی رہنمائی کر دے گا۔ اور اسی امید پر وہ یہاں اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس نے سامونوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔ میں بھی اس کا شریک کار تھا لیکن لوناوینا کی شخصیت میں حکمرانی ہے وہ اپنے آپ کو برتر سمجھنے کا شائق ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنے اثرات مجھ پر بھی ظاہر کرنا شروع کر دیئے اور بالآخر مجھے یہ محسوس ہو گیا کہ خزانہ اگر لوناوینا کو مل جاتا ہے تو وہ مجھے ایک طفیلی قرار دیدے گا۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ میرے خلاف ہی سرگرم عمل ہو جائے۔ میرے کانوں میں کچھ ایسی باتیں بھی پہنچی تھیں کہ اگر خزانہ لوناوینا کے ہاتھ لگ گیا تو اس کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ویلینی کے باشندوں کو میرے خلاف کھڑا کر دے گا۔ اور مجھے بالآخر ان کے جال میں پھنسا کر خود یہاں سے نکل جائے گا۔ جب اُس کی یہ سازش میرے علم میں آئی تو میں نے اُس سے اس سلسلے میں کوئی معلومات نہیں حاصل کیں بلکہ اپنے طور پر اپنے بچاؤ کی تیاریاں کرنے لگا اور اس کے لئے میں نے اپنی بیٹی سونیتا کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ مجھے اُس وقت تک کسی کامیابی کی اُمید نہیں تھی جب تک اچانک تم نہ مل گئے۔ تمھارے پاس سونے کے وہ سکے پاکر مجھے حیرت ہوئی اور اس کے بعد میں اور سونیتا مل کر تمھارے ذہن کو کھولنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہ حقیقت ہے مسٹر گازالی کہ ہم اس وقت تم سے مختلف نہیں تھے لیکن بعد میں ہم نے یہ سوچا تھا کہ اگر خزانہ تمھارے ذریعے ہم تک پہنچ جائے تو ہم تمھیں اس میں برابر کا حصّہ دار بنائیں گے اور اس کے بعد سونیتا کی سفارش پر میں تمھیں اپنے ساتھ فرانس لے جاؤں گا جہاں میں سونیتا کو تمام زندگی کے لئے تمھارے حوالے کر دوں گا اور تم خود سوچ سکتے ہو گازالی کہ اُس کے بعد خزانہ صرف میری ملکیت نہ ہوتا بلکہ سارا کا سارا تمھاری تحویل میں چلا جاتا کیونکہ میری زندگی میں میری بیٹی کے سوا اور کوئی نہیں تھا لیکن ایسا خزانہ کس کام کا جس میں انسان اپنی سب سے قیمتی شے کو کھو بیٹھے۔ اور میں اس نقصان سے دوچار ہو چکا ہوں۔ بونا وینا اسی قسم کا انسان ہے وہ بلاشبہ خطرناک آدمی ہے اور اس نے مجھے اپنے دست راست کی حیثیت سے استعمال کیا ہے لیکن وہ دنیا میں کسی بھی شخص کو اپنا ہم پلہ نہیں سمجھتا اُس نے یہ بات بارہا کہی کہ اگر کسی نے اُس سے غداری کرنے کی کوشش کی تو اُسے اس غداری کے جواب میں ایسی بدترین سزا ملے گی کہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا اور اس قسم کی سزائیں وہ اکثر لوگوں کو دے چکا ہے۔ وہ اُن کے خلاف کھلم کھلا کوئی کارروائی نہیں کرتا بلکہ اُن کی کسی بُرائی کے جواب میں ایک ایسی بُرائی کو تخلیق کرتا ہے جو انھیں زندگی بھر کے لئے خون کے آنسو رُلادے ایسے کئی افراد اس کے شکار ہو چکے ہیں، لیکن اُس نے مجھے بھی اُسی صف میں لاکھڑا کیا۔ آہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ میں اُس کے لیے کام ضرور کر رہا تھا۔ اور بلاشبہ میں نے اپنے طور پر ایک پروگرام ترتیب دیا تھا لیکن اُس کے جواب میں اس کی یہ کارروائی کم ازکم وہ مجھ سے استفسار کر سکتا تھا۔ آہ میں تباہ ہو گیا ہوں گازالی میں تباہ ہو گیا ہوں اور اُسے تباہ کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ اور تم یہ بات جان چکے ہو۔ میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ اُس کی بھی ایک بیٹی ہے اور اسی لڑکی کو اس نے ویلینی کی حیثیت سے منظرِ عام پر پیش کیا ہے وہ لڑکی نہایت سادہ اور نہایت معصوم ہے۔ اُس کی ذہنی قوتوں کو ایک خاص رُخ پر موڑ دیا گیا ہے اور جب وہ ویلینی کی حیثیت سے منظرِ عام پر آتی ہے تو مشینی انداز میں وہی عمل دُہراتی ہے جو بونا وینا نے سائنسی ذرائع سے اُس کے ذہن میں محفوظ کر دیا ہے اور عام حالات میں وہ ایک سیدھی سادھی لڑکی ہے اور گازالی تم ایک پرکشش نوجوان ہو۔ اگر تم اپنی ساحرانہ کوششوں سے اُسے اپنے جال میں پھانس سکو تو میں بونا وینا کو وہی جواب دے سکتا ہوں جو اس کے لیے مناسب ہے۔ میں اُسے بھی اُسی دکھ سے دوچار کرنا چاہتا ہوں گازالی۔ جو میرے سینے میں آبسا ہے۔ میں اُس کو اُسی کے انداز میں اُس کی اس حرکت کی سزا دینے کا خواہش مند ہوں۔ بولو گازالی کیا تم ناکیا تم اپنی سونیتا کے ... بولو کیا تم بونا وینا سے میری سونیتا کا انتقام لو گے۔ بولو گازالی جواب دو۔"

زیڈال جذباتی ہو گیا تھا اور میں جانتا تھا کہ جذبات میں کھو کر انسان اپنی سُدھ بُدھ کھو بیٹھتا ہے۔ وہ ایک اجنبی شخص پر اتنا بڑا اعتماد کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن مجھے اس موقعہ سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا تھا۔ میں نے بھی جذباتی لہجے میں کہا۔

"میرا رواں رواں انتقام پکار رہا ہے پروفیسر زیڈال میں ایک لمحے کے لیے بھی سونیتا کی صورت کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں کر سکا آہ کس طرح، کس طرح، اُسے قتل کر دیا گیا۔ کاش میں تمھیں اُن لمحات کی کیفیت بتا سکتا۔"

"اب مجھے کچھ مت بتاؤ۔ اب میں سراپا انتقام ہوں۔ میں صرف انتقام لینا چاہتا ہوں۔ میں بونا وینا کو بھی اُس آگ میں جھلسانے کا خواہش مند ہوں جس میں میں جل رہا ہوں۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو پروفیسر کہ میں دل کی گہرائیوں سے اس عمل کے لئے تمھارے ساتھ ہوں لیکن میرے راستے کی رکاوٹوں کو دُور کرنا تمھارا کام ہو گا۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ بونا وینا نے ویلینی کو کہاں قید کر رکھا ہے۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ خود کہاں موجود ہے۔ اور وہ لڑکی۔"

"یہ سب کچھ تمھارے معلوم کرنے کی باتیں نہیں ہیں اس کے لئے میں تمھیں تمام راستے مہیا کر دوں گا۔ پروفیسر زیڈال کو بونا وینا نے اپنی سطح کا انسان نہیں سمجھا اور یہ بات اُس نے بہت بعد میں واضح کی۔ ورنہ میں اُسے بتاتا کہ میں کس سطح کا انسان ہوں۔ آج بھی وہ غلط فہمی کا شکار ہے اُسے نہیں معلوم کہ میں نے اس کے اردگرد کیا کچھ تیاریاں کر رکھی ہیں۔ غلط فہمیوں کے مریض بونا دینا کو شاید اس بات کا گمان بھی نہیں ہو گا کہ تبت کا یہ ویرانہ ہی اُس کا قبرستان ہے اور وہ وہاں سے اپنے ایک بھی آدمی کو زندہ بچا کر نہیں لے جا سکتا۔ یہ پروفیسر زیڈال کا عزم ہے۔ اور تم میرے شریکِ کار، تمھارے سینے کی آگ کا مجھے اندازہ ہے لیکن اس آگ کو کبھی مدھم مت پڑنے دینا۔ دنیا کی کوئی کوشش کوئی شے اب تمھیں سونیتا کے انتقام سے باز نہ رکھ سکے گی۔"

"مجھ سے یہ سب کچھ مت کہو پروفیسر تم میری ذہنی کیفیتوں کا اندازہ صحیح طور پر نہیں کر پا رہے۔"

"ٹھیک ہے گازالی ٹھیک ہے آرام کرو۔ اس وقت تک آرام کرو جب تک میں تمھیں تمھاری منزل نہ دے دوں۔ یہ ساری تیاریاں کرنے کے لیے مجھے وقت درکار ہے بونا وینا میری طرف سے غافل نہیں ہو گا۔ میرے لیے یہ سب کچھ کرنے کے بعد اُسے کم ازکم اس بات کا یقین تو ہو گا کہ اُس نے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے کوئی شکایت نہیں کروں گا اُس سے۔ صرف اپنا کام کروں گا۔ صرف اپنا کام" پروفیسر زیڈال نے کہا۔ اور اس کے بعد وہ اُٹھتا ہوا بولا۔

"تمھیں کچھ وقت یہاں گزارنا ہو گا۔ اُس کے بعد میں تمھیں اُن ہی غاروں میں پہنچا دوں گا جہاں میں نے ایک محفوظ جگہ بنائی ہوئی ہے وہ غار ہر طرح کے خدشے سے محفوظ ہیں۔ اس وقت تک تم ان غاروں میں رہنا جب تک میں تمھیں بونا وینا کی بیٹی تک پہنچانے کے انتظامات نہ کر دوں۔"

"ٹھیک ہے پروفیسر میں یہاں مطمئن ہوں۔" میں نے کہا اور پروفیسر زیڈال میرے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا۔

میں سرسری نگاہ سے اس غار کا جائزہ لینے لگا بظاہر یہاں آرام کے لئے کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔ اس چھوٹے سے غار میں صرف ایسی نشستیں پڑی ہوئی تھیں جن پر صرف بیٹھا جا سکتا تھا اور باقی یہاں کوئی آسائش نہیں تھی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد دو آدمی میرے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے مجھ سے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ اس غار سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر ایک اور غار موجود تھا اور

آپ کی پسند
مینا ناز
شوقِ آوارگی -/50
مہرو -/50
داستان میرے جنون کی -/30
میری بیوی میری قاتل -/30
ملنے کا پتہ: علی میاں پبلیکیشنز۔ اُردو بازار لاہور

اس دوسرے غار میں جیسے تمام آسائشیں فراہم کر دی گئی تھیں جو تھوڑی دیر وقت گزاری کے لیے ضروری ہو سکتی تھیں ایک خاص قسم کا ربڑ کا بستر، چمڑا منڈھے ہوئے چند اسٹول، اور ایسی ہی چند دوسری چیزیں۔ اُن میں سے ایک شخص نے مودب لہجے میں کہا۔

"ہم دونوں غار کے باہر موجود ہیں جناب۔ جس شے کی ضرورت ہو طلب فرما لیجیے۔ کیا آپ کے لئے کافی وغیرہ کا بندوبست کیا جائے۔"

"سنو یہاں کیا کیا انتظامات ہیں۔"

"عارضی رہائش گاہ کے طور پر جو چیزیں ضروری ہو سکتی ہیں وہ سب یہاں موجود ہیں۔ آپ غسل نہیں کر سکیں گے لیکن منہ ہاتھ دھونے کے لئے پانی مل جائے گا آپ کو۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی تمام اشیاء فرمائیے کس شے کی ضرورت ہے۔"

"اگر کافی پلاؤ تو تمھاری مہربانی ہو گی۔" میں نے کہا اور وہ دونوں باہر نکل گئے۔

میں شدید اعصابی تھکن محسوس کر رہا تھا ان تمام واقعات نے اور ان سے نکلنے کی کوششوں نے مجھے ذہنی اور جسمانی طور پر بُری طرح تھکا دیا تھا۔ ربر کے بستر پر لیٹ کر میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

دماغ میں لاتعداد خیالات اُبھر رہے تھے اور اسی لمحے دماغ میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ کوئی میرے ذہن پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہا ہے اور یہ سمبو تورا کے علاوہ اور کوئی ہو سکتا تھا۔ میں نے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا اور چند ہی لمحات کے بعد سمبو تورا کی آواز میرے ذہن میں اُبھری۔

"کیا تم اپنے اطراف سے محفوظ ہو یا اس وقت تم سے گفتگو نہیں کرنا چاہیے گازالی۔"

"نہیں سمبو تورا فی الحال سب خیریت ہے تم اپنی سناؤ کہاں ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یوں سمجھ لو اس سلسلے میں جذبات کا دخل زیادہ ہے نہ جانے کیوں دل کی گہرائیوں سے یہ آواز ابھرتی ہے کہ تم بالآخر ہمارے نجات دہندہ بن جاؤ گے۔"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں سمبوتورا. بہرطور تمہیں مطمئن کرنے کے لیے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ مجھے ان ہی میں سے ایک کا سہارا حاصل ہے۔ جبکہ اس سے زیادہ تشویش مجھے تمہارے سلسلے میں ہے۔ تم نے جو آزادی حاصل کی ہے سمبوتورا۔ اسے برقرار رکھنے کے تمہیں بہت محنت کرنا ہوگی۔ کیونکہ وہ بدبخت کسی نہ کسی ذریعے سے تمہارے بارے میں معلوم کرلیں گے۔"

"اگر تم اس تشویش کا شکار ہو گازالی۔ تو پھر میری طرف سے مطمئن ہو جاؤ۔ میں اس وقت اپنی زندگی کے سب سے بدترین دور سے گذر رہا ہوں اور اس کے لیے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر مجھے کتنے ہی لوگوں کو قتل کرنا پڑا تو اس سے دریغ نہیں کروں گا کیونکہ ہمارا سارا مستقبل خطرے میں پڑ چکا ہے اور اب ہم اپنے ان افکار کو قائم نہیں رکھ سکتے جن کی بناء پر ہم بہت سے معاملات میں نقصانات اٹھاتے رہے ہیں۔"

میں محتاط ہوں اور ایک ایسی جگہ پوشیدہ ہوں جہاں وہ آسانی سے مجھے نہیں پاسکیں گے۔ پہلی مرتبہ تو تقریباً میں اُن کے چنگل میں آہی گیا تھا لیکن مجھے ان کے دو آدمی ہلاک کرنا پڑے اور اس کے بعد میں اُن کے نرغے سے نکل بھاگا۔ تاہم وہ مسلسل میری تلاش میں ہیں۔"

"اس وقت تم کہاں ہو۔"

"بہتر یہ ہے کہ اس بارے میں مجھ سے نہ پوچھو" سمبوتورا نے کہا اور میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر میں نے کہا۔

"میں نے اپنی کاروائی کا آغاز کر دیا سمبوتورا۔ اور اس بات کے امکانات ہیں کہ میں حقیقت تک پہنچ جاؤں۔ جو انکشافات مجھ پر ہوئے ہیں۔ وہ بہت خوفناک ہیں شاید تم خود بھی ابھی اُن سے پوری طرح واقف نہ ہو۔"

"مثلاً؟" سمبوتورا نے سوال کیا۔

"جس جگہ تم موجود ہو سمبوتورا کیا وہ وہاں سے دُور ہے جہاں سے تم میرا تعاقب کرتے ہوئے پہنچے تھے۔"

"ہاں۔ اُن کاروائیوں کے نتیجے میں مجھے وہاں سے فرار ہونا پڑا لیکن تم اگر چاہو تو اپنی سمت بتا دو۔" میں نے سمبوتورا کو اُن راستوں کے بارے میں بتایا۔ جہاں سے گزر کر ان غاروں میں آیا تھا۔ تو سمبوتورا نے چونک کر کہا۔

"اوہو۔ اتفاق سے میں تم سے زیادہ دُور نہیں ہوں۔ بہرطور یہ بعد کی باتیں ہیں۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم پر کیا انکشافات ہوئے ہیں؟" اور میں نے سمبوتورا کو لوناوینا کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دیں جو مجھے پروفیسر زیڈال سے معلوم ہوئیں تھیں۔ اس کے بعد میں نے زیڈال سے ہونے والی دوسری گفتگو کے بارے میں سمبوتورا کو تفصیل بتائی اور سمبوتورا بغور سُنتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"تم نے بہت ہی خطرناک قدم اٹھایا ہے۔ کیا ان لوگوں کے پاس پہنچ کر تم اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکو گے گازالی۔ میں بار بار یہ کہتے ہوئے اب تو خود بھی شرمندگی محسوس کرتا ہوں کہ تم ہماری آخری امید ہو۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ویلینی پہنچنے کے بعد ہم کو ان حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ تمہیں ویلینی کے سامنے پیش کروں گا۔ اور اس کے بعد ہمارے بے شمار مسائل حل ہو جائیں گے۔ گازالی تمہیں بھی بعض اوقات حیرت ضرور ہوتی ہوگی۔ وہ کام جو ہم بے شمار لوگ مل کر نہیں کر سکے۔ اس کے لیے تم پر کیوں انحصار کر رہے ہیں۔ تو بس

"واپس آگیا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی خطرات میں گھر گیا ہوں۔"

"اوہ خیریت۔"

"اُن لوگوں کو علم ہو چکا ہے کہ میں اُن کی قید سے فرار ہو گیا ہوں اور اس وقت وہ اپنے طور پر مجھے تلاش کر رہے ہیں۔"

"اُن کی تلاش کا طریقہ کیا ہوتا ہے۔"

"اُن کے پاس کچھ ایسے انتظامات ہیں جن کے بارے میں، میں پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں۔ کچھ نظر نہ آنے والی انگلیاں ذہنوں کو ٹٹولتی ہیں۔ اندازہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے ایک دوسرے سے ذہنی رابطہ قائم رکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے لیکن اس کے بعد وہ اُن شعاعوں کے ذریعے اُس جگہ تک پہنچ جاتے ہیں جہاں اُن کا ہدف ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ صرف اسی بات سے ہوتا ہے کہ کچھ انگلیاں ذہن کو ٹٹولنے لگیں اور دوسری طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دے تمہیں خود بھی محتاط رہنا ہوگا گازالی کیونکہ وہ لوگ تمہیں بھی تلاش کر سکتے ہیں۔"

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں احتیاط رکھوں گا۔ لیکن کیا تم خطرے میں ہو سمبوتورا۔"

"ہاں۔ دو جگہ سے میں فرار ہو چکا ہوں۔ البتہ اب

"میں یہ ہی چاہتا ہوں سمبوتورا اگر تم اپنے آپ کو محفوظ ہو. میری دلی خواہش تو یہ تھی کہ کسی بھی طرح تم میرے پاس ہنچ جاتے لیکن جو مشن مجھے زیڈال کی طرف سے سونپا جائے اُس میں کسی اور کی گنجائش بالکل نظر نہیں آتی۔ چنانچہ میں ں سلسلے میں بالکل مجبور ہوں۔ ہاں اُس وقت تک تم سے ہنی رابطہ ضرور رہے گا جب تک میں بالکل ہی مجبور نہیں دجاتا۔ چنانچہ اب سب سے اہم بات یہ ہی ہے کہ تم اپنا نظ کرو۔ اور کسی طرح خود کو بچائے رکھو۔ تاکہ ہم ایک ے دو ہو جائیں۔"

"ٹھیک ہے" سمبوتورا نے کہا۔ اور پھر کسی قدموں کی باپ سُن کر میں نے اُس سے ذہنی رابطہ ختم کر دیا۔

آنے والے میرے خادم تھے جو مجھ سے میری ضروریات پوچھنے آئے تھے۔ سمبوتورا سے ہونے والی گفتگو نے مجھے طمئن بھی کیا تھا لیکن وہ اضطراب جو دل کی گہرائیوں میں نہاں تھا بھلا کہاں ساتھ چھوڑتا۔ تنہائی میں اب خیالات کے علاوہ اور رہ ہی کیا گیا تھا۔ کتنے کردار تھے جو میری زندگی سے وابستہ ہو گئے تھے۔ کتنے لوگ تھے جن کے بارے میں سوچنا پڑتا تھا۔ اُن میں سے سب ہی تقریباً جُدا ہو گئے تھے۔ دو شخصیتیں ایسی تھیں جن سے مجھے اب بھی ہمدردی اور لگاؤ تھا حالانکہ بعض اوقات ایسے مرحلے بھی آئے تھے جب میں نے اُن سے بھی انحراف کے بارے میں سوچا تھا۔ یعنی ڈاکٹر طاہر علی اور رکنور پربھات سنگھ۔ یہ دونوں بے وقوف انسان عمر کی اس منزل میں بھی دولت کے خواہاں تھے اور اس کے لیے اپنے آپ کو صحراؤں اور ویرانوں میں گرداں کئے ہوئے تھے زندگی کی صعوبتیں اٹھا رہے تھے حالانکہ دونوں ہی مالی طور پر مطمئن تھے لیکن کسی کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ کیا حسن صاحب خوشحال نہ تھے کرنل بھی بے چارہ ٹھیک ٹھاک زندگی گزار رہا ہوگا۔ لیکن دولت کی تلاش میں چل پڑا تھا۔ جبکہ اُس کے اعصاب اُس کے قابو میں نہیں ہیں۔ کیسی انوکھی ہے دولت کتنا تجربہ کیا جائے اس کے بارے میں ساری دُنیا سب کچھ بھول کر اسی کے گرد چکرانے لگی ہے۔ انسان کو کیا ہو گیا ہے۔ بہت دیر تک خیالات میں غلطاں رہا اس کے بعد تھکے ہوئے ذہن کو نیند کی آغوش میں دیا۔ دن اور رات، دن اور رات۔ بس زندگی کی کشش اسی حد تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ پروفیسر زیڈال سے ملاقات ہوئے آج مجھے چوتھا دن تھا۔ اور اس دوران اُس نے مجھے دوسرے غار میں بھی منتقل نہیں کیا تھا۔ حالانکہ جاتے ہوئے اس نے یہ ہی کہا تھا کہ میرا یہاں رہنا زیادہ محفوظ نہیں ہے۔ چوتھے دن کی رات تھی۔ آسمان پر چاند نکلا ہوا تھا اور میں غار سے باہر نکل کر ایک چٹان پر بیٹھ گیا تھا۔ کہ میں نے پروفیسر زیڈال کو دیکھا۔ وہ میری ہی سمت آ رہا تھا چونکہ چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس لیے پروفیسر زیڈال کو پہچاننے میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ اس کے خدوخال بھی واضح تھے اور صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اُس کے چہرے کی رنگت رخصت ہو گئی ہے۔ آنکھوں کے گرد حلقے نظر آ رہے تھے۔ حالت تباہ تھی۔ میں نے کھڑے ہو کر اُس کا استقبال کیا پروفیسر نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور میرے قریب پڑے ہوئے پتھر پر بیٹھ گیا۔

"مجھے تمہارے پاس پہنچنے میں خاصا وقت لگ گیا۔ لیکن درحقیقت میں اپنی کاروائیوں میں مصروف تھا۔"

"آپ جیسی اہم شخصیت کو اس طرح دیکھ کر مجھے دلی دُکھ ہوا ہے پروفیسر۔ آپ نے اپنی حالت بہت خراب کر لی ہے۔ کیا یہ حالت دوسروں کی نگاہوں میں مشکوک نہیں ہو جائے گی۔"

"کیا رکھا ہے اب میری زندگی میں۔ کس کے لئے میں اپنی حالت کو بہتر بناؤں۔ مجھے تو اب زندگی کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ میں اب زندہ رہ بھی نہیں سکتا۔ دفعتاً ہی مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ اپنی اس خواہش میں اتنا آگے بڑھ کر میں نے بہت کچھ کھو دیا ہے۔ کیا نہیں تھا میرے پاس ایک بہترین زندگی گزار رہا تھا۔ پتہ نہیں کیوں ذہن میں یہ سودا سمایا۔ اور میں اپنی سب سے عزیز اور سب سے قیمتی شے کو کھو بیٹھا۔"

"مجھے احساس ہے پروفیسر واقعی آپ دلی دُکھ کا شکار ہوں گے۔"

"بہرطور مجھے گزرے ہوئے لمحات کی قیمت وصول کرنی ہے۔ جو کھو چکا ہوں اُسے دوسروں کے لیے بھی قائم نہیں رہنے دے سکتا۔ چنانچہ میں اُن ٹھوس بنیادوں پر غور کر رہا تھا جو میرے مقصد میں معاون بن سکتی ہیں۔ میں اگر چاہتا تو تمہیں کسی ایسی حیثیت سے وہاں تک پہنچا سکتا تھا جو بہت زیادہ پائیدار نہیں ہوتی اور جس میں تمہیں اپنا کام کرتے میں دُشواریاں پیش آتیں۔ چنانچہ میں کوئی ایسی تدبیر ایسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترکیب چاہتا تھا جو انتہائی موثر ہو جو کچھ میں نے سوچا ہے بلاشبہ وہ بھی خطرناک ہے لیکن میرے دوست اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ ہمیں خطرہ مول لینا ہوگا۔ میں بونا دینا کو اُسی کرب سے دوچار کرنا چاہتا ہوں جو میرے سینے میں ہے۔ آہ میری سونتیا، میری سونتیا" پروفیسر کی آواز گلوگیر ہو گئی۔ اور ایک لمحے کے لیے مجھے پچھتاوے کا احساس ہوا۔ میں نے سونتیا کو قتل کرا کے زیادہ اچھا نہیں کیا۔ لیکن میرے حالات ایسے ہی ہو گئے تھے کیا کرتا۔ سونتیا قتل نہ ہوتی تو دوسرے بہت سے لوگ قتل ہو جاتے۔ سمیو تورا نے اس بات پر بہت اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ کہ ولینی اور ہوگا کے درمیان تصادم رُک گیا اُس کے خیال میں یہ بہت ہی خوفناک بات ہو جاتی اور میں بھی جانتا تھا کہ اگر یہ تصادم ہو گیا تو اس کے بعد پروفیسر زیڈال مجھ سے یہ خزانہ یہاں سے نکال لے جانے کی فرمائش کرے گا۔ اور اس کے بعد میں اُسے کس طرح ٹالوں گا۔ بہرطور پروفیسر زیڈال کی سسکیاں چند لمحات جاری رہیں اور اس کے بعد وہ پھر نارمل ہو گیا۔ اُس نے کہا۔

"سنو گے زالی۔ میں نے اس دوران بونا دینا کے بہت قریب رہ کر وقت گزارا ہے تمھیں اُس کمینے انسان کی فطرت کے بارے میں یہ بتا دوں کہ وہ اپنے آپ پر بہت نازاں ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ ناقابل تسخیر ہے۔ وہ خود کو پراسرار قوتوں کا مالک بتاتا ہے۔ حالانکہ اس کی یہ پراسرار قوتیں اُن سائنسدانوں کی مرہون منت ہیں جنہیں اُس نے اغوا کر کے اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے اور جو اُس کے لیے سب کچھ کرتے ہیں اور وہ ہی اُسے پراسرار قوت بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن بونا دینا سمجھتا ہے کہ اُسے آسمانی قوتیں حاصل ہیں۔ وہ ہر شخص پر فوقیت لے جانے کی باتیں کرتا ہے۔ بہرطور اُس نے مجھ سے اس بات کا قطعی اظہار نہیں کیا کہ وہ مجھے اپنے طور پر کوئی سزا دے چکا ہے بلکہ اُس نے تو اس بارے میں پوچھا بھی نہیں۔ میں اس کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اپنے دشمنوں کو شکست دینے کے بعد وہ اُنھیں اس طرح چھوڑ دیتا ہے کہ وہ زندگی بھر تملاتے رہیں۔ اور اس کے بعد وہ اُن کی طرف رُخ بھی نہیں کرتا۔ یا دیکھتا ہے تو ہمدردی کی نگاہ سے۔ اور جب وہ اُس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ جو اُن کے اس حال زار کا باعث ہے اُن سے ہمدردی کیوں کر رہا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ اُس کا انتقام اصولی تھا اور جو ہمدردی اس کے دل میں سرایت کر رہی ہے وہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔ تم سمجھ رہے ہو گے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔"

"ہاں پروفیسر کافی حد تک سمجھ رہا ہوں۔"

"میں اس مغرور انسان کو مٹی میں ملا دینا چاہتا ہوں بہرطور وہ کسی سے مخلص نہیں ہے۔ اپنی بیٹی کو بے انتہا چاہتا ہے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اُس نے اُسے بھی ذہنی طور پر معذور کر رکھا ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ وہ بھی بونا دینا کی سازشوں کا شکار ہے بونا دینا کو اُس سے یہاں پیلیس کی حیثیت سے کام لینا تھا چنانچہ اُس نے اُس معصوم لڑکی کے ذہن کو ایک ایسا جھٹکا پہنچایا کہ وہ کرب کا شکار ہو گئی۔ اور اس کے بعد اس کی ذہنی کیفیت کو اپنے قبضہ میں کر کے بونا دینا نے اس سے اپنا کام لینا شروع کر دیا۔ لڑکی پاگل نہیں ہے لیکن نیم دیوانی ضرور ہے۔ وہ ایک نوجوان کو پیار کرتی ہے۔ نوجوان سمیوئل دراصل بونا دینا کا ایک ادنیٰ خادم تھا اور اس کے لئے ہر قسم کے کام کرتا تھا۔ لیکن وہ الیشلا کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ الیشلا دینا، بونا دینا کی بیٹی ہے۔ دونوں کی محبت پروان چڑھتی رہی اور جب بونا دینا کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ بات صرف اتنی سی تھی ایک ادنیٰ سے غلام کو آقا زادی کی طرف نگاہ بھر کر دیکھنے کی جرأت کیسے ہوئی چنانچہ اُس نے بڑے اطمینان سے سمیوئل کو موت کی نیند سلا دیا۔ لیکن بیٹی پر اتنے شدید ردعمل کی اُسے توقع نہیں تھی۔ الیشلا پاگل ہو گئی۔ اُس نے وحشت میں اپنے آپ کو لہولہان کر لیا تو بونا دینا کو احساس ہوا کہ اُس سے بہت بڑی غلطی ہوئی۔ سمیوئل کی لاش تابوت میں رکھ کر دفنا دی گئی تھی۔ بونا دینا نے ایک ترکیب کی اور اس لاش کو نکال لیا۔ اور اس کے بعد اُسے مصری طریقے سے حنوط کر لیا۔ سمیوئل کی لاش کو محفوظ کر کے اُس نے ایک تابوت میں رکھا۔ اور یہ تابوت اپنے پاس رکھ لیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو یہ ہی تسلیاں دیں کہ وہ ایک ایسا عمل کر رہا ہے۔ جس کی بناء پر بالآخر سمیوئل کے بدن میں زندگی آ جائے گی۔ معصوم لڑکی کو نہ جانے کس طرح بہلا پھسلا کر بونا دینا نے اس بات کے لیے تیار کر لیا کہ وہ اُس کی آلۂ کار بن جائے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تبت کی ان وادیوں

یہ سفر اُس نے اُس لڑکی سے یہ ہی کہہ کر شروع کیا تھا یہ سب کچھ اسکی بہتری کے لیے ہی کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے لئے اُسے ایک طویل عمل سے گزرنا ہوگا۔ چنانچہ الیشلا تیار ہو گئی اور اب وہ یہاں جو کچھ کر رہی ہے اپنی دانست میں اپنے محبوب کی زندگی کے لیے کر رہی ہے۔ وہ اُس کی واپسی چاہتی ہے اور کمبخت بونا دینا اُس معصوم لڑکی سے یہ فائدہ اٹھانے کے لئے کوشاں ہے۔ اور اسی سلسلے میں وہ ہی سب کچھ کرا رہا ہے جو چاہتا ہے۔ یہ تمام داستان سرسری انداز میں مجھے پہلے سے معلوم تھی لیکن یہ کہانی میرے اس قدر کام آ جائے گی میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا بیشک انسان کے ذہن میں تبدیلیاں ہوتے دیر نہیں لگتی۔ پہلے جب میں نے یہ کہانی سُنی تھی تو مجھے بونا دینا سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ یہ شخص اپنی بیٹی کے لئے بھی سازشیں کر سکتا ہے۔ اور اس کے جذبات سے کھیل رہا ہے۔ لیکن آج میں اس کہانی سے فائدہ اُٹھانے کی سوچ رہا ہوں۔ مجھے اب سمیوئل یا الیشلا کی کہانی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ وہ اس شخص کی بیٹی ہے جس نے مجھ سے میری بیٹی چھین لی۔ تو کیوں نہ میں بھی اُس کی بیٹی اُس سے چھین لوں۔"

"وہ کس طرح پروفیسر" میں نے سرسراتے لہجے میں پوچھا۔ اس کہانی نے مجھے بھی متاثر کیا تھا۔

"میں نے اس سلسلے میں عمل کر لیا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں تیاریاں کر لی ہیں۔ میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ بونا دینا کا حفاظتی ڈیپارٹمنٹ میرے پاس ہے اور میرے بے شمار آدمی اس کے اطراف بکھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اُن کے ذریعے ایسا کوئی کام کر لینا مجھے مشکل نہ ہوا۔ میں نے سمیوئل کی لاش تابوت سے غائب کر دی ہے۔"

"اوہ" میں نے متحیرانہ انداز میں پروفیسر زیڈال کو دیکھا وہ شیطانی انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"اور اب تم اُس کی جگہ لو گے۔"

"مطلب" میں حیرت سے چونک پڑا۔

"مطلب یہ ہے کہ تم سمیوئل کی صورت میں تابوت تک پہنچ جاؤ گے۔ میں تمھیں سمیوئل کی پوری کہانی سُنا رہا ہوں۔ اُسے ذہن نشین کر لو۔ جب الیشلا تمھارے پاس آئے گی تو تم جاگ جاؤ گے۔ تم اس سے کہو گے کہ بالآخر وہ کام پورا ہو گیا جس کا آغاز بونا دینا نے کیا تھا۔ اور تم اپنی نئی زندگی میں واپس آ گئے ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی تمھیں یہ خیال رکھنا ہوگا کہ تمھارا راز صرف الیشلا تک رہے اور الیشلا کسی کو یہ نہ بتائے کہ تم جاگ گئے ہو ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا۔ اور پھر تم الیشلا کی مدد سے وہ سب کچھ کر سکتے ہو جو میری خواہش ہے۔"

پروفیسر زیڈال نے اپنا منصوبہ بڑی تفصیل سے مجھے بتایا اور میں اُسے بغور سُنتا رہا۔ میں نے پروفیسر زیڈال کی طرف دیکھا اُس کا چہرہ آگ کی طرح سُرخ ہو رہا تھا۔ انتقام میں ڈوبا ہوا شخص تمام انسانی اصولوں کو بھول گیا تھا۔ اور پھر وہ اس قسم کا آدمی بھی نہیں تھا۔ کیونکہ جو سازشیں وہ کرتا تھا۔ وہ بہرطور انسانی زندگی کے لئے ضرر رساں ہی ہوتی تھیں۔ تمام تفصیل سُننے کے بعد میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی اور پھر میں آہستہ سے بولا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر میں تمھاری اسکیم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن وہاں میرے تحفظ کا کیا بندوبست ہو گا۔"

"تمھیں اپنے طور پر محتاط رہنا ہوگا تاہم اگر کوئی ایسی ہی خطرناک صورتحال پیش آئی تو بہرطور میں تم سے زیادہ دور نہیں رہوں گا اور تم پر نگاہ رکھوں گا۔ اپنے اس کام کو جس حد تک جلد ممکن ہو تکمیل تک پہنچاؤ۔ اور اس کے بعد میں جو کچھ کروں گا وہ تمھاری توقع سے آگے کی چیز ہوگی۔"

"مثلاً۔"

"افسوس میں اپنے پروگرام پہلے سے کسی کو نہیں بتاتا۔ تمھیں اس سلسلے میں اتنی مدد کرنا ہی ہوگی گے زالی۔ میں تم سے انسانی بنیادوں پر سوال کرتا ہوں۔"

"میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ پروفیسر کہ سونتیا کی موت کا مجھے بھی اتنا ہی رنج ہے جتنا تمھیں۔ کیونکہ وہ میری زندگی کی گہرائیوں میں اُتر گئی تھی اور اس کے بنا اب مجھے یہ دنیا بے نور نظر آتی ہے۔"

پروفیسر کو میری اس بات پر یقین آ گیا تھا۔ چوٹ کھایا ہوا انسان تھا۔ اور چوٹ کھائے ہوئے انسان کی کیفیت ایسی ہی ہو جاتی ہے۔ خواہ اپنی عملی زندگی میں کتنا ہی زیرک، کتنا ہی ذہین کیوں نہ رہا ہو۔ پروفیسر مجھ پر مکمل اعتبار کر رہا تھا اور میری تمام باتوں کو سچ تسلیم کر چکا تھا۔ میں نے اُس سے کہا۔

"پروفیسر اگر حالات کسی وجہ سے سنگین نوعیت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اختیار کر جائیں۔ تو پھر میرے لئے یہ ضروری ہوگا کہ میں وہاں سے نکلنے کی تمام کارروائیاں کروں۔"

"ہاں۔ لیکن تم اُس میں تنہا نہیں ہوگے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے پروفیسر لیکن میری ایک اور خواہش ہے۔"

"کیا۔"

"تم یقینی طور پر مجھے سیموئل کی شکل دو گے۔"

"سو فیصدی۔"

"لیکن میرے پاس میک اپ کا ایسا سامان ضرور ہونا چاہیے جو میں بہ وقت ضرورت اُسے استعمال کرسکوں۔"

"تو یہ کون سی بڑی بات ہے لیکن کیا تمھیں میک اپ کرنا آتا ہے۔"

"قطعی نہیں آتا۔ لیکن انسان ضرورت پڑنے پر سب کچھ کرلیتا ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ میں تمھیں میک اپ کا سامان مہیا کردوں گا اگر تم اس کی ضرورت محسوس کرتے ہو۔ ویسے جہاں تک لڑائی بھڑائی کا معاملہ ہے۔ تو چھوٹی موٹی کسی چیز کی ضرورت تمھارے لئے بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ تم اگر کسی الجھن میں پھنستے ہو تو پھر وہاں شدید تر ذہنی کاوشیں ہی کام آسکتی ہیں۔ چھوٹے موٹے ہتھیار نہیں۔"

"نہیں۔ میں ہتھیار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ بھیڑیوں کے بھٹ میں چھوٹے موٹے ہتھیار کس کام آسکتے ہیں۔ میک اپ کا سامان مجھے دے دیا جائے اور اس کے علاوہ یہ بھی بتا دیا جائے کہ اگر وہاں مجھے کسی ایسی مشکل سے واسطہ پڑ جائے جو میرے لئے خطرناک ہو جائے تو مجھے کس سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔"

"میں تمھیں تفصیلات بتادوں گا۔ اب تم تیار ہو جاؤ کہ میں تمھیں جلد از جلد وہاں منتقل کردوں۔ میرا خیال ہے کہ اشیلا ہر رات تابوت کے پاس آتی ہے اور اُسے دیکھتی ہے تمھیں اُس وقت سے پہلے وہاں موجود ہونا چاہیئے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے پروفیسر۔" میں نے جواب دیا۔ اور پروفیسر مجھے اُسی غار میں واپس لے آیا۔

میک اپ کرنے میں پروفیسر اپنی بیٹی سے کم نہیں تھا ویسے سونتیا کی اس مہارت پر میں نے ہمیشہ حیرت کا اظہار کیا تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ درحقیقت اس سلسلے میں پروفیسر زیڈال ہی اسکا استاد تھا۔ ظاہر ہے پروفیسر زیڈال پیشہ ور آدمی تھا اور اُسے اس قسم کے کاموں میں مہارت چاہیئے تھی۔ وہ میرے چہرے پر پلاسٹک کے ٹکڑے ... رہا۔ اور میرے چہرے میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں ... جب اس نے آئینہ میرے سامنے کیا تو میں آئینہ کو ... کر حیران رہ گیا۔ میری صورت بالکل تبدیل ہوگئی تھی ... میں بھرے بھرے چہرے والا خوبصورت انگریز تھا ... نے مجھے وہ لباس بھی دیا۔ جسے پہن کر مجھے تابوت ... تھا یہ باقاعدہ قسم کا لباس تھا۔ پروفیسر نے مجھے بتایا کہ ... لباس لاش کے ہی بدن سے اُتارا گیا ہے۔ اور اشیلا ... لباس میں سیموئل کو پہچانتی ہے اُس کے بعد کی کارروائیاں ... انتہائی خطرناک تھیں۔ مجھے اس لباس میں ایک طویل ... کرایا گیا۔ پہاڑوں، دروں، غاروں سے گزرتا ہوا ... میں ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جسے تبت کی جنت کہا جاسکتا ... آبشار بہہ رہے تھے۔ سرسبز گھاس کے میدان دُور دُور تک ... پھیلے ہوئے تھے۔ خوبصورت درخت جگہ جگہ موجود تھے ... اُس پہاڑی سلسلے کو درختوں اور گھاس نے ڈھکا ہوا ... نہ جانے کہاں تک چلا گیا تھا۔ اسی پہاڑی سلسلے میں ... غار موجود تھے۔ اور انھی غاروں میں بونا وینا نے اپنی رہائش ... بنائی ہوئی تھی۔ مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ ان علاقوں میں ... خوبصورت جگہ بھی ہوسکتی ہے۔ بے شک تبت کے بہت ... علاقے جن سے گزر کر میں یہاں تک پہنچا تھا انتہائی خوبصورت تھے لیکن اس علاقے کو میں حسین ترین کہہ سکتا تھا۔ پتہ نہیں ... ویلینی نے اپنی رہائش گاہ کہاں بنائی تھی۔ لیکن گمان یہ ... تھا کہ بونا وینا کے قبضہ سے قبل یہ ہی ویلینی رہائش گاہ ... کیونکہ اس سے خوبصورت جگہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا ... یہاں لانے والے انتہائی محتاط انداز میں یہاں پہنچے تھے ... مجھے ایک سوراخ سے اندر داخل کیا گیا۔ اندر کا ماحول ... ناقابل یقین تھا۔ بہت ہی خوبصورت طریقہ سے اس جگہ ... آراستہ کیا گیا تھا جگہ جگہ دیواروں میں اور چھتوں میں ... قسم کے فانوس نصب تھے جن میں شمع جل رہی تھیں ... غار پر نور ہوگئے تھے پھر مجھے کئی سرنگوں سے گزارا گیا ... اس کے بعد ایک ایسی جگہ پہنچا دیا گیا جو پہاڑوں کے ... ہی تھی لیکن اُس کا اُوپری حصّہ کھلا ہوا تھا۔ یہاں میں ... ایک سنگی چبوترے پر سیاہ رنگ کا ایک تابوت دیکھا ... یہ ہی تابوت میری آرام گاہ تھا اُن لوگوں نے مجھے جلد

سے تابوت میں لیٹ جانے کو کہا اور اس کے بعد جب میں تابوت میں لیٹ گیا تو وہ وہاں سے رُخصت ہوگئے۔ میرا دل بُری طرح سے دھڑک رہا تھا۔ تابوت میں لیٹ کر میں گویا زندہ درگور ہوگیا تھا لیکن یہاں کی فضا اور یہاں کا ماحول بہت عجیب تھا۔ اور اب نہ جانے کون کون سے واقعات میرا انتظار کر رہے تھے دھڑکتے دل پر قابو پا کر میں نے آئندہ پروگرام کے بارے میں سوچا۔ وہ لڑکی، اشیلا کس قسم کی ہوگی، اس کی ذہنیت کیا ہوگی اُس کی شکل وصورت کیسی ہوگی۔ بہت سے خیالات میرے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ اور میں آنے والے وقت کا منتظر تھا نہ جانے کتنی دیر ہوگئی اور پھر میں نے قدموں کی چاپ سُنی تابوت میں لیٹے لیٹے مجھے کسی قدر گھٹن کا احساس ضرور ہوا تھا۔ لیکن انگلی سے اگر تابوت کے ڈھکن کو تھوڑا سا کھول لیا جاتا تو ہوا باآسانی اندر آسکتی تھی۔ اور میں نے دو تین بار ایسا ہی کیا تھا۔ اس کے علاوہ تابوت میں ایسی شدید گھٹن بھی نہیں تھی۔ کہیں نہ کہیں سے ہوا۔ اپنی جگہ بنا کر اندر پہنچ ہی رہی تھی۔ قدموں کی چاپ میرے قریب آتی گئی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ کتنا وقت ہوچکا ہے۔ اب تو میرے پاس گھڑی بھی نہیں تھی۔ جس میں کم از کم میں وقت ہی دیکھ لیتا۔ بہرطور یہ میری زندگی کا نازک ترین مرحلہ تھا۔ قدموں کی چاپ میرے نزدیک آکر رُک گئی۔ میں سانس لینا بھول گیا تھا اور ہر لمحے انتظار کر رہا تھا کہ دیکھیں اب کیا پیش آتا ہے پھر آہستہ آہستہ تابوت کا ڈھکنا کھلا اور میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ اس چہرے کو دیکھنے کے لئے خود میں ہمت بھی پیدا کرنی تھی۔ اور پھر فوراً ہی آنکھیں کھول دینا مناسب بھی نہیں تھا۔ جو کوئی بھی تھا مجھے دیکھتا رہا پھر میری پیشانی پر گرم آنسوؤں کے دو قطرے ٹپکے۔ اور میرا دل نہ جانے کیسے احساسات کا شکار ہوگیا۔ ایک لمحے کے لئے جی چاہا تھا کہ ہاتھ اُٹھا کر اپنی پیشانی صاف کرلوں۔ لیکن پھر خود کو کنٹرول کیا اور انتظار کرتا رہا۔ ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی کچھ الفاظ بھی۔ میں کان لگا کر ان الفاظ کو سننے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔"

"سیموئل واپس آجاؤ، سیموئل واپس آجاؤ، کب تک انتظار کروں گی تمھارا۔ اب تو میرے برداشت کی قوتیں جواب دیتی جارہی ہیں۔ سیموئل واپس آجاؤ، بول پڑو، کیوں خاموش ہو، اتنے خاموش کیوں ہو۔ آنکھیں کھول دو، سیموئل میری زندگی، آنکھیں کھول دو۔ تم جس دُنیا میں چلے گئے ہو سیموئل لوگ کہتے ہیں وہاں سے کوئی واپس نہیں آتا لیکن نہ جانے مجھے کیوں یقین ہے، میرا دل کہتا ہے سیموئل کہ تم ضرور واپس آجاؤ گے۔ تم اس دُنیا میں نہیں گئے۔ تم مجھ سے روٹھ گئے ہو۔ صرف روٹھ گئے ہو تم مجھ سے، سیموئل میری زندگی میری روح۔"

کچھ ایسا دردبھرا انداز تھا اُس کا کہ دل کٹ کر رہ گیا۔ ذہن میں ایک گرم سی لہر اُٹھی۔ یہ لڑکی محبت کی ماری بونا وینا کی بیٹی ہے اور زیڈال اسے ختم کر دینا چاہتا ہے ایسا اُلجھا ہوا معاملہ تھا کہ میں خود بھی اُس کے بارے میں کچھ نہیں سوچ سکتا تھا۔ سونیتا میری وجہ سے ماری گئی تھی۔ وہ بہرطور جیسی بھی تھی لیکن میری قربت کی خواہاں تھی۔ مجھ سے اظہار الفت بھی کرتی رہی تھی لیکن حالات نے مجھے اس کے لئے مجبور کر دیا تھا کہ میں اُس کی زندگی کی طرف سے آنکھیں بند کرلوں یہ حالات کب تک اسی طرح سے رہیں گے۔ کب تک میں اپنے ذہن کے خلاف جنگ کرتا رہوں گا۔ لڑکی کی آواز مسلسل اُبھر رہی تھی۔ وہ بھنچے بھنچے لہجے میں دل کے درد کا اظہار کر رہی تھی۔ اور اب میرے لیے ضروری تھا کہ میں آنکھیں کھول دُوں۔ یہ ہی پروگرام بھی تھا۔ چنانچہ میں نے پلکیں جھپکائیں۔ یقیناً اُس کی نگاہیں میرے چہرے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ اُس نے بے اختیار آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیئے وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی میں نے آنکھیں کھول دیں اور اُسے دیکھنے لگا۔ ایک بجلی سی کوند گئی تھی نگاہوں میں دودھ کی طرح براق چہرہ، روشن لیکن غمزدہ آنکھیں، پیشانی پر جھولتے ہوئے بالوں کی لٹیں سبک نقوش، صراحی دار گردن۔ اس کا سراپا ایک لمحہ میں دل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والا تھا۔ اس وقت اُس کا چہرہ حیرت کا آئینہ بنا ہوا تھا۔ وہ بے اختیار میرے دونوں شانے جھنجوڑتے ہوئے بولی۔"

"سیموئل، سیموئل، تم، تم جاگ گئے۔ تم واپس آگئے سیموئل مجھے یقین تھا۔ آہ خدا کی قسم مجھے یقین تھا۔ میں اس انہونی کا انتظار کر رہی تھی سیموئل۔ اُٹھو دیکھو۔ میں اشیلا ہوں۔ تمھاری اشیلا سیموئل میرے سیموئل!"

وہ دیوانہ وار میرے تابوت میں جُھکی اور اُس نے اپنا سر میرے سینے پر ٹکا دیا وہ بُری طرح اپنا چہرہ میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سینے سے گزر رہی تھی اور میں عجیب سے احساسات کا شکار ہو گیا تھا۔ میری بدنصیبی نے یہ سب کچھ میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ ایسے ایسے لوگوں کو دھوکہ دینا پڑ رہا تھا جنہیں دھوکہ نہیں دیا جانا چاہئے تھا۔ میں اس فطرت کا انسان نہیں تھا جس کے لئے مجبور کر دیا گیا تھا۔ لیکن دل پر جبر کرنا تھا۔ آہستہ آہستہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا۔

"الشیلا" میری آواز ابھری۔ اور وہ ایک بار پھر مجھ سے لپٹ گئی۔

"سمیوئل میں تمہارا انتظار کر رہی تھی آخر تم نے میری آواز سن لی۔ آخر تمہیں مجھ پر رحم آ ہی گیا سمیوئل اٹھو اس تابوت سے نکل آؤ مجھے وحشت ہوتی ہے۔ تم نہیں جانتے سمیوئل کہ میں تمہیں کس دل سے اس تابوت میں دیکھتی تھی۔ نکل آؤ سمیوئل۔ نکل آؤ۔"

"الشیلا" میں نے پھر آہستہ سے کہا۔

"ہاں سمیوئل۔ میں الشیلا ہی ہوں۔ مجھے پہچانو۔ میں تمہاری الشیلا ہی ہوں۔"

"میں جانتا ہوں الشیلا۔ میں جانتا ہوں۔"

"اٹھو سمیوئل اٹھو تابوت سے باہر نکل آؤ۔"

میں آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ فرط مسرت سے دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔ پاگلوں کی طرح نثار ہو رہی تھی مجھ پر۔ اور پھر شدت جذبات میں وہ بہت آگے بڑھ گئی۔ مجھے اس کی یہ دیوانگی برداشت کرنی پڑی تھی لیکن خود میرے ذہن میں پھر وہی چنگاریاں سی سلگ اٹھی تھیں۔ آخر انسان تھا۔ متاثر ہونا تو فطری امر تھا۔ بہرطور میں تابوت سے باہر نکل آیا اور چبوترے پر کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک بار پھر مجھ سے لپٹ گئی تھی۔

"سمیوئل، سمیوئل، میری زندگی، میری روح! آہ تم نے مجھے دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ تم اس دنیا میں واپس نہیں آئے سمیوئل۔ گویا میں واپس آ گئی ہوں۔ سمیوئل میرے سمیوئل۔"

وہ جو کچھ کر سکتی تھی کرتی رہی۔ میں خاموش ہی رہا تھا اس کے بعد ہم دونوں چبوترے سے نیچے اتر آئے۔ اب اس پر مسرت کا دورہ پڑا تھا اور وہ نہ جانے کیسی الٹی سیدھی باتیں کر رہی تھیں۔ تب میں نے آہستہ سے اس کا بازو تھام لیا۔

"الشیلا میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہو سمیوئل کہو۔ جو دل چاہتا ہے کہو۔ آؤ یہاں سے چلیں۔ آؤ سمیوئل یہاں سے نکلو۔ یہ جگہ مجھے بے حد بھیانک لگتی ہے لیکن میں تمہارے لئے آتی تھی۔ صرف تمہارے لئے۔ آہ میرے احساسات کیا کیا ہوتے تھے میں اپنے آپ کو کتنا تنہا محسوس کرتی تھی۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم اسی طرح جس طرح اس وقت ہو۔ میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے باہر نکل جاؤ گے ہم دونوں گفتگو کریں گے۔ دنیا بھر کی باتیں کریں گے ہم دونوں۔ میں تمہیں بتاؤں گی کہ کس طرح میں تمہارے لئے تڑپتی رہی ہوں۔ آؤ سمیوئل یہاں سے باہر چلیں۔"

"نہیں الشیلا میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔"

"کیا بات ہے سمیوئل کیا بات ہے۔ کیا کوئی پریشانی ہے۔ کیا اب بھی تمہیں واپسی کا کوئی خطرہ ہے۔"

"ہاں الشیلا۔"

"نہیں خدا کے لیے یہ الفاظ کہہ کر مجھے زندہ درگور مت کرو اب اگر جاؤ سمیوئل تو تنہا مت جانا۔ مجھے بھی ساتھ لے کر جانا۔ تم نہیں جانتے تمہارے بغیر یہ دنیا مجھے کتنی بری لگتی تھی۔"

"میں جانتا ہوں الشیلا میں سب کچھ جانتا ہوں۔ لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے بھی تم غور سے سن لو۔"

"تو کہو۔ جلدی کہو۔ تم نہیں جانتے کہ میرے دل و دماغ کی کیا کیفیت ہو رہی ہے۔"

"الشیلا تمہاری بے پناہ محبت نے مجھے روحوں کی دنیا سے واپس آنے کی اجازت تو دلا دی ہے۔ لیکن ابھی میں کسی اور کے سامنے نہیں جا سکتا۔ مجھ پر یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ میں تمہارے جیسوں میں صرف تم سے گفتگو کروں کوئی اور مجھے جیتی جاگتی حالت میں نہ دیکھ سکے۔ الشیلا کسی اور کی نگاہ اگر مجھ پر پڑ گئی تو اس کے بعد میں چلا جاؤں گا ہمیشہ کے لیے اور پھر میری واپسی ممکن نہیں ہو گی۔" الشیلا کا چہرہ ایک لمحے کے لئے تاریک ہو گیا۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی پھر سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔

"نہیں، نہیں کون دیکھے گا بھلا، کون دیکھے گا تمہیں میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی۔ کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی

...ارے بارے میں کہ تم جاگ گئے ہو۔ تم، تم مگر" وہ خوف ...ے رونے لگی اور میں نے آگے بڑھ کر اسے دلاسا دیا۔

"نہیں الشیلا رونے کی ضرورت نہیں اگر ہم دنیا کی ...ا ہوں سے محفوظ رہیں۔ اگر میں ایسے اوقات میں تمہارے ...اتھ یہاں نکلوں جب مجھے کوئی دیکھ نہ سکے۔ تو پھر مجھے ...نہیں ہو سکتا۔ میں تمہارے پاس ہی رہوں گا۔"

"ایسا ہی کروں گی میں۔ ایسا ہی کروں گی۔ مجال ...ے کسی کی جو کوئی دیکھ جائے۔ یا تمہارے بارے میں ...جان جائے۔ لیکن سمیوئل اس طرح کیا تم اسی تابوت میں ...رہو گے۔"

"کیا حرج ہے۔ ہماری راتیں ہمارے لئے ہوں گی الشیلا ہم دونوں ہر رات ملاقات کریں گے۔ لیکن اس کے لئے بھی ایک شرط ہے۔"

"کیا؟" الشیلا نے پوچھا۔

تم اپنی کیفیت سے اچھی طرح واقف ہو۔ تم میرے بغیر غم زدہ رہتی تھیں۔ اداس رہتی تھیں۔ اور دوسرے لوگ تمہیں اسی شکل میں دیکھتے تھے اگر آج تم خوشی کا اظہار کرو گی ان کے سامنے تو لوگ یہ سمجھ جائیں گے کہ میں واپس آ گیا ہوں۔ پھر وہ مجھے دیکھنے کی کوشش کریں گے اور الشیلا میں تم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤں گا۔"

"نہیں، نہیں، میں غم زدہ رہنے کی اداکاری کروں گی۔ کسی پر ظاہر ہی نہیں ہونے دوں گی کہ میری تم سے ملاقات ہوئی ہے اگر تم یہی بہتر سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے میں تو بس تمہاری زندگی چاہتی ہوں۔ کتنا عرصہ ہو گیا مجھے تم سے جدا ہوئے سمیوئل۔ یوں لگتا ہے جیسے صدیاں بیت گئیں۔ اور ان صدیوں کا ایک ایک لمحہ ایک ایک کہانی ہے نہ جانے کیا کیا سوچا ہے تمہارے بغیر میں نے" الشیلا جذباتی لہجے میں بولی۔

"میں سب کچھ جانتا ہوں۔ مجھے تمہاری کیفیت کا ایک ایک لمحہ یاد ہے بس میں بول نہیں سکتا تھا۔ تمہیں دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن دل کی آنکھیں تمہیں دیکھ رہی تھیں الشیلا۔ آؤ اس طرف بیٹھیں گے" میں نے ایک سمت اشارہ کیا اور الشیلا میرے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

میں اپنے اس مقصد کو کامیابی سے سرانجام دے چکا تھا اور اس کے بعد مجھے دوسری کارروائیاں کرنی تھیں الشیلا صبح تک میرے ساتھ رہی۔ وہ بے حد جذباتی لڑکی تھی۔ اس نے اپنی تمام کہانی مجھے سنا دی تھی۔ اور میں بہت سے ایسے واقعات سے واقف ہو گیا تھا جن کی نشاندھی خود زیڈال بھی نہیں کر سکا تھا۔ صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو میں نے خود ہی الشیلا سے کہا۔

"میری واپسی ضروری ہے الشیلا۔ کیونکہ دن کی روشنی میں مجھے روحوں کی عدالت میں حاضری دینی ہوتی ہے اور اپنے معمولات کی اطلاع پہچانی ہوتی ہے۔ چنانچہ اب تم جاؤ۔ رات کو جوں ہی تاریکی پھیل جائے۔ اور تم محسوس کر لو کہ اب کوئی ہم تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ تو میرے پاس آ جانا۔"

"آہ پورے بارہ گھنٹے۔ بارہ گھنٹے مجھے تمہارے بغیر گزارنے ہوں گے" الشیلا نے درد بھرے لہجے میں کہا۔

"الشیلا میرے لیے تمہیں خود پر قابو رکھنا ہو گا ورنہ تم مجھے پا کر دوبارہ کھو بھی سکتی ہو۔"

"نہیں قطعی نہیں۔ تم اطمینان رکھو۔ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ بس زبان ہی سے کہہ رہی ہوں۔ اپنے آپ کو میں پوری طرح محتاط رکھوں گی۔ اب اتنی بے وقوف بھی نہیں ہوں میں" الشیلا واپس چلی گئی اور میں اسی تابوت میں جا لیٹا۔

رات بھر جاگتا رہا تھا اس لئے فوراً ہی نیند آ گئی۔ لیکن دوپہر کا وقت تھا جب آنکھ دوبارہ کھل گئی۔ بھوک لگ رہی تھی پیاس بھی محسوس کر رہا تھا۔ اس سلسلے میں میں نے سوچا ہی نہیں تھا نہ ہی الشیلا سے اس سلسلے میں گفتگو ہوئی۔ میں نے بڑی عجیب سی کیفیت محسوس کی اس طرح میں زندہ کیسے رہ سکوں گا۔ بہرطور اب تو الشیلا کے آنے پر ہی اس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس مسئلے کا حل زیڈال کے ذہن میں ضرور تھا۔ کیونکہ اس وقت دوپہر کا تقریباً ڈیڑھ بجا ہو گا۔ یہ میں صرف اندازے کی بناء پر کہہ سکتا تھا۔ جب مجھے قدموں کی چاپ سنائی دی اور میں نے سانس روک لیا۔ تابوت کی قریب کسی کی آواز ابھری۔

"مسٹر گے زالی، مسٹر گے زالی" مجھے میرے اصل نام سے پکارا گیا تھا اور وہ نام استعمال کیا گیا تھا جو پروفیسر زیڈال استعمال کرتا تھا۔

چنانچہ ایک لمحے کیلئے مجھے سکون سا محسوس ہوا لیکن میں نے خود اپنی طرف سے کوئی تحریک نہ ہونے دی۔ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چند لمحات کے بعد تابوت کا ڈھکن کھل گیا۔ آنکھوں کی جھری سے میں نے اُس شخص کو دیکھا اجنبی چہرہ تھا۔ جنگلیوں ہی کی شکل اختیار کیے ہوئے تھا لیکن اس کے نقوش سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کم از کم ویلینی کا باشندہ نہیں ہو سکتا۔

"مسٹر گانالی۔ میں پروفیسر زیڈال کا آدمی ہوں۔" اس نے کہا۔ اور اب اس سے زیادہ محتاط رہنا مناسب نہیں تھا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"پروفیسر زیڈال نے آپ کے لئے یہ کھانے پینے کی چیزیں بھیجی ہیں براہ کرم ان سے اپنی وقتی ضرورت پوری کر لیجئے۔ اور میرا خیال ہے وہ لڑکی ہی اس سلسلے میں آپ کی معاون ہو سکتی ہے۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"بس آپ مجھے محافظ کہہ سکتے ہیں۔"

"شکریہ محافظ۔ کھانے کی واقعی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ لاؤ یہ مجھے دے دو۔ اور سنو اگر میں تمہارے ذریعے پروفیسر زیڈال تک کوئی پیغام پہنچانا چاہوں تو؟"

"مجھے اسی لئے مقرر کیا گیا ہے۔ کسی بھی شے کی ضرورت ہو آپ مجھ سے کہہ سکتے ہیں۔ روزانہ دن کو میں اسی وقت آپ سے ملاقات کروں گا۔ دراصل اس وقت میری ڈیوٹی یہاں پر ہوتی ہے۔"

"مسٹر محافظ ایک بات بتاؤ۔ کیا ان غاروں کے تمام طلسم سے تم واقف ہو۔"

"جی نہیں۔ میری حدود مقرر ہیں۔ میں اس جگہ تعینات کیا گیا ہوں۔ چنانچہ میں یہیں رہتا ہوں۔ اس کے آگے اگر مجھے دیکھ لیا جائے تو میرے حق میں نقصان دہ ہو سکتا ہے اس کی اطلاع مجھے دے دی گئی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔ تو پھر پروفیسر زیڈال کو میرا یہ پیغام دے دینا کہ اب تک میں نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے لڑکی کے سلسلے میں کیا کرنا ہے۔ اس کی اطلاع بھی اگر پروفیسر زیڈال اگر مجھے تمہارے ذریعے پہنچا دے تو بہتر ہے۔"

"کل تک انتظار کرنا ہوگا آپ کو۔ اچھا میں اب چلتا ہوں۔" اس نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔

میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ کم از کم کچھ نہ کچھ تو کھانے پینے کو ملا۔ میں تابوت میں لیٹے ہی لیٹے زیڈال کی بھیجی ہوئی کھانے کی چیزیں کھانے لگا۔ لیکن اس طرح اپنے آپ کو محدود رکھنا طویل عرصے تک ممکن نہیں تھا۔ تقریباً شام کے چار بجے میں نے تابوت کے ڈھکن کو اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹایا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں اب یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ اس جگہ میری نگرانی کے کیا انتظامات ہو سکتے ہیں حالانکہ جو واقعات میرے علم میں آئے تھے ان کے تحت یہ تابوت اور اس میں پڑی ہوئی حنوط شدہ لاش صرف الشیلا کو مطمئن کرنے کے لئے یہاں محفوظ کی گئی تھی۔ اس سے زیادہ بونا ویتا کی نگاہ میں اس کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی لیکن دیکھنا یہ تھا کہ اطراف کی کیا پوزیشن ہے چنانچہ یہ خطرہ مول لئے بغیر چارہ نہیں تھا۔ سب سے پہلے میں نے اُوپر کی سمت نگاہ دوڑائی غاروں ہی کا ایک کٹاؤ تھا جس میں یہ جگہ کھلی ہوئی تھی۔ اُوپر پہنچنے کے لئے یہاں کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس کے لیے کم از کم دس یا گیارہ فٹ اونچی سپاٹ دیوار عبور کرنا ہوتی۔ جو تقریباً ناممکن ہی تھا۔ جس راستے سے گزر کر الشیلا آتی تھی۔ وہ بھی ایک گول سوراخ کی شکل میں تھا اور اسی راستے سے مجھے یہاں تک لایا گیا تھا۔ تقریباً بیس فٹ لمبی سرنگ تھی اور اس سرنگ کے اطراف میں کیا تھا مجھے نہیں معلوم تھا لیکن میں نے سرنگ کے دائیں بائیں کچھ سوراخوں سے روشنی سی آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اس سے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی کیونکہ کچھ فاصلے پر انسانی قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ان میں باتیں کرنے کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ گویا وہاں خاصی تعداد میں لوگ موجود تھے اور میں اس سے زیادہ کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا چنانچہ وہاں سے واپس پلٹ آیا۔ رات ہوئی تو الشیلا پھر میرے پاس پہنچ گئی اور میرے اندازے کے مطابق وہ میرے لئے کھانے پینے کی اشیاء بھی ساتھ لائی تھی۔

"اب تو تمہیں ان کی ضرورت بھی محسوس ہو رہی ہو گی سمیوئل۔ دن بھر بھوکے رہے ہو گے تم۔"

"نہیں الشیلا بے شک زندگی میں واپس لوٹنے کے بعد کھانے پینے کی چیزوں کی ضرورت پیش آتی تھی لیکن دن کی روشنی میں تم یہ کوششیں کبھی مت کرنا۔"

"تو اُٹھو پھر یہ کھاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ کھاؤں گی۔" الشیلا نے کہا اور میں نے اس کی لائی ہوئی اشیاء

میں سے کچھ چیزیں لے لیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر میں نے الشیلا کی طرف دیکھا وہ مسرور نظر آ رہی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا۔

"دن میں تم کیا کرتی رہی۔"

"زیادہ تر اپنی آرام گاہ میں رہی۔ میں کسی کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی۔ ویسے بھی ڈیڈی نے کچھ پابندیاں مجھ پر عائد کر رکھی ہیں عام لوگوں کے سامنے جانا میرے لئے ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے اپنے آدمیوں میں سے بھی صرف چند افراد ایسے ہیں جو مجھ تک آتے ہیں۔ ورنہ میں محدود رہتی ہوں۔"

"اس کی وجہ؟"

"کیا تم نہیں جانتے۔"

"میں کہاں جان سکتا ہوں؟ تمہیں خود اندازہ ہے۔"

"اوہ ہاں، واقعی۔ دراصل ڈیڈی یہاں کسی خاص کام سے آئے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصے ہم یہاں رہیں گے اور اس کے بعد واپس چلے جائیں گے۔"

"وہ خاص کام کیا ہے۔"

"وہ میں نہیں جانتی۔ ڈیڈی نے مجھے بتایا ہی نہیں اور میں ایسی باتوں کا تجسس بھی نہیں رکھتی جن سے میرا کوئی تعلق بھی نہ ہو۔"

"تمہیں یہاں کیا کرنا ہوتا ہے۔" میں نے سوال کیا اور الشیلا ہنس پڑی۔

"ڈرامہ، ایک انوکھا ڈرامہ، دراصل یہ جنگلیوں کی آبادی ہے۔ یہاں رہنے والے سب وحشی لوگ ہیں جو عام طور سے بے لباس رہتے ہیں۔ عورتیں مرد سب اور وہ سب میری پوجا کرتے ہیں۔"

"تمہاری؟"

"ہاں۔ ویلینی کی حیثیت سے۔" الشیلا نے بتایا۔

"ویلینی کیا چیز ہے۔"

"یہاں کی حکمران۔ جو اب ہمارے قبضہ میں ہے۔ ڈیڈی نے اُس عورت کو اپنے قبضہ میں کرنے کے بعد قید کر لیا ہے وہ ہی نہیں اُس کے بہت سے ساتھی بھی ہیں جو اب ہمارے قیدی ہیں۔ مجھے اُس عورت کی حیثیت دے کر یہاں ہر ماہ چاند کی چودھویں رات کو ایک پہاڑی پر لے جایا جاتا ہے اور یہاں بے شمار افراد ہوتے ہیں جو اسی قبیلے کے باشندے ہیں وہ میرے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ ویلینی سمجھ کر میری پوجا کرتے ہیں اور میرے سامنے روشن پتھروں کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اور میں اُنھیں خوشحالی کی دعائیں دیتی ہوں۔ اُنھیں وہ ہدایات دیتی ہوں جو آئندہ اُنھیں کرنا ہوتی ہیں۔ سب میرے محکوم ہیں اور یہ ڈرامہ مجھے ڈیڈی کی ایما پر کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ ڈیڈی کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ ہمیں یہاں پر گزارنا ہے۔ اور اگر ان وحشیوں کو قابو میں نہ رکھا گیا تو یہ ہمیں نقصان پہنچا دیں گے۔"

"اوہ۔ اور وہ اصل حکمران کہاں ہے؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سوال کیا۔

"وہ یہاں غاروں ہی میں قید ہے۔ اُسے انکل ویلبی اپنے کنٹرول میں رکھتے ہیں۔ انکل ویلبی کے بارے میں شاید تم جانتے ہی ہو گے بہت بڑے سائنسدان ہیں۔ انکل ویلبی اُس پر نیند طاری کیے رہتے ہیں اور وہ مزے سے سو رہی ہے۔ جب ہم یہاں سے جائیں گے تو اُسے آزاد کر دیں گے اس سے زیادہ ہمیں اس سے اور کوئی غرض نہیں ہے۔"

"کیا اُس عورت کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگ بھی قیدی ہیں۔"

"ہاں۔ اُس کے خاص قسم کے آدمی۔"

"تم اس جگہ کے بارے میں جانتی ہو جہاں اُسے قید رکھا گیا ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ لیکن تم کیوں یہ سوال کر رہے ہو۔"

"میرے دل میں اُسے دیکھنے کی خواہش اُبھر رہی ہے میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ قبیلے کی حکمراں کیسی ہوتی ہے۔"

"تو پھر چاند کی چودھویں رات کا انتظار کرو۔ میں تمہارے سامنے اس قبیلے کی حکمراں کی حیثیت سے آؤں گی۔ مجھے دیکھ لینا" الشیلا نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہتا تھا۔

خود زیڈال کا بھی یہ ہی منصوبہ تھا اور اس سلسلے میں ہمارے درمیان تفصیلی گفتگو ہو چکی تھی۔ زیڈال کی خواہش تھی کہ میں کسی بھی طرح الشیلا کو بہلا پھسلا کر اُس تک لے آؤں اور اس کے لئے زیڈال نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ خود ہی اپنا منصوبہ دے گا اور حالات کے تحت دے گا تاکہ میرے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ زیڈال کے ذہن میں یہ ہی پروگرام تھا کہ الشیلا کو اپنے قابو میں کرنے کے بعد وہ بونا ویتا کو بلیک میل کرے۔ اور پھر اس کے سامنے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی بیٹی کو تڑپا تڑپا کر ہلاک کر دے تاکہ بوتا ویتا کو یہ احساس ہو کہ سونیتا کے قتل کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔ ابھی تک تو یہ ہی ظاہر ہوتا تھا کہ زیڈال کے ذہن میں صرف انتقام کا جذبہ پروان چڑھ رہا ہے۔ حالانکہ میں نے اُسے پیشکش کی تھی کہ اگر وہ چاہے تو میں کسی بھی شکل میں خزانہ اُس کی تحویل میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اُس نے اب اس کے لئے جلد بازی نہیں کی تھی جبکہ پہلے وہ اس کے لئے مضطرب تھا اور یہ ہی چاہتا تھا کہ کسی طرح اس خزانے کو یہاں سے نکال لے جائے لیکن اب صورت حال ذرا مختلف نظر آ رہی تھی البتہ یہ بات میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ الشیلا کو قتل کرنے کے بعد زیڈال کا کیا پروگرام ہوگا۔ بہرطور مجھے میرے مقصد کی تکمیل کے لیے کافی موقع مل گیا تھا۔ اور زیڈال کی خواہشات کے مطابق عمل کرتے ہوئے مجھے اپنے مقصد کی تکمیل بھی کرنی تھی۔

یہاں رہ کر تو میں کسی بھی قیمت پر سمبوتورا سے ذہنی رابطہ نہیں قائم کرنا چاہتا تھا۔ سمبوتورا کے کہنے کے مطابق کافی خطرہ تھا۔ الشیلا مجھے میرے سوالات کے جوابات دیتی رہی اور میں نے چالاکی سے اُس سے اُس جگہ کے بارے میں بھی خاصی معلومات حاصل کر لیں جہاں ویلینی قید ہو سکتی تھی۔ اُس نے مجھے بتایا کہ وحشی حکمران کے ساتھ مختلف غاروں میں قید ہیں اور انھیں انکل ویلبی نے بالکل بے دست و پا کر رکھا ہے۔ ہر چند کہ الشیلا ایک معصوم صفت لڑکی تھی اور اس سے باتیں کرتے ہوئے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ مجھ پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کرتی ہے اور میری زندگی پر اُسے ذرا بھی حیرت نہیں ہوتی ہے اسی سے اس کی معصومیت کا اندازہ ہوتا تھا۔ تاہم میں ہر طرح سے ہوشیار رہنا چاہتا تھا۔ اور کسی بھی سلسلے میں کوئی جلد بازی کر کے کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ میرے خیال میں یہ آخری موقع تھا جو مجھے جد و جہد کے لئے ملا تھا اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ میں اس سازش کا خاتمہ کر کے ویلینی کو آزاد کر دوں۔ اپنے طور پر میرے ذہن میں یہ ہی منصوبہ تھا کہ کسی بھی طرح ویلینی کو اُن لوگوں کی قید سے نجات دلاؤں۔ یہاں سے فرار یا خزانے کے حصول میں اب میرے لیے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ زیڈال کے منصوبے سے بھی مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ظاہر ہے وہ بھی جرائم پیشہ آدمی تھا۔ سونیتا میرے ہی ذریعے قتل ہوئی تھی۔

اور پروفیسر زیڈال کو بھی میرے ہی ہاتھوں مارا جانا تھا۔ کیونکہ یہ لوگ اگر زندہ رہے تو یقینی طور پر ہمیں یہاں کامیابی نہیں ہوگی۔ الشیلا حسب معمول ساری رات میرے ساتھ رہی اور صبح کی روشنی پھوٹنے سے قبل واپس چلی گئی۔ میں بھی واپس اپنے تابوت میں آ گیا تھا اُسی دوپہر معمول کے مطابق زیڈال کے آدمی نے پھر مجھ سے ملاقات کی۔ زیڈال میری خیریت کے بارے میں تشویش کا شکار رہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ابھی تک حالات نہایت اطمینان بخش ہیں اور میں مسلسل کامیابیاں حاصل کر رہا ہوں۔ لیکن میں اس سلسلے میں جلد بازی نہیں کروں گا۔ جس کے جواب میں زیڈال کے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ جلد بازی کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ذرا سی لغزش کام بگاڑ سکتی ہے۔ میں جتنا عرصہ چاہوں حالات کو اپنے قابو میں کرنے کے لئے یہاں رہوں۔ بس پروفیسر کو میری طرف سے تشویش رہتی ہے۔ میں نے اُسے اطمینان دلایا اور وہ چلا گیا ضروریات زندگی سے فراغت حاصل کرنے کے لیے مجھے تھوڑی دیر کے لئے احتیاط سے تابوت سے باہر نکلنا ہوتا تھا۔ لیکن بہرطور یہ لمحات بھی میرے لئے بڑے خطرناک ہوتے تھے میری دلی خواہش تھی کہ میں کسی طرح اس کٹاؤ سے اُوپر نکل کر باہر کا منظر دیکھوں میں نے اس سلسلے میں تیسرے دن محافظ سے سوال بھی کر لیا اور اُس نے کہا یہ کسی طور ممکن نہیں ہے کیونکہ اوپر بوتا ویتا کے آدمی کافی تعداد میں موجود رہتے ہیں البتہ اُن میں سے کسی کو اس کٹاؤ تک آنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ کٹاؤ بھی اس کے بعد اور اُونچی پہاڑی چٹانوں میں گھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس تک پہنچنا بالکل بے مقصد ہوگا۔ میں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو اس خیال سے باز کر لیا۔ چوتھی رات الشیلا جب میرے پاس آئی تو میں نے اُس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں اس تابوت میں قید رہ رہ کر میرا جسم مفلوج ہوتا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے ہٹ کر میں تھوڑی بہت سیر کر دوں۔ لیکن اس کے لئے مجھے یہ ہی خطرہ ہے کہ کہیں مجھے دیکھ نہ لیا جائے۔ الشیلا کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر اُس نے کہا۔

"تم میرے محافظ کا لباس پہن کر اگر چاہو تو ان غاروں کی سیر کر سکتے ہو۔"

"تمھارے محافظ کا لباس مجھے کہاں سے ملے گا اور

تمھارا محافظ کون ہے؟"

"میرا خصوصی محافظ لوئیس ہے۔ لوئیس شراب کا رسیا ہے اور اگر اُسے ضرورت سے زیادہ شراب دے دی جائے تو وہ اتنا غفیل ہو سکتا ہے۔ تم اگر چاہو تو میں اُس کا لباس اُتار کر تمھارے پاس لے آؤں اور اُسے شراب پلا کر اپنی رہائش گاہ میں بند کر دوں۔"

"اگر یہ آسان ہو۔ تو کل رات کو تم ایسا ہی کرنا۔"

اور دوسری رات الشیلا نے ایسا ہی کیا۔ جو لباس وہ میرے لئے لائی تھی وہ میرے بدن پر بالکل ہی فٹ نہیں تھا۔ تاہم کام چل سکتا تھا۔ لوئیس کے بارے میں اُس نے بتایا کہ اُسے وہ پوری طرح بے ہوش کر کے اپنی مسہری کے نیچے دھکیل آئی ہے۔ اس بات پر وہ بہت ہنس رہی تھی اور اپنی چالاکی پر بہت خوش تھی بہرطور وہ مجھے لئے ہوئے باہر نکل آئی اور میں نے پہلی بار سرنگ کے دوسرے حصّوں کو دیکھا۔ الشیلا مجھے ان کے بارے میں بتاتی جا رہی تھی۔ رات کے اس پہر سرنگ میں کوئی بھی نہیں جاگ رہا تھا رات کے محافظ بھی اپنی اپنی جگہ سونے کے لیے چلے گئے تھے۔

یہاں اندرونی طور پر کوئی خاص پہرہ نہیں رہتا تھا۔ صرف باہر کی نگرانی کی جاتی تھی۔ یہ تمام باتیں مجھے الشیلا ہی سے معلوم ہو رہی تھیں ـــ وہ قیدی کہاں ہیں۔ جو مقامی ہیں؟" میں نے الشیلا سے سوال کیا۔

اور وہ مجھے ایک اور سمت اشارہ کر کے چل پڑی۔ ایک بار پھر میرے بدن میں اینٹھن سی ہونے لگی میں ویلینی کی سمت جا رہا تھا۔ جبکہ خود سمبوتورا کو بھی یہ بات نہیں معلوم تھی کہ ویلینی کہاں قید ہے۔ الشیلا مجھے لیے آگے بڑھتی رہی۔ مختلف پیچ در پیچ سرنگوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک جگہ رُک گئی۔ میں نے اس راستے کو پوری طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ یہاں ایک کشادہ غار تھا اس میں ایک جنگلہ لگا ہوا تھا۔ جس میں باہر کی سمت سے ایک تالا لگا ہوا تھا۔ غار کے باہر کوئی محافظ نہیں تھا۔ یہاں اُنھیں قید کرنے کے بعد وہ لوگ بالکل مطمئن تھے۔ اور درحقیقت ان کا اطمینان بے مقصد نہیں تھا۔ کیونکہ یہ جگہ ہی ایسی تھی کہ یہاں سے نکلنا ہی تقریباً ناممکن تھا۔ جنگلے کے دوسری طرف تقریباً دس گیارہ افراد زمین پر لیٹے لیٹے سو رہے تھے۔ دیواروں میں شمعیں نصب تھیں۔ لیکن اُن کی دھندلی دھندلی روشنی اُن لوگوں کے خد و خال واضح نہیں کرتی تھی۔ تاہم میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر

اُنھیں دیکھتا رہا۔ اُن میں کوئی عورت نہیں تھی۔ یہ سامون تھے ندرت اور روائی مین کے قبیلے کے لوگ۔ میں اُنھیں دیکھتا رہا پھر الشیلا نے مجھے ایک اور غار دکھایا۔ تیسرے غار میں میں نے کچھ عورتوں کو بھی دیکھا۔ اور جنگلے کے قریب پڑی ہوئی ایک عورت کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میرے بدن میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ میں نے اسے پہچان لیا وہ ندرت ہی تھی ہاں وہ ندرت ہی تھی وہ بھی اُن لوگوں کی قیدی بن گئی تھی۔ میں نے اس غار کو خاص طور سے ذہن میں رکھا۔ اور پھر الشیلا سے پوچھنے لگا کہ اگر ہم ان میں سے کسی قیدی کو نکالنا چاہیں تو اس کا طریقہ کیا ہوگا۔

"چابیاں حاصل کی جا سکتی ہیں مگر تم ان میں سے کسی قیدی کو کیوں نکالنا چاہتے ہو۔"

"بالکل نہیں میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔ میرے دل میں نہ جانے کیوں یہ خواہش اُبھرتی ہے کہ میں ان میں سے کسی سے اُس کے تاثرات پوچھوں۔"

"اوہ تفریحاً۔"

"بالکل۔ دراصل الشیلا اتنے عرصے تک انسانوں سے دُور رہا ہوں کہ عجیب سی کیفیت میرے دل و دماغ پر طاری ہو گئی ہے۔"

"اگر تم چاہو تو میں خاموشی سے یہاں کی چابیاں حاصل کر سکتی ہوں۔"

"اگر کر لو تو اچھا ہے" میں نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں چابیاں حاصل کر لوں گی۔"

"لیکن اگر کسی کو پتہ چل گیا تو۔"

"پتہ چل ہی کیسے سکتا ہے۔ میں کوئی بے وقوف تھوڑی ہوں" الشیلا نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے الشیلا۔ تم ان تمام قید خانوں کی چابیاں حاصل کر لو۔ ہمارا جب بھی دل چاہے گا۔ ان میں سے کسی قیدی کو نکالیں گے۔ اُس سے اس کے تاثرات معلوم کریں گے اور پھر اُسے اس کی جگہ واپس بند کر دیں گے۔ اس طرح کافی لطف رہے گا" میں نے کہا اور الشیلا مسکرانے لگی۔ بالکل ہی معصوم تھی سوچتی ہی نہیں تھی۔

اس معصوم لڑکی کے ساتھ جو کچھ میں کرنے والا تھا۔ اس پر بہرحال دل تو بہت دُکھے گا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔ دوسری رات الشیلا نے چابیوں کا ایک گچھا میرے حوالے کرتے ہوئے ہنس کر کہا کہ اُس نے آسانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے محافظوں کو بے وقوف بنا کر چابیوں کا یہ گچھا حاصل کر لیا ہے اور اب وہ بے چارے پریشان پھر رہے ہیں۔

"کہیں وہ تالے تبدیل نہ کر لیں۔"

"نہیں تالے تبدیل نہیں کریں گے۔ بلکہ نئی چابیاں حاصل کر لیں گے۔" الشیلا نے کہا اور میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

پھر میں الشیلا سے انکل ویلبی کے بارے میں پوچھنے لگا جنہوں نے ان قیدیوں کو ذہنی گرفت میں رکھا تھا۔ تو الشیلا نے بتایا کہ انکل ویلبی عجیب سے آدمی ہیں نہ کبھی مسکراتے ہیں۔ نہ کسی سے بات کرتے ہیں۔ انھوں نے باقاعدہ ایک تجربہ گاہ بنائی ہوئی ہے یہاں۔ جہاں وہ دن رات مصروف رہتے ہیں۔ میں نے اس تجربہ گاہ کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی تھیں۔

صبح ہونے والی تھی معمول کے مطابق الشیلا چلی گئی چابیوں کا گچھا میرے پاس تھا اور میں یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ ان ہی قید خانوں میں سے کسی ایک قید خانے میں دلینی بھی قید ہے مجھے زبردست ذہنی محنت کرنی پڑ رہی تھی۔ حالانکہ میں جرم کی دنیا کا انسان نہیں تھا اور ایسے واقعات سے میرا کبھی سابقہ نہیں رہا تھا لیکن انسان جس راستے پر قدم اٹھا لیتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس میں اُسے مہارت ہو ہی جاتی ہے اور ان دنوں میں جو کچھ سوچ رہا تھا وہ میری بساط سے کہیں باہر کی چیز تھی۔ اب دل میں صرف یہی آرزو تھی کہ کسی طرح ان واقعات پر قابو پا لوں۔ اور دلینی کو آزاد کرا لوں۔ لیکن یہ اتنا آسان کام نہیں تھا اور سوچ سوچ کر ہی کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ راستے میں مشکلات تھیں۔ دن کی روشنی میں غاروں میں نکل نہیں سکتا تھا رات کو الشیلا مسلط رہتی تھی پھر یہ کام کس طرح ہوگا۔ زیڈال کے دل کو لگی ہوئی تھی۔ میں دونوں صورتوں میں اس کے لیے اہمیت رکھتا تھا اگر وہ صرف سونیا کا انتقام نہیں چاہتا تھا تب بھی اس نے مجھ پر بہت بڑا اعتماد کیا تھا اور اگر خزانہ اس کے ذہن میں تھا تب بھی میں ہی اُس کی رہنمائی کر سکتا تھا چنانچہ اس کا کوئی نہ کوئی ساتھی یہ دوپہر مجھ سے ضرور ملاقات کرتا تھا۔ اس دوپہر بھی ایک بالکل نئے شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور میں نے زیڈال کو یہی پیغام بھجوایا کہ میں مسلسل مصروف ہوں اور بہت جلد خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا۔ بارہا میرے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ زیڈال کے محافظ اگر یہاں تک رسائی رکھتے ہیں تو پھر ان کے ذریعہ الشیلا کو اغوا کرنے کا منصوبہ کیوں نہیں بنایا گیا۔

کئی دن گذر گئے تھے لیکن کوئی منصوبہ ذہن میں نہیں آیا تھا۔ چابیاں میرے پاس محفوظ تھیں لیکن راستے بند تھے دن میں ایک دو بار کوشش بھی کی تھی لیکن چاروں طرف خطرات ہی خطرات تھے۔ پھر خدا نے یہ مشکل بھی حل کر ہی دی اسی وقت الشیلا نے بتایا کہ کل وہ میرے پاس نہ آ سکے گی کیونکہ کل چاند کی چودھویں رات ہے۔ میرے رگ و پے میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ اس رات میں الشیلا سے کوئی گفتگو بھی نہیں کر سکا تھا۔ دن بھی شدید ہیجان کے عالم میں گذرا اور پھر رات ہو گئی۔ میری آج کی کامیابی پر ہی آئندہ کے حالات کا دارومدار تھا۔ بہرحال جو وقت میں نے مقرر کیا تھا وہ آ گیا اور میں محتاط انداز میں تابوت سے نکل کر قید خانے کی طرف چل پڑا۔ راستے میرے ذہن میں محفوظ تھے اور میں پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ سرنگیں سنسان تھیں میرے قدم اس قید خانے کی طرف اٹھ رہے تھے جہاں ندرت قید تھی۔ پھر ایک راہداری سے دوسری طرف گھوما ہی تھا کہ عقب سے ایک آواز اُبھری۔

"رُک جاؤ۔ بس رُک جاؤ۔ تمہارا کھیل ختم ہو گیا" میں سہم کر پلٹا اور۔۔۔

میری آنکھوں نے اس دراز قامت شخص کو دیکھا جو ایک ڈھیلے ڈھالے مغربی لباس میں ملبوس میرے سامنے کھڑا تھا۔ خشک چہرہ، بکھرے ہوئے بال، بھیکی آنکھیں جو شاید بے خوابی کی مریض تھیں۔ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کا رخ میری جانب تھا۔

"میں کئی دن سے تمہاری تلاش میں تھا" اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"میری۔ میری تلاش میں؟" میری سہمی ہوئی آواز ابھری۔

"سو فیصدی تمہاری تلاش میں۔ اور آج" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"ممکن ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو؟"

"آہ۔ ہاں۔ ممکن ہے" اس نے پستول کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ سپاٹ ہی رہا تھا۔ "کون ہو تم؟"

"سیموئل۔ میرا نام سیموئل ہے"

"نہیں تمہارا نام سیموئل نہیں ہے"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"آؤ میرے ساتھ آؤ۔ لیکن کوئی ہوشیاری دکھانے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ ہے۔ اگر ہے تو اسے استعمال کرنے کی کوشش مت کرنا میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔ میں نے یہ پستول تم پر اس لیے تانا ہے کہ تم کوئی فوری حرکت نہ کرو۔ آؤ میرے ساتھ تم اس جگہ محفوظ نہیں ہو"

میں کشمکش کا شکار تھا۔ لیکن اس کی ہدایت پر عمل کرنے کے لیے مجبور بھی تھا چنانچہ میں اس کے ساتھ چل پڑا یہ صورتحال میرے لیے انتہائی پریشان کن تھی، اس شخص کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا، اس نے کہا تھا کہ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں اس بات کا کیا مطلب تھا؟ لیکن اس وقت کوئی کارروائی ممکن نہیں تھی، میں تو کسی بھی قسم کے ہنگامے سے بچنا چاہتا تھا، اور میری خواہش تھی کہ میں کسی بھی طرح ندرت وغیرہ تک پہنچ جاؤں۔ اگر ندرت میرے ہاتھ لگ جائے تو یقینی طور پر یہاں کے معاملات آگے بڑھ سکتے تھے، اگر درمیان میں ہی ہنگامہ آرائی ہو گئی تو سارے منصوبے چوپٹ ہو جائیں گے۔

دراز قامت آدمی میرے آگے آگے چل رہا تھا لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ میری طرف سے غافل نہیں ہے، تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک قدِ آدم سوراخ میں اندر داخل ہو گیا۔ میں بھی اُس کے ساتھ ساتھ ہی تھا، سوراخ کا اختتام چند سیڑھیوں پر ہوا اور اس کے بعد ایک گول دروازہ نظر آیا جو درخت کی لکڑی سے ہی بنا ہوا تھا لیکن اس پر رنگ و روغن نہیں تھا۔ دراز قامت نے دروازہ کھولا اور مجھے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس روشنی میں میں نے اس غار کے ماحول کو دیکھا اور دفعتاً میرے ذہن میں ایک نام گونج اٹھا۔

"ویلبی۔۔۔" الشیلا نے یہی نام میرے سامنے لیا تھا اور کہا تھا اس کے انکل ویلبی نہ ہنستے تھے نہ مسکراتے تھے، یہ خشک اور سپاٹ چہرے والا شخص ممکن ہے ویلبی ہی ہو اس کا اندازہ غار میں پھیلی ہوئی عجیب و غریب قسم کی مشینوں سے ہو رہا تھا، جو انتہائی پُراسرار اہمیت رکھتی تھیں۔

دراز قامت رکے بغیر آگے بڑھتا رہا، پستول اس کے ہاتھ میں ضرور موجود تھا، لیکن مجھے ہدایت کرنے کے بعد واپس پلٹتے ہی اُس نے پستول نیچے کر لیا تھا اور اس طرح مطمئن ہو گیا تھا، جیسے میں کسی بھی طور اس کے ساتھ دغا نہیں کروں گا حالانکہ عقب سے میں چاہتا تو اس پر حملہ کر سکتا تھا، پتا نہیں اس

شاعری

خرابات	عبدالحمید عدم	۶۵/-
چارۂ درد	//	۴۵/-
چاک پیراہن	//	۴۵/-
دہان زخم	//	۴۵/-
آؤ کہ کوئی خواب بُنیں	ساحر لدھیانوی	۱۵/-
کلیاتِ اصغر	اصغر گونڈوی	۴۰/-
رنگینیاں	شکیل بدایونی	۵۰/-
خوبصورت غزلیں	کمال احمد رضوی	۵۰/-
انتخاب کلامِ داغ	نواب مرزا داغ	۵۰/-

عَلی میاں بکسیلرز اُردو بازار لاہور

شخص کے اس اعتماد کی وجہ کیا تھی لیکن میں نے اس اعتماد کو دھولہ بھی نہیں دیا تھا، ایک طرف ایک دیوان نما شے پڑی ہوئی تھی اس نے مجھے اُس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔

"میرا نام ڈیکر ویلبی ہے۔" اُس نے کہا اور اس کے ان الفاظ سے میرے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔

"مسٹر ویلبی آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔۔۔؟"

"میں تمہاری اس جگہ موجودگی کے بارے میں سوال کر سکتا ہوں جہاں میری تم سے ملاقات ہوئی اس کے علاوہ یہ سوال بھی زیر غور ہے کہ درحقیقت تم کون ہو؟ جس شخص کا تم نے نام لیا ہے وہ مر چکا ہے اور اُس کی حنوط شدہ لاش ایک تابوت میں موجود ہے، بے شک تم نے اُس کی صورت اختیار کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ لیکن کم از کم ویلبی کی آنکھوں میں دھول جھونکی نہیں جا سکتی!"

"ٹھیک ہے مسٹر ویلبی میں آپ کی آنکھوں میں دھول جھونکنا بھی نہیں چاہتا، میرا نام غزالی ہے۔۔۔!"

"شکریہ۔ میں تمہیں اپنے آپ سے متعارف کرا ہی چکا ہوں ویسے تمہاری شخصیت میرے لیے انتہائی پُراسرار ہے، تم سامون تو نہیں ہو؟" ویلبی نے کہا۔

"ہاں میں سامون تو نہیں ہوں بلکہ اس جیتی جاگتی دنیا کا ایک انسان ہوں، مجھے اس بات کا علم ہے مسٹر ویلبی کہ سامونوں کو ذہنی طور پر معطل کرنے کی ذمے داری آپ ہی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے لیکن آپ کو مجھ پر شبہ کیسے ہوا؟"

"اگر تم سامون نہیں ہو تو یقیناً ٹیلی پیتھی کے ماہر ہو، میرا خیال ہے تمہیں تمام تفصیلات بتادی جائیں تاکہ تم زیادہ مطمئن ہو کر مجھ سے گفتگو کر سکو۔ کسی اجنبی اور غیر متعلق شخص کا ان غاروں میں داخل ہو جانا بالکل ناممکن ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی بھی طرح یہاں تک پہنچ جاتا ہے تو وہ معمولی انسان نہیں ہو سکتا۔ سامون کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔ یہ بات مجھے نہیں معلوم، اپنے اندازے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اس سمت کا رخ کرنے والے، صرف ولاڈی واسکاٹ کے بیان کردہ خزانے کی تلاش میں آتے ہیں، ممکن ہے تمہارا تعلق بھی انہی سے ہو مسٹر غزالی ۔۔۔ کیا میرا اندازہ غلط ہے؟"

"نہیں۔ آپ کسی حد تک درست سوچ رہے ہیں مسٹر ویلبی لیکن آپ تو لوناڈینا کے ساتھی ہیں ۔۔۔!"

میرے ان الفاظ پر ویلبی کے چہرے کے عضلات میں ایک لمحے کے لیے کشیدگی پیدا ہوئی، پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور بولا۔

"اس کا مقصد ہے کہ تم ان تمام لوگوں سے بہت آگے بڑھ چکے ہو جو اب تک اس چکر میں پھنسے ہیں۔ اتنی معلومات تمہارے لیے خطرناک بھی ہو سکتی ہیں بلکہ بہت خطرناک لیکن تم اسے اپنی خوش بختی سمجھو کہ کسی اور کے ہاتھ لگنے کی بجائے تمہاری ملاقات مجھ سے ہو گئی۔ تمہارا اندازہ درست ہی ہے کہ میں لوناڈینا کا ساتھی اور اس کے تمام سائنسی امور کا نگران، پتا نہیں تمہاری معلومات کہاں تک ہیں، مختصراً میں تمہیں لوناڈینا کے بارے میں بھی بتا دوں۔ وہ بھی خزانے ہی کی تلاش میں یہاں آیا ہے۔ ویلینی کی اصل میں کوئی حیثیت نہیں ہے، یہ قبیلہ ایک سامون عورت نے اپنے نام پر آباد کیا ہے بلکہ اس قبیلے کو اپنا نام دے دیا ہے اور کچھ اس قسم کی اصلاحات کیں اس نے اور اس طرح ذہنی طور پر قبیلے کے لوگوں کو اپنا مطیع کیا کہ وہ اسے دیوی کی حیثیت دینے لگے۔ لوناڈینا نے سامونوں کے لیے بڑی محنت کی ہے اور بالآخر اس نے ویلینی میں موجود ایک ایک سامون کو قید کر لیا ہے اور ان کے ذہنی رابطے سائنسی ذرائع سے منقطع کر دیے ہیں اور ان کی جگہ اپنی بیٹی کو ویلینی بنا کر وہ قبیلوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ اس کا قیام قبیلوں میں صرف اس وقت تک ہے جب تک کہ ویلینی اپنی زبان نہیں کھول دیتی لیکن وہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ویلینی کی زبان نہیں کھلوا سکا ہے اور اسی وجہ سے ابھی تک یہاں مقیم ہے۔ یہ تو رہی لوناڈینا کی کہانی میرے بارے میں سنو دوست تمہیں اس لیے رازدار بنا رہا ہوں کہ بس دل چاہا، میں اس ویرانے میں بالکل تنہا ہوں۔ میری بیوی اور دو بیٹے لوناڈینا کی قید میں ہیں اور میری سائنسی صلاحیتیں میرے لیے عذاب بن گئی ہیں، اپنی صلاحیتوں کی بناء پر لوناڈینا نے مجھے قید کر رکھا ہے اور مجھے بلیک میل کر کے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ اس طرح کم از کم میری پوزیشن تمہاری نگاہ میں واضح ہو گئی کہ میں بذات خود تمہارے مخالفوں میں سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ میں تو خود مصیبتوں کا شکار ہوں۔"

ویلبی کی گفتگو سن کر میرے ذہن میں مسرت کی ایک لہر ابھر آئی تھی۔ اگر یہ شخص بھی لوناڈینا کے مخالفوں میں سے ہے تو یہ میرے لیے امداد غیبی تھی، اس طرح اس شخص کو اپنے ساتھ شامل کر کے مجھے کافی آسانیاں ہو سکتی تھیں۔ میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا تھا۔ ویلبی کی آنکھوں میں کرب کے آثار نظر آ رہے تھے اس نے کہا۔

"ایک سائنسدان کی حیثیت سے میری زندگی مطمئن انداز میں گزر رہی تھی کہ ہم پر تباہی نازل ہوئی۔ میری بہت اچھی بیوی اور میرے دونوں بیٹے اغوا کر لیے گئے اور میں ان کی تلاش میں سرگرداں پھرتا رہا، ہر وہ کوشش کر لی میں نے جو ان کے حصول کے لیے ممکن ہو سکتی تھی۔ پولیس بھی اس سلسلے میں میری کوئی مدد نہیں کر سکی تھی،

اور جب میں ان کے حصول کے سلسلے میں مایوس ہو گیا تو میری آنکھوں میں تاریک ہو گئی، اپنی بیوی اور بچوں کے علاوہ دنیا میں میرے لیے کچھ نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ خودکشی کر لوں اور جب میں خودکشی کرنا چاہتا تھا تو عین وقت پر لوناڈینا میرے پاس پہنچ گیا، اس نے مجھ سے ملاقات کر کے مجھے تمام صورت حال بتائی اور کہا کہ میری بیوی اور دونوں بیٹے اس کی قید میں ہیں، انہیں نہایت حفاظت سے رکھا گیا ہے اور اگر میں اس کے مقصد کی تکمیل کر دوں تو خزانے میں سے ایک چھوٹا سا حصہ اور اپنے بیوی اور بچے واپس مل سکتے ہیں۔ میں نے بحالت مجبوری اس کے لیے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنی تمام مصروفیات ترک کر کے اس کے ساتھ تبت کی جانب چل پڑا۔

"اس سے قبل میں نے وہ تمام سائنسی مشین تیار کر لی تھیں جو اس کی خواہش کی تکمیل کر سکتی تھیں، اس شیطان کے ذہن میں ایک عجیب منصوبہ تھا، جس کی تفصیل تمہیں بتانا بے کار ہو گی۔ میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دل سے میں لوناڈینا کے ساتھ نہیں ہوں، اور یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ وہ شدید

منت انسان، درحقیقت اپنے مطلب کا پجاری ہے، اور جب اسے خزانہ مل جائے گا تو یہاں خوفناک خونریزی پھیلے گی، صرف چند افراد زندہ بچیں گے جو اس خزانے کے حقدار ہوں گے اور ان میں، میں نہیں ہوں۔ اور بھی بہت سے لوگ نہیں ہیں اور یہ بات اتفاقیہ طور پر مجھے اس کی سوچ سے حاصل ہوئی ہے۔"

"سوچ سے مسٹر ویلبی ۔۔۔؟"

"ہاں۔ میں جس تھیوری پر کام کر رہا تھا اس کے تحت یہی بات سب سے افضلیت رکھتی تھی کہ میں ٹیلی پیتھی کو ایک مشینی شکل دے چکا تھا اور اس اعلان نے مجھے اس عذاب میں گرفتار کیا۔ میں ہر شخص کے ذہن سے وہ حقیقتیں مشینی ذرائع سے اگلوا سکتا ہوں جو اس کے ذہن کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہوں، سامونوں کے ذہنوں کے لیے خاص طور سے یہ کام کیا گیا۔ سامونی ذہن ایک خاص ترتیب کے حامل ہوتے ہیں۔ ان میں قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کی قوتیں پائی جاتی ہیں۔ جو ان کے شعور میں موجود ہیں۔ بہت سی چیزیں انسانی لاشعور میں پوشیدہ ہوتی ہیں اور انہیں اجاگر کرنے کے لیے شدید مشقتیں اور محنتیں کرنا ہوتی ہیں، لیکن دراصل سامونوں کا تحت الشعور ہی لاشعور ہے اور لاشعور ان کے دماغ کی دوسری منزل میں ہے۔ اس کی وجہ سے وہ آسانی سے پہچانے جا سکتے ہیں، لوناڈینا نے بہت سے سامونوں کو یہاں میری کاوشوں ہی سے گرفتار کیا اور اب تقریباً تمام سامون اس کے قبضے میں ہیں، مجھ پر یہ ذمہ داری ہے کہ میں سامونوں کی جانب سے چوکس رہوں، سامونوں کو قید کر کے ان سے ان کی ذہنی قوتیں چھین لی گئی ہیں، یا یوں کہو کہ ان کے ذہنوں کو وقتی طور پر معطل کر دیا گیا ہے اور اب وہ کم از کم پیغام رسانی نہیں کر سکتے، یا ایک دوسرے کو اپنے خیالات سے آگاہ نہیں کر سکتے، اس کے علاوہ اگر ان کے ذہنوں میں کوئی تحریک پیدا ہوتی ہے تو میرے مشینی ذرائع اسے بھانپ لیتے ہیں اور میں لوناڈینا کو اس سے آگاہ کر دیتا ہوں۔

"ویلینی کا راز لینے کے لیے ہر کوشش کر لی گئی لیکن اس نے خزانے کے راز کو اپنے ذہن کے کچھ ایسے گوشوں میں مخفی کر رکھا ہے کہ وہ مشینی ذرائع سے سامنے نہیں آ سکا اور ہم لوگ ابھی تک انہی کوششوں میں مصروف ہیں اور اس کی وجہ سے لوناڈینا یہاں مقیم ہے اور اس کی وجہ سے یہ سارا گورکھ دھندا پھیلایا گیا ہے، صرف ایک سامون ہماری قید سے فرار ہو گیا ہے اور وہ بھی بالکل اتفاقیہ طور پر کہ ہم اس کے تحت الشعور کو ریڈی نہیں بنا سکے تھے اور یہ صرف لاپرواہی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ میں اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں، اس کے ذہنی نشانات مجھے ملتے جا رہے ہیں، لیکن وہ جگہیں تبدیل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ابھی تک ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکے، اور پھر جب میرے مشینی ذرائع نے مجھے بتایا کہ ایک ایسا شخص جس کی ذہنی سطح سامونوں سے ملتی جلتی ہے، کہیں قریب ہی موجود ہے تو میں حیران رہ گیا، میں نے ان نشانات کو اجاگر کیا تو مجھ پر یہ عجیب انکشاف ہوا کہ وہ شخص سامونی قوتیں نہیں رکھتا لیکن اس کی دماغی شعاعوں میں خیالات منتقل کرنے کی قوت پیدا ہو چکی ہے اور یہ کوئی ایسا ہی شخص ہو سکتا تھا جو ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کا ماہر ہو۔

"میرے مشینی ذرائع بتاتے تھے کہ وہ ہم سے قریب تر ہے، نجانے کیوں میں نے لوناڈینا کو اس بات سے آگاہ نہیں کیا۔ میرے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو رہا تھا کہ اگر وہ شخص اس دنیا کا کوئی انسان ہے تو یقینی طور پر بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہو گا اور اگر وہ مجھے مل جائے، تو میں اسے اپنے ساتھ شامل کر کے اپنے مقصد کی تکمیل کروں، میں خفیہ طور پر تمہاری تلاش میں سرگرداں تھا اور اس وقت یہ صرف اتفاق ہے کہ جبکہ تمام لوگ ویلینی کے احکامات کا تماشہ دیکھنے کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمع ہیں تم ان غاروں میں بھٹک رہے ہو، چنانچہ میرے ذہن نے انکشاف کیا کہ تم ہی وہ شخص ہو سکتے ہو، مسٹر غزالی یہ یقینی امر ہے کہ تمہارے ذہن میں میرے لیے شکوک و شبہات پیدا ہوں۔

"وہ دیکھو اس مشین پر نظر آنے والی نیلی روشنی جو آہستہ آہستہ اسپارک کر رہی ہے اس بات کا احساس دلا رہی ہے کہ تم میرے جانب سے امید و بیم کی کیفیت میں مبتلا ہو اور ابھی تم نے میرے اوپر مکمل بھروسہ نہیں کیا۔ یہ بات غیر انسانی نہیں ہے، لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارا مقصد کچھ بھی ہو، میں تم سے بھرپور تعاون کروں گا۔ میں ایسے ایسے ایک لاکھ خزانوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ مجھے ان خزانوں میں سے پتھر کا ایک ٹکڑا بھی درکار نہیں ہے، میں بس یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تمہارا اشتراک لوناڈینا کو تباہ کر دے اور کسی طرح مجھے میری بیوی اور بچے مل جائیں۔ میں صرف ایک سائنسدان ہوں۔ جرائم کی دنیا سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، اور میری ذہنی رسائی بھی اس قدر نہیں ہے کہ میں اپنے طور پر کوئی تدبیر سوچ سکوں لیکن جو شخص ان غاروں میں داخل ہو سکتا ہے، وہ ان تمام صلاحیتوں کا مالک ہے اس کے بعد اگر دل گواہی دے تو مجھ پر اعتبار کر لو اور سنو، میں تمہیں لوناڈینا سے محفوظ رکھ سکتا ہوں اور یہ واحد میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں جو ایسا کر سکتا ہوں میرے پاس بے شمار ذرائع ہیں، کوئی تمہارے بارے میں کچھ نہیں جان سکے گا اور تم یہاں اپنا کام کر سکتے ہو۔"

میں ویلبی کی شکل دیکھتا رہا اس کے الفاظ کی صداقت پرکھتا رہا، بظاہر سچا ہی نظر آرہا تھا اور پھر میں تو اپنے معاملات خدا پر چھوڑ دینے کا عادی تھا، میں جانتا تھا کہ انسانی سوچ انتہائی حد تک پہنچ کر بے اثر ہو جاتی ہے اور اس کے بعد وہ قوتیں سامنے آتی ہیں جن کے بارے میں انسان کچھ نہیں جانتا اور انہیں مختلف نام دے دیا کرتا ہے چنانچہ حالات نے جب یہ نئی شکل اختیار کی تھی تو اس پر بہت زیادہ سوچ بچار بے معنی تھی۔ میں نے گردن ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ویلبی، حالانکہ ہماری اور آپ کی ملاقات کو چند لمحات ہوئے ہیں، لیکن انسانی اصول اس سے زیادہ نہیں ہوتے، بہت غور و خوض کرکے صرف الجھنیں پالی جا سکتی ہیں اور میں اب اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتا اور تمہاری خواہش کے مطابق تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔"

ویلبی نے گردن ہلائی اور پھر آہستہ سے بولا۔" اس اعتماد کے لیے تمہارا شکر گزار ہوں ——!"

"اور اب ہم دوستی کی ان حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔ مسٹر ویلبی، جو زیادہ قدیم نہیں ہیں۔ لیکن زیادہ مضبوط ہیں، شک و شبہات کے دور سے نکل کر جب ہم اعتماد کے دور میں داخل ہو چکے ہیں تو چنانچہ میں تمہیں اپنے بارے میں بھی تفصیلات بتا دوں۔"

"ہاں۔ میرے دل میں یہی خواہش ہے کہ تم اپنا مکمل تعارف بھی مجھ سے کرا دو۔؟"

"مسٹر ویلبی۔ اس رات ہمیں کتنا وقت مل سکتا ہے؟" میں نے سوال کیا اور ویلبی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"جب تک چاند آسمان پر چمکتا رہے گا جشن زیارت جاری رہے گا اور کوئی اس طرف نہیں آئے گا، چنانچہ تم مطمئن رہو، یہ لمحات تمہارے لیے پریشان کن نہیں ہیں اس کے علاوہ اگر اتفاق سے ایسی کوئی بات ہو بھی گئی تو میں تمہیں محفوظ کر دوں گا۔ میرے پاس یہاں ایسی جگہیں موجود ہیں جہاں تمہیں پوشیدہ کیا جا سکتا ہے۔"

"تب ٹھیک ہے، میری مختصر کہانی یوں ہے مسٹر ویلبی کہ میں بھی خزانے تلاش کرنے والوں ہی میں سے ہوں اور اپنے گروپ کے ساتھ تبت کے ان علاقوں میں پہنچا تھا، بے شمار مصائب و آلام سے گذرنے کے بعد میں یہاں پہنچا تو میرے بیشتر ساتھی یا تو مارے گئے یا مجھ سے بچھڑ گئے ہیں، دو افراد باقی ہیں، جو قیدی ہیں۔ وہ میری طرح ذہنی طور پر طاقتور نہیں ہیں اور بس خزانے کے حصول کے چکر میں میرے ساتھ چل پڑے ہیں، جہاں تک میری ذہنی قوتوں کا تعلق ہے تم یوں سمجھو کہ میرا رابطہ چند ساموتوں سے ہو گیا تھا اور انہوں نے مجھے ذہنی یکسوئی کا یہ عمل سکھایا اور اسی کے ذریعے میں تھوڑی بہت پیغام رسانی کر لیتا ہوں جس شخص کے بارے میں تم نے بتایا ہے کہ وہ فرار ہو چکا ہے وہی میرا ساتھی اور استاد ہے، چنانچہ میں تم سے پہلی درخواست یہی کرتا ہوں کہ تم کسی بھی طور لوناوینا کو اس کے بارے میں حقیقت نہ بتاؤ۔"

" ٹھیک ہے یہ میرا تم سے پہلا تعاون اور پہلا وعدہ ہے کہ وہ اگر اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو گیا تو میرے مشینی ذرائع اس کا انکشاف نہیں کریں گے۔" ویلبی نے جواب دیا۔

"شکریہ مسٹر ویلبی، تو میں اپنے بارے میں تمہیں تفصیلات بتا رہا تھا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میں بھی قید ہو گیا تھا۔ لیکن پھر میں کوشش کرکے اس قید سے فرار ہو گیا اور جنگلوں میں چھپتا رہا۔ پھر میری ملاقات لوناوینا کے ایک ساتھی پروفیسر زیڈال سے ہو گئی۔"

"اوہ۔ پروفیسر زیڈال۔ دوسرا شیطان۔" ویلبی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس شیطان کو میں نے اپنے قبضے میں کر لیا۔ اور اگر میں تفصیل میں جاؤں گا مسٹر ویلبی تو کہانی طویل ہو جائے گی۔ یوں سمجھ لو کہ میں نے انتہائی چالاکی سے پروفیسر زیڈال کا تعاون حاصل کر لیا۔ وہ خود بھی لوناوینا سے بغاوت کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ایک چال چلی تھی جس میں اُسے مکمل ناکامی ہوئی۔ اور وہ لوناوینا سے شدید بدظن ہو گیا، چنانچہ خفیہ طور پر اس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔ اور یہاں بھی اس نے مجھ سے رابطہ قائم کر رکھا ہے، اس کا مقصد یہی ہے کہ لوناوینا کی بیٹی ایشلا کو میں اپنے جال میں پھانس لوں۔ اور اس کے بعد وہ خود بھی لوناوینا کو بلیک میل کرکے یہ خزانہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔"

"آہ۔ خزانوں کے چکر ایسے ہی ہوتے ہیں کوئی کسی کا مخلص نہیں رہتا۔ یہ حقیقت بھی ہے کہ پروفیسر زیڈال لوناوینا کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے، لوناوینا اُسے اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتا ہے اور جب خزانہ حاصل ہو جائے گا تو سب سے پہلا شخص پروفیسر زیڈال ہو گا۔ جسے لوناوینا اپنے راستے سے ہٹائے گا۔ چنانچہ اگر پروفیسر زیڈال نے اس انداز میں سوچا ہے تو اس کی ذہانت ہے۔"

"پروفیسر زیڈال ہی کے ذریعے مجھے سموئیل کی کہانی معلوم ہوئی، اور اسی کے تعاون سے میں یہ میک اپ کرکے سموئیل کی حیثیت سے یہاں پہنچا ہوں۔ ایشلا مجھے سموئیل سمجھتی ہے جیسا کہ لوناوینا نے اس سے کہا تھا کہ ایک دن سموئیل اپنے گھر میں واپس آجائے گا۔ سو میں نے وہی اظہار کیا ہے لیکن اسے سمجھا دیا ہے کہ جس دن اس نے کسی پر میرا انکشاف کیا میں واپس چلا جاؤں گا۔ لڑکی بہت معصوم ہے۔ لوناوینا نے اسے اپنی شیطنت کا شکار بنا کر ایک برے انسان ہی کا نہیں ایک برے باپ ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔ بہر طور مسٹر ویلبی اس طرح میں مختلف ذرائع سے یہاں تک پہنچا ہوں۔"

"کیا تمہارے ذہن میں اس سلسلے میں کوئی منصوبہ بھی ہے؟" ویلبی نے پوچھا۔

"ہاں۔ پروفیسر زیڈال کا سہارا لے کر میں یہاں تک آیا ہوں، لیکن جس ساموں کا میں نے تم سے تذکرہ کیا ہے مسٹر ویلبی۔ وہ میرا دوست راست بھی ہے، میرے ذہن میں یہ پروگرام ہے کہ درحقیقت زیڈال کی اس کارروائی سے ذاتی طور پر فائدہ اٹھاؤں، اور کسی طرح ویلینی کو آزاد کرا لوں اور اسی مقصد کے تحت اس وقت میں اپنا عمل کر رہا تھا میں نے اُن قیدخانوں کی چابیاں حاصل کر لی ہیں۔ جن میں وہ لوگ قید ہیں، ویلینی کو کسی بھی طرح آزاد کرکے میں اندر ہی اندر سازش کرکے لوناوینا کی یہ سازش ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ یہی میرا منصوبہ تھا، ویسے مسٹر ویلبی اگر ہم ۔ اب میں صرف میں نہیں کہوں گا بلکہ ہم کہوں گا، اگر ہم اپنے اس منصوبے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمارے دونوں ہی کام ہو سکتے ہیں۔"

"ہوں۔ لیکن ڈیئر گازالی تم تنہا اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے، تمہیں میری مدد ضرور درکار ہو گی۔"

"اس انداز میں مت سوچیں مسٹر ویلبی، جبکہ میں نے آپ کو اپنے منصوبے کی حقیقت بتا دی ہے، آپ یہ سوچیے کہ اب ہمیں کس طرح اپنا کام انجام دینا چاہیے! سنیے مسٹر ویلبی، دولت تقریباً اس دنیا میں رہنے والے ہر شخص کی نگاہ میں اہمیت رکھتی ہے، میں خود کو اس کی طلب سے الگ نہیں کہہ سکتا، لیکن جو حالات در پیش ہیں، ان کے تحت اب صرف دولت ہی میری منزل نہیں رہی ہے، میں ویلینی کے لوگوں کے کام آنا چاہتا ہوں، اور اس وقت میرے ذہن میں بڑا منصوبہ یہی ہے، اتفاق سے آپ بھی دولت کے خواہش مند نہیں ہیں، چنانچہ ہم دونوں مل کر ایک مشترکہ منصوبے میں اگر آپ کو کچھ خامیاں نظر آئیں، تو آپ اپنے طور پر اس سلسلے میں سوچ سکتے ہیں۔"

"یقیناً۔ لیکن منصوبہ کیا ہے؟"

"ویلینی کو آزاد کرا لیا جائے اور اُسے خفیہ طور پر ایشلا کی صورت دے دی جائے، یہاں جتنے ساموں ہیں ظاہر ہے سب ویلینی کے غلام ہیں، ہم ان غاروں میں ایک دم کارروائی کریں گے اور جس طرح بھی ممکن ہو سکا لوناوینا کے ساتھیوں کو اپنے قبضے میں کر لیں گے، ویلینی کے بارے میں، چونکہ مقامی باشندوں کو تفصیلات معلوم نہیں ہیں، اس لیے ویلینی انہیں ہدایت دے گی کہ ہر اس شخص کو پکڑ لیا جائے یا ہلاک کر دیا جو باہر سے آنے والا ہے، ویلینی کے باشندے کمزور نہیں ہیں۔ بے شک اس سلسلے میں سخت مدافعت ہو گی اور بہت سے لوگ ہلاک ہوں گے، لیکن اسی طرح لوناوینا کے منصوبے کو ناکام کیا جا سکتا ہے۔" ویلبی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور پھر بولا۔

"تمہاری تجویز نہایت شاندار ہے، لیکن کیا تم مجھے ایک رات اس کے لیے سوچنے کا موقع نہیں دو گے، سنو دوست اپنے تمام پروگرام ترک کرکے واپس اپنے تابوت میں چلے جاؤ، یہ میں اس خیال کے تحت کہہ رہا ہوں کہ اگر ایشلا تم سے اتنی ہی متاثر ہے تو اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ تمہارے پاس پہنچے گی، اور اب بہت زیادہ وقت نہیں ہے۔ ایشلا کو صرف اس بات کے لیے مجبور کر دو کہ وہ تمہاری زندگی کا تذکرہ اپنے آپ سے بھی نہ کرے میں تم سے خود ہی ملاقات کا راستہ نکال لوں گا اور دن کی روشنی میں تم سے ملوں گا۔"

"یہ بہت خطرناک ہے مسٹر ویلبی، کیونکہ زیڈال کے آدمی مجھ سے رابطہ قائم کرتے رہتے ہیں۔"

"اس کے باوجود تم مطمئن رہو، بلکہ رکو، میں کچھ اور کرتا ہوں۔" ویلبی نے کہا اور پھر چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور اسی غار کے ایک گوشے میں بنی ہوئی ایک الماری کے قریب پہنچ گیا، الماری سے اس نے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اسے کھول کر ایک سیاہ رنگ کا آلہ لیے ہوئے میرے قریب پہنچ گیا، یہ آلہ تقریباً ایک انچ مربع تھا اور اس میں چھوٹے چھوٹے ڈائل لگے ہوئے تھے، دو سفید بٹن اس کے اوپری حصے میں موجود تھے۔

"اسے اپنے پاس رکھ لو، یہ ٹرانسمیٹر ہے۔ لیکن اس سے کوئی آواز نہیں ابھرتی بلکہ استعمال کے وقت تم صرف اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی پیشانی پر رکھ لو گے، اور میرے اور تمہارے درمیان ذہنی رابطہ قائم ہو جائے گا، میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میری تمام تر سائنسی صلاحیتیں ذہن سے ذہن تک محدود رہی ہیں اور میں نے ان ہی پر کام کیا ہے۔ اسی طرح مجھے تم سے ملاقات کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ بلکہ ہمارے درمیان ذہنی گفتگو ہو سکے گی، میں تمہیں کل گیارہ بجے کا وقت دیتا ہوں، گیارہ بجے تم اپنی کارروائی کرنا اور مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کر لینا۔"

"مجھے اس کے لیے کیا کرنا ہو گا۔؟"

"کچھ نہیں۔ یہ دو سفید بٹن ہیں، جس میں ایک پر نمبر ایک اور دوسرے پر دو لکھا ہوا ہے، نمبر ایک بٹن دبا کر تم اس آلے کو آن کر سکتے ہو اور نمبر دو دبا کر بند کر سکتے ہو، تمہیں اس کی حفاظت کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر ویلبی، اب مجھے اجازت دیجیے۔"

ویلبی مجھے باہر تک چھوڑنے آیا، چابیاں میرے پاس ہی رہنے دی گئی تھیں، آج کا منصوبہ ہر چند کہ اس شکل میں ناکام رہا تھا جس شکل میں میں چاہتا تھا، لیکن میرے اپنے خیال میں وہ انتہائی کامیاب رہا تھا۔ ویلبی اچانک دریافت ہوا تھا لیکن مجھے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے سہارے کے بغیر میں سامونوں کو ذہنی آزادی نہیں دلا سکتا تھا۔ ویلبی سے ہاتھ ملا کر میں واپس اپنے تابوت کی جانب چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد اس میں لیٹ کر ڈھکن بند کر لیا۔

اس کے بعد میں آنکھیں بند کر کے گہری سوچ میں ڈوب گیا، ویلبی کے سامنے میں نے جو منصوبہ پیش کیا تھا میرے خیال میں اس کے ذریعے ہمیں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو سکتی تھی، لیکن اس میں میرے لیے بہت سی الجھنیں پوشیدہ تھیں۔ کیونکہ پروفیسر زیڈال بدستور مجھ سے رابطہ قائم کیے ہوئے تھا اور وہ اپنے منصوبے کے مطابق عمل کر رہا تھا، دیکھیں اس کے نتائج کیا ہوتے ہیں، میں سامونوں کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا، یہ بات تو کھل کر سامنے آ چکی تھی کہ ویلبی، ندرت، سیموتورا اور گومین وغیرہ سامون کہلاتے تھے، لیکن یہ سامون کیا ہے اس کے بارے میں ابھی تک کوئی انکشاف نہیں ہوا تھا۔ سیموتورا نے بھی اپنے آپ کو سامون تسلیم کر لیا تھا۔

میری ذہنی کیفیت تو اب ایسی ہو چکی تھی کہ میں بقیہ معاملات بھول ہی گیا تھا بس یوں لگتا تھا جیسے انہی مسائل کے حل کے لیے میری زندگی وقف ہو گئی ہے۔ تمام پرانے کردار تاریکیوں میں جا سوئے تھے۔ اس حسین زندگی کو بھول گیا تھا، جس سے میں نے ابتدا کی تھی، ماضی کے واقعات یاد آتے تو ذہن عجیب سی کیفیات کا شکار ہو جاتا تھا، بعض اوقات تو مجھے خود پر ہی جھنجھلاہٹ ہونے لگتی تھی۔ جان بوجھ کر یہ سارے ہنگامے مول لیے تھے، انوکھی فطرت تھی میری بھی۔ اگر ابتدا ہی میں اپنے حق کو وصول کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جاتا تو میرے بھائیوں کی کیا مجال تھی کہ وہ میرا حصہ غصب کر سکتے۔ ان چالبازوں سے مدد لیتا جو اپنے آدمیوں کے ذریعے وہ کاغذات حاصل کرنے کا باعث بنے تھے جو جعلی طور پر بنائے گئے تھے، زیادہ سے زیادہ اُن کی بیٹی کو بیوی کی حیثیت سے برداشت کرنا پڑ جاتا، یا پھر اگر یہ سب کچھ بھی نہ کرتا تو زندگی میں دوسرے بہت سے مواقع ملے تھے۔ بے شمار لوگ یورپ جا کر یورپین خواتین سے شادی کر لیتے ہیں اور اپنے وطن آ کر فخر سے سینہ تانے ہوئے پھرتے ہیں کہ انہوں نے ایک غیر ملکی جن کو بوتل میں بند کر لیا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ جن انہیں خود بوتل میں بند کر لیتا ہے۔ میں بھی اگر جولیا کی بوتل میں بند ہو جاتا تو کم از کم جولیا کا شوہر ہی کہلاتا اور میکے براؤن کی دولت پر عیش کرتا۔ بہت سے ایسے کردار میری زندگی میں بکھرے ہوئے تھے، جنہوں نے میرا مستقبل بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن بہر طور تقدیر بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

خیالات کدھر دو نجانے کہاں سے کہاں بھٹک گئی تھی، ماضی کے واقعات ذہن میں جھنجھلاہٹیں پیدا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ کوشش کر کے میں نے انہیں ذہن سے جھٹک دیا۔ اور پھر اپنے پروگرام پر غور کرنے لگا، اور پھر مجھ زندہ در تابوت کو نیند آ گئی اور شکر ہے کہ محبت کی ماری ایشلا نے ویلبی کے کردار کو ختم کرنے کے بعد مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ چنانچہ اطمینان سے سوتا رہا اور پھر سورج کی خوب تیز روشنی چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ جب آنکھ کھلی، جاگا تو پروفیسر زیڈال کا آدمی تابوت کے قریب کھڑا مجھے پکار رہا تھا، غالباً اسی کی آواز سے میری آنکھ بھی کھلی تھی۔

"ہاں۔ کیا بات ہے؟"

"پروفیسر زیڈال ایک نیا منصوبہ تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ فی الحال اپنی تمام کارروائیاں ترک کر دو، شاید کچھ ایسے واقعات ہو گئے ہیں، جن سے پروفیسر زیڈال کو کسی قدر تشویش ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جس وقت وہ اپنا منصوبہ تم تک نہ پہنچا دیں اس وقت تک تم اپنے کردار کو احتیاط سے نبھاتے رہو۔ اگر تمہارے لیے کوئی خطرہ در پیش ہوا تو تمہیں اطلاع دے دی جائے گی۔ اور تم اپنا تحفظ کر سکو گے۔ اس وقت تک کے لیے کسی بھی قسم کی کارروائی سے گریز کرنا۔ میں چلتا ہوں، حالات بہتر نہیں ہیں۔"

وہ چلا گیا اور میں اُن حالات کے بارے میں سوچنے لگا، جنہوں نے پروفیسر زیڈال کو تشویش کا شکار کر دیا تھا۔ بظاہر تو ایسی کوئی بات میرے علم میں نہیں تھی۔ لیکن ایک طرح سے ان الفاظ سے مجھے تھوڑا سا سکون بھی ہوا تھا کہ کم از کم پروفیسر زیڈال فوری طور پر مجھ سے کوئی کام لینے کی کوئی کوشش نہیں کرے گا، اور اس طرح مجھے اپنے منصوبے کو آگے بڑھانے میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد ظاہر ہے مس ایشلا کا نزول ہونا تھا۔ چنانچہ وہ نازل ہو گئیں۔ میری کچھ ضروریات ان کے ذریعے پوری ہو جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ اس وقت بھی وہی کیفیت رہی۔ مس ایشلا اظہار محبت کرتی رہیں۔ لیکن ان کے قیام کا وقفہ طویل نہیں تھا۔ رات کو آنے کی دھمکی دے کر چلی گئیں۔ گویا دونوں معاملات سے فراغت حاصل ہو گئی تھی۔ دن کی روشنی میں مس ایشلا میرے نزدیک زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی تھیں۔ لیکن رات باقی تھی۔ اب مجھے ویلبی کی جانب متوجہ ہونا تھا۔ چنانچہ میں نے ویلبی کا دیا ہوا آلہ اپنی پیشانی پر رکھا اور ذہنی طور پر اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس حیرت انگیز آلے کے کمالات فوراً ہی مجھ پر ظاہر ہو گئے چند ہی لمحات کے بعد مجھے اپنے ذہن میں ویلبی کی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"میں تمہارے رابطے کا انتظار کر رہا تھا غزالی۔"

"کیسے ہیں آپ مسٹر ویلبی؟" میں نے دل میں سوچا۔

"بالکل ٹھیک ہوں، ساری رات نہیں سو سکا، تمہارے منصوبے پر غور کرتا رہا ہوں۔"

"یہ غور فیصلہ کن مرحلے میں بھی داخل ہوا، یا ابھی تک غور کی منزل میں ہے۔"

"نہیں۔ میں سمجھتا ہوں تمہارا منصوبہ انتہائی مکمل ہے اور خاص طور سے ان حالات میں جبکہ لونا دینا کچھ خصوصی کارروائیوں پر غور کر رہا ہے۔ لیکن ڈیئر غزالی اصل مسئلہ میری بیوی اور بچوں کا ہے، کیا تم اپنے طریقے کار کو مؤثر سمجھتے ہو؟ کیا تم واقعی لونا دینا کو اس بات پر مجبور کر سکتے ہو، کہ وہ مجھے میرے بیوی اور بچے واپس لوٹا دے۔"

"ہاں مسٹر ویلبی میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ میں اسے مجبور کر لوں گا۔"

"تو پھر مجھے تمہارے منصوبے سے مکمل اتفاق ہے۔ لیکن وہ طریق کار کیا ہو گا جس کے تحت ہم اپنی کارروائیوں کا آغاز کریں گے؟"

"ایشلا کے سلسلے میں الجھن ہے کیونکہ رات کو وہ میرے پاس آ جائے گی۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ آج رات میں اسے سنبھال لوں گا۔" ویلبی نے کہا۔

"اوہ۔ وہ کیسے مسٹر ویلبی؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے کہا نا آج کی رات وہ تمہارے پاس نہیں آئے گی میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔" ویلبی نے جواب دیا۔

"اگر آپ مطمئن ہیں مسٹر ویلبی تو ٹھیک ہے۔ میں رات کو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔" میں نے کہا۔

"راستوں کا تعین کرنے میں دقت تو نہیں ہو گی۔"

"نہیں، آپ اطمینان رکھیے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو بس پھر بقیہ گفتگو تم سے رات کو ہو گی۔ میں خود بھی اطراف کی نگرانی رکھوں گا، اور اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو تمہیں اطلاع دے دوں گا مطمئن رہو۔" ویلبی کی آواز بلند ہو گئی اور میں نے آلہ پیشانی سے اٹھا کر اپنے لباس میں پوشیدہ کر لیا۔ اس کے بعد انتظار کے سوا اور کیا کر سکتا تھا، البتہ بارہا یہ خیال ذہن میں آیا کہ ویلبی، ایشلا کو روکنے کے لیے کیا کوششیں کرے گا، وہ لونا دینا کا قیدی ہونے کے باوجود بہر طور یہاں خصوصی اختیارات رکھتا تھا اور لونا دینا کو اطمینان تھا کہ ویلبی اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکے گا۔ کیونکہ اُس کا خاندان لونا دینا کے قبضے میں تھا۔

رات ہو گئی اور میں ایشلا کا انتظار کرتا رہا اور پھر اندازے کے مطابق وہ وقت ہو گیا جس کے بارے میں، میں نے ویلبی سے کہا تھا۔ ویلبی ایشلا کو روکنے کی کوششوں میں کامیاب ہو گیا تھا۔ میں نے آلہ پیشانی پر رکھ کر ویلبی سے رابطہ قائم کیا تو دوسرے ہی لمحے اُس کی آواز سنائی دی۔

"ہاں، سب ٹھیک ہے، آ جاؤ۔!"

میں تابوت سے باہر نکل آیا اور پھر محتاط انداز میں غاروں سے گذرتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں ویلبی سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ ویلبی وہیں میرا منتظر تھا۔ چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ میں ویلبی کے ساتھ اُس کے تجربے گاہ میں پہنچ گیا۔ آج ویلبی نے میرے لیے خصوصی انتظام کیا تھا، کیونکہ ہمیں اہم موضوع پر گفتگو کرنا تھی اور آج کا دن یوں تشویشناک تھا کہ تمام لوگ چودھویں رات کے اہتمام میں مصروف نہیں تھے۔

ویلبی مجھے اپنی تجربہ گاہ کے ایک ایسے پوشیدہ حصے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں لے گیا جہاں اگر اتفاق سے کوئی آ جاتا تو ہمیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہاں پہنچ کر ویلبی نے کچھ مشینی انتظامات کیے اور ایک ایسا الارم لگا دیا کہ اگر کوئی تجربے گاہ کی طرف رخ کرنے کی کوشش کرے تو اُسے اطلاع ہو جائے اور وہ اس جگہ کو چھوڑ دے۔ اُس نے خود مجھے اپنی ان تیاریوں کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ کر میں نے اُسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا، تو ویلبی بولا۔

"تمہاری تجویز پر میں نے غور کیا اور وہ ہر لحاظ سے مجھے قابلِ عمل نظر آئی۔ سوائے اس کے میرے دوست کہ اس میں میرے اہلِ خاندان کی رہائی کی ضمانت نہیں ملتی ہے!"

"مسٹر ویلبی یہ سودے بازی نہیں ہے اگر میرا کوئی گہرا مقصد بھی اس سے پوشیدہ نہ ہوتا اور ذمہ داری صرف یہ ہوتی کہ آپ کے اہلِ خاندان کو رہا کرایا جائے تو میں اُس میں اسی دلچسپی سے کام کرتا جس دلچسپی سے میں یہ دوسرے کام کر رہا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔ اندازہ ہو چکا ہے مجھے، لیکن میرے بچّوں کی رہائی کے لیے تم کیا کرو گے۔؟"

"مسٹر ویلبی ہم ایشلا کو اپنی گرفت میں رکھیں گے۔ لونادینا کو گرفتار کریں گے اور اس کے بعد ایشلا کی زندگی کی قیمت پر اس سے مطالبہ کریں گے کہ وہ آپ کے اہلِ خاندان کو چھوڑ دے۔"

"لیکن وہ یہاں اس کے ساتھ تو نہیں ہیں، اس نے انہیں یورپ ہی میں کہیں قید کر لیا ہے۔"

"تو ہم اس سے ان کا پتا معلوم کریں گے اور اس کے بعد اس وقت تک اُسے اپنی قید میں رکھیں گے۔ جب تک تمہارے اہلِ خاندان نہ مل جائیں۔"

"اس کے لیے لونادینا کو زندہ رکھنا ہو گا۔؟"

"اس کی مجموعی قوت یہاں ٹوٹ جائے گی مسٹر ویلبی، اگر آپ چاہیں تو اُسے اپنے ساتھ بھی لے جا سکتے ہیں اور اُسے کسی نہ کسی طرح مجبور کر سکتے ہیں۔!"

ویلبی پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا، پھر بولا "ٹھیک ہے، میں اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کروں گا باقی معاملات تقدیر پر چھوڑ دیتا ہوں۔"

"اس کے علاوہ اور کیا باتیں آپ کے ذہن میں ہیں۔"

"نہیں کچھ نہیں، اب مجھے اپنا پورا پروگرام بتاؤ۔" ویلبی نے کہا۔

"مسٹر ویلبی میں نے مختصراً آپ سے کل بھی عرض کر دیا تھا کہ ویلینی کی رہائی اس سلسلے میں پہلا قدم ہے آپ اُسے ذہنی طور پر آزاد کر دیں، میں اُس سے ملاقات کر کے پروگرام کی تکمیل کر لوں گا۔"

"ٹھیک ہے، میں یہ کام کر لوں گا اور اس کے علاوہ۔؟"

"پھر ہم ویلینی کو ایشلا کی حیثیت دے دیں گے اور اس کے لیے ہمیں میک اَپ کا سامان درکار ہو گا۔"

"اُس کا بندوبست بھی ہو جائے گا، میک اَپ کا سامان میرے پاس موجود ہے، میں ویلینی کو بآسانی ایشلا کی شکل دے سکتا ہوں۔"

"کیا واقعی آپ یہ کام بآسانی کر سکتے ہیں مسٹر ویلبی۔"

"ہاں۔ مجھے میک اَپ کرنا آتا ہے، یہ مت پوچھنا کس طرح، ایک بے مقصد بات ہو گی۔"

"نہیں مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے، ہمارے راستے کی مشکلات خود بخود دور ہوتی جا رہی ہیں۔ بہرطور ویلینی کو ایشلا کی شکل دے کر ہم ایک دو دن محفوظ رکھیں گے۔ اس سے قبل ہی اس سے گفتگو کر لی جائے گی اور پھر چاند کی چودھویں رات کو ہمارا کام شروع ہو جائے گا۔ اور ویلینی سے اس سلسلے میں مکمل مشورہ کر لینا مزید بہتر ہو گا۔"

"کیا ویلینی تم سے اتنا ہی تعاون کرے گی جتنا تمہارے ذہن میں ہے۔"

"سو فیصدی۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں مسٹر ویلبی! وہ سامون جو آپ کی قید سے فرار ہو گیا ہے۔ مجھے یہاں لانے کا باعث بنا ہے، وہ دراصل ویلینی سے میرا رابطہ قائم کرانا چاہتا تھا۔ لیکن درمیان میں حالات تبدیل ہو گئے۔"

"ہوں۔" ویلبی پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر بولا "لیکن مسٹر غزالی وہ شخص کسی بھی لمحے خطرات سے دوچار ہو سکتا ہے۔ میں اُس کی نشاندہی نہ بھی کروں لیکن اگر لونادینا کے آدمی اُس تک پہنچ گئے تو وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا اور ممکن ہے اس کی زندگی کو کوئی نقصان بھی پہنچ جائے۔"

"اوہ۔" میں نے ویلبی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "پھر اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے مسٹر ویلبی۔؟"

"میرا خیال ہے اُسے گرفتار کرا دو۔"

"میں سمجھ رہا ہوں آپ کی بات۔ لیکن اس فرار کے بدلے میں گرفتاری کے بعد اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا جائے گا۔"

"ابھی تک لونادینا نے کسی سامون کو سزا نہیں دی۔ وہ مسلسل اس چکر میں ہے کہ کوئی ایک شخص اُس کے ہاتھ ایسا لگ جائے، جسے ویلینی کے علاوہ خزانے کا علم ہو، اس کے لیے بھی اُس نے میری ہی خدمات حاصل کی ہیں اور میں ان کے ذہنوں کو ٹٹولتا ہوں، لیکن جن افراد کو میں نے ابھی تک ذہنی طور پر ٹٹولا ہے اُن میں سے کوئی بھی ویلینی کے ذاتی معاملات سے واقف نہیں معلوم ہوتا، یا پھر ان کے ذہنوں میں اپنے آپ کو چھپانے کی صلاحیتیں بھی موجود ہیں۔"

"بس تو اس ذمہ داری کے ساتھ کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ خود ہی اس کی گرفتاری کے لیے کوشش کریں اور اس بات کا اظہار کریں کہ ممکن ہے وہ کام کا آدمی ثابت ہو۔" میں نے تجویز پیش کی اور ویلبی گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

"ٹھیک ہے، میں یہ کام کروں گا، تم اطمینان رکھو، لیکن اس شخص کو مدافعت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ مدافعت اُسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

"اگر میں اس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو سکا تو میں اُسے یہ ہدایت دے دوں گا۔"

"تم ضرور اس سلسلے میں کوشش کرو، بلکہ فوراً کوشش کرو، تاکہ یہ کارروائی بھی کر لی جائے۔ وہ واپس آ جائے تو تمہارے اور ویلینی کے درمیان رابطے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ اس وقت صورتِ حال مختلف ہے۔" ویلبی نے کہا۔

"اس سلسلے میں کوئی اور خاص بات مسٹر ویلبی؟"

"نہیں تمہاری تجویز سے میں پوری طرح متفق ہوں، بس اس دوران کوئی خاص دقت پیش نہ آئے۔ ہاں یہ بتاؤ ایشلا کو تم کب قید کرو گے اور ویلینی کو کب اس کی جگہ دو گے؟"

"میرا خیال ہے مسٹر ویلبی، اس کے لیے ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے ایشلا کا رابطہ لونادینا سے رہتا ہو۔ اگر ویلینی کو قبل از وقت اُس کی جگہ دے دی گئی اور ایشلا کو ہم نے اپنے قبضے میں کر لیا تو ویلینی کا راز فاش بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ لونادینا کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔"

"بالکل، میں بھی تم سے یہی کہنے والا تھا کہ ویلینی کو عین اس وقت ایشلا کی جگہ دی جائے، جب چاند رات آنے والی ہو، ہم اس سلسلے میں دوبارہ گفتگو کریں گے۔"

"ٹھیک ہے لیکن اُسے ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کر لینا اور اس سے تمام تر گفتگو کر لینا ضروری ہے۔"

"ویلینی سے۔"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے تم ویلینی سے ملاقاتیں کر سکتے ہو، بلکہ اگر چاہو تو آج ہی رات۔؟"

"نہیں آپ کی اس نئی تجویز سے میں پوری طرح متفق ہوں اور اس بات کو زیادہ بہتر سمجھتا کہ سمبوتورا یعنی وہ شخص یہاں آ جائے، جو میرے اور ویلینی کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔"

"تو ٹھیک ہے، تم اُسے ذہنی طور پر ہدایات دے دو، میں اس کی نشاندہی کیے دیتا ہوں۔"

ہمارے مذاکرات مکمل ہو گئے اور اس کے بعد مزید کوئی خطرہ مول نہ لیتے ہوئے میں اپنے تابوت میں واپس آ گیا۔ جو پروگرام میں نے ویلبی کے ساتھ مل کر بنایا تھا وہ بے حد مخدوش تھا۔ زیڈال کے پروگرام پر عمل کرتے ہوئے کم از کم اتنا اطمینان تو نہ تھا کہ اُس سے میرا رابطہ چل رہا تھا، ہرچند کہ میرے ذہن میں یہی منصوبہ ویلبی کی مدد حاصل کیے بغیر بھی تھا۔ لیکن ویلبی کی امداد سے بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اب جو سب سے اہم مسئلہ تھا وہ ایک ماہ گذارنے کا تھا جو معمولی بات نہیں تھی۔ ایک ایک دن صدی محسوس ہوتا تھا۔ تابوت میں ایک ماہ تک زندگی گذارنا جتنا مشکل ہو سکتا ہے اس کا تصور کیا جا سکتا ہے، اور پھر اپنے آپ کو مسلسل چھپائے رکھنا۔ کوئی بھی اتفاقیہ حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ ایشلا کا معاملہ تھا، واپس آنے کے بعد اس بات کا افسوس ہونے لگا کہ میں نے مسٹر ویلبی سے ایشلا کی آج رات میرے پاس نہ پہنچنے کی وجہ نہیں معلوم کی۔ بہرطور ویلبی نے مناسب ہی بندوبست کیا ہو گا۔ وہ خود بھی سمجھدار آدمی تھا۔

بہت غور و خوض کیا، لیکن کوئی ایسی صورت نظر نہ آئی جو وقت سے پہلے مجھے کامرانی سے ہمکنار کر سکتی، لیکن جو کچھ بھی ہونا ہوتا ہے، وہ وقت پر ہی ہوتا ہے۔ اور اس سلسلے میں، میں کسی بھی طور جلد بازی اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ اب مجھے سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنا تھا اور اس کے لیے میں نے فوراً ہی کوششیں شروع کر دیں۔

بہت دیر تک سمبوتورا کی آواز نہیں سنائی دی۔ غالباً وہ سو رہا تھا، لیکن مسلسل کوشش کرنے کے بعد میں اُس سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور میرے ذہن میں سمبوتورا کی آواز ابھری۔

"گازالی کیا یہ تم ہی ہو۔ جو میرے ذہن کو ٹٹول رہے ہو یا کوئی اور ہے؟"

"میں گازالی ہی ہوں سمبوتورا۔!"

"ہاں گازالی کیسے ہو۔؟ خیریت سے تو ہو، اپنے بارے میں بتاؤ۔؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں سمبوتورا۔ تمہاری کیا کیفیت ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"انتہائی پریشان کن وقت گذار رہا ہوں، وہ لوگ میری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ کئی بار میرے قریب سے گذرے ہیں۔ لیکن ابھی تک میں ان کے ہاتھ نہیں لگ سکا۔"

"اگر کوئی خاص تکلیف یا ایسی کوئی خاص بات جو قابلِ بیان ہو۔۔؟"

"نہیں۔ لیکن اس سے بڑی تکلیف کیا ہو سکتی ہے گازالی کہ ہم مایوسیوں اور نامرادیوں کے درمیان ہیں۔ کوئی ایسی صورت نظر نہیں آتی۔ کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہم اپنے ان مصائب سے نکل سکیں۔ میں بہت دکھی ہوں گازالی بہت ہی افسردہ ہوں۔ تم میری افسردگی کا تصور نہیں کر سکتے۔"

"سمبوتورا گازالی تمہارے ہی لیے ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے تمام بہتر راستے تمہاری طرف موڑ دیے ہیں تم اس بات سے انکار نہیں کرو گے۔ میرا اپنا نظریہ کیا تھا اس کے بارے میں تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔ اور میں نے اُسے ترک کر کے اپنے آپ کو کون سے راستوں پر لا ڈالا ہے یہ بھی تمہارے علم میں ہے۔"

"اس کے جواب میں۔ میں کچھ نہیں کہوں گا گازالی۔ اب میں کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں ہوں۔ کاش کہہ سکتا گازالی، کاش کہہ سکتا۔"

"نہیں سمبوتورا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، ہر الجھن کا حل نکل آتا ہے۔ جو ہدایات میں تمہیں دے رہا ہوں انہیں بغور سن لو۔ جس جگہ بھی ہو، جہاں کہیں بھی ہو، اسی جگہ مقیم رہو۔ اب جگہ بدلنے کی کوشش مت کرنا۔ تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ خود کو بغیر کسی جدوجہد کے ان کے حوالے کر دو۔"

"میں نہیں سمجھا گازالی۔" سمبوتورا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ وہی الفاظ ہیں میرے جو تمہارے کانوں نے سنے یا تمہارے ذہن نے تم سے کہے۔ اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دو اور قید ہو کر قیدخانوں میں پہنچ جاؤ۔"

"اوہ اس سے کوئی خاص مقصد حل ہو سکے گا۔"

"ہاں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے، وہی کرو۔"

"اگر یہ تمہاری ہدایت ہے تو میں آنکھیں بند کر کے تمہاری ہدایت پر عمل کرنے پر تیار ہوں۔"

"اس بات کا خیال رکھنا کہ تم کوئی خاص جدوجہد نہیں کرو گے۔ اور کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

"ٹھیک ہے گازالی، دل چاہتا ہے کہ تم سے اس کا مطلب پوچھوں۔ کیونکہ بات اتنی ہی حیرت انگیز ہے لیکن تم پر مکمل اعتماد کرتا ہوں۔ چنانچہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہی کروں گا۔"

"بس اس لیے تمہیں اس وقت تکلیف دی تھی سمبوتورا۔"

"ٹھیک ہے گازالی اطمینان رکھو، تمہاری مرضی کے مطابق ہی کام کیا جائے گا۔" سمبوتورا نے جواب دیا اور ہمارے درمیان ذہنی رابطہ منقطع ہو گیا۔

وقت گذرتا گیا، ایشلا سے ملاقات ہوتی وہی رومانی گفتگو، چاہت کا وہی انداز، صبح کی روشنی پھوٹی تو وہ چلی گئی۔ اور میرے لیے اب دن بھر سونے کے علاوہ اور کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ ہاں سونے سے قبل میں نے ویلبی سے اس ذریعے سے ملاقات کی جو ویلبی نے اپنے اور میرے درمیان متعین کر رکھا تھا، تو ویلبی نے بتایا کہ وہ سمبوتورا کی نشاندہی کر چکا ہے اور کسی بھی وقت وہ گرفتار ہو کر آ جائے گا۔" اس نے کہا۔ "دوسری بار جب تم مجھ سے رابطہ قائم کرو گے تو میں تمہیں سمبوتورا کے بارے میں بتا دوں گا۔"

"بس تمہاری یہ ذمہ داری ہے مسٹر ویلبی کہ تم اُسے کوئی نقصان نہ پہنچنے دو۔"

"اطمینان رکھو، میں اپنی تمام تر ذمہ داریاں بخوبی پوری کر لوں گا۔"

معمول کے مطابق ایک اور رات گذر گئی اور پھر ویلبی نے مجھے سمبوتورا کی گرفتاری کی اطلاع دی اور کہا۔

"اگر تم چاہو تو آج رات بھر میں ایشلا کو اسی ذریعے سے سلا دوں اور تم یہاں آ جاؤ۔"

"یہ تمہارے لیے بہت زیادہ مشکل تو نہیں ہوتا۔"

"نہیں کوئی خاص نہیں بس ایشلا کو ایک مخصوص ذریعے سے بے ہوش کر دینا ہوتا ہے۔ غالباً اس نے تم سے اپنی اس گہری نیند کا تذکرہ کیا ہوگا۔ جو اچانک ہی اس پر طاری ہو گئی تھی۔"

"ہاں وہ حیران تھی کہ اتنی گہری نیند کیوں سو گئی۔۔!"

"آج رات پھر وہ گہری نیند سو جائے گی اور میں تمہارے ساتھ سمبوتورا سے ملاقات کروں گا۔" ویلبی نے کہا۔ اور میں اپنے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔

ویلبی اپنا کام بہت خوش اسلوبی سے انجام دے رہا تھا۔ چنانچہ رات کو اس وقت، جو ایشلا کے آنے کا وقت ہوتا تھا، جب ایشلا میرے پاس نہ پہنچی تو میں نے جان لیا کہ ویلبی اپنا کام کر چکا ہے۔ اور اس کے بعد میں ویلبی کی جانب چل پڑا۔ ویلبی آج پچھلے دنوں کی نسبت زیادہ مستعد نظر آ رہا تھا۔ مجھے ساتھ لے کر وہ قیدخانوں کے سلسلے کی جانب چل پڑا۔

قیدخانے کی چابیاں میرے پاس محفوظ تھیں میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں، کافی دنوں کی کوششوں کے بعد میں اپنے مقصد میں کامیابی کی پہلی منزل کی جانب جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک قیدخانے کے قریب پہنچ گئے۔ محافظوں کے بارے میں، میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ یہاں موجود نہیں ہوا کرتے تھے۔ ساموتوں کو پورے اعتماد کے ساتھ قید کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ان کے ذہن معطل ہو چکے ہوتے تھے۔ ویلبی ایک قیدخانے کے سامنے پہنچ گیا اور اس نے مجھے اشارہ کیا۔ میں نے قیدخانے کے تالے کی چابی تلاش کرنا شروع کر دی اور تمام چابیاں لگا لگا کر دیکھنے لگا پھر ایک چابی سے اس قیدخانے کے تالے کا دروازہ کھل گیا۔ اور ہم جنگلا ہٹا کر اندر داخل ہو گئے۔ ویلبی میرے ساتھ تھا۔

بہت سے ساموت یہاں موجود تھے، ان کی شکلیں میرے لیے اجنبی تھیں۔ انہی میں۔ میں نے سمبوتورا کو دیکھا جو کھوئے کھوئے انداز میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ ویلبی نے اپنی جیب سے ریموٹ جیسا ایک آلہ نکالا اور اُسے سمبوتورا کی جانب کر کے اس کا کوئی بٹن دبانے لگا۔ روشنی کی شعاعیں جن کا رنگ بنفشی تھا، سمبوتورا کے چہرے پر پڑنے لگیں اور اس کی آنکھوں کی کھوئی کھوئی کیفیت واپس آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے جھرجھری سی لی اور چونک کر ہم دونوں کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ بے اختیارانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ اُس کے ہاتھوں کی مٹھیاں بھنچ گئی تھیں۔ ویلبی نے دو قدم پیچھے ہٹ کر مجھ سے کہا۔

"اس کی ذہنی قوتیں واپس آ گئی ہیں، تم اس سے گفتگو کرو۔"

سمبوتورا نے غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "کون ہو تم؟" وہ غالباً مشتعل ہو گیا تھا۔

"میں ہوں سمبوتورا، میں گازالی ہوں۔" میں نے کہا اور سمبوتورا چونک کر میری صورت دیکھنے لگا۔ پھر گردن ہلا کر بولا۔

"گازالی۔ تمہارے چہرے میں یہ تبدیلیاں۔"

"یہ تبدیلیاں کرائی گئی ہیں سمبوتورا۔ میک اپ کیا ہے میں نے۔"

"اوہ اور یہ۔ یہ۔" اس نے ویلبی کی طرف دیکھا۔

"تم اگر چاہو تو ہمارے ساتھ آ سکتے ہو سمبوتورا۔" ویلبی نے کہا اور ہم لوگ سمبوتورا کو اس قیدخانے سے نکال لائے سمبوتورا کی چال میں اضمحلال تھا۔ لیکن بہرطور ویلبی اُسے لے کر اپنی تجربے گاہ میں پہنچ گیا۔ قیدخانے کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ تجربے گاہ کے اس پوشیدہ گوشے میں پہنچ کر میں نے سمبوتورا سے بیٹھنے کے لیے کہا اور وہ متحیرانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کی نگاہیں بار بار میرے چہرے کی جانب اٹھ جاتی تھیں۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں تمہیں اپنی اصلی صورت نہیں دکھا سکتا سمبوتورا لیکن حوالے کے لیے ندرت، ہائیسا یاگومین، حسن صاحب، طاہر علی وغیرہ کافی ہیں اور اب تم اس بات پر یقین کر لو کہ تمہیں دھوکہ نہیں دیا جا رہا۔ اس کے علاوہ تم میری آواز تو پہچانتے ہی ہو گے۔"

"معافی چاہتا ہوں گازالی۔ درحقیقت میں اس سلسلے میں پریشان تھا۔ مگر یہ شخص، یہ شخص تو ہمارے دشمنوں کا ہی ساتھی ہے۔"

"ہاں۔ مگر اب دوست ہے۔ یہ مسٹر ویلبی ہیں جن سے میں نے ایک معاہدہ کر لیا ہے اور مسٹر ویلبی اب یوں سمجھو کہ ہمارے سلسلے میں ہمارے بھرپور معاون ہیں۔"

"میں آپ کا شکرگزار ہوں مسٹر ویلبی۔" سمبوتورا نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا۔

"اور سمبوتورا مزید وقت ضائع کیے بغیر میں تمہیں اس پر تمام پروگرام سے آگاہ کر دوں جس کے لیے میں نے تمہیں گرفتار کرایا ہے۔ تمہارا یہاں پہنچ جانا تمہارے حق میں بھی بہتر تھا ورنہ تم کب تک مفروروں کے انداز میں دربدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے، ہمیں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اس سے بہتر وقت اور کوئی نصیب نہیں ہو سکتا تھا جو اس وقت ہمیں حاصل ہے۔"

سمبوتورا کے چہرے پر بے چینی نظر آ رہی تھی وہ سب کچھ جان لینا چاہتا تھا۔ میں نے بھی اسے پریشان نہیں کیا اور بولا "مسٹر ویلبی یوں سمجھو ان لوگوں کے قیدی ہیں جنہوں نے اس وقت ویلینی کو قیدی بنا رکھا ہے۔ اس تمام کارروائی کا روحِ رواں بوناوینا نامی ایک شخص ہے۔" میں نے سمبوتورا کو پوری تفصیل بتا دی۔ اپنے بارے میں پروفیسر زیڈال کے بارے میں ایشلا وغیرہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا پھر کہا "میرے اور مسٹر ویلبی کے درمیان کچھ معاہدے ہوئے ہیں۔ ان کی شخصیت بوناوینا کی نگاہ میں محفوظ ہے۔ اس طرح ہمیں ان کی مدد سے کام کرنے کی آسانی ہو گی۔"

"آہ گازالی۔ ہمیں ایسی سازشوں کے بارے میں کچھ نہیں آتا۔ کاش ویلینی اس خزانے کے چکر میں نہ پڑی ہوتی۔ مگر اب کیا ہو گا۔۔؟"

"ایک پروگرام ہے ہمارے ذہن میں اس پر عمل کرنا ہے۔" میں نے کہا اور پھر سمبوتورا کو اپنے پروگرام کی تفصیل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتانے لگا۔ سمبوتورا اچنبھے سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اس کی آنکھوں سے جوش کے آثار جھلکنے لگے۔ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"یہ بہت بڑا کام ہے گازالی۔ کیا ہم اسے کر سکیں گے؟"

"اسی پر ہماری بقا کا دارومدار ہے۔"

"مجھے میری ذمہ داریاں بتاؤ گازالی۔ اور مسٹر ویلبی میں آپ بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہم پر اتنا اعتماد کیا۔"

"اعتماد؟" ویلبی پھیکے انداز میں بولا۔ اس سے زیادہ اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ لیکن اس کچھ نہ کہنے میں بھی بہت کچھ چھپا ہوا تھا۔

"مسٹر ویلبی ہمیں ویلینی سے ملا دیں گے۔ اس کے بعد نہایت ہوشیاری سے ہمیں اس پروگرام پر عملدرآمد کرنا ہوگا۔"

"بہت مناسب خیال ہے مسٹر ویلبی آپ یہ کام کب کریں گے؟" سمبوتورا نے کہا۔

"میری ایک تجویز ہے مسٹر غزالی۔ مسٹر سمبوتورا پہلے ویلینی سے ملاقات کر لیں اور اسے صورت حال سے آگاہ کر دیں اور تمام امور پر مشورہ کر لیں۔ ہم فوری طور پر یہ کر سکتے ہیں کہ مسٹر سمبوتورا کو اس قید خانے میں پہنچا دیں جہاں ویلینی قید ہے۔ اور وہاں سے ایک ساموں کو نکال کر اس جگہ پہنچا دیا جائے جہاں مسٹر تورا قید تھے۔ محافظ صرف گنتی پر توجہ دیتے ہیں یہ غور نہیں کرتے کہ کیا ردوبدل ہو گئی ہے۔ میں ویلینی کو ذہنی قید سے آزاد کر دوں گا۔ آپ اسے بتا دیں مسٹر تورا کہ محافظوں کے سامنے اسی کیفیت کا اظہار کرتا ہے کہ جیسے وہ مسلسل ذہنی قید میں ہو۔ آپ کی اپنی کیفیت بھی ایسی ہی رہنا چاہیے۔ اسی عالم میں آپ ویلینی سے بات کریں اور اسے صورت حال سمجھا دیں۔ پھر کسی مناسب وقت پر آپ کی ملاقات بھی اس سے کرا دی جائے گی۔"

میں نے فوراً ویلبی سے اتفاق کر لیا۔ سمبوتورا بھی تیار ہو گیا تھا۔ "تو مسٹر غزالی اب آپ اپنی جگہ واپس جائیں۔ آج کے لیے ہمارا اتنا کام کافی ہے۔" ویلینی نے کہا۔

"اور کوئی سوال تو نہیں سمبوتورا — ؟"

"ہاں ایک سوال ہے۔"

"کیا؟"

"کیا اس دوران میں تم سے ذہنی رابطہ قائم کر سکتا ہوں۔"

"یقیناً کر سکتے ہیں مسٹر تورا۔ کیونکہ ذہنی رابطوں کو واضح کرنے کا کام میرے ہی سپرد ہے۔ اور کوئی اور اس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ اس لیے آپ مطمئن رہیں۔ آپ کے ذہنی رابطے محفوظ رہیں گے۔" مسٹر ویلبی نے جواب دیا۔

"واہ۔ یہ تو بہت عمدہ ہے۔ ٹھیک ہے سمبوتورا۔ میں چلتا ہوں۔ اور تمہیں تمہاری طویل کاوشوں کا انعام ملنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کم از کم ویلینی سے تمہاری ملاقات تو ہو جائے گی۔"

سمبوتورا نے امید و بیم کے انداز میں گردن ہلا دی۔ جیسے اسے یقین نہ ہو کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو سکے گا۔

اس کی یہ کیفیت غیر فطری نہیں تھی۔ جو حالات پیش آ چکے تھے ان کے بعد ویلینی ایک خواب بن گئی تھی۔ طویل عرصے تک تو یہ ہی پتہ نہیں چل سکا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ میرے لیے بھی یہ ضروری تھا کہ کسی کو شبے کا موقع دیے بغیر اپنے تابوت میں پہنچ جاؤں۔ اسی میں میری کامیابی کا دارومدار تھا۔ چنانچہ میں ان سے اجازت لے کر چل پڑا۔ اور بغیر کسی واقعہ کے اپنی جگہ پہنچ گیا۔ مجھے ایک گونہ سکون تھا کہ میری کارروائی آگے بڑھی ہے۔ خاص طور سے سمبوتورا کی باہوش و حواس ان معاملات میں شرکت باعث اطمینان تھی۔ اب ویلینی سے اس کی ملاقات ہو جائے گی۔ اور وہ میرے منصوبے کو ویلینی تک پہنچا دے گا۔ یہ پراسرار نام نہ جانے کتنے عرصے سے ہمارے ذہن میں سنسنی بنا ہوا تھا۔

خیال یہ تھا کہ سمبوتورا کے ساتھ ویلینی پہنچنے کے بعد بہت سے مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔ ایلین ساریا نے اس کام کو مشکل ترین بنا دیا تھا۔ پھر میکے براؤن اور دوسرے بہت سے کردار راستے میں آئے۔ اور یہ بات ناممکن محسوس ہونے لگی کہ ہم ویلینی تک پہنچ سکیں۔ لیکن انتہائی محنت اور کاوشوں کے بعد ہم نے جب ویلینی کے سرحدی علاقے میں قدم رکھا تو سمبوتورا نے اعلان کیا کہ ہم ویلینی میں ہیں۔ کافی دیر تک یقین نہیں آیا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے میرے اندر ایک اور وجود پوشیدہ ہے جو مجھے آنے والے حالات سے باخبر رکھتا ہے۔ اور اس وقت میری ذہنی کیفیت یہ ہی تھی میرے دل کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ تمام مراحل طے کر کے ویلینی تک پہنچ چکا ہوں۔ اور میری چھٹی حس نے مجھے جو احساس دلایا تھا وہی درست تھا۔ ویلینی نہیں ملی تھی۔ نہ صرف یہ کہ ہم سب ایک مسلسل عذاب کا شکار ہو گئے تھے۔ اور اس کے بعد ہُوگا کے سردار کی حیثیت سے جو زندگی میں نے بسر کی تھی اس کے بارے میں سوچتا تو شدید حیرانیوں کا شکار ہو جاتا۔ ہنسی بھی آنے لگتی تھی اپنے آپ۔ جدید دنیا کے لوگوں کو اگر میں یہ بات بتاؤں گا کہ میں کس حیثیت سے ایک وحشی قبیلے میں زندگی گذار چکا ہوں تو وہ اسے افسانہ طرازی ہی سمجھیں گے۔ لیکن

زندگی ایسے ہی واقعات سے عبارت ہوتی ہے اور ایک طویل دور گذر جانے کے بعد یہ ماضی ہی سب کچھ رہ جاتا ہے۔ لوگ یقین کریں یا نہ کریں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

دن کی روشنی اور پھر رات کی تاریکی۔ ایشلا کا پیار میرے ساتھ گذرے ہوئے لمحات میں اس کی سرور انگیز کیفیات میری اس سے دلچسپی اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا احساس کہ وہ بھی بالآخر سونیا کی طرح اپنی حماقتوں کا شکار ہو جائے گی۔ یہ سب کچھ بھی میری تقدیر میں تھا۔ ہما نے مجھ سے اظہار الفت کیا تھا۔ اور نتیجہ میں اس کی شخصیت بالکل تبدیل ہو گئی تھی۔ اس کے بعد جولیا میری زندگی میں آئی اور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ ندرت تھی جس کے ہر عمل سے پتا چلتا تھا کہ وہ بھی اپنی شخصیت کو اور اپنی پراسرار حیثیت کو بھول کر مجھ سے متاثر ہو گئی ہے۔ ایلین ساریا بھی میرا شکار ہوئی تھی۔ اس کے بعد سونیا جس نے مجھ سے محبت کی تھی۔ اور وہ سچ سچ مجھ سے مخلص ہو گئی تھی۔ میری ہی وجہ سے موت کے گھاٹ اتری۔ اور اب یہ بیچاری ایشلا تھی۔ ہاں اگر ان میں کوئی نام باقی رہ جاتا تھا۔ تو وہ حسن کی بہن تنویر کا نام تھا۔ جس نے صرف چند اشارے میری جانب کیے تھے۔ اور میرے دل میں ایک میٹھی میٹھی کسک بن کر رہ گئی تھی۔ وہ بچی ہوئی تھی۔ مجھے تو اب یوں خوف محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی بھی لڑکی اگر مجھ سے متاثر ہوئی تو یقیناً موت کا شکار ہو جائے گی۔ یہ ہی تاریخ تھی۔ لیکن خود میری اپنی زندگی کیا تھی۔ ذہن بہت زیادہ الجھنوں کا شکار ہو گیا۔ پھر میں نے یہ خیالات اپنے ذہن سے جھٹک دیے۔ اور سمبوتورا کے بارے میں سوچنے لگا۔ ابھی تک نہ سمبوتورا نے مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ نہ ہی میں نے ویلبی کے اس طریقے کو استعمال کیا تھا۔ میں خود ان کی طرف سے ہی کارروائی چاہتا تھا۔ اور بالآخر شدید انتظار کے بعد ایک شام جب میں سوچ رہا تھا۔ مجھے اپنے ذہن میں تحریک محسوس ہوئی اور میں مستعد ہو گیا۔ ذہن میں آہستہ آہستہ ابھرنے والی آوازیں سمبوتورا ہی کی تھیں۔

"گازالی، گازالی، سمبوتورا تم سے مخاطب ہے۔"

"کہو سمبوتورا۔ کیا بات ہے؟"

"تم خیریت سے تو ہو گازالی؟"

"ہاں بالکل۔ میری خیریت پوچھنے کے بجائے اپنی خیریت بتاؤ۔"

"آہ۔ میں ویلینی تک پہنچ چکا ہوں۔ میری اس سے ملاقات ہوئی ہے۔ طویل ملاقات۔ اور اس وقت بھی وہ میرے سامنے موجود ہے۔"

"میری طرف سے مبارکباد قبول کرو سمبوتورا۔"

"نہیں۔ ویلینی اچھی طرح جانتی ہے کہ میرا اس تک پہنچنے کا ذریعہ صرف تم تک ہو گازالی۔ صرف تم۔ میں نے ویلینی کو تمہاری شخصیت کے بارے میں شروع سے لے کر آخر تک سب کچھ بتا دیا ہے۔ اور بہتر یہ ہے گازالی کہ اب تم خود ہی ویلینی سے بات کرو۔"

"اوہ!" میں نے آہستہ سے کہا۔ اور میرے دماغ میں ایک ہلکی سی آواز آئی۔ جیسے ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا ہو۔ اور پھر آہستہ آہستہ ایک اجنبی آواز میرے ذہن میں ابھری۔

"گازالی، عظیم گازالی، ویلینی تم سے مخاطب ہے۔" بڑی گونج دار اور بڑی انوکھی آواز تھی۔ میں چند لمحات اپنے ذہن میں سنسنی محسوس کرتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"میں گازالی آپ سے مخاطب ہوں ویلینی۔"

"گازالی۔ سمبوتورا نے تمہارے بارے میں جو کچھ بتایا ہے۔ اور میری اس ذہنی آزادی میں تم نے جو کام کیا ہے۔ اس کے لیے شکریہ کے الفاظ کافی نہیں محسوس ہوئے۔ یہ صرف میرا ہی نہیں بلکہ پوری ساموں قوم کا اعتراف ہے کہ تم ہمارے لیے بہت بڑی شخصیت رکھتے ہو۔ گازالی تفصیلی گفتگو ہم اس وقت کریں گے جب ہمیں اس کے مواقع حاصل ہوں گے یوں سمجھو کہ سمبوتورا نے مجھے وہ تمام تفصیلات بتا دی ہیں۔ جو تمہارے ذریعے اس تک پہنچی ہیں۔ تمہارا مقصد اور تمہارا کام میرے علم میں آ چکا ہے۔ میں تم سے مکمل تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"تب پھر میں مسٹر ویلبی سے مل کر اس بات کا تعین کروں گا کہ وہ میری اور آپ کی ملاقات کب کراتے ہیں۔"

"میں تم سے ملنے کے لیے بے چین ہوں گازالی۔"

"میری کیفیت آپ سے مختلف نہیں ہے میڈم ویلینی۔ اور میں اپنے آپ کو ایک خوش قسمت انسان سمجھتا ہوں کہ وہ نام جو لوگوں کے ذہنوں میں ایک پراسرار حیثیت رکھتا ہے۔ آج میں اس سے مخاطب ہوں۔"

"ایسے الفاظ نہ کہو گازالی۔ تم اس وقت ہماری امداد کا ذریعہ بن رہے ہو۔ جب ہم مکمل طور پر مفلوج ہو چکے ہیں۔ اور میں یہ بات جانتی ہوں کہ گذرنے والا وقت گذر جاتا ہے اور میں اس شیطان کے خلاف کچھ نہ کر سکی جو ہم پر مسلط ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے شاید زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے۔"

"باتیں بہت سی ہیں میڈم ویلینی۔ لیکن میں آپ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتانے لگا۔ "جب میرا اور آپ کا سامنا ہوگا تب گفتگو کروں گا"
"اس کے لیے مجھے کیا کرنا ہے؟"
"ابھی آپ اطمینان رکھیں۔ میں مسٹر ویلبی سے رابطہ قائم کرکے یہ گفتگو کروں گا اور پھر آپ کو جواب دوں گا۔"
"اتنا ہی کافی ہے گازالی۔ بہرطور تمہارا بڑا احسان ہے ہم لوگوں پر۔"
ویلینی کی آواز بند ہو گئی۔ اور اس کے بعد میرا اُن دونوں سے ذہنی رابطہ بھی ختم گیا۔ لیکن میں اپنے ذہن میں کافی دیر تک سنسنی محسوس کرتا رہا تھا۔ اور اب مجھے بھی بڑی بے چینی ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی ویلبی سے رابطہ قائم کیا۔ اور اُس آلہ کے ذریعے اسے بتایا کہ میری ویلینی سے ذہنی ملاقات ہو گئی ہے۔"
"ہاں میرے مشینی آلات بتا رہے ہیں کہ تم ویلبی سے رابطہ قائم کر چکے ہو۔"
"مسٹر ویلبی۔ ابھی چند لمحات قبل ویلینی سے پہلی بار میری بات چیت ہوئی ہے۔"
"مجھے علم ہے۔"
"کیا یہ بھی علم ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے؟"
"نہیں۔"
"تو پھر مسٹر ویلبی۔ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔"
"ٹھیک ہے۔ پہلے مجھے ایشلا کے بارے میں معلومات حاصل کر لینے دو۔ یہ اندازہ لگانا ہوگا کہ آج میں اُس پر قابو پا سکتا ہوں یا نہیں۔ دراصل ایشلا بہت ہی معصوم اور سادہ سی لڑکی ہے۔ جس جگہ وہ رہتی ہے وہاں عام لوگوں کی پہنچ ممکن نہیں ہے۔ لیکن میرا معاملہ دوسرا ہے۔ میں اُسے وہیں سلا دیتا ہوں اور اس کے لیے مجھے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور اس سے ملنا پڑتا ہے۔ آج بھی میں یہی کوششیں کروں گا۔ اور اگر اس میں کامیاب ہو گیا تو تمہیں اطلاع دوں گا۔ ویسے ایشلا نے ملاقات کے دوران اس رات کی بات تو تم سے کی ہوگی جب وہ گہری نیند سو گئی تھی۔"
"ہاں پروفیسر ویلبی۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے سو جانے کے واقعہ پر شرمندگی اور سخت حیرت محسوس کرتی ہے۔ اور مضمحل نظر آتی ہے۔"
"بہرطور وہ دن کی روشنی میں بھی تو تم سے کبھی کبھار ملاقات کر لیتی ہے۔"
"ہاں۔ اب کر لیتی ہے۔ اور اس سلسلے میں بعض اوقات سخت بیزاری کا اظہار کرتی ہے کہ مجھے اس تابوت میں زندگی بسر کرنی پڑ رہی ہے۔"
"کہیں اس نے تمہیں تابوت سے نکالنے کے لیے کسی کارروائی کا آغاز تو نہیں کر دیا؟"
"ابھی نہیں۔ میں بمشکل تمام اُسے قابو میں رکھے ہوئے ہوں۔"
"بہرطور۔ ابھی اُس بے چاری کو مسلسل دھوکہ دیتے رہنا مناسب ہے۔ اسی میں ہماری بقا ہے۔"
"میں جانتا ہوں مسٹر ویلبی۔"
"میں آج پھر کوشش کرتا ہوں۔ تمہیں رات کو اطلاع دوں گا۔ تقریباً آٹھ بجے۔ وقت کا تعین تو کر لیتے ہو نا؟"
"ہاں" میں نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد ویلبی سے رابطہ منقطع ہو گیا۔
میں نے بڑی بے چینی اور تجسّس کے عالم میں وقت گزارا تھا۔ آٹھ بجے کے بعد ویلبی نے پھر مجھ سے رابطہ قائم کیا اور بتایا کہ ایشلا اپنی خواب گاہ میں گہری نیند سو جائے گی۔ انہوں نے بندوبست کر لیا ہے لیکن وقت کا تعین وہی تھا۔ یعنی رات کو ساڑھے گیارہ بجے کے بعد مجھے ویلبی کے پاس پہنچنا تھا۔ اور رات کو ساڑھے گیارہ بجے میں ویلبی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ میرا انتظار کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور بولے۔
"اب تو تمہاری کارروائی سے میرا اتنا گہرا تعلق قائم ہو گیا ہے کہ میں خود بھی وقت نہیں گزار پا رہا۔ میرے دل میں بھی طرح طرح کے وسوسے آتے ہیں۔ ایک بات میں تمہیں ذرا دوسری باتوں سے پہلے بتا دوں کہ میں نے اپنے بیوی اور بچوں کے بارے میں انتہائی چالاکی سے کام لیتے ہوئے یونادینا سے معلوم کر لیا ہے۔ یونادینا کو قطعی شبہ نہیں ہو سکا کہ میں کیوں یہ بات دریافت کر رہا ہوں۔ بس میں نے اسی قسم کا انداز اختیار کیا تھا کہ میں بچوں کی خیریت سے واقف ہونا چاہتا ہوں۔ یونادینا نے بتایا ہے۔ میرے بچے اور بیوی یہیں موجود ہیں۔ بدبخت یونادینا انہیں اپنے ساتھ ہی لایا تھا۔ اور اس غرض کے تحت کہ اگر میں کہیں اس سے انحراف کروں یا بغاوت کا اظہار کروں۔ تو اُن کے ذریعے وہ مجھے قابو میں رکھے۔ اس نے یہ بات نہیں بتائی کہ اُن لوگوں کو کہاں محفوظ رکھا گیا ہے لیکن شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو غزالی کہ اب میں فضاؤں میں اپنے بیوی اور بچوں کی بو سونگھ رہا ہوں۔ میرے دل کی حالت اتنی خراب ہو گئی ہے کہ میں بتا نہیں سکتا۔"
"میں جانتا ہوں مسٹر ویلبی۔ آپ کے جذبات کا مجھے

پوری طرح احساس ہے۔ لیکن کیا آپ ہماری اس خوش بختی کو تسلیم نہیں کریں گے کہ ہماری مشکلات خود بخود حل ہو رہی ہیں۔ اگر بدفطرت اور شیطان یونادینا اُن لوگوں کو یہاں نہ لاتا تو ہمیں اُسے ایک طویل عرصے تک زندہ رکھنا پڑتا۔ اور وہ خطرات مول لینا پڑتے جو اُسے زندہ رکھنے کے سلسلے میں ہوتے۔ اب کم از کم یہ تو ہو سکتا ہے کہ اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے پر سودا ہو جائے۔ یعنی اگر وہ ایشلا کی زندگی چاہتا ہے تو آپ کے بیوی اور بچوں کو اسی جگہ آپ کے سپرد کر دے۔"
"بالکل، بالکل، اسی انداز میں۔ میں نے سوچا تھا غزالی۔"
اسی انداز میں، میں نے سوچا تھا۔
"مسٹر ویلبی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے انہیں بہت سی تسلیاں دیں اور کہا کہ اب تو صرف پلکوں کی سوئیاں رہ گئی ہیں۔ ہم آخری مراحل سے گزر جائیں تو ہماری زندگی کے لیے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد سلسلۂ گفتگو سمبوتورا اور ویلینی کی طرف مڑ گیا۔ مسٹر ویلبی نے کہا کہ سمبوتورا کو اُسی وقت ویلینی کے پاس پہنچا دیا گیا تھا۔ اور اب وہ اُسی کے پاس موجود ہے۔"
"میرا اُس سے ذہنی رابطہ قائم ہو چکا ہے۔ آپ کو اس کا علم ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اُس سے مل لوں مسٹر ویلبی۔"
"ہاں۔ حالات پرسکون ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ باعثِ تشویش ہو لیکن تم اطمینان رکھو۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہوا بھی تو میں اُسے سنبھالنے کی پوری پوری صلاحیتیں رکھتا ہوں۔ چلو میں تمہیں اس جگہ پہنچا دوں جہاں ویلینی قید ہے۔"
ویلینی کا یہ قید خانہ عام قیدیوں سے ہٹ کر تھا۔ اور اس کے لیے ہمیں غار در غار سفر کرنا پڑا تھا۔ بالآخر کچھ سیڑھیاں گہرائیوں میں اتریں اور ہم اس غار میں داخل ہو گئے جہاں ویلینی کا قید خانہ تھا۔ چابیوں کا وہ گچھا جو مجھے ایشلا نے مہیا کیا تھا اب مسٹر ویلبی کے پاس تھا۔ میں یہ چابیاں اُنہی کو دینے گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تالہ کھولا۔ اور اندر داخل ہونے کے لیے کہا۔ پھر بولے۔
"میں جا رہا ہوں۔ تم ٹھیک دو گھنٹے کے بعد یہاں سے واپس آنا۔ میں اس غار کے آخری سرے پر تمہارا انتظار کروں گا۔ اس لیے بہرطور دو میں رہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس سے زیادہ وقت صرف کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔"
"ٹھیک ہے مسٹر ویلبی۔ میں ٹھیک دو گھنٹے کے بعد پہنچ جاؤں گا۔ جہاں کا آپ نے کہا ہے۔" میں نے جواب دیا۔
جنگلے کے دوسری طرف تقریباً تیرہ افراد موجود تھے۔ اُن میں سے دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی تک سمبوتورا یا ویلینی کو یہ پتہ نہیں چلا تھا کہ میں اُن کے غار میں آیا ہوں۔ بیٹھے ہوئے افراد میں سے ایک عورت صاف دیکھی جا سکتی تھی۔ دوسرا یقینی طور پر سمبوتورا تھا۔ وہ دونوں میری طرف دیکھنے لگے تھے۔ اور پھر جب سمبوتورا نے مجھے پہچانا تو کھڑا ہو گیا۔ اُس کے اس طرح کھڑے ہونے سے ویلینی بھی چونک کر کھڑی ہو گئی۔ تب سمبوتورا کے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی۔
"میرا دوست، میرا ساتھی۔ گازالی۔"
میں سحرزدہ نگاہوں سے ویلینی کو دیکھ رہا تھا۔ بلاشبہ ندرت کا دوسرا روپ تھا۔ انتہائی پُر وقار، پُرشکوہ شخصیت کی حامل، یہ عورت اپنی بڑی بڑی بادامی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں ندرت کی بھی بے انتہا حسین تھیں۔ اور یہی حسن ویلینی کی آنکھوں میں بھی تھا۔ اُن میں ایک عجیب مقناطیسیت تھی۔ گو اس کی عمر اچھی خاصی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن آنکھوں کی اس کشش کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جس میں ایک پوری کائنات بسی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ اور میں یوں محسوس کر رہا تھا کہ جیسے میں ان آنکھوں کی وادی میں اتر چکا ہوں۔ اور اپنا وجود بھول چکا ہوں۔ تب آہستہ آہستہ ویلینی میرے قریب پہنچی۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اُس نے اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھ دیا۔
"آؤ گازالی، آؤ میرے محسن، میں تمہیں اپنے اس قید خانے میں خوش آمدید کہتی ہوں۔" میں چونک پڑا۔ اور پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں واپسی کا سفر کر رہا ہوں۔
چند لمحوں کے بعد میں نے اپنے آپ کو ویلینی کے سامنے کھڑے ہوئے پایا۔ میری نگاہیں اب بھی اس کے چہرے سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔ اور میں اس سحر میں گم تھا۔ پھر ویلینی نے محبت آمیز انداز میں میرا ہاتھ پکڑا اور آگے لے جا کر اُس جگہ بٹھا دیا جہاں چند لمحات قبل وہ خود بیٹھی ہوئی تھی۔
"اگر تم میرے دورِ آزادی میں آتے گازالی تو میں تمہیں تمہاری شخصیت کے پیش نگاہ وہ نشست پیش کرتی۔ جو میں اپنے بیٹھنے کے لیے استعمال کرتی تھی۔ لیکن اس وقت بھی میں نے وہی جگہ تمہیں دی ہے۔ جہاں قید کے دوران میری نشست رہی ہے۔ اسے میرا احترام سمجھ لو۔" میں نے فوراً اپنی جگہ تبدیل کر دی اور جرأت سے کام لیتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور اُسے اُس جگہ بٹھاتے ہوئے کہا۔
"میڈم میں کسی بھی طور آپ کی جگہ نہیں لے سکتا۔ خواہ وہ قید خانہ ہو یا آپ کی اپنی نشست گاہ۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ کو آپ کے مقام پر برقرار رہنے دیا جائے۔" ویلینی ہنسنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتانے لگا۔ پھر سمبوتورا کی طرف رخ کر کے بولی۔

"سمبوتورا، معزز مہمان کو میری خوشیوں سے آگاہ کرو۔"

میں مسلسل اُس کا چہرہ دیکھے جا رہا تھا۔ ویلینی انتہائی پریشان کن حالات سے گذری تھی۔ لیکن چہرے کے وقار، شگفتگی اور بانکپن میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ وہ ان حالات سے بہت زیادہ خوفزدہ نہیں محسوس ہوتی تھی۔ چند لمحات کی خاموشی کے بعد میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور آہستہ سے بولا۔

"واقعات آپ کو وائی مین کی زبانی معلوم ہو چکے ہوں گے میڈم ویلینی۔ میں جس طرح آپ کے راستے پر پڑا۔ اس کی تفصیل بھی سمبوتورا نے۔ میرا مطلب ہے وائی مین نے آپ کو بتادی ہوگی خزانے وغیرہ کا مسئلہ بلاشبہ اس دنیا میں رہنے والوں کی مانند میرے ذہن میں بھی تھا۔ لیکن اس حیثیت سے نہیں جس حیثیت سے دوسرے لوگ اُس کا حصول چاہتے تھے۔ اور اب میں اس کا تذکرہ بھی حماقت سمجھتا ہوں۔ بلکہ شاید وائی مین نے آپ کو یہ بات بتادی ہو کہ میں اُس خزانے تک پہنچ چکا ہوں اور اس کی نشاندہی آپ سے کر سکتا ہوں۔ بہر طور میں اپنی کسی طرح کی برائی نہیں کر رہا بلکہ اس بات کا آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرے پیش نگاہ خزانے کا حصول نہیں بلکہ آپ کا منصب ہے۔"

"براہ کرم کسی خزانے کا تذکرہ مت کرو۔ وہ خزانہ میرے لیے بہت زیادہ اہم نہیں ہے۔ میں تم سے ملاقات کی خوشی کا اظہار کر چکی ہوں۔ اب ہمیں اس موضوع پر بات کرنی چاہیے۔ جس کے تحت ہم اس بدبخت لوناوینا کو کیفرِ کردار تک پہنچا سکتے ہیں۔ اس کی دسترس سے نجات حاصل کیے بغیر ہماری زندگی ممکن نہیں ہے۔"

"اُس نے آپ کو جسمانی اذیتیں بھی پہنچائی ہیں میڈم؟" میں نے کہا۔ اور ویلینی ہنسنے لگی۔

"ہاں۔ اس نے اپنے طور پر وہ تمام کوششیں کی ہیں۔ جن کی بنیاد پر میں اُسے خزانے کا پتا بتادیتی۔ لیکن وہ مجھ پر بے اثر رہیں۔ اور وہ اُن کے ذریعے کامیابی نہیں حاصل کر سکا۔ میں یہ بات خود اُس سے بھی کہہ چکی ہوں کہ وہ اپنی ایسی کوششوں میں عمر بھر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں ویلینی کے اُن معصوم باشندوں کے لیے بھی میں پریشان ہوں۔ جو مجھ سے تعاون کر کے ایک ایسے عذاب میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ جس کا شاید ابھی انہیں احساس نہ ہوا ہو۔ لیکن رفتہ رفتہ اُنہیں اس کا احساس ہو جائے گا۔ کیونکہ لوناوینا اپنے مقصد کے حصول کے لیے سب کو بے دریغ قتل کر سکتا ہے۔ اور اس کے سلسلے میں وائی مین نے مجھے اس سازش کی تفصیلات بتائی ہیں جو ہُوگا اور ویلینی کو لڑانے کے سلسلے میں کی گئی تھیں۔ اور جسے تم نے شاندار پیمانے پر ناکام کر دیا ہے۔ یہ تمہارا مجھ پر ہی نہیں بلکہ ویلینی قبیلے پر بھی احسان ہے۔ بہر طور مسٹر گازالی جو تجویز تمہارے ذہن میں ہے میں اُس سے پوری طرح متفق ہوں۔ ایک بار میرے سامنے بھی اس کے سلسلے میں تفصیلی بات ہو جائے۔ اور پھر مجھے میری ذمہ داریاں بھی سمجھا دو۔ مزید گفتگو ہم اس وقت کریں گے جب ہم اپنے مقصد کو پالیں گے۔"

"آپ سے سلسلہ گفتگو مقصود تھی مسز ویلینی۔ آپ کو دیکھنا چاہتا تھا۔ نہ جانے کیا کیا احساسات ہیں ذہن میں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلے آپ کو اس مصیبت سے چھٹکارا دلانا میرا فرض ہے اور میں اس کے لیے آپ کی مدد کے ساتھ کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"وائی مین نے کہا کہ لوناوینا اپنی لڑکی ایشلا کو میرا روپ دے کر ویلینی کے باشندوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ وہ سازشی انسان بلاشبہ عظیم ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ کاش ہمارے ساتھیوں میں کوئی اتنی بڑی صلاحیت کا مالک ہوتا۔ لیکن اگر تم اُسے اپنے طور پر زیر کر لو گے تو بلاشبہ یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی کہ تم اُس سے زیادہ برتر و اعلیٰ ہو۔ اور تمہیں اپنے ساتھ پا کر مجھے جس قدر خوشی ہوگی اُس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی۔"

"وائی مین آپ کو میرا پروگرام ضرور بتا دیا ہوگا جس کے تحت میں لوناوینا کو اُسی کے ہتھیار سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں۔ مگر اب مجھے یہ بتاؤ کہ میری ذمہ داریاں کیا ہیں۔"

"فی الحال کچھ نہیں۔ آپ کو انتظار کرنا ہوگا چاندرات کا۔ اُس سے پہلے میں آپ کو ایشلا کی شکل دے دوں گا تاکہ آپ لونا کی بیٹی کی حیثیت سے کچھ وقت گذاریں۔ اور مقررہ وقت پر جب ایشلا، ویلینی کی حیثیت سے زیارت کی پہاڑی پر جائے آپ اُس کی جگہ پہنچیں۔ اور اس کے بعد ہم اپنی کارروائی کا طور سے آغاز کر دیں گے۔ ویلینی مجھے دیکھتی رہی اور پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"چونکہ میں اپنے ذہن میں اس طرح کے منصوبے نہیں سکتی اس لیے مجھے تمہارے منصوبے سے اتفاق ہے۔ میں یہاں مصیبت کا شکار ہو گئی ہوں۔ اس مصیبت سے چھٹکارا کے لیے میں سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہوں، جو تم کہو۔"

"آپ اطمینان رکھیے میڈم۔ میں اپنی آخری کوششیں اس کے لیے صرف کر دوں گا۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں اُس سے رخصت کی اجازت مانگنے لگا۔

اُس نے میری پیشانی کو بوسہ دیا اور اس بات کا پھر شکریہ ادا کیا کہ میں اس کے لیے اتنا کام کر رہا ہوں۔ میں نے واپسی میں ویلبی سے کہا کہ ایک شخصیت کو ویلینی کے پاس پہنچا دیا جائے اُس کا نام ہالی سا ہے۔ ویلبی نے کہا کہ چونکہ اب سمبوتورا اور ویلینی ذہنی طور پر آزاد ہو چکے ہیں چنانچہ وہ اُن سے ملاقات کرتا رہے گا۔ اور اُن کی خواہشات کے مطابق عمل کرے گا۔ اندرونی طور پر یہ معاملہ اس کے سپرد رہنے دیا جائے۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد پھر میں اپنی تابوتی رہائش گاہ میں آ گیا۔ بڑی سنسنی تھی۔ ایک ایک لمحہ بدن میں اینٹھن بن رہا تھا۔ لیکن اس کیفیت کو برداشت کرنا تھا۔ ابھی تو کافی وقت مجھے اس سلسلے میں صرف کرنا پڑے گا۔ اگر اعصاب کی یہی کیفیت رہی تو میں تو پاگل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں خود کو پُرسکون کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا۔

دوسرے دن ایک اور حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ حیرت انگیز بھی اور سنسنی خیز بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے لیے سکون کے بہت سے لمحے مہیا کر گیا تھا۔ وہی وقت تھا جب زیڈال کا کوئی نہ کوئی آدمی مجھ سے ملاقات کرتا تھا۔ اور اس دن بھی تابوت میں لیٹے لیٹے میں نے قدموں کی چاپ سنی اور کوئی میرے نزدیک آ گیا۔ پھر تابوت کا ڈھکن اٹھایا گیا اور میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن اُسی وقت پروفیسر زیڈال کی آواز میرے کانوں میں اُبھری۔

"یہ میں ہوں مسٹر گزالی یہ میں ہوں۔" زیڈال کی آواز پہچان کر میں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں آنکھیں کھول دیں پروفیسر زیڈال سنجیدہ چہرہ بنائے ہوئے میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"آپ پروفیسر زیڈال آپ۔"

"ہاں۔ تم سے ملاقات اتنی ہی ضروری تھی کہ مجھے ہر قسم کے خطرات کو نظر انداز کر کے تم تک آنا ہی پڑا۔ نہیں۔ نہیں لیٹے رہو۔ اپنے تابوت سے اٹھنے کی کوششیں مت کرو۔ میرے پاس ایسے انتظامات ہیں کہ اگر باہر سے کوئی خطرہ محسوس ہو تو میں یہاں سے اُن لوگوں کو اطلاع ہوئے بغیر نکل جاؤں۔ تمہارا تابوت سے باہر نکلنا خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"اوہ۔ پروفیسر زیڈال۔ آپ کی آمد نے مجھے سنسنی کا شکار کر دیا ہے۔"

"مجبوری تھی۔ جو منصوبہ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔ اُس کے لیے میرا تم تک پہنچنا ضروری تھا۔ اور تمہیں یہاں سے ہٹانے کی ہمت میں نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تمہارا مسئلہ بہت مشکل ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ڈیئر گزالی تمہیں میرے مقصد کی تکمیل کے لیے کیسی شدید اذیتوں سے گذرنا پڑ رہا ہے۔ اس تابوت میں لیٹے رہنا اور زندگی گذارنا آسان کام نہیں ہے۔ تاہم میں تمہارا شکرگذار ہوں کہ تم میرے مقصد کی تکمیل کے لیے وہ سب کچھ کر رہے ہو جو میں چاہتا ہوں۔"

"مجھے اطلاع ملی تھی پروفیسر کہ آپ نے اپنے کسی منصوبے کو ترک کر دیا ہے اور میرے لیے مزید ہدایتیں فراہم کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں ان دنوں مسلسل مصروف رہا ہوں گزالی۔ ایک طرف تو میں اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ دوسری طرف مجھے احساس تھا کہ اس طرح کچھ ایسے سقم رہ جاتے ہیں۔ جو ہمارے اس پروگرام میں مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنا پروگرام اچانک ہی تبدیل کر دیا ہے۔"

"مقصد؟" میں نے حیرت زدہ نگاہوں سے زیڈال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اب ایک نئی اسکیم پر عمل درآمد چاہتا ہوں۔ تم نے یہاں غاروں میں رہ کر غاروں کی دنیا کو دیکھنے کی کوشش کی ہے۔"

"میرے لیے اس کے مواقع کہاں تھے پروفیسر زیڈال۔ میں یہ خطرات کہاں مول لے سکتا تھا۔"

"یہ کہ تم نے اچھا کیا۔ کسی بھی لمحہ ہمارا راز فاش ہو سکتا تھا۔ اور بلاشبہ یہ صبر کی انتہا ہے۔ تاہم اب میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں کہ تم ان غاروں کی دنیا کو اپنی نگاہوں سے دیکھو۔"

"مگر پروفیسر۔"

"ہاں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں نے تمہارے تحفظ کے لیے ان غاروں میں معقول بندوبست کر دیا ہے۔ کمبخت لوناوینا یہاں اپنے خاص آدمیوں کے علاوہ کسی اور کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر میں خود بھی اُس سے درخواست کروں کہ میں ان غاروں میں آنا چاہتا ہوں۔ تو وہ مجھے اس کی اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ اپنے اصولوں اور اپنی چالاکیوں میں اتنا ہی سخت آدمی ہے۔ یہاں اپنے آدمیوں کو بھیجنے کے لیے مجھے چند دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یا اس وقت یہاں پہنچنے کے لیے مجھے جن جن مشکلات سے گذرنا پڑا ہے۔ اُن کا تذکرہ تم سے کرنا حماقت ہے۔ تاہم یہ سمجھ لو کہ میں نے اپنی زندگی کا انتہائی خطرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مول لیا ہے اور اگر لوناد ینا مجھے یہاں پائے تو وہ پھر یقینی طور پر میرے قتل سے کم پر وہ کسی بھی شکل میں تیار نہیں ہو گا۔ بہر طور یہ غیر ضروری باتیں ہیں گے زالی۔ سنو، یہاں ایک شخص مسٹر ویلبی کے نام سے رہتا ہے۔ غاروں کی اس دنیا کا نقشہ میں نے ترتیب دے لیا ہے۔ اسے اپنے پاس محفوظ رکھو۔" زیڈال نے کاغذ کا ایک بڑا سا ٹکڑا جو تہہ کیا ہوا تھا نکال کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"اس نقشے میں مکمل ترتیب ہے ان غاروں کی۔ ابھی اسے کھول کر نہ دیکھو۔ کیونکہ میرے پاس بہت زیادہ وقت نہیں ہے۔ بعد میں اس نقشے پر اچھی طرح غور کر لینا۔ یہ تمہیں ان غاروں کی نشاندہی کرے گا۔ یہ شخص دیلبی کا ہے۔ جسے لوناد ینا نے بلیک میل کر کے اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے اور اس شخص کی سائنسی مہارتوں سے لوناد ینا خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یہ شخص ذہنوں کو کنٹرول کرنے کا ماہر ہے۔ اور اس کا تمام تر سائنسی مشغلہ یہی رہا ہے۔ لوناد ینا نے اسی کے ذریعے ساموں کا ذہنی کنٹرول حاصل کیا ہے۔ اور یہ شخص اپنے مشینی ذرائع سے اُن کے ذہنوں کو قابو میں کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ گویا جو ساموں اس کے قیدی ہیں میرا مطلب ہے لوناد ینا کے قیدی ہیں۔ اُن کی باگ ڈور دیلبی کے ہی ہاتھ میں ہے۔ اس شخص پر قبضہ کرو۔ اور اسے یا تو قتل کر دو یا پھر کسی طرح اس بات کے لیے مجبور کر دو کہ وہ تمہارے احکامات پر عمل کرے۔

اس کا فیصلہ تمہیں خود کرنا ہے گے زالی کہ کس طرح اُس پر قابو پاؤ گے۔ اُس کی رہائش گاہ کے بارے میں بھی اس نقشے میں تمام تر تفصیلات ہیں۔ دیلبی کو قابو کرنے کے بعد تم اُسے مجبور کرو کہ وہ ساموں کے اوپر اپنا مشینی کنٹرول ختم کر دے۔ ساموں ذہنی طور پر آزاد ہو جائیں تو تم اُن کے نجات دہندہ کی حیثیت سے اُن سے ملاقات کرو۔ اور انہیں بتاؤ کہ تم نے پروفیسر زیڈال کی مدد سے یہ کام کیا ہے۔ اس طرح ہم ساموں کی ہمدردیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ ساموں خوشی سے لوناد ینا کے قیدی نہیں بنے ہوں گے۔ اور انہیں احساس ہو گا۔ خاص طور سے دیلینی کو احساس ہو گا کہ لوناد ینا نے کس طرح اس کی حیثیت حاصل کر کے اُس کے تمام منصوبوں کو ناکام کر دیا ہے۔"

میرا مطلب ہے جس مقصد کے تحت دیلینی یہاں رہنا چاہتی تھی اُسے بتاؤ کہ اس کا خزانہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خزانہ جو اس نے نہ جانے کتنی دقتوں کے بعد ماؤنٹ سولاٹ سے حاصل کیا ہے۔ دیلینی کو لوناد ینا کی دشمنی پر پوری طرح آمادہ کر دو اور تمام ساموں کو اُن کی قید سے آزاد کر دو۔ لیکن اُس کے ساتھ اُنہیں بتاؤ کہ عمل کے لیے جلدی نہ کریں بلکہ اُس چاندرات کا انتظار کریں جب لوناد ینا کی تمام تر توجہ دیلینی کے باشندوں پر ہوتی ہے۔ اور وہ خود بھی وہاں موجود ہوتا ہے۔ اپنی بیٹی ایشلا سے تھوڑے ہی فاصلے پر نظر آتا ہے۔ اُس وقت دیلینی ساموں کے ساتھ اندرونی طور پر انتشار برپا کر دے۔ یہاں موجود جتنے افراد ہیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ ویلبی کو یا تم خود ہلاک کر دو یا پھر کسی بھی شکل میں اُسے بھی اُس وقت ختم کر دو تاکہ ذہنی تسلط کا مسئلہ ختم ہو جائے۔

اس کے بعد تم دیلینی کو مشورہ دو کہ وہ قبیلے والوں سے کہے کہ باہر سے آنے والوں کو ایک ایک کر کے ہلاک کر دیا جائے۔ کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑا جائے۔ میں اپنے آدمیوں کو ایک محفوظ مقام پر پہنچاؤں گا۔ جہاں وہ محفوظ رہیں گے۔ اس کے بعد ہی یہ تمہارا کام ہے کہ دیلینی کو بتاؤ کہ میں نے اس کی آزادی میں کس قدر مدد کی ہے۔"

"ہوں۔ لیکن پروفیسر زیڈال۔ کیا دیلینی قبیلے کے لوگ باہر سے آنے والے لوگوں کا اندازہ رکھتے ہیں۔ میرا مطلب ہے۔ کیا اُنہیں یہ بات معلوم ہے کہ باہر سے آنے والے کون ہیں۔ جبکہ یہاں آنے والے سب سے سب دیلینی قبیلے کے لوگوں کی شکل میں ہی موجود ہیں۔"

"ہاں۔ وہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں۔ ایشلا نے جب پہلی بار دیلینی کا روپ اختیار کر کے اُن لوگوں کو ہدایات دی تھیں تو اس نے یہی کہا تھا کہ وہ نئے آنے والے جو اُن میں شامل ہوئے ہیں اُن کے اپنے ہیں۔ اُن کے نجات دہندہ ہیں۔ وہ اُن کی بہتری کے لیے کام کریں گے اور انہیں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ در اصل اسی انداز میں سوچو کہ قبیلے کے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر اجنبی شخص کو پہچانتے ہیں۔ چنانچہ دیلینی کے باشندے نئے آنے والوں سے پوری طرح واقف ہیں۔ لیکن چونکہ وہ دیلینی کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ سوچنا ہی چھوڑ دیا کہ نئے آنے والے اجنبی لوگ ہیں۔ اُن کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ رہتے ہیں اور اُنہیں اپنا سمجھتے ہیں۔

لیکن اگر دیلینی انہیں یہ ہدایت دے کہ نئے آنے والے اب خطرناک ہو گئے ہیں اور اُن کے مقاصد کے لیے نقصان دہ ہیں تو وہ سارے رشتے ناطے بھول جائیں گے اور انہیں قتل کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ میں اُن لوگوں کی سرشت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ دیلینی کے الفاظ اُن کے لیے ایک دیو یا دیوی کے الفاظ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور وہ آنکھیں بند کر کے ان الفاظ پر ہر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح لوناد ینا کے تمام آدمی قتل ہو جائیں گے۔

"لیکن لوناد ینا کو زندہ ہی گرفتار کرنا گے زالی۔ میں تمہارا سپرد اتنا اہم کام کر رہا ہوں کہ خود بھی خوفزدہ ہوں۔ اور میں یہ جانتا ہوں کہ تم اپنی بہترین صلاحیتوں سے جس طرح آج تک عمل کرتے رہے ہو۔ اس سلسلے میں بھی کام کرو گے۔" پروفیسر زیڈال کا منصوبہ سو فیصدی میرے منصوبے سے مطابقت رکھتا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے لیے کام کر رہا تھا اور میں اپنے مقصد کے لیے۔"

میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ پروفیسر زیڈال تم جس جگہ محفوظ رہو گے۔ یا تم جس جگہ محفوظ رہنے کی کوشش کرو گے۔ وہاں تم بھی محفوظ نہیں ہو گے۔ اور اس کے لیے میں نے اس سے سوال کر ہی لیا۔

"آپ اپنے آدمیوں کو سمیٹ کر کہاں محفوظ کریں گے پروفیسر زیڈال تاکہ جب میں دیلینی کو ہدایت دوں تو کہہ دوں کہ وہ اُس سمت کا رخ نہ کرے۔ وہ سمت خطرناک ہو سکتی ہے۔"

"تمہیں وہ جگہ یاد ہے۔ جہاں، جہاں ..." پروفیسر کی آواز بھرا گئی۔ میں اُسے دیکھتا رہا چند لمحات کے بعد پروفیسر زیڈال نے کہا۔ "جہاں سونیتا نے پہلی بار تم سے ملاقات کی تھی۔ یوں سمجھو کہ وہ میرا علاقہ ہے اور میرے آدمی وہیں ہوں گے۔ میں بھی اُن ہی غاروں میں رہوں گا اور وہیں تمہاری کامیابی کی اطلاع کا انتظار کروں گا۔" میں نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔

"ٹھیک ہے پروفیسر زیڈال۔ میں آپ کی مرضی کے مطابق کام کروں گا۔"

"اور اس کے بعد ممکن ہے میں اپنے آدمی کو تمہارے پاس بھیجنے کا خطرہ مول نہ لے سکوں۔ کیونکہ اس منصوبے میں رازداری اور احتیاط شرط ہے۔"

"آپ نے جو ہدایات مجھے دی ہیں۔ پروفیسر میں اُن ہی کے مطابق کام کروں گا۔ اس لیے اب آپ اپنے آدمی کو بھیجنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ایشلا میرے لیے ضروریات کی چیزیں فراہم کر دیتی ہے۔ اور ابھی تک اس کے ساتھ میری ملاقاتیں راز میں ہیں۔"

"لیکن مجھے یہ اطلاع کیسے ملے گی کہ تم نے دیلینی کو قابو میں کر لیا ہے۔"

"اس کا فیصلہ آپ کر لیں پروفیسر۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی ذمہ داریوں کو آسانی سے پورا کر لوں گا۔" پروفیسر زیڈال چند لمحات سوچتا رہا پھر اُس نے کہا۔

"میں کسی قسم کا پیغام رسانی کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ ورنہ میں تمہیں ٹرانسمیٹر بھی فراہم کر سکتا ہوں۔ لوناد ینا انتہائی چالاک ہے اگر ہم ٹرانسمیٹر پر گفتگو کریں گے تو اُسے اطلاع بھی مل سکتی ہے۔ تاہم میں مناسب وقت دیکھ کر دس بارہ دن کے اندر اپنے کسی آدمی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اور تم اُسے یہ اطلاع دے دینا کہ تمہارا منصوبہ کامیابی سے عمل کی طرف بڑھ رہا ہے۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں پروفیسر۔" میں نے جواب دیا اور پروفیسر زیڈال نے مجھے کامیابی کی دعا دے کر رخصت کی اجازت مانگی اور پھر وہ چلا گیا۔

اُس کے جانے کے بعد میں دیر تک غور کرتا رہا۔ میں اسے تائید غیبی ہی سمجھتا تھا۔ وہی منصوبہ پروفیسر زیڈال نے اپنی طرف سے پیش کر دیا تھا جو میرے اپنے ذہن میں تھا۔ لیکن اس سے مجھے مزید آسانیاں فراہم ہو گئیں۔ یعنی ایک تو پروفیسر زیڈال کی مداخلت کا خطرہ کم ہو گیا۔ دوسرے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ دیلینی کے باشندے نئے آنے والوں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ جبکہ خود دیلینی نے بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ وہ جانتی بھی نہیں تھی اس بارے میں کہ اُسے قید کرنے کے بعد کیا کیا کارروائیاں کی گئی ہیں۔ انتظار شدید انتظار۔ تاہم پروفیسر دیلبی سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔

کچھ دن کے بعد میں ایک بار پھر پروفیسر دیلبی کی مدد سے ایشلا سے جان چھڑا کر دیلینی سے ملاقات کے لیے پہنچا۔ دیلینی اب بہت زیادہ پرسکون نظر آتی تھی۔ اور دلچسپ بات یہ تھی کہ ندرت یعنی ہائیسا بھی اُسی کے پاس موجود تھی۔ میں وہاں پہنچا تو ندرت نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر بے اختیار انداز میں میرا استقبال کیا۔ اور بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"اس دوران تقریباً ہر لمحہ تم زیر بحث رہے ہو گے زالی۔ اور میں نے میڈم دیلینی کو تمہارے بارے میں تمام تفصیلات بتائی ہیں۔" میں دلچسپ نگاہوں سے ندرت اور دیلینی کا مقابلہ کر رہا تھا۔ دونوں کے چہروں میں اتنی یکسانیت تھی کہ یقین نہیں آتا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ دیلینی عمر رسیدہ اور پختہ کار نظر آتی تھی۔ اُس کی نسبت ندرت انتہائی معصوم۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہرطور ان لوگوں کے ساتھ کافی وقت گذارا اور جب رات کا تیسرا پہر بھی ڈھل گیا تو میں نے اُن سے واپسی کی اجازت مانگی۔ لیس مطمئن تھے۔ ابھی تک دوسرے ساموتوں کی ذہنی آزادی نہیں دی گئی تھی اور احتیاطاً ایسا کیا گیا تھا۔ اُس رات میری کافی گفتگو ہوئی تھی ویلینی سے۔ میں نے اُسے اپنی تمام منصوبہ بندی سے آگاہ کر دیا تھا۔ پہلے بھی میں اُسے تھوڑی بہت تفصیلات بتا چکا تھا۔ لیکن اب پروفیسر زیڈال کے منصوبے کی روشنی میں، میں نے ویلینی کو مزید تفصیلات بتا دی تھیں۔ اس سے کہہ دیا تھا کہ اُسے کس انداز میں کام کرنا ہے۔ ایشلا دوسری صبح برداشت نہیں کر سکی اور میرے پاس پہنچ گئی۔ اُس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"سیموئیل۔ ان دنوں مجھے نہ جانے کیا ہو گیا ہے بعض راتیں اس طرح بے ہوشی کی راتیں ہو جاتی ہیں کہ مجھے ہوش ہی نہیں رہتا۔ میں گہری نیند سو جاتی ہوں۔ اور جب صبح کو جاگتی ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میرے بدن میں کسی ایک حصّے کی کمی ہو گئی ہے۔ میں اذیت سے تڑپتی رہتی ہوں۔ تمہارے ساتھ گذرنے والی راتیں کس قدر حسین ہوتی ہیں اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن سیموئیل اب مجھے اجازت دو۔ میں، میں اپنے پپا کو بتا دوں کہ سیموئیل اپنی زندگی میں واپس آ گیا ہے۔ مجھے اس کی قربت کا آزادانہ موقع دیا جائے۔"

"ابھی وقت نہیں آیا ایشلا۔ اور میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اگر وقت سے پہلے تم نے میرے بارے میں اپنے باپ کو بتا دیا تو میرا خیال ہے وہ ہماری آخری ملاقات ہو گی۔"

"نہیں، نہیں۔" ایشلا کے چہرے پر شدید خوف کے آثار پھیل گئے۔ "میں تمہاری جدائی کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی سیموئیل۔ آخر آخر ہو گا کیا۔ کیا اسی طرح ہم لوگ راتوں کو ملتے رہیں گے۔ دنیا سے چھپ کر۔"

"اس کے لیے ایک وقت متعین ہے ایشلا جس وقت بھی ہماری یہ معیاد پوری ہو جائے گی۔ میں اس تابوت سے نکل آؤں گا۔ اس کے بعد ہم آزادانہ طور پر لوناوینا کے سامنے پہنچ جائیں گے۔ تمہیں کچھ وقت اور انتظار کرنا پڑے گا۔ غالباً اس چاند کی چودھویں رات تک۔"

"کیا واقعی؟" ایشلا مسرور ہو گئی۔

"ہاں ایشلا۔ میں نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ کمبخت ضمیر کو کیا کرتا جو کچوکے لگاتا رہتا تھا۔"

وہی تصور، وہی احساس ابھر آیا تھا۔ ایشلا حسین اور معصوم لڑکی میری وجہ سے مصیبت کا شکار ہو جائے گی۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ لوناوینا کے بعد اس کی زندگی ممکن نہیں ہو گی۔ بہرطور خود کو سنبھالو۔ یہ سب تو کرنا ہی تھا۔ اب تقدیر میں یہ ہی سب کچھ لکھا۔ تو میں کس کس کا تحفظ کرتا پھروں گا۔ ایشلا کافی دیر تک میرے ساتھ رہی اور پھر موقع کی نزاکت کا خیال کر کے وہاں سے چلی گئی۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ آج رات وہ پوری طرح ہوش و حواس میں رہے گی۔ اور کسی بھی قیمت پر اپنے آپ کو نیند کی آغوش میں جانے نہیں دے گی۔ اور اس کے لیے وہ یوں کرے گی کہ بستر تک جائے گی ہی نہیں۔ میں نے مسکرا کر اُسے خدا حافظ کہا اور وہ چلی گئی۔ اس کے بعد میں دیر تک عجیب سے احساسات کا شکار رہا۔ ایک مہینہ ایک سال سے بھی زیادہ طویل محسوس ہو رہا تھا۔ اس دوران صرف تین بار ویلینی سے ملاقات ہوئی۔ ویلبی بھی ساتھ تھا۔ بالآخر چاندنی رات صرف ایک دن کے فاصلے پر رہ گئی۔ دوسری رات چاندنی رات تھی۔ ویلبی میرا انتظار کر رہا تھا۔ حسبِ معمول اس نے ایشلا کو گہری نیند سلا دیا تھا۔ اور یہ اس واقعہ کے بعد سے پہلی رات تھی جب ایشلا میرے پاس نہیں آئی تھی اور اپنی کوششوں میں ناکام ہو گئی تھی۔ میں نے ویلبی سے ملاقات کی اور سمبوتورا کو اس کے ساتھ دیکھ کر کافی مسرور ہوا۔

"آج کی رات عمل کی رات ہے۔"

"ایشلا کو محفوظ رکھنے کے لیے آپ نے کیا بندوبست کیا ہے مسٹر ویلبی؟"

"یہ ذمہ داری میری ہے کیونکہ یہ لگن میرے دل کو ہے۔ چنانچہ آؤ میں تمہیں دکھا دوں کہ میں نے اُسے کہاں محفوظ کیا ہے۔"

"اوہ۔ کیا ایشلا کو آپ نے اس کی خواب گاہ سے غائب کر دیا؟"

"ہاں۔ یہ ضروری تھا۔ کیونکہ آج رات ویلینی اُس کی خواب گاہ میں جگہ لے لے گی۔" پروفیسر نے جواب دیا۔

اس نے اپنی لیبارٹری ہی کے ایک حصّے میں ایشلا کے تحفظ کا بندوبست کیا تھا۔ اور اُسے اطمینان تھا کہ وہ یہاں ایشلا کو باآسانی قید رکھ سکے گا۔ ندرت اور ویلینی کو بھی اُن کے قید خانے سے نکال کر باہر لے آیا گیا تھا۔ پروفیسر ویلبی نے اپنی تجربہ گاہ ہی میں دو یا ڈھائی گھنٹے صرف کر کے ویلینی کو ایشلا کی صورت دی تھی۔ ہرچند کہ ویلینی کی جسمانی

ت ایشلا سے قطعی مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ ایشلا ایک ارے بدن کی مالک تھی۔ جبکہ ویلینی کے بدن میں بھاری پن نا۔ لیکن اس بات کو نظرانداز کرنا تھا۔ چنانچہ ویلینی کو ی خواب گاہ میں پہنچا دیا گیا۔ اور اس کے بعد ہم اُس میں بقیہ کارروائیوں پر غور کرتے رہے۔ ساری رات معاملات کے لیے گفتگو کرنے میں گذر گئی۔ وقت کا ں ہوا تو میں برق رفتاری سے اپنے تابوت کی جانب را۔ خطرہ یہ تھا کہ کہیں دن میں مجھ سے ملاقات کرنے نش نہ کی جائے اور میرا یہ خطرہ بالکل درست تھا۔

آج اتنے دن کے بعد پروفیسر زیڈال کا ایک آدمی مجھ ملاقات کرنے آیا اور اس نے مجھے اطلاع دی کہ پروفیسر ل کا منصوبہ مکمل ہے۔ مجھے آج اپنا کام کرنا ہے۔ اور اس لیے تمام تر تیاریاں کرلی ہیں۔ مجھ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ میں ویلینی پر قابو پا لیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ اس کے لیے پروگرام مکمل ہے۔ پروفیسر زیڈال کو اطلاع دے دی ائے۔ وقت کا ایک ایک لمحہ ہیجانی انداز میں گذر رہا تھا۔ پھر اس وقت رات کے تقریباً آٹھ بجے تھے۔ جب پروفیسر ی میرے پاس پہنچ گیا اور اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے گے زالی۔ باہر نکل آؤ۔ ہماری کارروائیاں یل تک پہنچنے کو تیار ہیں۔"

میں تابوت سے باہر نکل آیا۔ پروفیسر ویلبی مجھے قید خانوں ں جانب لے گیا۔ تمام قید خانوں کے دروازے کھلے ہوئے ۓ۔ سمبوتورا ساموتوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ تمام ساموتوں کو زاد کر دیا گیا تھا۔ وہ سب پرجوش اور باعمل نظر آتے تھے۔ انے ساموتوں کے ہاتھوں میں وہی مخصوص کٹالیاں دیکھیں ۔بوتورا کی کلائی پر ایک بار دیکھ چکا تھا اور جن کا کمال ابلِ یقین تھا۔ کچھ ساموت یہ کٹالیاں استعمال کرنے کا صحیح ر جانتے تھے۔ اور اس وقت سمبوتورا نے انہیں ہدایت ی تھی کہ غاروں میں موجود لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا وری ہے۔" سمبوتورا نے مجھ سے کہا۔

"ہرچند کہ ہم قتل و غارت گری سے پرہیز کرتے ہیں۔ ن یہ وقت اس پرہیز کا نہیں ہے۔" میں نے پروفیسر ویلبی سے پوچھا کہ کیا ایشلا کی حیثیت سے ویلینی پہاڑوں کی سمت ائے گی تو اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ اُس کو لے جانے کی یاں ہو رہی ہیں۔

کیا اُس کی نگرانی ہو رہی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ ا جو ایشلا کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جائیں گے۔ کہیں اُسے جسمانی طور پر شناخت نہ کرلیں۔"

"اُسے لے جانے والے سب ساموت ہوں گے۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس کے کمرے میں پہنچے تھے ہلاک کیے جا چکے ہیں۔" ویلبی نے بڑا سنسنی خیز انکشاف کیا اور میں آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا پھر میں نے کہا۔

"کیا اس کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر جانے والوں میں، میں شامل نہیں ہو سکتا؟"

"تمہیں اس کے ساتھ ہی شامل ہونا ہے اور ویلینی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ وقت قریب آ رہا ہے جب اُسے درشن دینے کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنا ہے۔"

میرے اندر شدید ہیجان برپا تھا۔ بہرطور اپنے آپ کو قابو میں کر کے میں ویلینی کے قریب پہنچ گیا جو اس وقت وہ ویلینی کی شکل میں موجود تھی۔

پیچ در پیچ سرنگوں سے گذرتے رہے۔ ان سرنگوں میں سیڑھیاں کٹی ہوئی تھیں جو پہاڑ کی چوٹی کی جانب جاتی تھیں۔ چونکہ تمام کام معمولات کے مطابق ہو رہے تھے۔ اس لیے لوناوینا کے جو آدمی ابھی تک زندہ تھے وہ کوئی تبدیلی محسوس نہیں کر سکے تھے۔ بالآخر ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ دوسری جانب بے شمار افراد کا مجمع نظر آ رہا تھا۔ ویلینی کے تمام باشندے زیارت کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ ویسی ہی زیارت گاہ یہاں پر موجود تھی۔ جیسی ہوگا میں دیکھی گئی تھی۔ چٹان تراش کر ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا جہاں ویلینی کو کھڑا ہونا تھا۔ یہاں پر اس قسم کے مشینی آلات نصب کر دیے گئے تھے جن کی مدد سے ویلینی کی آواز اُن تمام لوگوں تک پہنچ سکتی تھی جو اس کی زیارت کے لیے اکٹھے ہو رہے تھے۔ چاند آہستہ آہستہ بلند ہوتا جا رہا تھا۔ اور چاندنی کی چادر فضا میں پھیلتی جا رہی تھی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد تمام ماحول منور ہو گیا۔ اور ویلینی کے باشندوں نے عجیب عجیب طرح کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں۔ زیارت کر کے وہ اپنی خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔ ویلینی نے دونوں ہاتھ بلند کر دیے۔ ایشلا سے زیادہ وہ جانتی تھی کہ کس طرح زیارت کرنے والوں کو مطمئن کیا جاتا ہے۔

اب وہ وقت آ گیا تھا کہ ویلینی اپنے کام کا آغاز کرے۔ میں لوناوینا کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا تھا جس جگہ لوناوینا موجود تھا۔ اُس جگہ پانچ یا چھ افراد اور بھی تھے۔ اس شخص کو میں نہیں پہچانتا تھا۔ آج تک اسے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ساموتوں کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ لوناوینا کو قابو میں کرنے کے لیے انہیں کیا کرنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ بوناوینا کو زندہ رکھنا ہے۔

پھر تھوڑی ہی دیر ویلینی کی آواز ابھری۔ جو مقامی زبان میں اپنے استقبال کے لیے آنے والوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ یہ الفاظ اس نے رسمی انداز میں کیے تھے۔ لیکن اس کے بعد اس کے انداز میں دفعتاً ایک تناؤ پیدا ہوگیا اور اس نے کہا۔

"ویلینی کے عظیم باشندو کچھ عرصے قبل ہمارے درمیان کچھ مہمان آئے تھے۔ اور میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بہی خواہ اور نجات دہندہ ہیں۔ لیکن اتنا عرصہ گزارنے کے بعد مجھ پر انکشاف ہوا ہے اور آسمان سے مجھے ہدایات دی گئی ہیں کہ یہ لوگ ہمارے بہی خواہ نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے دشمن ہیں اور ان کے ذہنوں میں ویلینی کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ ہے ویلینی کے لوگوں میں ہمارے دشمن جو دوست کا لباس پہن کر ہم میں شامل ہوئے تھے۔ دیوتاؤں کی مدد سے ہم پر عیاں ہو گئے تھے۔ اور دیوتاؤں کی ہدایت ہے کہ تم ان دشمنوں میں سے ایک ایک کو فنا کر دو۔ آج کی رات تمھارے لیے اپنے دشمنوں سے نجات حاصل کرنے کی رات ہے۔ اور سنو صبح ہونے تک وہ دشمن زندہ نہ بچنے پائیں جو ہمارے درمیان آ بسے تھے۔ تمھاری ویلینی تمھاری دیوی تمھیں حکم دیتی ہے کہ اپنا فرض پورا کرو اور اس کے ساتھ ساتھ ہی آج کی رات میں تمھیں اس کام کے لیے مخصوص کرتی ہوں۔ اور اس کے بعد بچے جو ہنگامہ آرائی ہوئی اس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا۔

قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگیا۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ نئے آنے والے اجنبی کون ہیں اور ان کی تلاش میں انھیں کسی دقت کا سامنا نہیں پڑ رہا ہے۔ کیوں کہ نئے آنے والے بھی زیارت کے مجمع میں شامل ہوتے تھے۔ بوناوینا کے آدمی بری طرح موت کا شکار ہو رہے تھے لیکن وہ احمق نہیں تھے تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے بھی ہتھیار سنبھال لئے اور آتشیں ہتھیاروں کا استعمال شروع ہوگیا۔ لیکن دیوی کا حکم قبیلے والوں کے لیے موت کا حکم تھا۔ وہ زندگی کھو رہے تھے لیکن ان میں سے بیشتر آدمی بوناوینا کے ایک ایک آدمی پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ ویلینی کے اس اعلان کے ساتھ ہی میں اس طرف جھپٹا تھا جہاں بوناوینا موجود تھا اور یہاں بھی میری توقع کے مطابق ہی عمل ہو رہا تھا۔ لیکن سامون یہاں ان کے مقابلے پر تھے اور میں یہ دیکھ کر چکا تھا کہ سمبورتورا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے مجبوری کے عالم میں کٹاری سنبھالی بوناوینا کے محافظ اس کے تحفظ کے لیے دوڑے وہ ان کٹاریوں کا شکار ہوگئے اور بوناوینا کے لیے سامونوں کو پہلے ہی ہدایت کردی

گئی تھی کہ اسے زندہ ہی گرفتار کیا جائے لیکن بونا مسلح نہیں تھا۔ اس کے پاس اسٹین گن موجود تھی جس نے فوراً ہی استعمال کرنا شروع کر دیا اور اس سے سامون اس کی گولیوں کا شکار ہوتے میں نے انھیں سے ہٹا دیا۔ اور میری ہدایت پر تقریباً تمام ہی لوگ عمل تیار ہو گئے تھے۔ بوناوینا مسلسل گولیاں برسا رہا تھا ایک لمحہ کی کیفیات کا جائزہ لیا۔ جس جگہ وہ محفوظ تھا کٹاؤ میں ایک غار کی حیثیت رکھتی تھی۔ دوسری جانب سوراخ سے مجمع کو دیکھا جاسکتا تھا۔ لیکن اس سے ہی ایک راستہ تھا۔ اگر بوناوینا دوسری طرف سے نکلنے کی کوشش کرتا تو یقینی طور پر انتہائی گہری گر کر فنا ہو جاتا۔ چنانچہ وہ وحشیوں اور پاگلوں کی کر رہا تھا۔ سامونوں کو گو اس کی فائرنگ سے محفوظ تھا لیکن میں جانتا تھا کہ بوناوینا ایک خطرناک ا اور وہ آسانی سے ہار ماننے پر تیار نہیں ہوگا۔ نے ایک ترکیب سوچی اور پھر ایک ایسی محفوظ جگہ گیا جہاں بوناوینا کی طرف سے چلائی ہوئی گولیاں سکتی تھیں۔ پھر میں نے انگریزی زبان میں کہا۔

"بوناوینا تم جو کارروائی کر رہے ہو وہ تم میں مضر ہے۔ تمھارا کھیل ختم ہو گیا ہے۔ سامون گئے ہیں۔ ویلینی کے انکشاف سے تم نے صحیح ا لگایا۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ تمھاری بیٹی ایشیلا میرے ان الفاظ پر غار سے ہونے والی فائرنگ اور پھر بوناوینا نے چیخ کر کہا۔ ایشیلا کہاں۔

"ہمارے قبضہ میں ہے بوناوینا۔ اور اسٹین گن سے نکلی ہوئی ایک بھی گولی کسی سا کرنے کا باعث بنی تو اس کے عوض ایشیلا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔"

دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی سنائی دیں اور بوناوینا باہر نکل آیا۔ یہ شخص خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ بہت بڑا چہرہ بھونڈے خدوخال۔ آنکھیں وحشی درندوں کی طرح چمکتی کے ہاتھ میں اسٹین گن اب بھی دبی ہوئی تھی ایک دوسرے سے بھینچے ہوئے تھے۔

"کون بول رہا تھا۔ کون بات کر رہا تھا میں اس کے سامنے آگیا ــــ اور بوناوینا رہا۔ "کون ہو تم۔"

"کوئی بھی ہوں بوناوینا۔ لیکن جو اطلاع میں نے تمھیں دی ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ وہ تمھاری بیٹی ایشیلا، ویلینی کی حیثیت سے یہاں کے باشندوں کو حکم کیوں دے رہی ہے۔ اس کا مقصد صاف ظاہر ہے وہ ایشیلا نہیں بلکہ اصل ویلینی ہے جو اب تمھاری قید سے آزاد ہوگئی ہے۔"

"اوہ۔ کیا ویلینی کتیا نے غداری کی۔ کیا، کیا، ....." بوناوینا وحشت ناک آواز میں بولا۔

"جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اس کی حقیقت تمھیں معلوم ہو جائے گی اور اپنی اسٹین گن مجھے دے دو۔" میں نے کہا۔

بوناوینا چند لمحات سوچتا رہا۔ اس کے انداز میں جھلاہٹ پائی جاتی تھی۔ وہ کسی بھیڑیئے کی طرح دانت نکال نکال کر غرا رہا تھا۔ چند لمحات سوچنے کے بعد اس نے اسٹین گن میری طرف بڑھا دی اور اعتراف شکست کر لیا۔ میں نے سامونوں کو ہدایت کی اور انھوں نے فوراً ہی اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کس دیئے۔

"کتو، کتو، میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہو کر لینا۔ لیکن ایشیلا کو، ایشیلا کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ایشیلا، ایشیلا۔"

بوناوینا کی آواز بند ہوگئی اور اس کے خدوخال کا تناؤ ڈھیلا پڑنے لگا۔ اب وہ ایک فکرمند باپ نظر آتا تھا۔ میں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ یہ منظر میرے لیے کربناک تھا۔ بہرطور میرا تعلق ان معاملات سے صرف اتنا ہی تھا۔ کہ میں نے خواہ مخواہ ہی اس چکر میں آن پھنسا تھا۔ لیکن بوناوینا خود بھی اتنا خطرناک آدمی تھا کہ اس پر رحم نہیں کھایا جاسکتا تھا۔ میں نے سامون کو ہدایت کی کہ وہ بوناوینا کو غاروں کی طرف لے چلیں اور خود ویلینی کا انتظار کرنے لگا۔ جو وہاں سے آرہی تھی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر میرے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور ممنون لہجے میں بولی۔ گازالی تم نے جو کچھ کیا۔ اس کا صلہ مجھ پر باقی ہے۔ گو اس کا صلہ کسی بھی شکل میں نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن لیکن ....."

وہ شاید جملہ پورا کرنے کے لیے الفاظ نہ پا رہی تھی۔ میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پُرجوش انداز میں بھینچتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کے کسی کام آسکا میڈم۔"

ویلینی میرے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد ہم غاروں میں پہنچ گئے۔ جگہ جگہ بوناوینا کے آدمیوں کی لاشیں نظر آرہی تھیں لیکن ان کی کیفیت اتنی بھیانک تھی کہ ان کی طرف دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ کٹاریوں نے ان کے جسموں کے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ اور اب شاید غاروں میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں تھا جو بوناوینا کا ساتھی ہو۔ باہر سے فائرنگ کی آوازیں مسلسل ابھر رہی تھیں اور ہمیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ کتنے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں کچھ کیا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ بہرطور بوناوینا کے آدمی آخری وقت تک مدافعت کریں گے۔ وہ ہلاک ہو جائیں یا بھاگ جائیں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا۔ لیکن بوناوینا کا جسم ٹوٹ گیا تھا۔ تمام سامون آزاد ہو گئے تھے اور اب غاروں میں دندناتے پھر رہے تھے۔ ویلینی اس جگہ پہنچ گئی۔ جہاں پروفیسر ویلبی کی تجربہ گاہ تھی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بوناوینا کو ویلبی کے سامنے پیش کر دیا۔ بوناوینا بری طرح دانت پیس رہا تھا غرا رہا تھا اس نے وحشیانہ لہجے میں کہا۔

"ویلبی، ویلبی، تو نے مجھ سے غداری کی کتے۔ تیری مدد کے بغیر یہ سب نہیں ہوسکتا تھا۔ تو نے، تو نے، آہ مجھے تجھ پر نگرانی رکھنی چاہیئے تھی۔ غلطی ہوگئی، آہ غلطی ہوگئی۔"

"بوناوینا تیرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے۔ خدا کی قسم میری توقع سے کہیں کم ہے۔ میں تو تجھے اس بری حالت میں دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ دیکھنے والے آنکھیں بند کرلیں۔ تو میرے لیے لفظ غداری استعمال کر رہا ہے۔ لیکن میں تیرا وفادار کب تھا۔ بوناوینا میں تو ایک مجبور انسان تھا۔ ایک ایسا مجبور انسان جو تیرے ہاتھوں عذاب کا شکار ہو گیا تھا۔ لیکن بوناوینا وقت بدلتا ہے اور آج بدل چکا ہے۔ آج تو مجبور ہے بالکل میری ہی مانند تو غداری کی بات کرتا ہے۔ ہاں میں نے عمل کیا۔ میں نے سچائی کے وہ راستے استعمال کئے جن کا میں منتظر تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ ایک دن وہ ضرور آئے گا۔ جب تو پسپا ہوگا۔ اور میں فاتح۔ ہاں بوناوینا، آج میری باری ہے۔ بتا میرے بیٹے اور میری بیوی کہاں ہے۔"

"کتے، کتے، اس دن بھی تو نے مجھ سے پوچھا تھا اور غالباً اسی لیے پوچھا تھا کہ تیرے ذہن میں ایک سازش پروان چڑھ رہی تھی۔"

"یہ درست ہے بوناوینا۔ اور تو نے مجھے بتایا تھا کہ وہ تیرے پاس موجود ہیں۔"

"ہاں لیکن تیری تمام تر کوششیں بھی انھیں نہیں پاسکیں گی۔ وہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔ جو لوگ ان کے محافظ تھے، نگران تھے۔ ممکن ہے وہ مارے گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ لیکن وہ جس جگہ قید ہیں وہاں سے خود کسی طرح نہیں نکل سکتے۔ انھیں خوراک اور دوسری چیزیں مہیا کی جاتی ہیں۔ اور جب انھیں خوراک مہیا کرنے والے نہیں ہوں گے تو وہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ دیں گے۔ تجھ سے اتنا خوفناک انتقام لوں گا میں کہ تو مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا۔"

"نہیں بوناو نیا تو نے یہ نہیں سوچا کہ ایشیلا ہماری قید میں ہے۔ ٹھیک ہے تو نے میرے بیٹوں اور بیوی کو بھوک سے تڑپا تڑپا کر مار دے۔ لیکن کیا تو اپنی آنکھوں سے یہ دیکھنا پسند کرے گا کہ پہلے میں چاقو کی نوک سے ایشیلا کی دونوں آنکھیں نکال لوں، اس کے بعد اس کے دونوں ہونٹ کاٹ دوں، اور پھر اس کے رخساروں کا گوشت کاٹ دوں، اس کی ناک کاٹ دوں، اس کے سر کے بال کاٹ دوں۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم کے اوپر سے گوشت کے تھوڑے تھوڑے ٹکڑے اتارتا رہوں۔ اور یہ سب کچھ تیری نگاہوں کے سامنے تیری نگاہوں کے سامنے!!

"نہیں۔" بونا و نیا خوفزدہ لہجے میں دھاڑا۔

اس نے آگے بڑھ کر ویلبی کے سینے پر ٹکر مارنے کی کوشش کی۔ لیکن ویلبی اس کے سامنے سے ہٹ گیا۔ حملہ چونکہ اچانک ہی کیا گیا تھا اس لیے سامون یا میں بھی اسے نہ روک سکے اور بونا و نیا ایک مشین سے ٹکرا گیا۔ اس کے سر میں شدید چوٹ لگی تھی۔ وہ چکر کھا کر نیچے گر پڑا۔ ویلینی نے آگے بڑھ کر بونا دنیا کو اٹھانے کی کوشش کی جو بونا دنیا کے قریب ہی کھڑی تھی اور ویلینی کا میک اپ اتار کر ایشیلا کی شکل تھی اسے دیکھ کر بونا دنیا چیخ پڑا۔

"ایشیلا"

"نہیں۔ بونا دنیا میں ایشیلا نہیں ویلینی ہوں۔ ایک دن تو نے ایشلا کو ویلینی بتایا تھا۔ آج ویلینی ایشلا کی شکل میں تمہارے سامنے موجود ہے۔ گاناگی میرے چہرے سے میک اپ اتار دو میں اس کے بارے میں نہیں جانتی۔"

میرے بجائے ویلبی نے آگے بڑھ کر ویلینی کا چہرہ صاف کر دیا۔ اور بونا دنیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ سر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے غالباً ابھی تک اس کی آنکھوں میں چنگاریاں اڑ رہی تھیں۔ وہ بار بار آنکھیں بھینچ بھینچ کر کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور ایک بار پھر اس پر خوف کا غلبہ طاری ہو گیا۔ غالباً بیٹی کے احساس نے اسے پھر نروس کر دیا تھا۔

"ایشلا، ایشلا، تمھارے قبضے میں ہے؟"

ہاں بونا و نیا۔ ایشلا ہمارے قبضے میں ہے۔"

"اسے آزاد کر دو۔ بولو مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"میری بیوی اور میرے بیٹے۔"

"میں تمھیں ان کا پتہ بتائے دیتا ہوں۔ وہاں سے [illegible] حاصل کر لو۔ لیکن دیکھو ایشلا کو کوئی نقصان نہیں پہنچ[illegible] تم چاہو گے میں وہ ہی کروں گا۔ میں سب کچھ ہوں [illegible] ہوں میں وحشی ہوں۔ میں انسانی زندگی کی کوئی وقعت نہ[illegible] سمجھتا۔ ایشلا، ایشلا کو میں کوئی نقصان پہنچنے نہیں دوں[illegible] تم، تم اسے میرے سامنے لے آؤ۔ اور جو کچھ میں نے کہا ہ[illegible] کہا ہے۔ اپنے بیوی اور بچوں کو اس جگہ سے حاصل کر لو۔ [illegible] آبشار بہتا ہے۔ بہتے ہوئے آبشار کی چادر کے عقب میں [illegible] غار موجود ہے۔ اس غار پر ایک گول چٹان ڈھکی ہوئی [illegible] اور محافظ وہاں پہرہ دیتے ہیں۔ اگر محافظ وہاں موجود ہیں [illegible] انھیں میرا پیغام دو کہ میں انھیں طلب کرتا ہوں اور ان [illegible] کو بھی جو میرے قیدی ہیں۔ لیکن اگر وہ وہاں موجود نہ ہوں [illegible] تم اس گول چٹان کو ہٹا کر اس کے پیچھے سے اپنی بیوی [illegible] بچوں کو برآمد کر سکتے ہو۔

"ٹھیک ہے بونا دیتا۔ ان لوگوں کو برآمد کر لیا جائے [illegible] تب ایشلا کو تیرے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔"

"نہیں، نہیں، مجھے اس کی صورت تو دکھا دو [illegible] مجھے پتہ چل جائے کہ تم نے اسے کہیں نقصان تو نہیں پہنچا[illegible]

بونا دنیا اب ایک مجرم کی بجائے ایک باپ بن گیا [illegible] ویلینی کے مشورے سے میں نے ایشلا کو وہاں طلب کر [illegible] لیکن ایشلا کے آنے سے پہلے ہی میں نے سیموئیل کا میک اپ [illegible] لیا تھا۔ کیوں کہ میں جانتا تھا۔ کہ ایشلا مجھے اس میک اپ [illegible] دیکھ کر کس قسم کے جذبات کا اظہار کرے گی۔ میں اس [illegible] زیادہ دردناک لمحات برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس [illegible] بونا دنیا نے شاید میرے چہرے پر توجہ ہی نہیں دی تھی [illegible] خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ سیموئیل واپس آ سکتا [illegible] کیوں کہ اسے تو وہ اپنے ہاتھ ہلاک کر چکا تھا۔ میرے [illegible] اتارنے کے بعد بھی اس نے میرے چہرے پر غور نہیں کیا [illegible] بالآخر ایشلا وہاں پہنچ گئی۔ وہ حیران نظر آ رہی تھی۔ اس [illegible] پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان تمام مناظر کو دیکھا۔ اور پھر بونا [illegible] کے ہاتھ بندھے ہوئے دیکھ کر وہ حیرت سے اچھل پڑی۔

"ڈیڈی، یہ، یہ، یہ سب۔۔" بلکہ اس نے متحیرانہ انداز [illegible] اپنے قریب کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھا۔ اور پھر ویلبی [illegible] طرف مڑی۔

"انکل ویلبی۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے میرا مطلب ہے ڈیڈی پ بھی مجھے نہیں بتا رہے۔ آپ کے ہاتھ۔ انکل آپ ڈیڈی کے ہاتھ کیوں نہیں کھول دیتے۔ ویلبی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ بونا دنیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایشلا کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پروفیسر ویلبی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ویلبی میرے ساتھ تمہارا سلوک کچھ بھی ہو۔ لیکن میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ایشلا کو زندہ رکھنا۔ ویلبی کوئی بھی ایسا ذریعہ نہیں ہے میرے پاس۔ نہ اخلاقی، نہ مادی کہ میں تم سے اس درخواست کو منوا سکوں۔ لیکن اگر تمھیں تمہارے بیٹے مل جائیں تو ان کی زندگی کی خوشی میں ایک زندگی بخش دینا ویلبی۔" بونا دنیا کی آواز بھرا گئی۔ ویلبی سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے بونا دنیا۔ ٹھیک ہے۔"

اس کے بعد اس کا رخ دوسری طرف ہو گیا ایشلا اپنے باپ سے لپٹ گئی تھی۔

"ڈیڈی لاؤ میں تمھارے ہاتھ کھول دوں۔ میں، میں۔"

لیکن دو محافظوں نے آگے بڑھ کر ایشلا کو بازوؤں سے پکڑ لیا اور پھر میرے اشارے پر اسے گھسیٹتے ہوئے واپس اس کے قید خانے میں لے گئے۔ ویلبی نے آنکھیں بند کر کے رخ بدل لیا تھا۔ ویلینی سرد نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے سرد نگاہوں سے سمبوتورا سے کہا۔

"اپنی کارروائی کا جائزہ لو سمبوتورا۔ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور مجھے رپورٹ دو کہ ویلینی کے باشندے کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔" پھر اس نے میری طرف رخ کر کے کہا۔

"گازالی۔ ہائی ساکو میں نے گومین کی نگرانی کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ اب اگر تمھارے ذہن میں کوئی اور منصوبہ ہو تو مجھے بتاؤ۔ سمبوتورا فوراً ہی چلا گیا تھا میں نے ویلینی کو اشارے سے اپنے قریب بلایا۔ پھر اسے ایک طرف لے گیا اور بولا۔

"ابھی بونا دنیا کو زندہ رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک شخصیت اور بھی ہے۔ جو زیڈال کے نام سے پکاری جاتی ہے وہ ایک مخصوص علاقے میں چھپا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ بھی بہت سے لڑاکے موجود ہیں۔ میرا خیال ہے اگر یہاں کے معاملات آپ کے کنٹرول میں ہوں تو مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں وہاں کارروائی کر سکوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے کچھ لوگ بھی درکار ہوں گے۔ کیوں کہ وہاں ہمیں ایک خوفناک جنگ لڑنا پڑے گی۔"

"ہوں۔ اس کے لیے ابھی رک جاؤ۔ رات گزر جانے دو۔ دن کی روشنی میں یہ کام مناسب رہے گا۔ مجھے ابھی غاروں میں تمھاری ضرورت ہے۔"

میں نے چند لمحات سوچ کر گردن ہلا دی۔ میں جانتا تھا کہ پروفیسر زیڈال اپنے آدمیوں کو سمیٹ کر وہاں فروکش ہو گیا ہو گا اور اپنی ان کوششوں میں مصروف ہو گا کہ ان لوگوں کو محفوظ رکھے۔ نتائج کا جائزہ لے۔ جو کچھ ہوا تھا۔ وہ پروفیسر زیڈال کی مرضی کے مطابق ہی تھا۔ چنانچہ اسے یقیناً اطمینان ہو گا کہ میں نے اس کی مرضی کے مطابق ہی کام کیا ہے۔ ویسے بھی میں ویلینی کے باشندوں کو وہاں چڑھا کر نہیں لے جا سکتا تھا۔ کیوں کہ اس طرح دوسری طرف سے مدافعت کی جاتی۔ زیڈال یہ سمجھتا کہ شاید ویلینی کے باشندے کسی طرح اس کا سراغ لگا کر یہاں تک آ گئے ہیں۔ اور اب انھیں ہلاک کر دیں گے۔ نتیجے میں وہ بھی جوابی کارروائی کرتا اور وہاں زیادہ خونریزی ہوتی۔ اس کے بجائے میں چالاکی سے کام لے کر زیڈال کو اس خونریزی سے باز رکھ سکتا تھا۔

سامونوں نے غاروں میں موجود بونا دنیا کے ایک ایک ساتھی کو چن چن کر ہلاک کر دیا تھا۔ بونا دنیا کو ایک غار میں قید کر دیا گیا تھا۔ لیکن اسے ایشلا کے پاس نہیں رکھا گیا تھا۔ اس غار پر کئی سامونوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ تمام کنٹرول اب سامونوں کے ہاتھ میں تھا گومین کو ہائی ساکو نے سنبھالا ہوا تھا ویلینی میرے ساتھ غار کے اس پلیٹ فارم کی جانب بڑھ گئی جہاں سے وہ اپنے قبیلے کو درشن دیتی تھی۔ یہاں کھڑے ہو کر ہم دیر تک پورے قبیلے میں ہونے والی خونریزی کا جائزہ لیتے رہے۔ جگہ جگہ گولیاں چلنے کی آوازیں ابھر رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی دردناک انسانی چیخیں بھی۔ یہ رات قیامت کی رات بن چکی تھی اور پورے قبیلے میں خونریزی ہو رہی تھی سمبوتورا حالات کا جائزہ لینے گیا تھا۔ اور میں اپنے ذہن میں سوچ رہا تھا کہ اب آخری مرحلہ پروفیسر زیڈال کا رہ گیا ہے۔ مجھے حالات کے تحت وہ ہی سب کچھ کرنا تھا جو اس وقت کی اہم ضرورت تھی۔ ظاہر ہے اپنے طور پر اگر ان میں سے کسی شخص کی زندگی کی درخواست بھی ویلینی سے کرتا تو اس سے کیا فائدہ ہوتا۔ میں اس شخص کے لیے کیا کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ اسے جنگلوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دوں اور پھر یہ درخواست مناسب بھی نہیں تھی۔ کیوں کہ ویلینی کو ان لوگوں کے ہاتھوں جو نقصانات پہنچے تھے۔ یقیناً ان کے پیش نگاہ وہ انھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معاف نہیں کر سکتی تھی۔ اور نہ ہی وہ یہ پسند کرتی کہ اس کا راز بیرونی دنیا تک پہنچے۔ اور باقاعدہ ذرائع اس کی جانب متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ ان سب کی موت ان سب کی تقدیر بن چکی تھی اور میں اس تقدیر میں رد و بدل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا دیر تک ویلینی خاموش کھڑی ان حالات کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر گہری سانس لے کر بولی۔

"نہیں گازالی، کسی کے لیے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ آؤ واپس چلیں۔"

وہ مضمحل قدموں سے سیڑھیاں طے کرتی ہوئی غار میں آ گئی۔ اور پھر مجھے ساتھ لیے ہوئے ایک ایسی جگہ بڑھ گئی جہاں اس سے پہلے میں کبھی نہیں گیا تھا۔ یہ پیچ در پیچ راستوں سے گزرتی ہوئی ایک سرنگ تھی جو بالآخر ایک وسیع اور کشادہ غار پر جا کر ختم ہوتی تھی۔ اس غار کی شان و شوکت قابلِ دید تھی یہاں بہترین آرائش کا سامان آراستہ کیا گیا تھا۔ ویلینی نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ جگہ ہے جو اس کی آرام گاہ تھی۔ تم نے ایک اجنبی ہونے کے باوجود جس طرح ہمارا ساتھ دیا ہے گازالی۔ اس کے لیے میں اپنے دل میں ایک بہت بڑا مقام پاتی ہوں کاش میں تمھیں اس کا صلہ دے سکوں۔"

"ان الفاظ کے لیے میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں میڈم کہ ان کی ضرورت نہیں۔ بس حالات اور واقعات شکلیں تبدیل کرتے رہے۔ اور میں وہ سب کچھ کرنے پر آمادہ ہو گیا جن کے

سوچ کر یہاں نہیں آیا تھا۔ اس کے باوجود تمھاری محبت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم تفصیل سے بیٹھیں گے تو بہت سی باتیں کریں گے۔ ابھی اس وقت ہمارے لیے بڑی الجھنوں کا وقت ہے۔ تم چاہو تو یہاں آرام کر لو۔ میں کسی ایک جگہ قرار نہیں پا رہی سوچا تھا کہ یہاں آ کر ذہن کو پُرسکون کر لوں۔ لیکن دل وہاں اٹکا ہوا ہے۔ اور ہاں یہ تو بتاؤ۔ یہ شخص دیلبی قابلِ اعتماد ہے میں سامونوں کو حکم دیتی ہوں کہ اس کی تجربہ گاہ تباہ کر دی جائے کیا تم اس سے متفق ہو۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ظاہر ہے اب دیلبی کو ذہنی کنٹرول کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لیے وہ تجربہ گاہ کو بچانے کی کوشش بھی نہیں کرے گا۔ وہ بھی ایک مظلوم آدمی ہے اور دل سے بونا دینا کا ساتھی نہیں ہے۔"

"مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے اندازہ ہو چکا ہے۔" دیلبی نے جواب دیا۔

حالات غیر یقینی تھے۔ ویلینی خود بھی مضطرب تھی کسی بھی جگہ قیام نہیں کر سکتی تھی۔ لمحہ لمحہ اسے باہر کی خبروں کا خیال آتا تھا۔ میں خود بھی معطل ہو کر نہیں بیٹھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہم وہاں سے نکل آئے۔ بونا دینا کے آدمیوں سے یہ غار پاک ہو چکا تھا اور اب صرف سامون وہاں بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔ وقت گزرتا گیا۔ صبح ہو گئی اور اس وقت سورج نکلا ہی تھا جب سمبوتورا ہمارے پاس واپس آ گیا۔ وہ باہر کے حالات کا مکمل جائزہ لینے گیا تھا۔ سمبوتورا کے ساتھ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کو دیکھ کر میری آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ اس دوران کئی بار ان کا خیال آیا تھا لیکن یہ بات بھی میرے ذہن میں تھی کہ زیڈال کی مدد کے بغیر ان کی رہائی ممکن نہیں ہے۔ ان دونوں کو دیکھ کر میں پُرمسرت انداز میں ان کی طرف بڑھا۔ دونوں ہی شکل و صورت سے نڈھال نظر آ رہے تھے اور ان کی صحت کافی خراب ہو چکی تھی ڈاکٹر طاہر علی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتے رہ گئے۔ کنور پربھات سنگھ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی پھر انھوں نے آہستہ سے کہا۔

"تو تم نے وہ سب کچھ کر دکھایا۔ جس کی توقع ان لوگوں نے تم سے کی تھی۔ اور خود جس کے بارے میں میں نے بھی اسی انداز سے سوچا تھا۔"

"آپ دونوں خیریت سے تو ہیں۔"

"ہاں بس یوں سمجھو کہ خدا نے بروقت ہماری مدد کی ورنہ شاید یہ ہماری زندگی کے آخری لمحات ہوتے۔" ڈاکٹر طاہر علی نے جواب دیا۔ اور پھر سمبوتورا کی طرف دیکھ کر بولے۔

"سمبوتورا نے ہماری زندگیاں عین اس وقت بچائیں جب ہم بھی موت سے ہمکنار ہونے جا رہے تھے۔ ویلینی کے باشندے ہر اس شخص کو قتل کرتے پھر رہے تھے جس کا تعلق ویلینی قبیلے سے نہیں تھا اور ہم بھی ان کی زد میں آ گئے تھے لیکن سمبوتورا نے انھیں روک دیا۔ اور ہمارا تحفظ کیا۔"

"اوہ سمبوتورا! تم نے میرے اس چھوٹے سے احسان کا بہت بڑا بدلہ چکا ہے مجھے۔"

"نہیں گازالی۔ اس کا تو ذکر ہی نہ کرو۔ ویسے یہ لوگ واقعی بال بال ہی بچے ہیں۔ ہاں میں تمھیں یہ بتاؤں کہ پروفیسر زیڈال اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے۔"

"ارے کیسے؟"

"ویلینی کے باشندے ویلینی کی ہدایت پر چپے چپے اجنبیوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ مجھے تو یقین تھا کہ وہ اس

سرزمین پر بکھرے ہوئے ایک ایک شخص کو چن چن کر ختم کر ڈالیں گے۔ اور کسی کا ان کی نگاہوں میں محفوظ رہنا ممکن نہیں ہو گا۔ پروفیسر زیڈال نے گو اپنے لیے بہتر بندوبست کیا تھا اور ایک ایسے علاقے میں اپنے ساتھیوں کو لے کر چھپ گیا تھا جہاں تک پہنچ ناممکن تھی۔ لیکن ویلینی نے باشندوں نے زمین کے ایک ایک سوراخ پر نگاہ ڈالی تھی اور بالآخر انھوں نے اسے بھی پا لیا۔ بے شمار افراد وہاں بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ جن میں زیادہ تعداد ویلینی کے باشندوں کی ہے۔ کیونکہ پروفیسر زیڈال اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی مہلک ہتھیاروں سے مقابلہ کیا تھا۔ بالآخر ویلینی کے باشندوں کی یلغار کے آگے دم توڑ گئے۔"

"پروفیسر زیڈال بھی؟"

"ہاں وہ بھی مارا گیا۔ میں نے اب لاشیں اکٹھی کرانے کا کام شروع کرا دیا ہے۔ اور وہ تمام لاشیں الگ الگ رکھی جا رہی ہیں۔ جو باہر والوں اور اندر والوں کی تھیں۔ یہ اطلاع ویلینی کو بھی دی گئی جو اس وقت اندر کسی کام میں مصروف تھی۔ اس نے غمزدہ لہجے میں پوچھا۔

"وائی ین تمھارے خیال میں ویلینی کے کتنے آدمی ملے گئے ہوں گے۔"

"اس کا ابھی صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ پُرجوش نوجوانوں نے ہر باہر سے آنے والے اجنبی کو قتل کر دیا۔ لیکن وہ آتشیں اسلحہ استعمال کر رہے تھے جس کی وجہ سے ہمارے لوگوں کو شدید جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ لیکن اب ایک بھی باہر کا ایسا شخص زندہ نہیں جس کا تعلق قبیلہ ویلینی سے نہیں تھا۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"آہ، اس قتل و غارت گری کا انتقام لینے کو جی چاہتا ہے لیکن کس سے لوں۔ میں ان کے لیے ہمیشہ دکھی رہوں گی۔" ویلینی نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

اور اس کے بعد پورا دن ان ہی ہنگامی حالات میں گزرا مجھ پر کوئی پابندی عاید نہیں تھی چند سامونوں کو خاص طور سے مجھ پر متعین کر دیا گیا تھا اور میں جہاں بھی جاتا وہ میرے ساتھ ہوتے اور ویلینی کے باشندے انھیں اچھی طرح پہچانتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ لوگ اجنبی نہیں ہیں۔ پروفیسر زیڈال کی لاش میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی تھی یہ شخص لالچ میں آیا تھا اور اپنی بیٹی سے ہاتھ دھو بیٹھا جب اسے ہوش آیا تو وقت بہت آگے نکل چکا تھا بہتر ہی ہوا کہ اسے موت آ گئی۔ ورنہ ظاہر ہے اسے زندہ رہ کر کیا ملتا۔ پورا دن ویلینی کے باشندوں کی لاشیں اکٹھا کی گئیں اور ان لاشوں کے

انبار لگ گئے۔ بہت سے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ بہرطور اس کے بعد مسلسل کارروائی جاری رہی اور وہ ساری رات اسی انداز میں گزری۔ پچھلی رات بھی جاگتا رہا تھا۔ اور سارا دن بھی اسی جدوجہد میں گزرا تھا۔ اس لیے شدید تھکن ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں سارا دن گزرنے کے بعد سورج ڈھلتے ہی سونے کے بارے میں سوچنے لگا اور غار ہی کے ایک آرام دہ گوشے میں لیٹ کر سو گیا۔ یہیں پر کنور پرتاب سنگھ اور طاہر علی بھی تھے اس دوران ان سے گفتگو کرنے کا کوئی خاص موقع نہیں مل سکا تھا دوسری صبح جب جاگا تو وہ دونوں بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ مجھے جاگتے دیکھ کر ڈاکٹر طاہر علی میری طرف متوجہ ہو گئے اور بولے۔

"اٹھو غزالی اب تو تمھاری نیند پوری ہو گئی۔ یہ پانی رکھا ہے۔ منہ ہاتھ وغیرہ دھو لو۔ ناشتہ آیا ہوا رکھا ہے۔"

میں نے چند لمحات توقف کیا اور اس کے بعد منہ ہاتھ وغیرہ دھو لیا۔ ایک طرف لکڑی کی ایک بڑی سی ٹرے میں پھل وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ یہ ہی صبح کا ناشتہ تھا۔ پھلوں کے ساتھ دودھ بھی تھا۔ جو بہرطور کہیں سے بھی حاصل کیا گیا ہو میں نے ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کے ساتھ ناشتہ کیا دونوں بار بار میری صورت دیکھنے لگتے تھے لیکن انھوں نے ناشتہ کے دوران مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر ڈاکٹر طاہر ہی نے کہا۔

"تم جانتے ہو گے غزالی کہ ہماری کیا کیفیت ہے ویسے اس دوران بار بار اس طرح موت کے قریب گزر رہے ہیں کہ اب زندگی ایک عجیب سی چیز معلوم ہوتی ہے۔" میں نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا اور پھر پوچھا۔

"خزانے کے بارے میں کیا خیال ہے آپ لوگوں کا۔" کنور پربھات سنگھ آہستہ سے ہنس پڑا تھا پھر اس نے کہا۔

"ڈاکٹر طاہر علی نے اب بھی امید کا دامن نہیں چھوڑا۔"

"گویا آپ اب بھی خزانے کا حصول چاہتے ہیں۔" میں نے ڈاکٹر طاہر علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھئی بات سنو۔ زندگی بہت سکون سے گزر رہی ہے میری۔ اتنا مسئلہ نہیں تھا۔ لیکن شوق بہرطور شوق ہے۔ خزانہ میں اپنے مالی وسائل درست کرنے کے لیے نہیں چاہتا تھا بس ایک خواہش تھی دل میں جو اب بھی ہے اور غالباً اس وقت تک رہتی جب تک موت مجھے اپنی آغوش میں نہ لے لیتی۔ تم یقیناً مجھے نارمل انسان نہیں سمجھو گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے ساتھ ساتھ کچھ اور جدوجہد خزانے کے حصول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لیے کرنا پڑے تو میں اس سے دریغ نہیں کروں گا۔" میں ڈاکٹر طاہر علی کی بات سن کر مسکرا دیا۔

"بہر حال میں اسے مستقل مزاجی کہتا ہوں ڈاکٹر صاحب۔"

"تم جو کچھ بھی کہو۔ مذاق اڑانا چاہو تو اڑا سکتے ہو میں ناراض نہیں ہوں گا۔ عام نقطہ نگاہ سے میں اپنا جائزہ لیتا ہوں تو یقیناً میری کیفیت نارمل انسانوں کی نہیں ہے۔ لیکن بس عشق، خزانہ اگر نہیں ملے گا تو زندگی ہی یہاں سے لے کر چلا جاؤں گا اور سوچوں گا کہ یہ بھی ایک خزانہ ہی ہے۔ جو مل گیا۔"

"ہاں یہ اندازِ فکر تو غلط نہیں ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا: "یہ ساری باتیں تو ہو گئیں۔ لیکن تم نے یہ عظیم انقلاب کس طرح برپا کر دیا ہے۔ یہ تصور تو ہمارے ذہنوں میں اب بھی موجود ہے اور ہم تم سے اس کی تفصیل سننا چاہتے ہیں۔ بشرطیکہ تمہارے پاس وقت ہو۔"

"بہت طویل کہانی ہے ڈاکٹر۔ مختصراً سن لیجئے۔ آپ لوگوں کے ساتھ جب تک قید تھا اس وقت تک کے واقعات آپ کے علم میں ہیں۔ وہاں سے فرار ہوا تو پروفیسر زیڈال سے ملاقات ہو گئی۔ مختصر ترین الفاظ میں میں نے مبوگا کی سرداری، پروفیسر زیڈال کا منصوبہ اور اس کے بعد کی کارروائی اور ویلینی کے تعاون کے بارے میں سب باتیں بتائیں۔ لیکن یہ بات میں نے ان لوگوں سے بھی چھپائی تھی کہ مجھے خزانہ مل گیا ہے۔ یا میں اس کی جگہ سے واقف ہوں۔ میں جانتا تھا کہ اس کے بعد ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کس انداز میں سوچیں گے۔ ان کی خواہش ہو گی کہ میری مدد سے اس خزانے کو حاصل کر کے وہاں سے فرار ہو جائیں جب کہ میرے لیے یہ ممکن نہیں تھا۔ اور میں جانتا تھا بلکہ ایک ہوشمند انسان کی حیثیت سے سوچتا تھا کہ اس عظیم الشان خزانے کو لے جانا بھی آسان کام نہیں ہو گا۔ اور یقینی طور پر ویلینی اس کے لیے مدافعت کرے گی اور میرا تمام کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا۔ چنانچہ خزانے کے تذکرے کو میں قطعی گول کر گیا تھا۔ میری تمام تر کہانی سننے کے بعد ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کافی دیر تک خاموش رہے تھے۔ اس دوران ندرت میرے پاس پہنچ گئی

"سوری مسٹر گازانی۔ اگر مصروف نہ ہوں تو۔"

"نہیں۔ چلو۔" میں نے ان لوگوں سے معذرت کی اور ندرت کے ساتھ باہر نکل آیا۔ ندرت کے چہرے پر بے پناہ خوشی پائی جاتی تھی۔ اس نے راستے میں کہا۔

"تم نے تو ویلینی کی تقدیر بدل دی گازانی۔"

"اردو نہیں بول رہیں ندرت۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بھی آہستہ سے مسکرا دی۔

"ابھی سیکھ لے گی۔ پھر بولنے لگے گی۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔" میں نے اس کے جواب کی گہرائی پر غور کرتے ہوئے کہا۔ ندرت نے یہ الفاظ معنی خیز انداز میں کہے تھے اور اس کی سیاہ حسین آنکھیں بڑے شرمگیں انداز میں مجھے دیکھتی رہی تھیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں مبوتورا، ویلینی، ویلینی کے کچھ اور خاص ساتھی موجود تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ گوہین بھی وہاں موجود تھا۔ لیکن تمام لوگوں سے لاتعلق وہ ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ویلینی نے بدستور بڑے پرتپاک انداز میں میرا خیر مقدم کیا اور پھر مجھے بیٹھنے کے لیے ایک نشست پیش کر دی۔

"تمام تر رپورٹیں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ یوں سمجھو گازانی کہ ہمارا ابتدائی کام ختم ہو گیا ہے اور اس کے بعد ہمیں نئے سرے سے طرزِ زندگی کی تنظیم کرنی ہے۔ اس ملاقات کے بعد میں کچھ وقت مصروفیت میں گزاروں گی۔ اور پھر اطمینان سے بیٹھ کر ہمارے تمہارے درمیان تفصیلی بات چیت ہو گی۔"

"ٹھیک ہے میڈم۔ میں آپ کی ذمہ داریاں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ بلکہ ان ذمہ داریوں میں اگر میرا بھی کوئی حصہ ہو تو براہ کرم مجھے بھی بتائیے۔"

"نہیں۔ بہت بہت شکریہ۔ تم اپنے حصے کی بہت ذمہ داری پوری کر چکے ہو۔" ویلینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں کے بارے میں کوئی مزید رپورٹ۔ میرا مقصد ہے کہ کیا وہ تمام افراد جن کا تعلق بونا وینا سے تھا ہلاک ہو گئے؟"

"نہیں تفصیلی رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ ان میں سے یوں سمجھو کہ تقریباً پچاسی فیصد افراد ہلاک ہو گئے۔ پندرہ فیصد وہ تھے جو جنگلوں میں نکل بھاگنے کامیاب ہو گئے۔ لیکن میں نے ان کے تعاقب کا حکم نہیں دیا۔ فرار ہونے والے بھی زندہ واپس نہیں جا سکیں گے۔ کیونکہ بدقسمتی سے انھوں نے جس راستے کا انتخاب کیا ہے وہ ہر طرف سے موت کا راستہ ہے۔ وہ سپاریوں کی طرف نکل گئے ہیں اور سپاری انھیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"اوہ۔ بونا وینا کے بارے میں میڈم نے کیا فیصلہ کیا۔" میں نے سوال کیا۔ اور ویلینی کے چہرے پر ایک تناؤ پیدا ہو گیا۔

"ہمارا ایک ہی اندازِ فکر رہا ہے گازانی۔ کہ اپنی ذات سے کسی کو نقصان مت پہنچاؤ۔ اور اپنا کام خاموشی سے جاری رکھو۔ ہاں اگر حالات بالکل ہی ناگزیر ہو جائیں تو پھر مجبوری کی حالت میں ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ اور اس وقت تمہیں اندازہ ہے گازانی۔ بونا وینا نے اپنے طور پر کسر نہیں چھوڑی تھی۔ میں اپنے

جسم کے زخموں کو دکھانے کی روادار نہیں ہوں۔ لیکن مجھ سے معلومات حاصل کرتے وقت ہر انسانی احساس کو نظر انداز کر دیا گیا اس کے علاوہ اگر میں اپنی ذات پر یا ساموئوں پر ہونے والے مظالم کو نظر انداز کر بھی دوں۔ تو ویلینی جیسے افراد ہلاک ہوئے ہیں ان کا قرض مجھے ادا کرنا ہے اور میں اس کے لیے مجبور ہوں۔" مختصر الفاظ میں تمہیں بتاؤں کہ ویلینی کو میں نے اپنا نام دیا ہے اس سے قبل یہ قبیلہ کسی اور نام سے یہاں رہتا تھا۔ لیکن اپنا نام دینے کے بعد میں نے اس کی تمام تر ذمہ داری قبول کیں انھیں زندگی کی وہ تمام سہولتیں مہیا کیں۔ جو ان پہاڑوں اور جنگلوں میں ممکن نہیں ہو سکتی تھیں اور جنھیں وہ اپنے طور پر نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ فرض کرو گازانی۔ کہ میں نے اپنا کام کر کے یہاں سے روانہ بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں ان کے واسطے ایسے راستے چھوڑ جاؤں گی۔ جن پر چلتے ہوئے وہ ایک مضبوط قوم کی حیثیت سے یہاں رہیں گے۔ میں نے انھیں زندہ رہنے کا سلیقہ سکھایا ہے اور اس کے عوض میں نے یہاں صرف وہ جگہ حاصل کی ہے جہاں میں اپنے کام کی تکمیل کر سکوں۔ ان لوگوں کا جو قتل عام کیا گیا ہے، اس کے بعد میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ بونا وینا کو میں اپنی خواہش کے مطابق زندگی اور آزادی بخش سکوں۔ چنانچہ بونا وینا کو ہر حال میں موت کی سزا دی جائے گی۔"

"اور اس کی بیٹی ایشلا کو؟" میں نے سوال کیا۔ ویلینی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔

"ایشلا میرا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ لیکن اس کے بارے میں جتنی معلومات مجھے فراہم ہوئی ہیں۔ ان کے تحت یہ پتہ چلتا ہے کہ بونا وینا نے اپنی ہوس کے زیر اثر اسے استعمال کیا ہے اور باپ بیٹی کا رشتہ ختم کر دیا ہے۔ میرے نزدیک ایشلا مجرم نہیں ہے لیکن بونا وینا کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے کیا وہ اپنے باپ کی موت پسند کرے گی؟"

"ظاہر ہے نہیں میڈم۔" میں نے کہا۔

"تو پھر اس کے بعد تم ہی بتاؤ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ میں اسے یہاں سے زندہ نکال سکتی ہوں۔ لیکن اس کی ضمانت کسی کو دینا پڑے گی۔ کہ وہ بعد میں میرے خلاف کوئی ایسی کارروائی نہیں کرے گی جو میرے مقصد کی تکمیل تک میرے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ کسی بھی ایسے شخص کو میں زندہ نہیں چھوڑ سکتی گازانی جو میرے مقصد کی راہ میں حائل ہو جائے۔ اس کو تم میری مجبوری تصور کر لو۔"

میں ویلینی کے الفاظ پر غور کرتا رہا۔ اس کا کہنا درست تھا۔ یقیناً اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے

هند الولی غریب نواز رح (مکمل سوانح عمری)
مرتبہ منشی عبد الحمید بہاری ۔/۲۰
خورشید صداقت از خواجہ چراغ علی اختر ۔/۱۵
علی میاں پبلیکیشنز ۔ اردو بازار ۔ لاہور

ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"بونا وینا کی زندگی کی سفارش تو قطعی نہیں کی جا سکتی ظاہر ہے وہ ایک بالکل مختلف مسئلہ ہے۔ لیکن پروفیسر ویلبی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔"

"ویلبی کو ہم اپنا محسن تصور کرتے ہیں۔ ہر چند کہ وہ بونا وینا کا ساتھی تھا اور یہ بات ہم سب کے علم میں آ چکی ہے کہ بونا وینا اسے بلیک میل کر رہا تھا۔ اور وہ اپنی بیوی اور بچوں کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا تھا۔ لیکن جہاں اسے موقع ملا اس نے تعاون کر کے بونا وینا کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ چنانچہ پروفیسر ویلبی کی مدد کو ہم فراموش نہیں کر سکتے اسے بھی اس سلسلے میں ایک اہم کردار کہا جا سکتا ہے۔ ہاں تمہیں یہ بتا دوں گازانی۔ کہ اس کی بیوی اور بیٹے اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔"

"اوہ گڈ۔ کیا ان کا حصول آسان ہوا؟"

"نہیں چونکہ تم نے ان کا ذکر کیا تھا۔ اور یہ بات والن کو معلوم تھی۔ چنانچہ ہم نے انھیں تلاش کیا اور بونا وینا کی بتائی ہوئی جگہ سے انھیں حاصل کر لیا۔ اور اب وہ تینوں ویلبی کے پاس ہیں اور ویلبی اپنی تجربہ گاہ کے آخری گوشے کے ایک غار میں فروکش ہے۔"

"یہ بڑی خوشی کی خبر سنائی آپ نے میڈم۔ ہاں ایک بات تو بتائیے کیا پروفیسر ویلبی پر آپ اعتماد کر سکتی ہیں؟ یعنی اسے یہاں سے جانے دیں گی؟"

"یہ اس پر منحصر ہے۔ اگر وہ ایک مخصوص عرصہ پہاڑوں میں گزارنے پر آمادہ ہو جائے تو ہم اسے وہ تمام سہولتیں فراہم کریں گے جن کی انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اگر وہ یہاں سے جانا چاہے۔ تب بھی ہم اسے نہیں روکیں گے۔ بلکہ اسے اس کی کاوشوں کا خاطر خواہ معاوضہ دیا جائے گا۔ میرا مطلب ہے اسے خزانے میں سے ایک حصہ جس کے لیے ایک عالم پاگل ہو رہا ہے۔" ویلینی آخری الفاظ کے بعد مسکرا دی۔ اور میں اس کی طرف بغور دیکھنے لگا۔ غالباً اس کے ذہن میں یہ ہی تصور ابھرا تھا کہ میں بھی خزانے ہی کے چکر میں تبت کے ان علاقوں تک پہنچا تھا۔

"میں آپ کی اس مسکراہٹ کا مطلب سمجھتا ہوں میڈم۔ بہر طور میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا۔"

"نہیں پلیز گازالی۔ پلیز کسی غلط انداز میں نہیں سوچنا ابھی تو میرے اور تمہارے درمیان بہت سی گفتگو ہوگی۔"

"گویا مجھے یہیں قیام کرنا ہے۔"

"کیا مطلب ویلینی چونک کر بولی۔"

"مجھے اجازت نہیں ملے گی یہاں سے جانے کی۔ یا میرے بارے میں کوئی صحیح فیصلہ نہیں کیا جائے گا؟"

"نہیں۔ ابھی قطعی نہیں۔ تم اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ جنھیں تم پسند کرتے ہو۔ ہمارے مہمان رہو گے، کم از کم اس وقت تک جب تک میں صورت حال کو کنٹرول نہ کر لوں۔ ویلینی نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ اور اس کا لہجہ ایسا تھا کہ میرے پاس کچھ کہنے کی گنجائش نہیں تھی۔ ندرت گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ جب میری اور اس کی نظریں ملیں تو اس کی آنکھوں میں شکایت کے تاثرات پیدا ہو گئے میں خاموش ہو گیا تھا۔ پھر ویلینی نے کہا۔

"وائی مین اب مسٹر گازالی کی خاطر مدارت اور دوسری آسائشوں کی ذمہ داری تم پر ہے۔"

"میں تعمیل کروں گا سمبوتورا نے گردن خم کر کے کہا۔"

"تو میں اجازت چاہتی ہوں گازالی۔ اس کے بعد تم سے تفصیلی گفتگو اسی وقت ہوگی جب ہم تمام معاملات کی تکمیل کر لیتے ہیں"

"ٹھیک ہے" میں نے جواب دیا۔ اور ویلینی اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

سمبوتورا اور ندرت میرے ساتھ باہر نکل آئے تھے۔ سمبوتورا نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک سرنگ میں جو اوپر کی جانب جاتی تھی کچھ سیڑھیاں طے کر کے وہ ایک کشادہ غار میں داخل ہو گیا۔ اس غار کو رہائش کی تمام سہولتیں دی گئی تھیں۔ عمدہ قسم کا بستر یہاں موجود تھا پتھر کی چٹانوں میں ایسے ایسے سوراخ ترشے ہوئے تھے جن سے باہر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ روشن اور ہوادار جگہ تھی۔ سمبوتورا نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ جگہ تمہاری قیام گاہ کے لیے منتخب کی گئی ہے۔"

"کیا ضرورت تھی۔ کسی بھی غار کا کوئی بھی گوشہ میرے لیے کافی تھا۔ ویسے ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کیا اسی جگہ رہیں گے؟"

ان کے لیے جو جگہ منتخب کی گئی ہے۔ وہ تمہارے اس غار کی پشت پر ہے۔ یہاں سے ہو رایک چھوٹا سا راستہ وہاں تک جاتا ہے اور تم کسی بھی لمحہ یہاں رہ کر ان سے ملاقات کر سکتے ہو۔ ویسے تو غاروں کی یہ وسیع و عریض دنیا تمہارے لیے بہت زیادہ دلچسپ نہیں ہوگی۔ اور یہ بات یہیں تک محدود نہیں ہے۔ تم جب چاہو باہر جا کر سیر و سیاحت کر سکتے ہو۔ ویلینی والے اب تمہاری حقیقت کو جان چکے ہیں۔ چنانچہ جہاں کا رخ تم کرو گے وہاں تمہارا احترام کیا جائے گا۔"

"مسٹر ویلبی کہاں ہیں سمبوتورا؟"

"مسٹر ویلبی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ یہیں پر ایک چھوٹی سی جگہ رہائش پذیر ہیں۔ کیا ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہو؟"

"بس بھائی بس۔ بہت بہت شکریہ تمہارا۔" میں نے کہا اور سمبوتورا بھی مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ اب میرے پاس صرف ندرت رہ گئی تھی۔ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بولا ہائے تُم گازالی۔"

"خوب خوب، کس سلسلے میں میڈم مائی سا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"تُو مائی سا۔ ناؤ ڈرٹ۔ ندرت نے ناز بھرے انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے تو کیا فرماتی ہیں آپ مس ندرت۔"

"ابی تُم بولا۔ جانا کا۔"

"ہاں تو کیا مجھے بقیہ زندگی انھیں پہاڑوں میں گزارنی ہوگی۔"

"پہاڑوں میں نائیں۔" وہ اسی انداز میں بولی۔

"آپ نے میرے بارے میں کچھ سوچا ہے؟" میں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ابی سوچا۔ تُم نائیں جائے گے۔ پھر اور سوچے گا۔"

ندرت نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"لیکن اب میرا یہاں کیا کام ہے ندرت۔ ویلینی مل گئی ہے تم اور سمبوتورا اس کے پاس آ گئے ہو۔ مجھے اب یہاں کیا کرنا ہے۔"

"ابی سب شروع کرتا ہے۔ ابی کچھ شروع نائیں ہوا۔ ابھی شروع ہو گے۔ تُم۔ ائی مین ہم سب مسافر۔ مسافر۔ کرلے گئے سامن۔ سامن ڈر۔ کرتے مائی مین۔ ساموئیکو۔ روٹی او۔ پائی بیٹ اوبک نائی یک ساموئیکو۔ ندرت کی آنکھیں پرخیال انداز میں پھیل گئیں۔ وہ خلا میں کسی شے کو گھور رہی تھی اور اس کا چہرہ فرط مسرت سے گلنار ہو گیا تھا۔ بے خیالی کے عالم میں وہ شاید مجھے بھول گئی تھی اور اپنی زبان بول رہی تھی میرے اندر سنسنی سی پیدا ہو گئی۔ شاید وہ کوئی انکشاف کرنا چاہ رہی تھی وہ انکشاف جس نے خزانے کے حصول کا تصور بھی میرے ذہن سے نکال لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ای شوک۔ ای شوک۔" ندرت نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لیا اس عالم میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی پھر وہ دو قدم آگے بڑھی اور زور سے ٹھوکر کھائی۔ میں اسے نہ سنبھال لیتا تو بری طرح گرتی۔ لیکن اس ٹھوکر سے جیسے وہ جاگ گئی تھی۔ اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر گھبرائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ "سوری گازالی سوری۔"

"کیا بات ہے ندرت۔ کیا ہو گیا ہے۔"

"کاؤچھ نائیں۔ میں کیوں بولے۔؟"

"کیا مطلب۔؟"

"پاتا نائیں۔ اوہ سوری گازلی۔ مائیں بولے۔ مائیں کیا بولے۔؟" وہ اب بھی گھبرائی ہوئی تھی اور خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا چنانچہ میں نے اسے کچھ احساس نہ ہونے دیا اور بولا۔ "میں کہہ رہا تھا کہ ندرت اب میری یہاں کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔"

"گون۔ گنجاتائی مین گون رہتی ہے۔" ندرت کے منہ سے لفظ گنجائش نہیں نکل سکا تھا۔ اس نے چور نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ اور جب مجھے اپنی جانب دیکھتے ہوئے پایا تو کسی قدر جھینپ گئی، اور پھر دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "ابھی ویلینی تم کو بولا کہ وہ کام کرے گا اور پھر وہ کرے گا، وہ میرا مطلب ہائے ملاقات۔"

"ہوں، ٹھیک ہے اس وقت تک تو میں یہاں موجود ہی ہوں۔۔۔!"

"تائیں، اس وقت تک تائیں، دیکھو بعد کو تم ادھر ہو گا۔"

"نجانے تمہارے ذہن میں کیا ہے، بہر طور میں نے کبھی یہ جاننے کی ضد نائیں کی، اب بھی نہیں کروں گا۔"

"بٹ اب زیادہ ٹائم نائیں ہائے، آؤ اس طرف چلیں۔" ندرت نے کہا اور میں نے شانے ہلا دیے اور ندرت کے ساتھ اپنی اس آرام گاہ سے نکل آیا۔ وہ ان غاروں سے واقف معلوم ہوتی تھی، پتا نہیں کس طرح، یہ بات میری سمجھ میں نہ آ سکی، بہر طور وہ ایک غار کے دہانے سے باہر نکل گئی اور پھر تھوڑی سی ڈھلان اترنے کے بعد ہم ایک پر فضا مقام پر پہنچ گئے۔ چاروں طرف کے مناظر خوب صورت تھے ویسے بھی میں اس جگہ کا جائزہ لے چکا تھا، بہت خوب صورت علاقہ تھا، ایک جگہ پڑے ہوئے دو پتھروں پر ہم بیٹھ گئے پرندوں کی خوبصورت آوازیں فضا میں بلند ہو رہی تھیں اطراف میں پرسکون سناٹا پھیلا ہوا تھا۔

ندرت خاموشی سے پاؤں کے انگوٹھے سے زمین کریدتی رہی اور میں اپنے طور پر غور کرتا رہا کہ آئندہ کیا ہوگا۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی بولنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا، لیکن ندرت کی خاموشی بھی زبان بنی ہوئی تھی۔ ان تمام ہنگاموں سے نمٹنے کے بعد اور اپنا وہ مقصد حاصل کرنے کے بعد، جو فی الحال صرف ویلینی تک پہنچنے کا تھا، ندرت کافی پرسکون اور نکھری نکھری نظر آ رہی تھی حالانکہ گزشتہ دنوں وہ قید میں رہ چکی تھی۔

دفعتاً میں نے اسے مخاطب کیا۔ "ندرت تم ان کی قیدی کیسے بن گئیں؟"

"وہ" ندرت شاید اپنی اس بات کو وضاحت سے بتانا چاہتی تھی، اس لیے اردو نہ بول سکی اور انگریزی میں کہنے لگی۔ "انہوں نے مجھے پتا نہیں کس طرح خاموشی سے گرفتار کر لیا غالباً مجھے بے ہوش کر دیا گیا تھا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک غار میں تھی، یہاں بہت سے سامون موجود تھے۔ لیکن عجیب کیفیت تھی سب کی۔ ہم سب کی آنکھوں میں نیم غنودگی کی کیفیت تھی، سب نجانے کیوں سوئے سوئے لگتے تھے۔ پھر نجانے کیا ہوا کہ مجھے بھی نیند سی آنے لگی اور اس کے بعد سے میں مسلسل نیند کے عالم میں رہی یقین کرو گازالی، یہ بھی نہیں بتا سکتی کہ اس عالم میں روزمرہ کے معمولات زندگی کیسے طے ہوا کرتے تھے لیکن اب معلوم ہوا کہ ہمارے ذہنوں کو ان لوگوں نے اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا اور مسٹر ویلبی۔" ابھی ندرت اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ ہمیں قدموں کی آہٹیں محسوس ہوئیں۔ میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تو چند افراد اسی طرف آ رہے تھے۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات کو میں نے پہچان لیا، لیکن ان کے پیچھے آنے والے بھی میرے لیے اجنبی نہ تھے، مسٹر ویلبی کے ساتھ ایک خوب صورت خاتون تھیں جن کے چہرے سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ زندگی کے بے شمار مصائب سے گزر چکی ہیں، اور دو بچے تھے یقیناً یہ مسٹر ویلبی کے بیوی بچے تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور مسٹر ویلبی میرے نزدیک آ گئے ان کی آنکھوں میں مسرت کی چمک تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ تب مجھے ایک لڑکی یاد آ گئی اس کا نام ایشلا تھا، اس نے کہا تھا کہ انکل ویلبی نہ مسکراتے ہیں، نہ ہنستے ہیں، وہ بس خشک رہتے ہیں لیکن اس وقت وہ مسکرا رہے تھے۔ انھوں نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پرجوش انداز میں اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر عورت کی طرف رخ کر کے بولے۔ "یہ مسٹر گازالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں — اور مسٹر گازالی یہ میری بیوی ہیں ایمنی ویلبی۔"

ایمی نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ "مسٹر گازالی آپ، آپ۔" اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کہہ سکی، پھر اس نے اپنے بچوں کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "انکل کا شکریہ ادا کرو۔ جونی، پاسکل۔" دونوں بچے میرے نزدیک پہنچ گئے اور معصوم لہجے میں بولے۔ "تھینک یو انکل۔ آپ نے ہماری زندگی بچائی ہے۔"

"ارے نہیں نہیں بیٹے، میں — میں بھلا کیا کر سکتا تھا تم لوگوں کو بہر طور آزاد ہونا تھا، کس کی مجال تھی کہ تم جیسے پیارے بچوں کو کوئی نقصان پہنچا سکتا —" میں نے دونوں بچوں کو پیار کیا، مسٹر ویلبی متاثر نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے، پھر انہوں نے کہا۔ "میں آپ کو تلاش کر رہا تھا مسٹر گازالی کہ آپ کے دونوں ساتھیوں سے ملاقات ہو گئی۔ کنور پربھات سنگھ اور ڈاکٹر طاہر علی، ان لوگوں سے میرا مکمل تعارف ہو چکا ہے۔"

"ہاں یہ میرے عزیز ساتھی ہیں اور ان کی زندگی بھی میرے لیے اتنی ہی قیمتی تھی مسٹر ویلبی، جتنی آپ لوگوں کے لیے اپنے بیوی اور بچوں کی۔" میں نے کہا۔ ڈاکٹر طاہر علی ادھر ادھر دیکھنے لگے اور پھر ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ مسٹر ویلبی مجھ سے مقامی حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے اور پھر انہوں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "بہر طور مجرم کیفر کردار کو پہنچ گیا، لیکن یونا وینا کی بیٹی ایشلا کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے۔ کیا اسے —؟"

"میں کسی کی بھی زندگی کو نقصان پہنچانے کا خواہشمند نہیں ہوں، لیکن یونا وینا کو زندہ رکھا نہیں جا سکتا ویلینی خود بھی اس کے لیے مجبور ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ اور اب یونا وینا سے میری کوئی دشمنی نہیں رہی ہے کیونکہ وہ خود بُرے حالات میں ہے لیکن میں ایک بات بتا دوں مسٹر گازالی کہ اگر یونا وینا کو رحم کھا کر زندگی دے دی گئی تو وہ ان پہاڑوں کو جہنم بنا دے گا، میں اس کی انتقامی فطرت سے بخوبی واقف ہوں حالانکہ میں یہ بات نہیں کہہ رہا کہ اسے ہلاک کیا جائے لیکن ویلینی کے لیے شاید یہ بے حد ضروری ہے۔"

"میں یہ سمجھ رہا ہوں مسٹر ویلبی اور ویلینی کسی قیمت پر اسے زندگی نہیں دے سکتی، ہاں ایشلا کے لیے وہ بھی سخت نہیں ہے۔"

"میں پیش کش کرتا ہوں کہ اگر آپ ایشلا کو میرے حوالے کر دیں تو میں اپنے دشمن کی بیٹی کو اپنی بیٹی ہی کی مانند زندگی دوں گا، چونکہ میں اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں کہ کس طرح یونا وینا نے اپنی ہوس کی تکمیل کے لیے اپنی بیٹی کو جسے بہر طور وہ حد سے زیادہ چاہتا ہے اس عذاب میں گرفتار کر دیا تھا۔"

ڈاکٹر طاہر علی اور پربھات سنگھ بھی اس گفتگو کو بغور سن رہے تھے، ویلبی ایشلا کے بارے میں تفصیلات بتا رہا تھا میں نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا اور کہا کہ ایشلا کو دھوکا دیتے ہوئے مجھے کتنے ذہنی کرب سے گذرنا پڑتا تھا۔ لیکن بہر طور وہ ہماری بہت بڑی معاون بنی اور اس کے ذریعے بڑا کام ہو گیا۔

کافی دیر تک ہم لوگ گفتگو کرتے رہے، ندرت بھی اس گفتگو میں حصہ لیتی رہی اور اس کے بعد ہم واپس غار کی طرف چل پڑے۔

ڈاکٹر طاہر علی نے کہا۔ "تمھاری رہائش گاہ ہمارے قریب ہی ہے لیکن کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تینوں ہمیشہ کی طرح ساتھ رہیں۔؟"

"یہ عارضی رہائش گاہ ہے ڈاکٹر۔ میرا خیال ہے ویلینی کی مرضی کے مطابق عمل کرتے رہیں، کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے، آپ چاہیں تو دن میں میرے ساتھ رہ سکتے ہیں۔!" میں نے کہا۔

ندرت نے گھورتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا۔ پھر جب وہ میرے ساتھ میرے غار میں واپس آئی تو کہنے لگی "کوئی تمہارے ساتھ وقت نہیں گذارے گا صرف میں ادھر تمہارے پاس"۔ اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا۔ اور وہ ہنس پڑی۔

ندرت کی ذہنی کیفیت کو میں اچھی طرح سمجھ رہا تھا، اور میرے دل میں وسوسے جاگ رہے تھے، دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ندرت میری طرف قدم نہ بڑھاؤ ورنہ زندگی کھو بیٹھو گی، اب تک یہی تجربہ تھا۔

رات کو ندرت چلی گئی اور میرے لیے ہر طرح کی سہولتیں فراہم ہو گئیں، ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات رات کو تقریباً ایک بجے تک میرے ساتھ بیٹھے رہے — وہ آئندہ پروگرام کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے اور کافی متفکر تھے۔

کنور پربھات سنگھ کہنے لگا۔ "ویلینی تم سے کیا چاہتی ہے گازالی۔ میرا خیال ہے اب تم اس سے معذرت کر لو، میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی خزانہ ہماری منزل ہے — اب ہماری منزل ہمارے گھر ہیں، بشرطیکہ ہمیں وہاں پہنچنے کا موقع مل جائے۔"

"ہم لوگوں نے بہت وقت یہاں گذار لیا ہے کنور پربھات، میرا خیال ہے یہ چند دن اور گذار لیے جائیں اس کے بعد ویلینی سے گفتگو کر کے صحیح فیصلہ کیا جا سکتا ہے"

"ہاں جلدی کیا ہے۔ بہر طور اب اس بات کی امید پیدا ہو چلی ہے کہ ہم زندگی بچا کر لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو تھوڑا سا وقت اور سہی۔" ڈاکٹر طاہر علی نے کہا لیکن میں ان کے الفاظ کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا، اور یقیناً کنور پربھات بھی۔ ڈاکٹر صاحب امید کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔

یہ لوگ چلے گئے اس کے بعد میں بستر پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن خیالات بہت دیر تک بے چین کرتے رہے، نہ جانے کیا کیا باتیں ذہن میں آ رہی تھیں۔

صبح کو حسب معمول ندرت مجھ پر مسلط ہو گئی اور صبح ہی صبح مجھے وہاں سے نکال لے گئی اس نے کہا کہ ناشتے کا انتظام کہیں باہر ہی کیا جائے گا اس نے یہ بھی کہا کہ آج کہیں دور تک چلیں گے تاکہ ڈاکٹر علی اور کنور پربھات سنگھ ہمارا پیچھا کرتے ہوئے وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

ندرت کی لگاوٹ اور محبت کی دھیمی دھیمی آنچ مجھے اپنے کرب و جوار میں محسوس ہو رہی تھی۔ میں اب تک اسے سہارا دیتا آ رہا تھا، حالانکہ اپنی طرف سے میں نے اس کی پذیرائی نہیں کی تھی، بس اچھی دوستی اور اچھے ماحول کا طلب گار تھا میں، اسے دلی نہیں کرنا چاہتا تھا، ندرت بھی کافی جذباتی لڑکی تھی حالانکہ وہ ساموں تھی — میں نے دفعتاً اس سے کہا "ندرت تم ساموں ہو —؟"

"ہاں، یہ بات تو اب تمھیں معلوم ہو چکی ہے۔"

"ہاں دوسروں کے ذریعے۔!"

"بس اب اس سلسلے میں کوئی اور بات مت کرنا" ندرت نے کہا۔

"ٹھیک ہے نہیں کروں گا، بس یہی پوچھ رہا تھا کہ تم ساموں ہو ناں —؟ اب مجھے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ ساموں کوئی قبیلہ ہے، لیکن یہ قبیلہ کہاں آباد ہے اس کے بارے میں ابھی معلومات حاصل کرنا باقی ہیں۔"

ندرت نے گردن جھکا لی۔ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ندرت اس موضوع سے کترانا چاہتی ہے۔ اس کے بعد اس موضوع پر میں نے اس سے گفتگو نہ کی۔ پورا دن گذر گیا اس کے بعد رات اور پھر تین یا چار دن اسی انداز میں گذر گئے کہ ندرت زیادہ تر میرے قریب رہتی تھی، کنور پربھات سنگھ اور ڈاکٹر طاہر علی سے بھی ملاقات ہو جاتی تھی۔

تقریباً چھٹے دن مجھے ویلینی نے طلب کر لیا۔ میں سمبو تورا کے ساتھ ویلینی کے پاس پہنچا تو اس وقت اس کی شخصیت ہی بدلی ہوئی تھی۔ ایک انتہائی قیمتی لباس میں ملبوس وہ بہت پُر وقار نظر آ رہی تھی۔ اس نے سمبو تورا کو دیکھتے ہی کہا۔ "ہائیسا کہاں ہے —؟"

"کیا میں اسے بلاؤں —؟"

"ہاں اسے بھی بلا لو۔ دو تین افراد اس کے علاوہ اور بھی یہاں ہونے چاہئیں۔ گوین بچارے کو ابھی رہنے دیا جائے۔ وہ ہماری گفتگو میں شریک ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں گازالی تم اگر چاہو تو اپنے ان دونوں ساتھیوں کو بھی بلا لو، جو یہیں غاروں میں مقیم ہیں میرے لیے ان کی بھی بڑی حیثیت ہے اس لیے کہ وہ تمھارے ساتھی ہیں۔"

"کوئی حرج نہیں ہے میڈم بشرطیکہ آپ کو اعتراض نہ ہو —"

"نہیں گازالی۔ کیسی باتیں کرتے ہو، مجھے تمھارے کسی ساتھی پر اعتراض ہو سکتا ہے۔" ویلینی نے محبت بھرے لہجے میں کہا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ویلینی کی اس نشستگاہ میں کئی افراد جمع ہو گئے۔ سمبو تورا تھا، ندرت تھی، تین ساموں اور تھے جو عمر رسیدہ نظر آ رہے تھے اس کے علاوہ کنور پربھات سنگھ اور ڈاکٹر طاہر علی بھی موجود تھے۔

ویلینی نے چند لمحات توقف کیا پھر بولی۔ "گازالی۔ تمھارے بارے میں سمبو تورا اور ہائیسا کے ذریعے مجھے پوری کہانی معلوم ہو چکی ہے، مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کچھ لوگ گوین کو جاپان سے اغوا کر کے لے گئے تھے اور اس کے بعد انہوں نے گوین کو اپنے ساتھ رکھا، پھر واقعات جس جس طرح تبدیل ہوتے گئے سمبو تورا اس کے بارے میں مجھے پوری حقیقت بتا چکا ہے میں تم تینوں افراد کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تمھاری آمد نے مجھے ایسی مصیبت سے آزادی دلائی جس میں مجھے نہ جانے کتنے دنوں تک گرفتار رہنا پڑتا مسٹر گازالی ان تمام احسانات کا کوئی صلہ ابھی تک میرے ذہن میں نہیں آیا، سمبو تورا اور ہائیسا نے تمھاری ذہنی صلاحیتوں کی جو تفصیل پیش کی ہے اس کے تحت گازالی میں ذاتی طور پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی تم سے درخواست کرتی ہوں کہ ہماری مدد کرو۔ میں کسی اور وقت تمھیں اپنے بارے میں پوری تفصیلی کہانی سناؤں گی، مختصراً اتنا بتاتی ہوں کہ ہم لوگ مصیبت زدہ ہیں، اپنے گھر اپنے قبیلے سے بچھڑے ہوئے ایسے بُرے حالات کا شکار کہ تم تصور نہ کرسکو۔ ہم اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور ہماری تمام تر کاوشیں اسی کے لیے وقف ہیں، گازالی ہم بے گھر ہیں، ہم اپنی دنیا میں واپس جانا چاہتے ہیں، لیکن ہمارے راستے بند ہیں، ہمیں ایسے ساتھیوں اور مددگاروں کی ضرورت ہے جو ہمیں ہماری منزل کا راستہ دکھادیں ہم اپنے طور پر جو کچھ کرسکتے تھے، طویل عرصے سے کررہے ہیں، لیکن ہماری کوششیں کسی طور بار آور نہیں ہوئیں اور اب ہمیں کسی ایسے ساتھی کی تلاش ہے جو سچے دل کے ساتھ ہماری مدد کرے اور اس کے لیے گازالی میری نگاہِ انتخاب اور میرے ساتھیوں کی نظریں تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہیں، اس کے عوض تم جو چاہو لے لو ہم تمہیں دینے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں ہمارا گھر دے دو گازالی ہمیں ہماری منزل پر پہنچادو، ہم تم سے درخواست کرتے ہیں، ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم تمہیں اس کا صلہ نہیں دے سکیں گے، بس جو بھی رشتہ، جذبات کا کوئی بھی رشتہ تصور کرلو، ہم اس رشتے کے تحت تم سے اپنی منزل کی بھیک مانگتے ہیں۔" ویلینی کی آواز آنسوؤں سے رندھ گئی تھی، میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا، کنور بربھات اور ڈاکٹر طاہر علی بھی چونکے ہوئے سے انداز میں ویلینی کو دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر ٹھہر کر ویلینی نے پھر کہا۔ "ہمارے بہت سے ساتھی ہم سے بچھڑے ہوئے ہیں وہ لوگ جو ہمیں منزل کی طرف گامزن کرسکتے ہیں ہمارے درمیان نہیں ہیں گومن ذہنی طور پر مفلوج ہوچکا ہے اور اسے مفلوج کیا گیا ہے، گومن ہمارے درمیان ایک بہت اہم شخصیت کا مالک ہے، یہ ہمیں ان راستوں کے بارے میں بتا سکتا ہے جہاں سے گزر کر ہم اپنے گھر پہنچ جائیں گے، لیکن اس کے لیے اس کی ذہنی واپسی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمیں چار افراد کی اور ضرورت ہے، جو ہماری منزل کے راہبر ہوں، یہ پانچ افراد ہمیں ہمارے گھر پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارا مشن بہت طویل ہے لیکن اس میں کوئی برائی نہیں ہے گازالی، ہم حادثات کے تحت اپنے گھر سے بچھڑ گئے ہیں اور ہماری تمام تر جدوجہد صرف اسی لیے ہے کہ ہمیں ہمارا گھر واپس مل جائے، گازالی تم ہماری مدد کرو، تم ہماری مدد کرو گازالی۔"

"میں اس سے منحرف نہیں ہوں میڈم، لیکن پوری تفصیل کا تو پتا چلے۔"

"وہ میں تمہیں بتادوں گی، میں تذکرہ کرنا چاہتی ہوں مونٹ سوراٹ کے اس خزانے کا، جس کے لیے اس وقت ایک عالم سرگرداں ہے، تمہاری زمین پر یہ قیمتی شے سب کے لیے باعث کشش ہے، جب کہ شاید تم یقین نہ کرو کہ میں اس سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی، مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ یہ شے یہاں زندگی کی اتنی بڑی ضرورت پوری کردیتی ہے اور اس کے ذریعے ہمیں ہر شے حاصل ہوسکتی ہے تو میں نے اسے محفوظ کرلیا، صرف اس لیے کہ اس کے ذریعے کوئی ہمیں ہمارے راستے پر لگادے، خزانہ ہمارے لیے بالکل بے کشش ہے، تم میں سے کوئی اسے حاصل کرسکتا ہے بس مجھے میرا راستہ بتادو، صرف مجھے میرا راستہ درکار ہے۔"

ویلینی کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گرنے لگے اور میں متاثر ہوگیا، سب ہی متاثر نظر آرہے تھے، سامون کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔ سمبوتورا اور ندرت بھی گردنیں خم کیے ہوئے بیٹھے تھے۔ تب میں نے ایک سوال کیا۔

"میڈم یوں تو میرے ذہن میں آپ کے متعلق بے شمار باتیں موجود ہیں، بہت کچھ پوچھ لینا چاہتا ہوں آپ سے لیکن فی الوقت فی الحال صرف ایک سوال کا جواب دے دیجیے۔"

"کیا۔؟"

"آپ نے اتحادیوں کے لیے زبردست کارنامے انجام دیے اور کوئی اتحادی جاسوسہ معمولی حیثیت کی مالک نہیں ہوسکتی، آپ کے بارے میں جو کہانیاں میں نے سُنی ہیں یقیناً وہ حقیقت پر مبنی ہوں گی۔ ماؤنٹ سوراٹ کے خزانے کا حصول معمولی بات نہیں ہے جب کہ اس کے لیے نجانے کون کون سرگرداں تھا۔ اٹلی کی حکومت جرمن اور شاید دنیا کے بے شمار افراد لیکن آپ نے ان کے درمیان سے وہ خزانہ حاصل کرلیا، اتحادی جاسوسہ کی حیثیت سے کیا آپ اپنی ذہنی کاوشوں کو اس سلسلے میں استعمال نہیں کرسکتی تھیں۔؟"

میرے اس سوال پر ویلینی چند لمحے خاموش رہی، پھر اس نے گردن اٹھاکر کہا۔ "گازالی میں ویلینی نہیں ہوں میرا نام گوشائی ہے۔"

"کیا۔؟" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ ڈاکٹر طاہر

اور کنور بربھات سنگھ کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"ہاں۔ ویلینی کوئی اور تھی۔ وہ مرچکی ہے۔ وہ ولاڈی واسکاٹ کی بیوی بن چکی تھی اور دو بچوں کی ماں بھی، دو جڑواں بچوں کی ماں، مونٹ سوراٹ کا خزانہ اسی کی دریافت تھا وہ بڑی حد تک میری ہم شکل تھی اسکے علاوہ تم اسے ایک حد تک ہائیسا کی ہم شکل بھی سمجھ سکتے ہو۔ جب وہ مجھے ملی تو شدید زخمی تھی۔ موت کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی، اس نے مجھے مرتے ہوئے اپنے بارے میں بتایا اور اپنے دونوں بچوں کو میرے سپرد کردیا۔ میں نے اس سے وعدہ کرلیا کہ میں اس کے دونوں بچوں کی پرورش کرکے انھیں اس دنیا میں رہنے کے قابل بنادوں گی۔ اس کے بعد بے شمار واقعات پیش آئے میں نے خزانہ نکال لیا اور گومن کو ساتھ لے کر جاپان آگئی۔ گومن اس وقت میرے قبضے میں تھا۔ پھر حالات میں تبدیلیاں ہوئیں بہت سے لوگ میرے پیچھے لگ گئے اور میں نے تبت کے یہ پہاڑی علاقے آباد کرلیے اور یہاں پناہ لے کر اپنا کام کرنے لگی۔ گومن میرے ہاتھ سے نکل گیا وہ بہت اہم شخصیت ہے۔ ہم آوارۂ منزل ہیں اپنے گھر کی تلاش میں سرگرداں، گومن ہماری امیدوں کا مرکز ہے۔ اگر اس کی ذہنی حالت درست ہوجائے تو یہ چھوسا سرگائی پا، لیبوس اور روی مین کو تلاش کرسکتا ہے اور اگر یہ پانچوں یکجا ہوجائیں تو ہماری منزل ہمیں دوبارہ مل سکتی ہے۔"

یہ اپنے وقت کی سب سے انوکھی داستان تھی۔ ناقابلِ یقین، سمجھ میں نہ آنے والی لیکن ہم دنیا کی سب سے پُراسرار عورت کی زبانی ہوش و حواس کے عالم میں یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ بہت سے سوالات تھے ذہن میں بہت سے خیالات تھے دل میں، زبان مچل رہی تھی ڈاکٹر طاہر علی بے باک آدمی تھے مجھ سے پہلے بول پڑے "گویا آپ کو گوشائی کے نام سے پکارا جائے۔؟"

ویلینی نے آنکھیں خشک کیں اور پھر آہستہ سے بولی "پکارنا ہی تو ہے کچھ بھی کہہ کر پکار لو۔ گوشائی ایک فردِ می کا نام ہے۔"

"کچھ باتیں سمجھ میں نہیں آرہیں میڈم۔؟"

"پوچھ لیں ڈاکٹر میں نے انکار تو نہیں کیا ہے۔"

"آپ لوگ اپنی دنیا سے بچھڑے ہوئے ہیں۔"

"ہاں۔؟"

"کونسی دنیا ہے آپ کی۔؟"

"وہ جہاں زندگی سب سے حسین روپ میں موجود ہے۔ وہ جہاں سب ہمارے اپنے ہیں۔"

"کوئی نام نہیں اس دنیا کا۔؟"

"تم اسے حسن کا کوئی بھی نام دے سکتے ہو۔"

"اس کا اپنا کوئی نام تو ہوگا۔؟"

"ہم اسے بینوبین کہتے ہیں تمہاری دنیا کے مفہوم میں اسکائی ہول یا آسمان کا سوراخ کہا جاسکتا ہے۔"

"عزیزہ اس کی جغرافیائی پوزیشن کیا ہے کہاں واقع ہوئی ہے وہ۔؟" ڈاکٹر طاہر علی نے کہا۔

"کاش یہی معلوم ہوتا۔ اگر ایسا ہوجاتا اور ہم اس کا تعین کرسکتے تو یہاں کیوں ہوتے۔"

"تمہارا مقصد صرف وہاں واپس جانا ہے۔؟"

"ہاں صرف یہی آرزو ہے ہماری۔" ویلینی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"جب اس کی جغرافیائی پوزیشن کا تعین نہیں ہے تو تم لوگ وہاں واپس کیسے جاؤ گے۔؟"

"پانچ راہنما ہمیں وہاں تک لے جاسکتے ہیں۔"

"جن میں ایک گومن ہے۔؟"

"ہاں۔!"

"کمال ہے۔ بات گھوم پھر کر پھر وہیں آگئی۔ یہ سامون کیا ہیں۔؟"

"سامونیکا کے باسی۔"

"سامونیکا۔؟"

"بینوبین کے پہاڑ کا نام جس کا مطلب ہے بہتی چھت کے نیچے،" ویلینی نے جواب دیا۔

"اس بہتی چھت کے نیچے سے نکلے ہوئے آپ لوگوں کو کتنا عرصہ ہوگیا۔"

"آپ لوگوں کے حساب سے تقریباً ایک سو اسّی سال۔" ویلینی نے جواب دیا۔ اور ڈاکٹر طاہر علی نے کنور بربھات کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اب میری ذہنی حالت خراب ہونا شروع ہوگئی ہے براہ کرم تم لوگ خود کو سنبھالے رکھنا۔"

ویلینی نے کہا۔ "آپ لوگوں کی عمریں بہت کم ہوتی ہیں مجھے معلوم ہے بہت کچھ دیکھ چکی ہوں یہاں رہ کر لیکن سامونیکا میں عمریں طویل ہوتی ہیں۔ تمہاری دنیا کے لحاظ سے میری عمر اس وقت چار سو اسی سال ہے ہائیسا دو سو ساٹھ سالہ ہے وائی مین سات سو سالہ اور گومن کی عمر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آٹھ سو سال ہے۔ ہمارے ہاں جوانی دو سو سال کے بعد آتی ہے اور عمر کی آخری حد ایک ہزار اور پندرہ سو سال کے قریب ہوتی ہے۔"

کوئی کچھ نہیں بول سکا تھا۔ چند منٹ تک مکمل خاموشی چھائی رہی پھر ویلینی نے کہا۔ "مجھ سے اور کوئی سوال۔؟"

"اب ہمت نہیں ہے۔" ڈاکٹر طاہر علی نے جواب دیا۔

کنور پربھات سنگھ نے پوچھا۔ "ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں ویلینی۔؟"

"تمام صورتحال میں نے آپ لوگوں کے سامنے پیش کر دی ہے۔ میں چاہتی ہوں پہلے گوبن کی ذہنی حالت درست ہو جائے۔ وہ ہوش و حواس میں آجائے تاکہ وہ بقیہ لوگوں کو تلاش کر لے اس کے بعد آپ لوگ گوبن کی مدد کریں اور ہمیں وہ سہولتیں فراہم کریں جن کے ذریعے ہم اپنی منزل پا لیں۔ اس کے لیے میں آپ کو ایک پیش کش کرتی ہوں۔"

"کیا۔؟" طاہر علی جلدی سے بول پڑے۔

"جس خزانے کی تلاش میں آپ لوگوں نے یہ سفر طے کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے آپ کی پسندیدہ اشیاء اتنی بڑی مقدار میں موجود ہیں کہ آپ لوگ تصور نہیں کر سکتے۔ میں آپ لوگوں کو اجازت دیتی ہوں کہ اس میں سے اتنا خزانہ لے لیں جتنا آپ اٹھا سکتے ہیں۔ اسے اپنے ساتھ لے جائیں اور میری مدد کریں۔"

"ہم تیار ہیں۔" طاہر علی نے جلدی سے کہا۔

"اور آپ کنور۔؟"

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں ویلینی۔"

"اپنی اس دنیا میں آپ میرے دن رات سنبھال لیں اور جہاں بھی مجھے آپ کی ضرورت ہو وہاں آپ اپنے وسائل استعمال کریں۔ کوئی ایسا کام میں آپ کے سپرد نہیں کروں گی جو آپ کی پہنچ سے باہر ہو۔"

"اس کے لیے میں خوشی سے تیار ہوں۔"

"اور تم گازالی۔" ویلینی نے پوچھا اور میں مسکرا دیا۔ سب کی نگاہیں میری طرف تھیں۔ اس گفتگو کے دوران میں خاموش بیٹھا ویلینی کی کیفیات کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ میرے دل میں عجیب سے خیالات آتے رہے تھے اور میں فیصلے کرتا رہا تھا۔ دولت حاصل ہو جائے تو طلب ختم ہو جاتی ہے آدمی ٹھہر جاتا ہے یا پھر اگر اس کی جدوجہد کسی حد تک رہ جاتی ہے تو وہ اس وقت کی بقا کے لیے یا اس کے ضائع ہو جانے کے خوف کے لیے۔ وہ غیر انسانی کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے ہر شخص سے خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں وہ اس کی دولت کی تاک میں تو نہیں ہے، وہ کونسے راستے سے اس کی دولت تک پہنچنا چاہتا ہے۔ محبت اور یقین اس کی زندگی سے رخصت ہو جاتے ہیں کیا کوئی ایسی شے منزل ہو سکتی ہے۔ دولت کے یہ انبار لے کر میں بھی اپنی دنیا میں جا سکتا ہوں۔ اپنے بھائیوں اور بھابیوں کے سامنے سربلند ہو سکتا ہوں۔ اس کے بعد کیا کروں گا۔ کیا کچھ اور پریشانیاں میری زندگی میں شامل نہ ہو جائیں گی اس کے برعکس یہ رواں زندگی جس میں تجسس ہے، تحریک ہے، یہ اس ٹھہری ہوئی زندگی سے کہیں زیادہ خوب صورت ہے ہاں اس زندگی میں حسن زیادہ ہے۔ سوال مجھ سے کیا گیا تھا اس لیے میرا بولنا ضروری تھا۔

"میں۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تمہارا اس پیش کش کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔؟"

"مجھے یہ پیش کش قبول نہیں۔" میں نے کہا اور سب لوگ چونک پڑے۔

"کیوں۔؟" ویلینی نے کہا۔

"اس لیے کہ وہ عظیم خزانہ میری تحویل میں ہے۔ میں اس پورے خزانے کا مالک بن چکا ہوں۔"

"پہیلیاں نہ بجھاؤ غزالی۔" ڈاکٹر طاہر علی نے پریشانی سے کہا اور میں نے جیب سے سونے کے دو سکے نکال کر ویلینی کے سامنے ڈال دیے۔ یہ سکے وہی تھے جو پروفیسر زیڈال نے مجھ سے حاصل کیے تھے اور جنہیں میں نے اس خزانے سے نکالا تھا۔ یہ دو سکے مجھے تو اتفاق سے حاصل ہوئے اور اتفاق سے میرے پاس ہی پڑے رہ گئے تھے۔

"کیا آپ انھیں پہچان سکتی ہیں میڈم گوشائی۔؟" میں نے کہا اور ویلینی جھک کر انھیں دیکھنے لگی۔ سب میری طرح تجسس کا شکار ہو گئے تھے۔ تب ویلینی نے آہستہ سے کہا۔ "ہاں ان کا تعلق اسی خزانے سے ہے لیکن۔"

"بہت پہلے میں وہ خزانہ تلاش کر چکا ہوں۔ ان غاروں میں ان سرنگوں میں، میں بہت پہلے پہنچ چکا تھا۔ سدا خزانہ میری تحویل میں تھا۔ چمکتے ہیروں کے انبار سنہری سکوں کے ڈھیر مجھے اس پر آمادہ نہ کر سکے کہ میں خود غرض ہو جاؤں۔ خزانہ لے کر اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر انھیں جنہوں نے مجھ سے کچھ امیدیں وابستہ کی ہیں نظرانداز کر کے اپنے لیے

وشیاں اکٹھی کر لوں۔ میں نے ان سکوں سے ان ہیروں ے گفتگو کی۔ انھوں نے کہا دیکھ لو ہم کس قدر بے حقیقت یں۔ دوسروں کو زندگی بخشتے ہیں، خوشیاں دیتے ہیں لیکن ودان غاروں سے آزاد نہیں ہوتے، ہمیں اس کی قدرت اصل نہیں ہے۔ تم اور تم جیسے ہم سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں شرطیکہ تم ہمارے سحر کا شکار نہ ہو جاؤ ہمیں پا کر انھیں نہ بھول اؤ۔ کسی تاریک دل کو روشنی کی ایک کرن دے کر دیکھو س کی جگمگاہٹ تمہاری روح کو کس طرح منور کر دے گی۔ ہاری چمک محدود ہے اور تمہارا عمل لامحدود۔ ہم اپنے طراف کو چند گز تک روشن کر سکتے ہیں اور تمہارا عمل بہت کچھ وشن کر دیتا ہے۔ تم ہم سے کہیں زیادہ قیمتی ہو بشرطیکہ ود کو پہچان لو۔ اور میں نے خود کو ان ہیروں کی روشنی میں ہچان لیا میں حیات کا قرض چکانا چاہتا ہوں مقروض ہو کر سمانوں پر جانا مجھے پسند نہیں۔ یہ خزانہ تم جس طرح چاہو ان وگوں کو دیدو گوشائی۔ مجھے اس کی چاہت نہیں میں حتی المقدور نہارے مشن کی تکمیل کے لیے خود کو وقف کرتا ہوں۔"

ویلینی پر سحر طاری ہو گیا تھا۔ سمبوتورا کی آنکھوں میں فخر تھا ندرت نثار ہو جانے والی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ نور پربھات الجھا ہوا تھا، ڈاکٹر طاہر علی کے چہرے پر تلخی نمایاں تھی باقی لوگ بے تاثر بیٹھے ہوئے تھے۔ طاہر علی نے ہا۔ "تم اس خزانے تک کس طرح پہنچے غزالی۔؟"

"وہ اپنے الفاظ کی صداقت کا ثبوت دے چکا ہے۔" یلینی نے جلدی سے کہا۔

"وہ ہم میں سے ہے۔ وہ تم سے جدا ہو چکا ہے طاہر لی۔" سمبوتورا نے کہا۔

"بہرحال وہ اپنے عمل کے لیے آزاد ہے۔" طاہر علی نے اخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ لوگ آرام کریں۔ مجھے نشان منزل مل چکا ہے۔" یلینی نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آؤ گازالی۔" اس کے لہجے ں غرور تھا جیسے وہ مجھ پر نازاں ہو۔ میں خاموشی سے اٹھ ھڑا ہوا تھا۔ ندرت اور سمبوتورا بھی ہمارے ساتھ تھے باقی ساموتوں کے سپرد طاہر علی وغیرہ کی خاطر مدارت تھی۔ ویلینی جھے ساتھ لیے ایک دور دراز حصے میں پہنچ گئی۔ پھر اس نے کہا۔ "بے شک اب تم ہم میں سے ہو گازالی۔ وائی ہن نے غلط نہیں کہا۔ اور اب یہ نہ سوچنا کہ تم سے کچھ چھپایا جائے ا۔ اور یہ سب۔ جو یہاں موجود ہیں ان کے بارے میں فیصلہ رنا بھی تمہارا کام ہے۔"

"نہیں میڈم گوشائی۔ یہ میں نہیں کر سکوں گا۔"

"تمہاری رہنمائی میرے لیے بہت قیمتی ہے۔ میں نے تم پر انحصار کر لیا ہے گازالی۔ وہی ہوگا اب جو تم کہو گے۔"

"تب پھر فیصلہ کرنے کے لیے مجھے وقت درکار ہوگا۔"

"مجھے اعتراض نہیں ہے۔" ویلینی نے کہا۔ پھر ندرت اور سمبوتورا سے بولی۔ "گازالی کا احترام تمہاری ذمہ داری ہے تم دونوں کی صرف یہی ڈیوٹی ہے۔" دونوں نے گردن ہلا دی تھی۔

میری قیام گاہ بدل گئی۔ یہاں کچھ اور تعیشات موجود تھے لیکن میری ضرورتیں محدود ہو گئی تھیں طبیعت میں ایک عجیب سا ٹھہراؤ آگیا تھا۔ تنہائی ملی تو میرا ذہن ان لوگوں میں الجھ گیا جو یہاں موجود تھے۔ طاہر علی اب بھی خزانے سے دلچسپی رکھتے تھے کنور پربھات سنگھ نارمل آدمی تھا۔ اصل مسئلہ لونا وینا اور اس کی بیٹی اشیلا کا تھا۔ ان دونوں کا کیا کیا جائے۔ لونا وینا ایک خطرناک جرائم پیشہ انسان تھا اگر اسے آزادی مل گئی تو۔ کم از کم ویلینی کو وہ کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اس کی موت کے بعد اشیلا کا کیا ہوگا۔ لونا وینا اپنی بیٹی کو بہت چاہتا تھا۔ دماغ بہت زیادہ الجھا تو میں نے اس بارے ویلبی سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

مسٹر ویلبی اپنی آرام گاہ میں موجود تھے اور اپنے بیوی اور بچوں سے باتیں کر رہے تھے۔ "اوہ۔ مسٹر غزالی۔ کوئی کام تھا تو مجھے طلب کر لیا ہوتا۔" مسٹر ویلبی نے کہا۔

"پلیز بیٹھیے مسٹر ویلبی میں پریشان ہوں۔"

"خیریت۔ کیا بات ہے؟"

"ویلینی نے لونا وینا کا فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا ہے۔ اب بتائیے میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ آپ نے دیکھا مسٹر ویلبی کہ وہ اپنی بیٹی کو کتنا چاہتا ہے اس کی وجہ سے ہم اسے قابو کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ دونوں باپ بیٹی کو جدا کرتے ہوئے کچھ عجیب سا لگتا ہے کیا ان دونوں ہی کو قتل کر دیا جائے۔؟"

"نہیں۔ اشیلا کا کیا قصور ہے۔ وہ تو بہت معصوم لڑکی ہے اور پھر لونا وینا نے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ اشیلا کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ پلیز غزالی اس لڑکی کو۔"

"کیا وہ لونا وینا کے بغیر زندہ رہ سکے گی۔؟" میں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوال کیا اور ویلبی کی گردن جھک گئی۔ پھر اس نے گردن اٹھا کر مضبوط لہجے میں کہا۔

"اگر تم ویلینی سے کہو کہ لوناوینا کو چھوڑ دے تو کیا وہ ایسا کر دے گی۔؟"

"شاید۔"

"تو پھر اسے اس کی بیٹی کے ساتھ آزاد کر دو۔"

"تمہیں بھی یہاں سے آزادی مل جائے گی ویلبی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ لیکن بس اتنا کرنا مجھے اس سے کچھ پہلے نکل جانے دینا۔ میں کسی ایسے گمنام گوشے میں چلا جاؤں گا۔ جہاں لوناوینا سے ٹکراؤ نہ ہو۔ میں اپنی حفاظت کر لوں گا۔"

"اوکے ویلبی مجھے اجازت دو۔" میں نے واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے۔

"سنیے تو سہی مسٹر غزالی۔ کیا فیصلہ کیا آپ نے۔؟"

"فیصلہ کر لیا ہے مسٹر ویلبی۔" میں نے کہا اور وہاں سے باہر آ گیا۔ بہت بڑی ذمے داری ڈال دی تھی ویلینی نے مجھ پر۔ لیکن بہرحال میں نے ان ذمے داریوں کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھا لیا تھا۔

ویلینی کے باشندوں نے ایک ایک شخص کو چن چن کر قتل کر دیا تھا۔ لوناوینا کے قائم کیے ہوئے نظام کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا تھا اور اب مکمل سکون تھا۔ ویلینی نے دوسرے دن مجھ سے ملاقات کی اس دوران ندرت اور سمبوتورا سے برابر میری ملاقات ہوتی رہی تھی، ندرت جتنی بار میرے سامنے آئی میں پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس ڈھائی سو سالہ حسینہ کے ناز و انداز بالکل معصوم اور الہڑ لڑکیوں جیسے تھے۔ اصولاً تو یہ میری پرنانی سے بڑی تھی لیکن اپنی دنیا کی یہ نوخیز حسینہ مجھ سے عشق کرتی تھی میں اس کے عشق کا اب کیا جواب دوں۔؟

ویلینی نے کہا۔ "میں چاہتی ہوں گازالی کہ تم ان لوگوں کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ کر دو۔ تاکہ ہم دوسرے پروگرام پر عمل کرنے میں مصروف ہو جائیں۔ کیا تم کوئی فیصلہ کر چکے ہو۔"

"آپ کو میرا ہر فیصلہ قبول ہوگا میڈم گوشالی۔؟"

"اب تمہیں یہ سوال نہیں کرنا چاہیے گازالی۔"

"تو پھر لوناوینا کو اس کی بیٹی کے ساتھ آزاد کر دیا جائے۔"

"لوناوینا کو اس کی بیٹی کے ساتھ آزادی دے دی جائے!"

ویلینی نے اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے کہا۔

"اشیلا کہاں ہے۔؟"

"اسے لوناوینا کے پاس رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔"

"ٹھیک ہے میڈم آپ کو میرے اس فیصلے پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔؟" میں نے پوچھا۔

"قطعی نہیں۔"

"شکریہ۔ ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کو خزانے کا کچھ حصہ دے کر یہاں سے روانہ کر دیا جائے میں ان کے سفر کے لیے کچھ آسانیاں بھی چاہتا ہوں۔"

"اس کے لیے ہم انہیں ایک مشورہ دوں گی جو ان کے لیے کارآمد ہوگا۔"

"خزانے کا ایک حصہ اور بھی انہیں امانت کے طور پر دیا جائے گا جو حسن صاحب کے لیے ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"ویلبی کے لیے بھی میں نے یہی سوچا ہے۔"

"میں خود بھی اس بارے میں کہہ چکی ہوں۔ اس شخص کے بھی ہم پر احسانات ہیں۔ ہم اسے اعزاز کے ساتھ روانہ کریں گے۔"

"بس اس کے علاوہ میری اور کوئی خواہش نہیں ہے!"

"تمہارے ہر حکم کی تعمیل ہوگی گازالی۔ میں احکامات جاری کیے دیتی ہوں۔" ویلینی نے کہا۔ اور پھر مجھ سے رخصت ہو گئی۔ اس نے مجھ پر بہت زیادہ اعتماد کر لیا تھا اور میرے کسی بھی فیصلے پر کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ویلینی کے جانے کے بعد ندرت میرے پاس رہ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم میرے بارے کوئی فاصلہ نہیں کیا گازالی۔؟"

"تمہارے سلسلے میں کیا فیصلہ کروں ندرت۔"

"میرے کو کیا کرنا۔"

"تمہارے کو۔" میں نے پھیکی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھا ندرت کو اب بے وقوف بنانا مجھے اچھا نہیں لگتا تھا جی چاہا کہ اس وقت ندرت کو اپنی ذہنی کیفیت سے آگاہ کر دوں لیکن نہ جانے کیوں زبان نہیں کھل سکی۔ وہ نہ کہہ سکا جو کہنا چاہتا تھا۔

"بولا نائیں۔"

"ابھی میں نے تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا ندرت۔" بالآخر میں نے کہا۔

"کب کارنے گا۔؟"

"تمہیں جلدی ہے۔؟" میں نے سوال کیا اور نہ جانے ندرت نے اس سوال کا کیا مطلب نکالا کہ اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ "نائیں" اس نے باہر جاتے جاتے رک کر کہا اور غائب ہو گئی۔ میں عجیب سی نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا تھا۔ ندرت کی عمر کے بارے میں معلوم ہونے کے بعد نہ جانے کیوں میرے جذبات کچھ عجیب سے ہو گئے تھے

دوسرے دن صبح ہی صبح ندرت میرے پاس آئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے اندر قدم رکھتے ہی اس نے کہا۔ "لوناوینا اور اس کی بیٹی مر گئے۔"

"کیا۔؟" میں اچھل پڑا۔

"ہاں۔ وہ دونوں مر گئے۔"

"کیسے۔؟"

"لوناوینا خودکشی کیا۔ اس کا بیٹی پہلے مر گیا۔ سمبوتورا سے اس کا بات ہوا۔ سمبوتورا اتیرن جانتا۔"

"آؤ۔" میں نے کہا۔ اور ندرت کے ساتھ اس جگہ پہنچ گیا جہاں لوناوینا کو رکھا گیا تھا۔ ویلبی، سمبوتورا اور ویلینی یہاں موجود تھے۔ اشیلا کی لاش قید خانے کے ایک گوشے میں رکھی ہوئی تھی۔ اور سمبوتورا کی مڑی تڑی لاش دوسرے گوشے میں تھی۔

"جس وقت یہ مر رہا تھا میں اس کے پاس موجود تھا۔" سمبوتورا نے کہا۔

"اس نے خودکشی کی ہے۔"

"ہاں!"

"کیسے۔؟"

"ہیرا چبا لیا ہے۔ اس کی انگلی میں ہیرے کی انگوٹھی پڑی ہوئی تھی۔ وہ اس کی لاش کے پاس موجود ہے۔"

"اوہ اور اشیلا۔ کیا اس نے بھی۔"

"نہیں۔ اس کے دل کی حرکت بند ہوئی ہے۔"

"لیکن یہ سب کچھ۔؟"

"مرتے ہوئے لوناوینا نے مجھے بتایا تھا۔" سمبوتورا نے کہا۔

"کیا بتایا تھا۔؟"

"اس کی بیٹی کسی سیموئل نامی نوجوان سے محبت کرتی تھی۔ بہت چاہتی تھی اسے لیکن لوناوینا نے اس نوجوان کو قتل کر دیا۔ اور اس کی لاش حنوط کر کے رکھ دی وہ اشیلا کو یہ کہہ کر بے وقوف بنا رہا تھا کہ ایک دن سیموئل واپس آ جائے گا۔ وہ زندہ ہو جائے گا۔ اس قید خانے میں اشیلا مسلسل لوناوینا سے کہہ رہی تھی کہ سیموئل اس کا انتظار کر رہا ہوگا وہ واپس آ چکا ہے۔ جھلا کر لوناوینا نے اس سے کہہ دیا کہ سیموئل مر چکا ہے اور اس نے اپنے ہاتھوں سے اسے قتل کیا ہے یہ سن کر۔ یہ سن کر اشیلا کو ایک ہچکی آئی اور اس کی حرکتِ قلب بند ہو گئی۔ لوناوینا بیٹی کی موت کا صدمہ بروقت نہیں کر سکا اور اس نے ہیرا چبا کر خودکشی کر لی۔"

میرے حلق میں ایک گولا سا اٹک گیا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ اشیلا کی معصومیت اس کی سادگی اور اس کی بے پناہ محبت کا مجھ سے بڑا رازدار اور کون تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا "میرے خیال میں یہ بہتر ہی ہوا مسٹر ویلبی۔ نہ جانے کس کس کے حق میں۔"

مسٹر ویلبی بھی کھوئے کھوئے کھڑے تھے گہری سانس لے کر گردن ہلاتے ہوئے بولے۔

"ہاں۔ شاید۔"

"میں نے تمہاری ہدایت کے مطابق فیصلہ کر لیا تھا گازالی۔" ویلینی نے کہا۔

"ان دونوں کی لاشوں کو مسٹر ویلبی کے سپرد کر دیں میڈم گوشالی۔ کیا آپ نے دوسرے لوگوں کو اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔؟"

"آج پروگرام تھا۔ لیکن یہ۔"

"یہ سب کچھ تو ہوتا رہنا ہے ہمارے کام جاری رہنے چاہئیں۔" میں نے کہا اور ویلینی نے گردن ہلا دی۔ مسٹر ویلبی نے لوناوینا اور اس کی بیٹی کی تدفین کی رسومات ادا کیں اور اس کے بعد ہم سب نے ذہن جھٹک دیے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔

رات کو ویلینی نے مسٹر ویلبی اور ان کے اہلِ خاندان، کنور پربھات اور ڈاکٹر طاہر علی کو ڈنر پر مدعو کیا۔ اور نہایت پُرتکلف اہتمام کیا۔ محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ ہم تبت کے ایک وحشی قبیلے میں غاروں میں موجود ہیں گوشت کی مختلف ڈشیں بنائی گئی تھیں دوسری بہت سی چیزیں بھی موجود تھیں۔ اس پُرتکلف ڈنر سے فارغ ہونے کے بعد ویلینی نے کہا۔ "مسٹر ویلبی۔ کنور پربھات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈاکٹر طاہر علی۔ میں آپ سے مخاطب ہوں۔ میرے بارے میں آپ لوگ جو کچھ جان چکے ہیں ایک دوست کی حیثیت سے درخواست کرتی ہوں کہ اپنی دنیا میں جانے کے بعد یہ کہانی کسی کو نہ سنائیں۔ اس سے آپ کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور کسی اور کو بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ کچھ اور لوگ زندگیاں کھو بیٹھیں گے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے جس وقت یہاں سے جانا چاہیں جا سکتے ہیں سونے اور ہیروں کے ذخیرے آپ کو دیئے جائیں گے تاکہ آپ کا یہ سفر آپ کے لیے منافع بخش رہے لیکن ایک دوستانہ مشورہ اور دوں گی۔ زندگی ان چمکدار پتھروں سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ جو آپ کے حصے میں آئے اسی پر قناعت کریں لالچ اور ہوس صرف تباہی کے مختلف نام ہیں۔ ہاں اب میں آپ کو سب سے اہم مشورہ دے رہی ہوں۔ آپ لوگ اگر ان جنگلی راستوں پر سفر کریں گے تو آپ کے حق میں سودمند نہیں ہوگا۔ آپ دریائے ایلوبین کے راستے سفر کریں۔ تیز رفتار دریا میں سفر خطرناک ہے لیکن اگر آپ نے ہوشیاری سے کام لیا تو یہ سفر آپ کے لیے مختصر ترین ہوگا اور آپ تسانگ جن سے جا ملیں گے جو آپ کو کھٹمنڈو پہنچا دے گا۔ میں اس سفر کے لیے آپ کو ایسی مضبوط کشتی پیش کر سکتی ہوں جو آپ کا ساتھ دے گی مگر آپ خشکی کا راستہ بہتر سمجھتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

ڈاکٹر طاہر علی کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہوگیا۔ کنور پربھات نارمل تھا اور مسٹر ویلبی کسی قدر خوفزدہ نظر آ رہے تھے۔ "میں معافی چاہتا ہوں ابھی میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکوں گا۔"

"میں آپ کو ویلینی میں خوش آمدید کہتی ہوں مسٹر ویلبی۔"

کنور پربھات نے ہنستے ہوئے کہا "ہم میں سے کوئی آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا مسٹر ویلبی۔"

"اس کے باوجود میں نے اس دنیا پر اعتبار چھوڑ دیا ہے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر ویلبی اپنی مرضی کے مالک ہیں۔"

"اور تم غزالی۔؟" ڈاکٹر طاہر نے پوچھا۔

"میں نے ان پہاڑوں کی زندگی اپنالی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کل صبح میں آپ کو خزانے پر لے چلوں گی اور آپ کو اس میں سے اپنا حصہ منتخب کرنے کی آزادی ہوگی۔"

"غزالی ہمیں کچھ وقت دے سکتے ہو۔؟" طاہر علی نے پوچھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں ڈاکٹر طاہر علی۔ میں آپ لوگوں کے ساتھ آپ کی رہائش گاہ چل رہا ہوں۔" میں نے کہا ویلینی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ وہاں آگیا جہاں وہ مقیم تھے۔ طاہر علی کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار نظر آ رہے تھے۔

"تم نے دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں۔" انھوں نے بیٹھتے ہی کہا۔

"کیوں ڈاکٹر طاہر علی۔؟"

"آخر تمہارے ذہن میں کیا منصوبہ ہے۔؟"

"آپ کے خیال میں کیا ہو سکتا ہے۔؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی انسان ہوں دل بدگمانیوں کا شکار ہو ہی جاتا ہے۔"

"آپ جو کچھ بھی کہیں گے میں برا نہیں مانوں گا۔"

"ہمیں خزانے سے تھوڑا تھوڑا مل جائے گا۔ اور بقیہ خزانہ تمہاری ملکیت ہوگا۔ تم اسی پروگرام کے لیے کوئی لمبا کھیل کھیل رہے ہو۔" ڈاکٹر طاہر علی نے کہا۔

"کل میں خود آپ کو خزانے تک لے چلوں گا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ میں بہت پہلے اس سے واقف ہو چکا ہوں۔ اگر خزانے کے حصول کا معاملہ ہوتا تو اب تک میں اسے لے کر جا سکتا تھا۔"

"اتنا بڑا خزانہ لے جانا آسان تو نہ ہوتا۔" طاہر علی نے مسکرا کر میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تب میں آپ کو کوئی مزید ثبوت نہیں دے سکوں گا۔"

"اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہاں کیوں رکنا چاہتے ہو آخر ہم سب کا مقصد ایک ہی تو تھا صرف اور صرف [illegible] کا حصول۔ ویلینی یا گوشائی کا معاملہ ناقابل فہم ہے مجھے تو یہ سب افسانہ طرازی معلوم ہوتی ہے اور اگر بالفرض اسے حقیقت مان بھی لیا جائے تو یہ ان کا معاملہ ہے تم کیوں سر کھپا رہے ہو۔"

"مجھے بھی کچھ بولنے کی اجازت ملے گی ڈاکٹر۔؟" کنور پربھات سنگھ نے کہا۔

"بولو بولو یار۔ سمجھاؤ اسے۔"

"ناسمجھی کا اظہار تم کر رہے ہو ڈاکٹر۔ تم غزالی کو سمجھ نہیں پا رہے ہو وہ بلندی کی طرف جا رہا تھا آدمیت کے مدارج طے کر رہا ہے وہ کچھ پانے کی جدوجہد کر رہا ہے اس کے لیے سب کچھ کرنا اور پھر منزل پا کر اسے حقارت سے ٹھکرا دینا وہ رکنا نہیں چاہتا۔ پہلے خزانہ اس کی طلب تھا اور جب خزانہ اس کے قدموں میں آگیا تو اس کی اہمیت ختم ہوگئی اس کی نگاہوں میں اب وہ ان بلندیوں کی طرف بڑھ رہا ہے جو آسمان کو چھو لیتی ہیں اگر اسے سمجھ نہیں پا رہے تو اس کی تضحیک تو نہ کرو۔"

"میں اسے جنون سمجھتا ہوں۔"

"جنون ہی تو بلندیوں کو تسخیر کرتا ہے ڈاکٹر۔ ہوشمندوں کو کب کامیابی ملتی ہے۔"

"تم بھی ہمارے ساتھ چلو غزالی۔ ہمیں حوصلہ رہے گا۔"

"میں اپنا پروگرام آپ کو بتا چکا ہوں۔ آپ لوگ اپنا پروگرام بنا لیں اس سے زیادہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔" میں نے کہا۔

"غزالی۔ حسن صاحب کے لیے کوئی پیغام ہے۔؟"

"ہاں ایک خواہش ہے اگر آپ پوری کر دیں۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں اگر زندہ پہنچ گیا تو تمہارا کام ضرور کروں گا۔" کنور پربھات سنگھ نے کہا۔

"خزانے کا ایک حصہ حسن صاحب کو ضرور ملنا چاہیے۔"

"مجھ پر اعتماد کرو غزالی۔ اگر میں اپنا حصہ بحفاظت نہ لے جا سکا تو حسن صاحب کا حصہ ضرور ان تک پہنچا دوں گا۔"

"شکریہ کنور صاحب مجھے اجازت دیں۔" میں نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ ڈاکٹر طاہر علی خاموشی سے مجھے دیکھتے رہے تھے۔

دوسری صبح ویلینی نے خزانے تک جانے کی تیاریاں کیں اور جب ہم سب پہاڑوں کی طرف چلے تو میں نے ویلینی سے درخواست کی۔ "میڈم گوشائی میری خواہش ہے کہ خزانے کے غاروں کی رہنمائی میں کروں اس لیے آپ مجھے آگے رہنے دیں۔" گوشائی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ میں آگے بڑھ کر رہنمائی کرنے لگا اور بالآخر ان لوگوں کو لے کر ان غاروں تک پہنچ گیا جہاں خزانہ محفوظ تھا۔ غاروں کے اندرونی حصے تک بھی میں ہی ان لوگوں کو لے گیا۔ اور پھر مونٹ سوراٹ کا وہ عظیم الشان خزانہ ہماری نگاہوں کے سامنے تھا۔

ویلینی کی آواز ابھری۔ "آپ لوگوں کو اجازت ہے کہ اپنی پسند کی جس قدر اشیا یہاں سے اٹھا سکتے ہیں اٹھا لیں۔ اس کے بعد آپ میں سے کوئی اس سمت کا رخ نہ کر سکے گا۔ میں خزانہ یہاں سے منتقل کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ایک عہد میں اسی جگہ کرتی ہوں۔ مجھے قتل و غارت گری پسند نہیں، لیکن اگر خزانے کے حصول کے لیے اب کسی نے اس سمت رخ کیا تو اس کی سزا صرف موت ہوگی یا تو اس صرف موت۔ جاؤ ڈاکٹر تم بھی ویلبی اپنا حصہ اس سے لے لو۔ جاؤ۔"

ڈاکٹر جھجکتے قدموں سے آگے بڑھ گیا۔ ویلینی مجھے اشارہ کر کے غار سے باہر نکل آئی۔ "ایلولین یہاں سے دس میل دور ہے اس کے کنارے مضبوط کشتیاں پڑی ہوئی ہیں ایک کشتی سے انہیں روانہ کر دیں گے یہ ان کے لیے محفوظ ترین سفر ہوگا۔ مجھے بھی جب مہذب دنیا میں جانا ہوتا ہے میں یہی سفر اختیار کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے میڈم۔" میں نے مطمئن لہجے میں کہا۔

ان لوگوں نے کافی دیر لگا دی تھی۔ پھر سب لڑکھڑاتے ہوئے باہر نکل آئے ویلینی نے انہیں نگاہ بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا کنور پربھات نے کہا "اس میں حسن کا حصہ بھی ہے۔ ویسے غزالی میں شرمندہ ہوں۔"

"نہیں کنور۔ سب ٹھیک ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

باقی تیاریوں میں بھی زیادہ وقت نہ لگا۔ دریائے ایلولین کی تیز رفتاری دل ہلا دینے والی تھی۔ لیکن جو کشتی اس سفر کے لیے تیار کی گئی تھی وہ بھی اپنی مثال آپ تھی۔ انتہائی مضبوط اور محفوظ۔ صرف دو افراد کو اس کشتی سے سفر کرنا تھا۔ ان کی کیفیت کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب وقت نہیں رہا تھا۔ کشتی کو پانی میں دھکیل دیا گیا۔ صرف چند لمحات ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات کے ہاتھ ہلتے نظر آئے اور پھر کشتی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔

"چلیں گازالی۔" ویلینی نے پوچھا۔

"ہاں چلیں۔"

"وطن بڑی پرکشش چیز ہے۔ اپنی زمین پر سانس لینے کی خواہش دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی روانگی کے بارے میں تمہارے کیا احساسات ہیں۔"

"مجھے کسی مجبوری نے یہاں نہیں روکا ہے، میڈم گوشائی۔"

"ہاں میں جانتی ہوں آؤ واپس چلیں۔" ویلینی نے کہا۔

اور اس کے بعد ہم ایلولین سے واپس چل پڑے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویلینی کے معاملات اب پُرسکون تھے۔ گوشائی نے ان سرحدوں کو از سرِ نو درست کیا جو ایک طرف سیاریوں سے ملتی تھیں اور دوسری طرف ہوگا سے اس کے علاوہ اس نے ایسے انتظامات بھی کئے کہ اب بیرونی دنیا کے باشندے زندہ ویلینی تک نہ پہنچ سکیں وہ بہت بڑی چوٹ کھا چکی تھی۔ اس دوران مجھے مکمل آزادی حاصل رہی تھی۔ ندرت کے ناز و انداز جاری تھے اور میری اس سے روزانہ ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ گوئین میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی اس کی ذہنی حالت جوں کی توں تھی، پھر ایک دن ویلینی نے کہا: "گازالی۔ وائی مین نے بتایا ہے کہ تم نے کچھ مشقیں کی ہیں جو دورانِ سفر ادھوری رہ گئی تھیں!"

"ہاں۔ میں ان کی مشق دوبارہ شروع کرنا چاہتا ہوں!"

"کل سے شروع کر دو۔ میں تمہارے لئے بہترین استاد مقرر کر دوں گی۔ یہ سب کچھ ضروری ہے۔ اب جب تم ہمارے مشن کے لیے بیرونی دنیا میں نکلو گے تو میں تمہیں ایک ناقابلِ تسخیر انسان بنا کر بھیجوں گی!" ویلینی نے دوسرے دن ہی مجھے چند لوگوں سے ملایا۔

"یہ ستھاؤن ہے حبسِ دم کا ماہر۔ یہ تمہیں بتائے گا کہ حبسِ دم کس طرح کیا جاتا ہے گہرے پانیوں میں زندہ رہنے کے گُر کیا ہیں۔ اور یہ وائی تھن ہے کٹالی کا ماہر۔ اور دوسرے بہت سے ہتھیار چلانا جانتا ہے۔ یہ سب تمہیں اپنا اپنا فن دیں گے!"

"میں ان بہت سے استادوں کی شاگردی قبول کرتا ہوں!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا: "بلاشبہ زندگی میں صرف سنہری دھات اور چمکدار پتھر یا کرنسی نوٹوں کے انبار ہی پُرکشش نہیں ہوتے۔ بہترین صحت، اپنی ذات پر قدرت، ماحول سے آشنائی، دلوں کی تسخیر، محبتوں کا حصول ان دنیاوی خزانوں سے کہیں زیادہ قیمتی ہوتے ہیں اور یہی چیزیں انسان کی ذات کے لئے سب سے زیادہ دلکش ہوتی ہیں، خاص طور سے مجھ جیسے انسانوں کے لئے جن کی زندگیاں دوسروں سے وابستہ نہیں ہوتیں۔ ہم اگر اپنے رشتوں میں، اپنے ماحول میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو ہماری ذات ان رشتوں میں گم ہو جاتی ہے۔ ہم وہ نہیں کر پاتے، جو سوچتے ہیں، اور جس میں دلکشی محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں وہ کرنا پڑتا ہے جس کا ہماری اپنی پسند سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن وہ جو ہم سے وابستہ ہوتے ہیں، ہمیں مجبور کر دیتے ہیں کہ ہم ان کے لئے جئیں۔ میں اپنی ذات کے لیے زندہ تھا، میرے بھائی بھابیاں، ان کے بچے، اپنے طور پر ان مالی وسائل سے مطمئن تھے، جو میرے والد نے ہم سب کے لئے چھوڑے تھے، چنانچہ مجھے یہ فکر بھی نہیں تھی کہ میرا کوئی قدم ان کے لیے منفعت بخش ثابت ہو۔ بس وہ اپنے طور پر زندگی گزار رہے تھے اور مجھے اپنے طور پر زندگی گزارنے کا حق تھا اور مجھ سے یہ حق فی الوقت کوئی نہیں چھین سکتا تھا۔

مسٹر ویلبی اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ یہیں رہ رہے تھے۔ ویلینی نے انہیں تمام آزادیاں فراہم کی تھیں۔ وہ کہیں بھی جا سکتے تھے، کچھ بھی کر سکتے تھے، انہیں رہنے کے لیے ایک عمدہ جگہ فراہم کر دی گئی تھی جہاں وہ خوش تھے، اکثر میری ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ مسز اینی ویلبی مجھ سے بہت زیادہ پُرمحبت انداز میں پیش آتی تھی، ہر چند کہ یہ لوگ یہاں ذہنی طور پر مطمئن نہیں تھے۔ اور ان کے دل میں اپنی دنیا میں جانے کی خواہش تھی۔ لیکن وہ کسی ایسے انداز میں یہاں سے نکلنا چاہتے تھے، جو ان کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہو۔ اور اس کے لیے مسٹر ویلبی اپنے طور پر بھی بہت کچھ سوچ رہے تھے، جس کا اظہار انہوں نے مجھ سے کیا تھا۔

ایک دن کہنے لگے: "دل میں بار بار یہ خواہش ابھرتی ہے مسٹر غزالی کہ جب تم یہاں سے اپنے مشن کے لیے روانہ ہو، تو میں تمہارے ساتھ جاؤں!"

"لیکن اس کا تعین مشکل ہے مسٹر ویلبی!" میں نے کہا۔

"میں یہاں رہ تو رہا ہوں، ہاں اگر تم یہ وعدہ کر لو تم مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ گے، تو یوں سمجھ لو کہ میری ہر تشویش مٹ جائے گی!"

"ممکن ہے میرے یہاں سے جانے کا انداز کچھ اور ہو!"

"نہیں ڈیر ایسا مت کہو، جو حیثیت تم نے یہاں اختیار کر لی ہے اس کے بعد تم اسی انداز میں یہاں سے جاؤ گے، جس طرح تم خود پسند کرو گے!"

"اگر مجھے آپ کو لے جانے کی اجازت مل گئی مسٹر ویلبی تو وعدہ کرتا ہوں کہ مجھے ذاتی طور کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن خزانہ آپ کے پاس موجود ہے!"

"مطلب یہ کہ راستے میں میری نیت بھی بدل سکتی ہے!"

"اگر تم مجھے گالی دینا چاہتے ہو تو دوسری بات ہے میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا، لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر میری درخواست ہے کہ مجھے اتنا ذلیل نہ کرو!"

"ارے نہیں مسٹر ویلبی یہ تو صرف مذاق کی بات تھی۔ بہرطور میرا وعدہ ہے کہ اگر مجھے آپ کو لے جانے کی اجازت مل گئی تو میں ذاتی طور کوئی اعتراض نہیں کروں گا!"

"اس کے لیے میں تمہارا از حد شکرگزار ہوں!" مسٹر ویلبی نے کہا۔

میری مشقیں جاری تھیں۔ ندرت سے ملاقاتیں ہوتی تھیں لیکن اُس کے اندر اب ایک ٹھہراؤ سا آ گیا تھا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ مجھے ذہنی طور پر مکمل آزادی بخشنا چاہتی ہو تاکہ میں مشقیں مکمل کر لوں، یہ تمام مشقیں درحقیقت روحانی قوتوں کے حصول پر مشتمل تھیں اور میری پوری توجہ ان پر مبذول تھی۔ ذہنی تربیت ہو رہی تھی جسمانی تربیت ہو رہی تھی، فطرت میں پاکیزگی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ زمین پہ رینگنے والے کیڑے بھی قابلِ احترام تھے ان کے تحفظ کی ذمہ داری بھی انسانوں پر عائد ہوتی تھی۔ موذی کی موت لازمی تھی جو عادتاً ضرر پہنچاتا ہے، لیکن ذہن کے رخنوں سے مسکراتی جھانکتی کونپلوں کو پاؤں کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہیئے تھی کہ مرجھا جائیں یہ سب کچھ دل میں گھر کرتا جا رہا تھا۔ انسانی اجسام کی خوشبو الگ الگ محسوس ہو جاتی تھی، فضا میں ہواؤں کا شور وقت سے پہلے محسوس ہو جاتا تھا۔ پانی میں ہوائیں باتیں کرتی تھیں کہ کب بارش ہونے والی ہے، انسانی ذہن پر خود منکشف ہو جاتے تھے کون کیا سوچ رہا ہے کیا کرنا چاہتا ہے، اب کوئی بات پوشیدہ نہیں تھی۔ اس کے بعد جسمانی مشقت تھی، پتھروں کا سوپ مسلسل مل رہا تھا، کٹالی کا استعمال سکھایا جا رہا تھا۔ لوہے کے دو حلقے اور ان کے درمیان مخصوص فتح کا تار گھمانے کی مشق کرائی جا رہی تھی اور ان تمام علوم کے حصول میں وقت کا کوئی احساس نہیں رہ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وقت کا مصرف بس یہی ہے۔

"لیکن دیکھنا!" ویلنی نے چونکا دیا: "تمہاری تربیت مکمل ہو چکی ہے!"

میں چونک پڑا: "تربیت!"

"ہاں تم خود میں مکمل ہوئے ہو!"

"تکمیل کا کوئی وجود ہے گوشائی؟" میں نے سوال کیا اور وہ مسکرا دی

"نہیں!"

"تو پھر میں خود میں مکمل کیسے ہو گیا!"

"یہ تمہاری عظمت ہے۔ ویسے ہم سب ایک بات کا اعتراف کر چکے ہیں!"

"وہ کیا!"

"پانی سے اوپر کے لوگ زیادہ صلاحیتیں اور قوتیں رکھتے ہیں بشرطیکہ حصول کی کوشش کریں!"

"اور پانی کے نیچے کے لوگ!" میں نے مسکرا کر کہا۔

"زبان بند رکھو!" گوشائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

●●●●●...

تجربہ بڑا سخت استاد ہے۔ پہلے امتحان لیتا ہے اور اس کے بعد سبق سکھاتا ہے۔

"میرے لیے کیا حکم ہے۔؟"

"پہلا کام شروع کر دو!"

"میں تیار ہوں!" میں نے کہا۔

"ہم پوشیدہ رہ کر تمہارا جائزہ لیتے رہے ہیں گازالی۔ تمہیں اپنے مشنوں کی تکمیل کرتے دیکھتے رہے ہیں اور اب تمہیں اپنے کام کے لیے پورے اعتماد کے ساتھ بھیج سکتے ہیں۔ سب سے پہلا کام یہ ہو گا کہ گوئین کی دماغی حالت درست کرنے کے لیے کسی بہتر معالج کا بندوبست کرو اس کا تحفظ کرو۔ جب وہ ہوش میں آئے گا تو دوسرے قدم کا تعین کر دے گا!"

"ٹھیک ہے مجھے کب روانہ ہونا ہے!"

"اس دن کا فیصلہ اب تم خود کر لو۔ میں تم سے دوسرے امور پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔؟"

"وہ کیا۔؟"

"گوئین کو کہاں لے جاؤ گے۔؟"

"میں خود بھی اس بارے میں سوچتا رہا ہوں!"

"کوئی فیصلہ کیا۔؟"

"ہاں۔ میں یہاں سے پہلے اپنے وطن جاؤں گا وہاں لوگوں سے مشورہ کروں گا اس کے بعد اگر اسے کسی اور ملک لے جانے کی ضرورت پیش آئی تو پھر وہاں لے جاؤں گا!"

"ٹھیک۔ ساموئوں میں سے کسے اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔؟"

"اگر صرف سمجھو تو را میرا مطلب ہے وائی مین ہی میرے ساتھ رہے تو بہتر ہو گا زیادہ لوگ الجھن کا باعث بن سکتے ہیں۔"

"ہانسیا کی ضرورت تو نہیں!"

"بہتر ہے وہ ساتھ نہ جائے!"

"گویا تم اور وائی مین۔؟"

"وہاں کافی رہیں گے۔"

"ویلبی تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے!"

"میں اسے اپنے وطن تک ساتھ لے جاؤں گا۔ وہاں سے وہ اپنے طور جہاں چاہے گا چلا جائے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے اس سلسلے میں اور کوئی خاص بات۔؟"

میرے خیال میں نہیں اس کام کی تکمیل کے بعد ہم دوسرے معاملات دیکھیں گے۔" میں نے جواب دیا۔ اور ویلینی مطمئن ہوگئی۔

میرے ذہن میں بھی کوئی تردد نہیں تھا سب کچھ معمول کے مطابق ہی محسوس ہوتا تھا۔ البتہ اس رات میں دیر تک اپنے پروگرام کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ گومین کے سلسلے میں ڈاکٹر طاہر علی بھی کوئی مشورہ دے سکتے تھے بشرطیکہ ان لوگوں کو زندہ پہنچنا نصیب ہوا ہو۔ اگر وہ لوگ نہ ملے تو پھر دوسرے ذرائع اختیار کرنے ہوں گے۔ باقی لوگوں سے بھی ملاقات ہوگی۔ تھوڑی سی خوشی بھی ہو رہی تھی سب سے ملنے کی۔ ندرت کو میں نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا تھا ورنہ وہ الجھن بن جاتی۔

دفعتاً مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ جب سے مجھے ندرت کی عمر کے بارے میں معلوم ہوا تھا میری اس سے تمام دلچسپی ختم ہوگئی تھی۔ میں نے اس کا تجزیہ کیا تو حقیقت منکشف ہوگئی۔ ذہنی طور پر میں بوڑھا نہیں ہوا تھا۔ میں نے زندگی کی دلچسپیوں سے منہ موڑا تھا۔ پسند اور ناپسند کے تمام جذبے موجود تھے۔ ہر وہ چیز ذہن میں زندہ تھی جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ کوئی غیر فطری بات نہیں تھی۔

ویلبی کو یہ خوشخبری سنائی گئی تو وہ دوڑا دوڑا پہنچ گیا۔ کیا۔ کیا یہ حقیقت ہے غزالی۔؟"

"جن لوگوں نے تمہیں یہ خبر دی کیا وہ غیر معتبر تھے۔؟"

"تمہیں بھی خوشی برداشت نہیں ہو رہی۔"

"ہم روانہ ہو رہے ہیں تمہارا کیا پروگرام ہے ویلبی۔؟"

"تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ تمہاری مدد سے کچھ اشیا فروخت کر کے کرنسی حاصل کروں گا اور پھر ہالینڈ جاؤں گا۔ میں وہاں زندگی گذارنا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہاری خواہشات پوری ہونے کی دعا کرتا ہوں۔"

"شکریہ غزالی۔ بے حد شکریہ۔"

ویلینی اپنے کاموں میں مصروف تھی۔ اس نے اطلاع دی کہ دوسرے دن مجھے اپنے اس اہم مشن پر روانہ ہو جانا ہے۔ اور میں نے خود کو ذہنی طور پر تیار کر لیا۔ دوسرے دن صبح ہی صبح ندرت میرے پاس آگئی۔ اس کی حسین آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

"تو تم جا رہے ہو۔؟"

"ہاں ندرت۔"

"مجھے اس مشن میں کیوں شریک نہیں کیا۔؟"

"مناسب نہ تھا۔"

"اپنی حفاظت کرنا۔"

"خیال رکھوں گا۔" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد ندرت خاموش ہوگئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد چلی گئی۔ ویلبی وغیرہ پہلے ہی دریا کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ یہ کشتی بہت بڑی اور بے حد مضبوط تھی جس سے ہمیں سفر کرنا تھا۔ ضروریاتِ زندگی کی ساری چیزیں اس میں رکھ لی گئی تھیں۔ موٹے موٹے رسوں کی مدد سے اسے دریا میں اتارا گیا۔ ہم لوگ اس پر سوار ہوئے اور پھر رسے کھول دیے گئے۔ دریا کے طوفانی دھارے پر کشتی خوفناک رفتار سے بہنے لگی۔ ہمارے لیے خود کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا لیکن کشتی میں تمام حفاظتی انتظامات موجود تھے۔

"سمبو تورا نے کہا۔" تین گھنٹے کے سفر کے بعد اس کی رفتار معتدل ہو جائے گی یہ تین گھنٹے سخت ہیں۔"

"مجھے صرف ویلبی کا خیال ہے۔"

"وہ محفوظ ہیں" سمبو تورا نے کہا۔ اور میں تیزی سے دوڑتے ہوئے پانی کو دیکھنے لگا۔ پاٹ کافی چوڑا تھا کنارے کی کسی شے پر نظر جمانا ممکن نہیں تھا۔ مسز ویلبی کو الٹیاں ہونے لگیں لیکن ایک مخصوص گھاس کی پتیاں چبانے سے اس کی کیفیت بہتر ہوگئی۔ ویسے ابتدائی تین گھنٹے واقعی خوفناک تھے اگر اس رفتار سے دوڑتی ہوئی کشتی کسی شے سے ٹکرا جاتی تو جسموں کے ٹکڑے بھی دستیاب نہ ہوتے۔ معلوم نہیں ڈاکٹر طاہر علی اور پربھات سنگھ زندہ سلامت اپنی منزل تک پہنچ سکے تھے یا نہیں۔ تبت کا خوفناک سفر، اس دوران پیش آنے والے واقعات، ساریا، میکے براؤن اور نہ جانے کیا کیا یاد آ رہا تھا ویسے بہت سے لوگ خزانے کا شکار ہو گئے جبکہ چند منزل پا گئے تھے لیکن میں، میں تو شاید ابھی سفر کے آغاز میں ہی تھا بلکہ میں تو پانے کی آرزو بھی کھو بیٹھا تھا۔ میرے دماغ میں تو ایک عجیب سا ٹھہراؤ پیدا ہو گیا تھا۔ ایسا ٹھہراؤ جو سب کچھ پا لینے کے بعد پیدا ہو جاتا ہے۔

دریا کی تیز رفتاری آہستہ آہستہ کم ہونے لگی یہاں اس کے کنارے اور چوڑے ہو گئے تھے۔ اور اب کنارے پر اُگے ہوئے جنگلات صرف سبز دھندلاہٹوں کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔

ویلبی نے گہری سانس لے کر کہا "اب کچھ زندگی کی اُمید پیدا ہوگئی ہے۔"

"ہمیں زندہ رہنا ہے مسٹر ویلبی۔"

"اس سے زیادہ تیز بہاؤ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن میں اس کشتی کی بناوٹ پر غور کرتا رہا ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے اس تیز رفتار دریا ہی کے لیے بنایا گیا ہے۔"

"یہ حقیقت ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تمہاری تو اس بارے میں ویلبی سے گفتگو ہوئی ہو گی۔ اس دریا کے سفر کے بعد ہم کہاں پہنچیں گے۔؟" ویلبی نے پوچھا۔

"یہ بات تو آپ کو بھی بتا دی گئی تھی مسٹر ویلبی۔ ہم کھٹمنڈو کے ایک غیر آباد علاقے سے گذریں گے۔ دریا آگے بڑھ جاتا ہے لیکن ہمیں کھٹمنڈو ہی میں اتر جانا ہے وہاں سے سفر کے دوسرے انتظامات ملیں گے۔"

"کیا کھٹمنڈو کا تعین کیا جا سکتا ہے۔"

"ہاں۔ تعین کر لیا جائے گا" میں نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ کشتی کی رفتار اب اتنی معتدل ہوگئی تھی کہ ہم اطمینان سے بیٹھ سکتے تھے۔ میں بوڑھے گومین کو سنبھالے ہوئے تھا ویسے بھی اتنا عرصہ گذر گیا تھا اور گومین کے انداز میں اب وہ شورش نہیں تھی ان دنوں وہ نیم غنودگی کی کیفیت کا شکار رہتا تھا مسز ویلبی اپنے بچوں کو سینے سے لپٹائے بیٹھی تھی۔ میں نے ماحول کو بدلنے کی غرض سے کہا "اتنے دلچسپ ایڈونچر کو اس طرح ضائع کیا جا رہا ہے۔ آپ تو مسکرانا بھی بھول گئی ہیں مسز ویلبی۔"

"کیا ہم لوگ زندہ سلامت اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے؟" ویلبی نے سوال کیا۔

"ہم لوگ زندہ سلامت ہی اپنی منزل پر پہنچیں گے آپ اطمینان رکھیں۔" میں نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"بچو ہم لوگ ضرور زندہ رہیں گے مجھے اس شخص پر اعتبار ہے۔" اینی ویلبی نے اپنے بچوں سے کہا۔ ویلبی مسکرانے لگا تھا۔ دریائی سفر ایک دلچسپ تجربہ تھا۔ مناظر بدل رہے تھے رات کو چاروں طرف ہولناک تاریکی پھیل گئی تھی شر شر کے شور کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ صبح کے پانچ بجے تھے جب لاتعداد دریائی بچھڑوں کے شور کی آواز ابھری۔ دھندلے اجالے میں سیکڑوں کی تعداد میں یہ بچھڑے دریا میں کودتے پھلانگتے نظر آئے یہاں دریا زیادہ گہرا اور کم چوڑے پاٹ والا تھا کناروں پر بانس کے جنگل اُگے ہوئے تھے۔ کشتی کسی حادثے کے بغیر ان کے درمیان سے نکل گئی۔ اور پھر صبح کی روشنی پھوٹ اٹھی۔ سورج نکلا دھوپ پھیل گئی۔ ناشتا بڑے اہتمام سے کیا گیا۔ اس وقت بوڑھا بابا میرے پاس آ بیٹھا تھا۔

"مجھے پہچانتے ہو۔؟" میں نے اس سے پوچھا اور وہ غور سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں مسکرایا تو اس نے دونوں ہاتھ میرے بازو پر رکھ دیے۔ اسے اظہار شناسائی سمجھا جا سکتا تھا بس اس سے زیادہ کچھ نہ ہوا۔ دوپہر کے بعد ہمیں ایک بار دریا کے تیز بہاؤ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ یہاں خوفناک بھنور پڑ رہے تھے۔ اس لیے کشتی کے پتوار سنبھالنے پڑے۔ مسٹر ویلبی نے بھی ہماری مدد کی تھی۔ ہم کشتی کو ان بھنوروں سے بچانے میں کوشاں تھے لیکن تیز رفتاری کی وجہ سے کچھ کر نہیں پا رہے تھے۔ ایک بار تو کشتی ایک بہت بھنور کے بالکل نزدیک ہو کر گذر گئی۔ یہ تیز رفتاری رات تک برقرار رہی اور چاند نکلا تو بہاؤ مدھم پڑ گیا۔

مسز ویلبی سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔

"کب ختم ہوگا یہ سفر...؟" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا اور ویلبی اسے تسلی دینے لگا۔

آدھی رات کے وقت مخالف سمت سے آتے ہوئے دریا میں یہ دریا بھی شامل ہو گیا۔ میں نے کہا "اب ہم دریائے تسانگ جن میں سفر کر رہے ہیں۔ یہی دریا ہمیں کھٹمنڈو پہنچائے گا۔"

ویلبی ہماری بات سن رہا تھا بولا "ہمیں یہ خزانہ محفوظ رکھنے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔؟"

"یہ جس طرح پوشیدہ ہے اس میں کوئی تبدیلی مناسب نہیں ہے۔ ویسے کھٹمنڈو میں ہمیں آوارہ گردوں کا روپ دھارنا پڑے گا۔"

"یہاں سے نکلنے کے لیے تو ہمارے پاس کاغذات بھی نہیں ہیں۔"

"ان کا بندوبست بھی ہو جائے گا تم پریشان نہ ہو ویلبی" میں نے کہا۔

"نہ جانے دل پر کچھ گھبراہٹ کیوں ہے۔"

"خود کو وسوسوں سے آزاد کر لو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" میں نے کہا اور ویلبی خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کشتی میں خاموشی چھا گئی گومین بھی اونگھنے لگا تھا۔ میرے ذہن میں دفعتاً ایک خیال آیا اور میں گومین کے بارے میں سوچنے لگا میں نے اس کے ذہن کو اپنے خیالات سے متاثر کرنے کی کوشش کی اور دفعتاً گومین کے بدن کو ایک جھٹکا لگا، وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا تھا۔

"گومین میں تم سے مخاطب ہوں۔ مجھ سے بات کرو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہاری ذہنی حالت کس طرح خراب ہوئی۔؟"

گومین مجھے دیکھتا رہا۔ میرے ذہن میں بے ربط سی

آوازیں ابھر رہی تھیں ان آوازوں کا کوئی مفہوم نہیں تھا کوئی ایسی بات نہیں تھی جو سمجھ میں آسکے۔ میں بار بار کوشش کرنے لگا اور پھر دفعتاً گومین چیخ پڑا۔ کافی بلند اور بھیانک آواز تھی اس کی۔

سب چونک پڑے۔ سمبوتورا نے آگے بڑھ کر گومین کو سنبھالا لیکن ایک بار چیخنے کے بعد گومین پھر نہیں چیخا تھا۔ سمبوتورا اسے چمکارتا رہا۔ اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔ میں خاموش بیٹھا خلاؤں میں گھور رہا تھا۔ اور صبح ہوگئی پھر شام۔ رات کی تاریکی میں ہم نے تبت کی سرحد عبور کی دریا پر کچھ روشنیاں تیرتی ہوئی نظر آرہی تھیں جو یقیناً سرحدی محافظوں کی ٹارچوں یا سرچ لائٹوں کی تھیں۔ لیکن ہم کسی رکاوٹ کے بغیر سرحد عبور کرگئے۔ دریا اب بہت سست ہوگیا تھا اور اس بات کی ضرورت پیش آگئی تھی کہ ہم چپوار استعمال کریں اس رات کی صبح ہوئی تو ہم کھٹمنڈو کی سرزمین پر تھے۔ دریا یہاں چوڑے پاٹ میں سست رفتاری سے بہ رہا تھا۔

"یہ کھٹمنڈو ہے۔؟" دیلبی نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔"

"سفر اتنا طویل تو نہ رہا جتنا ہم نے تصور کیا تھا۔؟"

"بعض جگہ دریا کی تیز رفتاری نے ہمیں کسی ہوائی جہاز کی رفتار سے ہی سفر کرایا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کشتی چھوڑ دی جائے اور وہ دیکھو۔ وہ یقیناً پولیس والے ہیں" دفعتاً سمبوتورا نے کہا اور سب کی نگاہیں اس طرف اٹھ گئیں۔ آٹھ باوردی افراد آٹھ وحشی کتوں کے ہمراہ اسی طرف آرہے تھے۔ میں نے سمبوتورا کو اشارہ کیا اور پھر ہم نے کشتی کنارے کی طرف بڑھانا شروع کردی۔ فوجیوں نے تھیلے تانے ہوئے تھے وہ کنارے پر آکر اس جگہ کھڑے ہوگئے۔ جہاں ہماری کشتی پہنچنے والی تھی۔ ان کی کڑی نگاہیں ہمیں گھور رہی تھیں۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو تاڑ لیا، یہ نمایاں حیثیت رکھتا تھا اور غالباً بقیہ لوگوں کا افسر تھا میں نے اس کے ذہن کو ٹٹولا۔

وہ سوچ رہا تھا "منشیات کے اسمگلر۔ عورت اور بچے بھی ہیں۔ یقیناً کوئی بڑا ذخیرہ اسمگل کر رہے ہیں۔"

کشتی کنارے سے جالگی اور فوجی قریب آگئے "کون ہو تم لوگ اور کہاں سے آرہے ہو۔؟" ان میں سے ایک نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"دیکھتے نہیں ہو بھائی ہم بھکشو ہیں اور زیارت کرکے آرہے ہیں" جلدی سے میں نے ایک ہاتھ بلند کرکے کہا میں نے اپنی آنکھیں اس افسر کی آنکھوں میں گاڑ دی تھیں۔

افسر کے چہرے پر نمایاں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ اس نے دوسروں کی طرف رُخ کرکے کہا "اوہ۔ یہ تو بھکشو ہیں ہمارا خیال غلط تھا۔ یہ اسمگلر نہیں ہیں۔"

"ہمارا اسمگلنگ سے کیا کام بھائی۔ ہماری مدد کردو ہمیں کسی ایسی جگہ کا پتا بتادو جہاں سے ہم کسی آبادی میں پہنچ سکیں۔"

"آپ لوگ سیدھے چلے جائیں۔ کچھ دور جانے کے بعد آپ کو مندر کے کلس نظر آنے لگیں گے۔ وہ بستی رمباترا ہے، اس جگہ آپ کو ہر شے مل جائے گی۔"

"تمہارا شکریہ۔ آؤ دوستو اپنا سامان اتار لو کشتی خالی کرکے پانی ہی میں چھوڑ دو۔" میں نے کہا اور سب مصروف ہوگئے۔ فوجیوں نے ہماری مدد کی تھی۔ اور پھر ہم اس راستے پر چل پڑے جس طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ دیلبی حیران تھا اور سمبوتورا مسرور۔

دیلبی نے کہا "آخر ان لوگوں نے یقین کیسے کرلیا کہ ہم بھکشو ہی ہیں ہمارے تو لباس اور حلیے بھی ان جیسے نہیں ہیں۔"

"اس وقت ان باتوں کے بارے میں سوچ کر وقت ضائع نہ کرو مسٹر دیلبی دوسرے تمام لوگ اتنی آسانی سے یقین نہیں کریں گے۔ اس سے قبل کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہو جائیں ہمیں کچھ سوچ لینا چاہیے۔"

"اور کوئی ہدایت مسٹر غزالی۔"

"آپ کے ساتھ بچے ہیں اس لیے آپ سیاحوں کی حیثیت اختیار کرلیں۔ ہم دونوں منشیات کے رسیا آوارہ گردوں کا روپ دھار لیتے ہیں ہمیں اس طرح دو گروہوں میں تقسیم ہوجانا چاہیے۔ لیکن ایک دوسرے سے زیادہ فاصلہ خطرناک ہوگا۔"

"گڈ۔ اچھا آئیڈیا ہے۔ تو پھر آبادی میں داخل ہونے سے پہلے۔؟"

"ہاں۔" میں نے کہا اور دیلبی نے گردن ہلادی۔

آبادی کے آثار نظر آرہے تھے، جوں جوں ہم آگے بڑھ رہے تھے۔ ہمیں لوگ نظر آرہے تھے۔ نہ جانے کتنے عرصے کے بعد مہذب آبادی نظر آئی تھی سب کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ دیلبی اب ہم سے کچھ فاصلے پر چلا گیا تھا اس کی بیوی اور بچے اس کے ساتھ تھے۔ بالآخر ہم شہر میں داخل ہوگئے۔ رمباترا مندروں کا شہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا ہر رنگ اور ہر نسل کے لوگ نظر آرہے تھے۔ نیپالی، ہندو اور سکھوں کی بہتات تھی مقامی لوگ الگ نظر آجاتے تھے۔ قدیم عمارتوں کے وسیع و عریض دالانوں کی سیڑھیوں پر آوارہ گردوں نے ڈیرے جمار کھے تھے۔ گجے دم میٹے غم کا دور دورہ تھا۔ کچھ ایسے غریب سیاح بھی تھے جو آوارہ گردوں میں شامل نہیں تھے لیکن مالی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے بھی ان کے ساتھ ہی ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ دیلبی نے بھی ایسی ہی ایک جگہ منتخب کرلی اور ہم دونوں یعنی میں اور سمبوتورا اس سے کچھ فاصلے پر فروکش ہوگئے۔ گومین بھی ہمارے ساتھ ہی تھا اور حسب معمول خاموش اور مطمئن تھا۔

"دیلبی کو اپنے خزانے کی حفاظت کرنی ہوگی۔ کہیں وہ اس سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔"

"ہمارے پاس اپنا بھی کافی وزن ہے۔" میں نے کہا۔

"کم از کم اپنے وطن پہنچنے تک اس کا خیال رکھو بعد میں وہ خود صورتِ حال سنبھال لے گا۔" سمبوتورا نے کہا۔

"اسے ایک بالکل غریب سیاح کی حیثیت سے یہ چند روز بسر کرنے ہوں گے۔ کہیں خزانے کی موجودگی میں وہ فراخ دل نہ ہوجائے۔"

"میرے خیال میں یہاں سب اپنی حالت میں مست ہیں کوئی ہماری طرف متوجہ نہیں ہے اس لیے دیلبی سے مل کر اس کو ہدایت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔" سمبوتورا نے کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔ لیکن سیدھا دیلبی کی طرف جانے کی بجائے وہ دور چلا گیا تھا یہاں تک کہ میری نگاہوں سے گم ہوگیا۔ مزٹ سوراٹ کے قیمتی خزانے کا بہت بڑا حصہ ہمارے پاس بھی موجود تھا جو اس لیے ساتھ لیا گیا کہ میں اور سمبوتورا اسے گومین کی صحت اور اپنے مشن کے لیے استعمال کرسکیں، وہ اس وقت میرے پاس محفوظ تھا۔

بہرحال تھوڑی دیر کے بعد میں نے سمبوتورا کو دیلبی کے پاس بیٹھے دیکھا۔ اسے سمجھا بجھا کر وہ میرے پاس آگیا۔ "ہمارے پاس مقامی کرنسی نہیں تھی اور اخراجات کے لیے اس کی ضرورت تو تھی۔"

"اوہ۔ پھر کیا کیا۔؟"

"کچھ کام بن گیا ہے۔ میرے پاس چند چیزیں تھیں جنہیں میں نے فروخت کردیا۔ کچھ رقم دیلبی کو بھی دے دی ہے۔"

"اتنی جلدی تم نے وہ چیزیں بھی فروخت کردیں۔"

"بس خریدار کا انتخاب کرنے میں کچھ وقت لگ گیا۔ باقی اس نے وہی سب کچھ کیا جو میں نے کہا۔ دراصل ہم درویش یا تارک الدنیا نہیں ہیں ہمیں اسی دنیا کے لوگوں کی طرح زندگی گذارنی ہے اس کے بغیر ہمارے مقصد کی تکمیل نہیں ہوگی۔ ہر دکھی انسان کے لیے دل میں ہمدردی رکھو لیکن جو لوگ اچھے نہ ہوں ان کے ساتھ ہمدردی کرکے ہم زندہ نہیں رہ سکیں گے۔"

میں نے سمبوتورا کی بات سے اتفاق کیا تھا۔

نشے باز آوارہ گردوں کے درمیان زندگی وہی تھی جس کا مشاہدہ مجھے پہلے بھی ہوچکا تھا لیکن مجھے اس سے کیا لینا تھا۔ دیلبی سے تھوڑے فاصلے پر ہم لوگ بھی فروکش تھے اور اپنے آپ کو مشتبہ نہ بنانے کے لیے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی۔ ہم غیر قانونی طور پر یہاں داخل ہوئے تھے، اعلیٰ درجے کی زندگی اختیار کرنے میں بھی ہمیں کوئی قباحت نہ ہوتی، لیکن اس طرح ہم دوسروں کی توجہ کا مرکز بن جاتے چاروں طرف لگے دم اور مٹے غم کا دور دورہ تھا، رقص و موسیقی کے پروگرام پیش کیے جارہے تھے، مسٹر دیلبی، اپنی ویلبی اور دونوں بچے سہمے سہمے بیٹھے تھے اور ان ہنگاموں سے پریشان ہورہے تھے، جبکہ دوسرے سیاح بدمست آوارہ گردوں کی ان رنگ رلیوں میں گم ہوگئے تھے کہ وہاں ذوقِ نگاہ کے لیے بہت کچھ تھا۔

سمبوتورا دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر سر کے نیچے رکھے ہوئے زمین پر دراز تھا اور میں بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ اب کھٹمنڈو سے باہر نکلنے کے کیا انتظامات کیے جاسکتے ہیں شاید سمبوتورا کے ذہن میں بھی یہی خیال موجود تھا، اس نے کہا "اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ جس طرح ہم کھٹمنڈو میں داخل ہوئے ہیں اور مقامی محافظوں نے ہم سے تعرض نہیں کیا ہے اسی طرح آگے کا سفر کیا جائے۔"

"ہاں میرے ذہن میں خود بھی یہی خیال تھا۔"

"تو پھر اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے تجربہ کیا جائے، اچھا ہے اس طرح اپنے آپ پر اعتماد بھی بڑھے گا۔" سمبوتورا نے کہا اور میں گہرا سانس لے کر خاموش ہوگیا تھا۔

رات گذر گئی اور صبح ہم نے روانگی کی تیاریاں شروع کردیں۔ اب اس بات کا اطمینان ہوچکا تھا کہ ہماری طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی بھی شخص متوجہ نہیں ہے اور کسی نے بھی ہمیں شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا، معاملہ باآسانی حل ہوگیا ہے چنانچہ مسز ڈیلبی کو اپنے پاس بلانے میں کوئی الجھن پیش نہ آئی اور ہم آگے کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

اپنی ان پُراسرار قوتوں پر مجھے خود بھی یقین نہیں آتا تھا، ذہنی کیفیت میں کچھ نمایاں تبدیلیاں پیدا ہوگئی تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی روح میں پاکیزگی بھی بڑھی تھی۔ یہ احساس دل میں جاگزیں ہوگیا تھا کہ اگر کچھ پالیا جائے تو ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور انسانیت کا قرض ادا کرنے کا جذبہ شدید ہو جاتا ہے۔ جو خود قلاش ہو، وہ دوسروں کو کیا دے سکتا ہے، ہاں جسے کچھ مل جائے اس پر لازم ہے کہ اپنی ذات سے کسی اور کو کچھ نہ دے، تو کوئی دکھ بھی نہ دے۔ بہر طور سمبوتورا نے کہا تھا کہ ہم درویش نہیں بلکہ اپنے مقصد کے غلام ہیں، چنانچہ ہمیں درویشوں کی سی صفت نہیں اختیار کرنی چاہئے، یہ دوسری بات ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے لیکن اپنی ذات کی لبقاء بھی ضروری تھی۔ چنانچہ تمام مراحل سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار کر لیا گیا۔

کھٹمنڈو سے باہر نکلنے کے لیے ہم نے کچھ لوگوں کو اپنا شکار بنالیا اور وہ ہمارے سحر میں گرفتار ہوگئے اور اسی سحر تلے پھنسے ہوئے انہوں نے ہمارے لیے بڑی آسانیاں فراہم کر دیں۔ اب ذہن ذرا مطمئن ہوتا جارہا تھا، کھٹمنڈو سے باہر نکلے تو دل میں مسرت کی کرنیں جگمگا اٹھیں، ہم اپنی سرزمین پر پہنچ گئے تھے، گو یہ سرزمین سمبوتورا کی نہیں تھی، لیکن وہ بھی میری طرح مسرور نظر آرہا تھا، اس نے میرے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ "غزالی اپنی زمین کی خوشبو کیسی ہوتی ہے۔۔؟"

"زمانے بھر کی خوشبوؤں سے زیادہ حسین ترین۔" میں نے پُرمسرت لہجے میں جواب دیا۔

"کیسا سکون محسوس ہورہا ہوگا تمہیں۔ تبت کے اس ہولناک سفر سے واپسی پر، اور یہ محسوس کرکے کہ اب تم اپنی سرزمین پر سفر کررہے ہو، جہاں تمہیں اپنی شناخت کرانے کے لیے کوئی الجھن پیش نہیں آئے گی۔ جہاں کے لوگ تمہیں ایک نگاہ دیکھ کر اپنا تسلیم کرلیں گے۔"

"ہاں سمبوتورا کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"ہمارے دل میں بھی اپنی زمین کے لیے ایسی ہی تڑپ ہے۔" سمبوتورا نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں سمبوتورا، میں جانتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

لبقیہ سفر طے کرتے ہوئے ذرا بھی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور بالآخر میں نے ریلوے اسٹیشن پر اترنے کے بعد خدا کا شکر ادا کیا کہ زندگی کا وہ سب سے کٹھن سفر جو مشکل ترین تھا طے ہوا، اس کے بعد بھی سفر تھا۔ بلکہ سفر ہی سفر تھا لیکن کم از کم وہ دشواریاں نہیں تھیں اس سفر میں، جو تبت سے یہاں واپسی میں تھیں۔

ڈیلبی، اینی ڈیلبی اور ان کے دونوں بچے اور سمبوتورا وغیرہ گویا اب میرے مہمان بن گئے تھے۔ اور ان کے لیے آسائشیں فراہم کرنا میری ذمہ داری تھی، گو حسن صاحب کی کوٹھی میری اپنی نہیں تھی، لیکن اس کوٹھی کی طرف جاتے ہوئے مجھے ذرا بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ البتہ دل میں بے شمار وسوسے تھے، ذہن میں تجسس تھا کہ حسن صاحب کیفیت کیا ہوگی، ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ زندہ و سلامت واپس پہنچے ہوں گے یا نہیں، اور تبت سے یہاں تک کے سفر میں دلی کیفیت وہ نہیں رہی تھی جو حسن صاحب کی کوٹھی تک جاتے ہوئے میرے دل و دماغ کی تھی۔

جانی پہچانی عمارت میں قدم رکھا وہاں کا ماحول دیکھا تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں تھی ہوا اینکسی نگاہوں کے سامنے موجود تھی، جس میں میرے کریم بابا موجود تھے۔

چوکیدار نے دیکھا، پہچانا اور بے اختیار سینے سے آ لپٹا، میں نے بھی اس سے پُرجوش معانقہ کیا تھا۔ ڈیلبی، سمبوتورا اور اینی ڈیلبی اور اس کے دونوں بچے خاموش کھڑے تھے۔ گو میں ماحول سے لاتعلق تھا ٹیکسی واپس جا چکی تھی۔ میں نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور کوٹھی کی طرف رُخ کرنے کی بجائے، اینکسی کی جانب چل پڑا۔ میں کسی بے گانگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا، بس یہی سوچا تھا کہ اینکسی میں ان لوگوں کو اپنا حلیہ درست کرنے کے مواقع فراہم کروں گا اور اس کے بعد حسن صاحب سے ملاقات کروں گا۔

اینکسی میں داخل ہوا اور دبے قدموں اندر پہنچ گیا۔ باہر کریم بابا بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے، اُن کے منہ سے کوئی آواز نکلنے سے قبل میں ان کے سینے سے جا لپٹا تھا۔ کریم بابا رونے لگے۔ وہ بے چارے کافی کمزور ہو چکے تھے، حالانکہ بہت زیادہ وقت نہیں گذرا تھا، لیکن ان کی حالت پہلے سے کہیں زیادہ خراب ہوگئی تھی۔

"کریم بابا میں آگیا ہوں۔ میں آگیا ہوں۔"

"میاں۔ میاں۔" کریم بابا نے میرے سینے سے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا۔

"حوصلہ رکھیے کریم بابا۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں واپس آؤں گا۔"

"خدا تمہیں ہزاروں سال کی عمر دے۔ خدا تمہیں۔"

"کریم بابا میرے ساتھ کچھ مہمان آئے ہیں، ان کو سنبھال لیجیے۔" میں نے کہا اور کریم بابا گردن ہلانے لگے۔

اینکسی میں کئی کمرے تھے، اس لیے مہمانوں کے لیے کوئی دقت نہیں تھی۔ ان سب کو کریم بابا کے سپرد کرکے میں بے اختیارانہ انداز میں اپنے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ جہاں میرا قیام تھا، اس وقت اس عمارت کے ایک ایک چپے سے محبت محسوس ہورہی تھی۔ دروازہ کھولا اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔

ایک عجیب سا منظر میری نگاہوں کے سامنے تھا، تنویر میرے کمرے میں میری مسہری پر پاؤں لٹکائے بیٹھی تھی، اس کے دونوں ہاتھ مسہری کے گدے پر ٹکے ہوئے تھے اور آنکھیں جیسے خلاء میں گھور رہی تھیں، تنہا کمرے میں تنویر کا اس طرح موجود ہونا تعجب خیز تھا، اس نے دروازے پر ہونے والی آہٹ پر نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا، تکتی رہی، لیکن اس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی اس کے بدن میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نیم خوابیدگی کی سی کیفیت تھی، بس وہ مجھے دیکھے جارہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی کیفیت تھی، نہ وہ مسکرا رہی تھی، نہ رو رہی تھی، ایک حسرت ایک یاس کی کیفیت اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی تھی۔

تنویر کو اس کیفیت میں دیکھ کر دل کو ایک عجیب سا احساس ہوا، میں بھی خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا، پھر میں چند قدم آگے بڑھا اور میں نے اسے پکارا۔ "تنویر!"

میری اس پکار پر بھی اس کے انداز میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی اور میں تشویش کا شکار ہوگیا۔ ضبط کے بندھن ٹوٹتے جارہے تھے، تنویر کی یہ کیفیت میں اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ اسے مجھے حقیقت نہیں سمجھ رہی تھی، بلکہ اس کی آنکھوں میں، میں اسی خواب کی مانند تھا جسے شاید وہ دیکھتی رہی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آگے بڑھ کر اس کے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔

"تنویر آپ یہاں۔؟" میں نے اُسے مخاطب کیا اور اب وہ بُری طرح چونکی تھی، بالکل اسی طرح محسوس ہوا کہ جیسے زلزلہ سا آگیا ہو، وہ پاگلوں کی طرح اُٹھ کے کھڑی ہوگئی اس کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ نیچے گر گئے۔ میں ایک قدم اور آگے بڑھا اور اب میں اس کے قریب تھا۔

"تنویر۔" میں نے اسے پکارا۔

"آپ۔ آپ واپس آگئے غزالی۔" اس نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں تنویر میں واپس آگیا۔ آپ یہاں کیا کررہی ہیں۔؟"

"اوہ۔ اوہ۔" تنویر نے دونوں سمت کی دیواروں کو دیکھا۔ اس کے انداز میں ہیجانی کیفیت تھی اس کے پورے وجود میں تشنج تھا، جو دل چاہ رہا تھا وہ نہیں کرسکتی تھی، حیا مانع تھی لیکن احساسات طوفانی شدت اختیار کرتے جارہے تھے۔ اس نے رُخ بدل لیا۔ "آپ آگئے غزالی۔؟"

"ہاں تنویر، کیا آپ کو میری واپسی کی امید نہیں تھی۔"

"نہیں۔ نہیں۔ وہ دراصل میں، میں یہاں کریم بابا کے پاس آئی تھی، کچھ کام تھا ان سے، بس اپنے ہی خیالات میں ڈوب کر یہاں بیٹھ گئی۔"

"یہ عمارت آپ کی ہے تنویر، آپ مجھ سے یہ بات کیوں کہہ رہی ہیں۔؟" میں نے کہا اور وہ پلٹ کر مجھے دیکھنے لگی۔ جھجکتی ہوئی نگاہوں سے اس نے مجھے دیکھا، غالباً اپنے آپ پر قابو پانے کی کوششوں میں مصروف تھی۔

"جی ہاں جی ہاں، میں دوسرے لوگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں۔ کیا آپ اُن سے مل لیے۔۔۔؟"

"نہیں۔ میں سیدھا یہیں آرہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"جی۔ جی۔" وہ لرزتے قدموں سے دروازے کی جانب بڑھی تو میں نے اسے آواز دی۔ "تنویر۔" اور وہ پھر ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور نگاہیں جھکا لیں۔

"آپ کیسی ہیں۔؟"

"ٹھیک ہوں، بالکل ٹھیک ہوں۔" اس نے جواب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا۔ اور جھپاک سے کمرے کے دروازے کے باہر نکل گئی۔ میں خاموشی سے دروازے کو دیکھتا رہا تھا، میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ تنویر کی تمام کیفیات میرے ذہن میں تھیں اور نجانے کیوں ایک عجیب سی فرحت کا احساس ہو رہا تھا، نجانے کیوں یوں لگ رہا تھا جیسے تبت کی پُرہول وادیوں میں جو کردار مجھ سے ٹکرائے تھے، جنہوں نے میری قربت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جنہوں نے میرے ذہن اور دل میں عارضی طور پر آگ لگا دی تھی۔ انہیں وہ مقام نہ دے کر میں نے تنویر کے ساتھ انصاف کیا تھا۔ میرے دل میں اس کا جو مقام تھا وہ برقرار رہنے دیا تھا۔ اینی اندر آئی تو میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"اوہ مسٹر غزالی، سوری، دراصل میں آپ سے یہ پوچھنے آئی تھی کہ کیا بچوں کو غسل کرا دوں، ان کے لباس جیسے ہو رہے ہیں، آپ کو بھی اندازہ ہے، میں چاہتی تھی کہ تھوڑی سی شاپنگ کر لوں، اس کے لیے کچھ آسانیاں فراہم ہو سکتی ہیں۔"

"بالکل بالکل مسز ویلبی۔ آپ بس تھوڑا سا توقف کر لیں۔ میرا خیال ہے بس زیادہ سے زیادہ مزید ایک گھنٹہ برداشت کر لیں، بچوں کو نہلا دھلا دیں، میں فوری طور پر تمام انتظامات کیے دیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" اینی نے کہا اور باہر نکل گئی۔ میں بھی آہستہ آہستہ باہر نکل آیا تھا۔

کریم بابا باورچی خانے میں چائے وغیرہ بنانے میں مصروف ہو گئے تھے۔ میری آہٹ پا کر باہر نکل آئے اور میرے نزدیک آ کر ایک بار پھر مجھ سے لپٹ گئے۔ "بیٹے! غزالی بیٹے۔" انہوں نے شدت جذبات سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور میں اُن کا شانہ تھپکنے لگا۔ پھر میں نے اُن سے کہا "کریم بابا بہت سے کام کرنے ہیں، میرے ساتھ جو مہمان آئے ہیں ان میں جو خاتون ہیں ان کو کچھ خریداری کرنی ہے، آپ اس کا کچھ انتظام کر سکتے ہیں۔"

"بیٹے آپ کہیں تو میں ان کے ساتھ چلا جاؤں۔ ڈرائیور کو بلا لیتا ہوں گاڑی مل جائے گی، جو یہ لوگ چاہیں گے خرید لیں گے۔"

"اچھا چند منٹ توقف کیجیے، میں باہر ہو آؤں۔" میں نے کہا اور انیکسی سے باہر آ گیا۔ انیکسی کے دروازے سے نکل کر میں کوٹھی کی جانب چند قدم ہی بڑھا تھا کہ اندر سے بیگم صاحبہ، محسن، تنویر اور دوسرے کچھ افراد دوڑتے ہوئے برآمد ہوئے، وہ انیکسی ہی کی جانب آ رہے تھے۔ محسن نے میری طرف دوڑ لگائی اور پھر اچھل کر میرے سینے سے لپٹ گیا۔

"ارے میرے یار، میری جان، میری زندگی۔" اس نے میری پیشانی، میرے رخسار، آنکھیں اور گردن چومنا شروع کر دیں۔

"واہ۔ واہ۔ جمناسٹک کی مہارت تو خاصی حاصل کر لی ہے تم نے۔ پیارے بھائی ذرا تو ہوش میں آؤ۔ کیا ہی لطف ہوگا کہ ہم دونوں دھڑام سے نیچے زمین پر گر پڑیں۔"

"گر پڑ یار۔ اس وقت تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔" محسن نے کہا۔

بیگم صاحبہ اور تنویر بھی میرے نزدیک پہنچ گئی تھیں۔ بیگم صاحبہ نے بھی محبت سے میری پیشانی چومی، اس وقت تمام ہی لوگ مجھ سے بے پناہ محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ تنویر کے چہرے پر تو جیسے شفق اتر آئی تھی، چہرہ گلنار ہو رہا تھا، اور آنکھیں حیا سے جھکی جا رہی تھیں، بہت ہی مسرور نظر آ رہی تھی وہ اور اس سے زیادہ اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی اور اس سے زیادہ مجھے بھی کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کہا اور سمجھا جا چکا تھا، اب درمیان میں کیا رہ گیا تھا۔

بیگم صاحبہ نے شکایتی انداز میں کہا "اور یہ تم انیکسی میں کیوں جا گھسے۔۔؟"

"اس لیے ممی کہ ہمارا اور اپنا فاصلہ برقرار رکھے، یہ شخص بہت گھنا ہے۔" محسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں دراصل میرے ساتھ کچھ مہمان بھی تھے اس لیے میں نے سوچا کہ آپ لوگوں کو پہلے سے اطلاع دی جائے اس کے بعد انہیں آپ سے متعارف کرایا جائے۔ چنانچہ انیکسی کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوئے میں نے وہاں کا رُخ کیا تھا۔"

"چلو ان الفاظ پر تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ کم از کم تم نے اس کوٹھی کی کسی چیز کو تو اپنا سمجھا۔ آؤ۔ اندر آؤ۔" محسن نے کہا۔

"حسن صاحب تو موجود نہیں ہوں گے۔؟" میں نے پوچھا۔

"انہیں اطلاع کر دی گئی ہے، خدا کرے خیریت سے پہنچ جائیں۔"

"کیوں۔۔؟"

"گاڑی دوڑائی جائے گی، ڈرائیور کی گردن پر پستول رکھ دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ گاڑی کو راکٹ بنا دیا جائے۔" محسن نے کہا۔ وہ سب مجھے اندر کوٹھی میں لے گئے۔ پیار کی تو بھرمار کر دی تھی ان سب نے مجھ پر، اندر داخل ہو کر میں نے

محسن سے کہا۔

"محسن اگر کوئی گاڑی ہو تو ڈرائیور کے ساتھ ذرا انیکسی بھیج دو، میرے ساتھ آیا ہوا خاندان لباس وغیرہ کی خریداری کرنا چاہتا ہے، جس حلیے میں ہم لوگ یہاں پہنچے ہیں اس کا اندازہ تم میرا حلیہ دیکھ کر لگا سکتے ہو، باقی لوگ کچھ اسی حال میں ہیں۔"

"ابھی ایک منٹ میں انتظام کیے دیتا ہوں، خود جائیں گے وہ لوگ یا اگر کسی اور کی ضرورت ہو تو میں کسی کو بھیج کر منگوا دیتا ہوں۔" محسن نے کہا۔

"نہیں میرا خیال ہے، مسٹر اور مسز ویلبی کو ڈرائیور کے ساتھ بھجوا دو، اور ہاں مجھے تھوڑے سے پیسے بھی چاہئیں۔"

"ابھی لو۔" محسن نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سو سو کے نوٹوں کی تین گڈیاں نکال لایا اور انہیں میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "کافی ہوں گے یا اور کچھ۔"

"نہیں بھائی مجھے ہوائی جہاز نہیں خریدنا، بس یہ ایک گڈی ہی کافی ہے۔" میں نے محسن سے کہا اور پھر اسے باہر روانہ کر دیا، محسن تمام انتظامات کرنے کے بعد دس منٹ کے اندر اندر واپس پہنچ گیا تھا۔

"وہ لوگ روانہ ہو گئے ہیں، میں نے تمہاری طرف سے نوٹوں کی گڈی مسٹر ویلبی کو دے دی ہے اور اپنا تعارف بھی کرا دیا ہے، لیکن وہاں بوڑھا بابا اور ایک اور شخص بھی موجود ہے۔ یہ بوڑھا بابا تو جوں کا توں ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن یہ دوسرے صاحب کون ہیں۔۔؟"

"بیٹھو۔ اتنی بھی جلدی اچھی نہیں ہوتی ہے اس کا تعارف بھی ہو جائے گا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کنور پربھات سنگھ اور ڈاکٹر طاہر علی واپس پہنچ چکے ہیں۔"

"دونوں واپس آ گئے ہیں۔" محسن نے جواب دیا۔ میں نے گہری سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں، یہ پہلی خوشخبری تھی جو مجھے ملی تھی، بیگم صاحبہ مجھ سے میری خیریت دریافت کرتی رہی تھیں اور میں نے انہیں بتایا تھا کہ جس مقصد کے تحت میں گیا تھا اس کی تکمیل ہو چکی ہے، اور میں خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہوں۔

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ حسن صاحب آندھی طوفان کی طرح پہنچ گئے، وہ آتے ہی آگے بڑھے اور مجھ سے لپٹ گئے اب میرے اور ان کے درمیان کوئی اجنبیت نہیں رہی تھی، حسن صاحب نے مجھے بالکل اسی طرح سینے سے لگایا تھا جیسے محسن کو لگا سکتے تھے، انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "تمہیں زندہ سلامت اس کوٹھی میں دیکھ کر جس مسرت کا احساس ہو رہا ہے اس کا اظہار میرے لیے ممکن نہیں ہے۔"

"آپ اظہار کر کے مجھے شرمندہ بھی نہ کریں حسن صاحب، میں جانتا ہوں کہ یہاں اس گھر میں میری کیا حیثیت ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اور سناؤ۔ بالکل خیریت سے تو ہو نا، کوئی ذہنی الجھن پریشانی یا تکلیف۔؟"

"جی نہیں، خدا کا فضل ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کنور اور ڈاکٹر طاہر علی آ گئے ہیں، اور میں پوری کہانی سن چکا ہوں، وہ تحفہ جو تم نے مجھے بھیجا تھا اس کے لیے میں تمہارا شکر گذار نہیں ہوں گا۔ کیونکہ۔ کیونکہ۔" حسن صاحب نے شدت جذبات کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی، غالباً ان کی آواز بھرا گئی تھی، چند لمحوں خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا "تمہارا حلیہ بہت خراب ہو رہا ہے، شیو بناؤ، غسل وغیرہ کرو اس کے بعد اطمینان سے ملاقات ہوگی، کیا میں ان دونوں کو تمہاری آمد کی اطلاع دے دوں۔"

"کچھ وقت گذر جانے دیں تو بہتر ہے، میں آپ لوگوں کے ساتھ رہ کر ان لمحات کی تلافی کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے بغیر گذرے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ابھی کسی کو اطلاع نہیں دی جائے گی۔ ذرا اس محسن احمق سے بھی کہہ دو، وہ شدت جذبات میں دیوانہ نہ ہو جائے۔" حسن صاحب نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ حسن صاحب کے ساتھ چائے پینے کے بعد میں نے ان لوگوں سے اجازت مانگ لی، انیکسی میں آیا تو ویلبی اور اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے موجود نہیں تھے۔ وہ خریداری کرنے گئے ہوئے تھے۔ کریم بابا چائے دم کیے میرا انتظار کر رہے تھے۔

"بیٹے آپ نے چائے نہیں پی۔ میں نے بقیہ لوگوں کو پلا دی ہے۔"

"لائیے کریم بابا، بس ذرا وہاں چلا گیا تھا۔" کریم بابا جلدی سے چائے لے آئے، میں نے ان سے دوسری پیالی بھی منگوائی اور وہ مسکراتے ہوئے اپنے لیے چائے لے کر میرے سامنے آ بیٹھے۔ "بیٹے تم بالکل ٹھیک تو ہو نا۔۔؟"

"ہاں کریم بابا۔ آپ کی دعاؤں کی وجہ سے میں بالکل خیریت سے ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کریم بابا لرزتے ہاتھوں سے چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگے۔ پھر انہوں نے کہا۔" کپڑے نکال کر استری کر دیے ہیں میں نے، غسل کر کے کپڑے پہن لو شیو بنانے کا سامان بھی سب ٹھیک کر دیا ہے۔"

"شکریہ کریم بابا۔" میں نے کہا۔ غسل خانے میں جا کر شیو بنایا، صورت ہی بدل کر رہ گئی تھی، آئینے میں، میں نے اس طرح اپنے آپ کو دیکھا، جیسے اس تمام وقفے کے دوران پہلی بار اپنی صورت دیکھ رہا ہوں۔ درحقیقت بالکل ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ عجیب و غریب شکل ہو کر رہ گئی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد یہ شکل اصل حالت میں آ گئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ تنویر نے مجھے اس شکل میں دیکھ کر کیا سوچا ہو گا۔ لیکن اس نے جو کچھ سوچا تھا وہ میری نگاہوں کے سامنے تھا تنویر کے اس انداز، اس کیفیت نے ہم دونوں کے درمیان صدیوں کے فاصلے طے کرا دیے تھے۔

مزید کچھ کہنے یا سننے کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی تھی ہاں وہ لمحات بار بار ذہن میں آ جاتے تھے جنہوں نے مجھے کچھ وقت کے لیے بھٹکایا تھا۔ ایلن ساریا، ندرت، جولیا۔ یہ تمام کردار مسلسل میرے ذہن اور دل کو چرکے لگاتے رہے تھے، لیکن یہاں آنے کے بعد احساس ہوا تھا کہ اُن کی محبت، ان کے پیار اور تنویر کے انداز میں کیا فرق ہے، سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا یہ بات اس وقت بھی ذہن میں آئی تھی کہ تنویر بہر طور مجھ سے کہیں بلند حیثیت کی مالک ہے گو اپنے طور پر ایک عظیم خزانے کو چھوڑ آیا ہوں جس کا حصول میرے لیے ناممکن نہیں تھا اور اس خزانے کے حصول کے بعد اگر مالی طور پر شخصیتوں کو پرکھا جائے تو میں ان سب سے کہیں زیادہ بلند ہو سکتا تھا، لیکن موجودہ کیفیت پر ہی نظر رکھنی تھی، اس لحاظ سے میں اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا تھا کہ تنویر حسن صاحب کی بیٹی اور محسن کی بہن ہے، اور میں وہ ہوں جسے ان لوگوں نے سہارا دیا ہے۔ لیکن محبت کی راہ میں رکاوٹیں بعض اوقات نظر انداز ہی کرنی پڑتی ہیں، میں ان خیالات سے اپنے ذہن کو پراگندہ نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ طویل عرصے کے بعد تنویر کی زیارت نصیب ہوئی تھی، اس احساس سے میں اپنے جذبات کا سفر ترک نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ میں نے ان تمام خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا۔

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ تنویر اور محسن پھر انیکسی میں پہنچ گئے۔ محسن نے کہا۔" بھئی معاف کرنا تمہیں اب اتنا زیادہ وقت بھی نہیں دیا جا سکتا کہ تم انیکسی میں روپوش ہو کر ہی رہ جاؤ، غسل وغیرہ کر لیا تھا تو کوٹھی ہی میں آ جاتے۔"

"آ جاؤ۔ ایسا کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے، مجھے غسل ہی کرنا تھا سو کر چکا۔"

کمال ہے، بالکل جنگلی بندر بن کر آئے تھے، لیکن دیکھ لو ہمارے شہر کو کہ تمہیں ایک بار پھر سے انسان بنا دیا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ تمہارا اور تمہارے شہر کا یہ بتاؤ ہماری فریحہ بھابی کے کیا حال ہیں۔"

"آہ۔ اے غلط انسان تیری وجہ سے بڑے خساروں سے دو چار ہونا پڑا ہے۔"

"کیوں خیریت۔" میں نے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں غزالی صاحب، دراصل فریحہ بھابی کے والدین یہ شادی کرنا چاہتے تھے، جب ابو تبت سے واپس آئے تو انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ شادی کر دی جائے، کیونکہ انکل کو کوئی ضروری کام تھا اور انہیں چند ماہ کے لیے ملک سے باہر جانا تھا، لیکن بھیا نے انکار کر دیا، انہوں نے کہا کہ جب تک غزالی واپس نہیں آ جائیں گے وہ شادی نہیں کریں گے۔"

"ارے محسن یہ کیا حماقت تھی، گھر میں آتا فریحہ بھابی سے ملاقات بھابی کی حیثیت سے ہوتی تو کتنا لطف آتا۔"

"بس بس خواہ مخواہ میرے دماغ میں یہ خناس سما گیا تھا ورنہ درحقیقت تمہاری شمولیت کی کوئی خاص اہمیت تو نہیں تھی۔" محسن نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"نہیں جناب اپنی حیثیت کا اندازہ تو یہیں اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی ہو گیا تھا۔" میں نے چور نگاہوں سے تنویر کی طرف دیکھا اور وہ مسکرا دی، غالباً میرا مطلب سمجھ گئی تھی، کافی دیر تک محسن سے ہما، ڈاکٹر طاہر علی وغیرہ کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں، محسن نے کہا کہ تم مجھ سے تبت کے حالات پوچھو گے، اس نے بتایا کہ یہاں تو معاملات ہی گول مول ہیں، ڈیڈی جب واپس آئے تو ان کی کیفیت کچھ عجیب سی تھی، تمہارے بارے میں انہوں نے کھل کر کچھ نہیں بتایا اور ہم لوگ بے حد پریشان رہے، پھر ڈاکٹر طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ واپس آئے، اور انہوں نے تمہاری خیریت کی اطلاع دی، اس سے زیادہ انہوں نے بھی تمہارے بارے میں کچھ نہیں بتایا یہ سارے پراسرار معاملات کیا حیثیت رکھتے ہیں یہ تو مجھے معلوم

ہیں، لیکن کیا تیر مار کر آئے ہو اس کے بارے میں تمہیں بتانا پڑے گا۔"

"ضرور بتاؤں گا ڈیئر، ضرور بتاؤں گا۔"

بھئی کم از کم اس کی اجازت تو دے دو، کہ تمہارے آنے کی خوشی میں آج رات فریحہ کو کھانے پر بلا لیا جائے۔"

"نہیں۔ نہیں محسن میرا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ تم کسی کو نہ ... بس جی چاہتا تھا کہ پہلے تم لوگوں سے خوب جی بھر کے مل ... اس کے بعد دوسرے لوگوں سے ملاقات کروں۔"

"تو پھر رہنے دیجیے نا، یہ آج کیا ضرورت ہے۔" تنویر نے کہا۔

"کمال کے انسان ہو، بھئی کل جب ان لوگوں کو پتہ چلے گا کہ غزالی آج آئے تھے، تو کیا وہ شکایت نہیں کریں گی۔"

"ان لوگوں کو بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے، کل اطمینان سے انہیں ٹیلیفون کر دیں گے اور کہہ دیں گے کہ غزالی صاحب آج ہی صبح پہنچے ہیں۔" تنویر بولی۔

"سبحان اللہ محترمہ جھوٹ بولنے کی مشق میں کافی کامیاب ہو چکی ہیں۔" محسن نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس بھیا کیا کروں تمہارے کچھ اثرات تو ادھر بھی منتقل ہونے ہی تھے۔" تنویر شوخی سے بولی۔

"ملاحظہ فرمائیے! یار غزالی تم میں کوئی بات تو ہے۔ جو کبھی نہیں بولتے وہ بھی بولنے لگتے ہیں۔"

"بھئی مجھے اختلاف نہیں کرنا کسی بات سے۔ تم فریحہ کو ضرور بلا لو۔"

"ظالمو اس مسئلے میں ڈیڈی کو شریک کر کے تم پہلے ہی میرے راستے بند کر چکے ہو۔ چھوڑو اس تذکرے کو اللہ مالک ہے۔"

"ہاں تنویر۔ کیا آجکل بھی فریحہ کے ڈیڈی ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔"

"ہاں لیکن ان کا یہ دورہ زیادہ طویل نہیں ہے۔" تنویر نے جواب دیا۔

"تو پھر پریشانی کیا ہے۔ وہ واپس آ جائیں۔ یہ کام ہو جائے تو اچھا ہے حسن صاحب کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟"

"ڈیڈی بھی تیار تھے۔ بس محسن بھائی خود ہی جذباتی ہو گئے تھے آپ کے لیے۔"

"غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے۔ پتا نہیں کیوں ذہن میں خیال آ گیا تھا۔ آدمی دوستی کر لے یا عشق۔" محسن نے منہ بناتے ہوئے کہا

"مسٹر اور مسز ویلبی بچوں کے ساتھ خریداری کر کے واپس آ گئے۔ میں نے محسن اور تنویر سے ان کا تعارف کرایا۔ مسز ویلبی بہت تپاک سے تنویر سے ملیں۔" ان کی ایک جھلک تو دیکھ چکی ہوں اب تعارف بھی ہو گیا۔"

"آپ بے تکلفی سے بچوں کو غسل وغیرہ کرائیں۔ ہم لوگ لنچ ساتھ کریں گے۔"

"ہاں میں تھوڑی دیر کیلیے اجازت چاہتی ہوں۔" مسز ویلبی نے کہا اور چلی گئی۔

"ان لوگوں سے تبت میں ملاقات ہوئی تھی غزالی۔" محسن نے پوچھا۔

"ہاں طویل ساتھ رہا ہے یوں سمجھو ہم نے ایک دوسرے کی مدد سے ہی زندگی پائی ہے مسٹر ویلبی بہت بڑے سائنسدان ہیں اور اپنے فن میں کمال رکھتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"میرے خیال میں ان لوگوں کو کوٹھی میں ٹھہرایا جائے یہاں انہیں تکلیف ہو گی۔" تنویر نے کہا۔

"غزالی اب ہماری ملازمت ترک کر چکے ہیں اس لیے میرے دوست کی حیثیت سے اب ان کا قیام بھی کوٹھی ہی میں ہو گا۔" محسن نے کہا

"میرا قصور جناب۔ مجھے نوکری سے کیوں نکالا جا رہا ہے۔" میں نے معصومیت سے پوچھا۔

"اتنی طویل غیر حاضری کے بعد ہم نے دوسرے آدمی کا انتظام کر لیا ہے اس لیے آپ سے معذرت چاہتے ہیں۔" محسن نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ ظلم ہے میں چھٹی پر تھا۔" میں نے فریادی انداز میں کہا۔

"اب اس اپیل پر کوئی غور نہیں ہو سکتا۔"

"آپ ہی کوئی سفارش کریں تنویر۔" میں نے کہا۔

"بڑے بھائی کے سامنے میں کچھ نہیں بول سکتی۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مناسب نہیں ہو گا، میرے ساتھ سمبورا اور بوڑھا بابا بھی ہے۔ ان لوگوں کو میں کوٹھی سے دور ہی رکھنا چاہتا ہوں مسز ویلبی اور مسٹر ویلبی کے لیے ضرور انتظام کر لو۔"

"اگر کوئی مجبوری ہے تو دوسری بات ہے۔" محسن نے کہا۔

"بوڑھے بابا کی کیفیت کچھ بہتر ہوئی ہے غزالی صاحب؟" تنویر نے پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی فرق نہیں ہے اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے انیکسی ہی میں رہنے دیا جائے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے بھیا۔ اگر مجبوری ہے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

"آؤ کے چلیں تنویر۔ اب لنچ پر تو ملاقات ہو ہی رہی ہے۔"

"جی چلیے۔" تنویر نے کہا اور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے انھیں رخصت کر کے میں اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں سمبوتورا اور گومین موجود تھے۔ گومین کو غسل کرا دیا گیا تھا۔ پُرمشقت سفر سے تھک کر وہ گہری نیند سو گیا تھا۔ سمبوتورا نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تو حلیہ ہی بدل گیا غزالی۔"

"ہاں سمبوتورا میں تو اپنی اصل شکل ہی بھول گیا تھا۔"

"تم یہاں آ کر بہت خوش معلوم ہوتے ہو۔"

"ہاں میں بہت خوش ہوں۔"

"ہمیں فوراً ہی کام شروع کرنے کی جلدی نہیں ہے غزالی۔ میں پورے خلوص سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ تم اطمینان سے یہاں کچھ وقت گذارو، سفر کی تھکن بھی دور ہو جائے گی اور ہم نئے سفر کے لیے خود کو مستعد کر لیں گے۔ البتہ ایک درخواست میں ضرور کروں گا۔"

"وہ کیا۔؟"

"مجھے اسی پرسکون جگہ رہنے رہنا۔ گومین کی نگرانی بھی ہوتی رہے گی اور میں بھی پرسکون رہوں گا۔ تم جانتے ہو میں گھریلو ماحول سے ذرا بھی واقفیت نہیں رکھتا ان لوگوں کے درمیان تماشا بن جاؤں گا۔"

"تمہاری خواہش کے احترام کے طور پر یہ کیا جا سکتا ہے سمبوتورا جبکہ محسن وغیرہ سب کے لیے اندر کوٹھی میں بندوبست کر رہے ہیں۔"

"مجھے اگر یہیں رہنے کی اجازت دیدو تو میں زیادہ مطمئن رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں کسی نہ کسی طرح مطمئن کر دوں گا۔"

"بس ان سے کہہ دینا کہ میں گومین کا خادم ہوں۔"

"نہیں سمبوتورا یہ مناسب نہیں ہو گا تم شاید طاہر علی اور کنور کو بھول گئے ہو۔ وہ تمہارا تذکرہ کر چکے ہوں گے وہ تمہارے بارے میں ضرور پوچھیں گے لیکن میں ان سے کہہ دوں گا کہ تم گومین کی نگرانی کرتے ہو۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔" سمبوتورا نے کہا۔ مسٹر اور مسز ویلبی تیار ہو گئے۔ وہ لوگ خوش نظر آ رہے تھے پھر لنچ کے لیے بلاوا آ گیا اور میں ویلبی خاندان کے ساتھ کوٹھی کے اندرونی حصے میں چل پڑا۔ ویلبی نے سمبوتورا کے بارے میں پوچھا تو میں نے انھیں بھی گومین کے حوالے سے مطمئن کر دیا ہم لوگ اندر پہنچ گئے۔ تمام لوگوں کا پُرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

حسن صاحب نے دوسرے مہمانوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا۔ "سمبوتورا گومین کے ساتھ ہے۔ ان دونوں کے لیے وہیں انتظام کر لیا جائے گا۔" بیگم صاحبہ نے ملازموں کو ہدایت کر دی تھی۔

کھانے کے بعد حسن صاحب مسٹر ویلبی سے گفتگو کرنے لگے مسز ویلبی بیگم صاحبہ سے گفتگو کرنے میں مصروف ہو گئیں، محسن ویلبی کے دونوں بچوں سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تنویر کمرے سے چلی گئی تھی۔

"میں ذرا ان لوگوں کی خبر لے لوں۔" میں نے کہا۔

"چلو میں بھی چل رہا ہوں۔" محسن نے کہا اور میرے ساتھ انیکسی کی طرف چل پڑا۔ "بس اتنا بتا دو غزالی۔ اب تو تم ان جھگڑوں سے آزاد ہو گئے ہو۔" راستے میں محسن نے مجھ سے پوچھا۔

"کیوں پوچھ رہے ہو۔"

"یار تمہارے بارے میں بھی کچھ سوچنا ہے۔ کیا تم ایسے ہی زندگی گذار دو گے۔ میری تو ڈیڈی سے بھی اس بارے میں بات ہو چکی ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ انھوں نے غزالی کو اس کے مشن سے دور کر دیا ہے۔ کیا پروگرام تھا تمہارا اور کس چکر میں پڑ گئے۔"

"ایسے ہی زندگی نہیں گذاروں گا محسن۔ کچھ نہ کچھ ضرور کر لوں گا۔"

"بوڑھے بابا کی واپسی میرے لیے تشویش ناک ہے سارا کھیل اسی کی وجہ سے خراب ہوا تھا اور وہ اب تک تم سے چپکا ہوا ہے۔"

"فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"اس مہم کا کیا نتیجہ نکلا۔ خزانے کا کچھ پتہ چلا یا نہیں۔؟"

"حسن صاحب سے نہیں پوچھا اس بارے میں۔؟"

"یار دراصل ہمارا اندازِ فکر مختلف ہے۔ ہمارے نزدیک وہ خزانہ سب سے زیادہ قیمتی ہے جو دلوں کو مسرت بخشے۔ باقی خزانے آتے جاتے رہتے ہیں۔" محسن نے کہا۔

"مجھے تمہارے اس اندازِ فکر سے اختلاف نہیں ہے۔"

"تو پھر کر ڈالو کوئی گھا گرم عشق، حصولِ محبوب کی مہم سر کر ڈالو اور کائنات کے اس عظیم خزانے کو حاصل کر کے مالا مال

ہو جاؤ۔"

"غور کروں گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ انیکسی میں داخل ہوا تو کریم بابا سمبوتورا کے سامنے سے برتن اٹھا رہے تھے۔ سمبوتورا نے کہا۔ "ہم لوگوں کو اتنا عمدہ کھانا کھلا کر تم ہم پر ظلم کر رہے ہو غزالی۔ آئندہ بھی اس کی طلب ہو گی۔"

"اس سے بھی عمدہ کھانا پیش کیا جائے گا مسٹر سمبوتورا۔ آپ اطمینان رکھیں۔" محسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بوڑھے بابا کا جائزہ لینے لگا۔ "بوڑھے بابا نے اس کوٹھی کو پہچانا یا نہیں۔؟"

"اوہ۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکا آپ کا کیا خیال ہے مسٹر سمبوتورا۔؟" میں نے سمبوتورا سے پوچھا۔

"وہ حسبِ معمول ہے۔ کوئی خاص اظہار نہیں ہو سکا۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔ محسن تھوڑی دیر تک سمبوتورا سے بات کرتا رہا اور اس کے بعد وہ مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ ابھی تک آرام کا موقع نہیں ملا تھا اس لیے میں آرام کرنے لیٹ گیا۔ ذہن پر خیالات کی یلغار ہو رہی تھی لیکن میں نے قوتِ ارادی سے کام لے کر خیال کی کھڑکی بند کر دی اور خود پر نیند طاری کر لی۔ جس کا وقت دو گھنٹے معین کر لیا گیا تھا۔ ان دو گھنٹوں میں کیا ہوا کون گیا کون آیا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ جاگا تو باہر آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دو گھنٹوں کی یہ نیند اس طویل تھکن کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی جو میرے دل و دماغ پر طاری تھی لیکن بہرحال طبیعت پُرسکون ہو گئی تھی۔ مجھے چاہنے والے باہر موجود تھے۔ محسن کی آواز سنائی دی۔ "جاگ جائیں تو اندر بھیج دیں کریم بابا۔"

"جی چھوٹے میاں۔" کریم بابا کی آواز سن کر میں مسکرا دیا پھر میں نے باہر نکل کر کہا۔ "میں جاگ گیا ہوں محسن۔"

"اوہ۔ بڑی گہری نیند سو گئے تھے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ سب لوگ انتظار کر رہے ہیں۔"

"بس چند منٹ میں آتا ہوں تم چلو۔"

"نہیں میں بیٹھا ہوا ہوں۔" محسن نے کہا۔ تیاریاں کیا کرنی تھیں، چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے بال وغیرہ بھی سنوارے اور باہر نکل آیا۔

"کپڑے نہیں تبدیل کرو گے۔؟" محسن نے پوچھا۔

"کیا ضرورت ہے۔؟"

"بدل لو یار۔ گڑبڑ ہو گئی ہے۔" محسن نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا۔؟"

"اب تم سے کیا چھپاؤں۔ شدتِ جوش میں فریحہ کو فون کر بیٹھا تھا۔" محسن نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔؟"

"یار فون کا مطلب فون یعنی ٹیلی فون ہی ہوتا ہے۔"

"خوب تو پھر کیا ہوا۔؟"

"میں نے اسے بتا دیا تھا کہ تم آ گئے ہو۔"

"ظاہر ہے تم ملاقات کے کسی موقع کو کیسے ضائع کر سکتے تھے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ عورتیں بھی کمال ہوتی ہیں یار۔"

"کچھ اور بھی ہو گیا۔؟"

"ہاں۔ اس نے ہما کو فون کر دیا۔ بھلا یہ بات پیٹ میں کہاں رہ سکتی تھی۔ ہما کے ساتھ بھلا ڈاکٹر طاہر کیوں نہ آتے اور انہوں نے اطلاع دی ہے وہ کنور صاحب کو فون کر کے آئے ہیں اور کنور صاحب نے کہا ہے کہ وہ فوراً بذریعہ کار پہنچ رہے ہیں۔" محسن نے عجیب سے لہجے میں کہا اور میرا قہقہہ چھوٹ گیا۔

"ہنس رہے ہو یار۔ ڈیڈی مسلسل خونخوار نگاہوں سے مجھے گھور رہے ہیں۔ وہ لوگ تقریباً پونے دو گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ بھلا تم سے ملے بغیر کیسے جا سکتے ہیں۔"

"چلو کیا فرق پڑتا ہے۔"

"فرق پڑتا ہے یار۔ اصل مسئلہ کنور بر جات کا ہے جو یہاں آئیں گے اور قیام بھی کریں گے۔"

"میرا کیا قصور ہے اس میں۔؟"

"اب میری مدد تو کرو۔ لباس پہن لو خدا کے واسطے کسی بیزاری کا اظہار مت کرنا مجھ پر برا وقت آ پڑا ہے۔"

محسن کی بدحواسی پر میں ہنستا رہا اور پھر تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ جانے سے پہلے سمبوتورا کے کمرے میں جھانکا گومین سو رہا تھا۔

"تم تو قید ہو گئے سمبوتورا۔" میں نے کہا۔

"نہیں غزالی۔ مجھے تو یہ قید تمام ہنگاموں سے زیادہ پسند ہے۔ جب تک کرا سکتے ہو عیش کراتے رہو۔ میں بالکل خوش اور پُرسکون ہوں۔" سمبوتورا نے جواب دیا۔

"چلو اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور محسن کے ساتھ باہر نکل آیا۔ لان پر کرسیاں نظر آ رہی تھیں طاہر علی، حسن صاحب، فریحہ، ہما اور تنویر موجود تھیں بیگم صاحبہ بھی تھیں اور ویلبی خاندان بھی، سب ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔ مجھے دیکھ کر سب ہی کھڑے ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یقین نہیں آتا غزالی" ڈاکٹر طاہر علی مجھ سے بغلگیر ہوتے ہوتے بولے۔ ہما بھی بغیر کسی جھجک کے مجھ سے لپٹ گئی تھی۔

"کیسی ہو ہما۔؟" میں نے برادرانہ محبت سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں بھیا تمہیں دن رات یاد کرتی رہی ہوں۔" ہما کے لہجے میں بھی پورا پورا خلوص تھا۔ طاہر علی بہت پُرجوش نظر آ رہے تھے۔ "سنا ہے سمبو تورا اور گومین بھی تمہارے ساتھ آئے ہیں۔؟" انھوں نے کہا۔

"جی ہاں وہ دونوں بھی ہیں۔"

"یقیناً کسی پروگرام سے آئے ہوں گے۔؟"

"بالکل۔"

"کیا پروگرام ہے؟"

"اس سلسلے میں مناسب وقت پر آپ سے گفتگو ہو گی بہت سے مشورے بھی درکار ہوں گے۔ آپ اپنی تو سنائیے۔؟"

"تاحیات کسی خزانے کا تصور نہیں کروں گا۔ واپس آ کر خدا سے توبہ کی ہے۔" طاہر علی نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ لائے تھے آپ وہ سلامت پہنچ گیا۔؟"

"ہاں لیکن جس طرح پہنچا ہے، خدا کی پناہ۔ کیا تم نے بھی اسی دریا سے سفر کیا تھا۔؟"

"جی ہاں۔ آپ کو کیسا لگا وہ سفر۔؟"

"میں تو راستے بھر سوچتا رہا تھا کہ ویلبی نے خوب سزا دی۔ کس طرح بچ نکلے اللہ ہی جانتا ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔"

"طاہر علی صاحب۔ دوسرے راستے سے آپ شاید زندگی بھر یہاں نہ پہنچ پاتے۔"

"واپس آنے کے بعد اس حقیقت کا بھی احساس ہو گیا تھا۔"

"بہر حال مجھے خوشی ہے کہ ہم سب ایک بار پھر زندہ و سلامت اپنے شہر پہنچ کر ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔"

"ہاں لیکن تمہاری طرف سے افسردہ ہوں۔"

"کیوں۔؟"

"کاش غزالی تم بھی ہمارے ساتھ اسی شہر میں پُرسکون زندگی گزارتے لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ تم ابھی ہوش میں نہیں آئے ہو۔"

"ہاں ڈاکٹر صاحب یہ حقیقت ہے کہ میں ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ڈیڈی آپ کے مذاکرات مکمل ہو گئے ہوں تو اب انھیں ہمارے حوالے کر دیں۔ میں جانتی ہوں آپ انھیں کبھی نہیں چھوڑیں گے۔" ہما نے کہا۔ اور ڈاکٹر طاہر علی نے مسکراتے ہوئے شانے ہلا دیے۔

"آؤ بھیا۔" ہما نے کہا اور میں ہنستا ہوا ان لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ محسن بھی ساتھ تھا۔

"آپ کی صحت تو اور شاندار ہو گئی ہے غزالی بھائی۔" فریحہ نے کہا۔

"لیکن آپ لوگ مجھے کچھ بجھے بجھے نظر آتے ہیں۔" میں نے فریحہ اور محسن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" فریحہ نے کہا۔

"میں اس صفائی سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔" محسن آہستہ سے بولا اور سب ہنس پڑے۔

"تبت کی پُراسرار زندگی کے بارے میں تو آپ اب بہت کچھ بتا سکتے ہیں لاماؤں اور بھکشوؤں کے اس انوکھے دیس میں آپ نے بہت سی چیزیں دیکھی ہوں گی۔"

"اس کے لیے میں تمہیں تبت کی تاریخ اور جغرافیہ لا دوں گا۔ کوئی کام کی بات کرو۔" محسن ناک چڑھا کر بولا۔

"پُراسرار تبت عجوبوں کی سرزمین ہے بیٹھو میں تمہیں اپنا پورا سفر نامہ سناتا ہوں۔" میں نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے بھائی۔ میرے بھائی رحم نہیں ہو سکتا۔ میں رحم کی اپیل کرتا ہوں۔" محسن نے رو دینے والے انداز میں کہا

"بات کرنے دیں محسن۔" فریحہ نے کہا۔

"بات کرنے کے لیے کس کافر نے منع کیا ہے لیکن کوئی بات تو ہو۔" محسن واویلا کرنے والے انداز میں بولا۔

"وہاں کی ہواؤں میں سحر ہے۔ یہ سحر انسان کو بہت کچھ سکھا دیتا ہے۔ اس کی شخصیت کچھ انوکھے رموز سے آشنا ہوتی ہے۔"

"مگر تمہیں اس نے کچھ نہیں سکھایا۔ یہ تک نہیں کہ کس وقت انسان کے دل میں کیا احساسات ہوتے ہیں۔ کون کس وقت کیا سوچتا ہے کیا چاہتا ہے۔"

"مجھے سکھایا ہے محسن تم کچھ سوچو میں بتا دوں گا کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اس وقت میں جو سوچ رہا ہوں پیر و مرشد ذرا بتا دیں۔" محسن نے کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے گہری نگاہوں سے محسن کو دیکھا اور اس کے دماغ میں

جھانکنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔ "ہاں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تمہاری خواہش کے مطابق میں حسن صاحب سے بات کروں گا۔"

"کک کیا بکواس ہے۔ کیسی بات۔؟" محسن نے بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں۔

"تم سوچ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ پیارے بھائی ذرا ہم دونوں کو دیکھو، دونوں ایک دوسرے سے جب ملتے ہیں تو اجنبیوں کی طرح۔ کیا تم اتنا سا کام نہیں کر سکتے کہ اپنی تازہ ترین مضبوط حیثیت کو ہم دونوں کے یکجا کرنے کے لیے استعمال کرو اور ڈیڈی سے ہماری شادی کی بات کر لو۔"

"کیا بے تکا مذاق ہے اے فرزند۔ چائے کا وقت ہو گیا ہے میں ذرا چائے لگوا دوں۔" محسن نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"یوں لگتا ہے بھیا جیسے آپ نے واقعی محسن کے دل میں جھانک لیا ان کی بوکھلاہٹ یہی بتاتی ہے۔" ہما نے کہا۔

"خیر اب تبت میں رہبانیت تقسیم بھی نہیں ہو رہی مجھے بتائیے میں کیا سوچ رہی ہوں۔" فریحہ نے کہا۔

"سوچیے بھابی بیگم۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور فریحہ مجھے دیکھتے ہوئے مسکرانے لگی۔ میں نے کہا۔ "جی نہیں اب یہ آپ کو بازار میں نہیں ملے گا۔ بہت پرانی چیز ہے اور تقریباً چار سال قبل میں نے سلوایا تھا۔ ہاں اگر آپ چاہیں تو میں یہ آپ کو پیش کر سکتا ہوں کیونکہ میرے اور محسن کے بدن کا ناپ ایک ہے بشرطیکہ آپ اسے اترن پہنا سکیں۔"

فریحہ کی مسکراہٹ کافور ہو گئی وہ بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ پھر گھبراتے ہوئے انداز میں بولی۔ "جی نہیں۔ میں نے یہ بالکل نہیں سوچا تھا۔"

"چلیے غلطی ہو گئی بھابی بیگم۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"کیا بات ہوئی۔ ہمیں تو معلوم ہی نہیں ہو سکا۔" ہما نے کہا۔ اینی ویلبی نے فریحہ کی مشکل حل کر دی۔ وہ اس وقت قریب آ گئی تھی۔ "بھئی ہم عمر رسیدہ ضرور ہیں لیکن اگر تم لوگ لفٹ دو تو تمہارے دوست بھی بن سکتے ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ آئیے مسز ویلبی آپ چونکہ ممی سے باتیں کر رہی تھیں اس لیے ہم نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا۔" تنویر نے کہا اور پھر دوسرے موضوعات پر گفتگو ہونے لگی۔ فریحہ بار بار متحیرانہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی تھی۔ پھر چائے لگ گئی۔ محسن موجود تھا وہ بھی مجھے گھورنے لگا تھا۔ چائے پی گئی۔ ڈاکٹر طاہر علی کو کوئی کام تھا اس لیے چائے کے بعد وہ چلے گئے ہما یہیں رہ گئی تھی بعد کے لمحات میں محسن اور فریحہ کچھ الجھے الجھے سے رہے چنانچہ میں نے مزید انھیں نہ چھیڑا۔ تنویر نے مجھ سے بہت کم گفتگو کی تھی اس نے جولیا کے بارے میں پوچھا۔ ان لوگوں کو مائیکے براؤن اور جولیا کی موت کا علم ہو چکا تھا۔

"ہاں جولیا مائیکے براؤن کی دیوانگی کا شکار ہو گئی۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"مسٹر براؤن کو اسے تبت نہیں لے جانا چاہیے تھا۔"

انھیں ہنگاموں میں رات ہو گئی۔ ڈنر کے لیے کنور پربھات اپنی بیٹی اوشا کے ساتھ پہنچ گئے ڈاکٹر طاہر علی بھی آ گئے تھے۔ اوشا کی نگاہوں میں میرے لیے اجنبیت تھی اسے دیکھ کر میں نے تنویر سے اس کے بارے میں پوچھا تو تنویر نے کہا "اس کی حالت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کبھی تو بالکل سنجیدہ اور مطمئن ہوتی ہے اور کبھی راستے سے بھٹک جاتی ہے۔"

"آپ کے کیسے مزاج ہیں اوشا دیوی۔؟"

"ٹھیک ہوں آپ کہاں سے آئے ہیں۔؟"

"آپ مجھے پہچانتی ہیں۔؟"

"کیا ہم پہلے کبھی مل چکے ہیں۔؟"

"آپ کو یاد نہیں تو جانے دیں۔" میں نے کہا۔

"میں نے اس دنیا کو یاد رکھنا چھوڑ دیا ہے۔ یادیں کسی انسان کو کیا دے سکتی ہیں، دکھ کے سوا۔" اوشا نے کہا۔

"ہاں آپ کا خیال درست ہے۔"

"بس کچھ صورتیں نگاہوں میں پوشیدہ رہ جاتی ہیں اور اگر ذہن پر زور ڈالا جائے تو کچھ یاد بھی آ جاتا ہے، دیکھے بھالے لگتے ہیں آپ۔ کیا نام ہے آپ کا۔؟"

"غزالی۔"

"کچھ یاد نہیں آتا۔ لیکن کیا فرق پڑتا ہے، انسان جب بھی مل جائے آشنائی ہو جاتی ہے۔" اوشا نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

کنور پربھات سنگھ مجھ سے میرے سفر کی داستان پوچھ رہے تھے، ویلبی کے حالات پوچھ رہے تھے، حسن صاحب بھی شامل تھے، کافی دیر تک یہ گفتگو رہی، پھر کنور پربھات سنگھ نے پوچھا۔

"غزالی، کیا تم نے اپنے فیصلے میں کوئی تبدیلی پیدا کی ہے۔؟"

"کیسی تبدیلی کنور صاحب۔؟"

"بھئی وہاں جو باتیں ہوتی تھیں، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سب خواب ہو، یقین کرو، راتوں کو کبھی وہاں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مناظر خواب میں دیکھتا ہوں تو جاگ جاتا ہوں اور جاگ کر سوچتا ہوں کہ یہ خواب ہی ہو تو اچھا ہے، وہاں سے تو زندہ واپسی کا تصور ہی ذہن سے نکل گیا تھا، لیکن تقدیر تھی کہ ہم زندہ بچ آئے، وہ دریا جس میں تم نے ہمیں ڈال دیا تھا، موت کا دریا ہی تھا، جب تک اس میں سفر کرتے رہے یہ سوچتے رہے کہ خزانے کے ساتھ ہمارے جسم کے ٹکڑے اس دریا کی تہ میں بیٹھ جائیں گے، مچھلیاں گوشت چٹ کر جائیں گی اور ہڈیاں کبھی کسی ایسے شخص کو دستیاب ہو جائیں گی، جو اس دریا میں موتی تلاش کرنے کے لیے اترے۔ لیکن جب کھٹمنڈو پہنچے، تو یہ احساس ہوا کہ اس کے علاوہ یہاں تک محفوظ طریقے سے آنے کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ کھٹمنڈو میں البتہ ہمیں خاصی مشکلات سے گذرنا پڑا۔ سرحد عبور کرنے کے لیے ایک بار پھر جان ہتھیلی پر رکھنا پڑی کیونکہ سرحدی محافظ اسمگلروں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں، ہمیں ان سے چھپنے کے لیے گندے نالے میں سفر کرنا پڑا تھا۔"

"بہر طور آپ یقین کیجیے کہ مجھے آپ کی خیریت سے واپسی پر دلی مسرت ہوئی تھی، وہاں پر بھی یہی سوچتا رہا تھا کہ جس محنت اور لگن سے میں نے اس ہولناک ویرانے سے آپ کو آزادی دلائی ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔؟"

"ویسے میں نے اپنا فرض پوری دیانت داری سے پورا کیا ہے، حسن بھی موجود ہیں اور تم بھی۔ ڈاکٹر طاہر علی اس بات کی گواہی دے چکے ہیں کہ جو کچھ تم نے حسن کے لیے دیا تھا وہ میں نے کسی بھی شے میں ذرہ برابر کمی کیے بغیر حسن کے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے امانت میں کوئی خیانت نہیں کی۔"

"کنور صاحب میں آپ کی ذات سے ایسی امید بھی نہیں رکھتا۔"

"کیا ہو گیا تھا طاہر علی ہم کو، کیا ہو گیا تھا، کچھ اندازہ ہے ہم وہی لوگ ہیں نا جو تبت کے ویرانوں میں جانوروں کی طرح بھٹکتے پھر رہے تھے اور کسی بھی لمحے ہمیں زندگی کی امید نہیں تھی۔ لیکن آج ہم زندہ سلامت اپنی سرزمین پر موجود ہیں۔ یہاں بیٹھے ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے ڈاکٹر طاہر علی سے پوچھا تھا غزالی کہ اگر ہم ایک مہم لے کر دیلینی کی جانب سفر کریں تو کیا اس خزانے میں سے مزید کچھ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تو ڈاکٹر طاہر علی نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا کہ خزانے ایک انوکھا طلسم ہوتے ہیں اور اگر اس طلسم میں پھنس کر کوئی زندہ واپس نکل آئے تو پھر اسے دوسرا ساحر کہنا چاہیے۔ ہم لوگوں کو واقعی زندگی کی کوئی امید نہیں تھی۔"

"چھوڑیے ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ بہر طور میرا بھی یہی تجربہ ہے کہ خزانے زندگی کے احساسات کے قاتل ہوتے ہیں، دولت کے انبار بے کار ہیں، کچھ نہیں ملتا ان پر بیٹھ کر، بس انسان کی ضرورت پوری ہو جائے، یہی اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔

"بالکل ٹھیک کہتے ہو غزالی، واقعی انسان اپنی شخصیت کھو بیٹھتا ہے۔"

"مجھ سے پوچھو۔ میں نے اس سلسلے میں کیا کچھ کیا ہے جو کچھ کر چکا ہوں، اس پر اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کر سکتا ویسے وہ تمام چیزیں بہت بڑی حیثیت کی حامل ہیں، یقین کرو غزالی ان میں سے ایک ایک ہیرا بہت بڑی قیمت رکھتا ہے۔ میں ان میں سے کچھ اشیاء کو بیرونی ممالک جا کر فروخت کرنا چاہتا ہوں، یہاں ان کی صحیح قیمت نہیں ملے گی۔ مجھے واقعی خزانے کی ضرورت تھی، میرے حالات سدھر جائیں گے اور ایک بار پھر میں اپنی ساکھ قائم کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ویسے اس مختصر سے عرصے میں ہی میں نے بہت کچھ کر لیا ہے اور غزالی یہ سب کچھ کرتے ہوئے دل میں بار بار تمہارا خیال آیا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمہاری ہی ذات تھی جس نے مجھے ایک بار پھر میرے اپنے وجود میں سرخرو کر دیا ہے، اپنے آپ کو قائم رکھنے کے لیے قرضے کے بوجھ اس قدر بڑھ گئے تھے کہ بعض اوقات میں بے حد ہراساں ہو جاتا تھا۔ اور سوچتا تھا کہ بالآخر وہ دن آنے والا ہے جب ڈھول کا پول کھل جائے گا۔ لیکن اب میں نے وہ تمام قرضے ادا کر دیے ہیں، اور بہت ہی مختصر وقت میں میرے پاس اب اتنا موجود ہے کہ میں اپنی حیثیت برقرار رکھ سکوں۔ بس اوشا کی ذہنی کیفیت اور درست ہو جائے۔"

میں نے ڈاکٹر طاہر علی سے اوشا کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا۔ "اوشا مکمل طور پر صحت یاب ہو چکی ہے غزالی، اگر اس کے اندر تھوڑی بہت ذہنی کجی باقی رہ گئی ہے، تو وہ اس کی شادی کے بعد بالکل دور ہو جائے گی۔ دراصل کنور پربھات سنگھ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم اوشا کی تمام تر ذہنی کیفیت سے واقف ہو اس لیے میں تمہیں یہ تفصیل بتا رہا ہوں۔ اوشا کے ذہن پر ایک بوجھ ہے اور یہ بوجھ اسی وقت دور ہو سکتا ہے جب وہ اپنے لیے کسی کو پسند کر لے۔ کنور پربھات سنگھ اب میرے مشوروں پر عمل کر رہے ہیں، اوشا کو مختلف پارٹیوں

میں لے جایا جاتا ہے، اور ایسے لوگوں کے سامنے لایا جاتا ہے جو کنور پربھات سنگھ کی حیثیت کے مطابق ہوں انتظار صرف یہی ہے کہ اوشا ان میں سے کسی نوجوان کو پسند کر لے۔ کنور پربھات سنگھ نے بھی اپنے خیالات میں تبدیلی پیدا کر لی ہے۔"

"ہاں غزالی یہ حقیقت ہے کہ میں اپنی بیٹی کو زندگی کی خوشیوں سے کب تک دور رکھ سکتا ہوں۔"

"میری دعا ہے کنور صاحب کہ آپ کو وہ تمام خوشیاں مل جائیں، جن کے آپ طالب ہیں۔" میں نے کہا۔

"اچھا اب اپنے بارے میں بات گول مت کرو، ہمیں علم ہو چکا ہے کہ سمبو تورا اور گومین بھی یہاں موجود ہیں اور تمہارے ساتھ آئے ہیں، تمہارا اپنا کیا پروگرام ہے۔"

"ڈاکٹر طاہر علی، میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا تھا میں ذہنی طور پر دیلینی کے لیے کام کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں سب سے پہلا کام یہی ہے کہ گومین کی ذہنی حالت درست ہو، میرا خیال ہے ڈاکٹر صاحب بیرونِ ملک آپ یقیناً کسی ایسے ذہنی امراض کے ماہر کو جانتے ہوں گے جو گومین کے لیے بہتر ثابت ہو سکے۔"

"میں تمہیں ایسے پتے کئی دوں گا، اور ان میں سے انتخاب تم خود کر لینا، بلاشبہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ایسے بہت سے معالج موجود ہیں جو ذہنی امراض کو درست کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ میں نے جس حد تک معلومات حاصل کی ہیں گومین کے بارے میں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے ذہن کو کسی خاص ذریعے سے ڈسٹرب کیا گیا ہے البتہ اس سے پہلے مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اس کی ذہنی ساخت بھی مختلف ہے۔"

"اس کی ذہنی ساخت مختلف ہے۔"

"سو فیصدی۔ بس یہی ایک مشکل پیش آ سکتی ہے تمہیں اس کے علاج کے سلسلے میں۔" ڈاکٹر طاہر علی وضاحت کرتے رہے اور میں غور سے ان کی باتیں سنتا رہا۔ پھر میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "بہر حال اس سلسلے میں مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"یہ کام تم ہی کرو گے؟"

"ہاں۔"

"عجیب انسان ہو۔ بہر حال میں تمہیں روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتا۔ کاش تم خود ہی فیصلہ کرتے تمہارے بارے میں میری ایک رائے ہے۔"

"کیا ڈاکٹر صاحب۔؟"

"تم انتہائی پراسرار قسم کے ایب نارمل شخص ہو۔ وہ جو ذہنی عدم توازن کی بنیاد پر جنبش ہو جاتے ہیں اگر غلط راستوں پر نکل جائیں تو ہٹلر بن جاتے ہیں اور نیکیوں کی طرف چل پڑیں تو ولی اور درویش۔"

"ممکن ہے ایسا ہو۔ لیکن جو فیصلہ میں کر چکا ہوں اسے پورا کروں گا۔"

ڈنر کے بعد بھی رات گئے تک محفل جاری رہی اور پھر میں ان لوگوں سے رخصت ہو کر انیکسی میں آ گیا۔ سمبو تورا کے کمرے میں اندھیرا چھا چکا تھا۔ میں اپنے بستر پر آ گیا۔ لیٹے ہوئے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی میں نے چونک کر ریسیور اٹھا لیا۔ "ہیلو۔"

"شب بخیر۔" جواب ملا اور فون بند ہو گیا۔ آواز تنویر کے علاوہ کسی کی نہیں تھی۔ میں مسکراتی نگاہوں سے ریسیور کو دیکھتا رہا۔ اور پھر گہری سانس لے کر اسے واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

دوسری صبح حسب معمول تھی۔ محسن باہر بیٹھا ہوا تھا غسل کر کے باہر نکلا تو اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ "ارے۔ کب سے بیٹھے ہوئے ہو۔"

"پیر و مرشد کے آستانے پر آدھے گھنٹے سے حاضر ہوں۔"

"یار جگا کیوں نہ لیا۔"

"ہرگز نہیں۔ اس یگانگت کا مظاہرہ اس وقت تک قبول نہیں کیا جا سکتا جب تک میری بات کا جواب نہ دو گے۔"

"ارشاد عالی۔"

"کل کیوں بکواس کر رہے تھے۔"

"کب۔"

"اس وقت جب تم نے میرے دل کی بات بتائی تھی۔"

"کوئی غلطی ہو گئی یار۔"

"نہیں لیکن وہ سب کچھ کیا تھا تمہیں اس کا علم کیسے ہوا۔ کیا کچھ سیکھ کر آئے ہو۔"

"اس کا مطلب ہے تکا ٹھیک لگا۔"

"اُلو مت بناؤ وہ تکا تھا۔؟"

"یار تمہارے بارے میں اور کیا سوچا جا سکتا ہے اس کے علاوہ تم خود بتاؤ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لفظ بلفظ۔" محسن نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"بس اب مرید ہو جاؤ ہمارے۔"

"اور فریحہ کو کیا بتایا تھا۔؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا وہ تکا بھی درست نکلا۔؟"

"وہ بھی تکا تھا؟ فریکہ تم سے خوفزدہ ہو گئی ہے کہہ وہی تھی کہ جو اس کے ذہن میں تھا تم نے اسی انداز میں بتایا۔"

"اس نے کتنی بار میرے سوٹ کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور چونکہ وہ تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں نہیں سوچ سکتی اس لیے میں نے وہی دوہرا دیا۔ اب یہ تم دونوں کی خوش بختی ہے کہ بات سچ نکلی۔"

"لاحول ولاقوۃ۔ اتنی سی بات کے لیے ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ چلو ناشتا کرنے چلو سب انتظار کر رہے ہوں گے۔" محسن نے کہا اور میں ہنستا ہوا اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ ناشتے پر سب موجود تھے سوائے طاہر علی کے۔ ہما جانے کے لیے نہیں آئی تھی۔ کنور پربھات سنگھ نے ناشتے کے بعد اجازت لے لی اور بولے کہ ایک آدھ دن میں دوبارہ آئیں گے۔ فریکہ رات ہی کو چلی گئی تھی۔

کنور پربھات کو رخصت کرنے کے بعد حسن صاحب نے کہا "بھئی انیکسی چلو اور اپنے ان مداحوں سے کہہ دو کہ تمہیں تھوڑی دیر کے لیے معاف کر دیں میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

میں حسن صاحب کے ساتھ انیکسی میں آ گیا۔ ان لوگوں نے بے وقت آ کر تمام منصوبے چوپٹ کر دیے۔ پتا نہیں سب کو کیسے معلوم ہو گیا۔ اب تم مجھے اپنے سفر کی پوری تفصیل بتاؤ۔"

میں نے حسن صاحب کے حکم کی تعمیل کی اور تمام حالات سنا دیے سوائے اپنی تربیت کی تفصیل کے۔ حسن صاحب گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا "یہ بے وقوف لوگ تمہاری ذات کی بلندیاں کہاں طے کر سکتے ہیں غزالی۔ ان کی سوچ محدود ہے منزل کو منزل سمجھ کر ٹھکرانے والے ان کی سوچ کی حد سے باہر ہیں۔ میں تمہاری اس عظمت کو سمجھ رہا ہوں۔ ایک خاص بات بتانا چاہتا ہوں تمہیں۔"

"جی فرمائیے۔"

"اس دوران تم نے کسی مارٹن ایسٹرو نامی شخص کا نام سنا ہے۔"

"مارٹن ایسٹرو۔ کیا ان واقعات سے اس کا تعلق ہے؟"

"ہاں!"

"میں نے کبھی نہیں سنا۔"

"تقریباً ایک ماہ قبل مارٹن ایسٹرو نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔ وہ گومین کی تلاش میں تھا اس نے دوائی مین کا حوالہ بھی دیا اور ہائسیا کا بھی۔ اس نے کہا کہ اسے ٹھوس معلومات حاصل ہوئی ہیں کہ میں ان لوگوں سے متعلق رہ چکا ہوں۔ میں نے اعتراف کیا کہ میں ان سب کو جانتا ہوں لیکن وہ کہاں ہیں اس بارے میں مجھے نہیں معلوم۔ تب اس نے پوچھا کہ کیا کبھی ان میں سے کسی کے دوبارہ ملنے کے امکان ہیں۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے تب اس نے مجھے ایک تصویر دی جو اس کی اپنی ہے۔ اور ایک پتا بھی دیا جو لندن کا ہے۔ اس نے درخواست کی کہ اگر مجھے۔ ان میں سے کبھی کسی کا پتا مل جائے تو میں اسے اطلاع دے دوں یا بذات خود ان میں کوئی مل جائے تو یہ تصویر اور پتا دے کر اس سے کہوں کہ یہ شخص تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

"تصویر موجود ہے آپ کے پاس۔" میں نے پوچھا

"ہاں یہ ہے۔" حسن صاحب نے کہا۔ "اسی کے پیچھے پتا بھی درج ہے۔" انہوں نے تصویر نکال کر مجھے دے دی۔ ادھیڑ عمر کے ایک پُروقار شخص کی تصویر تھی جو جدید تراش کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"میں سمبوتورا کو بلاتا ہوں اس سے حقیقت معلوم ہو سکے گی۔"

بابا کریم سمبوتورا کو بلا لائے۔ میں نے کچھ کہے بغیر اس تصویر کو اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اس شکل کو پہچان سکتے ہو سمبوتورا۔" اور سمبوتورا تصویر میرے ہاتھ سے لے کر دیکھنے لگا۔ دفعتاً اس کے چہرے کی کیفیت بدل گئی۔ اور اس کے حلق سے بے اختیار نکلا۔

"بائی تو راسا، لیبوس۔"

سمبوتورا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں چند لمحات کے لیے تو اس کے الفاظ میری سمجھ میں نہیں آئے لیکن پھر میں ان کے بارے میں جان گیا۔ سمبوتورا نے پہلے تو اپنی زبان میں ایک لفظ کہا تھا اور اس کے بعد لیبوس کا نام لیا تھا اور جہاں تک میرا اندازہ تھا یہ نام اس سے پہلے بھی میں نے سنا تھا گوشائی کی زبانی۔ گوشائی نے اپنے ساتھیوں کا نام لیتے ہوئے لیبوس کے بارے میں بھی کہا تھا۔ میں تعجب سے سمبوتورا کی صورت دیکھنے لگا تب سمبوتورا نے کہا۔ "ہاں گازالی یہ لیبوس ہی ہے۔"

"تمہارے ساتھیوں میں سے ایک۔" میں نے سوال کیا

"ہاں سو فیصدی، سو فیصدی۔" سمبوتورا کی آواز جوشِ مسرت سے کانپ رہی تھی۔

میں چند لمحات پُرخیال نگاہوں سے اُسے دیکھتا رہا اور پھر میں نے گہرا سانس لے کر کہا۔ "اس کا مقصد ہے سمبوتورا کہ تقدیر ہمارے لیے آسانیاں پیدا کر رہی ہے۔"

جیسا کہ مسٹر حسن نے بتایا گازالی، اگر لیبوس یہاں ہم سے ملنے آیا تھا تو یقیناً اس کے پاس بہت سی معلومات ہوں گی۔ اور ہمیں وقت ضائع کیے بغیر اس پتے پر لیبوس سے مل لینا چاہیے۔"

میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ حسن صاحب ہم دونوں کی صورت دیکھ رہے تھے پھر انھوں نے کہا۔ "گویا یہ شخص تمہارا شناسا ہے۔"

"ہاں حسن صاحب، ہمیں اس کی تلاش ہے۔"

"کیا تمہیں بھی غزالی؟" حسن صاحب نے پوچھا اور میں مسکرانے لگا "جی ہاں حسن صاحب مجھے ان لوگوں کے لیے کافی کام کرنا ہے۔"

"گویا تم ان کے ساتھ ہی اس شخص سے ملنے جاؤ گے۔"

"جی!" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ حسن صاحب شاید اس بات کے خلاف تھے لیکن سمبوتورا کے سامنے انھوں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ تھوڑی دیر تک سمبوتورا میرے پاس رہا۔ پھر اس نے کہا "کیا یہ تصویر مجھے لے جانے کی اجازت ہے"۔

"ہاں بھئی تمہاری امانت ہے تم لے لو" حسن صاحب بولے اور سمبوتورا مجھے دیکھتا ہوا واپس چلا گیا۔

جب وہ مجھے دیکھ رہا تھا تو میرے ذہن میں اس کی آواز اُبھری۔ "مسٹر گازالی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" اس کے جانے کے بعد حسن صاحب عجیب سے انداز میں مجھے دیکھنے گئے پھر بولے "غزالی، کیا واقعی تم ان لوگوں کے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ بیٹے میں تمہارا بزرگ ہوں، تمہارے دوست کا باپ اور اس سے کہیں زیادہ تمہارا احسان مند درحقیقت تمہاری شخصیت نے ہم سب کو اتنا متاثر کیا ہے کہ اب اس کے بارے میں تذکرہ کرنا بھی عجیب سا لگتا ہے میری خواہش ہے غزالی کہ اب تم کہیں نہ جاؤ جو ہنگامہ خیزیاں ہو چکی ہیں بلکہ میری حماقت کی وجہ سے ہو چکی ہیں میں ان ہی پر شرمندہ ہوں۔ آج بھی تم سے کہتا ہوں غزالی کہ خدا کی قسم خزانہ میری منزل نہیں تھا۔ طاہر علی اور کنور پربھات سنگھ کو تم نے جو کچھ دیا وہ تمہاری مرضی تھی لیکن میرے پاس جو کچھ تم نے بھیجا ہے وہ یوں سمجھ لو تمہاری امانت ہے۔ تم میرے خلوص پر یقین کرو میں وہ سب کچھ تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ یہاں اپنی زندگی کا آغاز کرو بہت قیمتی اشیا ہیں وہ۔ انھیں فروخت کرنے کے بعد تم کم از کم دو کروڑ روپیہ حاصل کر سکتے ہو اور یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ اس سے کوئی بھی کاروبار با آسانی کیا جا سکتا ہے۔ میری رائے تو یہی ہے غزالی کہ اپنا کاروبار شروع کر دو اور مجھے یقین ہے کہ تم جیسا ذہین انسان جس کاروبار میں ہاتھ ڈالے گا اُسے چار چاند لگا دے گا۔ اپنی زندگی کو اسی مخصوص راستے پر لے آؤ جو انسانوں کی زندگی کا راستہ ہے۔ کیا فائدہ ان فضول باتوں میں الجھنے کا، یہ لوگ جو کوئی بھی ہیں ان کا مقصد جو کچھ بھی ہے ظاہر ہے وہ تم سے مطابقت نہیں رکھتا ہو گا۔ پھر تم کیوں ان الجھنوں میں پڑے ہوئے ہو؟"

"حسن صاحب، میں ان سے وعدہ کر چکا ہوں اور میرا خیال ہے، یہ الفاظ کافی ہیں۔"

حسن صاحب میرے لہجے کی مضبوطی کو محسوس کر چکے تھے۔ چند لمحات ہونٹ سکوڑے بیٹھے رہے پھر شانے ہلا کر بولے۔ "اگر تمہارے بجائے محسن ہوتا تو میں جبری طور پر اُسے روک سکتا تھا لیکن میرے اور تمہارے درمیان خون کے رشتوں کے پردے حائل ہیں۔ ظاہر ہے میرا تمہارا کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے۔"

"آپ محسوس نہ کریں حسن صاحب۔ بس میرا دل کہتا ہے اور میری زندگی کچھ ایسی ہی ہو گئی ہے کہ اب میں کسی ایک جگہ قرار نہیں پا سکتا، چنانچہ مجھے آپ کی اجازت درکار ہے"۔

"میں تمہیں روک نہیں رہا۔ بس ایک بزرگ کی حیثیت سے تجویز پیش کی تھی بہرطور، اگر تم ان سے وعدہ کر چکے ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

میں تھوڑی دیر تک حسن صاحب کے پاس رہا پھر سمبوتورا کے پاس پہنچ گیا۔ وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ "لیبوس کا مل جانا ہمارے لیے واقعی ایک نیک فال ہے گازالی، کیا تم یہاں زیادہ عرصہ قیام کرو گے"؟

"نہیں سمبوتورا میں بہت جلد یہاں سے لندن روانہ ہونے کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کل سے اس کام کا آغاز کر دیں گے ویسے یہ شخص لیبوس، مارٹن ایسٹرو کے نام سے اپنے آپ کو لندن میں روشناس کرائے ہوئے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے خاصی آسانیاں حاصل ہیں۔"

"لیبوس بھی ان سربراہوں میں سے ایک ہے جو ہمارے لیے واپسی کے راستے تلاش کر سکتے ہیں۔ ہاں گازالی اس کے مل جانے سے شاید ہمیں دوسروں کا پتا بھی مل جائے۔ بہت ہی اچھا ہو گا یہ یوں سمجھ کہ اب تک کی تمام تر کوششوں میں سب سے شاندار کوشش اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ لیبوس، گومین کے ذہن کو درست کرانے میں ہماری مدد کر سکے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے تم اطمینان رکھو لیکن کچھ روز تو ضرور لگ جائیں گے۔ ظاہر ہے، ہمیں تیاریاں کرنا ہوں گی۔"

"میں جانتا ہوں گازالی تم میرے پرجوش ہوجانے کو ایک فطری ردِّ عمل کا نام دے سکتے ہو۔"

"میں سمجھتا ہوں سمبوتورا۔" میں نے جواب دیا۔ چند لمحات تک خاموشی رہی پھر میں نے سمبوتورا سے پوچھا۔ "سمبوتورا ان چار ناموں کے علاوہ کیا کچھ اور لوگ بھی تم سے بھٹکے ہوئے ہیں؟ میرا مقصد ہے کیا مزید ایسے افراد موجود ہیں جو منتشر ہوگئے ہوں۔"

"ہاں بہت سے، تمام لوگ دیلیبنی میں نہیں تھے۔ بے شمار افراد ایسے ہیں جن کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے۔ اب تم بائیسا ہی کا نام لے لو۔ بائیسا بھی ان لوگوں میں سے تھی جو بھٹک گئے تھے۔ اور جن کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا لیکن جتنے بھی سامون ہیں وہ سب کے سب ایک ہی مشن میں مصروف ہیں۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ وہ اپنی منزل پالیں، کون کہاں ہے ہم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے اور جب ہم واپسی کا سفر طے کریں گے تو یقیناً ان تمام لوگوں کو نہیں سمیٹ سکیں گے جتنے بھی ممکن ہوجائیں باقی لوگوں کو ان کی تقدیر پر چھوڑ دیا جائے گا۔"

میں سمبوتورا کے چہرے کی جانب دیکھنے لگا واپسی کے اس سفر کے بارے میں مجھے کوئی تفصیل نہیں معلوم تھی لیکن اب تو ذہن ان تمام خیالات سے ہٹ ہی گیا تھا۔ اب تو میں کبھی یہ نہیں سوچتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ سامون کیا ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟ میرے دل و دماغ میں یہ احساس بیٹھ گیا تھا کہ مجھے ان کی ہر طرح کی مدد کرنی ہے باقی سب کچھ ان کا اپنا معاملہ ہے اور اسے وہی جانیں۔ سمبوتورا کو تسلیاں دینے کے بعد میں نے گومین کا جائزہ لیا۔ وہ بے چارہ حسب معمول اپنی حرکات میں مصروف تھا اپنے آپ میں گم ذہنی طور پر بھٹکا ہوا لیبوس کے اس پیغام کی وجہ سے میں نے یہاں آنے کے بعد بہت سے پروگرام ملتوی کر دیے تھے۔ پہلے خیال تھا کہ اس سلسلے میں ڈاکٹر طاہر علی کی مدد لوں گا۔ اور ان سے یہ رائے مانگوں گا کہ میں گومین کی دماغی درستگی کے لیے اسے کہاں لے جاؤں اور کونسا ایسا بہترین سرجن ہوسکتا ہے جو گومین کا صحیح دماغی تجزیہ کر سکے۔ اب چونکہ لندن کا معاملہ سامنے آیا تھا چنانچہ میں نے سوچا کہ ابتداء وہیں سے کی جائے۔ اب تک تو یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ گومین کی ذہنی حالت درست کرنے کے لیے کوئی کام ہی نہیں کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی ایک سازش کے تحت گومین کو مزید دماغی طور پر معذور رکھنے کی کارروائی کرتے رہے تھے۔ ممکن ہے اگر گومین کا صحیح طور پر دماغی علاج ہوجائے تو وہ اپنی اصل حالت میں واپس آجائے اور یقیناً اگر گومین اپنی صحیح دماغی کیفیت میں واپس آگیا تو یہ میرا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

میری اپنی ذہنی حالت بھی عجیب تھی یہاں آنے کے بعد تنویر کو دیکھ کر دل کچھ ڈانواں ڈول ہوگیا تھا اور بار ہا یہ احساس دل میں آیا تھا کہ اس حسین زندگی کو چھوڑ کر خطرناک راستوں پر سفر کرنے سے کیا فائدہ لیکن جب بھی یہ احساس دل میں بیدار ہوتا کچھ لوگوں کی ملتجی نگاہیں میری طرف اُٹھ جاتیں اور چشم تصوّر سے میں اُن التجا بھرے چہروں کو دیکھتا اور فوراً ہی میرا ذہن صاف ہوجاتا۔ اور یہ بات دل میں جڑ پکڑنے لگتی کہ کچھ بھی ہوجائے مجھے ان لوگوں کے لیے کام کرنا ہے۔ بارہا یہ بھی سوچا کہ ممکن ہے یہ احساس میرے دماغ میں پیدا کیا گیا ہو لیکن اسے کسی بھی طور نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔

حسن صاحب نے شاید محسن اور تنویر سے اس بات کا تذکرہ کر دیا تھا کہ چند دنوں بعد میں چلا جاؤں گا۔ کوٹھی کے معمولات جوں کے توں تھے۔ میرے واپس آنے کی خوشی میں کوئی نہ کوئی تقریب ہوجاتی تھی۔ ایک شام تنویر نے باغ کے ایک گوشے میں میرے قریب پہنچ کر کہا۔ "سوری غزالی، نہ جانے آپ کس خیال میں مصروف ہوں گے۔ لیکن مداخلت کا تھوڑا بہت حق میرے پاس بھی ہے۔ بتائیے ہے یا نہیں۔"

"کیوں نہیں تنویر آپ کے پاس تو بہت سے حقوق ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تنویر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔ "شاید مجھے ان کا پتا کبھی نہیں چل سکا۔"

"آپ نے کبھی غور نہیں کیا ہوگا تنویر ورنہ آپ کو بہت کچھ معلوم ہوجاتا۔" میں بدستور مسکرا رہا تھا۔

تنویر اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی۔ چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔ "سنا ہے آپ جا رہے ہیں۔"

"کس سے سنا۔؟"

"محسن بھائی نے بتایا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ آپ پھر جا رہے ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کتنے عرصے کیلیے۔"

"جی ہاں تنویر میرا جانا ضروری ہے۔"

تنویر ان الفاظ پر چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔ "اس کے بعد کچھ کہنا بے مقصد ہی ہوجاتا ہے۔ لیکن کیا جلد چلے جائیں گے۔"

"بہت جلد بھی نہیں تاہم اگر آپ کوئی حکم دیں تو اس کی تعمیل کی جائے گی۔"

"میں کوئی حکم نہیں دے سکتی۔ دراصل کچھ عرصہ قبل محسن بھائی

کی شادی کا سلسلہ شروع ہوا تھا لیکن محسن بھائی نے یہ کہہ کر اسے ملتوی کر دیا کہ جب تک غزالی نہیں آئیں گے وہ شادی نہیں کریں گے۔ اب آپ آگئے ہیں، اگر آپ کے جانے کا کوئی سلسلہ نہ ہوتا تو میرا خیال ہے سکون سے اس موضوع پر بات چیت کی جا سکتی تھی لیکن اب اس کے لیے کچھ جلدی ہی کرنا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے تو میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک محسن کی شادی نہ ہوجائے۔"

"ایسا نہ کہیے اگر یہ بات کچھ لوگوں کو معلوم ہوگئی تو پھر محسن بھائی کی شادی کھٹائی میں پڑ جائے گی۔ بھلا کون چاہے گا کہ آپ جائیں۔" تنویر محتاط انداز میں گفتگو کر رہی تھی۔

میں ہنسنے لگا اور پھر میں نے کہا۔ "تنویر یہ میرا اپنا وطن ہے اور شاید یہ میرا اپنا ہی گھر ہے۔ میرے اپنے جذبات ہیں۔ یہاں کچھ میرے اپنے ہیں جو سونے سے قبل مجھے شب بخیر کہتے ہیں۔" میں رکا، تنویر کی جانب دیکھا۔ تنویر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی تھی اور اس نے نگاہیں چرالی تھیں۔

تب میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "ان تمام لوگوں کو چھوڑ کر چلا کہاں جاؤں گا لیکن کچھ لوگوں نے مجھ پر چند ذمّہ داریاں عائد کر دی ہیں اور یہ ذمّہ داریاں میں نے قبول کرلی ہیں۔ کیا میرے دوست اور وہ جو مجھے چاہتے ہیں یہ بات پسند نہیں کریں گے کہ جس کسی سے میں نے کوئی وعدہ کیا ہے اسے پورا کروں؟"

"لیکن واپسی کا کوئی وقت تو ہوگا نا۔؟" تنویر نے سوال کیا۔

"ہاں تنویر، بس یوں سمجھ لیجیے کہ جو لمحات یہاں سے دور گزریں گے ذہن پر گراں ہوں گے۔ اور یہی تصور ذہن میں رہے گا کہ جلد از جلد اپنی دنیا میں لوٹ جاؤں۔"

"خدا کا شکر ہے کہ آپ نے اسے اپنی دنیا تسلیم کیا ہے۔ ہم تو یوں سمجھنے لگے تھے کہ شاید آپ اپنی دنیا کہیں اور بسانا چاہتے ہیں۔"

"میری دنیا تو بس گئی ہے تنویر اور ہر انسان کی دنیا ایک بار ہی بستی ہے۔"

"اب میں چلتی ہوں۔" تنویر نے کہا۔

"سنیے تو سہی مجھے میری دنیا میں تنہا چھوڑ کر جا رہی ہیں۔"

"پلیز۔" تنویر شرمگیں لہجے میں بولی۔

"تو پھر تنویر صاحبہ میرا خیال ہے آج ڈنر پر حسن صاحب سے محسن کی شادی کے موضوع پر بات ہوجائے۔"

"جی ہاں ضرور کر لیجیے گا۔ اس سلسلے میں دیر نہ کیجیے۔ ورنہ آپ ہی کو دیر ہوگی۔" تنویر نے کہا اور تیز قدموں سے چلی گئی۔ میں اس کے الفاظ کی بازگشت محسوس کرتا رہا۔ تنویر واقعی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی تھی اور مجھے اس سب کچھ پر اعتبار کر لینا چاہیے تھا۔ اپنے دل میں لاتعداد جذبات چھپائے ہوئے میں واپس انیکسی میں آگیا یہاں مختلف موضوعات پر سمبوتورا سے گفتگو رہی۔

رات کو ڈنر پر میں نے محسن کی شادی کا تذکرہ بطور خاص چھیڑ دیا۔ "حسن صاحب، محسن کی شادی کے بارے میں آپ لوگوں نے کیا سوچا ہے؟"

حسن صاحب چونک کر مجھے دیکھنے لگے اور پھر بولے "بھئی جیسا تم پسند کرو۔ پہلے کچھ سلسلہ شروع ہوا تھا۔ فریحہ کے والدین نے اس کا تذکرہ کیا تھا لیکن محسن کے علاوہ خود میں بھی یہی چاہتا تھا کہ کم از کم تم اپنے مشن سے واپس آجاؤ۔"

"میری خواہش ہے حسن صاحب کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے یہ تقریب کر لی جائے۔"

"تو ٹھیک ہے کل ان لوگوں کے پاس چلتے ہیں۔ جیسا تم لوگ طے کرو گے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

دوسرے دن سے حسن صاحب کی کوٹھی میں ہنگامے بکھر گئے۔ محسن میرا ممنونِ کرم تھا۔ شادی کی تیاریاں زور و شور سے ہونے لگیں۔ بھلا کرنا ہی کیا تھا دعوت نامے تقسیم کرنے تھے۔ اور کھانے کے انتظامات۔ باقی سارے انتظامات تو پہلے ہی ہو چکے تھے۔ میں اس سلسلے میں سرگرم ہوگیا۔ تنویر کا اکثر میرا آمنا سامنا رہتا تھا۔ ہما، کنور پربھات سنگھ، اوشا اور جتنے شناسا تھے ان تمام ہنگاموں میں مصروف ہوگئے۔ حسن صاحب کی کوٹھی بھر گئی۔ باہر سے بھی بہت سے مہمان آئے تھے۔ مسٹر ملیبی نے جانے کی اجازت مانگی تھی لیکن انھیں اصرار کر کے اس شادی میں شریک ہونے کے لیے روک لیا گیا تھا۔ اوشا دیوی کی حرکتیں جوں کی توں تھیں وہ جب اپنے آپ کو کنور پربھات سنگھ کی بیٹی سمجھتیں تو مغرور ہوجاتیں اور جب کبھی انھیں اس خول سے نکل کر آدمی بننے کا موقع ملتا تو ٹھیک ٹھاک نظر آتی تھیں لیکن ان کے انداز میں وہی کیفیت قائم تھی، یعنی ایک تشنگی ایک طلب۔ کبھی کبھی مجھے اس لڑکی پر شدید رحم آنے لگتا۔ میری دلی خواہش تھی کہ وہ اپنی صحیح ذہنی کیفیت میں واپس آجائے۔ کنور پربھات سنگھ سے بھی اس سلسلے میں گفتگو ہوئی تھی اور کنور صاحب نے کہا تھا کہ ان کے ایک دوست کا بیٹا یورپ سے واپس آرہا ہے اور وہ لوگ یہیں قیام کریں گے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ بہت خوبصورت اور مہذب نوجوان ہے۔ میں نے اس سلسلے میں ان لوگوں سے بات کرلی ہے۔ شاید اوشا کی شادی اس نوجوان سے کر دی جائے، جس کا نام دلنود ہے۔ میں نے اس خبر پر خوشی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا اظہار کیا تھا۔

ہنگامے جاری رہے اور بالآخر وہ دن آگیا جب فریحہ، فریحہ بھابی بن کر حسن صاحب کی کوٹھی میں آگئیں۔ محسن اترایا اترایا پھر رہا تھا۔ سمبوتورا کو بھی اس تقریب میں شریک کیا گیا تھا۔ گومین بے چارے کی نگرانی کریم بابا کے سپرد کر دی گئی تھی۔ ہنگامے کئی دن سے جاری تھے اور کئی دن تک جاری رہے۔ میں نے بھی ایک ہوٹل میں ڈنر دیا تھا اور اس میں تمام لوگوں کو شریک کیا تھا

تقریباً تیرہ دن ان مصروفیات میں گذر گئے، دن اور رات مصروف رہنا پڑا تھا اور دلچسپیاں بھی اتنی ہی رہی تھیں۔ تنویر سے بار بار ٹکراؤ ہوتا رہا تھا اور ہر بار محبت کا ایک نیا پھول میرے دل میں کھل جاتا تھا۔ اس کے انداز میں بھی خود سپردگی کی کیفیات پائی جاتی تھیں۔ ایک شام تو ہم دونوں کے درمیان بڑی حد تک کھل کر گفتگو ہوئی۔ جس سے کم از کم میرے ذہن کو وہ سکون ملا جس کا میں طالب تھا۔

تنویر باغ کے ایک گوشے میں تنہا کھڑی تھی۔ میں نے اسے دور سے دیکھا اور اس کے قریب پہنچ گیا "خیریت۔! یہ تنہائیاں کیوں اپنالی ہیں۔؟"

"اس لیے کہ آپ جا رہے ہیں" تنویر نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ تنویر بالکل سنجیدہ تھی۔

"میں سمجھا نہیں تنویر۔؟"

"تنہائیوں کا مطلب سمجھا رہی ہوں آپ کو" وہ بھاری لہجے میں بولی اور میں تعجب سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔

"آپ اس بھری پری کوٹھی میں ہیں تنویر، یہاں سب لوگ ہیں آپ کے ساتھ، ایک میرے چلے جانے سے کیا ہو جائے گا۔"

"اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے چلے جانے سے کچھ نہیں ہوگا تو ٹھیک ہے میں آپ کی سوچ تو نہیں بدل سکتی۔"

"کچھ ناراض ہو، میں نے سوال کیا۔؟"

"ہاں۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ آپ جا رہے ہیں ایک نامعلوم وقت کے لیے اس سے پہلے میں یہی سوچتی تھی کہ تبت سے واپسی کے بعد آپ یہیں رہیں گے۔ لیکن۔۔۔ لیکن۔" وہ خاموش ہو گئی۔

"تنویر آپ میری کمی محسوس کرتی ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، میں آپ کی کمی محسوس کرتی ہوں۔"

"تو پھر تنویر ہم کچھ دن کے لیے ایک دوسرے سے سمجھوتا کیے لیتے ہیں، میں واپس آؤں گا اور آپ کے یہ الفاظ مجھے جلد واپسی کے لیے مجبور کریں گے۔ لیکن تنویر ان الفاظ کے پس پردہ بہت سے جذبوں کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ کیا کچھ اور صاف الفاظ میں ہم ایک دوسرے سے اپنے احساسات کا اظہار نہیں کر سکتے۔"

"اگر آپ زبان کو بے حیائی کی حدود میں داخل کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اس سے روکوں گی۔ ذہنوں میں جذبات جنم لیتے ہیں اور بعض اوقات ان کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ فیصلے تقدیر پر چھوڑ دیے جاتے ہیں لیکن اگر مجبوری ہی درپیش ہو تو میرے خیال میں دل کی بات کہہ دینا چاہیے اور میں ایک عورت ہونے کی حیثیت سے اس سے زیادہ واضح الفاظ نہیں استعمال کر سکتی۔ آپ خواہ مجھے کچھ ہی سمجھ لیں۔"

"شکریہ تنویر، بلاشبہ آپ نے میری پذیرائی کی ہے۔ لیکن کچھ خوف بھی ذہن میں جاگزیں ہے۔"

"کیسا خوف؟" تنویر نے سوال کیا۔

"تنویر اگر ہم دونوں ایک دوسرے سے اتنی ہی دوری محسوس کرتے رہے اور ہم نے یہ دوریاں ختم کرنے کے لیے کوششیں کیں تو کیا ان کوششوں میں ہمیں کامیابی ہوگی؟"

"میں سمجھتی ہوں آپ کی پوزیشن مستحکم ہے، آپ اچھے خاندان کے ہیں، اچھے انسان ہیں اس کے باوجود اگر کچھ رکاوٹیں درپیش ہوئیں تو ہمارے اپنے بہت سے محبت کرنے والے ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ غزالی میں بہت غور و خوص کرتی رہی ہوں۔ الجھ کر اور بہت پریشان ہو کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم آپ سے واضح الفاظ میں گفتگو کر لی جائے۔ اس سے زیادہ وضاحت کی جا سکتی ہے آپ بتائیے۔؟"

"نہیں تنویر، اگر آپ کو اعتبار ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ مجھے بھی اطمینان رہے گا۔ ہم اپنے ذہن میں پوشیدہ کیفیتوں کو ابھی اپنے اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں لیکن ایک بات کا وعدہ کیجیے اگر مجھے دیر ہو جائے اور یہاں آپ کے لیے کچھ الجھنیں پیش آ جائیں تو آپ ان سے نمٹ لیں گی۔"

"آپ مطمئن رہیں میں کم از کم ان لوگوں کو یہ بتانے کی جرأت رکھتی ہوں کہ خود میرے ذہن میں کیا ہے اس کے باوجود اگر اس چیز کو ناپسند کیا گیا تو میں آخری حد تک کوشش کروں گی لیکن آپ کو مجھ سے رابطہ قائم رکھنا ہوگا۔ آپ مجھ کو اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہیں گے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔"

"تنویر، میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے وہ طویل فاصلے اچانک طے کر لیے ہیں جن پر نہ جانے کتنے عرصے چلنا ہوتا۔ میں بھی صاف گوئی پسند کرتا ہوں۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ میری عزت افزائی

ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا اور اپنا راز، اپنی امانت مجھے سونپ دی۔ تنویر آپ یقین کیجیے کہ زندگی بے شمار مراحل سے گزرتی ہے لیکن آپ تبت کے سفر کے دوران میرے دل میں کسکتی رہیں۔ اور میں بہت بار ایسے نازک مرحلوں سے گزرا جہاں اگر آپ کی کسک میرے دل میں نہ ہوتی تو زندگی کوئی اور رخ اختیار کر لیتی۔ آپ یوں سمجھ لیجیے تنویر کہ آپ ہمیشہ سے میرے ذہن میں ہیں۔ اس وقت سے شاید جب میں نے آپ کو دیکھا تھا اور اپنے جذبات کو پہچان نہیں سکا تھا اس کے بعد میرے راستے میں جو کچھ آیا وہ آپ کی ٹھوکروں کی زد میں رہا کسی کو اس مقام تک پہنچنے کا موقع نہیں مل سکا جہاں وہ پہنچنا چاہتا تھا۔"

"میں جانتی ہوں غزالی یہ بات مجھے معلوم ہے" تنویر نے کہا اور پھر بے بسی سے ہنستی ہوئی بولی "خدا کے لیے اس موضوع پر اس سے زیادہ گفتگو مجھ سے نہ کریں، جو کچھ کہہ چکی ہوں اس پر نجانے کب تک شرم آتی رہے گی۔"

"ٹھیک ہے تنویر۔ میں اس سے زیادہ آپ سے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کروں گا، آئیے چلیں۔" میں نے کہا اور وہ پُراعتماد قدموں سے میرے ساتھ کوٹھی کی جانب چل پڑی۔

محسن مسرتوں میں ڈوبا ہوا تھا، فریحہ میرے سامنے آتی تو بری طرح شرما جاتی تھی، ہما کی کیفیت نارمل تھی، ہنگامے مسلسل جاری تھے۔ مسٹر ویلیمی کو اس کے بعد جانے کی اجازت دے دی گئی اور وہ اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ رخصت ہو گئے جاتے ہوئے انھوں نے بڑے خلوص سے ہمارا شکریہ ادا کیا تھا۔

ایک رات سمبوتورا نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا "سوری گازالی، مجھے تم سے یہ بات نہیں کہنی چاہیے تھی، لیکن بس ذہن میں سوال ابھرا ہے، اور تم سے پوچھنے میں کوئی قباحت بھی محسوس نہیں کرتا کہ اب کیا پروگرام ہے۔"

"میں جانتا ہوں سمبوتورا تم نہایت الجھنوں میں یہ وقت گزار رہے ہو لیکن اس بات سے مطمئن رہو کہ میں بھی اپنے طور پر غافل نہیں ہوں، اور نہ بیکار وقت گزار رہا ہوں، جو تیاریاں ہمیں کرنی تھیں، میں نے اس کی ذمہ داریاں چند افراد کو سونپ دی ہیں، اور ہمارا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے، بس دو تین دن کے بعد میں ان لوگوں سے اجازت لے لوں گا، لیکن اب سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم پہلے سے لیبوس کو اپنی آمد کی اطلاع دے دیں۔"

"ضروری نہیں ہے، جو پتا اس نے بتلایا ہے اس پتے پر پہنچ کر ہم اس سے اچانک ہی ملاقات کریں گے۔" سمبوتورا نے کہا۔

"میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا اور اس کے بعد سمبوتورا خاموش ہو گیا۔

دوسرے دن میں نے اس سلسلے میں حسن صاحب سے بات کی، محسن نے شدید مخالفت کی تھی، اس کی ہمنوا سب سے زیادہ ہما تھی، لیکن حسن صاحب نے اس سلسلے میں درمیانی روّیہ اختیار کیا تھا، بلکہ انہوں نے محسن کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ جب غزالی کو جانا ہی ہے تو پھر بلاوجہ راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تیاری تقریباً مکمل ہو گئی اور لندن کی ایک فلائٹ سے ہمارے لیے سیٹیں بک کرا دی گئیں، مکمل تیاریوں کے بعد میں نے ان سب کو خدا حافظ کہا اور پھر لندن جانے کے لیے روانہ ہو گیا، ایئرپورٹ پر تنویر خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی تھی۔ میں نے پوری خود اعتمادی کے ساتھ اس کے قریب پہنچ کر اُسے خدا حافظ کہا اور کہا کہ تنویر اپنے الفاظ یاد رکھنا۔ تنویر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی پائی جاتی تھی۔ بہرطور اس کا احساس میرے لیے ایک قیمتی سرمایہ تھا۔ میں جہاز میں سفر کرتے ہوئے بھی اس کے بارے میں سوچ رہا تھا، سمبوتورا اور گومین ساتھ ساتھ تھے، سمبوتورا گومین کو سنبھالے ہوئے تھا۔ میں برابر والی سیٹ پر تھا۔ میرے برابر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی، جس کا تعلق شاید یورپ ہی سے تھا۔ عقبی نشست پر ایک اور جوڑا تھا جسے میں نے دورانِ سفر ایک بار دیکھا تھا، معمر اور پُروقار شخص اور شاید اسکی بیوی میرے نزدیک بیٹھی ہوئی لڑکی کے بدن سے سینٹ کی بھینی بھینی سی خوشبو اٹھ رہی تھی ابھی تک میرے اور اس کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی، لیکن جب سفر کا تقریباً ایک گھنٹہ یا اس سے کچھ زیادہ گذر گیا، تو اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا دورانِ سفر مکمل خاموشی سفر کو خوشگوار رکھ سکتی ہے؟"

میں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا، شوخ و شنگ سی خوبصورت لڑکی تھی، سنہری گھنگھریلے بال بڑی نفاست سے تراشے گئے تھے، میں نے مسکرا کر اسے ہیلو کہا۔

"ہیلو۔ میں کہہ رہی تھی کہ دورانِ سفر اجنبیت کا اظہار بہت زیادہ خوشگوار نہیں ہوتا، کم از کم تھوڑی بہت گفتگو سے وقت کٹ جاتا ہے۔"

"سوری۔ دراصل میں کچھ خیالات میں گم تھا۔"

"میں کئی بار آپ کی طرف متوجہ ہو چکی ہوں، کیا نام ہے آپ کا۔؟"

"غزالی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا نام ہیلن مورگر ہے۔ پچھلی سیٹ پر میرے ڈیڈی اور ممی بیٹھے ہوئے ہیں، ہم لوگ تمہارے وطن کی سیر کر کے واپس جا رہے ہیں، اور میرے ذہن پر اس سیاحت کے نہ مٹنے والے نقوش ثبت ہو گئے ہیں۔"

"شکریہ۔ لیکن آپ نے یہ بات کیسے جان لی کہ میرا تعلق اس ملک سے ہے؟"

"میں پورے چار ماہ یہاں رہی ہوں، آپ لوگوں کو دیکھنے اور سمجھنے کا کافی وقت ملا ہے مجھے، اب کیا اتنا بھی نہیں پہچان سکتی۔" ہیلن مورگر کہنے لگی۔

"کیسا لگا آپ کو میرا وطن؟"

"بہت دلکش۔ بہت ہی پراسرار روایات کا حامل۔ آپ لوگ عجیب ہیں، خاموش خاموش سے، شرمائے شرمائے سے۔ آپ لوگوں کی آنکھوں میں ایک ازلی شرافت ہے، اور میں اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئی ہوں۔"

"آپ کے ان الفاظ کا شکریہ مس مورگر۔" میں نے کہا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ۔"

"لندن۔"

"میرا تعلق بھی لندن ہی سے ہے، میرے ڈیڈی وہاں رہتے ہیں، اور میں تعلیم مکمل کر چکی ہوں، آجکل بیکاری کا وقت گذار رہی ہوں، ہندوستان کے بارے میں ہمیشہ ہی پڑھتی رہی ہوں، اور بہت زیادہ شوق تھا اسے دیکھنے کا، ڈیڈی نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور اب اس وعدے کی تکمیل کے بعد ہم اپنی دنیا میں واپس جا رہے ہیں۔"

"بہت مسرت ہوئی ہے آپ سے مل کر مس مورگر۔"

"لندن میں آپ کہاں قیام کریں گے مسٹر غزالی۔" اس نے سوال کیا۔

"دراصل وہاں کچھ ایسی مصروفیات کے تحت جا رہا ہوں، جن کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ نہیں ہے، تاہم کسی ہوٹل ہی میں قیام کیا جائے گا۔"

"اچھے دوست اگر کہیں بھی مل جائیں تو ان سے راہ و رسم رکھنا ضروری ہے۔ لندن میں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آپ سے ایک دو بار ملاقات کر دوں۔"

"ضرور مجھے خوشی ہوگی۔" مس مورگر صاف ستھری لڑکی تھی، اس سے گفتگو کرتے ہوئے کسی قسم کے ذہنی بوجھ کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

اس نے کہا: "اگر آپ پسند کریں تو لندن کی سیر میں ہی آپ کو کراؤں گی۔ یہ ایک طرح سے بدلا ہوگا، ان دوستوں کی نوازشات کا جنہوں نے آپ کے ملک میں مجھے اپنا وقت دیا اور یہاں کی تمام چیزوں سے روشناس کرایا۔"

"کاش میں بھی ان میں شامل ہوتا، تاہم میں آپ کی اس پیشکش کو خلوص دل سے قبول کرتا ہوں۔"

بہت سی گفتگو ہوتی رہی مس مورگر سے پھر اس نے اپنے ڈیڈی سے میرا تعارف کرایا۔ ان کا نام ڈاکٹر جے مورگر تھا اور ایلینا مورگر ان کی بیگم تھیں، کافی دلچسپ سفر رہا اور اس کے بعد ہم لندن ایرپورٹ پر اتر گئے۔ مسٹر جے مورگر نے مجھ سے اخلاقاً پوچھا کہ کیا وہ یہاں میری کچھ مدد کر سکتے ہیں، میں نے ان کا شکریہ ادا کر دیا۔ بہرحال رخصت ہوتے ہوئے انہوں نے مجھے اپنا وزیٹنگ کارڈ دیا اور انکی لڑکی ہیلن مورگر نے مجھ سے سوال کیا کہ میں کون سے ہوٹل میں قیام کروں گا؟ میں نے اس کے جواب میں اس سے یہی کہا کہ جس ہوٹل میں بھی میں قیام کروں گا۔ اس کے بارے میں اسے ٹیلیفون پر اطلاع دے دوں گا۔ اچھی بات تھی کسی مخلص شخص سے شناسائی ہو جائے، مسٹر جے مورگر سے بھی میں کافی متاثر ہوا تھا، بڑی حلیم شخصیت کے مالک تھے۔

بہرطور یہاں اترنے کے بعد ہی ہوٹل کا انتخاب کیا گیا اور ہم نے ہوٹل ویلنٹائن منتخب کر لیا، ویلنٹائن فائیو اسٹار ہوٹل تھا، تعیشات کی تمام سہولتوں سے آراستہ، سمبو تورا اور گومین کے لیے ایک کمرہ حاصل کیا گیا تھا، میں نے دوسرا کمرہ منتخب کیا، کافی دیر تک آرام کرنے کے بعد ہم نے اپنے آئندہ اقدامات کے بارے میں فیصلہ کرنے کیلئے میٹنگ کی۔ سمبو تورا اور میں اس سلسلے میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

"ہاں تو سمبو تورا مسٹر مارٹن ایسٹرو یعنی لیبوس سے ملاقات کے لیے ہمیں کیا پروگرام ترتیب دینا چاہیے؟"

**

مقلوب
ایک نوجوان کی زندگی کی داستان
ناقابل یقین مگر قابل بیان
نئے اسرار اور نئی پیکار

اس دلچسپ داستان کے بقیہ واقعات تیسرے (آخری) حصہ میں ملاحظہ فرمائیں